إِزَالَةُ الخفاء

عن خلافة الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مقامِ خلافت، خلفاء راشدینؓ کے فضائل و مناقب، تفضیل حضرات شیخینؓ، صحابہ کرامؓ کے مراتب، خلفاء راشدینؓ کے کارنامے، نیز امورِ خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآراء مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

العلم دار العلوم مجددیہ
فتح گڑھ - سیالکوٹ

مترجمہ

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندیؒ

جلد سوم

ناشر

قدیمی کتب خانہ - آرام باغ کراچی ۱

Marfat.com

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء (مترجم)

جلد سوم

مضمون	صفحہ
(مقصدِ دوم) ۱۔ خلفائے اربعہ کے محاسن و مناقب	۲
پہلا نکتہ: پیغمبری کی صفاتِ خاص	۲
ذیلی نکتہ: نبی کی چار جامع صفات	۴
قبل از بعثت کی حالت، نبی صلعم کا اصلاحی کام اور اس کے نتائج۔	۷
دوسرا نکتہ: غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبہ کیونکر حاصل ہوتا ہے اور پیغمبر کی امانت کیسے ہوتی ہے؟ نیز نبوت کے بوجھ اٹھانے اور کارِ نبوت کو پورا کرنے میں غیر نبی کیسے حصہ لیتا ہے؟	۱۰
تیسرا نکتہ: خلفائے راشدین رض کے آنحضرت صلعم اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کا بیان	۱۵
(۱) خلفائے راشدین رض کی خدمات دربارۂ قرآن۔	۱۸
(۲) خلفائے راشدین رض کی خدمات علمِ حدیث میں۔	۲۱
(۳) خلفائے راشدین رض کی خدمات علمِ فقہ میں۔	۲۳
(۴) خلفائے راشدین رض کی خدمات علمِ احسان میں۔	۲۳
(۵) خلفائے راشدین رض کی خدمات علمِ حکمت میں۔	۲۴
(۶) خلفائے راشدین رض کی سیاسی و فوجی خدمات۔	۲۴
مناقبِ جمیلہ صدیقِ اکبر رض	۲۶
آپ کی براعتِ نسب۔	۲۶
آنحضرت صلعم سے آپ رض کی محبت و مؤانست قبل از اسلام سے۔	۲۹

مضمون	صفحہ
آپ رض کا شروعِ بعثت ہی میں اسلام لانا۔	۳۰
آپ کے اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوئی چند مرتبہ۔	۳۱
آپ رض کے اسلام لانے کے فوراً بعد بہت سے شرفاء قریش آپ رض کی ترغیب سے اسلام لائے۔	۳۳
اسلام کے ابتدائی غربت کے دور میں آپ رض نے تقویتِ اسلام اور خدمتِ آنحضرت صلعم کیلئے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔	۳۴
قریش کے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔	۳۴
قریش کے سامنے توحید پر پہلا خطبہ آپ رض نے دیا۔	۳۵
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپ رض نے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا۔	۳۶
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپ رض نے توریہ و کنایہ سے کام لیا۔	۳۹
آپ رض شعبِ ابی طالب میں آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے۔	۳۹
سب سے پہلے آپ رض نے (مکہ میں) مسجد بنائی۔	۴۰
آپ رض نے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں شرط لگائی۔	۴۱
آنحضرت صلعم مکہ میں روزانہ آپ رض کے گھر آمد و رفت رکھتے تھے۔	۴۲
آنحضرت صلعم سے حضرت عائشہ رض کے نکاح کے بعد آپ رض نے حد درجہ ادب ملحوظ رکھا۔	۴۲
سب سے پہلے آپ رض نے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔	۴۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
عرب قبائل میں تبلیغ کے وقت آپؓ ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔	۴۳
آپؓ رسول اللہ صلعم کے رفیقِ ہجرت تھے۔	۴۴
غزوۂ بدر میں آپؓ کو نمایاں اعزازات حاصل ہوتے۔	۴۴
غزوۂ اُحد میں آپؓ کو فضائل عظیمہ حاصل ہوتے۔	۴۷
غزوۂ خندق میں آپؓ کو ایک لشکر کی سالاری ملی۔	۴۹
غزوۂ مریسیع میں حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ اور اسکے ضمن میں حضرت ابو بکرؓ کو نمایاں فضائل نصیب ہوئے۔	۴۹
صلح حدیبیہ میں آپؓ کے مناقب کا ظہور۔	۵۱
غزوۂ خیبر میں آپؓ حاضر تھے۔	۵۵
سریۂ بنی فزارہ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر بنایا۔	۵۵
سلاطینِ عالم کے نام خطوط بھیجتے وقت رسول اللہ صلعم کا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت بیان کرنا۔	۵۶
آپؓ رسول اللہ صلعم سے مصالحِ مسلمین کی بابت مشاورت کرتے تھے اور آنحضرتؐ ان کے مشوروں کو قبول کرتے تھے۔	۵۷
سورۂ تحریم میں وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا اشارہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی جانب ہے۔	۵۷
آپؓ رسول اللہ صلعم کے راز چھپاتے تھے۔	۵۸
آپؓ ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔	۵۸
غزوۂ فتح مکہ میں آپؓ کو نمایاں فضیلت حاصل ہوئی۔	۵۹
واقعۂ حنین میں ابو قتادہؓ کے قضیہ میں ابو بکرؓ کا مشورہ ہی درست ٹھہرا۔	۶۱
غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کو بہت سی شاندار فضیلتیں حاصل ہوئیں۔	۶۲
غزوۂ تبوک میں حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے	۶۲
۹ھ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر حج بنایا اور اسلام میں پہلے امیر الحج ہوئے۔	۶۳
حجۃ الوداع میں آپؓ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے۔	۶۶
مرض الموت میں آنحضرت صلعم نے صدیق اکبرؓ پر بہت عنایات فرمائیں اور امامتِ نماز سے مشرف کیا۔	۶۶
آپؓ رسول اللہ صلعم کے برابر دفن ہوئے۔	۶۷
ایک نکتہ: مہاجرین اولین خلافت کے مستحق کیوں ہوئے اور مہاجرین اولین میں حضرت ابو بکرؓ کی منفرد حیثیت۔	۶۸
دوسرا نکتہ: حضرت ابو بکرؓ کی امانتوں اور خدمتوں کی شہادت خود رسول اللہ صلعم نے دی ہے	۶۸
آنحضرت صلعم کے ساتھ ابو بکرؓ کی صحبتِ دائمی و اخلاص۔	۶۹
حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عقلیہ انبیاءؑ کی قوتِ عقلیہ کے مشابہ تھی۔	۷۲
حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عملیہ بھی انبیاءؑ کی قوتِ عملیہ کے مشابہ تھی۔	۷۷
حضرت صدیقؓ کی صفائی قلب۔	۷۹
حضرت صدیقؓ کا توکل۔	۸۰
حضرت صدیقؓ کا تقوٰے۔	۸۱
حضرت صدیقؓ کی بیت المال میں احتیاط	۸۱
حضرت صدیقؓ کی دعا۔	۸۱
آپؓ کا زبان کو روکے رکھنا۔	۸۲
حضرت صدیقؓ کی تواضع۔	۸۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت صدیق رضؓ کی شفقت خلق اللہ پر، اور آپؓ کا لذاتِ نفس سے خالی ہونا۔	۸۲
آپؓ کا راضی برضائے الٰہی ہونا۔	۸۳
آپؓ کے نفیٔ ارادہ کا ثبوت۔	۸۳
آپؓ کے زُہد کا واقعہ۔	۸۳
آپؓ کا خوف (حساب و آخرت)۔	۸۴
آپؓ کی عبرت کا واقعہ۔	۸۴
عُجب سے آپؓ کا مبرّا ہونا۔	۸۴
آپؓ کا گریہ وبکا۔	۸۵
آپؓ کا خلق خدا کیلئے نافع ہونا۔	۸۵
آپؓ کا ترکِ سوال۔	۸۵
آپؓ کے صدقِ نیت کا حال۔	۸۵
حضرت صدیق رضؓ نے نشر قرآن عظیم کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۶
آپؓ نے اشاعتِ علم حدیث کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۷
آنحضرت صلعم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کرکے مسلمانوں کو حیرت و تردّد سے رہا کیا۔	۹۲
آنحضرت صلعم کی وفات اور زندگی کی بابت تنازعہ اور ابوبکر صدیق رضؓ کا اسکی بابت اختلاف ختم کرنا۔	۹۴
آنحضرت صلعم کے مقامِ دفن اور کیفیتِ نمازِ جنازہ میں اختلاف اور حضرت صدیق رضؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا۔	۹۴
سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلۂ خلافت پر اختلاف، اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا، اور سب کا آپؓ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق۔	۹۴
آپ رضؓ نے منصبِ نبوّت اور منصبِ خلافت میں تفریق کی۔	۱۰۱

مضمون	صفحہ
آپؓ کا آیت عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ الخ کی غلط تاویل کو درست کرنا۔	۱۰۳
آپؓ کا مانعینِ زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں اشکال دُور کرنا۔	۱۰۳
جیشِ اُسامہ کی روانگی کے مسئلہ پر آپؓ کا صحیح فیصلہ۔	۱۰۴
مُرتدین سے قتال کی بابت مباحثہ میں آپؓ کی اصابتِ رائے۔	۱۰۵
قتالِ مرتدین میں خالدؓ بن ولید کو امیر متعیّن کرنے کا عمدہ فیصلہ۔	۱۰۶
آپؓ نے بعض اکابر صحابہؓ کو وساوس اور حدیثِ نفس سے نجات کا طریقہ تجویز فرمایا۔	۱۰۶
حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ کی خلافت توڑنے کی بابت زبیرؓ اور بنی ہاشم کے مشورے۔ شیخینؓ نے اس کا بحُسنِ تدبیر دفعیہ کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ نے اُمّت کیلئے اجتہاد کا ایک قاعدہ مقرر کردیا جس پر سب مجتہدین کاربند ہوتے۔	۱۱۴
آپؓ نے دادی کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۱۵
دادی کی میراث کی بابت آپؓ کا قول ورائے۔	۱۱۶
کلالہ کی تفسیر میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۱۷
آپؓ نے شراب پینے کی حد کا تعیّن فرمایا۔	۱۱۷
تائب ہونے والے مُرتدین سے آپؓ نے عجیب عجیب مکالمات فرمائے۔	۱۱۸
ملکِ شام میں جہاد کو جانے والے مجاہدین کو آپؓ نے مفید وجامع نصیحتیں فرمائیں۔	۱۱۹
آپؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔	۱۲۱
حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کو وصیتیں۔	۱۲۲
نکتہ: انداز غور و فکر میں حضرت ابوبکرؓ کی مابہ الامتیاز خصوصیت	۱۲۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مواعظ، رقائق اور حکمتیں۔	۱۲۶
حضرت صدیقؓ کے چند کلمات حقوقِ خلافت کی کامل ادائیگی کی بابت۔	۱۳۴
صدیقِ اکبرؓ نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کے وعدے پورے کئے اور آپؐ کے قرضوں کو ادا کیا۔	۱۳۶
اس کے بعد آپؓ نے قرآن کو دو لوحوں میں جمع کیا۔	۱۳۷
آپؓ نے آنحضرتؐ کے مقرر کردہ عاملوں کو برقرار رکھا۔	۱۳۷
آنحضرتؐ نے جس شخص کی حفاظت و رعایت کیلئے حکم فرمایا تھا صدیقِ اکبرؓ نے اسکی رعایت کی۔	۱۳۸
کیا تائب مرتدین پر اُن لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو اُنھوں نے دَورِ ارتداد میں قتل کیا تھا۔ اس مسئلہ میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۴۰
کنوارے زانی کو جلاوطن کرنے کے بارے میں حضرت صدیقؓ کی رائے۔	۱۴۰
اگر کوئی تیسری بار چوری کرے تو کیا سزا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۴۱
تقسیم غنیمت میں سبقت فی الاسلام کی بناء پر فضیلت دی جائے یا نسب کی بناء پر۔ حضرت ابوبکرؓ کا طرزِ عمل	۱۴۲
مرتدین سے حضرت ابوبکرؓ کے جہاد و قتال اور فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کا حال۔	۱۴۳
فارس و روم کے خلاف جنگوں میں حضرت ابوبکرؓ کی حکمتِ عملی۔	۱۴۶
حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے وصیت نامہ لکھنا اور حضرت عمرؓ کو نصیحتیں کرنا۔	۱۵۰
حضرت ابوبکرؓ کے آخری لمحات کے چند واقعات۔	۱۵۲
مناقبِ جمیلۂ فاروقِ اعظمؓ	۱۵۴
حضرت عمرؓ قریش میں ایک خاص مقام اور کامل وجاہت رکھتے تھے۔	۱۵۴
آپؓ کو تدبیرِ غیب کھینچ کر اسلام کی طرف لائی۔	۱۵۴
آپؓ کے اسلام لانے پر آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔	۱۵۶
آپؓ نے مسلمان ہونے پر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور ایذائیں برداشت کیں۔	۱۵۶
ایک نکتہ: فاروقِ اعظمؓ کے اسلام لانے میں تاخیر کی تلافی کیسے ہوئی۔	۱۵۸
آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اُنھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔	۱۵۹
آپؓ نے رسول اللہ صلعم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ کی فضا ہموار کی۔	۱۶۰
آپؓ کو غزوۂ بدر میں اچھی فضیلتیں ہاتھ آئیں۔	۱۶۰
آپؓ کو غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل حاصل ہوئے۔	۱۶۵
آپؓ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔	۱۶۶
آپؓ غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے۔	۱۶۷
آپؓ حدیبیہ میں حاضر تھے جہاں آپؓ کو بے حساب فضائل حاصل ہوئے۔	۱۷۰
ایک نکتہ: غلبہ کے معنے، اور داعیہ و رؤیا کا باہمی فرق۔	۱۷۳
دوسرا نکتہ: صحابہؓ کو ہدایت ملنے کے مختلف طریقے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دور حضرت عمرؓ کا مزاج۔	۱۷۵
غزوۂ خیبر میں حضرت عمرؓ کو بہت سے مناقب ملے۔	۱۷۶
غزوۂ فتح مکہ میں حضرت فاروقؓ کے متعدد فضائل ظہور میں آئے۔	۱۷۸
آنحضرت صلعم نے حضرت فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا۔	۱۸۰
حضرت عمرؓ نے غزوۂ حنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔	۱۸۰
طائف میں آپؓ کو نمایاں فضیلت ملی۔	۱۸۰
غزوۂ تبوک میں آپؓ نے نصف مال خرچ کیا۔	۱۸۲
آپؓ حجۃ الوداع میں حاضر تھے۔	۱۸۲
بہت سے فضائل میں آپؓ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں حصہ دار رہے۔	۱۸۲
آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے آپؓ خوب کوشاں رہے۔	۱۸۳
صدیق اکبرؓ کی خلافت میں آپؓ خلیفہ کے نائب اور وزیر و مشیر و قاضی رہے۔	۱۸۳
صدیق اکبرؓ نے آپؓ کو اپنا ولیعہد بنایا اور افضل امت قرار دیا۔	۱۸۳
حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایسی سیاست برتی جو کسی خلیفہ کو میسر نہ آئی، نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔	۱۸۴
حضرت عمرؓ کی اولیات۔	۱۸۴
عہد فاروقی میں جہاد و فتوحات و حصولِ غنائم کا حال۔	۱۸۵
عہد فاروقی میں کفر و اسلام کے درمیان "فرقان اکبر" کا ظہور ہوا۔	۱۹۱
ایک نکتہ: فارس و روم کی فتح کی بشارت نبویؐ حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔	۱۹۱
دوسرا نکتہ: فارس و روم کی فتح کا اہتمام حضرت عمرؓ نے کئی طریقوں سے کیا۔	۱۹۳
دولتِ ساسانیہ کے برباد ہونے کا حال۔	۱۹۵
روزِ ارماث کا حال۔	۲۰۰
روزِ اغواث کا حال۔	۲۰۲
روزِ عماس کے واقعات۔	۲۰۵
لیلۃ الہریر کا حال۔	۲۰۷
مدائن پر حملہ اور فتح۔	۲۰۹
۲۰ھ میں حضرت فاروقؓ کا سعد بن ابی وقاصؓ کو واپس بلانا اور یزدجرد کی لشکر کشی۔	۲۱۰
حضرت عمرؓ کا نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنانا اور فتح الفتوح کا حصول جس کے بعد دولتِ ساسانیان کا کلی خاتمہ ہوگیا۔	۲۱۱
شام سے رومیوں کی حکومت کا خاتمہ۔	۲۱۲
حمص کی فتح۔	۲۱۳
لاذقیہ، قنسرین، حلب و انطاکیہ کی فتح۔	۲۱۴
قیساریہ اور اجنادین کی فتح۔	۲۱۵
بیت المقدس کا محاصرہ۔	۲۱۶
حضرت عمرؓ کا سفر برائے بیت المقدس اور بیت المقدس میں داخلہ۔	۲۱۷
حمص میں قیصر روم سے پھر مقابلہ و فتح۔	۲۱۸
مصر کی فتح۔	۲۱۹
دیگر ممالک جو عہد فاروقی میں فتح ہوئے۔	۲۲۰
ایک نکتہ: ارادۂ الٰہی کہ اسلام تمام روئے زمین پر	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ظاہر ہوا اس طرح پورا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں قیصرؔ کسریٰ کی حکومتوں کا زوال ہوا اور اسکے بعد تمام زمین اسلام کے زیر اثر آگئی۔	۲۲۰
حضرت عمرؓ کی فتوحات خدائی نشانی ہیں۔ ان کی نظیر نہ اس سے پہلے ملتی ہے نہ بعد میں۔ نیز ان مفتوحہ علاقوں میں اب تک اسلامی شعائر کا رواج ہے۔	۲۲۱
حضرت عمرؓ کی فتوحات کی خصوصیات۔	۲۲۳
حضرت فاروقؓ کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات۔	۲۲۵
حضرت فاروقؓ نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا۔	۲۲۶
حضرت فاروقؓ کا لوگوں سے سلوک، ان کی خدمت اور اصلاح۔	۲۲۸
آپؓ کا عاملوں کے حقوق و فرائض بیان کرنا۔	۲۳۱
حضرت فاروقؓ کے تعمیراتی کام۔ بصرہ اور کوفہ کو آباد کرنا۔	۲۳۳
آپؓ نے تاریخ و سن مقرر کیا۔	۲۳۴
آپؓ نے خالدؓ اور سعدؓ کو کیوں معزول کیا۔ ان دونوں کے عزل سے کوئی فرق نہ پڑا۔	۲۳۵
آپؓ نے مسجد نبویؐ کی توسیع کی۔	۲۳۶
آپؓ نے قحط دور کرنے کی کامیاب کوشش کی۔	۲۳۶
آپؓ نے بڑے شہروں میں ہر شعبہ کا الگ حاکم مقرر کیا۔ (انتظامیہ، عدلیہ اور مالیات کو الگ الگ کیا)۔	۲۳۷
تقسیم غنائم و وظائف کے لئے آپؓ نے دفتر مسلمین وضع کیا، اور ان کی درجہ بندی کی۔	۲۳۷
آپؓ نے سواد عراق کی پیمائش کرائی اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔	۲۴۷
آپؓ نے کفار سے مصالحت کرتے وقت ہر قوم سے الگ الگ شرطیں مقرر کیں۔	۲۴۸
آپؓ اسباب مجاہدین کی تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔	۲۴۸
آپؓ نے شاہان جاہلیت کے ذاتی اموال کو بیت المال میں داخل کر دیا تاکہ ضرورتمندوں کو وقت پر دے سکیں۔	۲۴۹
آپؓ نے دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس وصول کر سکیں۔	۲۴۹
آپؓ امانتدار اور عدول لوگوں کو عامل بناتے تھے اور ان کو اچھی طرح نصیحتیں کرتے تھے۔	۲۵۰
آپؓ نے سڑکوں کے ناکوں پر محصلین کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے عشر وصول کیا۔	۲۵۹
آپؓ نے اہل ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔	۲۶۱
آپؓ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کر دی۔	۲۶۳
آپؓ کو مردم شناسی کا بڑا ملکہ حاصل تھا جو خلافت کا رکن اعظم ہے۔	۲۶۳
آپؓ مسلمانوں کے معاملات میں کفار سے اعتماد کے کام لینے کو شدت سے منع کرتے تھے۔	۲۷۱
آپؓ بذات خود گشت کیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کا حال معلوم کریں۔	۲۷۲
آپؓ نے بیت المال کی حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔	۲۸۳
آپؓ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے، اگر کوئی رخنہ نظر آتا تو اصلاح فرماتے۔	۲۸۷
آپؓ آنحضرت صلعم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ کرتے تھے۔	۲۸۸
آپؓ تحریف و تبدیل کے محتمل مواقع سے ملت کا تحفظ دور رس طریقوں سے کرتے تھے۔	۲۹۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
فاروقِ اعظم رضؓ کا وسیع النظر ہونا علمِ احکام اور فقہ میں۔	۲۹۶
آپؓ امت کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔	۲۹۶
آپؓ کے فقہی مسائل ظاہرِ دین اور سوادِ اعظم ہیں۔	۲۹۷
آپؓکے عالم وفقیہ ہونے پر آنحضرت کی شہادت۔	۲۹۷
آپؓ کے عالم وفقیہ ہونے پر صحابہؓ وتابعینؒ کی شہادت۔	۲۹۷
آپؓ کی فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ کی فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ آپؓکے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام صحابہؓ کے مصحف کے۔	۲۹۸
آپؓ کی نسبت مجتہدینِ اُمّت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہدِ مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدینِ منتسب کے ساتھ۔	۳۰۱
آپؓ کو شرع میں واسطہ بنائے بغیر مجتہدین ادلّۂ شرعیہ میں غور وخوض نہیں کر سکتے ہیں۔	۳۰۴
اہم مسائلِ فقہ میں مجتہدینؒ فاروقِ اعظمؓ کے مذہب کے تابع ہیں۔	۳۰۴
مسائلِ جزئیہ میں مجتہدینؒ کے باہمی اختلاف کی وجوہات۔	۳۰۴
احادیث کی ترجیح وتطبیق میں مجتہدینؒ نے حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے۔	۳۰۵
حضرت عمرؓ کے مسائلِ فقہ میں اجماع پایا جاتا ہے۔	۳۰۶
رسالۂ فقہِ عمر فاروقؓ	۳۰۸
حضرت عمرؓ کے اصولِ فقہ	۳۰۹
شریعت کے چار دلائل ہیں۔	۳۰۹
کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت سے اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سنت سے۔	۳۰۹
حدیث صرف ثقہ راوی سے لی جاتی۔	۳۰۹

مضمون	صفحہ
خبرِ واحد جائز ہے۔	۳۱۰
اجماع۔	۳۱۱
شرطِ قیاس۔	۳۱۱
ایسے مسئلہ کی بابت پوچھنے کی کراہیت جو ابھی پیش نہیں آیا۔	۳۱۱
علم میں لڑائی جھگڑے کی بُرائی۔	۳۱۳
كتاب الصّلوٰة	۳۱۳
طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔	۳۱۳
وضو کی ترکیب۔	۳۱۳
وضو کو واجب کرنے والی چیزیں۔	۳۱۵
پیشاب پاخانہ کے آداب۔	۳۱۶
خفین (موزوں) پر مسح کرنا۔	۳۱۶
غسل کی ترکیب۔	۳۱۷
جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔	۳۱۷
جُنبی کا حکم۔	۳۱۹
حمام میں داخل ہونا۔	۳۱۹
پانیوں کا بیان۔	۳۲۰
نجاستوں کو پاک کرنا۔	۳۲۰
تیمم کا بیان۔	۳۲۱
اوقاتِ نماز۔	۳۲۳
عشاء کے بعد بات کرنا۔	۳۲۵
جماعت میں حاضر ہونا۔	۳۲۵
سنّتِ اذان۔	۳۲۷
مساجد کا بیان۔	۳۲۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔	۳۳۱
استقبالِ قبلہ۔	۳۳۲
طریق نماز۔	۳۳۳
دُعائے افتتاح الصّلوٰۃ۔	۳۳۳
نماز میں قرات۔	۳۳۴
سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ۔	۳۳۵
مقتدی کے لئے قرات سورۃ فاتحہ۔	۳۳۶
حضرت عمرؓ نے مختلف نمازوں میں کون کونسی سورتیں پڑھیں۔	۳۳۶
سجدۂ تلاوت۔	۳۳۹
رفع یدین۔	۳۴۰
رکوع و سجود کا طریقہ۔	۳۴۰
نماز فجر میں قنوت۔	۳۴۱
نماز میں تشہد۔	۳۴۲
نماز میں درود۔	۳۴۳
سلام پھیرنے کا طریقہ۔	۳۴۳
نماز میں بھول ہوجائے تو کیا کرے۔	۳۴۴
نماز قصر۔	۳۴۴
جمع بین الصّلوتین۔	۳۴۵
نماز میں تکبیر چھوٹ جانا۔	۳۴۶
نماز میں اشارہ کرنا۔	۳۴۶
نوافل۔	۳۴۶
عیدین اور استسقاء کی تکبیریں۔	۳۴۶
استسقاء کی نماز سنت ہے یا نہیں۔	۳۴۸
نماز تراویح باجماعت کا رواج۔	۳۴۸
رکعاتِ تراویح۔	۳۴۹
لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۴۹
نماز چاشت۔	۳۵۰
نماز وتر۔	۳۵۰
نماز وتر میں قنوت۔	۳۵۱
نماز فجر و ظہر سے پہلے کی سُنتیں۔	۳۵۱
نماز عصر و مغرب کے درمیان کوئی نماز نہیں۔	۳۵۲
سفر میں نفل پڑھنا۔	۳۵۲
سجدۂ شکر ادا کرنا۔	۳۵۳
نفل نماز ایک رکعت۔	۳۵۳
ایک ہی نماز کو دوبارہ پڑھنا۔	۳۵۳
نفل نماز دو دو رکعت ہے۔	۳۵۴
گھر میں نفل نماز پڑھنا۔	۳۵۴
جمعہ کا بیان۔	۳۵۴
جہاں قیام ہو وہاں جمعہ پڑھنا۔	۳۵۴
خطبۂ جمعہ کی نوعیت۔	۳۵۴
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کا مفہوم۔	۳۵۵
خطبہ میں فصل دینا۔	۳۵۵
جمعہ کی پہلی اذان کس وقت ہوتی ہے۔	۳۵۵
خطبہ شروع ہونے پر خاموش ہوجانے کا حکم۔	۳۵۵
جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔	۳۵۵
جمعہ کے دن غسل کا حکم۔	۳۵۵
جنائز کا بیان۔	۳۵۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مرنے والے کو تلقین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرنا۔	۳۵۶
مُردہ شخص کو دفن کرنے کا حکم۔	۳۵۶
بیری اور آبِ ریحان سے میت کو غسل دینا۔	۳۵۶
باپ میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت شوہر کے۔	۳۵۷
میت کو خوشبو اور مُشک لگانا۔	۳۵۷
مَرد کو تین کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۷
عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۸
جنازہ کے آگے چلنا اور تیز چلنا۔	۳۵۸
نمازِ جنازہ کی تکبیرات میں صحابہؓ کا اختلاف پھر عہدِ فاروقی میں چار تکبیروں پر اتفاق۔	۳۵۸
نمازِ جنازہ کی دُعا۔	۳۵۹
نمازِ جنازہ کی کوئی دُعا مقرر نہیں ہے۔	۳۶۰
نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی جائے۔	۳۶۰
عورت کی قبر میں کون اُترے۔	۳۶۰
لَحد کا حکم۔	۳۶۰
قبر کی گہرائی و چوڑائی۔	۳۶۰
میت کو قبر میں داخل کرتے وقت دُعا۔	۳۶۰
رات میں دفن کرنا۔	۳۶۰
نصرانی کے جنازہ میں چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے آگے چلنا۔	۳۶۰
مسلمان کی حاملہ عیسائی بیوی کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کرنا۔	۳۶۱
ہڈیوں پر نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۳۶۱
قبر کو کوہان کی طرح اُبھارنا۔	۳۶۱
مُردوں کو گالیاں مت دو۔	۳۶۱
مُردے کے حق میں کلماتِ خیر کہنے کا اثر۔	۳۶۱
عذابِ قبر سے پناہ مانگنا۔	۳۶۲
مُردوں پر رونا۔	۳۶۲
کتابُ الزکوٰۃ۔	۳۶۲
حضرت عمرؓ کا مکتوب زکوٰۃ کی شرح، مقدار اور دیگر احکام کی تفصیل میں۔	۳۶۲
زکوٰۃ میں کونسی بکری لیجائے اور کونسی نہ لی جائے۔	۳۶۴
سبزی ترکاری میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
اموالِ یتامیٰ پر زکوٰۃ۔	۳۶۵
مملوک پر زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
زکوٰۃ کی نقد وصولیابی۔	۳۶۵
پانی لانے والے اونٹ میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
گھوڑوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۵
پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ کا حکم۔	۳۶۶
زکوٰۃ کیلئے کھجوروں کا اندازہ کرنا۔	۳۶۷
زیتون میں زکوٰۃ کی شرح۔	۳۶۷
شہد میں زکوٰۃ۔	۳۶۷
کھالوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں بہترین مال لینے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں دی ہوئی چیز خریدنے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ صرف حاکم کے مقرر کردہ والی کو دیجائے۔	۳۶۹
قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ۔	۳۶۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اہل کتاب کو زکوٰۃ دینا۔	۳۶۹
زکوٰۃ میں سامان اور چاندی وغیرہ لینا۔	۳۷۰
اموال تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریق۔	۳۷۰
وظائف پر زکوٰۃ۔	۳۷۰
ملکیت بدل جانے پر صدقہ میں دیا ہوا مال خریدا جا سکتا ہے۔	۳۷۰
عشر وصول کرنے میں تلاشی لینے کی ممانعت۔	۳۷۰
مسلمانوں سے عشر وصول کرنے کی ممانعت۔	۳۷۰
حضرت عمرؓ کے صاع کی مقدار۔	۳۷۱
پڑا ہوا مال پانے پر خمس۔	۳۷۱
کتاب الصیام۔	۳۷۱
رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت۔	۳۷۱
مہینہ کو مقدم کرنے کی ممانعت۔	۳۷۲
مشکوک دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۲
دن کو چاند نظر آجائے تو کیا کرے۔	۳۷۲
ہلال کی بابت ایک مرد کی شہادت۔	۳۷۳
افطار کا وقت۔	۳۷۳
غلطی سے وقت افطار سے قبل افطار کرلے تو کیا کرے۔	۳۷۳
روزہ میں بوسہ لینا۔	۳۷۴
افطار میں جلدی کرنا۔	۳۷۴
افطار کا درست وقت۔	۳۷۴
روزہ صرف کھانے پینے کا نہیں ہوتا۔	۳۷۵
یوم عاشوراء کا روزہ۔	۳۷۵
لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۷۵

مضمون	صفحہ
قضائے رمضان کا التواء ذی الحجہ تک۔	۳۷۵
مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۵
اعتکاف میں پردہ ڈالنے کی ممانعت۔	۳۷۶
شوہر کی اجازت لیکر نفل روزہ رکھنا چاہیئے۔	۳۷۶
روزۂ رمضان کی قضا مع طعام مسکین۔	۳۷۶
ماہ رجب کی عظمت۔	۳۷۶
عیدین میں روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۶
روزہ کی حالت میں مسواک کرنا۔	۳۷۶
کتاب الحج۔	۳۷۷
حج سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔	۳۷۷
حاجی کی دعائے مغفرت دوسروں کے لئے۔	۳۷۷
ماہ شوال میں صرف عمرہ کرکے واپس جانا۔	۳۷۷
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا میں سبیل سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔	۳۷۷
عورتوں کو حج کرانا۔	۳۷۷
عورت کا بغیر محرم کے حج کرنا۔	۳۷۸
بصرہ اور کوفہ کی میقات ذات عرق ہے۔	۳۷۸
میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت۔	۳۷۸
محرم کے لئے خوشبو کی ممانعت۔	۳۷۹
حضرت عمرؓ کا تلبیہ۔	۳۸۰
اہل مکہ کیلئے وقت احرام۔	۳۸۰
اہل آفاق کیلئے احرام میں توسع۔	۳۸۰
حج افراد۔	۳۸۱
حج قران۔	۳۸۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حج تمتع۔	۳۸۱
افرادِ عمرہ کی ممانعت۔	۳۸۱
حج و عمرہ دونوں کرو۔	۳۸۱
متعۂ حج کی ممانعت۔	۳۸۲
حج اور عمرہ میں فصل کرنے کا حکم۔	۳۸۲
(شاہ ولی اللہؒ کی وضاحت)۔	۳۸۲
حج قران میں قربانی کا حکم۔	۳۸۳
متمتع کون ہوتا ہے۔	۳۸۳
حج اور عمرہ دونوں کا میقات ایک ہے۔	۳۸۳
عمرہ بعد از فراغ حج۔	۳۸۳
طوافِ قدوم۔	۳۸۳
طواف میں باتیں کم کرنے کا حکم۔	۳۸۳
حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ۔	۳۸۴
رمل اب بھی باقی ہے۔	۳۸۴
حجرِ اسود کو بوسہ و استلام۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ کا طریق۔	۳۸۵
یوم نحر تک حالتِ احرام۔	۳۸۵
عرفات میں جمع بین الصلوٰتین۔	۳۸۵
یوم عرفہ میں روزہ۔	۳۸۵
مزدلفہ کے اعمال۔	۳۸۶
تلبیہ کا آخری وقت۔	۳۸۷
قربانی کا وقت۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کہاں سے کی جاتے۔	۳۸۷
احرام میں سر کے بال گوندھنا یا باندھنا۔	۳۸۷
عقبہ سے پرے رات گزارنا۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کیلئے پیدل جانا۔	۳۸۷
جمرۂ اُولیٰ و ثانیہ پر قیام۔	۳۸۸
رمیٔ جمرہ کے اوقات۔	۳۸۸
منیٰ کے اونچے حصہ پر قیامِ شب۔	۳۸۸
منیٰ میں قصرِ صلوٰۃ۔	۳۸۸
منیٰ اور محصب میں نماز جمعہ۔	۳۸۸
محصب میں کچھ دیر سونا۔	۳۸۸
طوافِ وداع۔	۳۸۹
طواف کے بعد دو رکعت۔	۳۸۹
حائضہ کا آخری عمل حج میں کیا ہو۔	۳۸۹
رنگین احرام۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں نکاح کرنا۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں غسل کرنا۔	۳۹۰
غیر محرم کے لئے کیا ہوا شکار محرم کو کھانا جائز ہے۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں اُونٹ کی چیچڑیاں نکالنا۔	۳۹۱
حالتِ احرام میں مختلف جانوروں کے شکار کا فدیہ۔	۳۹۱
ٹڈی پر فدیہ۔	۳۹۲
کبوتر پر فدیہ۔	۳۹۲
متمتع وقت پر روزہ نہ رکھ سکے تو اس پر قربانی۔	۳۹۳
اگر ہدی راستہ میں ذبح کرنا پڑے تو اس میں سے نہ کھائے۔	۳۹۳
منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ میں صرف تین دن قیام۔	۳۹۳
اگر حج میں شریک ہونے میں یوم النحر تک دیر ہو جائے تو کیا کرے۔	۳۹۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سفر حج میں حُدی خوانی۔	۳۹۴
سفر حج میں خیمہ لگانا اور سایہ کرنا۔	۳۹۴
کتابُ البیُوع۔	۳۹۴
تاجر کو احکام تجارت کا علم ہونا چاہیے۔	۳۹۴
حرام چیزوں کی تجارت منع ہے۔	۳۹۴
بائع و مشتری کو کب تک واپسی کا اختیار ہے۔	۳۹۵
مشتری کی ذمہ داری کب تک ہے۔	۳۹۵
ہمجنس اشیاء کی خرید و فروخت، تبادلہ کی شرائط۔	۳۹۵
سُود کی مشابہ صورتوں کو ترک کرنا۔	۳۹۷
بیع سلم۔	۳۹۷
غلام کی وَلاء (مال) بیچنے والے کی ہے۔	۳۹۸
قبضہ سے پہلے مال بیچنے کی ممانعت۔	۳۹۸
بیع میں شرط کا اثر۔	۳۹۸
غیر موجود چیز کے لئے تاجر کو پیشگی رقم دینا۔	۳۹۸
نرخ کا تعین از طرف حاکم۔	۳۹۹
احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت۔	۳۹۹
دیوالیہ کا مال قرضخواہوں کو تقسیم کرنا۔	۴۰۰
قرض میں ناجائز شرط۔	۴۰۰
مضاربت کی ایک صورت۔	۴۰۰
مزارعت۔	۴۰۱
چراگاہ صرف اللہ اور اسکے رسولؐ کی ہے۔ (یعنی بیت المال کی)۔	۴۰۱
حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کیلئے ایک چراگاہ محفوظ کی۔	۴۰۱
سرکاری چراگاہ میں چھوٹے غریب گلہ والوں کو مویشی چرانے کی اجازت	۴۰۱

مضمون	صفحہ
عطائے جاگیر۔	۴۰۲
اگر غلام مالک کا ذی رحم محرم ہے تو آزاد ہو جائے گا۔	۴۰۲
ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۰۲
مکاتبت۔	۴۰۲
چاندی کے حلقہ والی تلواریں درہموں کے عوض بیچنا۔	۴۰۳
نیلامی کا جواز۔	۴۰۳
باغ کے پھل کھانا مگر ان کو جمع نہ کرنا۔	۴۰۳
غلہ کی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔	۴۰۳
مکاتبت کی رقم مدّتِ مقررہ سے قبل ادا کرنے سے غلام آزاد ہو جائے گا۔	۴۰۳
صرف جائز شرائط پر صلح ہو سکتی ہے۔	۴۰۴
یتیم کا مال مضاربت پر دینا۔	۴۰۴
کرائے کی سواری لینے والے کا ذمہ کہاں تک ہے۔	۴۰۴
غیر آباد زمین آباد کرنے والے کی ہے۔	۴۰۴
کسی کی زمین میں سے نہر گزارنا۔ (شفعہ)۔	۴۰۴
کھجور کا باغ وقف کرنا۔	۴۰۵
کونسا ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے اور کونسا نہیں۔	۴۰۵
نقدی پڑی مل جائے تو کیا کرے۔	۴۰۵
بھٹکے ہوئے اونٹوں کا حکم۔	۴۰۶
کوئی بچہ پڑا مل جائے تو اس کا حکم۔	۴۰۶
کتابُ النکاح۔	۴۰۶
نکاح کی تاکید۔	۴۰۶
نکاح کرنے سے تونگری حاصل ہوتی ہے۔	۴۰۶
اپنی لڑکیوں کی شادی اچھی جگہ کرو۔	۴۰۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کنواری عورتوں سے نکاح کی ترغیب۔	۴۰۷
نکاح میں حسب و نسب کا خیال۔	۴۰۷
ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔	۴۰۷
ولی کون ہو؟	۴۰۸
بغیر ولی کے نکاح کرنیوالی بمنزلہ زانیہ کے ہے۔	۴۰۸
یتیم لڑکی کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔	۴۰۸
جب کوئی ولی نہ ہو تو کیا کرے۔	۴۰۸
نکاح کے دو گواہ کون ہوں۔	۴۰۸
غیر محرم کا عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا۔	۴۰۹
غیر مسلم اور مسلمان عورتیں یکجا غسل نہ کریں۔	۴۰۹
آزاد و غلام (مرد و عورت) کے باہمی نکاح کا قانونی اثر۔	۴۰۹
عربوں کو باندی سے نکاح کی ممانعت۔	۴۰۹
غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی ممانعت خواہ وہ کتابیہ ہوں۔	۴۱۰
ماں بیٹی دونوں باندیاں ہوں تو اُن سے مقاربت۔	۴۱۰
شرط کی پابندی ضروری ہے۔	۴۱۱
ناقابلِ عمل شرط نافذ نہ ہوگی۔	۴۱۲
اعرابی مہاجرہ سے نکاح نہ کرے۔	۴۱۲
غلام اور باندی کیلئے قوانینِ نکاح و طلاق و عدت۔	۴۱۲
اگر کوئی عورت دورانِ عدت نکاح کرلے تو کیا کیا جائے۔	۴۱۲
*زانیہ کا نکاح۔	۴۱۳
نکاح کا اعلان کرو۔	۴۱۴
دعوت میں فخر و نمائش کی کراہت۔	۴۱۴
زیادہ مہر نہ باندھنے کی ترغیب۔	۴۱۵
مہر کا تعین۔	۴۱۵

مضمون	صفحہ
تخلیہ سے مہر واجب ہوجاتا ہے۔	۴۱۶
مسئلۂ تین طلاق کا ایک شمار ہونا۔	۴۱۷
(شاہ ولی اللہؒ کا محاکمہ)	۴۱۷
مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا مسئلہ۔	۴۲۰
(شاہ ولی اللہؒ کا محاکمہ)	۴۲۱
مسئلۂ ظہار۔	۴۲۳
مطلقہ کو دو حیض کے بعد حیض آنا بند ہوجائے تو کیا کرے۔	۴۲۳
مطلقہ ایک یا دو طلاق کے بعد شوہر اوّل سے کب نکاح کرسکتی ہے۔	۴۲۳
اُمّ الولد کا حکم۔	۴۲۴
آقا غلام پر ظلم کرے تو اس کو آزاد کرنا۔	۴۲۴
شوہر کی غلط خبر موت ملنے پر بیوی دوسرا نکاح کرلے تو کیا کیا جائے۔	۴۲۴
باندی کی بیع سے اس کو طلاق نہیں ہوتی۔	۴۲۵
عدتِ مطلقہ کی آخری حد۔	۴۲۵
مطلقہ کو اطلاع دیئے بغیر رجوع کرنا اور اسکی شرائط۔	۴۲۶
بیوی سے ترک مباشرت کا مسئلہ۔	۴۲۶
لونڈی کو آزاد ہونے کے بعد کب تک فسخ نکاح کا اختیار ہے۔	۴۲۷
منع عزل۔	۴۲۷
استبراء کنیز کی مدت۔	۴۲۷
قیافہ شناسوں کی مدد سے نسب کا تعین۔	۴۲۷
مسئلۂ لعان۔	۴۲۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قیدی عورتوں کا استبراء۔	۴۲۸
الحاقِ نسب کے قواعد۔	۴۲۸
نامرد اور اسکی بیوی میں تفریق کرانا۔	۴۲۸
نکاح میں بیٹا ولی بن سکتا ہے۔	۴۲۸
عورتوں کی ستر پوشی۔	۴۲۸
ایک مجلس میں تین طلاق دینے پر سزا۔	۴۲۹
مذاق میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔	۴۲۹
دیوانے سے طلاق لے لینا۔	۴۲۹
دیوانے کو ایک سال کی مہلت دینا۔	۴۲۹
عورتوں کی شہادت پر مدہوش کی طلاق کا نفاذ۔	۴۲۹
طلاق میں کنایہ۔	۴۲۹
طلاقِ مکرہ (زبردستی کی طلاق)۔	۴۲۹
بیوی کی بھانجی سے نکاح کرنے پر سزا۔	۴۳۰
زانی وزانیہ کا باہم نکاح۔	۴۳۰
حائضہ سے کس حد تک متمتع ہوا جاسکتا ہے۔	۴۳۰
رضاعتِ محرمہ کی حد۔	۴۳۰
متعہ زنا ہے۔	۴۳۰
حلالہ کی سزا۔	۴۳۱
حاملہ بیوہ کی عدت وضعِ حمل تک۔	۴۳۱
نیک سیرت عورت بڑی نعمت ہے۔	۴۳۱
دو بہنوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت۔	۴۳۱
اختیارِ طلاق ملنے کے بعد عورت کو صرف ایک طلاق لینے کا حق ہے۔	۴۳۲
طلاقِ بتہ کا حکم۔	۴۳۳
اختیارِ طلاق دینے کے الفاظ۔	۴۳۴
اختیارِ طلاق ختم ہونے کی صورت۔	۴۳۴
کنایاتِ طلاق میں لفظ خلیہ، بریہ اور بائنہ وحرام وغیرہ کا اثر۔	۴۳۴
غلام اپنی منکوحہ کی طلاق کا خود مختار ہے نہ کہ مالک۔	۴۳۵
بیوی کے مسلمان ہونے پر غیر مسلم شوہر سے اسکی تفریق۔	۴۳۵
بیوی کی موجودگی کا انکار کرنے سے طلاق نہیں پڑتی۔	۴۳۵
مطلقہ کسی اور سے نکاح کرکے پھر شوہر اوّل کی طرف رجوع کرے تو اب شوہر کو کتنی طلاق کا حق باقی ہے۔	۴۳۵
مذاق میں دی جانے والی طلاق بھی نافذ ہوتی ہے۔	۴۳۶
خلع۔	۴۳۶
مطلقہ کو نفقہ وقیام کا حق ہے۔	۴۳۶
اگر مطلقہ دورانِ عدت کسی سے نکاح کرلے تو....	۴۳۶
بیوہ باندی کا استبراء۔	۴۳۶
نامرد شوہر کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت۔	۴۳۷
عدت میں حج کو جانے کی ممانعت۔	۴۳۷
کنایہ کی طلاق کا فیصلہ نیت پر۔	۴۳۷
طلاقِ خلیہ، بریہ، بتہ اور بائنہ کا اثر۔	۴۳۷
اختیارِ طلاق ملنے پر بیوی صرف ایک طلاقِ رجعی لے سکتی ہے۔	۴۳۸
زبردستی لی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔	۴۳۸
ایلاء چار ماہ سے زیادہ ہو تو طلاق ہوجائے گی۔	۴۳۸
ناجائز بچہ کا تعینِ نسب۔	۴۳۸
رضاعتِ کبیر۔	۴۳۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باپ کی مدخولہ باندی سے بیٹا مباشرت نہ کرے۔	۴۳۹
اہلِ کتاب کون ہیں۔	۴۳۹
نصاریٰ العرب (بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں۔	۴۳۹
حُرمتِ متعہ۔	۴۴۰
حلالہ کرانے کی ممانعت۔	۴۴۰
حالتِ احرام میں نکاح باطل ہے۔	۴۴۱
مجنون یا مبروص عورت سے نکاح۔	۴۴۱
تعلیمِ قرآن کا معاوضہ دینا۔	۴۴۱
مشترک غلام کی فروخت۔	۴۴۱
اگر باندی خود کو آزاد بتا کر نکاح کرلے۔	۴۴۲
اگر بیوہ عورت دوسری شادی کرلے اور قبل از وقت بچہ پیدا ہو جائے ...	۴۴۲
اگر زمانۂ جاہلیت کی اولاد کے دو دعویدار ہوں۔	۴۴۲
مدخولہ باندی کی اولاد کا نسب۔	۴۴۳
احکامِ خلافت و قضاء۔	۴۴۳
آدابِ قضاء و قواعدِ عدالت۔	۴۴۳
فصلِ قضایا صرف امیر (حاکم) کا کام ہے۔	۴۴۶
آداب القاضی۔	۴۴۶
سابقہ فیصلہ پر نظرِ ثانی کی جاسکتی ہے۔	۴۴۶
خلیفہ کے مشیر بوڑھے اور جوان دونوں ہوسکتے ہیں۔	۴۴۷
ظاہری اعمال پر مؤاخذہ اور فیصلہ۔	۴۴۷
جھوٹی گواہی دینے والا توبہ کرلے تو آئندہ اس کی شہادت قبول ہوگی۔	۴۴۷
عدالت میں قاضی کی تعریف کرنے کی ممانعت۔	۴۴۸
غیر عدول کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔	۴۴۸
مدعی اور متہم دونوں کی شہادت ناقابلِ قبول ہے۔	۴۴۸
کسی کے بے ضرر کام میں رکاوٹ ڈالنا روا نہیں۔	۴۴۹
دُگنا تاوان ڈالنا۔	۴۴۹
عطیہ اور ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۵۰
کونسا ہبہ واپس لیا جاسکتا ہے۔	۴۵۰
نابالغ کی طرف سے وصیت۔	۴۵۰
دیوالیہ کے مال کی تقسیم قرضخواہوں میں۔	۴۵۱
کتابُ الحدود۔	۴۵۱
مُرتد کی سزا۔	۴۵۱
زنا میں رجم کی سزا۔	۴۵۲
لونڈی غلام پر زنا کی حد۔	۴۵۳
غلام پر افترا کی حد۔	۴۵۳
کنایۃً افترا کرنے پر حدِ قذف۔	۴۵۳
بیوی کی باندی سے زنا کرنے پر سزائے رجم۔	۴۵۳
اگر غلام آقا کا غیر محفوظ مال چرالے تو حد ساقط ہے۔	۴۵۴
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۴۵۴
شراب نوشی کی سزا کا تعین۔	۴۵۴
غلام کو شراب نوشی پر آدھی سزا ملے گی۔	۴۵۵
وہ مشروب پینا جائز ہے جو نشہ نہ کرے۔	۴۵۵
گالی گلوچ پر تادیب۔	۴۵۶
دیت کی مقدار۔	۴۵۶
قتلِ خطا کی دیت۔	۴۵۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مقدمہ میں ابتدا مدعی سے کیجائے یا مدعا علیہ سے۔	۴۵۶
داڑھ، ہنسلی اور پسلی کی دیت۔	۴۵۷
شوہر کی دیت میں بیوی کا حصہ وراثت۔	۴۵۷
قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔	۴۵۸
قتل میں حصہ لینے والے سب لوگوں پر قصاص۔	۴۵۸
قصاص کے فیصلہ میں تبدیلی کرنا۔	۴۵۸
غلام کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۵۹
بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۶۰
بیوی کے قتل پر قصاص ہے۔	۴۶۰
غلام کے قاتل غلام پر قصاص ہے۔	۴۶۰
لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر قصاص۔	۴۶۱
خلیفہ سے قصاص لیا جا سکتا ہے۔	۴۶۱
حضرت عمرؓ نے شہریوں کیلئے اونٹوں کے بدلہ نقدی میں دیت کا تعین فرمایا۔	۴۶۱
دیت کی مقدار مختلف اجناس میں۔	۴۶۱
قتل عمد میں دیت جبکہ مقتول کا کوئی وارث اپنا حق معاف کردے۔	۴۶۲
نابالغ کا قتل عمد بھی قتل خطا کے حکم میں ہے۔	۴۶۳
عامل (گورنر) سے بھی رعیت کا بدلہ لیا جائے گا۔	۴۶۳
دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں۔	۴۶۴
اگر سزا دیتے وقت کوئی مجرم مرجائے تو اس کی دیت یا قصاص نہیں ہے۔	۴۶۴
حرم میں یا شہر حرم میں یا حالتِ احرام میں قتل ہونے والے کی دیت میں اضافہ۔	۴۶۴
غیر موضحہ زخم میں دیت مقرر نہیں۔	۴۶۴
سب دانتوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
سب انگلیوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔	۴۶۵
یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت میں تفاوت۔	۴۶۵
غلام کی دیت اسکی قیمت کے برابر۔	۴۶۵
غلاموں کی میراث اور دیت۔	۴۶۵
دیت کی ادائیگی قسطوں میں۔	۴۶۶
جنین (پیٹ کے بچہ) کی دیت۔	۴۶۶
غلام کی قیمت کا تعین۔	۴۶۶
جب قاتل کا پتہ نہ چلے تو کیا کیا جائے۔ (قسامت)۔	۴۶۶
دیت کے وارث کون ہوتے ہیں۔	۴۶۷
جادوگر کو قتل کرنے کا حکم۔	۴۶۷
مالِ غنیمت، صدقات اور فے کی تقسیم۔	۴۶۷
تمام شرکائے جنگ غنیمت کے حقدار ہیں۔	۴۶۷
امدادی فوج اگر مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ جائے تو وہ بھی غنیمت کی حقدار ہے۔	۴۶۷
اموالِ فے کا مسئلہ۔	۴۶۸
سلب میں خمس۔	۴۶۸
غنیمت میں سوار اور پیادہ کا حصہ۔	۴۶۹
خمس کی تقسیم در عہد رسالتؐ و خلفائے راشدینؓ۔	۴۶۹
خمس کے خرچ کا انتظام خلیفہ کے ہاتھ میں۔	۴۷۰
عہد فاروقی میں تقسیم خمس کے نگران حضرت علیؓ تھے۔	۴۷۰
خمس میں ذوی القربیٰ کا حصہ کس کا ہے۔	۴۷۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کیا ذوی القربیٰ کا حصہ اب ساقط ہے۔ امام شافعیؒ کی بحث۔	۴۷۱
شاہ ولی اللہؒ کی توجیہ۔	۴۷۵
عراق کی مفتوحہ زمینوں کی تقسیم کی ممانعت۔	۴۷۶
عراق وشام کی زمینوں کی بابت حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔	۴۷۷
حضرت عمرؓ کا استدلال بر منع تقسیم اراضی۔	۴۸۲
حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام ابو یوسفؒ کا تبصرہ۔	۴۸۳
اس فیصلہ پر امام شافعیؒ کی رائے۔	۴۸۴
اس فیصلہ پر شاہ ولی اللہؒ کی رائے وتبصرہ۔	۴۸۵
مال فے میں ہر فرد مسلم کا حق ہے۔	۴۸۷
خلیفہ کو مال مسلمین میں کتنا حق حاصل ہے۔	۴۸۸
اموال منقولہ کی تقسیم میں عجلت۔	۴۸۸
اموال المسلمین میں سے مصیبت زدوں پر خرچ کرنا۔	۴۹۰
وظیفہ خواروں کے رجسٹر کی تدوین۔	۴۹۱
وظیفہ خواروں کی درجہ بندی میں رسول اللہ صلعم کے قرابت داروں کو اولیت۔	۴۹۱
صدقات وزکوٰۃ کے مصارف و مدات۔	۴۹۴
فے اور زکوٰۃ کے الگ الگ مصرف۔	۴۹۴
مجوس سے جزیہ کی وصولی۔	۴۹۶
مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ۔	۴۹۶
جزیہ کے ناکارہ مال کا مصرف۔	۴۹۷
عشور (چنگی) کا تعین ونفاذ۔	۴۹۷
خلیفہ وامام کیلئے صدقہ وزکوٰۃ ناجائز ہے۔	۴۹۸

مضمون	صفحہ
کتاب الفرائض والمیراث۔	۴۹۸
علم الفرائض سیکھنے کی تاکید۔	۴۹۸
علم الفرائض میں زید بن ثابتؓ کی فضیلت۔	۴۹۸
شوہر، ماں باپ اور ماں شریک بھائیوں کا حصہ۔	۴۹۹
دادا کا حصہ۔	۴۹۹
دادی اور نانی کا حصہ۔	۵۰۰
کلالہ کا ترکہ۔	۵۰۱
ذوی الفروض کی غیر موجودگی میں ذوی الارحام کا حصہ۔	۵۰۱
مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔	۵۰۱
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۲
دیت بھی ترکہ کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔	۵۰۲
قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔	۵۰۲
اٹھا کر لاتے ہوئے مجہول شخص کا ترکہ۔	۵۰۲
غلام کو آزاد کرنے کا قول فوراً نافذ ہوگا۔	۵۰۳
اگر شوہر وبیوی میں ایک آزاد ہو اور ایک غلام۔	۵۰۳
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۳
ورثاء کلالہ ہوں تو وصیت کی حد۔	۵۰۳
اصل وصیت وہ ہے جو سب سے آخری ہو۔	۵۰۴
متفرق ابواب۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب سے یہود کا اخراج۔	۵۰۴
مکہ افضل ہے یا مدینہ۔	۵۰۵
وبا زدہ علاقہ میں جانا یا وہاں سے نکلنا۔	۵۰۵
تقدیر کا مسئلہ۔	۵۰۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
رائے کی مذمت۔	۵۱۰
جماعت کے ساتھ رہنے کی تاکید۔	۵۱۰
قرآن اللہ کا کلام ہے۔	۵۱۱
دین کے بنیادی ارکان۔	۵۱۱
عذاب قبر۔	۵۱۱
منکر و نکیر۔	۵۱۱
ہدایت و گمراہی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔	۵۱۲
اصحاب قدر سے دور رہنے کی تاکید۔	۵۱۲
رجم، دجال، شفاعت اور عذاب قبر کا عقیدہ۔	۵۱۲
عمدہ لباس پہننا۔	۵۱۳
ریشمی لباس پہننے کی ممانعت	۵۱۳
کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔	۵۱۳
کھانے کے آداب۔	۵۱۳
ٹڈی حلال ہے۔	۵۱۴
گوشت کی عادت ڈال لینا۔	۵۱۴
ملاقات کے آداب۔	۵۱۵
بغیر مانگے کوئی چیز آئے تو اسے واپس نہ کرو۔	۵۱۶
لوگوں کو تکلیف نہ دینا۔	۵۱۶
اچھے نام رکھنا۔	۵۱۶
سحر اور بیماری والی سرزمین کی طرف جانا۔	۵۱۷
باندی کا آزاد عورتوں کی وضع اختیار کرنا۔	۵۱۷
تنہائی میں محاسبہ۔	۵۱۷
نصرانی عورت کے گھڑے سے وضو کرنا۔	۵۱۷
اہل کتاب کا بنا ہوا پنیر کھانا۔	۵۱۸

مضمون	صفحہ
جانور ذبح کرنے کے آداب۔	۵۱۸
آٹا نہ چھانو۔	۵۱۸
قحط کے وقت راشن بندی۔	۵۱۸
خمر کیا ہے۔	۵۱۸
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۵۱۸
کپڑوں کی احتیاط۔	۵۱۸
مردوں کیلئے کسم کے (زعفرانی) رنگ کا کپڑا۔	۵۱۹
مردوں کیلئے ریشمی کپڑا۔	۵۱۹
نیا لباس پہننا۔	۵۱۹
حضرت عمرؓ خود پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔	۵۱۹
سپاہیوں کو مناسب لباس اور جفاکشی کی زندگی اختیار کرنے کی تاکید۔	۵۱۹
سونے اور لوہے کی انگوٹھی۔	۵۲۰
چاندی کی انگوٹھی پہننا۔	۵۲۱
مشک لگانا۔	۵۲۱
مہندی اور وسمہ سے خضاب لگانا۔	۵۲۱
نورے (چونے وہرتال) کا استعمال۔	۵۲۱
عام حمام میں جانے کے آداب۔	۵۲۱
گرجاؤں میں نہ جانے کی وجہ ان میں تصاویر۔	۵۲۲
منقش پردہ لٹکانا۔	۵۲۲
غیر محرم عورت کا علاج کرنا ہو تو اسکی تدبیر۔	۵۲۲
علم نجوم و ہیئت بقدر ضرورت سیکھنا۔	۵۲۲
خواب دیکھے تو کیا کہے۔	۵۲۳
جھوٹا خواب بیان کرنا اور اس کی تعبیر کا اثر۔	۵۲۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خط میں القاب لکھنا۔	٥٢٣
استقبال کے وقت ہاتھ کا بوسہ لینا	٥٢٣
نام رکھنے کے آداب۔	٥٢٤
خطبہ و تقریر کے آداب۔	٥٢٤
حُدی خوانی کا جواز۔	٥٢٤
حضرت عمرؓ کا فقہ میں درجہ و مرتبہ۔	٥٢٥
نکتۂ اُولیٰ: شیخینؓ کے زمانہ میں طریقِ اجتہاد و افتاء، اور زمانۂ ماقبل و مابعد کے مقابلہ میں اسکی خصوصیات۔	٥٢٥
نکتۂ ثانیہ: حضرت عمرؓ نے سُننِ ہُدیٰ اور سُننِ زوائد میں تفریق کی، اور احادیثِ احکام پر زور دیا۔	٥٢٩

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی

Marfat.com

قارئینِ "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرتِ محمد احسن صدیقی نانوتویؒ نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی۔ لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نامکمل تھے، یعنی حصہ اوّل کی آٹھویں فصل کا مقصدِ دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہؒ نے تفضیلِ شیخینؓ پر دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا نانوتویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع :- احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقتِ طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی۔ اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنفؒ کی عادت سے کہ خاتمۂ رسائل کے موقع پر جا بجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہٗ" وغیر ذلک، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرما دیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں ....."

گویا تقریباً سَو سال سے "ازالۃ الخفا" کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آ رہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اِس کتاب کے ناشر کو عرصہ دراز سے شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے خاص شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اس حصہ پر نظرِ ثانی کر کے یا اس کا اختصار کر کے "ازالۃ الخفاء" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اِس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفاء" کا وہ حصہ جو تقریباً سَو سال سے ناتمام چلا آ رہا تھا اب مکمل ہو جائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہو گی۔

اِس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرِ ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ ـــــ کراچی

Marfat.com

ازالۃ الخفاء

عن

خلافۃ الخلفاء

جلد دوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقصد دوم

در ذکر جملہ صالحہ از آثر و مناقب خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بہ نقل مستفیض ثابت شدہ و قدر مشترک در ہر بابے بتواتر رسیدہ و در صدر مقالہ باید دانست کہ مقصود بالذات مجرد سرد قصص ایشان نیست بلکہ استقراء جزئیات قصص و انتقال ازاں بکلیات فضائلے کہ بآں تشبہ بالانبیاء علیہم السلام من حیث نبوتہم بظہور رسد یا لوازم خلافت خاصہ کہ اقصے سعادتے کہ امتیاں را میسر می شود ہماں تواند بود بآں خصال متحقق گردد ایا ماسبت نقل و تقریب ایں قصص باصل مقصد موقوف است بر تقدیم سہ نکتہ۔

نکتہ اولیٰ در بیان صفاتے کہ پیغامبر را از جہت پیغامبری حاصل می شود باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبران اولی العزم ارادۂ حق ست تبارک و تعالیٰ لطف بر بندگان خود و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشاں از شر و رفع ظلمات مظالم از ایشان

محاسن و مناقب خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ایسی صاف و دلنشین باتوں کے بیان میں جو کہ نقل مستفیض سے ثابت ہیں اور ہر باب میں جو قدر مشترک ہے وہ تواتر کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔ ابتداء کلام میں ہی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا مقصود صرف ان حضرات کے قصے بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جزئیات قصص کو زیر غور و فکر لانا اور ان سے منتقل ہونا ہے ان کلیات فضائل کی جانب کہ جن سے ان کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان صفات میں تشبہ عیاں ہوجاتے جو ان کی نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں یا (یوں کہہ لیجئے کہ) لوازم خلافت خاصہ کا جن خصال سے تحقق ہوتا ہے جو اس سعادت کا منتہا ہو سکتی ہیں جو کسی نبیؑ کے امتیوں کو میسر ہوجائیں جو کچھ دل چاہے کہہ لیجئے (بات ایک ہی ہے) اور ان قصص کو اصل مقصد سے قریب لانا اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین نکتے بیان کردیئے جائیں۔

پہلا نکتہ ان صفات کے بیان میں جو پیغمبر کو پیغمبری کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کے لئے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے کا ارادہ ہے کہ ان کو خیر سے قریب اور شر سے بعید کردے اور جو مظالم ان سے

Marfat.com

بواسطہ بعث پیغامبرے از میان ایشان و
اعلاء کلمۃ او و اظہار حجج او شائع گردانیدن
علم او کما قال سبحانہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي
الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ الآیۃ وکما ورد فی الحدیث
القدسی ان اللہ نظر الی اہل الارض
فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا
من اہل الکتاب وانما بعثتک لابتلیک
وابتلی بک الحدیث[1] و از لوازم نبوت و
بمنزلہ اجزاء او تمیز این شخص ست کہ
پیغامبری او خواستہ اند از سائر افراد
بشر در ہر دو قوت نفس ناطقہ اعنی قوت
عاقلہ و قوت عاملہ والیہ الاشارۃ فی قولہ
تعالیٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ ۔ پس خدائے تعالیٰ پیغامبر
را بفضل و نعمت خود بے سابقہ عملی در
قوت عاقلہ زیادتی عطائی فرماید کہ
بسبب آں وحی از جانب غیب برو
نازل مے شود و جنت و نار و ملائکہ
را مشاہدہ مے نماید و واقعات
عجیبہ بصورِ مثالیہ مے بیند و
بسوئے این قوت اشارت واقع شدہ
است۔

[1] شرح این حدیث در جلد اول ذیل تفسیر آیت ۵ گزشت ۔

سرزد ہوتے رہیں ان کی تاریکیوں کو رفع کر دے ایک ایسے پیغمبر
کے ذریعہ سے جس کو ان ہی میں سے منتخب کر کے مبعوث کرے
اور اس کی بات کو اونچی کرے اور اس کی حجتوں کو غلبہ عطا
فرمائے اور اس کے علوم کو (عوام میں) شائع کر دے جیسا کہ حق
سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ الخ
(۶۲:۲) وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان
ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو
ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد
باطلہ و اخلاقِ ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں الخ اور جیسا کہ حدیث
قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف
دیکھا تو سب کو ناپسند کیا ان میں کے عرب کو بھی اور عجم کو بھی
بجز کچھ اہل کتاب کے جو اپنے اصل دین پر باقی رہ گئے تھے اور
میں نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے تیری اور تجھ سے ان کی
آزمائش کراؤں، آخر حدیث تک ۔ اور نبوت کے لوازم میں سے اور
بمنزلہ اس کے اجزاء کے ہے اس شخص کا جس کو پیغمبر بنانا
مقدر ہو چکا ہے تمام افرادِ بشر سے ممتاز ہونا نفسِ ناطقہ کی
دونوں قوتوں میں یعنی قوتِ عاقلہ میں بھی اور قوتِ عاملہ میں بھی
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰهُ اَعْلَمُ الخ
(۶: ۱۲۴) میں "یعنی اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں
وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے" تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے
پیغمبر کو کسی سابقہ عمل کے قوتِ عاقلہ میں زیادتی عطا فرماتا
ہے کہ جس کے سبب سے جانبِ غیب سے اس پر وحی نازل
ہوتی ہے اور وہ جنت و دوزخ اور ملائکہ کا مشاہدہ
کرتا ہے اور عجیب واقعات کو مثالی صورتوں میں
دیکھتا ہے اور اسی قوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

Marfat.com

در حدیث الرؤیا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ وہمچنین در قوتِ عاملہ او مددے می دہند کہ بسبب آں سمتِ صالح نصیب او شود (ہیئۃ الخیرۃ) واجتناب از معاصی و رعایتِ آداب مراعات* وتدبیر منازل وسیاستِ مدنیہ بوجہے کہ ازاں خوب تر صورت نہ بندد و بر روئے کار آید وخلق شجاعت وسخاوت وکفایت وعدالت وشناختن مصلحت ہر وقتے از استقامت قوتِ عاملہ حاصل مے شود وکمال ایں قوت مُفضی مے گردد بہ عصمت وبسوئے ایں قوت اشارہ واقع شدہ است در حدیث السمتُ الصالح جزءٌ من خمسۃٍ وعشرین جزءً من اجزاء النبوۃ۔ وچوں ہر دو قوۃ علی الوجہ الذی ینبغی مہذب شوند واز جانب غیب برائے ہر یکے مددے فرود آید در مجاری امور شخص برکات بسیار بظہور می آید کہ احصائے آں متعذر است۔ آما نکتۂ ف سہل التناول کہ جامع آں برکات باشد بگوئیم اگر خواہی کہ بشناسی صفاتِ نبی را فرض کن کہ چہار شخص را در یک تن جمع کردہ اند ونام آں مجموع نبی گذاشتہ اند بادشاہی کہ بالطبع والمرتبہ بادشاہِ عالم شدہ باشد نہ بہ رسم یعنی بادشاہے کہ ظلِ نفسِ ناطقہ او بر مردمان مے افتد وبسبب آں ظل التیامی وانتظام درمیان افراد بشر حادث مے شود

اس حدیث میں کہ رؤیا صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس (۴۶) اجزاء میں سے۔ اور اسی طرح اس کی قوتِ عاملہ کو مدد دیتے ہیں کہ جس کے سبب اس کو خیر کی سنجیدہ وضع وقطع نصیب ہو جاتی ہے اور معاصی سے بچے رہنا اور عبادات میں آداب کی کامل مراعات اور تدبیر منازل اور سیاستِ مدنیہ کا ظہور اس سے ایسی بہترین صورت کے ساتھ ہوتا ہے جس سے کوئی اونچا درجہ نہیں ہوتا۔ اور شجاعت و سخاوت اور کفایتِ (امور مہمہ) و عدالت اور ہر وقت کے مناسب مصلحت کا پہچاننا یہ سب اخلاقِ (عالیہ) قوتِ عاملہ کی استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں اور اس قوت کا کمال پہنچ جاتا ہے عصمت پر اور اسی قوت کی طرف اس حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے کہ سنجیدہ وضع ایک جزو ہے نبوت کے پچیس (۲۵) اجزاء میں سے۔ اور جب دونوں قوتیں ایسی صورت کے ساتھ جو مناسب ہے مہذب ہو جاتی ہیں اور غیب کی جانب سے ہر ایک قوت کے لئے مدد نازل ہو جاتی ہے تو اس شخص (مقدس) کے تمام امور کے اجراء میں اتنی زیادہ برکتیں ظہور میں آتی ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ اب ہم ایک نکتہ جو آسانی سے ذہن نشین کر دینے والا اور جو کہ ان برکات کا جامع ہے کہہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر تم نبی کی صفات کو پہچاننا چاہتے ہو تو یہ فرض کر لو کہ چار شخصوں کو ایک تن میں جمع کر دیا اور اس مجموعہ کا نام نبی رکھ چھوڑا ہے۔ ایک (۱) ایسا بادشاہ ہے جو طبیعت اور مرتبہ کے اثر سے عالم کا بادشاہ بن گیا ہو رسمی طور پر نہیں (کہ وہ کسی بادشاہ کا مثلاً بیٹا تھا جس کے مرنے کے بعد تخت نشین بنا دیا گیا) یعنی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا ظل لوگوں پر پڑتا ہے اور ظل کے سبب سے افراد بشر کے درمیان

ف نکتہ شناخت نبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

* در عبادات

دہر یکے بر جائے خود قرار گرفتہ
درمیانِ ایشان ترتیبے مناسب
پدید مے آید کہ بسببِ آن ترتیب
وحدتے بظہور انجامد و بآں وحدت
مدینہ نام ایشان گردد از انواع
اہلِ قلم و سپاہیان و مدبرانِ جیوش
و سیاست کنندگانِ مُدن و مزارعان
و تجار وغیرہم پس اگر اجتماع
و ترتیب درمیانِ ایں فرق
متحقق نبود بسبب ظل نفسِ ناطقہ
او کہ برایشان اُفتادہ در ضمن
افعال و اقوال او از سرِ نو مدینہ
متحقق گردد اگر متحقق بود بکمالِ
خود رسد و ہر ناشایستے کہ در وے
ہست زائل گردد قصہ کوتاہ
ہرچہ درین بادشاہ بالمرتبہ مے
باید از بخت و حکمت و عدالت و
شجاعت و کفایت و سخاوت وغیرآن
ہمہ در نبی مشاہدہ کن قال اللہ
تعالیٰ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا
مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ
و ببیں کہ در حکمتِ عملی
فائق شدہ

ایک خانہ پُری اور ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور ہر
ایک کے اپنی جگہ پر متمکن ہونے سے ان کے درمیان
ایک مناسب ترتیب ظہور میں آجاتی ہے کہ اس ترتیب کے
سبب سے ایک خاص وحدت انواع (مختلفہ) اہلِ قلم و
سپاہیوں اور افواج کی تنظیم قائم رکھنے والوں اور شہروں
میں ضبط و نظم قائم رکھنے والے حکام اور مزارعین و تاجرین
وغیرہم سے مل کر وجود میں آجاتی ہے اور اس وحدت کے
اعتبار سے اس پر مدینہ (یا شہر) کا اطلاق ہونے لگتا ہے تو اگر
ان (مذکورہ بالا جماعتوں) میں اجتماع و ترتیب پہلے موجود نہیں
تھی تو اب بسبب اُس بادشاہ کے نفسِ ناطقہ کے ظل کے
جو اُن پر اُس کے افعال و اقوال کے ضمن میں پڑا ہے تو
(اس کے اثر سے بہ ترتیب موجود ہو کر) مدینہ (یا شہر) از
سرِ نو وجود میں آجائے گا۔ اور اگر (یہ اجتماع و ترتیب بادشاہ
سے پہلے) موجود تھی تو اب اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور
جو غیر مناسب چیزیں اس میں آگئی تھیں وہ زائل ہو جائیں گی۔
قصہ مختصر (جس طرح اس بادشاہ کی طبیعت کے اثر سے ایک
خاص تنظیم اور حُسنِ انتظام وجود میں آیا اسی طرح) مرتبہ کے لحاظ
سے بخت اور حکمت و عدالت اور شجاعت و کفایت (امور مہمہ)
و سخاوت وغیرہ (اوصاف کا ظہور ہوگا) ان سب اوصاف کو
نبی میں مشاہدہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَلَّفَ بَیْنَ
قُلُوْبِهِمْ الخ (۶۳:۸) اور (اللہ) نے ان کے قلوب میں
اتفاق پیدا کردیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے
تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ
ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کردیا۔" (دوسرا شخص) ایک
دانشمند (صاحبِ حکمت) ہے جو کہ حکمتِ عملی میں سب سے بلند

Marfat.com

علم اخلاق و تدبیر منازل و سیاستِ مدن نیک شناختہ و بر علم آنہا اکتفا نہ نمودہ بلکہ ہمہ ایں صفات تحققاً و تخلقاً در وے نمایان شدہ و آثارِ آں صفات حِیناً فَحِیناً از وے می تراود و درمیانِ مردم شائع می شود کُلُّ اِنَاءٍ یترشح بما فیہ قال اللہ تعالےٰ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط و در قرآنِ عظیم ہر جا ذکر پیغامبرے آمدہ اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ مقرونِ اوست۔

و۳ صوفی مرشدے کہ در زمرۂ صوفیاں نشستہ مصدرِ کراماتِ عجیبہ و خوارقِ غریبہ گشتہ و بقوتِ ارشادِ خود و تاثیرِ صحبتِ خود بادیہ پیمایانِ بادیۂ ضلال را راہِ نجات نمودہ بعد ازاں کہ سالہا تہذیبِ نفس خود بطاعات و ریاضات کردہ و از اشباحِ آنہا پے بارواحِ آنہا بردہ و مقاماتِ علیہ و احوالِ سنیہ کسب فرمودہ چنانکہ در مقاماتِ مشائخ ما قدس اللہ اسرارہم خواندہ باشی قال اللہ تعالےٰ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔

و۴ جبرئیلے کہ جارحہ از جوارحِ تدبیرِ الٰہی شدہ و واسطہ اخذِ علومِ حقہ از منبع العلوم گشتہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

مرتبہ ہو کر علمِ اخلاق اور گھریلو تدابیر اور شہری سیاست کو خوب پہچان چکا ہے اور صرف ان کے علم پر اکتفا کئے ہوئے نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اس سے متحقق اور اس کی جبلت سے نمایاں ہوتی رہتی ہیں اور ان صفات کے آثار وقتاً فوقتاً اُس سے مترشح ہوتے اور لوگوں کے درمیان شائع ہوتے رہتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اُس سے چھلکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ الخ (۲: ۲۶۹) وہ جس کو چاہتے ہیں حکمت عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو حکمت عطا کی گئی اُس کو درحقیقت بڑی خیر کی چیز مل گئی" اور قرآنِ عظیم میں جس جگہ کسی پیغمبر کا ذکر آیا ہے اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ (کہ ہم نے اس کو حکمت عطا کی) بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔

(تیسرا۳ شخص) ایک ایسا صوفی اور مُرشد ہے جو صوفیوں کی جماعت میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب و غریب کرامتوں اور خوارقِ عادت کا صدور ہو رہا ہے اور اپنی قوتِ ارشاد اور تاثیرِ صحبت سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کا راستہ دکھا رہا ہے بعد اس کے کہ وہ برسوں تک اپنے نفس کی تہذیب عبادات اور ریاضات سے کر کے اور اُن عبادات کی ظاہری صورت سے ان کی ارواح کا کھوج لگا چکا ہے اور بلند مقامات اور عمدہ احوال حاصل کر چکا ہے جیسے کہ تم نے ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے مقامات میں پڑھے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ یُزَکِّیْھِمْ الخ (۲: ۶۲) اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور کتاب اور اصولِ دانشوری سکھاتا ہے۔

(چوتھا۴ شخص) ایک جبرئیل ہے جو کہ تدبیرِ الٰہی کے جوارح (آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) بنا ہوا ہے اور سرچشمۂ علوم (یعنی علمِ الٰہی) سے علومِ حقہ کے اخذ کرنے کا واسطہ بن گیا ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

Marfat.com

مَا يُؤْمَرُونَ نقد حال اوست از بذر جبلت او راہے بحظیرۃ القدس کشادہ است وازاں راہ علوم مجردۂ عالیہ بر عقل و قلب او فروریختہ وخفایائے عالم ملک وخبایائے عالم ملکوت پیش او منکشف گشتہ۔

باز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں مبعوث شدند درایام خود بکدام چیز اعتنار تمام فرمودند واز آثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چہ چیز درعالم باقی ماند دریں باب کارفرمائی مقدس ذہن باید شد واز جزئیات بکلیات واز مقدمات بمقاصد انتقال باید نمود۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درزمانے مبعوث شدند کہ شرک درعبادت و استعانت شیوعے تمام پیدا کردہ بود اثبات معاد نمی کردند وعبادات را فراموش ساختہ بودند وتحریفہا در دین حنیفے کہ منسوب است بحضرت ابراہیم علیہ السلام داخل شدہ بود و مانند سباع بایکدیگر می جگیدند ومثل بہائم بریک دیگر می جہیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر ابطال شرک فرمودند واثبات مجازات نمودند و تحریفات را برانداختند و شعاعے از نفس قدسیہ

مَا يُؤْمَرُونَ (۶۱۶۹) اس کا حال بن چکا ہے (یعنی وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں) اور اس کی اصل جبلت (مراد خلقی بصیرت) سے حظیرۃ القدس تک (یعنی ایوان مقدس ملائکہ مقربین تک) ایک راہ کشادہ ہو چکی ہے اور اس راہ سے علوم مجردہ عالیہ (یعنی ذات وصفات حق کے علوم) کا فیضان اُس کی عقل اور قلب پر نازل ہو رہا ہے اور عالم مُلک کی پوشیدہ باتیں اور عالم ملکوت کے اسرار اس کے سامنے صورت پکڑ کر آرہے ہیں۔

بعدازیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنے زمانہ میں کس چیز پر پوری توجہ فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز عالم میں باقی رہی۔ اس بارے میں کام کرنے والی ذکاوت ذہن ہونی چاہیئے اور جزئیات سے کلیات کی اور مقدمات سے مقاصد کی طرف منتقل ہونا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عبادت واستعانت میں شرک پورے طور پر شائع ہو چکا تھا اور لوگ عالم آخرت کو نہیں مانتے تھے اور عبادات (الٰہیہ) کو فراموش کر چکے تھے اور دین حنیفی میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے بہت سی تحریفیں داخل ہو چکی تھیں اور لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور جانوروں کی طرح اُچھل کر ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلا کام یہ کیا کہ شرک کو باطل کیا اور مجازات کو ثابت کیا (یعنی اعمال کی جزاء آخرت میں ضرور ملیگی) اور تحریفات کو (جو دین حنیفی میں داخل کر دی گئی تھیں) نکال پھینکا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براز کیا۔ قوم افتاد
آنجماعۃ دینِ حق را بفہم درست تلقی نمودند و
بہمتِ کارکشا نصرت دادند تا آنکہ راہ رشد
واضح شد و اسلام از کفر ممتاز گشت و مردمان
در دینِ حق آمدن شروع کردند آنگاہ عرب
عامۃً و قریش خاصۃً بہ تعصب برخاستند
و درپے ایذا ہا افتادند آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بقوتِ خدا دادِ خود درمقابلہ
مجادلہ ایشان استقامت فرمود و یارانِ
وے خود را سپر وے ساختہ از مشربِ عشق
چہ بادہا کہ نخوردند و چہ مستی ہا کہ نہ کردند۔
بعد ازاں مامور شدند بہ ہجرت و جہاد بتائیدِ
الٰہی دراں باب مساعی کہ زیادہ ازاں
مقدور بشر نباشد بجا آوردند یارانِ ہمہ
ببرکتِ ایشان متحرک و بعزیمتِ ایشان
عازم تا آنکہ فتحہا واقع شد و ہزیمت ہا
بر کفار افتاد و جاہلیت از ہم پاشید و
مظالم پامال شد و علمی کہ باں آشنا نبودند
درمیانِ ایشان شائع گشت و حسد و
حقدے کہ درمیانِ خودہا داشتند
نابود شد ہمہ یک دل و یک زبان بر
کلمۂ حق متفق و بر اضدادِ آں منکر
قال اللہ تعالیٰ۔
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ
كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

قدسیہ سے جو شعائیں قوم کے ذی فراست لوگوں پر پڑیں اس
جماعت نے دینِ حق کو صحیح اور درست صورت میں پالیا
اور انھوں نے نتیجہ خیز ہمت کے ساتھ مدد پہنچائی یہاں تک
کہ بھلائی کی راہ واضح ہوگئی اور اسلام کفر سے ممتاز ہوگیا
اور لوگوں نے دینِ حق میں آنا شروع کردیا۔ ایسے وقت میں
عرب عام طور پر اور قریش خاص طور پر تعصب سے مقابلہ پر آگئے
اور ایذاؤں کے درپے ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اپنی قوتِ خداداد سے ان سب کے مقابلہ اور مجادلہ پر ڈٹ
گئے اور آپؐ کے محبین نے اپنی ذوات کو آپؐ کے لئے ڈھال بناکر
عشق و محبت کا کونسا جام تھا جو نوش نہ کیا اور کونسی ایسی مستی
تھی جس کا ظہور اُن سے نہ ہوا... اس کے بعد ہجرت و جہاد پر
مامور ہوئے تو اللہ کی مدد سے اس باب میں اس قدر مساعی
بجالائے کہ اس سے زیادہ سعی انسان کی طاقت سے باہر
ہے، تمام ساتھی اُن کی حرکت سے متحرک اور اُن کی ہمت
سے مستعد ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی فتح حاصل
ہوئیں اور کفار پر بہت سی شکستیں پڑیں اور جاہلیت
پاش پاش ہوگئی اور جو ظلم کے طور طریقے جاری تھے مسل ڈالے
گئے اور وہ علم کہ جس سے لوگ آشنا نہ تھے ان کے درمیان
خوب پھیل گیا اور وہ حسد اور کینے جو ایک دوسرے کے متعلق
وہ لوگ اپنے باطن میں لئے ہوتے تھے بالکل مٹ گئے۔
سب کے سب ایک دل، ایک زبان ہوکر کلمۂ حق پر متفق،
اور جو باتیں حق کے خلاف ہوتی تھیں ان کے منکر ہوئے
اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ الخ

(۳: ۱۰۳) اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس
کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمہارے

Marfat.com

قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ
اخواناً روز و شب کار ایشان
ترویج علم قرآن بود و علم ایمان
یعنی ارکانِ خمسہ اسلام و علم احسان
یعنی از صور طاعات پے بارواحِ آں
بردن و علم شرائع از اصلاح تدبیر منازل
و سیاست مدن و آداب معاش و ہر یکے
را باوضاعِ معینہ مقید ساختن و علم رقائق (دل)
و علم اخلاقِ صالحہ و علم فضائل
اعمال و علم مناقب کبرا امت و علم معاد
و علم فتن تا آنکہ باقاصی و ادانی
رسید و ذکی و غبی ہمہ فائدہ
یاب شدند الّا ہر بے نصیبے
کہ شقاوتِ ازلیہ اورا
از مراتب خیر مؤخر ساختہ
باشد و تربیتِ افرادِ بشر
فرمود و یاران دریں باب
کوشش ہا بکار بردند تا آنکہ
اہلِ بدو و ساکنانِ صحرا محسنان
و مقربان گشتند جزی
اللّٰہ عزّ و جلّ ھذا النبی
الکریم و اعوانہ احسن
الجزاء وحشرنا معھم
و ادخلنا الجنۃ فی
تضاعیفھم ورزقنا رؤیتہ

دلوں میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالے کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے"۔ رات دن ان کا کام تھا رواج دینا علم قرآن کو اور علم ایمان کو یعنی اسلام کے پانچوں ارکان کو اور علم احسان کو یعنی عبادات کی صورتوں سے عبادات کی ارواح کا کھوج لگا لینا اور علم شرائع کو یعنی امور خانہ داری کی اصلاح (حسب رضاء حق جلّ شانہٗ) اور شہری سیاست اور آدابِ معاش اور (ان میں سے) ہر ایک کو اوضاعِ معینہ کے ساتھ مقید کرنا اور علم رقائق کو (یعنی ان چیزوں کا علم جن سے قلب میں رقت پیدا ہو) اور علم اخلاقِ صالحہ (یعنی جو اسوۂ نبویہؐ کے مطابق ہوں) اور علم فضائلِ اعمال کو اور علم فضائل بزرگانِ اُمّت کو اور علم معاد کو (کہ اس حیاتِ دنیویہ کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہے) اور علم فتن کو (یعنی جن آنے والے فتنوں سے آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے متنبہ فرما دیا ہے) یہاں تک (ان علوم کی عام ترویج فرمائی) کہ اعلیٰ و ادنیٰ سب کو پہنچ گئے اور ذکی اور غبی سب نے فوائد حاصل کئے بجز ایسے بے نصیب لوگوں کے جن کو ازلی بدبختی نے مراتبِ خیر سے پیچھے ہٹا دیا ہو۔ اور یہ حضرات افرادِ بشر کی تربیت فرماتے رہے اور ان کے احباب نے اس باب میں نہایت درجہ مساعی جاری رکھیں یہاں تک کہ دیہات کے باشندے اور جنگلوں کے رہنے والے بھی محسنین اور مقربین بن گئے، اللّٰہ تعالیٰ ان نبی کریمؐ اور ان کے مددگاروں کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ہمارا حشر اُن ہی کے ساتھ کرے اور ہم کو بھی ان میں شامل کر کے جنّت میں داخل کرے اور ان کی جماعت میں شامل کر کے اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اپنے فضل و کرم سے (اس بارگاہِ مقدس میں جس کے بارے

Marfat.com

فی زمرتهم بفضله وکرمه
فی مقعد صدق عند ملیك
مُقتدِر۔

نکتۂ دوم دربیان آنکہ تشبہ غیر نبی را با نبی چگونہ حاصل شود و اعانت پیغامبر در تحمل اعباء نبوت واتمام انچہ نصیب پیغامبرست از تقاسیم رحمت الٰہی چہ قسم صورت بندد اما تشبہ غیر نبی بانبی درخصلتِ اولیٰ کہ ارادہ بعثت است بآں تواند بود کہ ارادۂ الٰہی متعلق گردد بآنکہ اتمام کارے کہ نصیب پیغامبرست و می باید کہ درجریدۂ اعمال پیغامبر ثبت شود بدست شخصے از امتِ او کنند و ایں معنیٰ را پیغامبر ارشاد فرماید و آں مردِ دانا بگوشِ باطن استماع کند نہ بگوشِ ظاہر گویا ہماں ارادہ دیگر بار در خاطر ایں عزیز گل کردہ است و الیٰ ہذا وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ الخ وقولہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ[ك] قصۂ استخلاف حضرت موسیٰ یوشع را علیہما السلام و اتمام مواعید الٰہی بردستِ وے شنیدہ باشی

میں فرمایا گیا ہے) فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (یعنی اہلِ جنت مجلس حق میں ہوں گے شہنشاہ ذی اقتدار کے حضور میں)۔

دوسرا نکتہ اس امر کے بیان میں کہ غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبہ کیونکر حاصل ہو۔ اور پیغمبر کی اعانت کی کیا صورت ہوگی، نبوت کے بوجھ کے تحمل اور اس امر کے پورا کرنے میں جو پیغمبر کا حصہ ہے یعنی اللہ کی رحمت کی تقسیمات؟ اب سمجھیے کہ غیر نبی کا تشبہ نبی کے ساتھ اس بنیادی امر میں یعنی بعثت نبی کے متعلق ارادۂ خداوندی میں (جس کا بیان پہلے نکتہ کے شروع میں ہوچکا ہے) اس طرح ہوسکتا ہے کہ ارادۂ الٰہی (کسی شخص کے ساتھ) اس بات کے لیے متعلق ہو کہ اس کام کا پورا کرنا جو پیغمبر کا حصہ ہے اور جس کو پیغمبر کے نامۂ اعمال میں درج ہونا چاہیے اس کی امت میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے متعلق کردیں اور اس حقیقت کو پیغمبر ارشاد فرمائے اور وہ مردِ دانا (اس ارشاد کو) باطنی کان سے سن لے ظاہری کان سے نہیں گویا وہی ارادہ دوسری مرتبہ اس عزیز کُل کے دل میں اتر گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴:۵۵) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا الخ اور اس ارشاد میں كَزَرْعٍ اَخْرَجَ الخ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوتی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا الخ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع علیہ السلام کو خلیفہ بنانے اور اللہ کے وعدوں کا ان کے ہاتھ پر پورے ہونے کا

[ك] الشطأ فراخ النخل او ورقه وازره اے قوی الزرع بعضه بعضاً ۱۲

Marfat.com

واما تشبہ در زیادت قوت علمیہ نفس ناطقہ آں وجہ تواند بود کہ کسی را از امت محدَّث و ملہم فرمایند تا بعض بروق غیب شعاع خود را در دلِ وے اندازد و ایں معنی بدو وجہ صورت پذیرد۔ یکے[1] آنکہ بمجرد استماعِ سخن پیغامبر باصل کار متنبہ شود گویا بے واسطہ می بیند بمثال آنکہ آئینہ از آفتاب اثر پذیر گردد و نور خالص برآید و نام ایں مقام صدیقیت است و از لوازم او تصدیق پیغامبر ست بے اکتراث و بدون طلب معجزہ و صحبت دائمہ بوصف فنا و فدا و تسلیم و رضا و اختیارِ موافقت و ترکِ مخالفت اگرچہ در ادنے شئ باشد اعنی حالتے کہ در عرف آں را عشق مُفرِط گویند و نیز از لوازم او تعبیر رؤیاست و موافقتِ رائے پیغامبر قبل از آنکہ پیغامبر تصریح کردہ باشد دوم[2] آنکہ فراست صادقہ نصیبِ او کنند و عقلِ او را از حظیرۃ القدس تائیدے دہند تا آنکہ غالبًا اصابت کند در تحرّے خود در آنچہ ہنوز حکمِ آں فرود نیامدہ است بطفیلے پیغامبر ست اما در مخادع قرب راہی دارد بمثال آنکہ بادشاہ با وزیر خود مشورہ مے نماید و خادم وزیر از دور اشارت دست شاہ می بیند و بر عرض وے اطلاع می یابد قبل از آنکہ وزیر بیانِ آں نماید و نام ایں

قصہ تو سن ہی لیا ہوگا۔ رہا تشبہ (نبی کے ساتھ) نفس ناطقہ کی قوتِ علمیہ کی زیادتی میں تو وہ اس صورت سے ہو سکتا ہے کہ اُمت میں سے کسی کو محدَّث و مُلہَم فرمادیں تاکہ غیب کی کچھ بجلیاں (یعنی تجلیات) اپنی شعاع اس کے دل میں ڈال دیں اور یہ معنی دو صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ ایک[1] یہ کہ پیغمبر کا کلام سنتے ہی فوراً اس کی اصل حقیقت پر متنبہ ہو جاتے گویا کہ وہ خود اس کو (براہ راست) بے واسطہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ آئینہ آفتاب سے اثر قبول کرے اور نور خالص کا ظہور اپنے جسم میں ہی پائے اور اس مقام کا نام صدّیقیت ہے اور اس کے لوازم میں سے ہے۔ پیغمبر کی تصدیق کرنا بلا توقف اور بغیر طلب معجزہ اور صحبتِ دائمی فنا اور فدائیت و تسلیم و رضا کے اوصاف کے ساتھ اور موافقت کا اختیار اور مخالفت کا ترک اگرچہ ادنیٰ شے میں ہو یعنی وہ حالت جس کو عرف میں عشقِ مُفرِط کہتے ہیں۔ اور نیز اس کے لوازم میں سے ہے تعبیر رؤیا اور پیغمبر کی رائے سے (اس کی رائے کی) موافقت قبل اس کے کہ پیغمبر نے تصریح کی ہو۔ دوسری[2] صورت یہ ہے کہ فراستِ صادقہ اس کو بخشی جائے اور اُس کی عقل کو حظیرۃ القدس سے مدد عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ زیادہ تر ایسے امور میں جن کے بارے میں ابھی تک حکم نازل نہیں ہوا اپنی جستجو میں اکثر مُصیب ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا طفیلی ہے مگر نہاں خانۂ قُرب میں ایک گونہ راہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ کرتا ہے اور وزیر کا خادم دُور سے بادشاہ کے ہاتھ کے اشارے دیکھ رہا ہے اور وزیر کی گزارش پر مطلع ہو جاتا ہے قبل اس کے کہ وزیر اُس کی صراحت کرے اور اس مقام

[1] جمع مخدع بالکسر او الضم بمعنی الخزانہ والمراد منہا ہنا المنازل ۱۲

Marfat.com

مقام محدثیت ست واز لوازم او آنست کہ وحی بر حسبِ اجتہادِ او چندین مرتبہ نازل شود ومیان ابنای جنسِ خود ممتاز باشد بآنکہ ہر چیزے را کہ ظن نماید موافق واقع اُفتد وبعد ازین مرتبہ مراتب دیگر است فرودتر مثل آنکہ حفظ کند قولِ پیغامبر را وفہم نماید وباستنباطِ درست احکام را از آنجا استخراج کند واورا راسخ فی العِلم گویند اما تشبہ در زیادت قوتِ عملیہ بآں نحو تواند بود کہ عزیمت اعلاءِ کلمۃ اللہ در نفس شخص باثر نفس مبارک پیغامبر چنداں بالیدہ است کہ بر مقتضائے آں بے اختیار مندفع مے شود ونام این عزیز شہید و حواری ست یا امانت وصدق وحیا چنداں بردلِ وے پرتو افگندہ کہ از ابنائے جنسِ خود تمیزے ظاہر حاصِلش شد ونام این عزیز امین است باز چوں تہذیب قوتِ عاقلہ و عاملہ بایکدیگر مجتمع شدہ مزاج معتدل پیدا کردو وحدتے بہم رسانید بادشاہ بالطبع گردد وحکیم بالجبلۃ ومُرشد مکمل واین مراتب سہ گانہ غیر نبی را ممتنع نیست الاّ آنکہ پیغامبر دریں باب اصیل است وغیر پیغامبر شاگردِ رشید وے اما تشبہ در جبرتیلیۃ ہمان ست کہ در صدیقیت ومحدثیت وغیر آں گفتہ شد پس

کا نام محدَّثیت ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ وحی متعدد بار اُس کے اجتہاد کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں میں اس بات میں ممتاز ہو کہ جس چیز کے بارے میں وہ کوئی گمان کرے وہ واقعہ کے مطابق نکلے۔ اور اس مرتبہ کے بعد اس کے نیچے کے درجے میں دوسرے مراتب بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قولِ پیغمبر کو یاد رکھے اور اس کو سمجھے اور صحیح استنباط کے ساتھ اس کے احکام کا استخراج کرے اور اس کو راسخ فی العلم کہتے ہیں۔ رہا قوتِ عملیہ میں زیادتی کا تشبُّہ تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے نفس میں پیغمبر کے نفسِ مبارک کے اثر سے عزیمت اعلاءِ کلمۃ اللہ کی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے مقتضے پر (عمل کرنے کے لئے) بے اختیار ڈھل جاتا ہے اور اس عزیز کا نام شہید اور حواری ہے۔ یا امانت اور صدق وحیا نے اتنا پرتو اُس کے دل پر ڈالا کہ (ان اوصاف میں) اپنے ساتھیوں سے اُس کو کھلا ہوا امتیاز حاصِل ہو گیا ہے۔ اس عزیز کا نام امین ہے۔ پھر جب (دونوں قِسم کی یعنی) قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ کی تہذیب ایک دوسرے کے ساتھ معتدل مزاج پیدا کر کے ایک وحدت بن جاتے گی تو وہ بالطبع بادشاہ بن جائے گا اور جبلّت یعنی خصلت کے لحاظ سے حکیم اور مُرشدِ مکمّل ہو گا۔ اور یہ تینوں قِسم کے مراتب غیر نبی کے لئے ممتنع نہیں ہیں مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ پیغمبر اس بارے میں اصل ہوتا ہے اور غیر پیغمبر اس کے شاگردِ رشید۔ رہا تشبُّہ جبرتیلیت میں تو وہ وہی ہے جو کہ صدیقیت اور محدَّثیت وغیرہ میں بیان کیا گیا۔

Marfat.com

مرد کامل صاحب سمتِ صالح است و عدالتِ
کاملہ دارد و در اخلاق و تدبیر منازل و سیاست
مُدن استاد خلق اللہ باافرادِ بنی آدم بر وجہے
معاملہ می کند کہ ہمہ بسبب او مجتمع بر خیر شوند
و بروے مختلف نمی گردند و کارہائے بس بزرگ
درمیانِ مسلمین بدون سَلِّ سیف سر
انجام میدہد و جہاد طوائفِ اُمم برائے
اعلاءِ کلمۃ اللہ بدستورے کہ بہتر ازاں متصوّر
نباشد بجامے آرد و در ہر کوشش زیادہ از سعی
او فتح باب میسّر می آید گویا صفت اُغْزُهُمْ
نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَ
ابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ۔ نقدِ حال
اوست ہر شخصے را از ہزاران ہزار کہ در امرِ ملت
سعی کنند جُدا جُدا می شناسد و از ہر یکے
کارے کہ مناسبِ اوست میگیرد علماً و
عملاً نصرتِ دین و اعلاءِ کلمۃ اللہ باقطعے
ہمت مطمح نظر خود ساختہ است گویا برائے
ہمیں کار مخلوق شدہ ردّ و قبول خلق را
بر طاق نہادہ۔ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
نقدِ حالِ اوست با اصابتِ رائے و فطانت
الالمعیہ[1] توان گفت کہ رائے او مرآۃ ارادۃ الٰہی
است امر بمعروف و نہی از منکر می نماید در
ہر حالے بقدرِ آں حالت تفقّد نزدیکانِ مجلس
و دور ماندگان از صحبت مے فرماید

تو یہ مردِ کامل ہیئتِ صالحہ والا ہے اور عدالتِ کاملہ رکھتا ہے اور
اخلاق اور گھریلو تدابیر اور سیاستِ شہری میں خلق اللہ کا
اُستاد ہوگا۔ افرادِ بنی آدم کے ساتھ اس صورت سے معاملہ کریگا
کہ اس کے سبب سے سب لوگ خیر پر جمع ہو جائیں اور وہ اُس (امرِ
خیر پر) مختلف نہ رہیں گے۔ اور یہ شخص بہت بڑے بڑے کام مسلمانوں
کے درمیان تلوار کھینچے بغیر انجام دیدیتا ہے اور مختلف اُمتوں
پر اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے ایسے عمدہ طور پر جہاد کرتا ہے کہ اس سے بہتر
کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہر کوشش میں اُس کی سعی سے زیادہ
فتوحات میں کامیابی میسّر ہوتی ہے گویا کہ اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ الخ کا مصداق
اُسی کا حال ہے (یعنی وہ وعدہ) جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالےٰ
نے فرمایا تھا کہ تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو ان پر
خرچ کر ہم تجھ کو دیتے رہیں گے اور تو لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا
(ملائکہ کا لشکر) بھیجدیں گے وہ ہر شخص کو لاکھوں ساتھیوں میں سے جو
ملّت کے کام میں سعی کرنے والے ہیں الگ الگ پہچانتا ہے اور ہر ایک
سے وہ کام لیتا ہے جو کام علم و عمل کے اعتبار سے اس کے مناسب
ہوتا ہے۔ اُس نے دین کی مدد اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کو انتہائی ہمت
کے ساتھ اپنا مطمحِ نظر بنا رکھا ہے گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا
ہوا ہے لوگوں کے ردّ و قبول کو اُس نے طاقِ (نسیاں) میں
ڈال دیا ہے۔ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (وہ کسی ملامت کرنے
والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) اس کا حال لازم ہو چکا ہے اصابتِ
رائے اور بیدار مغزی کے ساتھ۔ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی رائے ارادۂ الٰہی
کا آئینہ ہے، نیک کام کا حکم کرتا اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور قریب
رہنے والوں کے اور اس کی صحبت سے دُور رہنے والوں کے سب کے
ہر حال کی نگرانی اس کی حالت کے بقدر فرماتا رہتا ہے۔

[1] الالمعی بمعنے ذکی متوقد ۱۲

Marfat.com

مواعظ و خطب او بر دل می زند دانایانِ روزگار
در حق وے می گویند کہ یک ساعت صحبت
با او از عبادتِ یک سال بہتر است آنآں تشبہ
او با پیغامبر در تحمل اعباءِ نبوت بداں وجہ
تواند بود کہ مرد جلیل القدرے کہ در مردماں
عزتے و حرمتے دارد و در حلّ و عقدِ
خویش از وے حساب می گیرند با قصے
مرتبہ ہمت اعلاء کلمۃ اللہ نماید بمجرّد
دخولِ او در اسلام جماعہ با او مسلمان شوند
و دست تعرض متعصبان از مسلمین بسببِ
دخولِ او کوتاہ گردد و توقع غلبہ از
خاطرِ کفّار بجہتِ رسوخ قدم او از ہم
پاشد و چوں کافراں کمر با یذائے
پیغامبر بندند در ہر حادثہ جانِ خود را
سپر جانِ پیغامبر سازد ہر سنگے کہ بطرف
پیغامبر آید بر روئے خود گیرد در ہر
منشط و مکرہ رفیق پیغامبر است و
خوشی و ناخوشی
سہیم او تا آنکہ نوبتِ ہجرت و جہاد
رسید نصیب ایں عزیز در نصرت زیادہ
از انصباء کافہ باشد در حل و عقد و
جمع رجال و نصب قتال مشورتِ
او را پذیرائی تمام شود و از
روئے مداخلتِ نمایاں در ہر
باب و ہر واقعہ محسوس گردد
یا در کارزار از ہمہ پیش قدم

اور اس کے وعظ اور خطبے دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں دنیا
کے دانا لوگوں کا اس کے حق میں یہ قول ہے کہ ایک گھڑی
اس کی صحبت میں گزار دینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
رہا اُس کا تشبہ پیغمبر کے ساتھ نبوت کے بھاری وزنوں
کے برداشت کرنے میں تو اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے
کہ ایک ایسا بلند مرتبہ شخص ہے جو لوگوں میں خاص عزت و
حرمت رکھتا ہے جو اپنے امور کی گرہ کشائی اور معاملات میں اس
کی طرف رجوع کرتے ہیں ایسا شخص اپنے مرتبہ کے مطابق
پوری ہمت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کرے اور اس کے اسلام میں
داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اس کے ساتھ مسلمان ہو جائیں
اور اُس کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے بہت
سے متعصب مخالفین کے ہاتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے
سے رک جائیں اور کفار کے دلوں سے مسلمانوں پر غلبہ کی
توقع اس شخص کے مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جماؤ کی
وجہ سے درہم برہم ہو جاتے اور جب کفار پیغمبر کو ایذا دینے
کے لئے کمربستہ ہوں تو ہر حادثہ میں یہ شخص اپنی ذات کو پیغمبر
کی ذات کے لئے ڈھال بنا دے، جو پتھر بھی پیغمبر کی طرف
آئے وہ اس کو اپنے سر پر روکے اور ہر خوشی و ناخوشی کے
موقع پر پیغمبر کا رفیق اور حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ جب
نوبت ہجرت اور جہاد کی پہنچے تو پیغمبر کی نصرت و مدد کے
سلسلہ میں اس عزیز کا حصہ سب کے حصوں سے بڑھا ہے
اور امور کو سلجھانے اور لوگوں کو جمع کرنے اور قتال
کے قائم کرنے کے بارے میں اُس کا مشورہ سب کے لئے
قبول کرنے کے قابل ہو اور ہر باب اور ہر واقعہ میں اس
کی نمایاں مداخلت محسوس ہو کہ میدانِ کارزار میں

Marfat.com

باشد یا انفاق اموال را وسیلۂ اعزاز
اعلاء کلمۃ اللہ سازد والعشق فنون (الخ) وچون
نوبت نشر علوم آید طریقۂ روایت
آموزد و مردمان را بر اقراء قرآن و
روایت حدیث حمل نماید و اگر در مسئلہ
اشتباہ واقع شود از جماعہ صحابہؓ
سوال کردہ استخراج نص صاحب
شریعت فرماید و اگر اختلافے
روے دہد از مضیق اختلاف بفضائے
اجماع رساند ارشاد کند طریق اجتہاد
را مسدود کند طرق تحریف را و بہر
سبیل ممکن واسطۂ شود درمیان
پیغامبر و امت او بفہم اگر مے
توانی فہمید کہ آیۂ استخلاف و آیۂ
تمکین و آیۂ قتال مرتدین و
آیت وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ
بمنزلۂ آئینہ است اگر نیک
تأمل کنی این ہمہ اوصاف کہ
درین صفحہ نوشتہ مشاہدہ
گردد۔

نکتۂ سوم در بیان کیفیت
توسط خلفائے راشدینؓ درمیان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
امت او باید دانست کہ مارا
بالقطع معلوم است کہ آنچہ

دیکھو تو اس کے قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں، مال خرچ
کرنے کے موقع پر دیکھو تو وہ اس کو اعلاء کلمۃ اللہ اور
اس کے تحفظ کا مال کو وسیلہ بنا رہا ہے غرض "العشق فنون"
(عشق کے بہت سے فن ہیں) اور جب نوبت علوم کے پھیلانے
کی آئی تو طریقۂ روایت سکھلائے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے
اور حدیث کی روایت پر آمادہ کرے اور اگر کسی مسئلہ
میں اشتباہ واقع ہوجائے تو صحابہؓ کی جماعت سے سوال
کرکے صاحب شریعت کی طرف سے حکم صریح نکالنے کی
کوشش کرے اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہوجائے تو اختلاف
کی تنگ جگہ سے اس کو فضائے اجماع میں پہنچادے طریق
اجتہاد کی رہنمائی کرے اور طریق تحریف کو مسدود کرے
اور ہر ممکن طریق سے پیغمبرؐ اور اس کی امت کے درمیان
واسطہ بنے۔ سمجھ! اگر تو سمجھ سکتا ہے کہ آیت استخلاف (یعنی
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الخ) (۲۴: ۵۵) اور آیت تمکین
(یعنی الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الخ)
(۲۲: ۴۱) اور آیت قتال مرتدین (یعنی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ الخ) (۵: ۵۴) اور آیت
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ الخ (۴۸: ۲۹) بمنزلہ
آئینہ کے ہے اگر تو اچھی طرح غور کرے گا تو یہ تمام
اوصاف جو اس صفحہ میں لکھے گئے ہیں مشاہدہ
ہوجائیں گے۔

تیسرا نکتہ خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپؐ کی امت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کے بیان میں۔ جاننا
چاہئے کہ یہ بات ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جو کچھ

Marfat.com

ما می کنیم اور وضو و غسل و نماز و روزہ
و زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود
و ادعیہ وغیر آں از باب عبادات و ہمچنیں
طریق مناکحات و مبایعات و اقامت حدود
و قضا در خصومات ہمہ ماخوذ است
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس
اول سلسلہ و آخر آں معلوم است واین
قدر نیز معلوم است بالقطع کہ ما این
معانی را بے واسطہ ازآں حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم اخذ نہ کردہ ایم و قرآن
وحدیث بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہ شنیدہ پس درمیان ما و آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسایطے متحقق
است سخن دراں می گزرد کہ این وسایط
کدام مردم بودہ اند و نیز این قدر معلوم
است کہ در اوّلِ امر عالم بکفر و جاہلیت
مشحون بود ابتدا۔ ترویج اسلام از آنحضرت
بودہ است جہاداً و تالیفاً للقلوب رفتہ
رفتہ حالتے کہ مشاہدہ مے کنیم از
انتشارِ مسلمین در آفاق و غلبہ بادشاہان
اسلام کہ در ہر قطرے بروئے کار
آمد اوّل این سلسلہ و آخر او معلوم است سخن دراں
است کہ وسایط حصول این امر فخیم کہ در زمانِ آنحضرت
نبودہ والحال ہست کدام عزیزاں بودند ساعتے خاطر
را در تفحص این وسائط باید گماشت و اوّل

ہم از قسم عبادات کرتے ہیں وضو اور غسل اور نماز
روزہ اور زکوٰۃ وحج و تلاوت قرآن و درود
اور ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق نکاح مرد
وعورت اور خرید و فروخت اور حدود کا قائم کرنا
اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلوں کے طریقے یہ سب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔ تو اس کے
شروع اور آخر کا سلسلہ ہم کو معلوم ہے اور اتنی
بات بھی ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہم نے ان
معانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ
اخذ نہیں کیا اور ہم نے قرآن و حدیث بلا واسطہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا تو ہمارے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے
متحقق ہیں۔ اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ وہ واسطے کون
لوگ تھے۔ اور نیز یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ اوّل امر
میں دنیا کفر و جہالت سے بھری ہوئی تھی، دینِ اسلام
کو مروّج کرنے کی ابتدا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے ہوئی بذریعہ جہاد اور تالیف قلوب کے، رفتہ رفتہ
یہ حالت جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا میں
چاروں طرف مسلمانوں کا پھیل جانا اور بادشاہانِ اسلام
کا غلبہ جو کہ اقطار عالم میں موجود ہے ظہور میں آگئی
اس سلسلہ کا اوّل اور آخر معلوم ہے اب گفتگو اس میں
ہے کہ اس شاندار امر کے حصول میں جو کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا کون بزرگ ہستیاں واسطہ بنیں
ایک ساعت کے لئے ان واسطوں کی جستجو میں اپنی قوت مفکرہ
کو لگانا چاہئے اور سب سے پہلے واسطوں کو اور بہت

Marfat.com

صد ائمہ و اکثر ایشاں حد و بسط و اعظم ایشان
در منت باید شناخت اقر ملت مشابہت
تمام دارد بدیوارے کہ ہر خشت فوقانی
متفرع بر خشت تحتانی است و معتمد است بر
وے تا آنکہ تفحص باساس رسد ہمچناں ہر
قرن متاخر مستمد است از قرن متقدم و
منت قرن متقدم در گردن اوست کہ سبب
وصول سعادت دنیا و آخرت گشتہ در
فکر اول ہریکے شیخ خودرا مے داند و
کتابے میخواند بعد ازاں سرگروہ خودرا مثل
ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیاں و شافعیؒ بہ نسبت
شافعیان می نامد و ہمچنین سیدی عبدالقادرؒ
بہ نسبت قادریان و خواجہ نقشبندؒ بہ نسبت
نقشبندیاں و خواجہ معین الدینؒ چشتی
بہ نسبت چشتیاں باز سلاسل این
بزرگان منتہی مے شود بجنید بغدادیؒ
و معاصران وے و ہمچنین قراء سبعہ
در قرارت و شیخ ابوالحسن اشعریؒ در
علم کلام و ثعلبیؒ و واحدیؒ و امثال ایشان
در تفسیر و محمد بن اسحٰقؒ در علم سیرت و علی
ہذا القیاس از یں مقام اندکے پیشتر باید رفت
و تامل دراں باید کرد کہ ایں جماعہ ہر چند بجمع
علم و بہم آوردن آنچہ پراگندہ بود از جماعہ
کثیر اخذ نمودہ بودند متصف اند اما ہر چہ
آوردہ اند از سلف آوردہ اند آنچہ ماخوذ از سلف

سے درمیانی واسطوں کو اور (ملت کو صاحب نعمت بنانے میں)
سب سے بڑا احسان جن واسطوں کا ہے ان کو پہچاننا چاہیئے۔
(سمجھ لو) کہ امر ملت اس دیوار کے ساتھ پوری مشابہت رکھتا
ہے جس کی ہر اوپر والی اینٹ متفرع ہے نیچے والی اینٹ
پر اور اسی پر سہارا لینے والی ہے۔ اسی طرح نوبت بنیاد تک
پہنچ جائے گی۔ اسی طرح ہر بعد والے قرن کو اُس سے پہلے
قرن سے مدد پہنچتی رہی ہے اور اس پہلے قرن کا احسان اُس
کی گردن میں پڑا ہوا ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کے
ملنے کا سبب بنا ہے۔ فکر کے پہلے مرحلہ میں ہر ایک اپنے
شیخ (یعنی اُستاد) کو اور اس کتاب کو جو اُس سے پڑھتا
تھا جانتا ہے۔ اس کے بعد اپنے سرگروہ (مقتدا) کا جیسے
ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیوں کے اور شافعیؒ بہ نسبت شافعیوں
کے، نام لیتا ہے۔ اور اسی طرح سیدی عبدالقادر (جیلانیؒ)
بہ نسبت قادریوں کے اور خواجہ (بہاؤ الدین) نقشبندؒ بہ نسبت
نقشبندیوں کے اور خواجہ معین الدین چشتیؒ بہ نسبت
چشتیوں کے۔ پھر ان بزرگوں کے سلسلے منتہی ہوتے
ہیں جُنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین پر۔ اور اسی
طرح قرارت میں قراء سبعہ اور علم کلام میں شیخ ابوالحسن
اشعریؒ اور تفسیر میں ثعلبیؒ اور واحدیؒ اور ان جیسے حضرات
اور علم سیرت میں محمد بن اسحٰقؒ اسی پر دیگر علوم کے ائمہ کو
قیاس کر لیا جائے۔ اب اس مقام سے ذرا اور آگے چلنا چاہیئے اور
اس میں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ اس جماعت کے حضرات اگرچہ
علم کے جمع کرنے اور بکھرے ہوئے علم کو جماعت کثیر سے حاصل
کر کے اکٹھا کرنے سے متصف ہیں مگر جو کچھ بھی لاتے ہیں سلف
ہی سے لاتے ہیں۔ سلف سے جو کچھ ماخوذ ہے وہ بمنزلہ

Marfat.com

است بمنزلہ لوح است و تحقیقاتِ خود
ایشاں از قبیلِ تفسیر مجمل والحاق الشیٔ
بالشیٔ لامرٍ جامعٍ و جمع آنچہ پراگندہ بود
وبمنزلہ نقش برلوح است وطبقۂ اُولیٰ
را از وسایط می باید شناخت ومنّتِ ایشاں
برگردن تمام اُمت اعتقاد باید کرد۔ باز
توسط بانواع بسیار می باشد بروایت
کردن از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
و بنصب علماء در ہر شہرے تا روایتِ
حدیث کنند و ترغیب قوم براں و
تہیہ اُمورے کہ باں گرفتنِ علم سہل
گردد مثل بنائے مدارس و تعہد
حالِ طلبہ و توقیر ایں جماعۃ و مانند آں
ہر حرکتے را ازیں حرکات در نشرِ علم و شیوع
اسلام دراقطار ارض دخلی ہست چوں
این کلام مجمل بخاطر نشست اندکی مفصل تر نگاریم
تا معرفتِ وسائطِ علمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آسان گردد و آنچہ گفتہ شود دستورے باشد برای
شناختنِ آنچہ نگفتہ باشیم۔

اعظم میراثے کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بہ اُمتِ مرحومہ رسید قرآنِ عظیم است و آں تا
آخر زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمجموعۂ در مصاحف
نبود مثل آنکہ امروز منشی منشآتِ خود را
یا شاعرے قصائد و مقطعاتِ خود را در بیاضہا
وسفینہا در دستِ جماعہ متفرقہ گذاشتہ از

گئی ہے اور ان کی خود اپنی تحقیقات بطور تفسیر مجمل کے
ہے اور ایسی ہے جیساکہ ایک امرِ جامع کے لئے ایک شیٔ کا دوسری
شیٔ کے ساتھ الحاق کر دیا جاتا ہے اور منتشر چیزوں کو ایک جگہ
کر دیا جاتا ہے اور یہ سب اس لوح پر نقوش کے مرتبہ میں
ہیں۔ اور طبقۂ اُولیٰ کو درمیانی طبقات سے پہچان لینا چاہیئے
اور ان کے احسان کا تمام اُمت کی گردن پر ہونے کا
اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ واسطہ بننے
کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرنے سے اور ہر شہر میں علماء کے تقرر سے تاکہ حدیث کی روایت
کریں اور قوم کو اس کی جانب رغبت دلائیں اور ایسے امور کی
تیاری کہ جن کے ذریعہ سے علم کا حاصل کرنا آسان ہو جائے
جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور طلبہ کے حال کی خبرگیری کرتے
رہنا اور اس جماعت کی عزت کرنا اور اس کے مانند ان حرکات
میں سے ہر ایک حرکت کا زمین کے تمام اطراف میں علم کے پھیلانے
اور اسلام کی اشاعت میں خاص دخل ہے۔ جب یہ اجمالی کلام
دل میں بیٹھ گیا تو اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کچھ زیادہ مفصل
لکھ دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے واسطوں کی
معرفت آسان ہو جائے اور جو کچھ کہا جائے وہ ایک معیار بن جائے اُن
چیزوں کی شناخت کے لئے جو ہم نے ذکر نہ کی ہوں۔

سب سے بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمتِ
مرحومہ کو پہنچی ہے قرآنِ عظیم ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے آخر زمانہ تک مصاحف میں یک جائی نہ ہوا
تھا جیساکہ آج کوئی انشاپرداز اپنے اعلیٰ مضامین کو یا کوئی
شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور مکتوبات
کو متفرق لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے

Marfat.com

عالم رود بمنزلۂ عصافیر اگر اندک بادی
بجنبد شذر مذر از ہم متفرق شوند
ہمچنیں ایں منشآت وقصاید بر شرف
تلف باشند اگر آں کاغذہا را آب برسد یا
در وے آتش گیرد یا حاملِ آں بمیرد مانندِ
اَمس ذاہب نابود گردد شاگردے رشید
از میانِ یارانِ آں عزیز کمر ہمت
بر بندد و آں ہمہ را بہ ترتیبے مناسب
جمع کند و نسخہائے بسیار سازد و
تصحیح کامل بکار برد و در عالم متفرق گرداند
پس منت ایں شاگردِ رشید بر گردنِ
آنانکہ ازاں منشآت واشعار مستفید
شوند ثابت است. بہمیں دستور از
محمد بن الحسن بر ہر کہ حنفی است منتے
ثابت است و از بُوَیطی بر ہر کہ شافعی است
منتے در گردن و آیں جمع در مصاحف
ہماں است کہ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ بروے
منطبق شد و إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ مُبَشِّر
باوست اوّل حرکت دریں امر از صدیقِ اکبرؓ
بالتماس حضرت فاروقؓ بحکم شرح صدرے کہ
وے را باں مخصوص ساختہ بودند واقع شد
بعد ازاں فاروقِ اعظمؓ سعیہا بکار برد
و در مواضع مشکلہ مباشر کشفِ شبہ
گشت و حمل کرد مردم را بر اخذِ
آں بعد ازاں ذی النورین

جو کہ اُن چڑیوں کے مانند ہوں گی کہ اگر تھوڑی تیز ہوا چل جائے
تو سب اِدھر اُدھر متفرق ہو جائیں. اسی طرح وہ مضامین اور
قصائد بربادی کے کنارے پر ہوں گے کہ اگر اُن کاغذوں پر پانی
پہنچ جائے یا اُن میں آگ لگ جائے یا جس کے قبضہ میں
ہیں وہ مرجائے تو گزشتہ کل کی طرح نابود اور غائب
ہو جائیں. اگر ایک شاگرد رشید اس عزیز (ادیب اور شاعر)
کے مصاحبوں میں سے کمر ہمت باندھے اور اُن سب کو ایک
مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور اس کی نقلیں کرا کر بہت
سے نسخے تیار کرکے اور کامل تصحیح کا اہتمام کرے اور ان کو
عالم میں شائع کردے تو اس شاگردِ رشید کا احسان اُن
سب لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ان مضامین واشعار سے
استفادہ کریں گے. اسی دستور کے مطابق محمد بن حسنؒ کا احسان
ہر اس شخص پر جو حنفی ہے اور بُوَیطی کا احسان ہر اس شخص پر
جو شافعی ہے ثابت ہے اور اُن کی گردنوں پر ہے. اور یہ قرآن
کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
(ہم یقیناً اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) منطبق ہے اور
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (اور یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا
جمع کرنا اور اس کو پڑھوانا) اسی کی بشارت دینے والا ارشاد
ہے. اس بارے میں پہلی سعی صدیقِ اکبرؓ سے واقع ہوئی جو حضرت
فاروقؓ کے عرض کرنے سے جس پر اُن کو اسی درجہ کا شرحِ صدر
(یعنی اطمینانِ قلب) ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا
انھوں نے شروع کردی تھی. اس کے بعد فاروقِ اعظمؓ بڑی
کوششوں کو کام میں لائے اور جن مقامات میں کچھ اشکال
پیدا ہوتا تھا اُن شبہات کو حل کرنے میں مشغول ہوئے.
اور اُس کی نقول لینے پر لوگوں کو ابھارا. اس کے بعد

Marfat.com

نسخہا نویسانیدہ در آفاق فرستاد وغیر آں را محو ساخت بعد ازاں اُبیّ بن کعبؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ و علی مرتضےٰؓ و ابنِ عباسؓ در اقرائے آں سعی بلیغ بکار بردند و ایں قرآن مجموع در مصاحف متلوّ بر السنہ کہ الحال در مشرق و مغرب منتشر ست ثمرہ مساعی جمیلۂ ایشان است باز قرآن در بعض مواضع کہ اجمال داشت ایں بزرگواران آہستہ آہستہ بتقریباتِ شتّیٰ متصدّی کشفِ آں اجمال گشتند بعدِ ایشان ابنِ عباسؓ متوجّہ حلّ لغتِ قرآن شد و ذکرِ اسباب نزول نمود دیگراں قدم بر قدم او رفتند تا آنکہ تعددِ نسخہا بہم رسید ثعلبی وغیرا وآں ہمہ را جمع ساختہ تفسیر تصنیف کردند ہیچ میدانی کہ بہترین خدمتِ قرآن کدام است آنکہ در اوّلِ نزولِ قرآن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال مایتعلق بہ کردہ باشند تا بر حسبِ آں وحی دیگر فرود آمد چنانکہ صدیقِ اکبرؓ در آیۃ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ سوالے آورد علمِ شریفے را سر داد کہ اَمَّا اَنْتَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوْبٌ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ فَيُجْمَعُ ذٰلِكَ لَهُمْ حَتّٰى يُجْزَوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اخرجہ الترمذی و فاروقِ اعظمؓ در آیتِ مجملہ تحریم خمر گفت

ذی النورینؓ نے بہت سے نسخے لکھوائے اور اطراف میں بھیجے اور ان کے خلاف جو لکھے ہوئے تھے اُن کو محو کرا دیا۔ اس کے بعد اُبی بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور علی مرتضےٰؓ اور ابن عباسؓ نے اس کو پڑھانے میں بڑی بڑی کوششیں فرمائیں اور یہ قرآن جو مصاحف میں جمع ہے جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے جو آج مشرق اور مغرب میں نشر ہو رہا ہے، یہ ان ہی اکابر کی قابلِ قدر مساعی کا ثمرہ ہے۔ پھر قرآن کے جو بعض مواقع ایسے تھے کہ وہ اجمال رکھتے تھے ان بزرگوں نے مختلف تقریبات پر اُس اجمال کو کھول دینے کا اہتمام کیا اُن کے بعد ابن عباسؓ حلّ لغاتِ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اسبابِ نزول کا ذکر کیا، دوسرے لوگ بھی ان کے قدم بقدم چلے یہاں تک کہ (تفسیر کے) متعدد نسخے بہم پہنچ گئے، ثعلبیؒ اور دوسرے لوگوں نے ان سب کو جمع کر کے تفسیریں تصنیف کر دیں، کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی بہترین خدمت کونسی ہے؟ وہ یہ ہے کہ اوّل نزولِ قرآن کے بارے میں (یعنی نازل شدہ آیات کے پیشِ نظر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن باتوں کا سوال کیا جائے جو اُن سے متعلق ہوں تاکہ اس کے مناسب دوسری وحی نازل ہو جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اس آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کا بدلہ اُس کو دیا جائے گا) کے متعلق سوال لیکر آئے (جسکے نتیجہ میں) ایک علمِ شریف ظاہر ہو گیا (آپؐ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا) کہ رہے تم اور سب مومنین تو تم کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بدلہ اُن کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور فاروقِ اعظمؓ نے تحریم خمر کی مجمل آیت کے بارے میں دُعا کی

Marfat.com

اللہم بین لنا بیان شفاء تارفتہ رفتہ اجمال بہ تفصیل انجامید و پردہ برانداختہ شد وبعد قرآن عظیم اصل دین وسرمایۂ یقین علم حدیث است و توسط کبراء امت درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وامت او در علم حدیث بچند وجہ تواند بود یکے آنکہ روایت کنند حدیث را و بآفاق فرستند مضمون آن را دیگر آنکہ استخراج نمایند آں را از حامل آں یعنی در مسئلۂ نازلہ خلیفہ وقت جمع کند صحابہؓ را و بگوید کسے ہست درمیان شما کہ در فلاں مسئلہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیثے یاد داشتہ باشد وتکرار این سوال بجدے رساند کہ حاضران بگوش خود شنوند وغائبان را خبر رسد تا حامل حدیث مشخص شود واگر متفرد شدہ باشد استبراء کنند از شبہہ تا حدیث محل اعتماد گردد چنانکہ صدیق اکبرؓ در میراث جدہ وفاروق اعظمؓ درباب جنین تحقیق فرمودند سوم آنکہ علماء صحابہؓ را در آفاق فرستند وایشاں را امر نمایند بروایت حدیث ومردماں را حث کنند براخذ ایشاں چنانکہ فاروق اعظمؓ عبداللہ بن مسعودؓ را با جمعے بکوفہ فرستاد ومعقل بن یسار و عبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین را بہ بصرہ وعبادۃ بن صامت وابودرداء را بہ شام ومعاویۃ بن ابی سفیان کہ

کہ اے اللہ بیان کردیجئے ہمارے لئے (اس حکم کے بارے میں) شافی یعنی مفصل بات۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ اُس اجمال کی تفصیل نازل ہوگئی اور پردہ ہٹا دیا گیا۔

اور بعد قرآن عظیم کے جو دین کی اصل اور ایمان کا بڑا سرمایہ ہے وہ علم حدیث ہے اور بزرگانِ اُمت کا واسطہ بننا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے درمیان چند صورت کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث کو روایت کریں اور اس کے مضمون کو چاروں طرف بھیجیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس کے پاس حدیث موجود ہو اُس سے نکلوائیں یعنی کسی پیش آمدہ مسئلہ کے موقع پر خلیفۂ وقت صحابہؓ کو جمع کرے اور کہے کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ فلاں مسئلہ کے بارے میں اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہو۔ اور اس سوال کو بار بار کرکے اس تک پہنچا دے کہ جس قدر لوگ موجود ہوں وہ اپنے کانوں سے سُن لیں اور جو موجود نہیں ہیں اُن کو خبر پہنچ جائے تاکہ جس کے پاس ایسی حدیث موجود ہو وہ پہچانا جائے اور اگر وہ متفرد (یعنی اکیلا) ہو تو شبہ کی صفائی بھی پیش کرے تاکہ حدیث قابلِ اعتماد ہوجائے جیساکہ صدیق اکبرؓ نے دادی کی میراث کے بارے میں اور فاروق اعظمؓ نے ایک بزدے کے بارے میں تحقیق کی تھی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ علماء صحابہؓ کو چاروں طرف بھیجیں اور ان کو روایت حدیث کا حکم دیں اور لوگوں کو اُن سے حدیث حاصل کرنے کی ترغیب دیں جیساکہ فاروق اعظمؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں بھیجا اور معقلؓ بن یسار اور عبداللہؓ بن مغفل اور عمرانؓ بن حصین کو بصرہ میں اور عبادہؓ بن صامت اور ابو درداءؓ کو

Marfat.com

امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشان تجاوز نکنند چہارم آنکہ طریق روایت آموزند واحتیاط دراں باب فرمایند پنجم آنکہ عمل کنند بر حدیثے علانیہ تا آں حدیث مجمع علیہ گردد وعملِ خلفاء مصحح آں روایت باشد دربسیارے از احادیث خواندہ باشی فَعَلَ ذٰلِکَ رَسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر ششم آنکہ حدیثے کہ زیادہ است بر کتاب اللہ مثلِ حدیث ایمان بالقدر و حدیثِ معراج وحدیث عذابِ قبر وغیر آں بر سرِ منابر اشارہ باں حدیث فرماید کہ فلاں حدیث وفلاں حدیث ازانجملہ ست کہ ایمان براں واجب است ہرچند آں را در کتاب اللہ نیابند این روایت آں ہمہ احادیث است اجمالاً و تصحیح وتقویتِ آنست و افادہ آنکہ از قبیلِ ضروریاتِ دین شدہ است ہفتم آنکہ مضمون احادیث در خطب خود ارشاد فرمایند تا اصل حدیث باں موقوفِ خلیفہ قوت یابد یارانے کہ بغورِ سخن نمی رسند در بند آنکہ درمتفق علیہ از حضرتِ صدیق رض صحیح نہ شد مگر شش حدیث واز فاروقِ اعظم رض بصحت نہ رسید مگر قریب ہفتاد حدیث ایں را نمی فہمند و نمی دانند کہ حضرت فاروق رض تمام علم حدیث را

شام میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو جو کہ امیر شام تھے ایک بلیغ تنبیہ نامہ بھیجا کہ ان حدیثوں سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ طریق روایت سکھائیں اور اس بارے میں احتیاط کی ہدایت فرمائیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی حدیث پر علانیہ عمل نہ کریں تاآنکہ وہ حدیث متفق علیہ ہوجاتے اور اس روایت کا مصحح خلفاء کا عمل بنے۔ تم نے بہت سی احادیث میں یہ پڑھا ہوگا فعل ذٰلک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر وعمر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور ابوبکر رض وعمر رض نے) چھٹی صورت یہ ہے کہ ایسی حدیث جو کتاب اللہ پر اضافہ کرتی ہے جیسے ایمان بالقدر کی حدیث اور معراج کی حدیث اور عذاب قبر کی حدیث وغیرہ ایسی حدیثوں کی طرف منبروں پر بیٹھ کر اشارہ فرمائیں کہ فلاں حدیث اور فلاں حدیث ان احادیث میں سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب ہے اگرچہ ان کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں۔ یہ ان سب احادیث کی اجمالی روایت ہے اور ان کی تصحیح اور تقویت اور اس امر کا افادہ کرنے کے لئے کہ (ان احادیث میں جو باتیں مذکور ہیں) وہ سب ضروریات دین میں سے ہیں۔ ساتویں صورت یہ ہے کہ احادیث کے مضمون کو اپنے خطبوں میں ارشاد فرمائیں تاکہ اصل حدیث خلیفہ کی اس حدیث موقوف سے قوت پائے۔ جو دوست کہ بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتے وہ اس قید میں ہیں کہ حدیث کی متفق علیہ کتابوں (بخاری اور مسلم) میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف چھ حدیثیں بروایت صحیح ثابت ہوتی ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے تقریباً ستر احادیث سے زیادہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ اس کو یہ لوگ نہیں سمجھتے اور نہ جانتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رض نے تو تمام

Marfat.com

اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ بقرآن
عظیم و سنت اعظم علوم و اشدِّ آنہا در
احتیاج علم فقہ است و اعظم توسط
کبرائے اُمت در میانِ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و سائرِ اُمتِ او در فقہ آنست کہ
طرق اجتہاد را تعلیم فرماید مثلاً بیان کند
ترتیب ادلّہ اربعہ و ترتیب سنّت بر کتاب
و تخصیص عام کتاب بخاص سُنّت و
حل مجمل کتاب بمفصّل سنّت چنانکہ
صدیقِ اکبرؓ و عمر فاروقؓ باتم وجہ در بیان
آوردند باز اعظم توسط آنست کہ مسائل
مجتہد فیہ را بسرحد اجماع رساند تا اختلاف
از اُمت برانداختہ شود و بجمیع اُمت را
بآں مسائل حجت قائم گردد باز اعظم
توسط آنست کہ در مسائل عبادات و مناکحات
و مبایعات و قضایا و سیر در مسائل نازلہ اجتہاد فرماید
و جواب مسئلہ ہمہ در آفاق مشہور شود و اقاصی و
ادانی بآں راہ اہتداء ادراک نمایند۔

و بعد فقہ اعظم علوم علم احسان است
اعنی آنچہ امروز باسم علم سلوک مسمّٰی ہے
شود و قوت القلوب و احیاء العلوم در آں
مصنّف شدہ است و اعظم توسط کبرائے
اُمت در میانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سائرِ اُمتِ او آنست کہ بزبانِ حال و زبانِ
قال ہر دو آں علوم را و آں مقامات و احوال را

علمِ حدیث کو اجمالاً قوت پہنچاتی ہے اور اعلان کیا ہے۔ قرآن
عظیم اور حدیث کے بعد سب علوم سے بڑا اور جس کی طرف لوگوں
کو سخت احتیاج ہے علمِ فقہ ہے اور فقہ میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان بزرگانِ اُمت کے .....
واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ طریق اجتہاد کو تعلیم فرمائیں مثلاً
ادلۂ اربعہ کی ترتیب بیان کریں اور کتاب اللہ پر سُنّت کا مرتب
ہونا اور کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّت خاص سے اور
کتاب اللہ کے مجمل کا حل تفصیل بیان کرنے والی حدیث سے
جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ نے مکمل صورت کے ساتھ
بیان فرمایا ہے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ جو مسائل
اجتہاد سے حل کرنے کے قابل ہیں اُن کو اجماع کی سرحد میں
پہنچادیں تاکہ اُمت سے اختلاف اُٹھ جائے اور تمام
اُمت کے لئے ان مسائل میں حجت قائم ہوجائے۔ پھر واسطہ بننے
کی بڑی صورت یہ ہے کہ عبادات اور نکاح و طلاق اور خرید
و فروخت کے اور مقدمات کے فیصلوں اور سیر کے پیش آمدہ
مسائل میں اجتہاد فرمائیں اور مسئلہ کا جو کچھ وہ جواب دیں وہ
آفاق میں مشہور ہوجائے اور دُور اور نزدیک والے سب لوگ
اس سے راہِ ہدایت حاصل کریں۔

اور فقہ کے بعد سب سے بزرگ تر علم علمِ احسان ہے یعنی وہ
جس کو آج علمِ سلوک کہا جاتا ہے اور قوت القلوب اور احیاء العلوم
جس کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تمام اُمت کے
درمیان ان اکابر کے واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ زبانِ
حال اور زبانِ قال دونوں سے اُن علوم کی اور ان مقامات
واحوال کی لوگوں کو تعلیم فرمائیں اور ان احباب کو بھی دونوں

Marfat.com

بردمان تعلیم فرماید و ترتیب کند یاران را بهرود زبان وازدے آں علوم در آفاق شہرت گیرند واقاصی وادانی ازاں مستفید شوند چنانکہ دریں کتابہا شئ کثیر از حضرت شیخین رض معلوم کردہ باشی و بعد ازیں مراتب علم حکمت است وبیان اخلاقِ فاضلہ و اضدادِ آں و تدبیرِ منازل و سیاستِ مُدن و قواعدِ کلیہ این فنون بمقتضائے تجربہ وعقل چون این تفصیل راشناختی اکنوں فکررا دراں خوض فرما کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں بلادِ عرب مفتوح شدہ بود نہ بلادِ عجم باز در آخر حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ مُسیلمہ کذاب و اَسود عَنسی بر خاست وصفائی اسلام را کمدر ساخت و بعد انتقالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آں کدورت متزاید شدن گرفت قیام بقتالِ مرتدین کہ کرد و فتح فارس وروم راکہ بنیاد نہاد بعد ازاں توغل در فتح فارس وروم از کہ وجود گرفت واتمام آں در عہدِ کدام کس واقع شد بحقیقت تمام زمین بمنزلۂ مرغے بود کہ سرش عراق و دو جناحش فارس ورُوم و دو پایش ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہُرمزان پیش حضرت

زبان (یعنی زبانِ حال و زبانِ قال) سے تعلیم وافادہ کے لئے تیار کردیں اور اُن سے وہ علوم دنیا کے سب اطراف میں مشہور ہوں اور سب دُور نزدیک کے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ ان کا بڑا حصہ حضرات شیخین رض کے بارے میں جو لکھا جاچکا ہے تم معلوم کرچکے ہوگے۔

اس کے بعد علم حکمت (دانشوری) کے مراتب ہیں اور اخلاقِ فاضلہ اور ان کے اضداد (اخلاقِ سیّئہ) کا بیان اور گھریلو معاشرت کی درستی اور شہری سیاست کا بیان ہے اور فنون کے قواعدِ کلیہ بمقتضائے تجربہ وعقل۔ جب تم نے اس تفصیل کو پہچان لیا اب اس میں غور و فکر کیجیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ بلادِ عرب مفتوح ہوئے تھے نہ کہ بلادِ عجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخر حیات میں مُسَیلمہ کذاب اور اسود عنسی (مدعیانِ نبوّت) کا فتنہ اُٹھا اور اس نے اسلام کی صفائی کو مکدّر کردیا (یعنی حق کے مقابلہ پر باطل نے اُبھرنا شروع کردیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ وہ کدورت اور بڑھنا شروع ہوگئی تو مرتدین سے قتال کے لئے کون کھڑا ہوا اور فارس اور روم کی فتح کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے بعد فارس اور روم کی فتح میں پوری جد وجہد کس سے وجود میں آئی اور اس کا اِتمام کس شخص کے عہد میں ہوا۔ درحقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک مرغ کے تھی جس کا سر عراق اور اُس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤں ہند اور فرنگ یا ہند اور ترکستان تھے جیساکہ ہُرمزان نے حضرت

لہ مُسَیلمہ کذاب کے ساتھ اس کا بڑا قبیلہ بنو حنیفہ تھا جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رض نے اقدام کرکے اس پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد مسیلمہ کذاب ہلاک کردیا گیا اور اس فتنہ کا استیصال ہوا۔ اسود عنسی اسی شب میں مارا گیا جس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے اسکے قتل کا حال بحوالہ جبرئیل ؑ اصحاب رض کو بتادیا۔ قاصدوں کے ذریعہ سے مدینہ میں کئی دن بعد اطلاع پہنچی ۱۲ مترجم

Marfat.com

فاروق رضؓ بیان نمود سر آں مرض کہ کوفت ودو بازوے او را کہ شکست ہمیں دو پاکہ از دست تصرّف ایشاں باقی ماندہ بود تا حال کوفتہ نشد و اگر بر تو امرے مشتبہ شود و ندانی کہ واسطہ اوّل بلوغ او کدام شخص بودہ است از سہ کس میزانے بدست تو دہیم و آں میزان آنست کہ نظر کنی بجمعے کہ از یک شخص روایت ندارند و اصلاً ہمت خود بر اخذ علم از وے نگماشتہ اند اگر آں علم درمیانِ ایشاں کما ینبغی بیابی بداں کہ واسطۂ اوّل مردے دیگر است مثل آنکہ اہلِ شام و اہلِ مصر از حضرت مرتضیٰ رضؓ روایت ندارند باز زہدیات و علم سلوک درمیانِ ایشاں یافتہ می شود بہ وفور پس بحقیقت مبلغ ایں معانی پیش از حضرت مرتضیٰ رضؓ دیگرے بودہ است فتأمل پس چوں ایں سہ نکتہ مبین شد نوبت آں رسید کہ در مناقب خلفاء رضؓ شروع کنیم گوش بآواز باید بود تا در ضمن سرِ قصہ بکدام خصلت اشارہ نمائیم۔

فاروق رضؓ کے سامنے بیان کیا تھا۔ اُس مرض کا سر کس نے کوٹا اور اُس کے دونوں بازوؤں کو کس نے توڑا۔ صرف یہ دو پاؤں اُن کے دستِ تصرّف سے باقی رہ گئے تھے یہ آج تک نہیں توڑے جاسکے۔ اگر تم پر حقیقت الامر مشتبہ ہو جاتے اور تم کو پتہ نہ چلے کہ سب سے پہلا واسطہ (علم احسان وغیرہ کے اُمت تک) پہنچنے کا ان دو تین شخصوں میں سے کون تھا تو ہم ایک میزان تمہارے ہاتھ میں دیتے ہیں (جس سے تم خود معلوم کرسکو گے) اور وہ میزان یہ ہے کہ تم ایک ایسی جماعت پر نظر کرو جس کے پاس ایک شخص کی کوئی روایت نہیں اور اس جماعت کے لوگوں نے کبھی کوئی کوشش اور قصد نہیں کیا اُس شخص سے علم حاصل کرنے کا۔ اگر تم اُس علم کو اُن لوگوں کے درمیان (کامل طور پر) جیساکہ ہونا چاہیئے پاؤ تو سمجھ لو کہ واسطۂ اوّل (اس شخص کے علاوہ) کوئی دوسرا ہی شخص تھا مثلاً یہ بات کہ اہلِ شام اور اہلِ مصر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں رکھتے اور پھر زہد کے اوصاف اور علم سلوک کامل طور پر اُن کے درمیان پایا جاتا ہے تو (تم اس سے یہ سمجھ سکتے ہو کہ) درحقیقت ان معانی کا ان تک پہنچانے والا حضرت مرتضیٰ رضؓ سے پہلے کوئی اور ہی تھا۔ اس پر غور کرو۔ اب کہ یہ تین نکتے واضح کردیئے گئے اب اس بات کی نوبت آپہنچی کہ ہم حضرات خلفاء رضؓ کے مناقب شروع کردیں۔ آپ کو گوش بر آواز رہنا چاہیئے کہ کسی قصہ کے بیان کرنے میں ہم کس خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

مناقبِ جمیلہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَمّا مآثرِ جمیلۂ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس ازانجملہ براعتِ نسب اوست مصعب زبیری نسّابہ گفتہ است اِنما سمّی ابوبکر عتیقًا لانہ لم یکن فی نسبہ (علم نسب) شئی یعاب بہ کذا فی الاستیعاب و آنکہ از اشرافِ قریش بود و اصحابِ وجاہت میانِ ایشاں زُبیر بن بکّار گفتہ است انّ ابابکر احدُ عشرۃٍ من قریشٍ اتّصل بہم شرفُ الجاہلیۃ بشرفِ الاسلام وکان الیہ امرالدّیاتِ والغُرمِ (تاوان) و فی الاستیعاب کان فی الجاہلیۃ وجیہًا رئیسًا من رؤسآء قریش والیہ کانت الاِشناقُ فی الجاہلیۃ و معنی اِشناق آنست کہ چوں قتلے واقع می شد و فتنہ درمیان قبیلہ قاتل و قبیلۂ مقتول برمی خاست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کفیلِ دیت می شد و آں فتنہ را فرو می نشاند و اگر دیگرے کفیل می شد اعتداد نمی کردند و فتنہ تسکین نمی یافت محمد بن اسحٰق گفتہ وکان ابوبکر رجلًا مآلفًا لقومہ محبّبًا سہلًا وکان انسبَ قریش لقریش و اعلمَ قریش بہا و بما کان

ان میں ایک آپ کے نسب کا بے داغ ہونا ہے۔ مصعب زبیری نسّابہ (ماہرِ انساب) کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "عتیق" کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جاتے۔ ایسا ہی استیعاب میں ہے۔ اور یہ کہ وہ اشرافِ قریش میں سے اور اُن کے درمیان صاحبِ وجاہت تھے۔ زبیر بن بکّار کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ قریش میں کے اُن دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرف جاہلیت (یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرفِ اسلام سے متصل ہوگیا (یعنی جاہلیّت سے اسلام تک اُن کو برابر شرف حاصل رہا) اور (جاہلیت میں) خونبہا اور تاوانوں کا معاملہ ان ہی کی طرف رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں ذی اثر تھے اور رؤسائے قریش میں کے ایک رئیس تھے اور اشناق کا معاملہ دورِ جاہلیت میں اُن ہی سے متعلق تھا۔ اور اشناق کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلے کے درمیان کوئی فتنہ اُٹھتا تھا تو ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ خونبہا کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی قوم کے محبوب تھے باوقار تھے اور قریش کے نزدیک قریش میں سے عالی نسب اور قریش میں...... سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے

Marfat.com

فیہا من خیر و شر و کان رجلاً تاجراً ذا خلق و
معروف و کان رجال قومہ یأتونہ و یألفونہ
لغیر واحد من الامر لعلمہ و تجارتہ و حسن مجالستہ
الحدیث تا آنجا کہ انسؓ گفت در قصۂ ہجرت
و ابو بکر شیخ معروف و رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و سلم شاب لا یعرف اخرج
البخاری. و از انجملہ آنست کہ قوت
عاقلہ و عاملہ او پیش از اسلام
بمقدار متیسر دراں زمان کارہائے
خویش کردہ بودہ اند الحال آنچہ
در دست مردم است از انساب قریش
ماخوذ از زبیر بن بکار است و
وے آں را از مصعب زبیری اخذ
کردہ است و وے بواسطہ از جبیر بن
مطعم و وے از صدیق اکبرؓ
و آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم
در قصۂ حسان بن ثابت و جواب
ہجائے قریش را تقریر این علم برائے
حضرت صدیقؓ فرمود قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لحسان کیف تہجوہم و
انا منہم و کیف تہجوا باسفیان و ہو
ابن عمی فقال واللہ لاسلنک منہم کما
تسل الشعرۃ من العجین فقال لہ ائت
ابابکر فانہ اعلم بانساب القوم منک
فکان یمضی الی ابی بکر لیقفہ علی انسابہم

تھے اور نسب کی اچھائی اور بُرائی سے خوب واقف تھے اور
وہ ایک تاجر تھے صاحب خُلق اور صاحب خیر اور ان کی
قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اُن سے اُلفت کرتے
تھے کسی ایک آدھ خوبی کی وجہ سے نہیں (بلکہ ان کی جامعیت
کی بنا پر یعنی) اُن کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت
کی وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے۔ آخر
حدیث تک۔ یہاں تک کہ انسؓ نے قصۂ ہجرت میں یہ کہا کہ" اور
ابو بکرؓ ایک ایسے شیخ تھے جو عام طور پر جانے پہچانے تھے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے)
نہیں پہچانا جاتا تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ان کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ اسلام سے پہلے
بھی جس قدر آسانی سے کر سکتی تھی اُس زمانہ میں اپنے کام کرتی
رہی ہے۔ اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے
وہ ماخوذ ہے زُبیر بن بکّار سے اور اُنھوں نے یہ علم مُصعب زبیری
سے لیا اور اُنھوں نے ایک واسطہ سے جُبیر بن مُطعم سے اخذ کیا
اور اُنھوں نے صدیق اکبرؓ سے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حسان بن ثابتؓ کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب
دینے کے لئے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدیقؓ کے
حق میں اس علم (انساب میں) پختگی کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کرو گے
جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم کیسے ہجو کرو گے ابو سفیان
کی جب کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو حسانؓ نے کہا کہ واللہ میں آپ کو
ان میں سے اس طرح صاف نکال لیاؤں گا جس طرح گندھے ہوئے
آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ تو آپ نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم
ابو بکرؓ سے مل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ

Marfat.com

الحدیث اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب۔ ودر شعر ید طولے داشت لیکن بعد اسلام ترک آں کرد کذا فی الاستیعاب۔ ودر فصاحت پایہ بلند قال ابو ذویب شاعر ہذلی فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ تکلمت الانصار فاطالوا الخطاب واکثروا الصواب وتکلم ابو بکر فللّٰہ دَرُّہ من رجلٍ لایطیل الکلام ویَعلم مواضع فصل الخطاب واللّٰہ لقد تکلم بکلام لایسمعہ سامعٌ الّا انقاد ومال الیہ ثم تکلم عمر بعدہ بدون کلامہ ومَدّ یدہ فبایعہ وبایعوہ خمر را در جاہلیت بر خود حرام کردہ بود کذا فی الاستیعاب وبت را گاہے سجدہ نہ کردہ عن الزہری انہ قال من فضل ابی بکر انہ لم یَشُک فی اللّٰہ ساعۃً قطّ مذکور فی الصواعق وابن الدغنہ در میان اشراف قریش گفت ان ابابکر لا یَخرُجُ مثلُہ ولا یُخرَجُ أتُخرِجُون رجلاً یَکسِبُ المعدوم ویصل الرحم ویَحمِل الکلّ ویقری الضیف

ابو بکرؓ کے پاس جانے لگے تاکہ وہ قوم کے انساب سے اُن کو واقف کر دیں۔ آخر حدیث تک۔ اس کو ابو عمرؓ نے استیعاب میں روایت کیا۔ اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے لیکن اسلام کے بعد اس کو ترک کر دیا۔ استیعاب میں ایسا ہی لکھا ہے اور فصاحتِ کلام میں بلند مرتبہ تھے۔ ابو ذویب شاعر ہذلی نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ (اپنی) بھلائیاں ذکر کر دیں اور ابو بکرؓ نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنے اس شخص کے حُسن بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے اور کلام کے فیصلہ کُن مواقع پر رُکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ اُنھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلم کیا کہ اس کو جو سُننے والا سُنے اُن کی اطاعت پر تیار اور ان کی طرف راغب ہو جاتے پھر اُن کے بعد عمرؓ نے کلام کیا جو اُن کے کلام سے کمتر تھا اور اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے بیعت کی اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔ آپ نے جاہلیت کے دَور میں ہی شراب کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا (استیعاب) اور آپ نے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور زُہریؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اللہ (کی ذات و صفات کمال) کے بارے میں کبھی کسی ساعت میں بھی شک نہیں ہوا۔ یہ مذکور ہے صواعق میں اور ابن الدُّغنہ نے اشراف قریش کے درمیان کہا کہ ابو بکرؓ جیسا شخص نہیں نکلے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور

عہ دغنہ انکی ماں کا نام تھا دال کے پیش اور غین کے سکون کے ساتھ یہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام ربیعہ بن رفیع ہے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنے امن میں لیا تھا۔ جب کہ قریش انکو مکہ سے نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

Marfat.com

ویُعِیْنُ علٰی نَوَائِبِ الحقِّ بمثل انچہ حضرت خدیجہ رضہ در وصفِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان نمود، ہیچکس از قریش دم انکار نتوانست زد و آزانجملہ آنست کہ پیش از اسلام بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طریق محبت و فدائے ورزید در قصہ توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب شام ہمراہ عم خود ابوطالب باز رجوع آنحضرت بموجب تاکیدِ راہب مذکور است وبَعَثَ معہٗ ابوبکرٍ بلالاً وزوَّدہ الراھبُ من الکعکِ والزیتِ رواہ الترمذی وحسّنہا والحاکم وصحّحہا بعض یاران کہ بفہم سخن نمی رسند بلاحظہ صغر سن صدیق اکبر رضہ دران وقت وآنکہ اشترائے بلال رضہ جز این نیست کہ بعد اسلام بودہ است در تردّد افتادہ اند فقیر میگوید گویا ایشان قصہ بسے از اذکیاء کہ مصدر حرکاتِ عجیبہ شدہ اند در ایام صغرِ سن نشنیدہ اند و از کجا کہ دران وقت بلال رضہ مملوکِ حضرت صدیق رضہ نہ بود جائز است کہ بلال رضہ را بطریقِ اجارہ یا عاریت ہمراہ گرفتہ باشد بلکہ این احتمال قریب است زیراکہ بلال رضہ مملوک بنی جُمح بود و ایشان ہمسایگانِ حضرت صدیق رضہ بودند و با ایشان معاملہا و مواساۃ ہا داشت

رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور تھکے ماندوں کو سواری پر بٹھاتا ہے اور مہمانوں کی مہمانداری کرتا ہے اور حادثوں (یعنی معاملات) میں جو حق پر ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہے"۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا تھا۔ تو کوئی شخص قریش میں سے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریق محبت و فدائیت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ سفر شام کی روانگی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بموجب تاکید راہب واپسی کے قصہ میں مذکور ہے: "اور ان کے ساتھ ابوبکر رضہ نے بلال رضہ کو بھیجا اور راہب نے بطور زادِ راہ کلچے اور زیت دیا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اُس زمانہ میں حضرت صدیق رضہ کی کم عمری کے پیشِ نظر اور اس بات سے کہ بلال رضہ کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردّد میں پڑ گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ گویا اُن لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے اذکیاء کی کم سنی کے قصوں میں سے نہیں سُنا جن سے عجیب حرکات کا صدور ہوا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضہ نے آپ کے ساتھ محبت و ہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد لازم آگیا)، اور اس شبہ کا کیا موقع ہے کہ اس وقت... حضرت بلال رضہ حضرت صدیق رضہ کے مملوک نہیں تھے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال رضہ کو بطریق اجارے کے یا (ان کے آقا سے) مانگ کر یعنی بطورِ عاریت ساتھ کر دیا ہو۔ بلکہ یہ احتمال قریب ہے کیونکہ حضرت بلال رضہ بنی جمح کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیق رضہ کے ہمسایہ تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ

Marfat.com

ومواسات حضرت صدیق رض با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از نبوّت در چندین قصہ مذکور شدہ یکے ازانکہ صحیح ترین قصص است ذکرکردیم عن میمون بن مھران قال اختلف ابوبکر فیما بینہ و بین خدیجۃ حتے انکحھا ایاہ مذکور فے الصواعق معزوًّا لابی نعیم و ازآں جملہ آنست کہ دراوّل بعثت مسلمان شد و سبقت کرد برہمہ دراسلام و علمائے سیرت دراوّل مَنْ اسلم ابوبکر او علیؓ او خدیجہؓ اختلاف دارند از ہر جانب دلائل قائم کردہ اند و اتفاق جمیع حاصل است برآنکہ از احرارِ بالغین کسے بر حضرت صدیق رض سبقت نکردہ وپیش از وے کسے اظہار دینِ خود در قریش نہ نمودہ۔ فقیر اینجا نکتہ دارد و آں این است کہ اوّلیتِ اسلام بجہت آں از مآثر معدود شدہ است کہ حامل شد بر اسلام مردمان وجاذب شد قلوبِ مردم رابسوئے اسلام وبحکم الدّالُ علے الخیر کفاعلہ اَجرِ جمیع آنانکہ بعدازوے باسلام درآیند درجریدۂ اعمالِ وے نوشتہ شود واین معنی بجز حُرِ بالغ مشہور فی الناس مطاع درمیانِ ایشاں کہ اظہار دینِ خود کند و بجدِ تمام مردماں را برقبولِ آں آرد میسّر نیست پس از مآثر خاصہ حضرت صدیقؓ است گودر اولیتِ حقیقیہ اختلاف واقع

تعلقات تھے۔ اور حضرت صدیق اکبر رض کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت سے پہلے زمانہ کے بہت سے ہمدردی کے واقعات مذکور ہوتے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصے کا تو ہم ذکر کرچکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہا ہے کہ ابوبکر رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رض کے درمیان آمدورفت کرتے رہے یہاں تک کہ انؓ کا نکاح آپؐ سے کرادیا۔ یہ قصہ صواعق میں بحوالہ ابی نعیم مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت کے شروع میں ہی مسلمان ہوگئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب پر سبقت کی تھی اور علما سیرت اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکر رض لاتے یا علی رض یا خدیجہ رض اور ہر جانب سے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہوگیا ہے کہ احرار بالغین میں سے کسی نے حضرت صدیق رض پر سبقت نہیں کی اور اُن سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار قریش پر نہیں کیا۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیتِ اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر اُبھارنے والی ہوتی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوتی اور بحکم الدّالُ علے الخیر کفاعلہ (خیر کیطرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والے کی مانند ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے ہیں اس کے نامہ اعمال لکھا جائے گا اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو، بالغ ہو، لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اُس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسّر نہیں ہوسکتی، تو اولیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

شدہ باشد واز آں جملہ آنست کہ سبب اسلام
حضرت صدیق رض تنبیہ غیبی بودہ است چند
دفعہ یکے آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
روزے در ایام جاہلیت زیر سایہ درختے
نشستہ بودم ناگاہ دیدم کہ شاخے ازاں
درخت میل بجانب من کرد چنانکہ بسر
من رسید من دراں می نگریستم و می گفتم این
چہ خواہد بود آوازے ازاں درخت بگوش من
رسید کہ پیغمبرے در فلاں وقت بروں خواہد آمد
می باید کہ تو سعادتمند ترین مردمان باشی بوی
گفتم کہ روشن تر بگوے کہ آں پیغمبر کیست و
نام وے چیست گفت محمد بن عبد اللہ بن
عبد المطلب بن ہاشم گفتم وے صاحب و
الیف و حبیب من است ازاں درخت عہد
بستدم کہ ہرگاہ وے مبعوث شود مرا بشارت دہی
چوں وے مبعوث شد ازاں درخت آواز آمد
کہ جہد باش و اہتمام کن ای پسر ابو قحافہ کہ وحی
بوے آمد سوگند برب موسیٰ کہ ہیچکس بر تو در اسلام
سبقت نخواہد گرفت چوں بامداد کردم بسوی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رفتم چوں مرا دید گفت اے ابوبکر
ترا بخدای تعالیٰ و رسول وے میخوانم گفتم اشھد
انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجاً منیراً
پس بوے ایمان آوردم
د قصہ دیگر آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
پیش از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در

مناقب خاصہ میں سے ہے اگرچہ اولیت حقیقیہ میں اختلاف واقع
ہوگیا ہو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے
اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوتی ہے چند مرتبہ۔ ایک یہ کہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں ایک دن میں ایک
درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس
درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکنے لگی اتنی کہ میرے سر سے
آلگی اور میں دیکھ رہا تھا اپنے (دل میں) کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک آواز اس
درخت میں سے میرے کان میں پہنچی کہ ایک پیغمبر فلاں وقت
ظاہر ہوگا تجھے چاہیئے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ سعادتمند بنے
(اس کا ساتھی ہوکر) میں نے اس سے کہا کہ زیادہ واضح بتا کہ وہ
پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمد بن
عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ میں نے کہا کہ وہ میرا
ساتھی اور دوست اور حبیب ہے۔ میں نے اس درخت سے
یہ عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہوجائے تو مجھ کو بشارت
دیدینا۔ جب آپ مبعوث ہوگئے تو اس درخت میں سے آواز
آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر لے ابو قحافہ کے
بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے۔ قسم ہے موسیٰ ع کے رب کی کہ
اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا۔ جب آپ نے
مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رض! میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے
رسول ع کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق دے کر اور روشن
چراغ بنا کر بھیجا ہے"۔ تو میں آپ پر ایمان لے آیا۔ دوسرا
قصہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

Marfat.com

خواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و برِ بام کعبہ اُفتاد و در مکہ ہیچ خانہ نماند کہ ازاں نور چیزے باں در نیامد پس آں انوار ہمہ جمع شدند و یک نور گشتند ہمچنانکہ اوّل بود بخانۂ من در آمد و من در خانہ خود را بستم بامداد آنخواب را بیکے از احبارِ یہود گفتم و تعبیر آں خواستم گفت ایں از قبیل اَضغاثِ پریشان اَحلام است و اعتبارے ندارد چوں روزگارے گزشت در بعضے تجارات بدیر بُحورا کہ مسکن بُحیرا راہب بود رسیدم و تعبیر آں خوابِ خود از وے پُرسیدم گفت تو چہ کسے گفتم من مردے ام از قریش گفت خدا تعالےٰ در میانِ شما پیغمبرے خواہد برانگیخت و در ایام حیات وے وزیرے خواہی بود و بعد از وفاتِ وے خلیفۂ وے پس چوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث شد مرا باسلام خواند گفتم ہر پیغمبرے را دلیلے بودہ است بر نبوّتِ او دلیلِ تو چیست گفت دلیلِ نبوّتِ من آں خوابے کہ دیدی و آں حَبر در جوابِ تو گفت کہ آں را اعتبارے نیست و بُحیرا گفت تعبیر آں چنیں است و چنیں من گفتم تُرا کے خبر کرد گفت جبرئیلؑ گفتم من از تو ہیچ دلیلے و بُرہانے نمی طلبم زیادہ ازیں اشہدُ اَنْ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد انّک عبدہٗ و رسولہٗ بعد ازاں رسول فرمود صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہیچکس را باسلام دعوت نہ کردم کہ در اوّل توقف و

ایک عظیم نور آسمان سے اُتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکہ میں کوئی گھر ایسا نہ باقی رہا کہ اس نور میں سے کچھ اُس میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ پھر وہ انوار سب جمع ہو کر اُن کا ایک نور بن گیا جیساکہ پہلے تھا اور میرے گھر میں آگیا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح کو میں نے یہ خواب ایک یہودی عالم سے بیان کیا اور تعبیر مانگی۔ اس نے کہاکہ یہ خواب پریشان خیالات کی قسم میں سے ہے اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو ایک تجارت کے سلسلہ میں دَیر بحورا میں جو بُحیرا راہب کا مسکن تھا، میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اُس سے پوچھی۔ بُحیرا نے کہاکہ تو کون شخص ہے؟ میں نے کہاکہ میں قریش میں کا ایک مرد ہوں۔ کہاکہ خدا تعالےٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث کرے گا اور تو اُس کے ایام حیات تک اُس کا وزیر رہے گا اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے مجھے اسلام کی طرف بُلایا تو میں نے کہاکہ ہر پیغمبر کے پاس اُس کی نبوت پر کوئی دلیل ہوتی ہے آپؐ کی دلیل کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایاکہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور وہ حبرؔ (عالم یہود) جس نے تمہارے جواب میں یہ کہا تھا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بُحیرا نے کہاکہ تعبیر اُس کی یہ اور یہ ہے۔ میں نے کہاکہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ فرمایاکہ جبرئیلؑ نے، میں نے کہاکہ میں آپؐ سے اس سے زیادہ کوئی دلیل اور بُرہان نہیں چاہتا۔ اشہدُ ان لا الٰہ الا اللہ الخ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تردد و فکر نکرد ابوبکر کہ چوں وے را دعوت
کردم تصدیق نمود و گفت تو رسولِ خدائی
وے صدیقِ اکبر است رضی اللہ عنہ و ایں
قصہا در کتبِ خصائص مذکور شد و ایں ہمہ
دلالت می کند بر تشبہ جزوِ عقلی او با جزوِ
عقلی انبیاء و از آنجملہ آنست کہ قریب باسلام
صدیق رض جمعے از نجبائے قریش اسلام آوردند
بدلالتِ حضرت صدیق رض و ترغیب او قال ابن
اسحٰق فلما اسلم ابوبکر اظہر اسلامہ
ودعا الی اللہ عزوجل والی رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکر رجلا مألفا
لقومہ محببا سہلا فجعل یدعو الی الاسلام
من وثق بہ من قومہ ممن یغشاہ و
یجلس الیہ فاسلم بدعائہ فیما بلغنی
عثمان بن عفان والزبیر بن العوام وعبد الرحمن
بن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحۃ بن
عبید اللہ فجاء بہم الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حین استجابوا
لہ و اسلموا و صلوا۔ دریںجا
نکتہ باید دانست کہ ایں جماعۃ
نجباء قریش بودند و ہر یکے اوسط
بطن از بطون قریش و در بطنِ
خود تمکن تمام داشت پس
اسلام ایشاں بحقیقت کسر
سورۃ کفر است و برہم زدن

سلم نے فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ
اس نے اوّل توقف و تردد نہ کیا ہو بجز ابوبکر رض کے کہ جب میں نے
اس کو دعوت دی اُس نے تصدیق کی اور کہا آپ اللہ کے رسول
ہیں، وہ صدیقِ اکبر ہے" (رضی اللہ عنہ)۔ اور یہ قصے کتبِ خصائص
(سِیَر) میں مذکور ہوتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتے ہیں اُن کے
جُزوِ عقلی کے تشبُّہ پر انبیاء کے جزوِ عقلی کے ساتھ۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے اسلام کے قریب بہت
سے لوگ شرفاء قریش میں سے حضرت صدیق رض کی رہنمائی اور
ترغیب سے اسلام لائے۔ ابنِ اسحاق رح نے کہا کہ جب ابوبکر رض اسلام
لے آئے اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اللہ عز و
جل اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو
دعوت دی، اور ابوبکر رض ایک ایسے شخص تھے جن پر ان کی قوم
جمع ہوتی تھی، ہر دل عزیز، نرم خُو تھے تو اُنھوں نے اپنی قوم
کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو ان سے پُورے
طور پر مرتبط تھے اور ان کے گرد و پیش رہنے والے اور
ہم مجلس تھے تو اُن کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں
مجھے روایت پہنچی اسلام لائے عثمان بن عفان رض اور زبیر
ابن العوام رض اور عبد الرحمٰن بن عوف رض وسعد بن ابی وقاص رض
اور طلحہ بن عبید اللہ رض۔ پھر جب ان لوگوں نے اُن کی دعوت
قبول کر لی تو ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور
نماز پڑھی۔ یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہیئے کہ یہ سب لوگ
شُرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندان
قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے
والا اپنی شاخ میں پورے طور پر بااثر تھا تو ان کا اسلام

Marfat.com

حِدّتِ شرک واوّل صورۃ شیوعِ اسلام
اما عثمانؓ اوسط بنی امیہ بود و زبیرؓ
اوسطِ بنی اسد و سعدؓ و عبدالرحمنؓ
اوسطِ بنی زہرہ و طلحہؓ اوسطِ بنی تیم ابن
مُرّہ و محمد بن اسحٰق بر ذکر ایں جماعۃ
اکتفا کردہ است والّا دیگران ذکر جمعِ کثیر
مے نمایند و از انجملہ آنست کہ در
ابتدائے اسلام و غربتِ او چہل
ہزار درہم برائے تقویتِ اسلام و ترفیہِ
مسلمین و خدمتِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صرف کرد عن ہشام بن عُروۃ
عن اَبیہ قال اسلم ابوبکر ولہٗ اربعون
الفًا انفقہا کلّہا علٰے رسولِ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم و فی سبیل اللہ اخرجہٗ
ابوعمر والحاکم و ایں قصّہ را شاہدے است
صحیح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در آخر
ایّام خود فرمودہ است اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ
عَلَیَّ فِیْ مالہٖ وصحبتہٖ ابابکرٍ اخرجہ البخاری
وقال مالِاَحَدٍ عندنا یدٌ الّا قد کافیناہ ما
خلا ابابکرٍ فان لہ عندنا یدًا یکافیہ اللہُ بہا
یوم القیٰمۃ وما نفعنی مالُ اَحَدٍ قطّ ما نفعنی
مالُ ابی بکرٍ اخرجہ الترمذی واز انجملہ آنست کہ
ہفت کس را از غلامانِ قریش کہ در تصدیق و
توحید قدم راسخ داشتند وموالیِ ایشان ایشان
را تعذیب می نمودند خرید کردہ آزاد ساخت

قبول کر لینا درحقیقت کفر کے جوش کا توڑ اور شرک کی تیزی کا
خاتمہ تھا اور اشاعتِ اسلام کی پہلی صورت تھی۔ ان میں سے عثمانؓ
بنی اُمیّہ کے مرکز تھے اور زُبیرؓ بنی اسد کے اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ
بنی زہرہ کے، اور طلحہؓ بنی تیم بن مُرّہ کے سربرآوردہ تھے۔ اور محمد بن
اسحٰقؒ نے اس جماعت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک
بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام
میں اُس کی غربت کے زمانہ میں تقویتِ اسلام اور مسلمانوں کی فائدہ
رسانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر ابوبکرؓ نے چالیس
ہزار درہم خرچ کئے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت اُن کے پاس
چالیس ہزار تھے جو سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اس کو ابو عمر اور حاکم نے روایت
کیا اور ایک (حدیث) صحیح شاہد ہے اس قصہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے آخر ایّام میں فرمایا کہ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ الخ یعنی
سب لوگوں سے زیادہ احسان مجھ پر مال میں اور صحبت میں ابوبکرؓ
کا ہے" اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فرمایا کہ ہم پر کسی کا
کوئی احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کر دی ہو بجز ابوبکرؓ
کے کیونکہ اس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت کے
دن اس کو اللہ تعالیٰ دے گا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ اس کو ترمذی
نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے ایسے
سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جو قریش کے غلاموں میں سے
تھے جو کہ تصدیقِ (رسالت) و توحید پر مضبوطی سے جمے ہوتے
تھے اور جو لوگ اُن کے آقا تھے وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچا رہے
تھے۔ "استیعاب" میں ہے اور ابوبکرؓ نے ایسے سات لوگوں کو

Marfat.com

فی الاستیعاب و اعتق ابوبکر سبعۃ کانوا
یعذبون فی اللہ منہم بلالؓ و عامر بن فہیرہ۔
محمد بن اسحٰق نیز این را روایت کرد بازیاد
و آں آنست کہ ابوقحافہ بر آزاد کردن این
ضعفاء ملامت نمود فقال ابوبکر یا اَبتِ
انما ارید ما ارید للہ عز وجل فیحدث
الناس ما نزل ھٰؤلاء الآیات الا فیہ و
فیما قال لہ ابوہ فاما من اعطیٰ واتقیٰ و
صدّق بالحسنیٰ الآیۃ۔ و محمد بن اسحٰق در
قصۂ عدوان المشرکین علی المستضعفین این را
واضح تر نوشت و اسماء فریق بیان کرد و از انجملہ
آنست کہ چوں نازل شد فاصدع بما تؤمر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ در
جماعۃ قریش اظہار توحید و ابطال شرک
فرمایند حضرت صدیقؓ التماس نمود کہ
تعصب قریش بمرتبہ ایست کہ
بمجرد سماع این کلمات بایذا
خواہند برخاست این خطبہ را
بمن باید گذاشت بعد ازاں بامر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ
عجیبہ بر خواند و کفار باین سبب
چہ ایذاہا کہ نہ دادند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از دستِ آنہا
خلاصی یافت و این قصہ در ریاض نضرہ
بطولہ ہرچہ خوب تر مذکور است

آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا ان میں سے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ تھے۔ محمد بن اسحٰقؒ نے بھی اس کو روایت کیا ایک اضافہ کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ابوقحافہ نے ان کمزوروں کے آزاد کرنے پر ملامت کی (اور کہا کہ اگر تو قوی اور زور آور غلام خرید کر آزاد کرتا تو اُن سے تجھے یہ فائدہ پہنچتا کہ وہ کبھی دشمن کے مقابلہ پر تیری مؤثر طور پر مدد کرتے۔ یہ کمزور و ناتوان کیا مدد دے سکتے ہیں) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابا! میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں صرف اللہ عزّ و جلّ (کی رضا) کے لئے کرتا ہوں۔ تو لوگ یہ بات آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیتیں صرف ابوبکرؓ ہی کے بارے میں اور اس گفتگو کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے کی تھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ (۹۲:۶) سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملّتِ اسلام) کو سچا سمجھا الخ۔ اور محمد اسحٰقؒ نے کمزور مؤمنین پر مشرکین کے ظلم اور زیادتی کے قصہ میں اس کو زیادہ واضح لکھا ہے اور اس فریق کے نام بیان کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ الخ (۱۵:۹۴) غرض آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے اور ان مشرکین کی پروا نہ کیجئے۔" نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جماعتِ قریش کے سامنے توحید کا اظہار اور شرک کا ابطال فرمائیں۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ قریش کا تعصب اس درجہ میں ہے کہ جیسے ہی یہ کلمات سُنیں گے ایذا دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اس خطبہ دینے کو آپ مجھ پر چھوڑ دیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ نے ایک عجیب خطبہ پڑھا اور کفار نے اس سبب سے کونسی

Marfat.com

و این اوّل خطبہ بود کہ در اسلام خواندہ
شد و خواندن این قصہ ماجریات عشق
را شرح میدہد و از انجملہ آنست کہ چندین
دفعہ قریش بایذائے آنحضرت ؐ مبادرت
کردند حضرت صدیق رضؓ ہر دفعہ جان خود
را وقایہ جانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ساخت ازاں قصص دو سہ روایت
بنویسم عن عروۃ بن الزبیر قال سألتُ
عبداللہ بن عمر عن اشدّ ما صنع المشرکون
برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
رأیتُ عقبۃ بن ابی مُعیط جاء الی النبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم و ہو یصلّی فوضع
ردائہٗ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقاً شدیدًا فجاء
ابوبکر حتّٰی دفعہٗ عنہ فقال اَتَقْتُلُوْنَ
رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ اخرجہ البخاری و
عن انس قال لقد ضربوا رسولَ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم حتّٰی غُشِیَ علیہ
فقام ابوبکر فجعل ینادی و یقول
وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ
اللّٰہُ قالوا مَنْ ھٰذا قالوا ھٰذا ابنُ
ابی قحافۃ المجنون اخرجہ الحاکم
وعن اسماء بنت ابی بکر انہم قالوا
لہا ما اشدّ ما رأیتِ المشرکین
بلغوا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ

ایذا ہے جو نہ دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہاتھ
سے رہائی پائی اور یہ قصہ "ریاض نضرہ" میں بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ
مذکور ہے۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس قصہ کا
پڑھنا عشق کی سرگزشتوں کو مشرّح کر دیتا ہے۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ کتنی ہی مرتبہ قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا
دینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر مرتبہ حضرت صدّیق اکبر رضؓ نے اپنی جان کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ڈھال بنا دیا۔
اُن قصوں میں سے دو تین روایتیں لکھتا ہوں۔ مروی ہے عروہ
ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے شدید ترین ایذا
کے بارے میں جو مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی
سوال کیا۔ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا عقبہ بن ابی مُعیط کو کہ وہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو
اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں (پھندا بنا کر) ڈالی اور بہت
سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا تو ابوبکر رضؓ نے آکر اس کو
آپ کے پاس سے دھکیلا اور فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا الخ (۴۰ : ۲۸)
کیا تم ایسے شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے
کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے
پاس (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے"۔ اس کو
بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ (مشرکین
نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ بیہوش
ہو گئے تو ابوبکر رضؓ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے یہ
کہنے لگے وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا الخ۔ لوگوں نے ایک دوسرے
سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو کہنے لگے کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے
جو پاگل ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اسماء بنت ابی بکر رضؓ
سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ مشرکین

Marfat.com

سلم قالت كان المشركون قعودا
في المسجد فتذاكروا رسول الله صلى
الله عليه وسلم وما يقول في
آلهتهم فبينما هم كذلك اذ دخل
رسول الله صلى الله عليه وسلم
المسجد فقاموا اليه وكان اذا
سألوه عن شيء صدّقهم فقالوا
ألستَ تقول في آلهتنا كذا وكذا
قال بلى فتشبثوا به باجمعهم فاتى
الصريخ الى ابي بكر فقيل له أدرك
صاحبك فخرج ابو بكر حتى
دخل المسجد فوجد رسولَ
الله صلى الله عليه وسلم و
النّاسُ مجتمعون عليه فقال
ويلكم أتقتلون رجلاً ان
يقولَ ربّي اللهُ وقد جاءكم
بالبيّنات من ربّكم قالت
فلهَوا عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم واقبلوا على
ابي بكر يضربونه قالت فرجع
الينا فجعلَ لا يمسّ شيئا من
غدائره الّا جاء معه وهو
يقول تباركت يا ذا الجلال
والاكرام رواه ابو عمر في
الاستيعاب حاصل کلام آنست کہ

کی بہت بڑی سختی آپ نے کونسی دیکھی ہے جو انھوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ مشرکین
مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور آپ کی اُن باتوں کا جو آپ اُن کے معبودوں کے حق میں کہتے
تھے تذکرہ کرنے لگے۔ ابھی وہ ان باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو سب آپ کے
پاس پہنچ گئے۔ اور جب وہ آپؐ سے کسی آپؐ کی بات کے بارے
میں سوال کرتے تھے تو آپؐ اس کی تصدیق کر دیتے تھے یعنی
انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور
ایسا نہیں کہہ رہا تھا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! تو آپؐ کو یہ سب
کے سب لپٹ گئے۔ تو ایک چیخنے والے نے آکر ابوبکرؓ سے کہا کہ
اپنے ساتھی کے پاس جلد پہنچو۔ تو ابوبکرؓ نکل کھڑے ہوئے
اور مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال
میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹ رہے تھے تو انھوں نے کہا وَیْلَکُمْ الخ
یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر
قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ
تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوے پر) تمہارے پاس دلیلیں
بھی لے کر آیا ہے۔" اسماءؓ نے کہا کہ پھر وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکرؓ کے مقابل ہو گئے اور ان کو مارنے
لگے۔ اسماءؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے پاس اس حالت میں واپس
ہوئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصہ کو بھی چھوتے
تھے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور وہ (اُس کو دیکھ کر)
کہتے تھے تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اے ذوالجلال
والاکرام تو بڑی برکت والا ہے) اس کو ابو عمرؓ نے روایت کیا
استیعاب میں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ

Marfat.com

عقبہ بن ابی معیط آمد حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
می گزاردند چادرِ خود را در گردنِ مبارک آنحضرتؐ
پیچید وخفا کرد آنحضرتؐ را خفا کردنِ سخت
متعاقب ایں حال ابوبکر صدیق رسیدؓ وآیۃ
اَتقتلون رجلاً ان یقول ربّی اللہ برخواند در
روایتِ دیگر آنکہ زدند آنحضرت را صلے اللہ علیہ
وسلم تا آنکہ بیہوش شد پس ابوبکرؓ اِستاد
وایں آیۃ برخواند وحاصل حدیث اسماءؓ آن
است کہ مشرکان نشستہ بودند در مسجدِ حرام
پس بایک دیگر مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کردند وذکر آنچہ آنحضرتؐ می فرماید در
حقِ بُتانِ ایشان بمیان آوردند دریں ہنگام
آنحضرتؐ بمسجد در آمدند مشرکان بطرف آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم برخاستند حالانکہ آنحضرتؐ چوں
کُفّار سوال میکردند راست میگفت بایشاں وتقیہ
را کار فرمانمی شد گفتند آیا نمی گوئی درباب آلہۃ ما
چناں وچناں فرمود آرے میگویم پس در آ ویختند با
آنحضرتؐ ہمہ ایشاں پس آمد فریاد کنندہ بسوئے ابوبکر صدیقؓ
وگفت دریاب صاحب خود را پس بر آمد حضرت صدیق
تا آنکہ داخل شد بمسجدِ حرام ویافت آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم دراں حال کہ
جمع آمدہ بودند بروے پس گفت ویلکم الخ
پس غافل شدند کُفّار از آنحضرتؐ
ومتوجہ گشتند بابوبکر صدیقؓ وزدند
او را اسماءؓ گفت پس باز گشت حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے
اپنی چادر کو آنحضرتؐ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر سختی کے ساتھ آپؐ
کا گلا گھونٹنا شروع کردیا۔ اس حال کے پیش آتے ہی صدیق اکبرؓ
پہنچ گئے اور انھوں نے آیت اتقتلون رجلاً ان یقول ربّی
اللہ پڑھی۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بے ہوش ہوگئے تو
ابوبکرؓ (آکر) کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے یہ آیت پڑھی۔
اور حدیث اسماءؓ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے
ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
تذکرہ کررہے تھے اور اُن باتوں کا ذکر بھی درمیان میں لے آتے
جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ان کے بُتوں کے حق میں فرماتے
تھے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگئے مشرکین
آپؐ کی طرف جھپٹ پڑے (اور سوالات کرنے لگے) آپؐ کا یہ
حال تھا کہ جب کُفّار آپؐ سے سوال کرتے تھے آپؐ صحیح اور
سچّا جواب دیتے تھے۔ آپؐ اُن کے ساتھ تقیہ کا استعمال نہیں
فرمارہے تھے چنانچہ انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں
کے حق میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپؐ نے فرمایا کہ
ہاں کہتا ہوں۔ تو یہ جس قدر تھے سب آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو لپٹ گئے۔ اب ایک فریاد کرنے والا ابوبکر صدّیقؓ
کے پاس پہنچا اور کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جلد پہنچو تو
حضرت صدیقؓ فوراً روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام
میں داخل ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال
میں پایا کہ مشرکین آپؐ کو گھیرے ہوئے تھے تو آپؓ نے اُن سے
کہا کہ وَیْلَکُمْ الخ تو کفّار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہوگئے
اور ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجّہ ہوگئے اور ان کو مارنے لگے۔

Marfat.com

صدیق رضؓ بایں صفت کہ دست نمے ساید۔ بچیزے از گیسوہائے خود مگر کہ مے آمد ہمراہ دست او می گفت تبارکت یا ذا الجلال والاکرام وازانجملہ آنست کہ چندیں دفعہ اَذٰی کفار را از آنحضرتؐ بازداشت بتوریہ وکنایہ۔ در قصہ ہجرت آمدہ است کہ ہر کہ آنحضرتؐ را می پرسید صدیق رضؓ مے گفت ھَادٍ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ اخرجہ البخاری و در قصہ امرأۃ ابی لہب آمدہ است کہ بعد نزول سورۃ تبّت بقصد ایذا آمد و گفت اِنَّ صاحِبَکَ ھَجَانِی، قال ما یقول الشعر اخرجہ ابو یعلے وازانجملہ آنست کہ چوں قریش بر ایذائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدند و صحیفہ نوشتند حضرت صدیق رضؓ دریں مضیق شریک آنحضرتؐ بود لہٰذا دریں واقعہ ابوطالب گفتہ است ؎

وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیا
فسر ابوبکر بھا ومحمد

اسماء رضؓ نے کہا کہ پھر حضرت صدیق رضؓ اس حال کے ساتھ واپس ہوتے کہ اپنے گیسوؤں کے کسی حصہ پر ہاتھ نہیں پہنچاتے تھے مگر وہ اُن کے ہاتھ کے ساتھ ہی آلیتا تھا اور یہ کہتے تھے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کئی مرتبہ آپ نے توریہ اور کنایہ سے کام لے کر کفار کی ایذاؤں کو آپؐ تک پہنچنے سے روک دیا۔ ہجرت کے قصہ میں آیا ہے کہ جو کوئی (مکہ سے مدینہ کے سفر پر جاتے وقت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا تھا تو حضرت صدیق رضؓ کہتے تھے ھَادٍ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ (یہ رہنما ہیں جو مجھے راہ دکھانے والے ہیں) اس کو بخاری نے روایت کیا اور ابولہب کی بیوی کے قصہ میں آیا ہے کہ سورۃ تبّت نازل ہونے کے بعد وہ آپؐ کو ایذاء دینے کے ارادے سے آئی اور اس نے (حضرت صدیق رضؓ سے) کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کہی ہے۔ تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ شعر نہیں کہتے۔ اس کو ابو یعلی نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر متفق ہو گئے اور انھوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدیق رضؓ اس تنگی کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک حال رہے ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ کے بارے میں ابو طالب نے یہ شعر کہا ہے ؎

شعر:۔ وَھم رجعوا۔ الخ

(ترجمہ) اور انھوں نے (اس دستاویز کو

Marfat.com

کذا فی سیرۃ ابن اسحٰق۔ وازانجملہ آنست
کہ حضرت صدیق رضؓ اول کسے است کہ
مسجد بنا کرد و اعلام اسلام نمود
کفّار قریش بایذا برخاستند
تا آنکہ مضطر شد بہجرت ابن
الدغنہ میانجی گشت میان
وے ومیانِ قریش و عہد گرفت
برائے او تا آنکہ غلبۂ دیگر بر دل
او وارد شد وجوار ابن دغنہ را رد کرد
اِنِّیْ اَرُدُّ اِلَیْكَ جِوَارَكَ وَ
اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰهِ آنگاہ باعلان اسلام
و جہر قراءۃ قرآن مشغول شد
اخرجہ البخاریؒ فی حدیث طویلٍ
عن عائشۃ۔ وازانجملہ آنست کہ
حضرت صدیق رضؓ بجہت اعلاء
کلمۃ اللہ درقضیہ غلبہ فارس
بر روم مراہنہ کرد عن ابن
عباس قال کان المسلمون
یُحِبُّوْنَ ان تظھر الرُّوْمُ
علٰی فارس لانھم اھلُ
الکتاب وکان المشرکون

بلند آواز سے یا بار بار پڑھا سہیل بن بیضاء کے
سامنے خوش ہوکر۔ تو اس پر راز کے ساتھ مطلع
کردیئے گئے ابوبکر رضؓ اور محمد۔ سیرت ابن اسحٰق
میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
حضرت صدیق رضؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے
(مکّہ میں) مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا کھل کر
اظہار کیا۔ کفّار قریش ایذاء کے لئے اُٹھ کھڑے
ہوئے یہاں تک کہ یہ مکّہ چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے
تو ابن دُغنہ ان کے اور مشرکین کے درمیان
میں پڑے (ان کا مقولہ اور ان کا تعارف حاشیہ پر
چند صفحات قبل گزر چکا ہے) اور انھوں نے ان کے
بارے میں تعرّض نہ کرنے کا مشرکین سے عہد
لیا (اور حضرت ابوبکر رضؓ سے یہ کہا کہ آپ قرآن آواز
سے نہ پڑھیں) یہاں تک کہ دوسرا غلبہ آپ کے
قلب پر وارد ہوا (یعنی اللہ تعؑ پر توکّل کا) اور آپ
نے ابن دُغنہ کے امن کو ردّ کردیا۔ فرمایا کہ میں
تمھارے امن کو تمھاری طرف واپس کرتا ہوں اور
اللہ تعؑ کے امن پر راضی ہوں۔ اس وقت سے
آپ رضؓ اپنے اسلام کا اعلان بھی کرنے لگے اور
قرآن کی قرارت آواز کے ساتھ کرنے میں مشغول
ہوگئے۔ اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضؓ سے ایک

ع۵ سہل بن بیضاء آپؐ پر ایمان لاچکے تھے مگر اس وقت تک اپنا ایمان چھپاتے ہوتے تھے۔ انھوں نے اس بائیکاٹ کی دستاویز لکھے جانے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس خفیہ طور پر بھیجدی۔ اس کے بعد انھوں نے مکہ میں اپنے اسلام کا اظہار کردیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آخر تک چھپاتے رہے تھے کہ مشرکین کے ساتھی بن کر بدر میں بھی پہنچے اور ایک دن گرفتار کرلئے گئے تو عبداللہ ابن مسعود رضؓ نے ان کے اسلام کی گواہی دی کہ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوتے دیکھا ہے تو چھوڑ دیئے گئے۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ۱۲

Marfat.com

يحبون ان تظهر فارس على الروم لانهم اهل الاوثان فذكر ذلك المسلمون لابي بكر رضي الله عنه فذكر ذلك ابوبكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اما انهم سيهزمون فذكر ذلك ابوبكر لهم فقال اجعل بيننا وبينك اجلا فان ظهروا كان لنا كذا وكذا وان ظهرنا كان لك كذا وكذا فجعل بينهم اجل خمس سنين فلم يظهروا فذكر ابوبكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال الا جعلته دون العشرة فظهرت الروم بعد ذلك فذلك قوله الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

حدیث طویل میں روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں مُراہنہ کیا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ مسلمان اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم والے فارس پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس روم پر غالب آئیں کیونکہ وہ بتوں والے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (اہلِ فارس کو) آئندہ شکست دی جائے گی۔ اس کا ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن (مشرکین) سے کر دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت معین کرو کہ اگر وہ (یعنی اہلِ روم) غالب آگئے تو ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اتنے اور اتنے (اونٹ) دیں اور اگر ہم غالب آگئے تو تمھارے لئے ضروری ہوگا اتنا اور اتنا دینا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پانچ سال کی مدت معین کر دی۔ (اس مدت میں) اہلِ روم غالب نہیں ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مدت "دون العشرہ" یعنی دس برس سے کم کیوں نہ مقرر کی (ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ پھر اس کے بعد روم والے غالب آگئے۔ یہ قصہ ہے ان آیات کا۔ الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ الخ (۳۰ ، ۱ تا ۵) الٓمٓ۔ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے

عہ رِہان کے معنے شرط کے بھی آتے ہیں جیسے فرسی رِہان (شرط کے دونوں گھوڑے) کما ھنہ کے معنے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شرط لگانا۔ اس قصہ میں جو وجہ فضیلت ہے وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشادِ نبوی پر ایمان ولقین کامل ہے۔ لیکن تعیینِ مدت میں بے احتیاطی کر گئے تھے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا۔ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

سَيَغْلِبُوْنَ قال فغلبت الرّوم ثم
غلبت بعد لِلّٰهِ الامر من قبل ومن بعد
ويومئذٍ يفرح المؤمنون بنصر الله
قال سفیان وسمعت انهم ظهروا
یوم بدر اخرجه الحاکم و از انجملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تا در مکہ بود صبح و شام ہر روز بخانۂ
حضرت صدیق رض آمد و رفت می فرمود
عن عائشة قالت لم اعقل ابوی
قط الا وهما يدينان الدين ولم
يمر علينا يوم الا يأتينا فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار
بكرة وعشية اخرجه البخاری
فی قصة الهجرة و از انجملہ آنست چوں حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا متوفی شد حضرت
صدیق رض عائشہ رض را در عقد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آورد و در
آں باب ادبے کہ بہتر ازاں صورت نہ
بندد رعایت نمود عن حبیب مولی عروة قال لما
ماتت خديجة حزن عليها النبي صلى الله عليه
وسلم فاتاه ابوبكر بعائشة فقال يا رسول الله
هذه تذهب ببعض حزنك وان في هذه
خلقا من خديجة ثم ردها فكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم يختلف الى ابي بكر الحديث اخرجه
الحاکم وعن عائشة قالت قدمنا المدينة

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر
اندر غالب آجائیں گے۔" کہا کہ روم مغلوب ہوئے تھے پھر بعد
میں غالب آگئے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی
اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے۔
سفیان رض نے کہا اور میں نے سنا ہے وہ یوم بدر میں غالب
آئے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے حضرت
صدیق رض کے مکان میں صبح و شام روزانہ آمد و رفت فرماتے
رہتے تھے۔ مروی ہے عائشہ رض سے فرمایا کہ میں نے اپنے
ماں باپ کو کبھی کسی شغل میں نہیں پایا بجز اسکے کہ وہ دونوں
دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا
تھا مگر ہمارے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں
جانبوں یعنی صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کو بخاری نے
روایت کیا ہجرت کے قصہ میں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت
صدیق رض عائشہ رض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں
لائے تو اس بارے میں اس قدر ادب کی رعایت کی کہ اس سے
زیادہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ مروی ہے حبیب رض سے جو
عروہ رض کے مولیٰ ہیں کہا کہ جب حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہوا تو ان پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو ان کے پاس حضرت
ابوبکر رض عائشہ رض کو لے کر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کچھ غم
یہ دفع کردے گی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں خدیجہ رض کی خصلتیں موجود
ہیں۔ پھر ان کو واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابوبکر رض کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر حدیث تک۔ روایت کیا اس
کو حاکم نے۔ اور عائشہ رض سے روایت ہے کہا کہ ہم مدینہ

Marfat.com

الی ان قالت قال ابوبکر یا رسول اللہ ما یمنعک ان تبنی باھلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصداق فاعطاہ ابوبکر اثنی عشر اوقیۃ و نشا فبعث بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الینا وبنی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی ھذا الذی انا فیہ اخرجہ الحاکم وابو عمر فی الاستیعاب مثلہ۔ وازانجملہ آنست کہ چوں معراج متحقق شد اوّل کسے کہ بآں تصدیق نمود صدیق اکبرؓ بود عن عائشۃ قالت لما اسری النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان اٰمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فذکرت الحدیث الی ان قالت فقال ابوبکر انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر الصدیق اخرجہ الحاکم وفی الاستیعاب نحو من ذلک وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در موسم حج خود را بر احیاء عرب عرض کردند تا کدام یک ازیشاں بسعادت نصرت فائز شود صدیق اکبرؓ در ہر عرضہ رفیق آنحضرت ومتولّی

میں پہنچے (راوی نے) کہا کہ آپ نے قصہ بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کو اپنی اہلیہ سے خلوت میں کیا بات روک رہی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ادائگی) مہر۔ تو آپؐ کو ابوبکرؓ نے دیئے بارہ[1] اوقیہ اور نصف (ساڑھے بیالیس تولہ) تو اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے یہاں بھیجدیا اور مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تخلیہ کیا میرے اسی گھر میں جس میں کہ اب میں موجود ہوں، روایت کیا اس کو حاکم نے اور ابو عمر نے استیعاب میں ایسا ہی روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب معراج واقع ہوئی تو سب سے پہلے جس نے آپؐ کی تصدیق کی وہ صدیق اکبرؓ تھے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رات میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ کی طرف لیجایا گیا۔ صبح کو لوگوں نے اس پر باتیں کرنا شروع کیں تو بہت سے ایسے لوگ جو آپؐ پر ایمان لاچکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے مُرتد ہوگئے اور اس قصہ کو لیکر پہنچے ابوبکرؓ کے پاس، اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق ایسی بات میں کر رہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں انکی تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبریں جو ایک صبح اور ایک شام میں اُن کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اسی بناء پر ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا گیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور استیعاب میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کے موسم میں اپنے کو عرب قبائل کے سامنے پیش کیا تاکہ کوئی ان میں سے نصرتِ اسلام کی سعادت سے بہرہ اندوز ہو۔ ہر ملاقات کے موقع پر صدیق اکبرؓ آنحضرتؐ کے رفیق اور جواب وسوال کے متولّی رہے ہیں۔ ریاض نضرہ

جواب وسوال بودہ است در ریاض نضرہ این قصہا بروایت حضرت مرتضےٰ رضہ مذکور است واز انجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمود بسُوئے مدینہ حضرت صدیق رضہ رفیق آنحضرت بود و ایں خدمت بنوعے از دستِ وے سرانجام یافت کہ خدائے تعالےٰ بآں تنویہ فرمود ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ھُمَا فِی الۡغَارِ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدیں وجہ بستود کہ حملنی الیٰ دار الہجرۃ وثنائی وے در اَلسِنہ مسلمین شائع گشت وایں قصہ بطولہا در بخاری مذکوراست واز انجملہ آنست کہ چوں غزوۂ بدر واقع شد وآں اوّل فتح اسلام بود و فضیلتِ او بر جمیع مشاہد فائق است حضرت صدیق رضہ را دراں مشہد مآثر نمایاں حاصل گشت و فضائلِ او دوبالا شد بچند جہت یکے آنکہ ثانی آنحضرت بود در عریش دیگر آنکہ الہام عظیم از جانبِ غیب قبول نمود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تصویب آں فرمودند عن ابن عباس قال قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم یومَ بدر اللّٰھم انّی اَنۡشُدُکَ و وَعۡدَکَ اللّٰھم ان شئتَ لم تُعۡبَدۡ فاخذ ابوبکر بیدہٖ فقال حسبک فخرج وھو

میں یہ قصے حضرت مرتضےٰ رضہ کی روایت سے مذکور ہیں۔ اوران میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت صدیقؓ آنحضرتؐ کے رفیق تھے اور یہ خدمت ایسی نوع (والہانہ عشق) کے ساتھ آپؓ کے ہاتھ سے پوری ہوئی کہ خدا تعالےٰ نے اس پر آپ کی بڑائی کا اظہار کیا۔ فرمایا ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ھُمَا فِی الۡغَارِ (یعنی دو میں دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ کے پیش نظر آپ کی مدح میں یہ فرمایا کہ (ابوبکرؓ) مجھے سوار کرکے دارالہجرت کی طرف لایا اور ان کی مدح وثناء مسلمانوں کی زبانوں پر شائع ہوگئی۔ اور یہ قصہ اپنی تفصیلات کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ اوران میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ بدر واقع ہوا اور وہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اُس کی فضیلت تمام غزوات سے بڑھی ہوئی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ میں نمایاں اعزاز حاصل ہوئے اور اُن کے فضائل دوبالا ہوئے چند وجوہ سے۔ پہلی یہ کہ عریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے (یعنی اس عارضی مُسَقّف منڈھے میں جو آپؐ کے لئے بنایا گیا تھا آپؐ کے ساتھ ابوبکر رضہ مقیم ہوتے تھے)، دوسری یہ کہ جانب غیب سے (آپ کے قلب نے) ایک عظیم الہام کو قبول کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی۔ مروی ہے ابنِ عباس رضؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد اور وعدے کا۔ اے اللہ! اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے، تو ابوبکر رضہ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے تو آپؐ یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ (الآیۃ ۵۴ : ۴۵)۔

Marfat.com

يقول سيهزم الجمع ويولون الدبر
اخرجه البخاري. و معنے ایں کلام نزدیک فقیر
آنست کہ ابوبکر صدیق رض ملہم شد بآنکہ
دعا بإجابت مقرون گشت واین صورت از
جملہ آن واقعہا است کہ الہام صحابہ سبقت
نمود دران بر وحی انگاہ وحی بر حسب
الہام ایشان فرود آمد بلکہ بحقیقت
ہمیں الہام وحی است بسوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بآن وجہ کہ چون ایشان
ملہم شدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بفراست صادقہ خویش دریافت کہ این
خاطر از جانب مدبر السموات والارض است و
این فراست وحی باطنی است چنانکہ در قصہ
اذان رؤیا عبداللہ بن زید و قیاس فاروق رض
را تصویب فرمود و در لیلۃ القدر بر رؤیائے جمعے
از صحابہ رض اعتماد نمود الی غیر ذلک من الوقائع
دیگر آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عریش
برآمدہ متوجہ کارزار شد میمنہ لشکر بصدیق رض داد و
و میکائیل ع ہمراہ او بود و میسرہ لشکر بحضرت مرتضی رض
و اسرافیل ہمراہ او بود وعن علی رضی اللہ عنہ
قال بینما انا امیح من قلیب بدر اذ جاءت ریح
شدیدۃ لم ار مثلہا قط ثم ذہبت ثم جاءت
ریح شدیدۃ لم ار مثلہا قط الا التی کانت
قبلہا وکانت الریح الاولی جبرئیل نزل فی
الف من الملٰئکۃ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ

عنقریب (ان کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے فقیر کے
نزدیک یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق رض کو الہام ہو گیا کہ آپ کی دعا
مقرون باجابت ہو چکی ہے اور یہ ان واقعات میں کی ایک
صورت ہے جن میں کہ صحابہ رض کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت
کر گیا اور پھر وحی ان کے الہام کے مطابق نازل ہوئی بلکہ درحقیقت
وہی الہام وحی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف، اس
وجہ سے کہ جب وہ مُلہَم ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی فراستِ صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اترنے والا
خیال مدبر السموات والارض (یعنی اللہ جلّ شانہٗ) کی جانب
سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیساکہ اذان کے قصہ میں
عبداللہ بن زید رض کے خواب اور فاروق رض کے قیاس کی تصویب فرمائی
اور لیلۃ القدر میں صحابہ رض کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد کیا
اور ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو
آپ نے لشکر کا میمنہ صدیق رض کو دیا اور میکائیل ع ان کے ساتھ
تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت مرتضیٰ رض کو اور اسرافیل ع ان کے ہمراہ
تھے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس دوران میں کہ میں
بدر کے کنویں سے چلّو بھر بھر کر پانی ڈول میں ڈال رہا تھا کہ ایسی تیز
ہوا آئی کہ میں نے کبھی ایسی ہوا نہ دیکھی تھی پھر گزر گئی۔ پھر
ایک تیز ہوا آئی کہ میں نے اتنی تیز ہوا کبھی نہ دیکھی تھی بجز اس
ہوا کے جو اس سے پہلے آئی تھی اور پہلی ہوا جبرئیل ع تھے جو ایک
ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے
کے لئے نازل ہوئے تھے۔ اور دوسری ہوا میکائیل ع تھے جو ہزار
فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وسلم وکانت الریح الثانیۃ میکائیل نزل
فی الفٍ من الملائکۃ عن یمین رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکرؓ عن
یمینہ وکانت الریح الثالثۃ اسرافیل نزل
فی الفٍ من الملائکۃ عن میسرۃ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرۃ فلما ھزم
اللہ تعالیٰ اعداءہ حملنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی فرسٍ فجرت بی فوقعت علی
عقبی فدعوت اللہ عزوجل فامسکنی
فلما استویت علیہا طعنت بیدی ھذہ
فی القوم حتی اختضب ھذا منی دمًا و
اشار الی ابطہ اخرجہ الحاکم دیگر آنکہ
چوں اسیران بدر آمدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشاورہ کردند با صحابہؓ و مشورت حضرت صدیقؓ
را اختیار فرمود و او را با حضرت عیسیٰؑ تشبیہ داد ہرچند
درآخر فضیلت حضرت فاروقؓ غالب تر برآمد عن
عبداللہ بن مسعود قال لما کان یوم بدر قال لہم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما تقولون فی ھؤلاء الاساریٰ
فقال عبداللہ بن رواحۃ انت فی وادٍ کثیر الحطب
فاضرم نارًا ثم القہم فیہا فقال العباس رضی
اللہ عنہ قطع اللہ رحمک فقال عمر
رضی اللہ عنہ قادتہم ورؤساءہم
قاتلوک وکذبوک فاضرب اعناقہم
فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ عشیرتک و
قومک ثم دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقا

کی دائیں جانب کے لئے اور آپ کی دائیں جانب ابوبکرؓ تھے۔ اور تیسری ہوا اسرافیلؑ تھے جو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مَیسَرہ (یعنی بائیں جانب) کیلئے اور میں مَیسَرہ میں تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے پر سوار کیا وہ مجھے لے کر دوڑ پڑا اور میں اپنی پشت پر گرا تو مَیں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اس نے مجھے روک لیا۔ پھر جب میں اچھی طرح جم گیا تو مَیں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم پر تلوار بجانا شروع کر دی یہاں تک کہ خون سے یہ بھی رنگین ہو گئی اور اپنی بغل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ چوتھی یہ کہ جب اسیرانِ بدر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے بارے میں) اصحابؓ سے مشورہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے مشورے کو اختیار فرمایا اور اُن کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی اگرچہ آخر میں (اس واقعہ میں) حضرت فاروقؓ کی فضیلت بہت بڑھی ہوئی نکلی۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جب یوم بدر تھا تو اصحابؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا آپؐ ایسی وادی میں جہاں بہت سوکھی لکڑیاں موجود ہیں (اُن کو جمع کرکے) آگ سلگائیے پھر ان سب کو اس میں ڈال دیجئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے تیرا رحم قطع کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو اور ان کے سرداروں کو جو آپؐ سے لڑتے اور آپؐ کو جھٹلاتے رہے قریب قریب کر دیجئے میں ان کی گردنیں ماردوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا خاندان کے اور تمہاری قوم کے ہیں۔ پھر داخل ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا جو کچھ تم ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو وہ سب درست ہے، مثال ان لوگوں کی اُن لوگوں کے بھائیوں

Marfat.com

ما تقبلون فی ھو لاء ان مثل ھو لاء کمثل
اِخوۃٍ لھم کانوا من قبلھم قال نوح
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ
دَیَّارًا ۔ وقال موسیٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِہِمْ
وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ الآیۃ وقال ابراہیم
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ وقال عیسیٰ اِنْ تُعَذِّبْہُمْ
فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ وانتم قوم بکم عیلۃ
فلا ینفلتن احد منکم الا بفداء او
بضربۃ عنق اخرجہ الحاکم وازا نجملہ
آنست کہ چوں غزوۂ اُحد واقع شد نصیب
حضرت صدیقؓ دراں مشہد فضائل عظیمہ
گشت بچند جہت یکے آنکہ حضرت صدیقؓ
نہایت سعی در کشف بلائے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجا آورد قال ابن اسحٰق
فلما عرفوا المسلمون رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نھضوا بہ و نھض
معھم نحو الشعب معہ ابوبکر الصدیق
وعمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب
وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر
ابن العوام والحارث بن الصمۃ
رضوان اللہ علیہم ورھط
من المسلمین عن عائشۃ قالت
قال ابوبکر الصدیق لما جال

جیسی ہے جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوح نے کہا تھا رَبِّ لَا تَذَرْ (۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ۔" اور موسیٰ نے کہا تھا رَبَّنَا اطْمِسْ الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے الخ۔ اور ابراہیم نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِیْ الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں) میرا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمۃ ہیں۔" اور عیسیٰ نے کہا تھا اِنْ تُعَذِّبْہُمْ الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔" اور تم ایسی قوم ہو کہ تم پر افلاس ہے (لہٰذا اُساریٰ کو واضح ہونا چاہیئے کہ) تم میں سے کوئی رہا نہ ہوگا مگر فدیہ سے یا گردن ماری جانے سے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ اُحد واقع ہوا تو اس موقع پر حضرت صدیقؓ کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے چند صورتوں سے۔ ایک یہ کہ حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صعوبتوں سے بچانے کے لئے نہایت سعی کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ کو جلد اٹھا لے گئے اور آپؐ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ تھے اور عمر بن الخطابؓ اور علی ابن ابی طالبؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زُبیر بن العوامؓ اور حارثؓ بن الصمۃ رضوان اللہ علیہم اور مسلمانوں کی ایک جماعت۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ فرمایا ابوبکر صدیقؓ

الناسُ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومَ اُحدٍ کنتُ اوّلَ من فاءَ فبصرتُ بہ من بُعدٍ فاذا انا برجلٍ قد اعتنقنی من خلفی یُرید رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو ابو عبیدۃ بن الجراح الحدیث اخرجہ الحاکم۔ ومراد از جولان درینجا فرار نیست بلکہ متفرق شدن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب در آمدن فوج کفار در فوج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیگر آنکہ معلوم شد کہ کفار قریش اگر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از کسے حساب می گرفتند از حضرت صدیق رض می گرفتند لہذا چون ابوسفیان تفحص مے کرد احوال فوج آنحضرت را ہمیں سہ کس را نام می برد زیرا کہ از ہمیں سہ کس مے ترسید و من حدیث البراء اشرف ابوسفیان فقال اَفی القوم محمدٌ فقال لا تجیبوہ فقال اَفی القوم ابن ابی قحافۃ فقال لا تجیبوہ قال اَفی القوم ابن الخطاب فقال انّ ھؤلاء قُتلوا فلو کانوا احیاءً لاَجابوا فلم یملک عمر نفسہ فقال کذبت یا عدوّ اللہ ابقی اللہ لک ما یُخزیک اخرجہ البخاری۔

دیگر آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعاقب کفار بعد اُحد متوجہ شدند حضرت صدیق از حاضران

نے کہ جب لوگ یوم اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق ہوگئے تو میں پہلا شخص تھا جو لوٹا اور میں نے آپ کو دور سے دیکھ لیا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کولی بھر لی وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ ابو عبیدہ بن الجراح رض ہیں الخ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مراد جولان سے (جس سے لفظ جَالَ مشتق ہے) اس جگہ فرار نہیں ہے بلکہ کفار کی فوج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوج کے اندر گھس جانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابؓ کا متفرق ہوجانا مراد ہے۔ دوسری یہ کہ (اس واقعہ سے) یہ بات واضح ہوئی کہ کفارِ قریش اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو (سب سے) نمایاں محسوب کرتے تھے تو صدیق اکبر رض کو کرتے تھے۔ اسی بناء پر جب ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے احوال کی جانچ کر رہا تھا تو ان ہی تین آدمیوں کا نام لے رہا تھا، کیونکہ وہ ان ہی تین سے ڈرتا تھا، حدیث براء رض میں مذکور ہے کہ ابوسفیان اوپر چڑھا اور (زور سے) بولا کہ کیا قوم میں محمدؐ ہے؟ تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن ابی قحافہ رض ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطاب رض ہے؟ (جب جواب نہ ملا) تو بولا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اب عمر رض اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے تو جھوٹ بول رہا ہے او دشمنِ خدا تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد (کی لڑائی بند ہونے) کے بعد کفار کے تعاقب کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیق رض اس واقعہ کے

Marfat.com

آں عنداللہ بود عن عائشۃ فی قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الآیۃ قالت لعروۃ یا ابن اُختی کان اَبَوَاکَ مِنْھُمْ الزبیر وابوبکر لما اصاب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصاب یوم اُحد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یذھب اِثرھم فانتدب منھم سبعون رجلاً کان فیھم ابوبکر و الزبیر اخرجہ البخاری۔ وازاں جملہ آنست کہ درغزوۂ خندق جانبے از لشکر بدستِ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دادند و محافظتِ آں جانب بادمنوط گشت والآن مسجدِ صدیق نزدیک خندق موجود است وآں مسجد بحقیقت موضعِ نزولِ حضرت صدیق بود درغزوۂ خندق وازاں جملہ آنست کہ درغزوۂ مُریسیع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا متہم شد ومنافقان آنچہ نمی بایست گفتند وگرفتار اسوء حالات گشتند وبعض مسلمین کہ از براءتِ صدیقہ رضی اللہ عنہا توقف کردند معاتب شدند حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دراں واقعہ فضائل نمایاں نصیب شد بچند جہت یکی آنکہ دراں واقعۂ ہوش رُبا از ایشاں کمالِ انقیاد و تسلیم و فدا بظہور آمد عن عائشۃ فی قصۃ الافک فتشھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال اما بعد یا عائشۃ انہ

حاضرین میں سے تھے۔ مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشادِ حق تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ کے بارے میں (۳: ۱۷۲) جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کرلیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثوابِ عظیم ہے" کہ اُنھوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! تیرے ابوین یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے۔ جب یوم اُحد میں نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ افتاد پڑی تھی پڑچکی اور مشرکین آپ کی طرف سے واپس ہوگئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو ستّر آدمیوں نے (پورے جوش کے ساتھ) آمادگی ظاہر کی۔ اُن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں لشکر کا ایک بازو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور اس جانب کی حفاظت آپ کے سپرد ہوئی اور اب بھی خندق کے قریب مسجدِ صدیق موجود ہے اور وہ مسجد درحقیقت غزوۂ خندق میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اُترنے کی جگہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ مُریسیع[1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اور منافقین نے ناشائستہ باتیں کہیں اور بدترین حالات میں گرفتار ہوئے۔ اور بعض ایسے مسلمان بھی موردِ عتاب ہوئے جنھوں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بے گناہی کے اظہار میں توقف کیا تھا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو نمایاں فضائل نصیب ہوئے چند جہت سے۔ ایک یہ کہ اس واقعہ ہوش رُبا میں اُن سے انتہائی فرمانبرداری اور تسلیم و فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِفک (تہمت) کے قصہ میں مروی ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا

[1] مُریسیع حجاز میں ایک مشہور چشمہ کا نام ہے۔ اس غزوہ کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں ۱۲

Marfat.com

بلغنی عنكِ كذا و كذا فان كنتِ بَرِيئةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وان كنتِ اَلْمَمْتِ بذنب (ارتکبت ۱۲) فاستغفری اللّٰهَ وتوبی الیه فانّ العبدَ اذا اَعْتَرَفَ (اقر ۱۲) ثم تابَ تاب اللّٰهُ علیه قالت فلمّا قضٰی رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مقالتَه قَلَصَ دمعی حتی ما اُحِسُّ منه قطرةً فقلتُ لِاَبی اَجِبْ عنّی رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال انّی واللّٰهِ ما ادری ما اقول لِرسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اخرجه البخاری دیگر آنکہ چوں براءۃ صدیقہؓ نازل شد آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم وصدیق اکبرؓ شریک آں براءۃ گشتند اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ زیراکہ معاذ اللّٰہ اگر ایں افک تحققے میداشت آں لوث دامن آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم ودامن صدیقؓ راکدر میکرد کہ درمثل ایں امور صاحب فراش و والد المرأۃ ہدف ملامت ومسبّہ می شوند دیگر آنکہ حضرت صدیقؓ بر مسطح عہ بن اثاثہ انفاقے مے کرد چوں ازوے شرکتے در افک ظاہر شد از انفاق دست باز داشت دریں باب نازل شد وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی آہ عن عائشة قالت قال ابوبکر الصدیق وکان يُنفق علٰی مِسطح بن

پھر اسکے بعد فرمایا امابعد اے عائشہؓ! مجھے تیرے متعلق یہ اور یہ باتیں پہنچی ہیں اب اگر تو بری (یعنی پاکدامن) ہے تو اللہ تعالےٰ تیری برارت ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ کی مرتکب ہوگئی ہے تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول کرتاہے۔ عائشہؓ نے کہاکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کرچکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہوگئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی تو میں نے اپنے باپ سے کہاکہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے تو انھوں نے کہاکہ میں تو خدا کی قسم نہیں جانتا کہ کیا کہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ جب صدیقہؓ کی برارت نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ (بھی) اس برارۃ میں شریک بن گئے۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ (۲۴: ۲۶) یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں! کیونکہ معاذ اللہ اگر یہ بہتان کچھ بھی سچائی رکھتا ہوتا تو وہ گندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دونوں کے دامنوں کو آلودہ کرتی کہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش یعنی شوہر اور عورت کا باپ دونوں ہی ملامت اور دشنام کا نشانہ بنتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حضرت صدیقؓ مسطح بن اثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے (یعنی ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے) جب اس افک میں اُن کا شریک ہونا ظاہر ہوا تو آپ نے ان کو دینے سے ہاتھ روک لیا، اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی

عہ مِسطح حضرت صدیقؓ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اہل بدر اور مساکین میں سے تھے ۱۲

Marfat.com

اثاثۃ لقرابتہ منہ وفقرہٖ واللہ لا انفق علیٰ مسطح شیئًا ابدًا بعد الذی قال لعائشۃ ما قال فانزل اللہ عزوجل وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ الی غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۰ قالت قال ابوبکر الصدیق بلیٰ واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقۃ التی کان ینفق علیہ قال واللہ لا انزعھا منہ ابدًا اخرجہ البخاری قال ابن عباس قال اللہ تعالیٰ لابی بکر قد جعلت فیک یا ابا بکر الفضل والمعرفۃ باللہ وصلۃ الرحم وجعلت عندک السعۃ فتعطف علی مسطح فلہ قرابۃ ولہ ھجرۃ ولہ مسکنۃ ذکرہ الواحدی فی الوسیط

وازاں جملہ آنست کہ چوں صلح حدیبیہ پیش آمد از صدیق اکبرؓ آثار جمیلہ ظاہر گشت و فضل او بآں آثار دو بالا شد یکے آنکہ صدیق اکبرؓ در مذاکرۂ عروۃ بن مسعود کافر عہ را جلادت شد و دشنام غلیظ داد تا قوت مسلمین در جہاد ظاہر گردد در آخر فائدہ ایں اغلاظ فی القول واضح گشت کہ عروہ پیش قریش تمکین اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در نصرت آنحضرت

اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں الخ۔ مروی ہے عائشہؓ سے بیان کیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے کہا اور وہ خرچ کیا کرتے تھے مِسْطَح بن اُثاثہ پر اُس سے قرابت کی بنار پر اور اُس کے فَقْر کی وجہ سے کہ واللہ اب میں مِسْطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ اُس بات کے بعد فرمایا تھا جو اُس نے عائشہؓ کے متعلق کہی تھی تو اللہ عزّ وجلّ نے نازل فرمایا وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ سے غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۰ تک۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نے (آیت سُن کر) کہا کہ بیشک واللہ میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے پھر لَوٹایا مِسْطح کی طرف اُس نفقہ کو جو اُن پر خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اِس کو اُس سے کبھی نہ روکوں گا اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میں نے تجھ میں فضیلت رکھی ہے اور اللہ کی معرفت اور صلۂ رحمی اور میں نے تجھے مالی وسعت دی تو مِسْطح پر مہربانی کر اس کی قرابت کی وجہ سے اور اس کی ناداری کی وجہ سے۔ اس کو واحدی نے ذکر کیا وسیط میں۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ پیش آئی تو حضرت صدیقؓ کے مناقب جمیلہ کا ظہور ہوا اور اُن مناقب سے اُن کی فضیلت دوچند ہوگئی۔ ایک یہ کہ صدیق اکبرؓ سے عروہ عہ بن مسعود کے ساتھ مکالمہ کے وقت بڑی بہادری کا ظہور ہوا اور (جوش میں آکر) اُس کو سخت گالی دی تاکہ جہاد میں مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو اور آخر میں گفتگو کے اس کھرے پن کا فائدہ بھی واضح ہوگیا کہ عروہ نے جاکر قریش کے سامنے آنحضرت

عہ یہ اس وقت کافر تھا جو مشرکین مکہ کا نمائندہ بن کر گفتگوئے صلح کیلئے آیا تھا ۱۲

Marfat.com

بیان نمود و آں سبب صلح شد فی قصۃ الحدیبیۃ
قال عروۃ عند ذلک ای محمد ارایت ان استأصلت
امر قومک ھل سمعت باحدٍ من العرب
اجتاح اصلہ قبلک وان تکن الاخریٰ فانی
واللہ لاریٰ وجوھا وانی لاریٰ اشوابا من
الناس خلیقا ان یفروا ویدعوک فقال لہ
ابوبکر امصص بظر اللات انحن نفر عنہ
وندعہ فقال من ذا قالوا ابوبکر فقال
اما والذی نفسی بیدہ لولا ید کانت لک
عندی ولم اجزک بھا لاجبتک۔
دیگر چوں حضرت فاروق رض را عرق
غیرت بحرکت آمد حضرت صدیق رض
در جواب سوال او قدم بر قدم
آں حضرت ص رفت ازیں جا دانستہ
شد کہ حضرت صدیق رض را باپیغامبر
چہ نسبت بود و علوم پیغامبر
در نفس وے رضی اللہ چگونہ منطبع
می شد قال عمر بن الخطاب
فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلت الست نبی
اللہ حقا قال بلیٰ قلت السنا
علی الحق وعدونا علی
الباطل قال بلیٰ قلت

صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کی پوری استقامت کا آنحضرت ص کا
ساتھ دینے میں ذکر کیا (جس سے قریش مرعوب ہوتے) اور قصۂ حدیبیہ
میں صلح کا وہی سبب بھی بنا۔ عروہ نے اس گفتگو کے وقت کہا تھا کہ
اے محمد! کیا تو نے اپنی قوم کے معاملہ پر غور کیا کہ تو نے اس
کی جڑ کاٹنا چاہی، کیا تو نے عرب میں سے کسی کو سنا ہے کہ
اس نے اپنی اصل (یعنی خاندان) کو ہلاک کیا ہو تجھ سے پہلے۔
اور تو نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں
اور مختلف قسم کے ملے جلے خون والے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں
جن کی طبعی صفت یہ ہوگی کہ وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ
دیں گے۔ اس پر ابوبکر رض نے اس کو کہا امصص بظر اللات الخ
یعنی تو لات کا بظرع چوس! کیا ہم ان کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔
اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا
کہ ابوبکر رض۔ تو اس نے کہا کیا کہوں قسم اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے اوپر تیرا ایک احسان نہ ہوتا
جس کا بدلہ ابتک میں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب ضرور دیتا۔
دوسری یہ کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب حضرت فاروق رض کی
رگ غیرت حرکت میں آئی تو حضرت صدیق رض ان کے سوال کے
جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ یہاں
سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ حضرت صدیق رض کو پیغمبر ص کے
ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر ص کے علوم صدیق رض کے (آئینہ)
نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے۔ عمر بن الخطاب رض نے بیان کیا
کہ پھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور
کہا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہوں۔ میں

ع بظر: باء کے فتح کے ساتھ گوشت کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جو فرج کے اوپر ہوتا ہے جس کو ہندی میں ٹنہ کہتے ہیں۔ لات ایک بت کا نام تھا جو بشکل عورت تھا جس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عرب کے نزدیک یہ سخت گالی ہے۔

Marfat.com

قلت فعلام نعطی الدنیۃ فی دیننا إذًا قال إنی رسول اللہ و لست أعصیہ وھو ناصری قلت أولیس کنت تحدثنا أنا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی أفأخبرتک أنا نأتیہ العام قلت لا قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ قال فاتیت ابابکر قلت أ لیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی قلت ألسنا علی الحق وعدونا

کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک۔ میں نے کہا کہ پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب[1] لگائیں۔ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں[2] اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے پھر اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ بیشک۔ کیا پھر میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اسی سال پہنچیں گے؟ میں نے کہا "نہیں" فرمایا کہ تو اس میں تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے

[1] دین میں عیب پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم عمرہ کرنے کی نیت سے آئے تھے لیکن مشرکین کی اس ضد اور ہٹ کو کہ ہم اپنی عبادت کی تکمیل کئے بغیر ہی واپس ہو جائیں مان لینا ہمارے دین پر دھبہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی عبادت کی تکمیل کے لئے جان کی پروا نہ کریں اور عمرہ ادا کر کے جائیں ۱۲

[2] یعنی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کی بنا پر ہم نے مشرکین کی شرطوں کو قبول کیا تاکہ بیت اللہ کا احترام قائم رکھیں اور ہم نے ان کی ایسی شرطوں کو بھی مان لیا صرف احترام بیت اللہ کے لئے جو بظاہر ذلیل اور رسوا کرنے والی معلوم ہوتی ہیں جو نفسوں پر شاق گزریں اور عبادت کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اپنے معبود کی رضاجوئی کے لئے اپنے عجز و افتقار کا مظاہرہ کیا جائے اس لئے اگر عبادت عمرہ کی تکمیل نہ ہو سکی تو کیا ہوا۔ ہم نے اتنی بڑی عبادت کی جو کہ بہت سے عمروں کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کا جو نتیجہ یعنی رضاء الٰہی ہم کو ملا ہے کہ احترام حق کے پیش نظر ہم نے اپنا پہلو جتنا زیادہ سے زیادہ رحمت و حمایت باری تعالیٰ اور "نصر عزیز" ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے جس کا اثر تم آئندہ دیکھو گے۔ اس لئے یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے اور اسی کی طرف سورۃ انا فتحنا جو واپسی کے دوران میں راستہ ہی نازل ہوئی تھی کہ ہم نے تم کو اس وقت بڑے تحمل کی توفیق دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہماری حمایت اور نصر عزیز تمہارے ساتھ ہو گئی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کہ جو لغزش تم سے سرزد ہو گئی تھی کہ تم نے مالی ضرورتوں اور اقارب کو بچانے کا خیال کرتے ہوئے فدیہ قبول کر لیا تھا وہ بھی معاف ہے۔ (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک) اور اگر کوئی لغزش آئندہ اسی طرح کی تم سے سرزد ہوئی تو وہ بھی معاف (وما تاخر) یاد رکھنا چاہیے کہ "لیغفر لک" اور "ذنبک" میں اگرچہ خطاب خاص ہے مگر اس کا مفہوم عام ہے۔ یہاں ذنوب کا مفہوم عام معاصی نہیں ہے بلکہ ایسی لغزشیں ہیں جو حصول مقصد میں سد راہ ہوتی ہیں جن کا وقوع مستقبل میں بھی مسلمانوں سے ہوا مگر اسی وعدۂ خداوندی نے اپنی نصر عزیز کے ذریعہ سے برے انجام سے ہمیشہ انکو محفوظ رکھا اور فتوحات کاملہ کیلئے بالآخر سید صاراستہ ان کے سامنے کر دیا جس کی طرف (ویہدیک صراطاً مستقیماً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ "نصراً عزیزاً" کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔ ان جملہ الطاف و اکرامات کی بنیاد یہی معاہدہ بنا۔ اسی لئے اس کو فتح مبین فرمایا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ فتح کا مقدمہ یہی معاہدہ بنا تھا، قریش نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کی بنا پر سورۃ براءت کے ذریعہ سے معاہدے کے فسخ کا اعلان کر دیا گیا اور پھر حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی اصل تعبیر کا ظہور ہوا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچیں گے چنانچہ پہنچے اس طرح کہ ہمیشہ کیلئے کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ الغرض آپ کے خواب کی تعبیر یعنی فتح مکہ کا ظہور اسی معاہدے سے شروع ہوا۔ بصیرت محمدی اس راز کو بخوبی سمجھ رہی تھی مگر ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھے تھے ۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی
الدنیۃ فی دیننا اذا قال یا ایہا الرجل
انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولیس یعصی ربہ وھو ناصرہ
فاستمسک بغرزہ فواللہ انہ علی الحق
قلت الیس کان یحدثنا انا سنأتی
البیت فنطوف بہ قال بلی افاخبرک
انک تأتیہ العام قلت لا قال
فانک اٰتیہ ومطوف بہ قال
عمر فعملت لذالک اعمالا اخرجہ
البخاری دیگر آنکہ در اختیار صلح و
جنگ سخنہا می رفت ومشورہا بمیان
می آمد آخرہا تقریر امر بہ مشورت حضرت
صدیق رض واقع شد فی قصۃ الحدیبیۃ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث عینا لہ
من خزاعۃ وسار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حتی کان بغدیر الاشطاط اتاہ
عینہ قال ان قریشا جمعوا جموعا وقد
جمعوا لک الاحابیش وھو مقاتلوک و
صادوک عن البیت ومانعوک فقال
اشیروا ایہا الناس علیّ اترون ان
امیل الی عیالھم وذراری ھؤلاء
الذین یریدون ان یصدونا عن

نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے
دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بیشک۔ میں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے
اپنے دین میں عیب لگالیں۔ فرمایا کہ اے شخص وہ اللہ کے
رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کو مدد
دینے والا ہے۔ بس تو اُن کے رکاب پکڑے رکھ، واللہ وہ حق پر ہیں۔
میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ہم سے یہ نہیں فرمارہے تھے کہ ہم
عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔
کہا کہ بیشک! تو کیا تم کو یہ خبر دی تھی کہ تم بیت اللہ اسی سال
پہنچو گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ بیشک تم (آئندہ) پہنچنے والے
ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر رض نے کہا کہ میں نے
اس کی وجہ سے (یعنی اپنی اس جرأت گستاخانہ کی وجہ سے)
بہت سے عمل خیر (بطور کفارہ) کئے۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ تیسری یہ کہ صلح اور جنگ کے اختیار کرنے میں گفتگوئیں
جاری تھیں اور مشورے ہوئے۔ آخر کار جو بات قرار پائی وہ حضرت
صدیق رض کے مشورے کے مطابق تھی۔ قصۂ حدیبیہ (بخاری) میں
مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس (بسر
ابن سفیان) جو قبیلہ خزاعہ کا تھا بھیجا کہ قریش کے حالات معلوم
کرکے آئے) اور آپ چل پڑے۔ جب (مقام) غدیر الاشطاط میں
پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ
قریش کے لوگوں نے تو فوجیں اکٹھا کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق
قبیلوں میں سے لی ہیں۔ اور وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ
جانے سے آپ کو روکیں گے اور مانع ہوں گے تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو

۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور اپنے سوال و جواب کو حضرت ابوبکر رض پر ظاہر کیا تھا مگر حضرت ابوبکر رض نے بھی ان کو وہی جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے الفاظ بھی وہ ہی تھے۔ اس حدیث کے ایراد سے یہی غرض ہے ۲ مترجم

Marfat.com

البیت فان یاتونا کان اللہ قد قطع عیناً من المشرکین والا ترکناھم محرومین قال ابوبکر یارسول اللہ خرجت عامداً لھذا البیت لا ترید قتل احد ولا حرب احد فتوجہ لہ فمن صدنا عنہ قاتلناہ قال امضوا علی اسم اللہ اخرجہ البخاری۔

ازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ خیبر واقع شد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حاضر آں واقعہ بود و بمقتضائے سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خلفاء کہ بمنزلہ منتظر الامارت معاملہ میکردند حضرت صدیق رضی اللہ عنہ امیر لشکر شد ہرچند در آخر واقعہ فضیلتِ علی مرتضےٰ غالب آمد عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر الی بعض حصون خیبر فقاتل وجھد ولم یکن فتح اخرجہ الحاکم وازانجملہ آنست کہ برسریۂ بنی فزارۃ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را امیر ساخت عن سلمۃ بن الاکوع قال امّر رسول اللہ

کیا تم یہ رائے پسند کروگے کہ میں ان کافروں کے متعلقین اور ان کے بال بچوں پر جھک پڑوں (یعنی بڑھ کر ان کو قید کر لوں) جو اس ارادے سے پہنچے ہیں کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیں۔ پھر اگر وہ (اپنے بال بچوں کو بچانے کی غرض سے) ہم سے لڑنے آئیں گے تو اللہ عہ مشرکوں کے جاسوسوں کو (یا انکی ایک آنکھ کو) ختم کر دے گا (یعنی ہمارے ہاتھ سے ان کو ہلاک کر دے گا)۔ ورنہ ہم ان کو لٹا پٹا چھوڑ دیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ تو بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں۔ کسی کو قتل اور کسی سے جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے۔ بس اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف رکھیے جو ہم کو اس سے روکے گا اس سے ہم قتال کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا چلو بسم اللہ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ خیبر واقع ہوا تو اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حاضر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاء کے ساتھ سیرت مبارکہ کے مطابق کہ آپ بمنزلۂ ولی عہد کے معاملہ کرتے تھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہوتے ہرچند کہ آخر جنگ میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت غالب تر ظاہر ہوتی۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تو انھوں نے قتال کیا اور کوشش کی اور فتح نہ ہوئی، روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سریۂ بنی فزارہ پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر

عہ یعنی جب باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے کے لئے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو مکہ میں رہ جائیں گے وہ ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت میں کافروں کی جماعت کم ہو جائے گی بہ نسبت اسکے کہ ہم مکہ میں جاکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ باہر والے اور قریش سب مجتمع ہیں مل کر ہمارا سخت مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے اپنے بال بچوں کو بچانے آتے تو مارے جائیں گے اور ان کے مارے جانے سے قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ یہی باہر والے ہماری خبریں قریش کو پہنچا رکھتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں۔ بنا بریں یہ ترجمہ ہوگا "تو جدا کر دیا اللہ تعالیٰ نے جاسوس (جماعت) کو جو مشرکین کی تھی ہم سے" اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ فغزونا
ناسًا من بنی فزارۃ فلما دنونا من الماء
امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرّسنا فلما
صلّینا الصبح امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فشننا
الغارۃ قال فوردنا الماء فقتلنا بہ من
قتلنا فانصرف عُنُق من الناس وفیھم
الذراری والنساء قد کادوا یسبقون
الی الجبل فطرحنا سھمًا بینھم و
بین الجبل فلمّا رأوا السّھم وقفوا
فجئتُ بھم اسوقھم الی ابی بکر
رضی اللہ عنہ وفیھم امرأۃٌ من
بنی فزارۃ علیھا قشعٌ من الادم
معھا ابنۃٌ لھا من احسن العرب
قال فنفلنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ابنتھا
قال فقدمتُ المدینۃ فلقینی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلتُ واللہ یا
رسول اللہ ما کشفتُ لھا ثوبًا وھی لک یا
رسول اللہ فبعثَ بھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم الی مکۃ ففادی بھا اساری من المسلمین
کانوا فی ایدی المشرکین اخرجہ الحاکم وازانجملہ
آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے
ملوک آفاق نامہا نوشتند وجمعے را برائے تبلیغ آں
نامہا فرستادند سائلے سوال کرد کہ حضرت
صدیق رض و فاروق رض چرا فرستادہ نمی شود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تعظیم رتبہ ایں دو بزرگ ونسبت

بتایا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں سے جہاد کیا تو جب ہم پانی کے
(یعنی قبیلہ کے) قریب پہنچ گئے تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
حکم دیا تو ہم نے آرام کیا۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لی تو ہم کو ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے حکم دیا پھر ہم نے ہر جانب سے ان پر لوٹ ڈالی
کہا کہ ہم قبیلہ پر جا پہنچے تو وہاں جن لوگوں کو قتل کرنا تھا قتل
کیا۔ پھر ان لوگوں کے بعض ممتاز لوگوں کی جماعت اور ان میں
اُن کے بال بچے اور عورتیں بھی تھیں لوٹے اور پہاڑ کی طرف
پہنچنے کے قریب ہوگئے تو ہم نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان
تیر پھینکے۔ پھر جب انھوں نے تیروں کو دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں
ان کے پاس پہنچا اور ان کو ہنکاتا ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا
اور اُن میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا ایک پوستین
اوڑھے ہوئے تھی اسکے ساتھ اُس کی ایک بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین
لڑکی تھی۔ کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو غنیمت میں سے
مجھے دیدیا۔ کہا کہ پھر میں مدینہ آگیا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ملے۔ تو میں نے کہا واللہ یا رسول اللہ! میں نے اسکے اوپر
سے کپڑا بھی نہیں ہٹایا اور یا رسول اللہ! اب یہ آپ کی ہے تو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ بھیجدیا اُس سے فدیہ (بدلہ) کرلیا
مسلمانوں میں کے اُن قیدیوں کا جو مشرکین کے قبضہ میں تھے۔
اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہار جانب کے بادشاہوں (کے
پاس بھیجنے) کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور ایک جماعت کو ان
خطوط کے پہنچانے کے لئے روانہ کیا تو ایک سائل نے سوال
کیا کہ حضرت صدیق رض اور حضرت فاروق رض کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کے مرتبہ کی
عظمت اور اُن کے ساتھ اپنے اتحاد کی نسبت کا اظہار فرمایا

Marfat.com

اتماوا ایشاں با خود بیان فرمود و ایں معنی فضیلت ایشاں را دو بالا ساخت عن حذیفۃ ابن الیمان رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لقد هَمَمْتُ ان اَبْعَثَ الی الآفاق رجالاً یُعَلِّمُونَ النّاس السُّنَنَ والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ فاَینَ انتَ عن ابی بکر وعمر قال انہ لاَ غِنٰی لی عنہما انّہما من الدّین کالسّمع والبصر رواہ الحاکم۔ ازاں جملہ آنست کہ حضرت صدیق رض در مصالح مسلمین شبانگاہ با آنحضرت مشاورت می کردند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برحسب مشورہ ایشاں عمل میفرمود قال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی ابابکر وعمر وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یَسْمُرُ عند ابی بکر اللیلۃ فی الامر من امور المسلمین وانا معہ رواہ احمد وعن عبد الرحمٰن بن غُنم انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما اخرجہ احمد۔ وازاں جملہ آنست کہ چوں ازواج طاہرات غیرت کردند و سورۃ تحریم نازل شد حضرت صدیق رض و فاروق رض مشار الیہ بکلمہ وصالح المؤمنین گشتند عن ابی اُمامۃ قال فی قولہ تعالیٰ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دو چند کر دیا۔ مروی ہے حذیفہ رض ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ چاروں طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے آپ ابو بکر رض و عمر رض سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباس رض نے ذکر کیا حق تعالےٰ کے قول وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ کے بارے میں (کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) "یعنی ابو بکر رض و عمر رض سے۔" اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابو بکر رض کے نزدیک (لیٹ کر) امورِ مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبد الرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رض و عمر رض سے فرمایا جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہارے خلاف نہیں کرتا، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب ازواج طاہرات رض نے غیرت کی اور سورۃ تحریم نازل ہوئی تو حضرت صدیق رض و فاروق رض کلمہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشار الیہ بنے۔ مروی ہے ابو امامہ رض سے انھوں نے کہا اللہ تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰىهُ الخ (۶۶: ۴) اور اگر (اسی طرح)

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ابوبکر و عمر اخرجہ الحاکم و شاھدہٗ حدیث نعمان بن بشیر استاذن ابوبکر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسمع صوت عائشۃ عالیًا فلما دخل تناولھا لیلطمھا وقال لا اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابوداؤد ازانجملہ آنست کہ حضرت صدیق رض غایت سعی در کتمانِ اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود در قصہ عرض حفصہ رض بر عثمان رض و حضرت صدیق اکبر رض مذکور است قال ابوبکر لم یمنعنی ان ارجع الیک الا انی کنت علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرھا ولم اکن لافشی سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری وازانجملہ آنست کہ حضرت صدیق در ہر خیر سبقت میکرد در قصہ بشارت عبداللہ بن مسعود رض حضرت فاروق رض گفتہ است ان فعلت انک لسابق بالخیر و فی قصص کثیر نحو من ذلک تا آنکہ سَبَّاق الی الخیر لقب او شد درمیان صحابہ رض وازانجملہ آنست کہ چوں روز جمعہ کاروانِ شام در رسید مردمان از مسجد متفرق شدہ درپے کاروان رفتند حضرت صدیق رض از ثابتان آں مجلس بود عن جابر قال بینا النبی صلی اللہ

پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں) تو یاد رکھو کہ پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ یعنی ابوبکر رض و عمر رض۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور اس کی شاہد نعمان رض بن بشیر کی حدیث ہے کہ ابوبکر رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہ رض کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ ان کے طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ میں آئندہ نہ دیکھوں کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرے۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کے چھپانے میں انتہائی کوشش فرماتے تھے۔ حضرت حفصہ رض کے لئے (حضرت عمر رض) کا حضرت عثمان رض کو اور پھر صدیق اکبر رض کو پیغام دینے کے قصہ میں مذکور ہے کہ ابوبکر رض نے (حضرت عمر رض سے جواب نہ دینے کی معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ مجھے کسی بات نے آپ کی طرف رجوع ہونے (یعنی آپ کی بات کا جواب دینے) سے نہیں روکا بجز اس کے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رض کا ذکر کیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنے والا نہ تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رض کی بشارت کے قصہ میں حضرت فاروق رض نے فرمایا اگر تو نے یہ کیا تو بیشک تو ہی (ہم سب سے زیادہ) خیر پر سبقت کرنے والا ہے اور بہت سے قصوں میں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ رض کے درمیان ان کا لقب سَبَّاق الی الخیر (نیک کام کی طرف بڑھنے والا) مشہور ہو گیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام سے (تجارتی) قافلہ آپہنچا تو لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے پیچھے چلے گئے

Marfat.com

علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ فاتینا اذا
قدمت عیر المدینۃ فابتدرھا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق منھم
الا اثنا عشر رجلا فیھم ابو بکر و عمر اخرجہ
الترمذی و از اں جملہ آنست کہ چوں غزوۂ
فتح مہیا شد حضرت صدیق رض را دراں واقعہ
فضائل نمایاں حاصل گردید بچند وجہ یکے آنکہ
پیش از واقعہ ابوسفیان پیش صدیق اکبر رض آمد
طلب اعادہ صلح نمود و ایں نبود مگر از جہت وجاہت
عظمی کہ حضرت صدیق رض را درمیان مسلمین حاصل
بود و از وے حساب می گرفتند قال
محمد بن اسحق ثم خرج ابو سفیان
حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکلمہ فلم یرد علیہ شیئا ثم ذھب الی
ابی بکر رضی اللہ عنہ فکلمہ ان یکلم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما انا
بفاعل ثم اتی عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ فکلمہ فقال انا اشفع لکم عند رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لو لم اجد
الا الذر لجاھدتکم بہ دیگر آنکہ
چوں بمکہ داخل شدند آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بجانب
حضرت صدیق رض متوجہ شدہ فرمودند
کیف قال حسان۔ عن ابن عمر
رضی اللہ عنھما قال لما دخل

حضرت صدیق رض ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔
مروی ہے جابر رض سے کہا اس دوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے
دن کھڑے ہوتے خطبہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کا قافلہ آپہنچا تو اصحاب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس کی طرف جھپٹ گئے یہاں تک کہ کوئی
اُن میں سے باقی نہ رہا بجز بارہ آدمیوں کے جن میں ابوبکر رض اور عمر رض
بھی تھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
کہ جب غزوۂ فتح مکہ کی تیاری ہوئی تو حضرت صدیق رض کو اس
واقعہ میں نمایاں فضیلت حاصل ہوئی چند وجوہ سے ایک یہ کہ واقعہ
فتح سے پہلے ابوسفیان صدیق اکبر رض کے پاس آیا اور آپ سے (سابقہ)
صلح کے اعادہ کرنے کی درخواست کی اور آپ سے ایسا کہنا صرف
اسی بنا پر تھا کہ حضرت صدیق رض کو مسلمانوں میں بڑی وجاہت
حاصل تھی اور آپ کی شخصیت کا اثر قبول کرتے تھے۔ محمد بن اسحق
نے بیان کیا کہ پھر نکلا ابوسفیان یہاں تک کہ (مدینہ پہنچکر) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے گفتگو کی مگر آپ نے اسکی
کسی بات کا جواب نہ دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اُن سے
یہ گفتگو کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں)
کلام کریں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔
پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کلام کیا تو
انھوں نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
تمھاری سفارش میں کروں؛ خدا کی قسم اگر میں (اپنے اندر) طاقت نہ
پاؤں مگر ایک چیونٹی کے برابر تو میں تم سے اس سے بھی جہاد کروں گا۔
دوسری یہ کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت صدیق رض کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حسان رض نے کس طرح
کہا تھا؛ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں (مکہ میں) داخل ہوتے تو آپ نے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء یلطمن وجوہ الخیل بالخمر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابا بکر کیف قال حسان بن ثابت فانشدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

عدمت بنیتی ان لم تروھا، تثیر النقع من کنفی کداء، ینازعن الاسنۃ مسرعات، یلطمھن بالخمر النساء، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان اخرجہ الحاکم۔

و دیگر آنکہ پدر صدیق اکبرؓ آں روز بشرف اسلام تشریف یافت و فضیلت آنکہ چہار پشت آنحضرتؐ را دیدہ باشد و مسلمان شدہ غیر صدیقؓ را میسر نہ شد قال محمد بن اسحق فلما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ دخل المسجد فاتی ابوبکر رضی اللہ عنہ بابیہ یقودہ فلما راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون انا اٰتیہ فیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ھو احق بمشیہ الیک من ان تمشی انت الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اسلم فاسلم الحدیث وقال علی بن ابی طالب ھذہ الآیۃ فی ابی بکر یعنی قولہ تعالیٰ حتی اذا بلغ اشدہ و

عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گھوڑوں کے مُنہ پر مارتی ہیں۔ (یعنی مالش کر رہی تھیں) تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابو بکرؓ کیسے کہا تھا حسان بن ثابت نے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اُن کے یہ اشعار سُنائے ۔

عدمت بنیتی ان لم تروھا ۔ الخ۔ میں اپنی پیاری بیٹی سے محروم ہو جاؤں اگر تم اُن کو (یعنی گھوڑوں کو) اس حالت میں نہ دیکھ لوں کہ وہ کداؑ کی دونوں جانب سے غبار اُٹھا رہے ہوں گے۔ جھگڑتی ہوتی ہوں گی عورتیں جلدی کرتی ہوئی چھینے والی لونڈیوں سے۔ اُن گھوڑوں کے مُنہ پر اپنی اوڑھنیاں مارتی ہوں گی۔“ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جدھر سے حسانؓ نے کہا اُدھر سے ہی داخل ہو جاؤ۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور تیسری یہ کہ صدیق اکبرؓ کے والد اُس روز اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضیلت کہ چار پُشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں حضرت صدیقؓ کے سوا کسی کو میسّر نہیں ہوئی۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکّہ میں داخل ہوئے تو مسجد میں پہنچے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کو رہنمائی کرتے ہوئے لاتے جب اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے ان شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہ چھوڑا۔ میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! بہ نسبت اس کے کہ آپؐ چل کر ان کے پاس پہنچیں ان کے لئے چل کر آپؐ کے پاس آنا زیادہ بہتر تھا۔ تو آپؐ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اسلام لاؤ تو وہ اسلام لے آئے، آخر حدیث تک۔

عہ کدا کاف کے زبر کے ساتھ ایک بلند چوٹی کا نام ہے جو مقابر معلّٰے سے متصل ہے اور کُدا ی ضمہ و کسرہ کے ساتھ باب عمرہ کی جانب ایک پست چوٹی کا نام ہے۔ کدا کے نیچے سے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ تھا اشعار کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ وقت آکر رہے گا کہ لشکر اہل اسلام اس طرح کہ فتح کرے گا کہ اسکے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے کدا کے دونوں جانب سے داخل ہو رہے ہوں گے اور آزاد عورتیں تمہارے گھوڑے کے چہروں کو اپنی اوڑھنیوں سے صاف کرتی ہوں گی یا ان کی مالش کرتی ہوتی ہوں گی ۱۲

Marfat.com

بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اسلم ابواہ جمیعا فلم یجتمع لاحد من الصحابۃ المھاجرین ابواہ غیرہ اوصاہ اللہ بھما ولزم ذلک من بعدہ اخرجہ الواحدی وعن موسٰی ابن عقبۃ لم یدرک اربعۃ من النسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ھؤلاء ابو قحافۃ و ابوبکر وابنہ عبد الرحمٰن وابو عتیق ابن عبد الرحمٰن بن ابی بکر اخرجہ الواحدی

وازا جملہ آنست کہ در قصہ حنین و قضیہ ابی قتادہ مشورت او بشرف تصویب رسید۔ عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن اقام بینۃً علٰی قتیلٍ قتلہ فلہٗ سَلَبُہٗ فقمتُ لِاَلتمسَ بَیِّنَۃً علٰی قتیلی فلم اَرَ احدًا یشھد لی فجلستُ ثم بدا لی فذکرتُ امرہٗ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجلٌ من جلسائہ سلاحُ ھٰذا القتیلِ الذی یذکرہ عندی فاَرضِہ منی فقال ابوبکر کلّا لا تُعطِیہ اُصَیبغَ من قریش وتدَعُ اسدًا من اُسُدِ اللہ یقاتل عن اللہ ورسولہ قال فقام

اور علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ یعنی ارشادِ باری تعالےٰ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ الخ (۴۶ : ۱۵)

یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر تک پہنچ گیا" الخ ان کے ماں اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز اُن کے (اسلام پر) مجتمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں (والدین) کے ساتھ (بہتر سلوک کی) ان کو وصیت کی اور اُن کے بعد والوں پر بھی اس کو لازم کر دیا۔ اس کو واحدی نے روایت کیا۔ اور موسےٰ ابن عقبہؓ سے روایت ہے کہ (ایک نسل کے) چار آدمیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے ابوقحافہ اور ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ اور ابو عتیق بن عبدالرحمٰن ابن ابی بکر، روایت کیا اس کو واحدی نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے واقعۂ حنین میں ابوقتادہ کے قضیہ میں ابوبکرؓ ہی کا مشورہ مشرف بہ صواب ہوا۔ مروی ہے ابوقتادہؓ سے کہا کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مقتول کے بارے میں گواہی پیش کرے گا کہ اس نے اس کو قتل کیا تو مقتول کا سامان اُس کو دیا جائے گا۔ تو میں اُٹھا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی گواہ تلاش کروں مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو میری گواہی دیتا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر مجھے خیال آیا اور قتیل کے واقعہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کر دیا (کہ اس کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ ہوا تھا) تو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کر رہا ہے میرے پاس ہیں تو آپ اسکو رضامند کر دیجئے میری جانب سے (کہ وہ میرے حق میں دستبردار ہو جائے) تو ابوبکرؓ نے کہا ہرگز نہیں (یا رسول اللہؐ) آپ اس کو نہ دیجئے۔ قریش میں کی ایک کمزور چڑیا (لیجائے) اور آپ اللہ کے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فادّاہ
الیّ فاشتریت منہ خرافاً فکان اوّل مالٍ
تأثّلتہ اخرجہ البخاری وازانجملہ آنست کہ
در غزوۂ طائف فضائل جلیلہ نصیب حضرت
صدیق رض آمد بجہاتِ متعدّدہ یکے آنکہ پسر
حضرت صدیق رض بزخم تیر مجروح شد و
آخر حال بہماں جراحت شہادت یافت فی
الاستیعاب عبد اللہ بن ابی بکر شہد
الطائف مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فرمی بسہم فدمل جرحہ فانتقض علیہ
فمات منہ فی خلافۃ ابیہ دیگر آنکہ بازگشتن
از محاصرہ حصن طائف بغیر فتح باشارہ وے
وتعبیرے بود رضی اللہ عنہ قال محمد بن اسحٰق
وقد بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قال لابی بکر الصدیق رضی
اللہ عنہ وھو محاصر ثقیفاً یا ابابکر انّی
رأیت انّی اُھدیت الیّ قعبۃ مملوّۃ زبداً
فنقرھا دیك فھراق ما فیھا فقال ابوبکر
ما اظنّ ان تدرك منھم یومك ھذا
ما ترید فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وانا لا اری ذلك وازانجملہ آنست کہ
چوں غزوۂ تبوک واقع شد حضرت
صدیق رض را دراں مشہد فضائل بسیار
نمایاں گشت یکے آنکہ در انفاق گوئے
سعادت از ہمہ در ربود عن اسلم

شیروں میں سے اس شیر کو چھوڑ دیں (یعنی محروم کردیں) جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف سے قتال کرے۔ ابو قتادہؓ نے کہا تو اُٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ آپ نے مجھے دلوائے۔ تو میں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا کہ جو میں نے جمع کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کے حصہ میں بہت سی شاندار فضیلتیں آئیں متعدد جہات سے ایک یہ کہ حضرت صدیق رض کا بیٹا ایک تیر کے لگنے سے مجروح ہوا بالآخر اسی زخم سے اُس نے شہادت پائی۔ استیعاب میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں موجود تھے ان کے ایک تیر مارا گیا تھا۔ اس زخم میں فساد پیدا ہو گیا اس کے بعد پھٹ گیا، اُسی سے انتقال کر گئے۔ اپنے باپ کی خلافت کے زمانہ میں۔ دوسری یہ کہ آپؐ کا طائف کے قلعہ سے محاصرہ اٹھا کر بغیر فتح کئے ہوئے واپس ہو جانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشارے اور ان کی تعبیر سے ہوا تھا۔ محمد بن اسحٰق رحؒ نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس بطور ہدیہ ایک رکابی بھیجی گئی جو مکھن سے بھری ہوئی تھی۔ ایک مرغ نے اُس میں چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ تو ابوبکرؓ نے یہ کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ آپ ارادہ کر رہے ہیں اس جنگ میں اُن سے حاصل کرلیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی درحقیقت یہی سمجھ رہا ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک واقع ہوا اُس موقع پر حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔ ایک یہ کہ مال خرچ کرنے میں آپ نے سب سے بڑھ چڑھ کر سعادت حاصل کی۔ اسلم سے مروی ہے

Marfat.com

قال سمعتُ عمر بن الخطاب یقول امرنا
رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نتصدّق
ووافق ذٰلک عندی مالاً فقلتُ الیوم
اسبقُ ابابکر اِن سَبقتُہ یوماً فقال فجئتُ
بنصف مالی فقال رسولُ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ما ابقیتَ لاَھلِکَ قلتُ مثلہ و
اتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یاابابکر ما ابقیتَ
لاَھلک فقال ابقیتُ لھم اللہ ورسولہ
قلتُ لا اسبقہُ الی شیءٍ ابدًا اخرجہ الترمذی
دیگر آنکہ عرضہٗ ایں لشکر بصدیق اکبرؓ
حوالہ شد و امامتِ لشکر بوے رضی اللہ
عنہ تسلیم یافت۔ دیگر آنکہ در اثنار راہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم با چندکس تعریس
فرمود واز لشکر دور افتاد دراں حالت برزبانِ
مبارک آنحضرتؐ گزشت کہ اگر لشکر فرمانبرداری
صدیقؓ و فاروقؓ کنند راہ یاب
شوند اخرجہ مسلم وقصہ آں طولے دارد۔

وازانجملہ آنست کہ در سالِ نہم آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ را
امیر حج فرمود و او اوّل کسے است کہ در
اسلام امیر الحج شد و اینجا غلطی عظیم
افتادہ است جمعی می دانند کہ فرستادنِ
حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ عزلِ ابوبکر
صدیقؓ بود تحقیق آنست کہ امیر حج ابوبکر صدیقؓ
بود وابلاغِ براءۃ تحویل علی مرتضےٰؓ عن

کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطابؓ سے فرماتے تھے کہ ہم کو حکم دیا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم صدقہ دیں (یعنی چندہ لے کر
آئیں) اور یہ بات میرے لئے (موجودہ احوال کے) موافق پڑی کہ
میرے پاس مال موجود تھا۔ مَیں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں ابوبکرؓ
سے (نیک کام میں) سبقت لیجا سکا تو آج سبقت لیجاؤں گا عمرؓ
نے فرمایا کہ پھر میں جو کچھ میرے پاس تھا اس کا نصف لے آیا۔ تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کتنا باقی چھوڑا؟
میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکرؓ لے کر آئے جو کچھ اُن
کے پاس تھا سب کا سب۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے
اہل کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ مَیں نے
ان کے لئے اللہ کو اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا تو میں نے (اپنے
دل میں) کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکتا، روایت
کیا اس کو ترمذی نے۔ دوسری یہ کہ اس لشکر کی تنظیم صدیق اکبرؓ کے
حوالہ ہوئی اور اس لشکر کی امامت بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ تیسری یہ کہ اثناء راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند
لوگوں کے ساتھ آخر شب میں اُتر کر آرام فرمایا اور آپ لشکر سے دُور
رہ گئے۔ اُس حالت میں آپؐ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی کہ اگر
لشکر کے لوگ صدیقؓ و فاروقؓ کی فرمانبرداری کریں تو راہ
پالیں گے، اس کو مسلم نے روایت کیا اور یہ قصہ طول رکھتا ہے۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال ہجرت میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو امیر حج بنایا اور وہ پہلے
شخص ہیں جو کہ اسلام میں امیر الحج ہوئے۔ اور یہاں ایک بڑا مغالطہ
واقع ہوا ہے۔ ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ
کو (آپ کے بعد) بھیجنا، ابوبکر صدیقؓ کو معزول کرنا تھا۔ تحقیق
یہ ہے کہ امیر حج ابوبکر صدیقؓ تھے اور سورۃ براءۃ کو پہنچانا

Marfat.com

محمد بن علی انہ لما انزلت براءۃ علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان بعث ابابکر
الصدیق رضی اللہ عنہ لیقیم للناس الحج
قیل لہ یا رسول اللہ لو بعثت بہا الی
ابی بکر فقال یؤدی عنی رجل من
اھل بیتی ثم دعا علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ فقال اخرج بھذہ القصۃ
من صدر براءۃ واذن فی الناس یوم
النحر اذا اجتمعوا بمنی انہ لا یدخل الجنۃ
کافر ولا یحج بعد العام مشرک ولا
یطوف بالبیت عریان ومن کان لہ عند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد
فھو لہ الی مدتہ فخرج علی بن ابی طا
رضی اللہ عنہ علی ناقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ادرک ابابکر رضی
اللہ عنہ فلما راہ ابوبکر قال امیر او
مامور قال بل مامور ثم مضیا فاقام
ابوبکر رضی اللہ عنہ للناس الحج و
العرب اذ ذاک فی تلک الساعۃ علی
منازلھم من الحج التی کانوا علیھا فی الجاھلیۃ
حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ فاذن فی الناس بالذی
امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ایھا الناس انہ لا یدخل الجنۃ کافر
ولا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت

(تمام سفر کارج تک) علی مرتضیٰ رض کی سپردگی میں تھا۔ مروی ہے محمد بن علی
سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سورۃ براءت نازل ہوئی
اور آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے تاکہ آپ لوگوں کو حج پر
قائم کریں (احکام شریعت کے مطابق) تو آپؐ سے کہا گیا کہ یا رسول
اللہؐ! اگر آپؐ اس کو ابوبکر رض کے پاس بھیجدیں تو مناسب ہوگا۔
تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو تو میری جانب سے میرے اہل بیت میں
سے کسی شخص کو پہنچانا چاہیئے۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قصہ کو آغاز سورۃ براءت سے
لیکر چلے جاؤ اور یوم النحر میں جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان
کردو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے اور
جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو تو وہ اس کا حقدار
ہوگا عہد کی مدت تک۔ تو نکلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ (عضباء) پر یہاں تک کہ ابوبکر رضی
اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
دیکھا تو فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر۔ حضرت علی رض نے
کہا کہ ماتحت بن کر۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ
لوگوں کو حج کرانے پر قائم رہے اور عرب جب یہ حکم بھیجا گیا اس ساعت
میں اپنی اُن ہی منازلِ حج پر تھے جن پر جاہلیت میں عمل پیرا ہوتے
تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم النحر آگیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے لوگوں میں جس چیز کا ان کو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اعلان کیا۔ یعنی کہا کہ اے لوگو!
بالیقین جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔
اور جس (قبیلہ) کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص

Marfat.com

عُریانٌ ومن کان لہ عند رسول اللّٰہ صلے
اللّٰہ علیہ وسلم عھدٌ الی مدۃٍ فھو لہ الی مدتہ
فلم یحج بعد ذٰلک العام مشرکٌ ولم یطف
بالبیت عریانٌ ثم قدما علی رسول اللّٰہ صلے
اللّٰہ علیہ وسلم وکان ھٰذا من براءۃ فیمن
کان من اھل الشرک ومن اھل العھد
العام واھل المدۃ الی الاجل المسمّٰی رواہ
ابن اسحٰق وعن ابن عباس انّ رسول
اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بعث ابا بکرٍ رضی
اللّٰہ عنہ وامرہ ان ینادی بھٰؤلاء الکلمات
فاتبعہ علیًا فبینا ابو بکرٍ ببعض الطریق
اذ سمع رُغاءَ ناقۃِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم فخرج ابو بکرٍ فزعًا فظنّ انہ رسول
اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فاذا علیٌّ فدفع
الیہ کتاب رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
قد امّرہ علی الموسم وامر علیًّا ان ینادی
بھٰؤلاء الکلمات فقام علیٌّ فی ایام التشریق
فنادی اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ
فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ
لا یحجّنّ بعد العام مشرکٌ ولا یطوفنّ
بالبیت عریانٌ ولا یدخل الجنّۃ
الا مؤمنٌ فکان ینادی علیٌّ بھا فاذا عیِل
قام ابو بکرٍ فنادی اخرجہ الحاکم۔ و تطبیق
این شبہ بداں ہم می شود کہ خطب حج را تفحص
باید نمود کہ خواند نسائی بعض خطب

مدت تک کے لئے عہد ہے تو اس مدت تک کیلئے اُن کو اجازت ہے
پھر اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا ننگا
ہو کر طواف کرے۔ پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آگئے۔ اور یہ سب سورۃ برآت سے اخذ کیا تھا جو ان لوگوں
کے بارے میں تھا جو اہلِ شرک ہیں اور جو ایسے ہیں کہ اُن سے عام
عہد تھا اور ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جن سے ایک مدتِ معینہ
تک کے لئے عہد تھا، اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ اور ابن
عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی
اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اعلان
کردیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے علیؓ کو بھیجا۔ تو ابو بکرؓ ابھی راستہ ہی
میں تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے
بلبلانے کی آواز سنی تو ابو بکرؓ گھبرا کر نکلے اور انھوں نے گمان کیا
کہ وہ (آنے والا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مگر وہ علیؓ نکلے
اور انھوں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط دیا جس میں
ان کو امیر قرار دیا تھا موسم کے امور (یعنی حج) پر اور علیؓ کو مامور
فرمایا تھا ان کلمات کے ساتھ اعلان کرنے پر۔ تو علیؓ ایامِ تشریق میں
کھڑے ہوئے اور انھوں نے ندا کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ
دونوں دستبردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے
سو تم اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت کا طواف کرے۔
اور جنت میں وہ داخل ہوگا مگر صرف مومن۔ تو علیؓ بلند آواز
سے اعلان کرتے رہے۔ جب اُن کی آواز بیٹھ گئی تو ابو بکرؓ کھڑے
ہوتے اور وہ ندا کرتے رہے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور اس شبہ کا دفعیہ اس صورت سے بھی ہوجاتا ہے کہ
حج کے خطبوں کی جانچ کی جائے کہ کس نے پڑھے۔ نسائی نے

Marfat.com

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را در موسم حج ذکر کردہ است
از انجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع ہمراہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بود و اثقالِ آنحضرتؐ را
بر زاملہ خود بار نمود عن اسماء بنت ابی بکر
قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حجاجًا و انّ زمالۃَ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم و زمالۃَ ابی بکر
واحدۃٌ فنزلنا العرج وکانت زمالتنا (زاد نا)
مع غلام ابی بکر قالت فجلس رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجلستْ عائشۃُ
الیٰ جنبہ وجلس ابو بکر الیٰ جنبِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من الشق الاٰخر وجلستُ الیٰ جنب
ابیؓ ننتظر غلامہ و زمالتہ حتی یاتینا
فاطّلعَ الغلامُ یمشی الحدیث اخرجہ
الحاکم و غیرہ وازانجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند در بارۂ
صدیقِ اکبرؓ عنایتہا تیکہ زیادہ براں متصور نباشد
بعمل آوردند و بامامتِ نماز تشریف دادند
تا آنکہ حاضران بہ یقین فہمیدند کہ وے خلیفۂ
آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قال ابو عمر فی الاستیعاب
واستخلفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علٰے
امتہ بعدہ بما اظہرہ من الدلائلِ البینۃ
علٰے محبتہ فی ذٰلک وبالتعریض الذے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض ایسے خطبوں کا ذکر کیا ہے جو آپ نے
حج کے موسم میں دیئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حجۃ الوداع
میں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامان کو آپ نے اپنے باربردار پر لدوایا۔
مروی ہے اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے۔ بیان کیا کہ ہم سب حج کرنے کے
لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا باربردار اور ابو بکرؓ کا باربردار ایک ہی تھا ہم نے
عرج میں (جو مکہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے) پڑاؤ کیا اور ہمارا
زادِراہ ابو بکرؓ کے غلام کے ساتھ تھا۔ اسماءؓ نے کہا پھر بیٹھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ آپؐ کے برابر بیٹھیں
اور ابو بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر دوسری کروٹ
کیجانب بیٹھے اور میں اپنے باپ کے برابر بیٹھی۔ ہم انتظار کرتے رہے
ابو بکرؓ کے غلام اور زادِ راہ کے آنے کا کہ وہ کب ہمارے پاس
پہنچتا ہے تو غلام پیدل آتا ہوا دکھائی دیا۔ آخر حدیث تک اس کو
حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو صدیق اکبرؓ کے بارے
میں آپؐ نے اتنی عنایات فرمائیں کہ اُن سے زیادہ کا تصور
بھی نہیں ہوتا اور امامتِ نماز سے مُشرّف فرمایا یہاں تک
کہ حاضرین یقین کے ساتھ سمجھ گئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔
ابو عمر نے استیعاب میں کہا اور اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنی اُمت پر اپنے بعد خلیفہ بنایا اُن دلائلِ صریحہ
کے ساتھ جو آپؐ نے اس بارے میں ان سے اپنی محبت کے اظہار
کے ساتھ قائم فرمائیں اور ایسی تعریض کے ساتھ بھی
جو تصریح کے قائم مقام ہوجاتے اور بہت بڑی فضیلت

Marfat.com

یتم مقام التبعیۃ والمصاحبۃ بمحز و بآثرۃ عظیمہ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را بعد وفات ظاہر شد دفن اوست ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ قرین ساختن ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم با ذکر خدائے عزّوجلّ مآثرۃ عظیمہ است ذکر ذلک ابن عباس فی تفسیر قولہ تعالےٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دفن با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مآثرہ ایست کہ صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ بآن از میانِ اصحاب ممتاز گشتند این است شرح اعانت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در تحمل اعباء بارہ نبوت در ینجا دو نکتہ باید فہمید یکے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قریب بدو قرن در دنیا بودہ اند سیزدہ سال در مکہ و دہ سال در مدینہ سیزدہ سال کہ در مکہ بودند باکفار خصومت میفرمودند و اعلانِ اسلام و تحمل ایذاء کفار می نمودند و دہ سال کہ در مدینہ اقامت فرمود تعلیم علم و اعلاء کلمہ اسلام بصلح تارۃً و بحرب اُخری مینمود چنانکہ ہر کہ با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحبت داشتہ و بسعادتِ مجالست و مکالمہ او فائز گشتہ افضل است از کسی کہ صحبت نداشتہ است ہمچنان دستور کسے کہ در قرن اوّل اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است و آن واقعات را دیدہ و دران واقعات ہمراہ آنحضرت بودہ و اثر پذیر آں برکات گشتہ افضل است از ہر کہ آں اعانتہا ازوے صادر نگردید و آں صحبتہا ندید لہٰذا در قرآن و سنت

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جو بعد وفات ظاہر ہوئی وہ اُن کا دفن ہونا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ملا ہوا رکھنا خدائے عزّ وجلّ کے ذکر کے ساتھ عظیم الشان بزرگی ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے) اس کا ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالےٰ ورفعنا لكَ ذِكركَ کی تفسیر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم میں ممتاز ہیں۔ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس اعانت کی شرح ہے جو تحملِ بارِ نبوّت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے ہیں۔ یہاں دو (۲) نکتے سمجھنے چاہئیں۔ پہلا (۱) نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد دو (۲) قرن کے قریب دنیا میں رہے ہیں۔ تیرہ (۱۳) سال مکہ میں اور دس (۱۰) سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو تیرہ (۱۳) سال گزرے اُن میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمّل کرتے رہے۔ اور دس (۱۰) سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیم علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمۂ اسلام کا اعلاء کبھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مُشرّف ہوا افضل ہے اُس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسّر نہیں ہوئی۔ اسی طرح جس شخص نے کہ قرنِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی ہے اور اُن واقعات کو دیکھا اور اُن واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور اُن برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے ہر اُس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں ہر جگہ مہاجرینِ اوّلین کی شان میں تعظیم و تکریم وارد

Marfat.com

ہر جا تنویہ بشانِ مہاجرین اوّلین وارد شدہ است قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا الآیۃ و لہٰذا مہاجرین اوّلین مستحق خلافت شدند دون غیرہم و صدّیقِ اکبرؓ دریں امر منفرد است و فضیلت او برہمہ ثابت ابو درداءؓ در قصۂ مغاضبہ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ روایت می کند قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہل انتم تارکون لی صاحبی انی قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت اخرج البخاری نکتۂ دیگر آنکہ شاہد عدل ایں اعانت ہا و خدمت ہا کلام شریف آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم کہ در آخر ہا فرمودہ بروایتِ مستفیضہ از طریق ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ و ابنِ عباسؓ و ابنِ مسعودؓ و جندبؓ وغیر ایشاں ثابت شدہ ما لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا قد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہ یوم القیٰمۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا من الناس لاتخذت ابا بکر خلیلا الا ان صاحبکم خلیل اللہ و فی لفظ اخر ان من امن الناس علیّ فی صحبتہ ومالہ ابابکر و جندب گفتہ است من ایں خطبہ را پیش از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ہوئی ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ مرتبہ میں برابر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ آخر تک۔ اور یہی وجہ ہے کہ مہاجرین اوّلین خلافت کے مستحق ہوتے اُن کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں۔ اور صدّیقِ اکبرؓ اس امر میں منفرد ہیں اور اُن کی فضیلت سب پر ثابت ہے۔ ابو درداءؓ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین رنجش پیدا ہو جانے کے قصّہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی (کی ایذارسانی) کو چھوڑ دوگے؟ اے لوگو! میں نے کہا کہ میں تم سب کی طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکرؓ نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ **دوسرا نکتہ** یہ ہے کہ ان اعانتوں اور خدمتوں کا شاہد عدل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے جو آپ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور بروایتِ مستفیضہ ابو ہریرہ و ابو سعید (خدری) و ابن عباس و ابن مسعود و جندب وغیرہم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ثابت ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دیدیا ہو بجز ابو بکرؓ کے کہ اُن کا ہم پر بہت احسان ہے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ اُن کو قیامت کے دن دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل (دوست جانی) بناتا تو ابو بکرؓ کو خلیل بناتا۔ یاد رکھو کہ تمھارا ساتھی (یعنی خود رسولؐ) اللہ کا خلیل ہے۔ اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکرؓ ہے۔ اور جندبؓ نے کہا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات

Marfat.com

بہ پنج شب شنیدہ ام و ابو سعیدؓ گفتہ است کہ
ایں کلام بعد انذار آنحضرت بود بوفاتِ خود
انّ اللہ خیّر عبدًا بین الدّنیا و بین ما عندہ (عز و جل)
فاختار ذٰلک العبدُ ما عند اللہ و ایں کلماتِ
مبارکات اجمال آں واقعات است و تصحیح آں
واقعات است و تصحیح آں قصص مفصّلہ و تصریح
بقبول آں ہمہ اعمال پیش خدا تعالیٰ اینجا لطیفہ باید
شناخت کہ مدارِ مدح تنہا نہ وجود ایں اعمال است
بلکہ فی الحقیقت مدح دائر است بر آنکہ حضرت
صدیقؓ بایں اعمال بأقصے مقاصدِ خود
فائز گشت و آنچہ میخواست یافت ذٰلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ امّا صحبتِ دائمہ
حضرتِ صدیقؓ با آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و مصافاتِ او و در خلوت و جلوت
حاضر ماندن و در ہر منشط (خوشی) و مکرہ (ناخوشی) شریک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بودن و اعتناء و توقیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت بحضرت
صدیقؓ پس زیادہ از انست کہ دریں اوراق
بگنجد لیکن نکتہ مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ
لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ منظورِ نظر است حضرت
علی مرتضیٰؓ در وقتِ دفنِ حضرت فاروقؓ گفتہ
است و ایمُ اللہ اِن کنتُ لاظنُّ
ان یجعلک اللہ مع صاحبیک و ذاک
انّی کنتُ کثیرًا اسمع رسول اللہ صلّے
اللہ علیہ وسلم یقول جئتُ انا و ابو بکر

سے پانچ رات پہلے سنا ہے۔ اور ابو سعید (خدری) نے یہ کہا
ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی وفات
کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا
درمیان دنیا کے اور درمیان اُس (عالم آخرت یا
نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز
کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ کلماتِ مبارکہ
(یعنی اِنَّ اَمَنَّ النّاس الخ) ان واقعات کا اجمال اور ان
مفصّل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالیٰ
کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے۔ یہاں ایک باریک
نکتہ ہے جس کو پہچاننا چاہیئے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا
وجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ
حضرت صدیقؓ ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب
ہوگئے اور جو چاہتے تھے مل گیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو
وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

رہی حضرت صدیقؓ کی صحبتِ دائمی اور آپ کا اخلاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تنہائی ہو یا مجمع ہر حال میں
حاضر رہنا اور ہر خوشی اور ناخوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ شریک رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ
کی دلداری اور ان کی توقیر کا خیال رکھنا تو ایسے واقعات ان
اوراق کی گنجائش سے زیادہ ہیں لیکن نکتۂ مشہور مَا لَا یُدْرَكُ
كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ (جس چیز کا کُل ادراک نہ کیا جا سکے اُس کا
کُل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیئے) منظورِ نظر ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہٗ نے حضرت فاروقؓ کے دفن کے موقع پر فرمایا تھا،
و ایمُ اللہ الخ یعنی اور خدا کی قسم میں تو یہی گمان کر رہا تھا کہ اللہ
تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ

Marfat.com

وعمر ودخلتُ انا وابوبکر وعمر وخرجتُ انا وابوبکر وعمر فَاِنْ کنتُ لَاَرجو و لاظنّ ان یجعلك الله مَعَهما اخرجه البخاری ومسلم وابوہریرۃ در قصۂ تکلّم ذئب وتکلّم بقرہ از آنحضرت صلعم روایت کردہ انّی اُؤمن به انا وابوبکر وعمر وماهُما ثَمّ اخرجه الشیخان وانس رض گفتہ انّ رسول الله صلّی الله علیه وسلم کان یخرج علی اصحابه من المهاجرین والانصار وهم جلوس وفیهم ابوبکر وعمر فلا یرفعُ الیه احدٌ منهم بصره الّا ابوبکر وعمر فانّهما کانا ینظرانِ الیه وینظر الیهما ویتبسّمانِ الیه ویتبسّمُ الیهما وابن عمر رض گفتہ انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجدَ وابوبکر وعمر احدهما عن یمینه والاٰخر عن شماله وهو اٰخذٌ بایدیهما وقال هٰکذا نُبعثُ یومَ القیٰمة اخرجه الترمذی وقیل لعایشة رض ایُّ اصحابِ رسول الله کان احبَّ الی رسولِ الله صلّی الله علیه وسلم قالت ابوبکر وعمر وعمرو بن العاص رض مثلِ آں روایت کردہ وسعید بن المسیّب رض گفتہ کان ابوبکر الصّدّیق من النبیّ صلی الله علیه وسلم مکان الوزیر فکان یشاوره فی جمیع اموره وکان ثانیه فی الاسلام وکان

اس لئے کہ میں بکثرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنتا رہا ہوں کہ آپؐ فرماتے ہیں جئتُ انا وابوبکر وعمر الخ یعنی میں آیا اور ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ اور میں داخل ہوا اور ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ اور میں نکلا اور ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ. تو میں اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ (اب بھی) اللہ تعالےٰ آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا، اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے. اور ابوہریرہ رضؓ نے بھیڑیئے کے کلام کرنے اور گائے کے بات کرنے کے قصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ میں اس پر ایمان (یقین) رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ بھی. اور وہ دونوں وہاں موجود بھی نہ تھے. شیخین رحؒ نے اس روایت کو لیا. اور انس رضؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف لے جاتے جب کہ وہ بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ موجود ہوتے تھے تو کوئی اُن میں سے آنکھ اُٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا سوائے ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ کے. بس وہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھتے اور آپؐ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے. اور یہ دونوں آپکو دیکھتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے اور آپؐ انکو دیکھ کر مسکراتے تھے اور ابن عمر رضؓ نے ذکر کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح نکل کر مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ دونوں میں سے ایک آپؐ کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور آپؐ اُن دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت کے دن اُٹھیں گے. روایت کیا اس کو ترمذی نے. اور حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ اصحاب رسول اللہؐ میں سے کون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے تو انھوں نے کہا کہ ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ. اور عمرو بن العاص رضؓ نے بھی اسکے مانند روایت کی ہے. اور سعید بن المسیّب رضؓ کا قول ہے کہ ابوبکر رضؓ کا تعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ کا تھا کہ آپؐ اپنے تمام امور

Marfat.com

ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولو یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدًا اخرجہ الحاکم و محمد بن سیرین گفتہ لو حلفت حلفت صادقًا بارًّا غیر شاک و لا مستثن ان اللہ تعالیٰ ما خلق محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا من طینۃ واحدۃ ثم ردّھم الی تلک الطینۃ، سمہودی این سخن ابن سیرین را بر محلے دیگر فرود آورد یعنی دفن ہماں جای باشد کہ از انجا خاک با نطفہ سرشتہ باشند و فقیر میگوید کان اللہ تعالیٰ لہٗ فی الدنیا والاٰخرۃ بلکہ محل صحیح ایں کلمہ آنست کہ طینت مستعار است برائے اصل و معنے ایں ایں اثر ہماں میماند کہ در حدیث آمدہ الارواح جنودٌ مجندۃ فما تعارف منہا ایتلف یعنی قبل از وجود خارجی ارواح ایشاں در یک محل بود و بعد از انتقال نیز در یک محل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ وقد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ھو خیر منک اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب ولما تلقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدۃ الاسلمی فی سبعین راکبًا من اھل المدینۃ من بنی سہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انت قال انا بریدۃ فالتفت

میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپؐ کے ثانی (دوسرے) تھے اسلام میں اور آپؐ کے ثانی تھے غار میں اور آپؐ کے ثانی تھے یوم بدر والے عریش (منڈوے) میں اور آپؐ کے ثانی ہیں قبر میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اُن پر مقدم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہوگی بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت (یعنی انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی) کہ اللہ تعالےٰ نے نہیں پیدا کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکرؓ کو اور نہ عمرؓ کو مگر ایک مٹی سے پھر اُسی مٹی کی طرف اُن سب کو لوٹا دیا۔ سمہودی نے ابن سیرینؒ کے اس کلام کو دوسرے محل پر اُتارا یعنی مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فقیر کہتا ہے اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اُن کا (مُربّی) رہے، بلکہ اس کلمہ کا محل صحیح یہ ہے کہ طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہو گئی۔ اور اس اثر کے معنے اسی کے مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتداءِ خلقت میں) ارواح فوجوں کی ٹکڑیاں تھیں (یعنی جُھنڈ کے جُھنڈ) تو جو روحیں آپس میں اس وقت باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھنے لگیں۔ یعنی وجودِ خارجی سے پہلے اُنکی ارواح ایک محل میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ سے فرمایا جس کو آپؐ نے ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تھا کہ تو اس کے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے بہتر ہے اس کو روایت کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بُریدہ اسلمی ملے اہلِ مدینہ میں سے بنی سہم کے ستّر سواروں کے ساتھ۔ تو رسول اللہ

Marfat.com

الی ابی بکر فقال یا ابابکر بَرَدَ امرُنا و
صَلُحَ ثم قال مِمَّنْ انتَ قال من اسلم
قال لابی بکر سَلِمْنا قال ثم قال لی من
بنی من قلت من بنی سھم قال
خرج سھمک رواہ فی الاستیعاب
قال یوم اُحدٍ اوجبَ طلحۃُ یا ابابکر
و ازیں جنس ازمیان قوم بمخاطبہ مخصوص ساختن
حضرت صدیق رض را ومباسطہ و ملاطفہ فرمودن
با او زیادہ ازان است کہ بہ تحریر آید اما تشبہ
قوتِ عقلیہ صدیقِ اکبر رض با قوتِ عقلیہ انبیاء
صلوات اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں
فیضِ الٰہی درنفسِ ناطقہ کسے درمے آید اثرِ
آں فیض درچندیں ہیاکل ظاہر می شود واز
صدیقِ اکبر رض اکثر آں ہیاکل شناختہ شدہ یکے
ازانجملہ خوابہائے صادق است کہ سبب
وصول راہے بسوئے سعادت باشد یا سبب
حصولِ نفعِ عام بخلق اللہ وہمین است شانِ
انبیاء والانطباع وقائع آتیہ بغیر اقتران
یکے ازیں دو وجہ درباب تشبہ بانبیاء نتواں
شمرد بلکہ کاہنان نیز دراں مشارک اند مانند خوابہا
حضرتِ صدیق رض کہ حامل شد اورا براسلام
وخوابے کہ باعث برفرستادن چہار امیر
برچہار حصہ شام شد وخواب دیگر کہ حامل بر
استخلافِ حضرت فاروق رض گشت وبیانِ آں
طولے دارد در روضۃ الاحباب مذکور است کہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں بُریدہ ہوں۔ تو آپؐ حضرت ابوبکر رض کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر رض بردَ امرُنا (ہمارا کام ٹھنڈا یعنی آرام و راحت کا ہوگیا) پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم کن میں سے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اسلم میں سے۔ تو آپؐ نے ابوبکر رض سے فرمایا سَلِمْنا (ہم سلامتی میں آگئے) بریدہ رض نے بیان کیا کہ پھر مجھ سے فرمایا کہ کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے کہا بنی سہم کی تو فرمایا خرج سہمک (تیرا تیر نکل آیا) یہ روایت استیعاب میں ہے۔ آپؐ نے یوم اُحد میں فرمایا اے ابوبکر! طلحہ رض نے (جنّت کو) واجب کرلیا۔ اور اس قسم کے مخاطبات سے قوم میں سے ابوبکر صدیق رض کو مخصوص کرنے اور آپ کے ساتھ خوش طبعی اور ملاطفت کی مثالیں اس سے زیادہ ہیں کہ وہ تحریر میں آئیں۔ اب لیجئے صدیقِ اکبر رض کی قوّتِ عقلیہ کا مشابہ ہونا انبیاء صلوات اللہ علیہم کی قوّتِ عقلیہ کے ساتھ تو جاننا چاہیئے کہ جب کسی کے نفسِ ناطقہ میں فیضِ الٰہی داخل ہوجاتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی ہی مختلف الانواع کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر رض سے اکثر وہ مناظر پہچانے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایسے سچّے خواب ہیں جو سعادت کی کسی راہ پر پہنچنے کا سبب ہوں۔ یا خلق اللہ کو کوئی عام نفع حاصل ہونے کا سبب ہوں۔ اور انبیاء ؑ کی یہی شان ہوتی ہے ورنہ آنے والے واقعات کے (نفس میں) منعکس ہوجانے کو ان دو وجہوں میں سے ایک وجہ کے لئے بغیر انبیاء ؑ کے ساتھ تشبّہ کے باب میں شمار نہیں کرسکتے بلکہ کاہن لوگ بھی اس میں شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت صدیق رض کے وہ خواب جنھوں نے اُن کو اسلام پر آمادہ کیا اور وہ خواب جو کہ شام کے چار حصوں پر چار امیر (عمرو بن العاص۔ ابوعبیدہ۔ یزید بن ابی سفیان۔ شرجیل بن حسنہ) مقرر کرنے کا باعث ہوا تھا۔ اور دوسرا خواب

Marfat.com

نزدیک بایامِ ہجرت صدیقِ اکبر رضہ بخواب دید کہ
ماہ از آسمان بربطحاء مکہ نازل شد و بشہر مکہ درآمد
و صحرا و دشت بہ نورِ آں منور گشت باز آں ماہ
بطرفِ آسمان میل نمود و بمدینہ فرود آمد و بسیارے
از ستارگان بموافقتِ او حرکت کردند باز آں ماہ
باستارگان بمکہ رجوع نمود و زمین مدینہ ہمچناں
روشن بود مگر سہ صد و شصت خانہ و بسببِ نزول
آں ماہ اطرافِ حرم باز منور گشت بعد ازاں
آں ماہ بہ سمتِ مدینہ رواں شد و بمنزلِ عائشہ رضہ
درآمد پس ازاں زمین بشگافت و ماہ دراں
ناپدید گشت و صورتِ حال موافقِ ہمیں رؤیا
بظہور رسید دیگر تعبیر دادنِ خوابہاء مردم را
و اصابتِ عجیبہ درآں تا آں حد کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خوابہاء خود را بر صدیق اکبر رضہ
عرض میفرمود و درخواستِ تعبیر می نمود
قال ابن اسحٰق فی قصۃ الطائف بلغنی انّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر
وھو محاصر ثقیفًا یا ابا بکر انی رأیتُ انی
أُھدِیَتْ الیّ قعبۃٌ للحدیث وقد ذکرنا ہ
من قبلُ و فی قصۃ رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
غنما سودًا دخلت فیھا غنمٌ کثیرٌ بیض
قال یا ابا بکر اعبرھا فقال ابوبکر یا
رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا
العجمُ حتی یغمرھا فقال النبی

جس نے آپ کو حضرت فاروق رضہ کے خلیفہ بنانے پر آمادہ کیا
اور اس کا بیان طویل ہے۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ
ایام ہجرت کے قریب صدیق اکبر رضہ نے خواب میں دیکھا کہ
چاند آسمان سے بطحاء مکہ پر نازل ہوا اور شہر مکہ میں آیا اور جنگل
اور میدان اُس کے نور سے منور ہو گئے۔ پھر وہ چاند آسمان
کی طرف رجوع ہوا اور مدینہ میں آیا اور بہت سے ستاروں نے
اُس کی موافقت میں حرکت کی۔ پھر اُس چاند نے ستاروں کے
ساتھ مکہ میں رجوع کیا اور مدینہ کی زمین اُسی طرح روشن
رہی بجز تین سو ساٹھ عہ گھروں کے اور اس چاند کے اُترنے
کے سبب سے حرم کے اطراف پھر منور ہو گئے۔ اس کے بعد وہ
چاند مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور منزلِ عائشہ رضہ میں
اُتر آیا۔ اس کے بعد زمین پھٹی اور وہ چاند اس میں غائب
ہو گیا اور صورتِ حال اسی خواب کے مطابق ظہور میں آگئی۔
دوسری نوع ہے اُن کا لوگوں کے خوابوں کی تعبیر دینا اور
عجیب طور پر اُس میں مُصیب ہونا اس حد تک کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو صدیق اکبر رضہ سے بیان فرمایا
کرتے اور تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق نے ذکر کیا طائف
کے قصہ میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوبکر رضہ سے فرمایا جب کہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے
کہ اے ابوبکر رضہ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پلیٹ بطور ہدیہ
بھیجی گئی ہے آخر حدیث تک' اور ہم اس کو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کالے رنگ کی بکریاں
دیکھنے کے قصہ میں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں داخل
ہو گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضہ! اس کی تعبیر دو۔

عہ یہ منافقین کے گھر تھے جن میں تاریکی رہی ۱۲ مترجم

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم ھٰکذا اعبّرھا المَلَکُ
سحرًا رواہ الحاکم وقال ابن ھشام فی
زوائد السّیرۃ حدّثنی بعضُ اھل
العلم عن ابراھیم بن جعفر المحمودی
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رایتُ انی لقمتُ لقمۃً من حَیْسٍ
فالتذ ذتُ طعمھا فاعترضَ فی حلقی
منھا شیٔ حین ابتلعتُھا فادخل علیٌّ یدَہٗ
ونزعہ فقال ابوبکر الصّدیق رضی اللہ
عنہ یا رسول اللہ ھٰذہٖ سریّۃ من
سرایاک تبعثُھا فیاتیک بعضُ ما تحِبُّ
ویکون فی بعضھا اعتراض فتبعثُ علیًّا
فیسھّلہ وعن عائشۃ قالت رأیتُ
ثلثۃ اقمارٍ سقطن فی حُجرتی فقصصتُ
رؤیای علٰی ابی بکر الصّدیق قالت فلمّا
تُوفی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودفن
فی بیتھا قال لھا ابوبکر ھٰذا احدُ اقمارکِ
وھو خیرھا اخرجہ مالک فی المؤطا و
فی قصّۃ اسلام خالد بن سعیدٍ انّہ رای
فی المنام انّہ وُقِفَ بہ علٰی شفیر النّار فذکر
من سَعتِھا ما اللہُ اعلم بہ وکانّ اباہ
یدفعہ فیھا ورای رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اخذًا بحقویہ لا یقع
فیھا فذکر ذٰلک لابی بکر فقال ابوبکر

تو ابوبکر رضؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ (کالی بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کر رہے ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے یہاں تک کہ وہ ان پر چھا جائیں گے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی یہی تعبیر فرشتہ نے دی تھی صبح کے وقت۔ اور ابنِ ہشامؒ نے "زوائد السّیرۃ" میں کہا ہے کہ مجھ سے روایت کی بعض اہلِ علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی سے۔ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے حَیس[ع] کا ایک لقمہ مُنہ میں لیا۔ پھر میں اس کے ذائقہ سے لذّت اندوز ہوا۔ اس کے بعد جب میں نے اس کو نگلا میرے حلق میں اُس میں سے کوئی چیز اٹک گئی۔ علی رضؓ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اس کو نکالا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ ایک سریّہ ہے آپؐ کے سریّوں میں سے جس کو آپؐ بھیجیں گے تو اس کے نتیجہ میں بعض ایسی چیزیں آپ کے پاس پہنچیں گی جن کو آپؐ پسند کریں گے اور بعض میں کچھ رکاوٹ پیش آئے گی۔ پھر آپؐ علی رضؓ کو بھیجیں گے تو وہ اس کو سہل کر دیں گے۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں گرے۔ تو میں نے اپنا یہ خواب ابوبکر صدیق رضؓ سے بیان کیا۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور وہ اُن کے حجرے میں دفن ہوئے تو (اُس وقت) اُن سے ابوبکر رضؓ نے کہا تیرے چاندوں میں سے یہ پہلا چاند ہے اور وہ اُن سب سے افضل ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا۔ اور خالد بن سعید رضؓ کے اسلام کے قصّہ میں مذکور ہے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن کو آگ کے کنارے پر کھڑا کیا گیا ہے پھر

ع یہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور دہی سے مل کر بنایا جاتا ہے ۱۲

اُرِيدَ بِكَ خَيْرًا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه و سلم فَاتَّبِعْهُ وَ اِنَّكَ سَتَتَّبِعُهُ فِى الاسلام الذى يحجزك مِنْ أن تقع فيها وابوك دافعك فيها فلقى رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وحَسُنَ اسلامه اخرجه فى الاستيعاب سوم توافق فراستِ او با فراستِ آنحضرت صلى الله عليه وسلم و قدم بر قدم او رفتن در بيان حكم مسئله عن سعيد ابن المسيّب انّ رجلاً من اسلم جاء الى ابى بكر الصّديق فقال له انّ الآخر زنى فقال له ابوبكر هل ذكرتَ هذا لاحدٍ غيرى فقالَ لا فقال له ابوبكر فتُبْ الى اللّٰه واسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فانّ اللّٰه يقبل التوبة عن عباده فلم تُقِرّه نفسه حتّى اتى عمر بن الخطاب فقال له مثل ما قال لابى بكر فقال له عمر مثل ما قال له ابوبكر قال فلم تُقِرّه نفسه حتّى جاء الى رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم حتى اذا اكثر بحث رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم لاهله فقال أيشتكي ام به جِنّة فقالوا يا رسول اللّٰه

اُس کے پھیلاؤ کا ذکر کیا کہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے اور گویا اُن کا باپ اُن کو اُس آگ میں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اُن کی دونوں کوکھیں پکڑے ہوتے ہیں کہ یہ اُس میں نہ گریں۔ انھوں نے اس خواب کا ذکر ابو بکرؓ سے کیا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا تمھارے لئے خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا اتباع کرو اور تم یقیناً ان کے اتباع کی خواہش کرنے والے ہو اسلام میں جو تم کو اس آگ میں گرنے سے روکے گا جب کہ تمھارا باپ تمھیں اس میں دھکیلنے والا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اُن کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اس کو استیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔

تیسری نوع ہے آپ کی فراست کا موافق ہونا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست کے ساتھ اور کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں آپ کے قدم بقدم چلنا۔ مروی ہے سعید بن المسیبؓ سے کہ ایک شخص قبیلۂ اسلم کا (جس کا نام ماعز تھا) ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایک آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا (اس سے اُس نے خود اپنی ذات مُراد لی) تو اس سے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس سے ابو بکرؓ نے کہا تو اللہ سے توبہ کر اور اس کو چھپا اللہ اس کو چھپالے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر اُس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو ابو بکرؓ سے کہا تھا تو اس سے عمرؓ نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اُس سے ابو بکرؓ نے کہی تھی۔ راوی نے کہا پھر بھی اس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر آپؐ سے کہا کہ آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا۔ سعیدؓ نے بیان کیا تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ

Marfat.com

واللہ انہ لصحیح فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أبکر ام ثیب قالوا بل
ثیب یا رسول اللہ فرجم اخرجہ
مالک وفی قصۃ الحدیبیۃ
وقد ذکرناھا۔ چہارم
شناختن او مقصود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و غرض اورا از کلام مرموز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا غایتے
کہ در صحابہؓ مشہور گشت ہو اعلمنا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چنانکہ ابو سعید خدریؓ در کلام
آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ان عبدًا خیرہ اللہ
الحدیث ۔ بیان کرد عن ابن عباس
قال لما اخرج اھل مکۃ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ
اخرجوا نبیھم لیھلکوا قال
فنزلت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ
بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ہ
قال ابوبکر الصدیق
فعلمت انھا قتال،
اخرجہ الحاکم۔

علیہ وسلم نے تین مرتبہ مُنہ پھیرا ہر مرتبہ (جب وہ کہتا تھا) اس سے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُنہ پھیر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب
اس نے بہت مرتبہ ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے
گھر والوں کو بُلوا کر دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے یا اس کو جنون ہے!
تو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! واللہ یہ یقیناً تندرست ہے۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کنوارا ہے یا بیاہا! تو
اُنھوں نے کہا کہ بیاہا ہے یا رسول اللہؐ۔ پھر اس کو سنگسار کر دیا گیا۔
اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور قصۂ حدیبیہ میں جس کا ہم ذکر
کر چکے ہیں (ابوبکرؓ کی فراست آپؐ کی فراست کے مطابق
رہی) چوتھی نوع ہے اُن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
مقصود کو پہچاننا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رمز و اشارات
والے کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض کو سمجھ
لینا، اس حد تک کہ صحابہؓ میں یہ قول زیادہ کہا جانے لگا کہ وہ
(یعنی ابوبکرؓ) ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے آخری کلام اِنَّ عَبْدًا اخیرہ اللہ الحدیث (کہ ایک
بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا الخ) کے بارے میں بیان کیا گیا۔
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہلِ مکہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو
نکالا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ
رٰجِعُوْنَ ہ ان لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا تاکہ ہلاک ہوں۔
کہا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الخ۔
(۲۲: ۳۹) (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے
(کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت
ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالے ان کو غالب کر دینے پر پوری
قدرت رکھتا ہے" تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جان گیا

Marfat.com

پنجم مکاشفۂ او حوادث خفیہ را چنانکہ در قصۂ بدر التماس کرد حَسْبُكَ مُنَاشَدَتُكَ عَلٰى رَبِّكَ
ناشدہ مناشدۃ حلفہ ۱۲
وے رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضؓ را زمینے دادہ بود ہنوز حضرت عائشہ رضؓ قبض آں نہ کردہ بود کہ وقت حیات حضرت صدیق رضؓ بآخر رسید و دراں حال بحضرت صدیقہ رضؓ فرمود کہ اگر آں زمین را قبض کردی ازآنِ تو شدو الّا فَاِنَّمَا هُوَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُوَ اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ صدیقہ رضؓ گفت هٰذِهٖ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ اُرٰى ذَاتَ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ اُنْثٰى بعد ازاں اُمِّ کلثوم متولد شد اخرجہ مالك فی الموطا

امّا تشبّہ صدیقِ اکبر در قوتِ عملیہ با نبیاءؑ پس از شواہد آنست حدیث ابوہریرہ رضؓ

کہ وہ (ہلاکت جس میں یہ نبی کو نکالنے والے مبتلا ہوں گے) قتال ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ پانچویں نوعؑ آپ کا مکاشفہ ہے حوادث خفیہؔ کے بارے میں جیسا کہ قصۂ بدر میں آپ نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا آپ کا اپنے رب کو قسمیں دینا آپ کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضؓ کو ایک زمین دی تھی۔ ابھی حضرت عائشہ رضؓ نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ حضرت صدیق رضؓ کی زندگی کا آخری وقت آگیا اور اس حال میں آپ نے حضرت صدیقہ رضؓ سے فرمایا کہ اگر تو نے اُس زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ تیری ہو گئی ورنہ وہ سب وارثوں کا مال ہوگی اور وہ تیرے دونوں بھائی ہیں اور تیری دونوں بہنیں ہیں۔ صدیقہ رضؓ نے کہا۔ یہ (ایک بہن) اسماء ہی تو ہیں دوسری کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ "بنتِ خارجہ" کے بطن میں جو ہے وہ لڑکی ہے۔ اس کے بعد اُمِّ کلثوم رضؓ پیدا ہوئیں۔ اس کو روایت کیا امام مالکؒ نے موطا میں۔

اب لیجئے صدیقِ اکبر رضؓ کا تشبہؔ قوتِ عملیہ میں انبیاءؑ کے ساتھ۔ تو اس کے شواہد میں سے ہے حدیث ابوہریرہ رضؓ کی، کہا

عہ کتبِ شیعہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے فدک فاطمہ رضؓ کو نہیں دیا حالانکہ پیغمبر علیہ السّلام نے ان کو ہبہ کر دیا تھا اور ان کے دعوٰی کو نہ مانا گواہ اور شاہد کا مطالبہ کیا جب وہ حضرت علی رضؓ اور اُمِّ ایمن کو لائیں تو ان کی شہادت کو رد کر دیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں۔ اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس دعوٰیٔ ہبہ اور ان شہادتوں کا کتبِ اہلسنت میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہ اس گروہ کی محض افترا پردازی ہے الخ اس موقع پر اس روایت اور اس کے جواب کی طرف ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ ہبہ کا دعوٰی حضرت فاطمہ رضؓ نے کیا تھا تو موہوب لہٗ کا قبضہ جب تک موہوب شئ پر نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی ملک میں داخل نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ فدک پر حضرت فاطمہ رضؓ کا قبضہ نہیں تھا اگر ہوتا تو دعوٰی ہی کیوں کرتیں تو باوجود ہبہ کے وہ ان کی ملک میں داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر شہادتوں کا طلب کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ شہادت کا مفاد یہی تو ہو سکتا تھا کہ ہبہ ثابت ہو جائے اور جب تک قبضہ نہ ہو ملک موہوب لہٗ میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت صدیقہ رضؓ سے آپ رضؓ نے فرمایا کہ اگر تو نے اس زمین پر قبضہ نہیں کیا تو اب وہ سب وارثوں کے حصہ میں آئے گی۔ اس روایت سے حضرت مصنفؒ نے شیعہ کی اس افترا پردازی کے جواب کی طرف اشارہ کر دیا کہ الغ کہانی کا یہ جزو کہ ابوبکر رضؓ نے ہبہ کا ثبوت طلب کیا اور فلاں و فلاں شہادت میں پیش ہوئے اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہ کہانی فرضی ہے اور کسی ایسے شخص نے اس کو گھڑا ہے جو اصولِ شرعیہ سے جاہل تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اصبح منکم الیوم صائماً قال ابوبکر انا قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃً قال ابوبکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابوبکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضاً قال ابوبکر انا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرءٍ الا دخل الجنۃ اخرجہ الشیخان وایضاً حدیث ابوھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنۃ یا عبد اللہ ھذا خیر فمن کان من اھل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابوبکر بابی انت وامی یارسول اللہ ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ فھل یدعی احد من تلک الابواب کلھا قال نعم وارجو ان تکون منھم اخرجہ الشیخان والترمذی۔

ویکبار بمقتضائے بشریت درحضور اضیاف حضرت صدیقؓ را با اہلِ خانہ خود ملالے واقع شد وقسم خورد کہ ایں طعام را نخورد و اہلِ خانہ و اضیاف ہمہ متوحش شدند وقسم خوردند کہ ما ہم نخواہیم خورد تا وقتیکہ تو نخوری دریں

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا آج تم میں کون روزے سے ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں (گیا تھا)، پھر آپؐ نے پوچھا کہ کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کس نے تم میں سے آج مریض کی عیادت کی؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ سب باتیں جمع ہوجائیں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس کو روایت کیا شیخینؒ نے۔ اور نیز ابوہریرۃؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو جوڑے خرچ کئے اللہ کی راہ میں اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی باب خیر) تو جو اہلِ صلوٰۃ میں سے ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہلِ صیام میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائیگا اور جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہؐ جو شخص ان ابواب سے پکارا جائے گا اس کے اوپر ضروری تو نہ ہوگا (کہ وہ اس دروازے میں داخل ہو)، تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن ہی میں سے ہوگے۔ اس کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا۔ ایک دن بمقتضائے بشریت مہمانوں کی موجودگی میں حضرت صدیقؓ کی اہلِ خانہ کے ساتھ کچھ رنجش واقع ہوگئی اور انھوں نے قسم کھالی کہ وہ یہ کھانا نہ کھائیں گے اور گھر والے اور مہمان سب پریشان ہوگئے اور اُنھوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ

Marfat.com

ہنگام عنایت الٰہی دررسید وداعیہ نقض قسم در دلش پدید آمد وبشناخت کہ ایں داعیہ از کدام منبع جوشیدہ دست در طعام کرد و دو سہ لقمہ تناول نمود وخدائے عزوجل بزیادت برکت در طعام تنبیہ فرمود بر آنکہ شکستن ایں قسم مرضی الٰہی بود و در یزش ایں داعیہ از منبع فیض واز عجائب صنع حق است بادوستانِ خود اخرج القصۃ بطولہا البخاری فی الاستیعاب ان ثابت ابن قیس بن شماس استشہد فراٰہ بعض الصحابۃ فی النوم فاوصٰی بان تؤخذ درعہ ممن کانت عندہ وتباع الی اخر القصۃ وفی اٰخرھا اذا قدمت المدینۃ علٰی خلیفۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقل لہ ان علیّ من الدین کذا وکذا وفلان من رقیقی عتیق وفلان فاجاز ابوبکر وصیتہ ولا نعلم احدا اُجیزت وصیتہ بعد موتہ غیر ثابت بن قیس اما اتصاف حضرت صدیق رض بصفت صفائی قلب آں را درعرف زمانِ ما طریقت گویند درکشف المحجوب مذکور است کہ شیخ جنید بغدادی گفتہ است اشرف کلمۃ فی التوحید قول ابی بکر الصدیق سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ وصاحب کشف المحجوب در مدح صدیق اکبر رض کلمۃ دارد ان الصفا صفۃ الصدیق ان اردت

نہ کھائیں گے۔ اس وقت میں عنایت الٰہی آپہنچی اور قسم توڑ دینے کا داعیہ ان کے دل میں ظاہر ہوگیا اور انھوں نے پہچان لیا کہ کس منبع سے اس داعیہ نے جوش مارا ہے تو آپ نے کھانے پر ہاتھ پہنچادیا اور دو تین لقمے تناول فرمالئے اور اللہ عزّ وجلّ نے کھانے میں برکت کی زیادتی فرماکر اس بات پر تنبیہ فرمادی کہ اس قسم کا توڑنا مرضی الٰہی تھا اور اس داعیہ کا قلب پر واقع ہونا منبع فیض کی جانب سے اور حق تعالیٰ کے عجیب معاملات میں سے تھا جو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس قصہ کو تفصیل کے ساتھ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس ابن شماس (جنگِ یمامہ میں) شہید ہوتے تو ان کو بعض صحابہ رض نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے وصیت کی کہ اُن کی زرہ اس شخص سے لی جائے جس کے پاس ہے اور فروخت کی جائے، آخر قصہ تک۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ جب تم خلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں پہنچو تو اُن سے یہ کہنا کہ مجھ پر اتنا اور اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے فلاں آزاد اور فلاں (کے ساتھ ایسا کیا جائے) تو ابوبکر رض نے اُن کی وصیت کو پورا کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی ایسی وصیت کو پورا کیا گیا ہو موت کے بعد کی گئی بجز ثابت بن قیس رض کے۔ رہا حضرت صدیق رض کا متصف ہونا صفائی قلب کی صفت کے ساتھ جس کو ہمارے زمانہ کے عُرف میں طریقت کہتے ہیں۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جُنید بغدادی رح نے کہا ہے کہ توحید میں سب سے زیادہ بلند کلام ابوبکر صدیق رض کا یہ قول ہے سُبْحٰنَ مَنْ لَمْ یَجْعَلْ الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی) نہیں بنائی مگر اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی"۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)۔

Marfat.com

صوفیا علی التحقیق از آنچہ صفا را اصلے ہست و فرعی اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلو دل است از دنیائے غدار و ایں ہر دو صفت صدیق رضؓ اکبر است پس امام اہل ایں طریقہ اوست انتہٰے کلامہ بعد ازاں برائے صفت اول شاہدے ذکر کرد و آں خطبہ او الا من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات الیٰ آخرھا و برائے صفت دیگر شاہدے و آں قصہ ماخلفت[۲] لعیالک قال اللہ ورسولہ در احیاء آوردہ قال الصدیق من ذاق خالص محبۃ اللہ یشغلہ ذٰلک من طلب الدنیا و اوحشہ عن جمیع البشر و ایں غایت تحقیق است در لوازم محبت خاصہ واز توکل وے رضی اللہ عنہ آنست کہ یاران برائے عیادت وے آمدند وگفتند یا خلیفۃ رسول اللہ الا ندعو لک طبیباً ینظر الیک قال

اور صاحب[۱] کشف المحجوب نے صدیق اکبرؓ کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے یعنی اِنَّ الصَّفَا الخ کہ اگر تیرا ارادہ ایسی صوفیت کا ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیقؓ کے نقش قدم پر چل) کہ صفا صدیقؓ کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل ہے دل کا منقطع ہو جانا اغیار[۲] سے اور اس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیائے غدار سے اور دونوں صفتیں صدیق اکبرؓ کی ہیں تو جو اس طریقہ والے ہیں ان کے امام وہ ہیں" اُن کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے صفت اول کے ایک شاہد کا ذکر کیا اور وہ آپ کا خطبہ ہے۔ اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا الخ یعنی سُن لو جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ یقیناً مر چکے، آخر تک۔ اور صفت دوم کی شہادت میں (تمام مال لانے کا) وہ قصہ ذکر کیا۔ جس میں ہے، مَاخَلَّفْتَ لعیالک الخ یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ۔ اور احیاء العلوم میں (امام غزالیؒ) نے لکھا ہے کہ صدیقؓ کا قول ہے کہ جس نے خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفر کر دے گی اور تمام انسانوں سے متوحش کر دے گی اور لوازم محبت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے توکل کا یہ حال ہے کہ (مرض وفات کے زمانہ میں) دوست اُن کی مزاج پرسی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۹)

ع یہ ارشاد معرفت ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے۔ یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات و افعال کے واسطے سے پہچان چکے ہوں اور آگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا منتہائے معرفت یہی قول ہوگا۔ مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرین خدا دہریے اور کمیونسٹ سب سے بڑے عارف قرار پائیں گے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

[۱] یعنی حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرہٗ ۱۲ مترجم [۲] یعنی ہر غیر اللہ سے صوفی کا مقصود آخرت سے بھی جنت کے حور و قصور نہیں ہوتے بلکہ مشاہدہ جمال یار مقصد ہوتا ہے مازاغ البصر وما طغیٰ ۱۲ مترجم

Marfat.com

قد نظر الیّ قالوا فماذا قال لک قال
قال انی فعّال لما ارید اخرجہ
ابن ابی شیبۃ واز توکّل اوست آنچہ
گذشت کہ جمیع مال خود را فی سبیل اللہ
انفاق کرد وگفت ابقیت لعیالی اللہ و
رسولہ واز ورع وے رضی اللہ عنہ آنست
کہ از دستِ غلام خود شیر خوردہ بود چوں
تفحص نمود از وجہ شبہ ظاہر گشت انگشت
در دہان انداخت وآں ہمہ را قے کرد۔
کذا فی الاحیاء وغیرہ واز احتیاط وے
در بیت المال آنکہ چیزے کہ پیش او
باقی ماندہ بود از عطاء او رد کرد بہ
بیت المال روے ذلک عن عائشۃ
والحسن بن علی وغیرہما بالفاظ متقاربۃ
واز احتیاط او در عبادات عن ابی
قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لابی بکر متی
توتر قال اوتر من اول
اللیل وقال لعمر متی توتر
قال اٰخر اللیل فقال لابی بکر
اخذ ہذا بالحذر وقال لعمر
اخذ ہذا بالقوۃ اخرجہ
ابوداؤد و مالک و ہذا
لفظ ابی داؤد۔
واز دعاء حضرت صدیقؓ

کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے
لئے طبیب کو بلا کر نہ لائیں جو آپ کو دیکھ لے تو آپ نے فرمایا
قَدْ نَظَرَ اِلَیَّ یعنی طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے
کہا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا اِنِّیْ فَعَّالٌ
لِّمَا اُرِیْدُ یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں، اس کو
ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان کے توکّل میں سے وہ واقعہ
ہے جو گزر چکا کہ اپنا تمام مال اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور
فرمایا کہ میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اللہ اور اُس کے رسول
کو باقی چھوڑا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی دلیل
یہ واقعہ ہے کہ آپ نے (ایک دن) اپنے غلام کا لایا ہوا دودھ
پی لیا تھا۔ جب تحقیق کی اور وہ مالِ مُشتبہ میں سے ظاہر ہوا تو
آپ نے اُنگلی مُنہ میں ڈال کر اُس کو قے کر کے نکال دیا، احیاء العلوم
وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور بیت المال میں آپ کی احتیاط
کا یہ حال تھا کہ آپ کے حصّہ میں جو چیز آتی ہوتی تھی اور
وہ ابھی آپ کے پاس باقی رہی ہوتی تھی اس کو بیت المال میں
واپس کرا دیا، یہ مروی ہے عائشہؓ سے اور حسنؓ بن علیؓ
وغیرہما سے کچھ بدلے ہوئے الفاظ کے ساتھ۔ اور عبادات
میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے
ہو؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں رات کے اوّل حصّہ میں پڑھ لیتا ہوں۔
اور عمرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ
آخر شب میں تو آپ نے ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ طریقہ
اختیار کیا احتیاط کی بناء پر اور عمرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے
یہ اختیار کیا قوّت کی بناء پر، اس کو ابوداؤدؒ اور مالکؒ نے روایت
کیا اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ اور حضرت صدیقؓ کی

Marfat.com

اللّٰھم ارنی الحق حقًا وارزقنی اتباعہ وارنی
الباطل باطلاً وارزقنی اجتنابہ ولا
تجعل مشتبھًا علیّ فاتبع الھوی کذا فی
الاحیاء واز کف اللسان وے کان
ابوبکر یضع حصاۃ فی فمہ لیمنع بھا
نفسہ من الکلام کذا فی الاحیاء ودخل
عمر علی ابوبکر وھو یجبذ لسانہ فقال لہ
مہ غفر اللہ لک فقال ابوبکر ھذا
اوردنی الموارد اخرجہ مالک دراحیاء
اینجا قصہ عجیبہ ذکر کردہ است رُؤیٰ ابوبکر
الصدیق فی النوم فقیل لہ انک کنت
تقول فی لسانک ھذا الذی اوردنی
الموارد فما فعل اللہ بک فقال قلت
لا الٰہ الا اللہ فاوردنی الجنۃ واز
تواضع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ چوں یزید
ابن ابی سفیان را امیر چہاریک شام ساخت
پیادہ بمشایعت او برآمد یزید بن ابی سفیان
گفت اما ان ترکب واما ان انزل فقال
ابوبکر ما انت بنازل وما انا براکب
احتسبت خطای ھذہ فی سبیل اللہ
اخرجہ مالک واز شفقت او بر خلق اللہ
و تخلی از حظوظ نفس خود
قال ابوبکر لو اخذت شاربا
احب ان یسترہ اللہ ولو اخذت
سارقا احب ان یسترہ اللہ

(مقلوب یجذب) (الکف عن ھذا)

یہ دعا تھی اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ الخ اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور
مجھے اس کے اتباع کی توفیق بخشدیجئے اور مجھے باطل کا باطل
ہونا دکھا دیجئے اور اس سے بچنے کی توفیق بخشدیجئے اور حق کو
مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں،
احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور زبان کو روکے رکھنا اس درجہ
تھا کہ ابوبکرؓ اپنے منہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ
سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں، احیاء العلوم میں ایسا ہی ہے۔ اور
عمرؓ پہنچے ابوبکرؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ
نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اس سے رُک جاؤ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ
اسی نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا، اس کو مالکؒ نے روایت
کیا۔ احیاء العلوم میں اس موقع پر ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے:
(کسی بزرگ کو) ابوبکر صدیقؓ خواب میں دکھائے گئے تو ان
سے کہا گیا کہ آپ اپنی زبان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہ
ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا۔ تو اللہ نے آپ
کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو
اس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع کا
یہ حال ہے کہ جب آپ نے یزید بن ابی سفیان کو چوتھائی حصہ شام کا امیر
بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے)
باہر نکل آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور
یا میں نیچے اتروں تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہ آپ اتریں اور نہ میں سوار
ہوں۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اٹھا
رہا ہوں، اس کو امام مالکؒ نے روایت کیا۔ اور خلق اللہ پر آپ کی
شفقت اور لذاتِ نفس سے خالی ہونے کا حال اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر میں کسی شراب پینے والے کو پکڑتا ہوں (یعنی اقدام کرتا ہوں)
تو چاہتا ہوں کہ خدا اس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کسی سارق

Marfat.com

كذا فى الاحياء واز رضاء او آنکہ روزے پیش آنحضرتؐ آمد و با آنحضرتؐ جبرئیلؑ نشستہ بود فقال جبرئيل يا محمد مالى أرى ابابكر عليه عباءة قد خللها فى صدره فقال يا جبرئيل انفق ماله علىّ قبل الفتح قال فان الله تعالى يقرأ عليه السلام و يقول قل له أراض انت عنّى فى فقرك هذا ام ساخط فقال ابوبكر أ أسخط على ربّى أنا عن ربّى راض أنا عن ربّى راض أنا عن ربّى راض اخرجه الواحدى والبغوى بسند غريب جدًّا

واز نفی ارادۂ او والله ما كنتُ حريصًا على الامارة قطّ ولا طلبتها من الله سرًّا وعلانيةً اخرجه جماعةٌ

واز زہد وے رضی اللہ عنہ عن رافع ابن ابى رافع قال رافقتُ ابابكر وكان له كساءٌ فدكيٌّ يخلّله عليه اذا ركب ونلبسه أنا وهو اذا نزلنا وهو الكساء الذى عيّرته به هوازن فقالوا أ ذا الخلال نبايع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه ابن ابى شيبة

(چوغہ) کو پکڑتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اس کی پردہ پوشی کرے، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور آپ کی رضا (یعنی راضی برضاءِ الٰہی ہونے) کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے اور آپؐ کے پاس جبریلؑ بیٹھے ہوئے تھے تو جبریلؑ نے کہا کہ اے محمدؐ! کیا بات ہے میں ابوبکرؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسا چوغہ پہنے ہوئے ہے جس کو اپنے سینہ پر اس نے کانٹوں سے جوڑ رکھا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ! اس نے مجھ پر فتح سے قبل اپنا سب مال خرچ کر دیا۔ جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیج رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پوچھو کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو ابوبکرؓ نے کہا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اس کو واحدی اور بغوی نے روایت کیا بہت غریب سند کے ساتھ۔

اور آپ کے نفیٔ ارادہ کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ میں امارت کا حریص کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے اس کو کبھی اللہ سے پوشیدہ یا کھلے طور پر مانگا، اس کی روایت ایک جماعت نے کی۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زہد کا یہ قصہ ہے۔ رافع بن ابی رافعؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں ابوبکرؓ کا رفیق رہا ہوں اور ان کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا جس (کے سروں کو) کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے جب سوار ہوتے تھے اور میں اور وہ دونوں اس کو پہنتے رہتے تھے جب اترتے تھے۔ اور یہی وہ کپڑا تھا جس سے ہوازن والوں نے ان پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم ذوالخلال (کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

عہ طالبِ خدا کا ایک بلند حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ فنا ہو جاتے ارادۂ حق میں۔ یہ حال بھی صدیق اکبرؓ میں موجود تھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

وقال ابوبکر عند موته خذوا هذا الثوب لثوبٍ عليه آصابه مشق اوزعفران فاغسلوه ثم كفنوني مع ثوبين اخرين قالت عائشة وما هذا فقال ابوبکر الحيّ احوج الى الجديد من الميّت وانما هذا للمهلة اخرجه مالك وازخوف وے رضی اللہ عنہ عن الضحاك قال رأى ابوبكر طيرا واقعا على شجرة فقال طوبى لك يا طير والله انى لوددت انى مثلك تقع على الشجر وتأكل من الثمر ثم تطير وليس عليك حساب ولا عذاب والله لوددت انى كنت شجرة الى جانب الطريق فمر علىّ جمل فاخذنى فادخلنى فاه ولاكنى ثم ازدردنى ثم اخرجنى بعرا ولم اكن بشرا اخرجه ابن ابى شيبة وازعبرت وے رضی اللہ عنہ عن ميمون قال اُتى ابوبكر بغراب وافر الجناحين فقال ما صيد من صيد ولا عضد من شجر الا بما ضيّعت من التسبيح اخرجه ابن ابى شيبة. وازتبری اورضی اللہ عنہ از عجب چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود من جرّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة فقال ابوبكر ان احد شقى ثوبى يسترخى الا ان اتعاهد ذلك منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لست تصنع ذلك خيلاء اخرجه البخارى

اورابوبکرؓ نے اپنی موت کے قریب فرمایاکہ یہ کپڑا اُتار لو۔کہ وہ ایسا کپڑا تھا جس پر گل سُرخ یا زعفران کا اثر تھا۔ اوراس کو دھو لینا۔ پھراس کے ساتھ دوسرے دو کپڑے شامل کرکے مجھے کفنا دینا۔ عائشہؓ نے کہاکہ اور یہ ہے کیسا؟ (یعنی پُرانا کپڑا اس کو کفن میں کیا استعمال کیا جاتے؟) تو ابوبکرؓ نے کہاکہ زندہ زیادہ حاجتمند ہے نئے کپڑے کا بہ نسبت میّت کے کہ وہ (میت کے کپڑے) بدن کی رطوبت کے لئے ہیں، اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ قصہ ہے۔ مروی ہے ضحاکؒ سے بیان کیاکہ ابوبکرؓ نے ایک پرندے کو دیکھا جو ایک درخت پر آکر گرا تو آپ کہنے لگے کہ اے پرندے تجھے مبارکباد! واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تُو درخت پر آگرتا ہے اس کے پھل میں سے کھاتا ہے۔ پھراُڑ جاتا ہے اور تیرے اُوپر کوئی حساب ہے نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب میں کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے مُنہ میں داخل کرتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مینگنی بناکر مجھے خارج کردیتا اور میں بشر نہ ہوتا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبرت کا یہ واقعہ ہے۔ مروی ہے میمون سے کہ ابوبکرؓ کے سامنے (ایک پرندہ) وافر الجناحین لایاگیا۔ تو آپؓ نے کہاکہ جب کوئی شکار (جانور) شکار کیا جاتا ہے یا کسی درخت کی کوئی شاخ کاٹی جاتی ہے تو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تسبیح کو ضائع کردیتا ہے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عُجب سے آپؓ کے مُبرّا ہونے کا شاہد یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ جس نے اپنے کپڑے کو کھینچا فخر ونمود کے ساتھ تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

وفی لفظ ابی داؤد ان الله نزع
الخیلاء منك واز بکا او رضی الله عنه
قول عائشة وکان ابوبکر رجلا
بکاء اذا قرء القرآن
لا یملك عینیه اخرجه
البخاری فی قصة طویلة
وقال ابراهیم النخعی کان ابوبکر
یسمی الاواه رافة ورحمة واز نفع
او خلق الله را مکتوب فی الکتاب الاول
مثل ابی بکر مثل القطر اینما وقع
نفع کلاهما مذکور فی الصواعق
واز ترک سوال او عن ابن ابی ملیکة
قال کان ربما سقط الخطام
من ید ابی بکر الصدیق قال فیضرب
بذراع ناقته فینیخها فیاخذه قال
فقالوا له افلا امرتنا نناولکه
فقال ان حبیبی صلی الله علیه وسلم
امرنی ان لا اسأل الناس شیئا
رواه احمد واز صدق نیت او عن ابی
قتادة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال
لابی بکر مررت بك وانت تقرأ وانت
تخفض من صوتك فقال انی اسمعت من
ناجیت الحدیث اخرجه الترمذی
اینست آنچه احوال حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه
حافظه بندۀ ضعیف درحالت راهنه کفایت نمود

کہا کہ میرے کپڑے کا ایک پلا لٹک جایا کرتا ہے۔ اب میں اس سے
بچنے کا اہتمام رکھوں گا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم یقیناً ایسا از راہ فخر و نمود نہیں کرتے، اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے تجھ میں سے خُیلا یعنی
فخر و نمود کو نکال دیا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ ثابت ہے قول
عائشہ رض سے کہ ابوبکر رض ایک بہت رونے والے شخص تھے جب
قرآن کی قرارت کیا کرتے تھے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھتے
تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ایک طویل قصہ میں اور
ابراہیم نخعی رح نے کہا کہ ابوبکر رض کا لقب اوّاہ پڑ گیا ان کی شفقت و
رحم دلی کی بنا پر۔ اور خلق خدا کو ان سے نفع کے بارے میں
الکتاب الاول میں لکھا ہے کہ ابوبکر رض کی مثال بارش کی بوند کی
مانند ہے جہاں گرے نفع پہنچاتے، دونوں روایتیں "صواعق"
میں مذکور ہیں۔ اور آپ رض کا ترک سوال اس روایت سے۔ مروی
ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ بسا اوقات ابوبکر صدیق رض کے ہاتھ سے
اونٹ کی مہار چھوٹ کر گر جاتی تو اپنی ناقہ کے ذراع پر ہاتھ مار کر
اس کو بٹھاتے اور مہار کو اٹھاتے۔ راوی نے ذکر کیا کہ لوگوں نے
ان سے کہا کہ آپ رض نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اٹھا کر آپ کو دیدیتے۔
تو فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں
سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور ان کے
صدق نیت کا حال یہ ہے۔ مروی ہے قتادہ رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے ابوبکر رض سے فرمایا کہ میرا گزر تمہاری طرف ہوا اور تم قرارت
کر رہے تھے اور تم اپنی آواز پست رکھتے ہو۔ تو فرمایا کہ میں اس کی طرف
کان لگاتے رکھتا ہوں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، آخر حدیث تک۔
اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ جو کچھ احوال حضرت صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کا اس بندۂ ضعیف کا حافظہ اس موجودہ حالت میں

Marfat.com

والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئی عن البحر الکبیر اما تحمل وے رضی اللہ عنہ اعباء نشر قرآنِ عظیم را پس بچند وجہ واقع شد یکے آنکہ در وقتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ کاتبانِ وحی بود فی الاستیعاب ومن کتب الوحی ابوبکر وعمر وعثمان وعلیؓ دیگر آنکہ جمع کردہ بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود تمام آن را امام نوویؒ در تہذیب بآں تصریح کردہ و ایں معنی را شاہدیست قوی و آں آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کرد بامامتِ صدیقؓ حالانکہ در شریعت مقرر شد لیؤمّکم أقرؤکم و فی لفظٍ أکثرکم قرآناً و شاہدے دیگر آنکہ در واقعہ ہوش ربا جانکاہ انتقال سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اکثر صحابہؓ در محفوظاتِ خود ذہول ورزیدہ بودند وَمَا مُحَمَّدٌ و إِنَّكَ مَيِّتٌ تلاوت فرمود و مردم باجمعہم از وے تلقی آں کردند ایں دلالت دارد بر قوتِ حافظۂ او وکذا علمہ بالانساب وتواریخ العرب وروایۃ الحدیث دفن الانبیاء فی ذلک الوقتِ الفظیع وشاہدے دیگر است کہ حضرتِ صدیقؓ سورتہائے طویلہ در نمازے خواند مثل سورۃ بقرہ و ایں صریح دلالت میکند بر حفظ جمیع کتاب و اگر فرض کنیم کہ وے رضی اللہ عنہ تمام قرآن یاد نداشتہ باشد

کفایت کر سکتا ہے وہ یہ ہے اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو خبر دیتی ہے بڑے دریا کی۔ اب سنیئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نشر قرآنِ عظیم کے بارے تحمل کا حال تو یہ چند صورتوں سے واقع ہوا ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ بھی وحی کے کاتبوں میں سے تھے۔ استیعاب میں ہے اور جن لوگوں نے وحی کی کتابت کی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ تھے۔ دوسری یہ کہ انھوں نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی تمام قرآن کو حفظ کیا تھا۔ امام نوویؒ نے تہذیب میں اس کی تصریح کی ہے اور اس معنی کا ایک قوی شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامتِ صدیقؓ کا حکم دیا اور اس قاعدہ کو شریعت میں مقرر کیا گیا ہے لیؤمّکم أقرؤکم یعنی تمہاری امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں بکثرت قرآن پڑھنے والا ہو۔ اور ایک شاہد اور بھی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ ہوش ربا، جانکاہ (انتقال) کے وقت جب کہ اکثر صحابہؓ جو کچھ ان کے حافظہ میں تھا وہ سب کھوتے ہوتے تھے آپؓ نے وَمَا مُحَمَّدٌ اور إِنَّكَ مَيِّتٌ کی تلاوت فرمائی اور سب کے سب لوگوں نے یہ آیات آپ سے لیں۔[ع] اور یہ واقعہ دلالت رکھتا ہے آپ کی قوتِ حافظہ پر اور ایسا ہی ان کا علم انساب اور تواریخ عرب کے متعلق اور روایتِ حدیث دفن انبیاءؑ کے متعلق ایسے شدید وقت میں۔ اور ایک شاہد اور ہے کہ حضرتِ صدیقؓ نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے مثل سورۃ بقرہ کے اور یہ صریح دلالت کرتا ہے تمام کتاب اللہ کے حفظ پر۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا قرآن حفظ نہیں تھا اس سے آپؓ کے اجتہاد

ع یعنی یہ آیات اذہان سے گویا محو ہوچکی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے بعد ہی سب کو یاد آئیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

در صحتِ اجتہادِ او قدح نمیکند زیرا کہ حفظِ
قرآن عن ظہر القلب شرطِ اجتہاد نیست
سوم آنکہ اول کسیکہ سعی کرد در جمع قرآن بین
اللوحین صدیق اکبرؓ بود کہ بالتماس فاروقِ
اعظمؓ اہتمام ایں امر عظیم فرمود و ثمرہ سعی او
ظاہر شد کہ بسبب آں قرآن در مشرق و مغرب
شائع گشت چہارم آنکہ در بعض مواضع مشکل حل
اشکال فرمود و ایں وجہ در خطب حضرت
صدیقؓ مبین خواہد شد اما تحمل وے رضی اللہ
عنہ نشر علم حدیث را بچندیں وجہ بودہ است
یکے آنکہ استمطار علم کردہ است از منبع العلم
قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علمنی
دعاءً ادعو بہ فی صلوتی قال قل اللّٰھم
انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب
الا انت فاغفر لی مغفرۃً من عندک و
ارحمنی انک انت الغفور الرحیم اخرجہ
احمد وابو یعلیٰ وغیرھما وعن ابی ھریرۃ
قال قال ابو بکر یا رسول اللہ مرنی
بشیء اقولہ اذا اصبحت واذا
امسیت قال قل اللّٰھم عالم الغیب
والشھادۃ فاطر السمٰوٰت والارض
رب کل شیء وملیکہ اشھد ان لا الٰہ
الا انت اعوذ بک من شر نفسی

کی صحت میں کوئی نقص نہیں واقع ہوتا کیونکہ لوحِ قلب میں
قرآن حفظ کرنا اجتہاد کی شرط نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ سب سے
پہلے قرآن کو دو لوح (یعنی دو دفتیوں) کے درمیان جمع کرنے
کی جس نے کوشش کی وہ صدیق اکبرؓ تھے جنھوں نے فاروقِ
اعظمؓ کے التماس سے یہ عظیم کام کیا۔ اور آپ کی کوشش
کا نتیجہ ظاہر ہوگیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق اور مغرب
میں شائع ہوگیا۔ چوتھی یہ کہ بعض مشکل مواقع میں آپ نے اشکال
حل فرمائے اور یہ بات حضرت صدیقؓ کے خطبات میں خوب واضح
ہوجائے گی۔ اب لیجئے آپ کا اشاعت علم حدیث کے بار کا تحمل تو
وہ چند صورتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے فیضانِ علم
لینے کی کوشش براہِ راست منبعِ علم سے کی ہے۔ آپؓ نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات
دعاء سکھا دیجئے جن سے میں اپنی نماز میں دعاء کیا کروں۔ فرمایا
کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ (ترجمہ: یا اللہ میں نے تو (گناہوں
کا مرتکب ہوکر) اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ
کے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے
میرے گناہ بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ
ہی بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں)
اس کو احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہما نے روایت کیا۔ مروی ہے ابوہریرہؓ
سے، کہا کہ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز
بتا دیجئے جس کو میں روزانہ جب صبح اور شام آیا کرے تو پڑھ
لیا کروں۔ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الخ (یا اللہ!
ہر غائب اور حاضر کا علم رکھنے والے، آسمانوں اور

عہ کس خوبی کے ساتھ عیسائیت کے اعتقادِ باطل سے بچا لیا گیا ہے کہ جو گناہ کرو پادری صاحب سے کہدو وہ معافی دیدیں گے کہ گناہ سے پاک ہو گئے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

ومن شر الشيطان و شركه قال قله اذا اصبحت واذا امسيت و اذا اخذت مضجعك اخرجه الترمذى وعن ابى بكر الصديق قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانزلت هذه الاية مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ۝ فقال النبى صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر الا اقرئك اية انزلت على قلت بلى يارسول الله فاقرانيها فلا اعلم الا انى وجدت انقصاما فى ظهرى حتى تمطأت لها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انت يا ابا بكر واصحابك المؤمنون فيجزون بذالك فى الدنيا حتى تلقوا الله وليست لكم ذنوب واما الاخرون فيجمع ذلك لهم حتى يجزوا يوم القيمة اخرجه ابو يعلى عن حذيفة عن ابى بكر اما حضر ذلك حذيفة من النبى صلى الله عليه وسلم واما اخبره

زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے (جس کی اس کو اجازت بخشی گئی ہے وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ الخ فرما کر (۱۷: ۶۴) کہ تو ان کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا) فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو جب تم پر صبح آئے اور جب شام آئے اور جب تم اپنے آرام کی جگہ (یعنی بستر پر سونے کے لئے) پہنچ جاؤ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیق رضؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ (۴: ۱۲۳) "جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا" تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ! کیا میں تم کو وہ آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ! تو یہ آیت مجھے پڑھائی۔ تو میں نہیں جانتا بجز اس کے کہ میں نے اپنی کمر میں ہڈی پھوٹنی محسوس کی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھبراؤ نہیں) اے ابو بکر رضؓ! تم اور تمہارے ساتھی مومنین کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائے گا (جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات وغیرہ پہنچا کر) یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسی حالت میں ملو گے کہ تم پر گناہ نہیں ہوں گے۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے یہ گناہ جمع ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ مروی ہے حذیفہ رضؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر رضؓ سے یا اس موقع پر حذیفہ رضؓ خود ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

Marfat.com

ابوبکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال قلت یارسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا صدیق الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذھب صغیرہ وکبیرہ قال قلت بلی یارسول اللہ قال تقول کل یوم ثلث مرات اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم والشرک ان تقول اعطانی اللہ وفلان والند ان یقول الانسان لولا فلان لقتلنی فلان اخرجہ ابو یعلی بسند غریب

دوم آنکہ نزدیک بصد و پنجاہ حدیث از مرویات او در دست محدثین باقیماندہ است وایں معنی نسبت صحبت دائمہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وکثرت حضور او در مشاہد خیر قلیل است بسیارے لیکن دو سہ سبب از کثرت روایت باز داشت سببی کہ راجع بحال حضرت صدیق است وآں آنست کہ وی رضی اللہ عنہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو سال و چندماہ در قید حیات بود و مشغول ماند بقتال مرتدین ومانعان زکوٰۃ باز بہ تجہیز جیوش برائے جہاد فارس وروم اگر ایں را شاہدے صریح میخواہی تامل کن درحال جمعے از فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور یا اُن کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں زیادہ پوشیدہ (آتا) ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اور شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کیجائے۔ فرمایا کہ تجھے تیری ماں روتے اے صدیق رضی اللہ عنہ! شرک (اتنی ہی بات میں محدود نہیں وہ) تم میں زیادہ پوشیدہ آتا ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ کیا میں تم کو ایسا کلام نہ بتادوں جو اس کے چھوٹے اور بڑے دونوں کو زائل کردے۔ میں نے کہا ضرور یارسول اللہ۔ فرمایا کہ ہر دن میں تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ الخ یعنی اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں (اس کے شرک ہونے کو) جانتا بھی ہوں اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس سے جو (میں کر گزرا اور) میں نہیں جانتا تھا۔ اور "شرک" یہ ہے کہ تو یوں کہے کہ (فلاں شے) مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے عطا کی اور "ند" یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص مجھے قتل کردیتا، اس کو ابو یعلیٰ نے بسند غریب روایت کیا۔ دوسری یہ کہ ڈیڑھ سو احادیث کے قریب انکی مرویات محدثین کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں اور یہ مقدار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دائمی صحبت اور خیر کے مواقع پر ان کے بکثرت حاضر ہونے کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن دو تین سبب نے اُن کو کثرت روایت سے باز رکھا۔ ایک سبب تو ایسا ہے جو راجع ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حال کی طرف اور وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سال اور چند مہینے بقید حیات رہے اور مشغول رہے مُرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے میں اور جہاد فارس و رُوم کے لئے لشکروں کی تیاری میں۔ اگر تم اس کا کوئی شاہد صریح چاہتے ہو تو تامل کرو فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے حال میں کہ جن کی تعظیم شان آنحضرت

Marfat.com

تنویہ شانِ ایشاں باعلمیت فرمودہ چوں مدّتِ دراز باقی نماندند ازیشاں، روایتِ حدیث چندانے در دستِ محدّثین نماند مثل معاذ بن جبل دیگر سببے حاصل در سامعانِ حدیث از وے و آں آنست کہ حاضرانِ مجلسِ حضرت صدیقؓ غالباً صحابہؓ بودند و محتاج نشدند در بسیارے از احادیث بتوسیط وے بلکہ اکثر آں احادیث از زبانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شنیدہ بودند و ہنوز مخضرمین وارد نشدہ بودند الاّ قلیلے مثل قیس بن ابی حازم سوم سببے در تقلیلِ روایت و آں قلت وقائع است و آنچہ بسبب وقائع بیان کردہ است اکثر در خطب اما مرفوعاً و اما موقوفاً مع ہٰذا احادیث وے چند طبقہ است بعض صحیح مثل حدیث مقادیر زکوٰۃ کہ بخاری آں را نقل کرد و او اصح احادیث زکوٰۃ است و معمول بہ و معتمد علیہ و حدیث ہجرت و آں را حدیث الرحل گویند و حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نَرِث ولا نورث اخرج احمد عن عبد الرزاق قال اھل مکۃ یقولون اخذ ابن جریج الصلوٰۃ من عطاءٍ واخذھا عطاءٌ من ابن الزبیر و اخذھا ابن الزبیر من ابی بکر و اخذھا ابو بکر من النبی صلے اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلمیت کے ساتھ فرمائی (کہ ان کو بڑا عالم فرمایا) جب وہ مدّتِ دراز تک باقی نہ رہے تو اُن سے جو حدیث روایت ہوئیں وہ بھی محدّثین کے ہاتھوں میں اتنی باقی نہ رہیں (کہ معتد بہ کہا جا سکے) جیسے معاذ بن جبلؓ (ان کا انتقال ۱۸ھ میں ہوا) دوسرا سبب ایسا ہے جو اُن سے حدیث سُننے والوں کی جانب سے آتا ہے اور وہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر صحابہؓ ہوتے تھے اور وہ بہت سی احادیث میں آپ کے واسطۂ روایت کے محتاج نہ تھے بلکہ ان میں سے اکثر احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خود سُنے ہوئے تھے اور ابھی تک مخضرمینؑ وارد نہیں ہوتے تھے مگر بہت کم مثل قیس بن ابی حازم کے۔ تیسرا ایک خاص سبب ہے قلتِ روایت کا اور وہ ہے وقائع کی قلت اور جو کچھ آپ نے وقائع کے سبب سے بیان کیا ہے وہ اکثر خطبات میں مذکور ہے بطریق مرفوع یا بطریق موقوف۔ اس کے باوجود ان کی احادیث کئی طبقہ کی ہیں بعض صحیح ہیں جیسی مقادیر زکوٰۃ کی حدیث کہ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور وہ احادیث زکوٰۃ میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور معمول بہ اور معتمد علیہ اور ہجرت کی حدیث جس کو حدیث الرحل کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ یعنی ہم انبیاء کے گروہ (کا یہ حکم ہے) کہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔" احمدؒ نے روایت کی عبد الرزاقؒ سے انھوں نے کہا کہ اہلِ مکہ کہتے ہیں کہ ابن جریجؒ نے نماز سیکھی ہے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے اس کو لیا ابن الزبیرؓ سے اور ابن الزبیرؓ نے اس کو لیا ہے ابو بکرؓ سے اور ابو بکرؓ نے اس کو لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ع محدّثین کی اصطلاح میں مخضرمین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے۔ ایسے راوی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور شعراء میں وہ شاعر مخضرمی کہے جاتے ہیں جنھوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

ما رأیت احسن صلوٰۃ من ابن جریج
انتہی الحال در کتب سنن در صفت صلوٰۃ بطریق اہل
مکہ مذکور میشود ماخوذ ازیں جہت است و بعض حسن
مثل حدیث سلوا اللہ العافیۃ و حدیث لا
یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ و حدیث ما اصرّ
من استغفر و حدیث صلوٰۃ الاستغفار۔
و نوع سوم احادیثے کہ مشہور است بین الناس
بروایت اصحاب دیگر و غریب است بروایت حضرت
صدیق رض و اکثر آں احادیث مرداں را بروایت
آں حدیث جری ساختہ است و حامل روایت آں
گشتہ مثل حدیث اثبات قدر بروایت عبدالرحمن
ابن ابی بکر من ابیہ و حدیث الذہب بالذہب آہ
بروایت ابی رافع و حدیث من کذب علیّ
متعمداً و حدیث اتقوا النار و لو بشق تمرۃ
و حدیث ما بین منبری و بیتی روضۃ من ریاض
الجنۃ و حدیث شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و حدیث خروج بعض اہل النار من النار
بشفاعۃ الشہداء وغیرہم و حدیث مغفرۃ من
کان یسامح فی البیع و حدیث من اوصیٰ
باحراق نفسہ خوفاً من اللہ تعالےٰ و حدیث
ان المیت یعذب ببکاء الحی علیہ
و حدیث یدخل الجنۃ سبعون الفاً بلا حساب
و حدیث رجم ماعز اسلمی و حدیث السواک
مطہرۃ للفم و حدیث الائمۃ من قریش
وشئ کثیر من ھذا الجنس لا یعد

میں نے کسی کو ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
اب جو کچھ کتب سنن میں صفت صلوٰۃ بطریق اہل مکہ ذکر کی جاتی
ہے وہ سب اسی جہت سے ماخوذ ہے۔ اور بعض حسن ہیں
جیسے حدیث سلوا اللہ العافیۃ (اللہ سے عافیت مانگو) اور حدیث
لا یدخل الخ یعنی برے ملکات کا شخص جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اور
حدیث ما اصر من استغفر اور صلوٰۃ الاستغفار کی حدیث اور تیسری
قسم وہ احادیث ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں دوسرے اصحاب رض
کی روایت سے اور غریب ہیں صدیق اکبر رض کی روایت سے اور ایسے
لوگوں کی اکثر احادیث کو اُن احادیث کی روایت کے ساتھ چالو
کردیا اور وہ اس روایت کے حامل ہوگئے جیسے اثبات قدر کی
حدیث بروایت عبدالرحمن بن ابی بکر رض جو اپنے باپ ابوبکر رض سے روایت
کرتے ہیں اور حدیث الذہب بالذہب الخ ابو رافع رض کی روایت
سے اور حدیث من کذب علیّ متعمداً اور حدیث اتقوا
النار الخ یعنی آگ سے بچاؤ کرو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہو۔
اور حدیث ما بین منبری الخ یعنی میرے منبر اور میرے گھر کے
درمیان ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حدیث اور وہ حدیث جس میں
بعض اہل نار کا شہداء وغیرہم کی شفاعت سے نکلے جانے کا ذکر
ہے اور اس شخص کی مغفرت والی حدیث جو بیع میں بے احتیاطی کرتا تھا
اور وہ حدیث جس میں ایک شخص کی وصیت کا ذکر ہے جو اس نے
اللہ کے خوف سے اپنے جسم کو پھونکدینے کے لئے کی تھی۔ اور یہ
حدیث کہ مردہ کو عذاب دیا جاتا ہے اس پر زندہ کے گریہ و بکا سے
اور یہ حدیث کہ جنت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل
ہوں گے اور ماعز اسلمی کو سنگسار کئے جانے کی حدیث اور یہ حدیث
کہ مسواک منہ کو پاکیزہ کرنے والی ہے۔ اور الائمۃ من قریش

Marfat.com

الاحادیث کلہا احمد و ابو یعلے فی مسندیہما
و اخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر
حدیث کفر باللہ انتفاء من النسب چوں ایں ہمہ
مباحث گفتہ شد الحال باید دانست کہ بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر معضلہ کہ پیش
آمد صدیق اکبرؓ آں را حل کرد و مسلمین را از حیرت
و تردد خلاص ساخت ایں معنے مکرر واقع شد
تا آنکہ تقدم وے رضی اللہ عنہ در علم و تربیت او
رعیت خود را بر منہاج تربیت انبیاء روشن
گشت و شبہہ نماند۔ از انجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم دنیا برفیق
اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہا بیشمار بخاطر مردم
راہ یافت ظن بعضے آنکہ ایں موت نیست
حالتے است کہ عند الوحی پیش می آید و گمان بعضے
آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است و طائفہ کہ
نفاق پیشہ بودند عزم برہم زدن دین دریں فرصت
مصمم ساختند صدیق اکبرؓ اول حال نزدیک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت و چادر از روئے
مبارک برداشت و بوسہ بر پیشانی مبارک
داد و تحقق موت بیقین دانست و بکلمات
جان فرسا وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ
متکلم شد انگاہ بمسجد در آمد و خطبہ بلیغہ
برخواند عن ابن عمر قال لما قبض رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ
فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ

والی حدیث۔ اور اس جنس کی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان سب احادیث کو احمد اور ابو یعلی نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ہے قیس بن ابی حازم سے وہ ابو بکرؓ سے یہ حدیث کہ نسب کی نفی کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جب یہ مباحث بیان ہو چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیق اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہا کیا۔ ایسی باتیں بار بار واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیت انبیاءؑ کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔
ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو لوگوں کے لئے بیشمار تشویشیں پیدا ہو گئی تھیں، بعض کا گمان یہ تھا کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ یہ اس قسم کی حالت ہے جو وحی کے وقت پیش آتی ہے اور بعض کا گمان یہ تھا کہ موت مرتبہ نبوت کے منافی ہے اور جو ایک گروہ کے لوگ نفاق پیشہ تھے انھوں نے اس خالی وقت میں دین کو درہم برہم کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ صدیق اکبرؓ اول حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپؐ کے چہرہ مبارک سے انھوں نے چادر اٹھائی اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور موت کا واقع ہونا یقین کے ساتھ سمجھ لیا اور کلمات جاں فرسا وانبیاہ (ہائے نبیؐ) واخلیلاہ (ہائے محبوب) واصفیاہ (ہائے مخلص حقیقی) سے متکلم ہوئے۔ پھر آپؓ مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ آپ نے پڑھا۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ مدینہ کے ایک گوشہ میں تھے۔ پھر آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر رکھ دیا اور اس کو چومتے اور روتے رہے

Marfat.com

عليه وسلم وهو مسجّى فوضع فاه على جبين
رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل يقبّله
ويبكي ويقول بابي انت وامي طِبتَ حيًّا
وطبت ميتًا فلما خرج مرّ بعمر بن الخطاب
وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا يموت حتى يقتل الله
المنافقين وحتى يُخزي الله المنافقين
قال وكانوا استبشروا بموت رسول الله
صلى الله عليه وسلم فرفعوا رءوسهم
فقال ايها الرجل اربع على نفسك فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات
الم تسمع الله يقول اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ
مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۔ قال ثم اتى
المنبر فصعده فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ايها الناس ان كان محمد
الهكم الذي تعبدون فان الهكم قد مات
وان كان الهكم الذي في السماء فان الهكم
لم يمت ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ حتى ختم الاية ثم نزل وقد
استبشر المسلمون بذلك واشتد فرحهم واخذت
المنافقين الكآبة قال عبد الله بن
عمر فوالذي نفسي بيده لكانّما كانت
على وجوهنا اغطية فكشفت اخرجه

اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ پاکیزہ رہے حیات کی حالت میں اور پاکیزہ ہیں موت کی حالت میں۔ پھر جب نکلے تو عمر بن الخطابؓ پر گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ ہی مریں گے یہاں تک اللہ تعالے منافقین کو قتل کرے اور یہاں تک کہ اللہ تعالے منافقین کو رسوا کرے۔ بیان کیا کہ منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کی ایک دوسرے کو خوش خبری دے رہے تھے اور انھوں نے اپنا سر ابھارا تھا۔ تو آپ نے (عمرؓ سے) کہا کہ اے شخص اپنے ساتھ نرمی کر کیونکہ رسول اللہؐ وفات پا چکے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ (۳۹: ۳۰) یقیناً آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الخ (۲۱: ۳۴) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے"۔

ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ منبر پر پہنچے اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر فرمایا اے لوگو! اگر محمدؐ تمہارے معبود تھے جس کی تم عبادت کرتے ہو تو یقیناً تمہارا معبود مر چکا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمہارا معبود نہیں مرا۔ پھر (اس آیت کی) تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ (۳: ۱۴۴) اور محمدؐ صرف رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے؟ آیت کے ختم تک۔ پھر اتر آئے (اب یہ حال ہو گیا) کہ مسلمان اس تقریر سے خوش ہو گئے اور ان کو بہت فرحت ہوئی اور منافقین کو رنج و غم نے پکڑ لیا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے چہروں پر پردے پڑے ہوتے تھے جو الٹ دیئے گئے اس کو ابن

Marfat.com

ابن ابی شیبۃ واخرج جماعۃ نحواً من ذالک
بروایۃ عایشۃ وغیرھا و از انجملہ آنکہ در محلِ
دفن وکیفیتِ صلوٰۃِ جنازہ اختلاف افتاد
حضرتِ صدیق رضؓ آں اختلاف را برانداخت
فی مسند ابی یعلےٰ فلما فرِغَ من جھازِ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یوم الثلثاء وُضِعَ
علےٰ سریرہ وقد کان المسلمون اختلفوا
فی دفنِہٖ فقال قائل ندفِنُہٗ فی مسجدہٖ
وقال قائل بل یُدفن مع اصحابہ فقال
ابوبکر انی سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یقول مَا قُبِضَ نبیٌّ الّا دُفِنَ
حیثُ قُبِضَ فرفع فراشُ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم الّذی توفّی فیہ فحُفِرَ لہ تحتَہ
ثم دعا النّاسَ علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم یُصلّون علیہ ارسالاً الرجالَ حتّیٰ
اذا فرغَ منھم اَدْخَل النساءَ حتےٰ اذا فرغ
من النساء ادخل الصبیان ولم یؤمّ النّاس
علےٰ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم احدٌ
فدُفِنَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اوسط
اللّیل لیلۃَ الاربعاء بعدؑ ازاں دراں حالتِ
ہوش رُبا اعظم اختلافے کہ پیش آمد اجتماعِ
انصار بود در سقیفۂ بنی ساعدہ بقصد بیعت
سعد بن عبادہ واین ہماں اختلاف است کہ اگر
تدبیر حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ مباشر دفع

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح عائشہ رضؓ
وغیرہا سے روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقامِ
دفن اور کیفیتِ نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا۔ حضرت صدیق رضؓ
نے اس اختلاف کو ختم کر ڈالا۔ مُسند ابی یعلےٰ میں ہے کہ جب فراغت
ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنانے سے منگل کے دن
تو آپؐ کو تخت پر رکھا گیا اور مسلمانوں میں آپؐ کے دفن کے بارے
میں اختلاف ہوگیا تھا۔ کوئی کہنے والا تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپؐ کو
آپؐ کی مسجد میں دفن کرو۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں آپکو
آپکے اصحاب رضؓ کے ساتھ دفن کرو تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ ہر نبی کی روح جس جگہ
قبض کی گئی ہے اُس کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے۔ جہاں روح قبض
کی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ فرش اُٹھایا گیا جس پر آپؐ
کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے آپؐ کے لئے قبر کھودی گئی۔ پھر
ابوبکر رضؓ نے لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بلایا کہ آپؐ
پر نماز پڑھتے رہیں فرقہ فرقہ ہو کر (پہلے) مَردوں کو اور جب اُن سے فراغت
ہوگئی تو عورتوں کو داخل کیا اور جب عورتوں سے فراغت
ہوگئی تو لڑکوں کو داخل کیا گیا اور کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر لوگوں کی امامت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
دفن کئے گئے رات کے درمیانی حصّہ میں بدھ کی شب میں" اسؑ کے
بعد (حضرت صدیق رضؓ کا اہم کارنامہ سُنئے کہ) اسی حالتِ ہوش رُبا
میں سب سے پہلے جو اختلاف کہ پیش آیا وہ انصار کا اجتماع تھا سقیفہ
بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضؓ سے بیعت کرنے کے ارادہ سے۔ اور
یہ ایسا اہم اختلاف تھا کہ اگر (بروقت) حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ
اس کو مٹانے کی کوشش میں نہ لگ جاتے تو تلوار چلنے کی نوبت

عہ "بعد ازاں" کو دفن سے فراغت کے ساتھ مربوط سمجھا گیا ہے کیونکہ استخلاف کا واقعہ تدفین سے پہلے ہی پیش آگیا تھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

آں نمیشد تحلِ سیف بیان می آمد و دین از هم می پاشید حضرت صدیق رض و فاروق رض درسقیفہ حاضر شدند و بسیف بیان قطع آں اختلاف نمودند و رواۃ علم در نقل ایں بیانِ قاطع مختلف اند ہر یکے چیزے حفظ کرد و چیزے ترک نمود و دریں محل روایتے چند برنگاریم تا قصہ منقح گردد اما روایتِ فاروق اعظم رض کہ در جواب إِنَّ بیعةَ ابی بکرٍ کانت فلتةً فتمّت (ناگاہ و بے تامل) در خطبۂ بلیغہ بیان کردہ است آنست کہ انصار گفتند یا معشر قریش مِنّا امیرٌ ومنکم امیرٌ فقام الحُبَاب بن المنذِر فقال انا جُذَیلُها المُحَکَّکُ وعُذَیقُها المُرَجَّب إن شئتم واللّٰہِ رددنا ها جذعة (برنگ اول) فقال ابوبکر علی رِسلِکُم فذهبت لا تکلّم قال انصت یا عمر (توقف کنید) فحمد اللّٰہ واثنی علیه ثم قال یا معشر الانصار انا واللّٰہ ما ننکر فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام ولا حقکم الواجب علینا ولکنکم قد عرفتم ان هذا الحیّ من قریش بمنزلةٍ من العرب لیس بها غیرهم وان العرب لن تجتمع الّا علٰی رجلٍ منهم فنحن الاُمراءُ وانتم الوزراءُ فاتقوا اللّٰہ ولا تصدّعوا (پراگندہ)

آپا تی اور دین کے پرخچے اُڑ جاتے۔ حضرت صدیق رض اور فاروق رض سقیفہ میں (فوراً) پہنچ گئے اور سیفِ بیان سے انھوں نے اس اختلاف کو قطع کر دیا۔ رُواۃِ علم میں اس بیان کو نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ایک بات محفوظ کی اور ایک بات ترک کر دی اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ قصہ منقح ہو جائے۔ اب لیجئے حضرت فاروق رض کی روایت کو جو آپ نے جواب میں إِنَّ بیعةَ ابی بکرٍ کانت فلتةً فتمّت کے فرمائی تھی (یعنی ابوبکر رض کی بیعت اچانک شروع ہوئی اور پوری ہوگئی) آپ نے خطبۂ بلیغہ میں یہ بیان کیا کہ انصار نے کہا کہ اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ تو کھڑا ہوا حباب ابن المنذر اور اس نے کہا کہ میں اس امر کا وہ لکڑ ہوں جس سے کھجلی دفع کی جاتی ہے (اونٹ جس سے کھجا کر اپنی کھجلی دفع کرتے ہیں) اور کھجور کا وہ درخت ہوں جس کو میوے کے بوجھ سے ٹیک لگاتے ہیں تاکہ وہ گرے نہیں (مطلب یہ کہ میں بڑا صائب الرائے ہوں فائدہ اٹھاؤ میری رائے سے) اگر تم چاہو واللہ ہم اس (خلافت) کو ایک جوان کی طرف لوٹا دیں گے۔ تو ابوبکر رض نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر میں گیا کہ (اس مسئلہ پر) کلام کروں تو کہا کہ اے عمر رض! خاموش رہو۔ پھر ابوبکر رض نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا اے گروہ انصار! ہم لوگ خدا کی قسم تمہاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے اور نہ اُن تکلیفات کا جو کہ اسلام میں تم پر پہنچیں اور نہ تمہارے اُس حق کا جو ہم پر واجب ہے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ قبیلہ یعنی قریش تمام عرب میں وہ مقام رکھتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عرب ہرگز جمع نہیں ہوں گے مگر ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو تو ہم اُمراء ہوں گے اور تم وُزراء رہو گے تو اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو

Marfat.com

الاسلام ولا تكونوا اول من احدث
في الاسلام الا وقد رضيت لكم
احد هذين الرجلين لي و
لابي عبيدة بن الجراح فايهما
بايعتم فهو لكم ثقة قال
فوالله ما بقي شيء كنت
احب ان اقوله الا وقد قاله
يومئذ غير هذه الكلمة فو
الله لان اقتل ثم احيى ثم اقتل
ثم احيى في غير معصية احب الي
من ان اكون اميرا على قوم
فيهم ابوبكر قال ثم قلت يامعشر
الانصار يا معشر المسلمين ان
اولى الناس بامر رسول الله صلى
الله عليه وسلم من بعده ثاني
اثنين اذ هما في الغار ابوبكر
السباق المبين ثم اخذت بيده
وبادرني رجل من الانصار فضرب
على يده قبل ان اضرب على يده ثم
ضربت على يده وتتابع الناس وميل
على سعد بن عبادة فقال الناس قتل
سعد فقلت اقتلوه قتله الله
ثم انصرفنا وقد جمع الله امر
المسلمين بابي بكر فكانت لعمر
الله كما قلتم اعطى الله خيرها

یعنی فلتۃ ۱۲

اور تم وہ پہلے شخص نہ بنو جو اسلام میں (تفرقہ) کی ابتداء کرنیوالا ہو سن لو کہ میں تم پر خلیفہ بنانے کے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں۔ میرے متعلق کہا اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے متعلق، تو ان دونوں میں سے جس سے تم بیعت کرلو وہ تمہارے لئے ثقہ ثابت ہوگا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ واللہ کوئی بات باقی نہ رہی جس کو میں کہنا چاہتا تھا مگر ابوبکرؓ نے اس دن وہ سب کہدیں۔ بجز اس بات کے (یعنی میرا نام پیش کرنے کے) کیونکہ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ بغیر اس کے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہو یہ مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی قوم پر امیر بنوں جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ عمرؓ نے کہا اے گروہ انصار! اے تمام مسلمانو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے امر میں ان کے بعد سب سے اولیٰ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ابوبکرؓ ہیں جو سب سے پہلے کھل کر اعلان کے ساتھ اسلام لانیوالے ہیں۔ پھر میں نے (بیعت کے لئے) ان کا ہاتھ پکڑا اور مجھ پر سبقت لے گیا ایک شخص انصار میں سے کہ اس نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر مارا قبل اسکے کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ماروں۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا اور لوگوں نے بیعت کرلی اور لوگوں کا جھکاؤ سعد بن عبادہؓ کی طرف ہوا (یعنی ان کے بارے میں رائے زنی کرنے لگے) تو لوگوں نے کہا کہ مارا گیا سعد بن عبادہؓ۔ میں نے کہا کہ مارو اس کو خدا اسے قتل کرے (یعنی چھوڑو اس کے ذکر کو) پھر ہم واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ نے امر مسلمین کو جمع کردیا ابوبکرؓ پر، تو وہ بات اسی طرح واقع ہوتی جیسا تم نے کہا (کہ بیعت ابوبکرؓ اچانک ہوتی) اللہ تعالیٰ نے (بیعت کی) خیر کو عطا فرمایا اور اس کے شر سے بچا لیا۔ تو جو اس قسم کی باتوں

Marfat.com

وذلک شیٔ ما دعا الی مثلها لا بیعة له ولا لمن بایعه اخرجه البخاری وابن ابی شیبة وهذا لفظ ابن ابی شیبة

واما روایة عبد الله بن مسعود قال لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاهم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر ابابکر ان یصلی بالناس قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ بالله ان نتقدم ابابکر اخرجه ابن ابی شیبة

اما روایت عبد الله بن عون عن محمد بن سیرین عن رجل من بنی زریق قال لما کان ذلک الیوم خرج ابوبکر وعمر حتی اتیا الانصار فقال ابوبکر یا معشر الانصار انا لا ننکر حقکم ولا ینکر حقکم مؤمن وانا والله ما اصبنا خیرا الا ما شارکتمونا فیه ولکن لا ترضی العرب ولا تقر الا علی رجل من قریش لانهم افصح الناس السنة واحسن الناس وجوها واوسط العرب دارا واکثر الناس شجنة فی العرب فهلموا الی عمر فبایعوه قال فقالوا لا فقال عمر لم فقالوا

کی طرف لوگوں کو بلاتے (کہ یہ بے سوچے سمجھے اتفاقیہ بات تھی) اس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس پر کوئی ذمہ داری جس سے ایسا شخص بیعت ہو، اس کو روایت کیا بخاری نے اور ابن ابی شیبہ نے اور یہ الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں۔ اب لیجئے روایت عبداللہ بن مسعودؓ کی کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر ان کے پاس عمرؓ پہنچے اور انہوں نے کہا کہ اے گروہ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سب نے کہا کہ بیشک۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون ایسا ہے کہ اُس کا نفس اس سے خوش ہو کہ ابوبکرؓ کے آگے ہو جائے؟ تو لوگوں نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے ہوں، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اب لیجئے روایت عبداللہ بن عون کی وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سیرینؒ سے وہ روایت کرتے ہیں بنی زریق کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ جب یہ دن آیا تو نکلے ابوبکرؓ و عمرؓ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچے۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ انصار! ہم تمہارے حق کا انکار نہیں کرتے اور کوئی مومن تمہارے حق کا انکار نہیں کرے گا اور ہم واللہ خیر کو نہیں پہنچے مگر جب تمہارے ساتھ اسلام میں شریک ہوئے لیکن عرب راضی نہ ہوگا اور وہ نہیں جمیں گے مگر صرف ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو کیونکہ وہ زبان کے اعتبار سے سب سے فصیح اور چہروں کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ وجیہ اور دار (یعنی محل سکونت) کے اعتبار سے عرب کے مرکز ہیں اور شاخ در شاخ ہونے کے اعتبار سے وہ سب سے اکثریت رکھتے ہیں۔ تو تم سب لوگ عمرؓ کی طرف بڑھو اور اُن سے بیعت کرو۔ راوی نے کہا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کیوں؟

Marfat.com

تخاف الدَّولة قال عمر اما ما عشت فلا قال فبايعوا ابا بكر فقال ابو بكر لعمر انت اقوى منى فقال عمر انت افضل منى فقالها الثانية فلما كانت الثالثة قال عمر ان قوتى لك مع فضلك قال فبايعوا ابا بكر قال محمد واتى الناس عند بيعة ابى بكر ابا عبيدة بن الجراح فقال تأتونى وفيكم ثالث ثلثة يعنى ابا بكر قال ابن عون فقلت لمحمد من ثالث ثلثة قال يقول الله ثانى اثنين اذ هما فى الغار اخرجه ابن ابى شيبة آ روايت ابى سعيد خدرى قال لما توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منهم يقول يا معشر المهاجرين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا استعمل رجلا منكم قرن معه رجلا منا فنرى ان يلى هذا الامر رجلان احدهما منكم والاخر منا قال فتتابعت خطباء الانصار على ذلك فقام زيد بن ثابت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من المهاجرين فان الامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله

تو انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جاتے گی۔ عمرؓ نے کہا یاد رکھو جب تک میں زندہ ہوں ایسا نہ ہوگا۔ عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ ابو بکرؓ سے بیعت کرو۔ ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو تو عمرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو۔ پھر دوبارہ دونوں نے پچھلی بات کا اعادہ کیا پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو عمرؓ نے کہا کہ میری قوت آپ کے لئے آپ کے فضل کے ساتھ شامل رہے گی۔ کہا کہ پھر لوگوں نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ لوگ ابو بکرؓ سے بیعت کے وقت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو دراں حالیکہ تم میں ثالث ثلثہ (تین میں کا تیسرا) یعنی ابو بکرؓ موجود ہے۔ ابن عون نے کہا کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ثالث ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (اور ان دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ تھا) اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ آب لیجئے روایت ابو سعید خدریؓ کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے مقررین کھڑے ہوگئے ایک شخص نے ان میں سے کہنا شروع کیا اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو تم میں سے عامل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں کے ایک شخص کو ملا دیا کرتے تھے تو ہماری رائے یہ ہے کہ اس امر (خلافت) کے والی دو شخص ہوں ایک اُن میں کا تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔ کہا کہ پھر پے در پے انصار کے مقررین اس پر اصرار کرنے لگے۔ پھر زید بن ثابت کھڑے ہوتے اور انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے تو امام بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہئیے اور ہم اُس کے انصار (مددگار) رہیں جس طرح کہ ہم رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم فقام ابوبکر فقال جزاکم اللہ خیرًا یا معشر الانصار وثبت قائلکم ثم قال واللہ لو فعلتم غیر ذلک لما صالحتکم اخرجہ ابن ابی شیبۃ واز روایت حمید بن عبد الرحمٰن فانطلق ابوبکر وعمر یتقاودان حتی اتوھم فتکلم ابوبکر ولم یترک شیئًا اُنزل فی الانصار ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شانھم الا وذکرہ قال الا وقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو سلک الناس وادیًا وسلکت الانصار وادیًا لسلکتُ وادی الانصار ولقد علمت یا سعدُ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وانت قاعدٌ قریشٌ وُلاۃُ ھٰذا الامر فبرُّ الناس تبعٌ لبرّھم وفاجرُھم تبع لفاجرھم قال فقال لہ سعدٌ صدقتَ نحن الوزراءُ وانتم الامراء اخرجہ احمد چوں روزِ دیگر بیعتِ عامہ منعقد شد سادات اہل بیت تخلّف نمودند و ایں اشکالے دیگر بہم رسید حضرات شیخین رض بحسنِ تدبیر ایں اشکال را بر انداختند اخرج البخاری عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک انہ سمع خطبۃ عمر الاخرۃ حین جلس عمرُ علی المنبر وذلک الغد من یوم تُوفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشھّد وابوبکر صامتٌ لا یتکلم قال

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار رہے ہیں۔ پھر ابوبکر رض کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اللہ جزائے خیر دے تم کو اے گروہ انصار اور ثابت قدم رکھے تمھارے کہنے والے کو واللہ اگر تم اس کے سوا کچھ کرتے تو میں تم سے مصالحت نہ کرتا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور حمید بن عبد الرحمٰن کی روایت میں اس طرح ہے پھر چلے ابوبکر رض وعمر رض ایک دوسرے کو کھینچتے ہوئے یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچ گئے اور ابوبکر رض نے کلام کیا اور کوئی بات انھوں نے نہ چھوڑی جو انصار کے بارے میں نازل ہوئی اور نہ ایسی بات جس کا ذکر اُن کی شان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا، مگر سب بیان کر دیں۔ فرمایا دیکھو اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں گے اور انصار دوسری وادی میں تو انصار کی وادی میں چلوں گا اور یقینًا تم جانتے ہو اے سعد رض کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے جو نیک لوگ ہوں گے وہ تابع ہوں گے اُن میں کے نیکوں کے اور جو اُن میں سے بداطوار ہیں وہ تابع ہوں گے بداطوار والیانِ امر کے کہا کہ پھر اُن سے سعد رض نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وُزراء ہوں گے اور تم اُمراء، اس کو احمد نے روایت کیا۔ جب دوسرے دن بیعتِ عامّہ منعقد ہوئی تو ساداتِ اہلِ بیت نے خلاف کیا اور یہ دوسری مشکل پیش آگئی۔ حضرات شیخین رض نے حُسنِ تدبیر سے اس مشکل کو بھی ختم کر دیا۔ بخاری رح نے روایت کی زہری رض سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالک رض نے کہ انھوں نے عمر رض کا دوسرا خطبہ سُنا ہے جب انھوں نے منبر پر بیٹھ کر دیا اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یومِ وفات سے اگلے دن کی بات ہے عمر رض نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ابوبکر رض خاموش تھے وہ نہیں بول رہے تھے۔

Marfat.com

كنتُ ارجو أن يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذلك ان يكون آخرهم فإن يكُ محمدٌ صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نورًا تهتدون به هدى الله محمدًا صلى الله عليه وسلم وانّ ابابكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثانى اثنين وانه اولى المسلمين بامورِكم فقوموا فبايعوه وكان طائفةٌ منهم قد بايعوه قبل ذلك فى سقيفة بنى ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر قال الزهرى عن انس بن مالك سمعتُ عمر قال لابى بكر يومئذٍ اصعد المنبر ولم يزل به حتى اصعده المنبر فبايعه الناس عامةً واخرج الحاكم من حديث ابى سعيد الخدرى فلما قعد ابوبكر على المنبر نظر فى وجوه القوم فلم يرَ عليًّا فسأل عنه فقام ناسٌ من الانصار فاتوا به فقال ابوبكر يا ابن عمِّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه اردت ان تشقّ عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله فبايعه ثم لم ير الزبير بن العوام فسأل عنه حتى جاءوا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے (موجود) ہوں گے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ اُن سب سے آخر میں ہوں (لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا) تو اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے (تو راہِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالٰے نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور کردیا ہے (یعنی قرآن) جس سے تم اللہ کی وہ ہدایت پاتے رہو جس سے اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ اور یقیناً ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور وہ تمام مسلمانوں میں تمہارے امور کے لئے اولیٰ ہیں اس لئے اُٹھو اور ان سے بیعت کرو اور ان میں ایک جماعت ایسی بھی موجود تھی جو اس سے پہلے اُن سے سقیفۂ بنی ساعدہ میں بیعت کرچکی تھی اور بیعتِ عامّہ منبر پر ہوئی۔ زہریؒ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا کہ انھوں نے اس دن ابوبکرؓ سے کہا کہ منبر پر چڑھیے اور برابر کہتے ہی رہے یہاں تک کہ اُن کو منبر پر چڑھادیا پھر اُن سے لوگوں نے بیعت کی عامّۃً۔ اور حاکم نے ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے یہ اخذ کیا کہ جب ابوبکرؓ منبر پر بیٹھ گئے تو اُنھوں نے قوم کے چہروں پر نظر ڈالی تو علیؓ کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا تو انصار میں کے کچھ لوگ اُٹھے اور اُن کو لے کر آئے تو اُن سے ابوبکرؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور اُن کے داماد! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوّتِ اجتماعیہ) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر اُن سے بیعت کرلی۔ پھر (جب) ابوبکرؓ نے زبیرؓ بن العوام کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ لوگ اُن کو لے کر آئے تو اُن سے کہا

Marfat.com

وحواريه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعه اخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن بن عوف كان مع عمر بن الخطاب رضی الله عنه وان محمد ابن مسلمة كسر سيف الزبير ثم قام ابوبكر فخطب الناس واعتذر اليهم وقال والله ما كنت حريصا على الامارة يوما ولا ليلة قط ولا كنت راغبا فيها ولا سألتها الله عز وجل في سر وعلانية ولكني اشفقت من الفتنة ومالي في الامارة من راحة ولكن كلفت امرا عظيما مالي به من طاقة ولا يد الا بتقوية الله عز وجل ولوددت ان اقوى الناس عليها مكاني اليوم فقبل المهاجرون منه ما قال وما اعتذر به قال علی رضی الله عنه والزبير ما غضبنا الا انا قد اخرنا عن المشاورة وانا نرى ابابكر احق الناس بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لصاحب الغار وثانی اثنين وانا لنعلم بشرفه وكبره ولقد امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلوة بالناس وهو حی

چوں امر خلافت بر حضرت صدیق رضہ مستقر شد اول مسئلہ کہ تعلیم آں فرمود تفریق بود درمیان منصب نبوت و

کہ اے رسول اللہ کے پھوپھی کے بیٹے اور اُن کے حواری! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوت) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر انھوں نے اُن سے بیعت کر لی۔ حاکم نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رض کی حدیث سے اخذ کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رض عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ رض نے زبیر رض کی تلوار توڑ دی تھی پھر ابوبکر رض نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اُن سے معذرت کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں ہوا کسی دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی اس کی طرف راغب نہیں ہوا اور نہ میں نے اللہ عزّ وجل سے پوشیدہ اور ظاہر اس کا سوال کیا لیکن میں فتنہ پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں۔ لیکن مجھے ایک ایسے امرِ عظیم کا مکلف کیا گیا جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ عزّ وجلّ کے قوت بخشنے سے، اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ میرے آج کے مقام پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمر رض)۔ تو جو کچھ اُنھوں نے کہا اور جس عُذر کا اظہار کیا اس کو سُن کر سب مہاجرین نے قبول کیا، علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے مگر صرف اس بات سے کہ ہم کو مشاورت سے پیچھے ہٹا دیا گیا (یعنی ہم سے مشورہ نہ کیا گیا) اور ہم جانتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رض ہیں جو آپ کے یارِ غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اچھی طرح اُن کے شرف اور بڑائی کو جانتے ہیں اور اس امر کو کہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جب امرِ خلافت حضرت صدیق رض پر مستحکم ہو گیا تو پہلا مسئلہ جس کی آپ نے لوگوں کو تعلیم دی وہ تفریق تھا منصبِ نبوت اور منصبِ خلافت کے درمیان، اور امت

Marfat.com

منصب خلافت وتفاوت معاملہ اُمّت بانبی و با خلیفہ وایں مسئلہ را در مجالس متعددہ باسالیب مختلفہ مشروح فرمود تا آنکہ اشکال مرتفع شد قیس بن ابی حازم گوید بعد یکماہ از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منادیٔ صدیق رض ندا داد کہ انّ الصّلوٰۃ جامعۃ وایں اوّل نمازے بود کہ درّے بایں کلمہ ندا درداد بعد ازاں بر سر منبر برآمد وایں اوّل خطبہ بود کہ گفت فحمد اللہ واثنٰی علیہ ثم قال ایّھا النّاس لوددتُ انّ ھٰذا کفانیہ غیری ولئن اخذ تمونی بسُنّۃ نبیّکم صلے اللہ علیہ وسلم ما اطیقُھا اِن کان لمعصومًا من الشیطان وان کان لینزل علیہ الوحی من السّماء اخرجہ احمد وعن ابی برزۃ الاسلمی قال اَغلظ رجلٌ الی ابی بکر الصّدیق فقال ابو برزۃ اَلَا اَضرِبُ عنقہ قال فانتھرہ وقال ما ھی لِاَحدٍ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ احمد وابو یعلٰی بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ وعن عبد اللہ بن ابی مُلیکۃ قیل لابی بکر الصّدیق یاخلیفۃ اللہ فقال بل خلیفۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وانا ارضٰی بہ اخرجہ احمد وابو یعلٰی بطرقٍ مختلفۃ وعن عائشۃ انھا تمثّلت لھٰذا البیت وابو بکر رضی اللہ عنہ یقضی نحبہ ۔ شعر

وَاَبیضُ یُستَسقَی الغمامُ بوجھہ
ثِمالُ الیتامٰی عِصمۃٌ للاَرامِلِ

کے معاملہ کا تفاوت نبی کے ساتھ اور خلیفہ کے ساتھ۔ اور اس مسئلہ کو آپ نے کئی مجلسوں میں مختلف اسلوبوں کے ساتھ مشرح فرمایا۔ یہاں تک کہ اشکال مرتفع ہوگیا۔ قیس بن ابی حازم رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ کے بعد صدیق رض کے منادی نے ندا کی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) اور یہ پہلی نماز تھی کہ جس میں اس کلمہ سے لوگوں کو پکارا اس کے بعد صدیق رض منبر پر آئے اور یہ پہلا خطبہ تھا جو آپ نے کہا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں یہ پسند کرتا تھا کہ اس امر کے لئے میرے سوا کوئی اور کافی ہو جاتے اور البتہ اگر تم نے مجھ پر گرفت کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے پیش نظر تو میں اس پر (کماحقہٗ چلنے کی) طاقت نہیں رکھتا وہ تو یقیناً بچائے ہوتے تھے شیطان سے اور ان کے اوپر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے ابو برزہ اسلمی رض سے کہا کہ ایک شخص نے سخت کلامی کی ابوبکر صدیق رض کے متعلق تو ابو برزہ رض نے کہا کہ کیا میں اس کی گردن نہ اڑادوں! کہا کہ اس پر ابوبکر رض نے ان کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ یہ بات کسی کے لئے نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلٰی نے مختلف سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن ابی مُلیکہ سے کہ ابوبکر صدیق رض سے کہا گیا کہ اے اللہ کے خلیفہ! تو آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ خلیفۂ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور میں اس سے راضی ہو جاؤں گا، اس کو احمد اور ابو یعلٰی نے مختلف سندوں سے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رض سے کہ انھوں نے آپ کی مثال دی اس بیت سے جس حال میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے۔ شعر:
وَاَبیضُ یُستَسقَی الخ یعنی اور وہ ایسا سفید (نورانی)

Marfat.com

فقال ابوبکر ذلک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بعد ازاں اشکال دیگر پدید آمد در تاویل آیۂ کریمہ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ واحتمال ترکِ مواخذہ برامر معروف بہم رسید حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بر خواند یا ایھا الناس انکم تقرءون ھذہ الآیۃ وتضعونھا علی غیر ما وضعھا اللہ عزوجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا رأوا المنکر فیھم فلم ینکروہ یوشک ان یعمھم اللہ بعقاب اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بطرق مختلفۃ بعد ازاں اشکالے دیگر ظاہر گردید در مقاتلہ منع کنندگانِ زکوٰۃ حالانکہ بکلمۃ اسلام متکلم بودند حضرت صدیق رضی اللہ عنہ افادہ فرمود کہ تاویل در ضروریاتِ دین مقبول نیست عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ

وجود) ہے جس کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کا پشت پناہ اور بیواؤں کا (مصائب سے) بچاؤ" تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلےٰ نے۔ اس کے بعد ایک اور اشکال پیش آیا۔ اس آیت کریمہ کی تاویل میں لَا يَضُرُّكُمْ الخ (۵: ۱۰۵) جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں" کہ اس سے امر بالمعروف کے ترک پر مواخذہ نہ ہونے کا احتمال پیدا ہوگیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو اس کے اصل محل کے خلاف رکھتے ہو جس پر اس کو اللہ عزوجل نے رکھا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔" میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ آپس میں بد افعال کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب کو عام کردے، اس کو احمد اور ابو یعلےٰ نے روایت کیا مختلف سندوں کے ساتھ۔ اس کے بعد ایک دوسری مشکل ظاہر ہوئی زکوٰۃ کو روکنے والوں سے قتال کے بارے میں جب کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھنے والے بھی ہوں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہانتک کہ وہ لآ الٰہ الا اللہ کہیں (یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں)

عــه حاصل ارشاد یہ ہے کہ یہ حدیث واضح کررہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تم پر ضروری ہے اور جب تم نے ضروری چیز کو ترک کردیا تو إِذَا اهْتَدَيْتُمْ کے مخاطب صحیح تم کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ چیز تو اہتداء کے لوازم میں سے ہے۔ ہاں اگر تم نے جہاں تک تم سے ممکن تھا برائی سے روکنے کی کوشش کرلی مگر کوئی بدبخت پھر بھی باز نہ آیا اور اس فعل کا ارتکاب کرتا ہی رہا تو اس کے اس فعل سے تمہیں ضرر نہ پہنچے گا۔ آیت کا محل یہ ہے۔ وہ نہیں جو تم نے خیال کرلیا ۱۲ مترجم عفی عنہ

Marfat.com

فاذا قالوها عصموا منی دماءهم و اموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله فلما کانت الردۃ قال عمر لابی بکر تقاتلهم وقد سمعت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کذا وکذا فقال ابوبکر لا فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ ولأقاتلن من فرق بینهما قال فقاتلنا معه فرأینا ذلک رشدا اخرجه احمد و البخاری وهذا لفظ احمد و فی روایۃ قال عمر فوالله ماهو الا انی رأیت الله عز وجل قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه الحق و دریں موضع بسوئے دو دقیقہ اشارت نمود یکے آنکہ الا بحقها شامل زکوٰۃ است دیگر آنکہ استثناء صلوٰۃ مسلم است و زکوٰۃ مقیس است بروے بقیاس جلی بعد ازاں در امضاء جیش اسامہ مباحثہ واقع شد صدیق بامرے کہ نفع آں ظاہر شد موفق گشت عن ابی هریرۃ قال والله الذی لا اله الا هو لولا ان ابابکر استخلف ما عبد الله ثم قال الثانیۃ ثم قال الثالثۃ فقیل له مه یا اباهریرۃ فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وجه اسامۃ بن زید فی سبعمائۃ

تو جب اُنھوں نے وہ کلمہ کہہ لیا تو بچا لیا مجھ سے اپنے خونوں کو اور اپنے اموال کو مگر اُس کلمہ کے حق پر (یعنی جب اللہ کو معبود مان لیا تو اس کی عبادت بھی یعنی نماز ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے (کہ اُنھوں نے اذعانِ قلب سے یہ کلمہ کہا یا منافقت سے) الغرض جب ردّت پھیل گئی تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ان سے قتال کریں گے حالانکہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ ایسا اور ایسا فرماتے تھے تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے اور میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو ان دونوں میں تفریق کرے گا۔ کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ ہو کر قتال کیا تو ہم نے دیکھ لیا کہ یہ نیک کام تھا۔ اس کو روایت کیا احمد اور بخاری نے اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ بس خدا کی قسم سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ عزّ وجلّ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ (یعنی مطمئن) کر دیا تھا تو میں نے پہچان لیا کہ حق وہی ہے اور اس مقام میں ابوبکرؓ نے دو دقیقوں کی طرف اشارہ کیا ایک یہ کہ الا بحقها زکوٰۃ کو شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز کا استثنا مسلم ہے اور بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد جیش اُسامہؓ کے روانہ کرنے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقؓ ایسی رائے پر (منجانب اللہ) موفق ہوتے کہ جس کا نفع ظاہر ہو گیا۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ پھر دوبارہ یہی کہا۔ پھر سہ بارہ یہی کہا۔ اس پر اُن سے کہا گیا کہ بس کرو اے ابوہریرہؓ (یعنی مبالغہ نہ کرو) تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زیدؓ کو سات سو

Marfat.com

الی الشام فلما نزل بذی خشب قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب حول المدینۃ فقال والذی لا الٰہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رددت جیشا وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حللت لواء عقدہ فوجہ اسامۃ فجعل لا یمر بقبیل یریدون الارتداد الا قالوا لولا ان لھؤلاء قوۃ ما خرج مثل ھؤلاء من عندھم ولکن ندعھم حتی یلقوا الروم فلقوھم فھزموھم وقتلوھم ورجعوا سالمین فثبتوا علی الاسلام مذکور فی الصواعق معزوا الی البیہقی وابن عساکر بعد ازاں در قتالِ مرتدین مباحثہ واقع شد صدیق اکبرؓ بجد عظیم دریں باب ملہم گشت وآں سِرّ قولِ آنحضرتؓ بود دریں فتنہ کہ العصمۃ بالسیف قال عمر یا خلیفۃ رسول اللہ تألف الناس وارفق بھم فقال أجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین أینقص وانا حیّ مذکور فی المشکوٰۃ معزواً الی رزین

نے کر شام کی طرف متوجہ کیا۔ جب انھوں نے ذی خشب میں (یہ ایک موضع ہے) پڑاؤ کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور مدینہ کے گرد کے عرب مرتد ہوگئے تو ابو بکرؓ نے (ان اصحاب سے جو اس نوجوانوں کے لشکر کو واپس بلانے کے حق میں تھے اور کہا تھا کہ ازوج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ضروری ہے) کہا تھا کہ خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ وہ جھنڈا کھولوں گا جس کو آپؐ نے باندھا ہے پھر آپؓ نے اسامہؓ کو روانہ کردیا۔ اب اس لشکر نے ان قبیلوں پر سے گزرنا شروع کیا جو ارتداد کا ارادہ کر رہے تھے تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ اگر ان لوگوں کے پاس پوری قوت نہ ہوتی تو ان جیسا (طاقتور لشکر) ان کے پاس سے نہ نکلتا۔ لیکن ہم (ابھی) ان لوگوں کو چھوڑیں یہاں تک کہ یہ روم سے لڑیں۔ تو یہ لوگ رومیوں سے لڑے اور اُن کو شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے، تو یہ قبائل اسلام پر جمے رہے، یہ واقعہ صواعق میں بحوالہ بیہقی وابنِ عساکر مذکور ہے۔ اس کے بعد مرتدین سے قتال کے بارے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقِ اکبرؓ پورے شرح صدر کے ساتھ اس معاملہ میں مُلہَم ہوگئے اور وہی راز تھا اس فتنہ کے موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ العصمۃ بالسیف (بچاؤ تلوار سے ہوتا ہے) عمرؓ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ! لوگوں کی تالیفِ قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا جاہلیت میں جبّار (دلیر) تھے اور اسلام میں بزدل ہوگئے ہو۔ سمجھ لو کہ وحی منقطع ہوگئی اور دین پورا ہوچکا۔ کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں یہ مذکور ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ رزین۔ اور اُسی جیسا حضرت

Marfat.com

ومثلہ قول المرتضیٰ لا تفجعنا بنفسک یا خلیفۃ رسول اللہ فاجاب بنحو مما اجاب عمر مذکور فی الصواعق وغیرہ

بعد ازاں در تعین امیرے برائے قتال مرتدین اشکال افتاد و حضرت صدیقؓ حدیثے درباب خالد بن ولید روایت کرد و آخر کار فتح بر دست خالدؓ واقع شد عن وحشی بن حرب ان ابا بکر عقد لخالد بن الولید فی قتال اہل الردۃ وقال انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ عزوجل علے الکفار والمنافقین اخرجہ احمد باز جمعے از مسلمین محققین کہ مبشر بہشت بودند مثل حضرت عثمانؓ و طلحہؓ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہ عظیم پیش آمد ان رجالاً من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حزنوا علیہ حتے کاد بعضھم یوسوس وفی بعض الفاظ الحدیث انھم ابتلوا بحدیث النفس و فی روایۃ محمد بن جبیر بن مطعم عن عثمان قال تمنیت ان اکون سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ذا ینجینا مما یلقی الشیطان فی انفسنا در علاج ایں داہیہ متحیر شدند وندانستند کہ نجات ایں امر چیست صدیق اکبرؓ وجہ نجات ازیں داہیہ

مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ آپ اپنی ذات سے ہمیں کرب تکلیف میں نہ ڈالیں اے خلیفۃ رسول اللہ! تو آپ نے اُن کو بھی ایسا ہی (تیز) جواب دیا جیسا عمرؓ کو دیا تھا، یہ صواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔

اس کے بعد مرتدین سے قتال کرنے کے لئے کسی امیر کے تعین میں اشکال پڑا اور حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کے بارے میں ایک حدیث بیان کی اور انجام کار فتح خالدؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی وحشی بن حرب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے خالد بن الولیدؓ کے لئے جھنڈا باندھا مرتدین سے قتال کے لئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کا اچھا بندہ اور ساتھیوں کا بھائی (یعنی غمگسار)، خالد بن الولیدؓ ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ عزوجل نے کفار اور منافقین پر کھینچا ہے، روایت کیا اس کو احمد نے۔ پھر مسلمین محققین کی ایک جماعت کو جس کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی جیسے حضرت عثمانؓ و طلحہؓ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ..... بعد ایک عظیم شبہ پیش آیا (حدیث میں ہے) بہت سے لوگ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے تھے جن پر آپؐ کے فراق سے رنج غالب آگیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض قریب تھا کہ وسوسوں میں مبتلا ہو جائیں (یعنی مالیخولیا میں) اور بعض الفاظ حدیث میں ہیں کہ وہ حدیث النفس میں مبتلا ہو گئے۔ اور محمد بن جبیر ابن مطعمؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ "میں پچھتایا کہ کاش میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ اس چیز سے جو شیطان ہمارے نفوس میں القا کرتا ہے نجات دینے والی کیا چیز ہے!" اس آفاتِ عظیم کے علاج میں متحیر ہو گئے اور نہ سمجھے کہ اس امر سے نجات کی کیا صورت ہے۔ صدیق اکبرؓ نے اس بڑی آفات سے نجات کی صورت ارشاد فرمائی کہ نبی

Marfat.com

شدند وہ ارشاد فرمود عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ینجیکم من ذلک ان تقولوا ما امرت
عمی ان یقول فلو یقل اخرجہ احمد و
ابو یعلی بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ
یفسر بعضہا بعضا وحاصل این قصہ آنست
کہ قوم معتاد بودند بدوام صحبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وحالت اتصال کہ بسر و روح
بکارہائے خود مشغول باشد بصحبت آنجناب
کسب می نمودند چوں سعادت صحبت از دست
رفت و آں حالت مفقود شد در تفرقہ افتادند
و حدیث نفس برایشان مستولی گشت
حضرت صدیق رض کہ خلیفہ مطلق آنحضرت
بود و نائب برحق او صلی اللہ علیہ و
سلم در علم ظاہر و باطن طریقہ ذکر تعلیم نمود
این است معنی این قصہ کہ بعد جمع طرق حدیث
مفہوم گشت فلا تغتر باقاویل الناس فی
ذلک واین اول احیاء طریقۂ صوفیہ
است کہ از دست خلیفہ اول رضی اللہ
عنہ و ارضاہ بظہور پیوست بعد ازاں
حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
صلوٰۃ استغفار از صدیق اکبر رض
اخذ نمود و بآں اعتبار تمام فرمود
عن علی قال کنت اذا سمعت
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حدیثا نفعنی اللہ بہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس سے نجات دلاتے گی یہ بات
کہ تم وہ (کلمہ) کہو جس کا امر میں نے اپنے چچا کو کیا تھا کہ وہ یہ
کہیں مگر انھوں نے نہ کہا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) احمد اور ابو یعلیٰ
نے اس کو مختلف اسناد کے ساتھ اور ایک دوسرے سے ایسے
مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا جن میں سے بعض بعض کی
تفسیر کرتے ہیں۔ اور اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ قوم عادی
تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوامِ صحبت کی اور
یہ صاحبان اِتصال کی حالتِ (خاصۃ یعنی اُس کیفیت) کو کہ
(لطیفۂ) سِرّ و (لطیفۂ) رُوح اپنے اپنے کاموں میں مشغول
رہیں۔ آنحضرت کی صحبت سے کسب کرتے رہتے تھے، وہ سعادتِ
صحبت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ حالت مفقود ہوگئی تو تفرقۂ
(قلب) میں مُبتلا ہو گئے اور ان پر حدیثِ نفس غالب
آگئی۔ حضرت صدیق رض نے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلیفۂ مطلق اور نائب برحق تھے علمِ ظاہر و باطن میں ذکر کا
طریقہ تعلیم فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قصہ کی جو طُرقِ
حدیث کو جمع کرنے سے مفہوم ہوتی ہے تو اس بارے میں لوگوں
کے اقوالِ مختلفہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا۔ اور طریقۂ صوفیہ کا
یہ اولِ احیا ہے جو کہ خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ وارضاہ
کے دستِ (مبارک) سے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رض سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور
اس کی پوری قدر کی۔ مروی ہے علی رض سے کہا کہ میں جب کوئی
بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا تو مجھے اس
سے اللہ تعالیٰ نفع پہنچایا کرتا تھا جتنا اس میں سے چاہتا تھا اور
جب مجھ سے کوئی دوسرا شخص آپ سے کوئی بات روایت کرتا
تھا تو میں اس کو قسم دیتا تھا جب وہ قسم کھالیتا تو میں

Marfat.com

بما شاء منہ واذا حدّثنی عنہ غیری استحلفتہ
فاذا حلف لی صدّقتہ وانّ ابابکر حدّثنی و
صدق ابوبکر انّہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال ما من عبدٍ یذنب ذنبًا فیتوضّأ فیحسن
الوضوءَ ثمّ یصلی رکعتین فیستغفر اللہ
عزّ وجلّ الّا غفر لہ۔ اخرجہ احمد وابو یعلی
بطرق متعددۃ پس ازاں صعب ترین اشکالات
آں بود کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وحضرت عباس
رضی اللہ عنہ بظاہر عموم آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ
اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ متمسک
شدہ میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
طلب کردند مشکل آنکہ میراث دہند مخالف قاعدۂ شرع
باشد واگر ندہند ملال خاطر اہل بیت لازم آید
حضرت صدیق رض دریں باب حدیثے روایت کرد کہ میراث
بُردن از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم وبودن ایں
قُرای مملوک وے صلے اللہ علیہ وسلم ہر دو مقدمہ
را منع نمود وبا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وسائر
اہل بیت آں قدر ملاطفت فرمود کہ جبر نقصان
آں آزردگیہا شد دریں ایام مشکلے دیگر کہ فوق
جمیع مشکلات تواں شمرد پیش آمد وآں ایں بود کہ
زبیر رض وجمعے از بنی ہاشم درخانہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمع شدہ در باب
نقضِ خلافت مشورت ہا بکارمے بردند
حضرتِ شیخین رض آں را بہ تدبیرے کہ
بایستے برہم زدند وتدارکِ ملالے کہ

اُس کی تصدیق کرتا۔ اور یہ کہ ابوبکر رض نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر رض سچے ہیں کہ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے فرمایا ہر ایک ایسا بندہ جس سے کوئی گناہ ہو جاتے اور وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ عزّ وجلّ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دے گا۔ اس کو روایت کیا احمد نے اور ابو یعلیٰ نے متعدد روایات سے۔ پھر اس کے بعد سخت ترین اشکال یہ پیش آیا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بظاہر اس آیت کے عام حکم سے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ الخ (۴: ۱۱)
اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے حصّہ کے برابر الخ دلیل پکڑتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کی۔ مشکل یہ پیش آئی کہ اگر میراث دیں تو قاعدۂ شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اگر نہ دیں تو اہل بیت کا ملال خاطر لازم آتا ہے۔ حضرت صدیق رض نے اس باب میں ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے میراث لینا اور (خیبر) کی ان بستیوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مملوک ہونا دونوں صحیح نہیں ہیں۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کی آپ نے اتنی دلجوئی کی کہ اس سے اُن آزردگیوں کی تلافی ہوگئی جو پیدا ہوگئی تھیں۔ ان ہی ایام میں ایک اور مشکل پیش آئی جو سب مشکلات سے بالاتر سمجھی جاسکتی ہے اور وہ یہ تھی کہ زبیر رض نے اور بنی ہاشم کی ایک جماعت نے حضرت فاطمہ رض کے گھر میں جمع ہوکر خلافت کے توڑنے کے لئے مشورے شروع کردیئے حضراتِ شیخین رض نے اس کو ایسی تدبیر سے جو ہونا چاہیئے تھی مٹایا اور اس ملال کا تدارک حُسنِ ملاطفت سے فرمایا

Marfat.com

بر مزاج حضرت مرتضیٰ رضؓ عارض شدہ بود بحسن
ملاطفت فرمودند رُواۃ این قصہ ہر یکے
چیزے را حفظ کردہ چیزے ترک نمودہ دریں جا
چند روایت بنویسم تا قضیہ منقح گردد عن
زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بُویع لابی بکر
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیٌ و
الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا و
یرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذٰلک عُمَرَ
ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ
فقال یا بنتَ رسول اللہ واللہ ما من
الخلق احدٌ احبَّ الینا من ابیکِ و ما من
احدٍ احبّ الینا بعد ابیکِ منکِ وایمُ
اللہِ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ھٰؤلاء
النفرُ عندکِ ان اُمر بہم ان یُحرّق
علیہم البیتُ قال فلما خرج عُمر جاءوھا
فقالت تعلمون ان عُمر قد جاءنی
وقد حلف باللہ لئن عُدتم لیُحرِّقَنّ
علیکم البیت وایم اللہ لیُمضِیَنّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم
ولا ترجعوا الیّ فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا
الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی
شیبۃ وعن عائشۃ انّ فاطمۃ رضی اللہ عنہا
بنتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکر الصدیق تسألہ میراثہا من رسول

جو حضرت مرتضیٰ رضؓ کے مزاج پر عارض ہو گیا تھا۔ اس قصہ کے
راویوں میں سے ہر ایک نے ایک چیز کا تو ذکر کر دیا اور ایک چیز کو
ترک کر دیا اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں
تاکہ واقعہ کی تنقیح ہو جائے۔ مروی ہے زید بن اسلم رضؓ سے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد ابو بکر رضؓ سے بیعت ہو گئی تو علی رضؓ اور زبیر رضؓ فاطمہ رضؓ بنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگے یہ ان سے
مشورے کرتے تھے اور اپنی خاص تجویز کے سلسلہ میں بار بار آجاتے
تھے۔ جب یہ خبر عمر بن الخطاب رضؓ کو پہنچی تو نکلے اور فاطمہ رضؓ کے پاس
پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ ؐ کی بیٹی! خدا کی قسم کوئی تمام مخلوق
میں سے ہمیں تمہارے باپ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور اب ہمیں تمہارے
باپ کے بعد کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں اور خدا کی قسم یہ محبت
مجھے اس بات سے روکنے والی نہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس جمع
ہوئے تو میں ان کے بارے میں یہ حکم دوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو
پھونک دیا جائے۔ بیان کیا کہ جب عمر رضؓ چلے گئے تو یہ لوگ فاطمہ رضؓ کے
پاس آئے تو فاطمہ رضؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر رضؓ میرے پاس آئے
تھے اور وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں کہ اگر تم لوگ پھر یہاں جمع ہوئے
تو وہ تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دیں گے اور بخدا وہ ضرور ایسا کر
گزریں گے جس پر انہوں نے قسم کھائی ہے۔ بس خیریت سے
واپس ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی جو رائے ہو کرتے رہو اور میرے
پاس لوٹ کر نہ آؤ، تو یہ لوگ اُن کے پاس سے واپس ہو گئے
اور پھر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ابو بکر رضؓ سے بیعت کر لی،
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے
ابو بکر صدیق رضؓ کو بلایا اور ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما أفاء اللہ علیہ
بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر
فقال ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ
انما یاکل آل محمد فی ھذا المال وانی
واللہ لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن حالھا التی کانت
علیھا فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ولاعملن فیھا بما عمل بہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابوبکر ان
یدفع الی فاطمۃ منھا شیئا فوجدت (غضبت)
فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک وقال ابوبکر
والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل
من قرابتی واما الذی شجر بینی وبینکم من
ھذہ الاموال فانی لم آل فیھا عن
الحق ولم اترکہ امرا رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یصنعہ فیھا الا صنعتہ
اخرجہ احمد والبخاری وغیرھما وھذا
لفظ احمد وفی روایۃ لہ ان فاطمۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ابابکر
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مما أفاء اللہ علیہ فقال
لھا ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طرف سے اپنے حصۂ وراثت کا سوال کیا جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو دلوایا تھا مدینہ میں اور فدک میں اور خمس خیبر میں سے باقی کا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا (پیغمبروں کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ (یعنی غریبوں کا حق) ہے۔ اس مال سے آلِ محمدؐ صرف کھاتے رہیں اور بخدا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کچھ تغیر نہ کروں گا اُس کے اُس حال سے جس پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور میں اُس میں ضرور وہی عمل کروں گا (یعنی تقسیم) جو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، غرض ابوبکرؓ نے اُس میں سے فاطمہؓ کو کچھ دینے سے انکار کردیا تو فاطمہؓ اس پر ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں اور ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں نیک برتاؤ کروں اپنی قرابت سے اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں واقع ہوا تو میں اس میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو عمل آپؐ اس میں کرتے تھے وہی میں نے کیا، اس کو احمد اور بخاری وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ اور اُن کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ وہ اُن کا حصۂ میراث اس جائداد میں سے تقسیم کرکے دیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کو دی تھی تو اُن سے ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث

Marfat.com

قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَهَجَرَتْ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ قَالَ وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ قَالَ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَسْاَلُ اَبَا بَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكَ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَبٰى اَبُوْ بَكْرٍ ذٰلِكَ عَلَيْهَا وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ اِنِّيْ اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ (ای میل عن الحق ۱۲) فَاَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ اِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَاَمْسَكَهُمَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ (یعنی پیش آنے والے امور ۱۲) وَنَوَائِبِهٖ وَاَمْرُهُمَا اِلٰى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ وَعَلِيٌّ

نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا تو فاطمہ علیہا السّلام ناراض ہوگئیں تو ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور انقطاع تعلق باقی رکھا یہاں تک کہ اُن کی وفاتؓ ہوگئی کہاکہ وہ بعد وفاتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ کہاکہ فاطمہ علیہا السّلام ابوبکرؓ سے سوال کرتی تھیں اپنے حصّہ کا اس میں سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا یعنی خیبر اور فدک اور آپ کا صدقہ جو مدینہ میں تھا تو ابوبکرؓ نے اُن سے اسکا انکار کردیا اور کہا تھا کہ میں کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں ہوں جسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر مجھے بھی اس پر عمل کرنا ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اگر آپؐ کے امر میں سے کسی چیز کو ترک کردیا تو میں حق سے پھر جاؤں۔ لیکن جو آپؐ کا مدینہ کا صدقہ تھا اس کو عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ کو دیدیا تھا۔ (بطور تولیت) تو غالب رہے۔ اُس صدقہ میں عباسؓ پر علیؓ۔ رہا خیبر اور فدک تو اُن دونوں کو عمرؓ نے روک لیا تھا اور فرمایا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا صدقہ ہیں جو اُن حقوق کے پورا کرنے کے لئے تھے جو آپ کو پیش آتے تھے اور آپ کے نوائب (یعنی حوادث وقتیہ) کے لئے تھے اور ان دونوں کا معاملہ سپردگی میں رہے گا اس کے جو ولیِ امر (یعنی خلیفہ) ہو۔ کہاکہ یہ دونوں آج تک اسی حال پر ہیں۔ اور مروی ہے عقبہؓ ابن الحارث سے کہاکہ میں نکلا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عصر کے بعد جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند راتیں گزری تھیں اور علیؓ آپؓ کے پہلو میں چل رہے تھے تو اُن کا گزر حسن بن علیؓ پر ہوا جو کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

؎ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں باغِ فدک کے قصہ کی تفصیل اور اس حدیث کی شرح بلیغ انداز کے ساتھ کی ہے جو دانشمند ہو وہ اس کا مطالعہ کرے ۔

یمشی الیٰ جنبہ فمرّ بحسن بن علیؓ یلعبُ مع غلمانٍ فاحتملَ علیٰ رَقَبَتِہٖ وَقال وَاَبِی شبیہٌ بالنبیّ لیس شبیہًا بعلیٍّ وقال وعلیؓ رضی اللہ یضحک اخرجه احمد وَعن عایشۃ انّ فاطمۃ ارسلت الیٰ ابی بکر تسأله عن میراثہا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیٰ رسولہ من المدینۃ وفدک ومابقی من خمس خیبر فقال ابوبکر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انّما یاکلُ اٰل محمد من ھٰذا المال و انی واللہِ لا اُغیّر شیئًا من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہا التی کانت علیہا فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاَعْمَلنّ فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابوبکر ان یدفع الیٰ فاطمۃَ منہا شیئًا فوجدت فاطمۃُ علیٰ ابی بکر فی ذٰلک فہجرتہٗ فلم تکلّمہ حتے توفّیت وعاشت بعد النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ستّۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علیؓ لیلاً ولم یُؤْذِنْ بہا ابابکر وصلّے علیہا وکانَ لعلیّ من الناس وجہٌ حیوۃَ فاطمۃ فلمّا توفّیت استنکر علیؓ وجوہَ النّاسِ فالتمس مصالحۃَ ابی بکر و مبایعتہٗ ولم یکن بایع تلک الاشہر فارسل الیٰ ابی بکر اَنِ ائتنا ولا یاتینا معک احدٌ

تو ابوبکرؓ نے اُن کو اُٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور کہا کہ میرا باپ اس پر قربان (یہ محاورہ کلام ہے) یہ مشابہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علیؓ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہا اور علیؓ ہنس رہے تھے، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ فاطمہؓ نے ابوبکرؓ کو بُلا بھیجا اور اُن سے سوال کیا اپنے حصّہ وراثت کا جو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا تھا اُس میں سے جو اللہ نے اپنے رسول ؐ کو دیا تھا مدینہ میں سے اور فدک میں سے اور خیبر کے پانچویں حصّہ کے باقی ماندہ میں سے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (پیغمبر) جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس مال میں سے آل محمدؐ صرف کھائیں گے اور میں واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جس حال پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اُس کی کسی چیز میں تغیّر نہ کروں گا اور میں اس میں ضرور وہی عمل کروں گا جو عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے اس سے انکار کر دیا کہ فاطمہؓ کو اس میں سے کچھ دیں۔ اس سے فاطمہؓ ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ انتقال ہوگیا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر حضرت علیؓ نے ان کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکرؓ کو نہیں دی۔ اور ان پر نماز انھوں نے ہی پڑھی۔ اور علیؓ کی لوگوں میں خاص عزت رہی فاطمہؓ کی زندگی تک۔ پھر جب ان کا انتقال ہوگیا تو علیؓ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوتے پاتے تو ابوبکرؓ سے مصالحت اور ان سے بیعت کی درخواست کی اور ان مہینوں میں وہ بیعت نہیں کر رہے تھے پھر انھوں نے ابوبکرؓ

Marfat.com

كراهية ليحضر عمر فقال عمر والله لا تدخل عليهم وحدك فقال ابوبكر وما عسيتهم ان يفعلوه بي والله لآتينهم فدخل عليهم ابوبكر فتشهد علیؓ فقال انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك الله ولم ننفس عليك خيرًا ساقه الله اليك ولكنك استبددت علينا بالامر وكنا نرى لقرابتنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لنا نصيبًا حتى فاضت عينا ابي بكر فلما تكلم ابوبكر قال والذى نفسي بيده لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الىّ من ان اصل قرابتي واما الذى شجر بيني و بينكم من هذه الاموال فاني لم آل فيها عن الخير ولم اترك امرًا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته فقال علیؓ لابي بكر موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابوبكر الظهر رقى المنبر فتشهد وذكر شأن علیؓ وتخلفه عن البيعة وعذره بالذى اعتذر اليه ثم استغفر وتشهد علیؓ فعظم حق ابي بكر وحدث انه لم يحمله على الذى صنع نفاسة على ابي بكر

کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہ آتے اس کراہیت کی وجہ سے کہ عمرؓ ضرور ساتھ ہوں گے۔ اس پر عمرؓ نے کہا واللہ آپ اُن کے پاس تنہا نہ جائیں۔ تو ابوبکرؓ نے کہاکہ واللہ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ (بُرا معاملہ) کریں گے۔ واللہ میں اُن کے پاس ضرور جاؤں گا۔ اور اُن کے پاس ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ تو علیؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہاکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم آپ کی بزرگی کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اُس خیر پر جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجدی ہے ہم نے آپ کے اُوپر حسد نہیں کیا۔ لیکن آپ نے اس امر (یعنی خلافت) کے سلسلہ میں اکیلے اکیلے ہی سب کچھ کیا اور ہم خیال کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت کی وجہ سے کہ (مشاورت میں) ہمارا حصہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ کے آنسو بہنے لگے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی تو فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کے ساتھ ناطہ جوڑوں۔ رہی وہ بات کہ ان اموال کے سلسلہ میں میرے اور تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا تو یقیناً میں اُن کے بارے میں خیر سے نہیں ہٹا اور نہ میں نے کسی ایسے کام کو چھوڑا جو میں نے اُن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوتے دیکھا، مگر میں نے وہی کیا۔ اس کے بعد علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہا آپ سے بیعت کیلئے شام کو آنے کا وعدہ ہے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر چڑھے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کی بیعت سے تخلف کا اور حضرت علیؓ کے اس عذر کو قبول کرنے کا اظہار کیا جو انہوں نے ان سے کیا تھا۔ اس کے بعد (علیؓ نے) استغفار کیا اور کلمۂ شہادت

Marfat.com

و اِنْ انکار الذی فضّلہ اللہ بہ
وَ لٰکِنّا کُنّا نَرٰی لنا فی ھٰذا الامر
ای المشورۃ کما یدلّ علیہ بقیۃ
الروایات نصیبًا فاستبدّ علینا
فوجدنا فی انفسنا فسرّ بذٰلک
المسلمونَ و قالوا اصبتَ و
کانَ المسلمون الی علیّ قریبًا
حین راجعَ الاَمر المعروف
رواہ البخاری وَعن ابی سعید
الخدری قال قال ابوبکرٍ الستُ
احقّ الناس بہا الستُ اوّل مَن اَسْلَمَ
الستُ صاحب کذا الستُ صَاحِبَ
کذا رواہ الترمذی بعد ازاں اہم مہمات
نزدیک حضرت صدّیق رضہ آں بود
کہ برائے اُمّتِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم قاعدہ مرتّب فرماید تا در
مسائلِ اجتہادیہ بکدام راہ سلوک نمایند
وترتیب ادلّۂ شرعیہ بچہ اسلوب بعمل
آرند اِلٰی یومنا ہٰذا ہمہ مجتہدین بر
ہمیں قاعدہ عمل می کنند و وے رضی اللہ
عنہ شیخ و اُستاد جمیع مجتہدین شد بوضعِ
ایں قاعدہ عَن میمون بن مہران
قال کان ابوبکرٍ اذا ورد علیہ الخصم
نظر فی کتاب اللہ فاذا وجد فیہ

پڑھ کر ابوبکرؓ کے حق کی عظمت کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ جو کچھ
اُنھوں نے (توقف) کیا اس پر اُن کو ابوبکرؓ پر حسد نے برانگیختہ
نہیں کیا اور نہ اُن فضائل سے انکار کی بنا پر کیا جن سے اللہ
تعالٰے نے اُن کو فضیلت بخشی، لیکن ہم یہ خیال کرتے تھے
کہ اس امر میں (یعنی مشورہ میں جیسا کہ اس پر بقیہ روایات دلالت
کرتی ہیں[لہ]) ہمارا بھی حصّہ ہوگا مگر ہم کو الگ (یعنی نظر انداز) کر دیا
تو ہم نے اپنے نفوس میں اس کا رنج پایا۔ تو اس سے سب مسلمان
خوش ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ نے اچھا (اقدام) کیا اور.
سب مسلمان (اب) علیؓ سے قریب ہو گئے جب اُنھوں نے
اس نیک کام کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے (سقیفۂ
بنی ساعدہ میں) کہا کہ کیا میں اس (خلافت) کا سب لوگوں سے
زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے اوّل اسلام لانیوالا
شخص نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں
فلاں بات والا نہیں ہوں؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس کے
بعد اہم مہمات حضرت صدیقؓ کے نزدیک یہ کام تھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ایک قاعدہ مرتب فرما دیں
کہ مسائل اجتہاد میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب
کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں۔ ہمارے آج کے دن تک تمام
مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور صدیق رضی اللہ عنہ شیخ
اور اُستاد تمام مجتہدین کے ہوتے اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی وجہ
سے۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہا کہ ابوبکرؓ کے پاس جب
کوئی مدعی آتا تو وہ نظر کرتے کتاب اللہ میں اگر اس میں
وہ بات پاتے جس سے اُن کے درمیان فیصلہ کر دیں

لہ اس عبارت کو قوسین کے درمیان اس لئے کر دیا کہ حضرت مصنفؒ کی طرف سے ہے جس میں ہٰذا الامر کا مشار الیہ ذکر کیا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

ما يقضي بينهم قضى به وان لم يكن
في الكتاب وعلم من رسول الله صلى
الله عليه وسلم في ذلك سنة قضى
به فان أعياه خرج فسأل المسلمين و
قال أتاني كذا وكذا فهل علمتم ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في
ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه النفر كلهم
يذكر من رسول الله صلى الله عليه
وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد
لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان أعياه ان يجد فيه سنة
من رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع
رءوس الناس واخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به.
رواه الدارمي بعد ازاں درمیراث جدہ
مسئلہ وارد شد حضرت صدیق رض تفحص
بلیغ فرمود تا آنکہ حدیث ظاہر شد ومسئلہ
منقح گشت عن الزهري قال جاءت
الى ابي بكر جدة ام اب او ام ام
فقالت ان ابن ابني او ابن
ابنتي توفي وبلغني ان لي نصيبا
فما لي فقال ابوبكر ما سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال فيها شيئا و
سأسأل الناس فلما صلى الظهر فقال ايكم سمع
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الجدة

تو اُس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب میں نہ ہوتا اور اُن کو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سُنت کا علم ہوتا تو اسکے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ پھر اگر اس سے بھی عاجز ہوتے تو مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے پاس ایسا اور ایسا مسئلہ آیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہے؟ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سب کی نظر ایک ہی بات پر جمع ہو جاتی ہر ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک ہی فیصلہ کا ذکر کرتا تو ابو بکر رض کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ رکھے جو ہمارے نبیؐ کی باتیں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اگر اس سے عاجز ہو جاتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت میں سے کوئی بات پائیں تو لوگوں میں سے ممتاز اور اخیار لوگوں کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تو جب اُن کی رائے کسی بات پر متفق ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد دادی کی میراث کا مسئلہ آپ کے سامنے آیا تو حضرت صدیق رض نے بہت جستجو کی یہاں تک کہ ایک حدیث ظاہر ہو گئی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ مروی ہے زہری رح سے کہا کہ ابو بکر رض کے پاس ایک جدہ آئی یعنی باپ کی ماں یا ماں کی ماں اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی وفات ہو گئی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ میرا بھی کچھ حصہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابو بکر رض نے کہا کہ میں نے اسکے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے اسکے بارے میں کچھ فرمایا اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھونگا تو جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا کہ تم میں سے کسی نے

Marfat.com

شيئًا فقال المغيرة بن شعبة انا قال
ماذا قال اعطاها رسول الله صلى الله
عليه وسلم سدسًا قال أيعلم ذالك احد
غيرك فقال محمد بن مسلمة صدق (المغيرة)
فاعطاها ابوبكر السدس فجاءت الى عمر
مثلها فقال ما ادرى ما سمعت من رسول
الله صلى الله عليه وسلم فيها شيئًا وسأسأل
الناس فحدثوه بحديث المغيرة بن شعبة و
محمد بن مسلمة فقال عمر ايتكما خلت به
فلها السدس فان اجتمعتما (الجدتان) فهو بينكما
رواه مالك والدارمي وهذا لفظ الدارمي
بعد ازاں در میراث جد اختلاف افتاد کہ
وے عند عدم الاب بمنزلۂ اب است
یا حالتِ او متردد است شبیہے بہ پدر دارد
و شبیہے بہ برادر صحابہ رض دریں باب اقوالِ
شتّیٰ دارند فاروقِ اعظم رض قولے دارد
و علی مرتضیٰ رض قولے و عبداللہ بن مسعود رض
قولے و زید بن ثابت رض قولے و از ہمہ
نوعے تردد و رجوع منقول گشت
ثابت ترین ہمہ اقوال دریں باب
قول صدیقِ اکبر رض است قال
ابن عباس و ابن الزبیر
اما الذی قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لو كنت
متخذًا احدًا خليلًا لاتخذته

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے جدّہ کے بارے
میں کچھ فرمایا ہے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مَیں نے۔ فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا ہے۔ فرمایا کہ
کیا اس بات کو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے تو محمد بن مسلمہ رض نے
کہا کہ مغیرہ رض نے سچ کہا ہے۔ تو ابوبکر رض نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔
پھر عمر رض کے پاس ایسی ہی ایک عورت آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا مَیں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سُنا، اور میں عنقریب اس کے
بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن
شعبہ رض اور محمد بن مسلمہ رض کی حدیث بیان کی تو عمر رض نے فرمایا کہ تم
دونوں (دادی اور نانی) میں سے جو تنہا ہو تو اس کو چھٹا
حصہ ملے گا اور اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ (چھٹا حصّہ)
تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا، روایت کیا اس کو مالک
اور دارمی نے اور یہ لفظ دارمی کے ہیں۔ اس کے بعد جدّ (دادا)
کی میراث میں اختلاف واقع ہوا کہ وہ باپ نہ ہونے کے
وقت بمنزلہ باپ کے ہے یا اس کی حالت متردد ہے کچھ
مشابہت تو باپ کے ساتھ رکھتا ہے اور کچھ مشابہت بھائی کے
ساتھ۔ صحابہ رض اس بارے میں مختلف اقوال رکھتے ہیں۔ ایک قول
فاروقِ اعظم رض کا ہے اور ایک قول علی مرتضیٰ رض اور عبداللہ بن مسعود رض
کا ایک قول اور زید بن ثابت رض کا ایک قول اور سب کی طرف سے
تردد اور (اپنے قول سے) رجوع منقول ہے۔ اس باب میں تمام
اقوال سے پختہ ترین صدیقِ اکبر رض کا قول ہے۔ ابن عباس رض اور ابن
الزبیر رض نے کہا کہ اس شخص نے جس کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنانیوالا
ہوتا تو اس کو خلیل بناتا اس کو (یعنی جد کو)

Marfat.com

حلیلہ قد جعلہ ابا اخرج قول الاول (ابن عباس)
الدارمی وقول الثانی (ابن الزبیر) البخاری وقال
الحسن ان الجد قد مضت سنتہ وان
ابابکر جعل الجد ابا ولکن الناس تحیروا
اخرجہ الدارمی بعدازاں در تفسیر کلالہ اختلاف
واقع شد و در جواب آں اکثر صحابہؓ راعی
درگرفت عقبۃ بن عامرؓ جہنی گفت
ما اعضل باصحاب النبیؐ صلے اللہ علیہ
وسلم شئی ما اعضلت بہم الکلالۃ صدیق
اکبرؓ متصدی جواب آں شد عن الشعبی
قال سئل ابوبکر عن الکلالۃ فقال
انی ساقول فیہا برأیی فان کان صوابا
فمن اللہ وان کان خطأ فمنی ومن الشیطان
أراہ ما خلا الوالد والولد فلما استخلف
عمر قال انی لاستحیی ان ارد شیئا
قالہ ابوبکر اخرجہ الدارمی بعدازاں
در حد شرب خمر تحیرے روداد بآں جہت
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحضور
شریف شارب خمر را بضرب امرمے
فرمود چوں مقدارے کہ میخواست بعمل
مے آمد منع مے فرمودند وبس مے
فرمودند و لہذا قدرِ آں معین
نشد صدیق اکبرؓ بر چہل ضربہ

باپ قرار دیا، قولِ اول (یعنی ابن عباسؓ) کو دارمی نے اور دوسرے
(یعنی ابن الزبیرؓ) کے قول کو بخاری نے روایت کیا۔
اور حسنؒ نے کہا کہ جد کے بارے میں سنت جاری ہوگئی
اور ابوبکرؓ نے جد کو باپ قرار دیدیا لیکن لوگ حیرت میں
مبتلا رہے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد
کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں
اکثر صحابہؓ کو عجز لاحق ہوگیا۔ عقبہ بن عامر جہنیؓ کا
قول ہے کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے
میں اتنی اُلجھن میں نہیں پڑے جس قدر اُلجھن میں کلالہ
(کی تفسیر) میں پڑے۔ صدیق اکبرؓ اس کے جواب کے
لئے تیار ہوتے۔ مروی ہے شعبیؒ سے کہا کہ سوال کیا گیا
ابوبکر صدیقؓ سے کلالہ کے (معنے) کے بارے میں، تو
فرمایا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا
اور وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو
میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلالہ
وہ ہے جو نہ والد کو (یعنی باپ دادا وغیرہ اوپر کے مرتبہ کے
ورثاء) کو چھوڑے اور نہ اولاد کو (یعنی بیٹے پوتے وغیرہ نیچے
کے مرتبہ کے ورثاء کو) تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا
کہ مجھے اللہ سے حیا معلوم ہوتی ہے کہ میں اُس بات کو رد کردوں
جس کو ابوبکرؓ نے فرمایا، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اسکے بعد شراب پینے
کی حد میں ایک تحیر پیدا ہوا اس وجہ سے کہ آنحضرتؐ اپنے حضور شریف (یعنی
موجودگی) میں شارب خمر کے لئے مارنے کا حکم دیتے تھے۔ جب وہ مقدار جو
آپؐ چاہتے تھے پوری ہو جاتی تھی تو منع کر دیا کرتے تھے

ے یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ "انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ اس میں آپؐ نے اپنے کو اپنے دادا عبد المطلب کا بیٹا فرمایا تھا۔ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

تعین آل کرد عن ابن عباس قال ان الشراب
کانوا یضربون علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالایدی و
النعال حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر اکثر
منہم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ابوبکر لو فرضنا لہم
حدا فتوخی نحو ما کانوا یضربون
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکان ابوبکر یجلدہم اربعین حتی
توفی الحدیث اخرجہ الحاکم والبیہقی
وغیرہما واللفظ للحاکم بعد ازانکہ
خدای عزوجل ہزیمت بر مرتدین انداخت و
مرتدین جوق جوق نادم شدہ پیش حضرت صدیق
آمدند وے رضی اللہ عنہ درباب آنجماعات
کلمات عجیبہ بقدر حال ہر جمعے ارشاد می فرمود
عن طارق بن شہاب عن ابی بکر انہ
قال لوفد بزاخۃ تتبعون اذناب
الابل حتی یری اللہ خلیفۃ نبیہ
والمہاجرین امرا یعذرونکم بہ اخرجہ
البخاری وفی روایۃ عبید اللہ بن
عبد اللہ لما ارتد من ارتد علی عہد
ابی بکر اراد ابوبکر ان یجاہدہم
فقال لہ عمر أتقاتلہم وقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

اور بس فرمادیتے تھے اس وجہ سے اس کی مقدار متعین نہ ہوئی. صدیق اکبرؓ نے چالیس ضربوں پر اس کا تعین کر دیا. مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ شراب پینے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیٹے جاتے تھے ہاتھوں سے اور جوتوں سے یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ایسے لوگ ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں زیادہ ہوگئے اُن سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ بہتر ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ہم ایک حد مقرر کردیں تو انھوں نے جستجو کی اُس مقدار کی جس سے یہ لوگ پیٹے جاتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ اُن کے چالیس کوڑے لگواتے رہے اپنی وفات تک، الحدیث، اس کو حاکم اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا اور لفظ حاکم کے ہیں. بعد اس کے کہ خدائے عزوجل نے مرتدین میں بھگدڑ ڈال دی اور مرتدین جوق درجوق نادم ہوکر حضرت صدیقؓ کے سامنے آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر جماعت کے بارے میں ان کے حسب حال کلمات عجیبہ ارشاد فرماتے تھے. مروی ہے طارق بن شہابؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابوبکرؓ سے کہ انھوں نے وفد بزاخہ سے فرمایا کہ تم اونٹوں کی دموں کے پیچھے لگے رہتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالے نے دکھا دیا اپنے نبیؐ کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسا امر جس سے وہ تمہارے عذر کے سبب ہونے کو سمجھ لیں، روایت کیا اس کو بخاری نے. اور عبید اللہ ابن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ جب مرتد ہونے والے مرتد ہوتے ابوبکرؓ کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ اُن کے ساتھ جہاد کریں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ اُن کے ساتھ قتال کریں گے حالانکہ آپ سن چکے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

من شهد ان لا اله الا الله وان
محمدًا رسول الله حرّم ماله ودمه
الا بحق وحسابه على الله فقال
ابوبكر انا لاقاتلن من فرّق بين
الصلوٰة والزكوٰة والله لاقاتلن
من فرّق بينهما حتى اجمعهما قال
عمر فقاتلنا معه فكان والله رشدًا
فلما ظفر بمن ظفر به منهم قال
اختاروا بين خطتين اما حرب
مجلية واما الخطة المخزية
قالوا هذه الحرب المجلية
قد عرفناها فما الخطة المخزية
قال تشهدون على قتلانا انهم في
الجنة وعلى قتلاكم انهم في النار
ففعلوا رواه ابن ابی شیبة بعد ازاں حضرت
صدیقؓ بنابر رؤیای والہامیکہ بخاطرش
درداوند مصمم فرمود کہ برائے جہاد شام فوج
مسلمین را فرستد یزید بن ابی سفیان را امیر
چہاریک شام ساخت ووقت وداع او
وصایائے عجیبہ فرمود کہ دستور العمل
اُمراء مسلمین شد در جمیع امصار و اعصار
عن یحیی بن سعید ان ابابکر الصدیق
بعث جیوشا الی الشام فخرج یمشی
مع یزید بن ابی سفیان وکان امیر
ربع من تلك الارباع فزعموا ان یزید قال

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور یہ کہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے تو اس کا مال اور خون حرام ہے بجز . . . .
کسی حق کے اور اُس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ
میں ضرور ہر ایسے شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے
واللہ میں ضرور قتال کروں گا ایسے لوگوں سے جو دونوں (فرضوں) کے
درمیان تفریق کریں (کہ صرف نماز کو فرض سمجھیں اور زکوٰۃ کو نہ سمجھیں
جس طرح نماز کے انکار کو الاّ بحقہا فرماکر حرمت مال ودم سے مستثنیٰ کیا گیا
ہے زکوٰۃ اور دیگر ضروریات دین بھی اسکے ساتھ شامل ہیں) یہانتک
کہ وہ ان دونوں کو جمع کریں۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے ان کے ساتھ (مل کر)
قتال کیا تو واللہ (واضح ہو گیا کہ) یہ کار نیک تھا۔ جب ابوبکرؓ فتحمند
ہو گئے ان میں سے جن پر فتحمند ہوتے ان سے فرمایا کہ تم دو حال میں سے
ایک حال اختیار کرو یا حرب مُجلیہ (یعنی جلا وطنی پر مجبور کر دینے والی
جنگ) اور یا خطۂ مُخزیہ (یعنی رسوائی میں ڈال دینے والی حالت) تو
اُنھوں نے یہ کہا کہ حرب مُجلیہ جو آپ نے کہا اس کو تو ہم سمجھ گئے۔
مگر خطۂ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم شہادت دو ہمارے مقتولوں
کے بارے میں کہ وہ جنت میں ہیں اور اپنے مقتولوں کے بارے
میں کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو اُنھوں نے ایسا کیا، روایت کیا اس
کو ابن ابی شیبہ نے۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے ایک خواب اور
اس الہام کی بناء پر جو آپ کے دل میں ڈالا گیا مصمم ارادہ کیا کہ شام سے جہاد کے
لئے مسلمانوں کی فوج بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی سفیانؓ کو ایک چوتھائی
حصۂ شام کا امیر بنایا اور اُن کو رخصت کرنے کے وقت اتنی عجیب وصیتیں
فرمائیں جو اُمراء مسلمین کیلئے تمام شہروں اور تمام زمانوں میں دستور العمل
بن گئیں۔ مروی ہے یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف
لشکر بھیجے پھر پیدل چلتے ہوئے نکلے یزید بن ابی سفیانؓ کے ساتھ (جو سواری
پر بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ (شام کے) ان چار حصوں میں سے ایک حصہ پر امیر تھے

Marfat.com

لابی بکر اما ان ترکب واما ان انزل
فقال ابوبکر ما انت بنازل وما انا
براکب انی احتسبت خطای هذه فی
سبیل الله ثم قال انک ستجد قوما
زعموا انهم حبسوا انفسهم فی سبیل الله
فذرهم وما زعموا انهم حبسوا انفسهم
له وستجد قوما فحصوا عن اوساط رؤسهم
من الشعر فاضرب ما فحصوا عنه بالسیف
وانی موصیک بعشر لا تقتلن امرأة و
لا صبیا ولا کبیرا هرما ولا تقطعن شجرا
مثمرا ولا تخربن عامرا ولا تعقرن
شاة ولا بعیرا الا لماکلة ولا تحرقن نخلا
ولا تغرقنه ولا تغلل ولا تجبن اخرجه
مالک فی الموطا عن یزید بن ابی سفیان
قال قال ابوبکر رضی الله عنه حین بعثنی
الی الشام یا یزید ان لک قرابة خشیت
ان تؤثرهم بالامارة وذلک اکبر ما
اخاف علیک فان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال من ولی من امر المسلمین
شیئا فامر علیهم احدا محاباة فعلیه لعنة
الله لا یقبل الله منه صرفا ولا
عدلا حتی یدخله جهنم ومن اعطی
احدا حمی الله فقد انتهک فی حمی الله
شیئا بغیر حقه فعلیه لعنة الله او قال
تبرأت منه ذمة الله عز وجل

تو لوگوں نے یہ اندازہ کیا کہ یزیدؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یا تو آپ سوار ہوں
یا میں اتروں تو ابوبکرؓ نے فرمایا نہ تمہارے اترنے کی ضرورت نہ
میرے سوار ہونے کی کیونکہ میں نے اپنے قدموں سے اللہ کے
راستہ میں چلنے کی نیت کر رکھی ہے۔ پھر فرمایا تم وہاں پہنچکر
ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے
آپ کو اللہ کے راستہ میں لگا رکھا ہے تو ان کو ان کے اس
گمان پر کہ انھوں نے خود کو اللہ کے کام میں لگا رکھا ہے چھوڑ دینا
اور تم ایسی قوم کو بھی پاؤ گے جو اپنی چندیا کے بال نکال دیتے ہیں
(ادھر ادھر بال رکھتے ہیں) اس چندیا پر تلوار کی ضرب لگاؤ اور
میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، ہرگز قتل نہ کرنا کسی عورت کو اور نہ
لڑکے کو اور نہ بڑی عمر والے بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دینے والے درخت
کو کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو اجاڑنا اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں
کاٹنا بجز اسکے کھانے کی وجہ کے اور نہ کسی درخت خرما کو پھونکنا اور
نہ کھودنا اور نہ خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا، ان کو امام مالکؒ نے
ذکر کیا موطا میں۔ مروی ہے یزید بن ابی سفیانؓ سے کہا کہ جب مجھے
ابوبکرؓ نے شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ اے یزید! تجھ سے
قرابت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تو لوگوں پر امارت کی وجہ سے اپنی
برتری نہ جتانے لگے اور یہ سب سے بڑا اندیشہ ہے تجھ سے کیوں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو متولی ہو جاتے
مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا پھر وہ لوگوں پر کسی شخص کو امیر
بنائے باہمی عطیہ و بخشش کے طور پر تو اس پر اللہ کی لعنت نہ اسکے
فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل یہاں تک کہ اللہ تعالے اس کو
جہنم میں داخل کریگا اور جس نے کسی کو دیدی اللہ کی محفوظ چیز (مثلاً مال
یا صدقات کے جانور جو اسکی حفاظت میں تھے)، تو اس نے اللہ کی حرمت میں
تصرف کیا بغیر اس کا حق حاصل ہونے کے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے یا یہ فرمایا

Marfat.com

اخرجه احمد وذكر الواقدي في كتاب
فتوح الشام في قصة وصية ابي بكر
ليزيد بن ابي سفيان عند الوداع فقال
تقدم يزيد بن ابي سفيان وقال يا
خليفة رسول الله اوصني فقال اذا
سرت فلا تعنف الى آخر
الوصية وذكر الواقدي ايضا
في قصة وصية ابي بكر لعمرو بن
العاص عند وداعه وتوليته على
جيش المسلمين فقال ابو الدرداء
كنت مع عمرو بن العاص في جيشه الخ
الجملہ ازیں جنس بود رجوع مردم بسوے
حضرت صدیق رض در مسائل نازلہ وقیام
وے رضی اللہ عنہ بحل اشتباہ دراں
والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ
عن البحر الکبیر تا آنکہ آخرکار خود فاروق
اعظم رض راخلیفہ ساخت و اینجا فراستے
عظیم بکار برد۔ عن عبد الله بن
مسعود قال افرس الناس
ثلثة ابو بكر حين تفرس في عمر
فاستخلفه والتي قالت يا ابت استاجره
ان خير من استاجرت القوي
الامين والعزيز حين قال
حاکم مصر ۱۲

کہ اللہ عزوجل کا ذمہ اس سے ہٹ گیا، اس کو احمد
نے روایت کیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا کتاب
فتوح الشام میں یزید بن ابی سفیانؓ کو رخصت
کرنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے نصیحت کرنے
کے قصہ میں کہ یزید بن ابی سفیانؓ نے آکر
کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے۔
تو آپ نے فرمایا کہ جب تم پہنچو تو بدخلقی نہ کرنا آخر وصیت
تک۔ اور واقدی ہی نے عمرو بن العاصؓ کو ان کے
رخصت کرنے اور مسلمانوں کے لشکر پر افسر بناتے وقت
ابوبکرؓ کے وصیت کرنے کے قصہ میں یہ بھی لکھا ہے
کہ پھر کہا ابودرداءؓ نے کہ میں عمرو بن العاصؓ کے ساتھ
تھا ان کے لشکر میں، آخر تک۔ الغرض اس طرح کا رجوع تھا
لوگوں کا حضرت صدیقؓ کی طرف پیش آمدہ مسائل میں اور صدیق
رضی اللہ عنہ اس طرح لوگوں کے اشتباہ حل کرتے تھے۔ اور قلیل
نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو بھر پانی حال بتاتا ہے بحر کبیر
کا۔ یہاں تک کہ آخرکار آپ نے خود فاروق اعظم رض کو خلیفہ
بنایا اور یہاں آپ ایک عظیم فراستؔ کو کام میں لائے۔
عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سب سے زیادہ
صاحب فراست تین ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ جب کہ انھوں
نے گہری نظر ڈالی عمرؓ میں اور ان کو خلیفہ بنایا اور جس عورت
(یعنی حضرت شعیب کی بیٹی) نے کہا تھا اِستَاجِرہُ الخ یعنی اے
باپ اس (موسیٰ) کو ملازم رکھ لیجئے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے
وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی۔" اور عزیز (حاکم مصر) جب کہ اس نے

ــه فراست یعنی کسی کو دیکھ کر اس کے باطن کا حال معلوم کرلینا فراست ہے۔ ذکاوت، ہوشمندی، تفرس گہری نظر سے دیکھنا ۱۲ مترجم

Marfat.com

لامرأته اَکْرِمِی مَثْوٰاہُ اخرجه ابوبکر
ابن ابی شیبة والحاکم وعن قیس بن
ابی حازم قال رایت عمر بن الخطاب
وبیدہٖ عَسِیْبُ نَخْلٍ وھو یُجْلِسُ النَّاسَ
ویقول اسمعوا لقولِ خلیفة رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال فجاءَ مَوْلی
لابی بکر یقال له شدید بصحیفةٍ
فقرأھا علی الناسِ فقال یقول ابوبکر
اسمعوا واَطِیْعُوْا لِمَنْ فی ھٰذہ الصحیفة
فوالله ما الوتکم قال قیس فرأیتُ عُمَرَ
ابن الخطّاب بعد ذٰلك علی المنبر رواہ
ابن ابی شیبة وعن زُبَیْد بن
الحارث ان ابا بکر حین حضرہ
الموتُ ارسل الی عمر یستخلفُه فقال
الناسُ أ تستخلفُ علینا فَظًّا غلیظًا
ولو قد وَلِیَنَا کان اَفَظَّ واَغْلَظَ فما
تقول لربّك اذا لَقِیْتَہٗ وقد استخلفتَ
علینا عمر قال ابوبکر اَبِرَبِّیْ تُخَوِّفُوْنِیْ
اقول اللّٰھم استخلفتُ علیھم خیرَ خلقك
ثم ارسل الی عمر فقال انی مُوصیك
بوصیّةٍ ان انت حفظتھا ان لله حقًّا
بالنھار لا یقبله باللیل وان لله
حقًّا باللیل لا یقبله بالنھار
وانه لا یُقبَلُ نافلةٌ حتی
تؤدّی الفریضةُ وانّما

اپنی عورت سے کہا اَکْرِمِیْ مَثْوٰاہُ (اس کو باعزت مقام دو) اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازمؒ سے مروی ہے کہا کہ میں نے دیکھا عمر بن الخطابؓ کو اور اُن کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھپٹی تھی اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنو۔ تو ابوبکرؓ کا غلام جس کو شدید کہا جاتا ہے ایک صحیفہ (لکھا ہوا کاغذ) لے کر آیا پھر اُس نے اُس کو لوگوں کے سامنے پڑھا۔ پھر کہا کہ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ سُنو اور اطاعت کرو اس شخص کی جس کا نام اس صحیفہ میں ہے، اور واللہ میں تمہارے سامنے کوتاہی نہیں کر رہا ہوں۔ قیسؒ نے کہا پھر میں نے عمر بن الخطابؓ کو اس کے بعد منبر پر دیکھا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور مروی ہے زبید بن الحارثؒ سے کہ ابوبکرؓ نے جب ان کی موت کا وقت آیا تو عمرؓ کو بلا بھیجا۔ وہ ان کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تند مزاج اور سخت دل ہے اور اگر وہ ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور زیادہ سخت ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب اس سے ملیں گے جب کہ آپؓ نے ہم پر عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا ہوگا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا میرے رب سے تم مجھے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ اے اللہ! میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں بہتر ہے پھر عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرنے والا ہوں اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا تو کامیاب ہو گے)، درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے دن میں وہ اس کو رات میں قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے رات میں وہ اسکو دن میں قبول نہیں کرتے اور دیہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نافلہ کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ فریضہ ادا کر لو۔

Marfat.com

ثقلت موازينُ من ثقلت موازينُہ یوم القیٰمۃ باتباعھم فی الدنیا الحق وثقلہ علیھم وحُقّ لمیزانٍ لا یُوضع فیہ الّا الحقّ ان یکون ثقیلاً وانّما خفّت موازین من خفّت موازینُہ یوم القیٰمۃ باتّباعِھم الباطلَ وخفّتہ علیھم وحُقّ لمیزانٍ لا یُوضع فیہ الّا الباطل اَن یکون خفیفًا وان اللّٰہ ذکرَ اھلَ الجنّۃ وصالِحَ مَاعملوا وانّہ تجاوزَ عن سَیِّاٰتھم فیقول القایلُ لا ابلغُ ھؤلآءِ وذکر اھل النّار باَسوَءِ ماعملوا وانّہ ردَّ علیھم صَالِحَ مَاعملوا فیقول قائلٌ انا خیرٌ من ھؤلآءِ وذکراٰیۃَ الرّحمۃ واٰیۃَ العذاب لیکونَ المؤمن راغبًا راھبًا لایتمنّٰی علی اللّٰہِ غیرَ الحقّ ولا یُلقی بیدہٖ الی التّھلکۃِ فان انت حفظتَ وصیّتی لم یکن غائبٌ احبَّ الیکَ من الموتِ وان انتَ ضیّعتَ وصیّتی لم یکن غائبٌ ابغضَ الیکَ من الموتِ ولم تعجزہٗ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واخرج القاضی ابویوسف فی

اور (یہ یادرکھو) کہ قیامت کے دن بھاری ہوں گے وزن (اعمال کے) جس کے بھاری ہوں گے، دنیا میں اُن کے حق کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُن پر اُس کا ثقل ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت (واستعداد) دی گئی ہوگی کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہوجائے گی اور ہلکے ہوں گے وزنِ (اعمال) قیامت کے دن جن لوگوں کے ہلکے ہوں گے اُن کے باطل کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُس میں خفّت ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت دی گئی ہوگی کہ جب اُس میں باطل پہنچ جائے گا تو وہ ہلکی ہوجاتی گی۔ اور (یہ یادرکھو) کہ اللہ تعالےٰ نے اہلِ جنّت کا اور اُن کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور اس نے اُن کے بُرے اعمال کو معاف فرمایا ہے (تو صرف اچھے اعمال کا ذکر پڑھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں کبھی اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچوں گا (کہ ان سے بُرے اعمال صادر نہیں ہوتے) اور اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا اہلِ نار اور ان کے بُرے اعمال کا اور اُس نے اُن کے نیک اعمال کو ان (کے مُنہ) پر مار دیا ہے (یہ نہ سمجھو کہ انھوں نے اچھے عمل کئے ہی نہ تھے) کہ (یہ سمجھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں ان لوگوں سے اچھا ہوں اور (یادرکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب کا (ساتھ ساتھ) ذکر کیا ہے تاکہ مؤمن راغب (رحمت کی طرف) اور راہب (یعنی عذاب سے ڈرنے والا بھی) رہے اور اللہ سے غیرِ حق کی تمنّا کرکے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اب اگر تم نے میری آخری باتوں کو یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمھیں مَوت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کردیا تو کوئی غائب چیز تمہارے لئے مَوت سے زیادہ بُری نہ ہوگی اور تم اُس کو روک نہیں سکتے، اس کو ابنِ ابی شیبہؒ نے روایت کیا۔ اور قاضی ابویوسفؒ نے کتاب الخراج میں یہ روایت اسی

Marfat.com

کتاب الخراج نحوہ الا انہ قال
عن زبید بن الحارث عن ابن سابط
وساق الحدیث وعن اسماء بنت
عمیس انہ قال لہ یا ابن الخطاب انی
انما استخلفتك نظرًا لِمَا خلّفت ورائی
وقد صحبت رسول الله صلی الله علیه
وسلم فرایت من اثرته انفسنا
علی نفسه واهلنا علی اهله حتی
ان کنا لنظل نهدی الی اهله من
فضول ما یأتینا عنه وقد صحبتنی فرایتنی
انما اتبعت سبیل من قبلی
والله ما نمت فحلمت ولا
توهمت فسهوت لعلی السبیل ما
زغت وان اول ما احذرك یا عمر
نفسك وان لکل نفس شهوة فاذا
اعطیتها تمادت فی غیرها واحذرك
هؤلاء النفر من اصحاب محمد صلی
الله علیه وسلم الذین قد انتفخت
اجوافهم وطمحت ابصارهم واحب
کل امرء منهم لنفسه وان لهم
لحیرة عند زلة واحد منهم
فایاك ان تکون واعلم انهم
لن یزالوا منك خائفین ما خفت
الله لك مستقیمین ما استقامت
طریقتك هذه وصیتی واقرأ

طرح اخذ کی ہے بجز اس کے کہ انھوں نے روایت کی ہے زُبید بن الحارث سے اُنھوں نے ابن سابط سے اور حدیث کو شروع کر دیا۔ اور اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے ابن الخطابؓ! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے بعد قائم مقام ہو کر کیا اور (اس وجہ سے) کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو تم نے آنحضرتؐ کا ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل وعیال کو اپنے اہل پر ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ اُن کے اہل کے پاس جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو ہونے لگا اور سب سے پہلے اے عمرؓ! جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دوگے تو وہ بڑھ کر دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ اور جان کہ ہمیشہ لوگ تم سے خائف رہیں گے جب تک تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہیگا۔ یہ میری وصیت ہے

Marfat.com

علیک السّلام اخرجہ ابو یوسف رحمہ
اینجا نکتہ ایست باید دانست کہ صدیق
اکبر رضہ مشارک بود با سائر علماء صحابہ رضہ در علم
کتاب و سُنّت مدار مزیتے کہ درمیان
ایشان داشت خصلتے دیگر است و آں
آن است کہ نصیب وے رضی اللہ عنہ از
تقاسیم رحمتِ الٰہی آں بود کہ چوں مسئلہ
وارد می شد یا مشورتے در پیش مے
آمد فراستِ خود را در پے آں مے
دوانید دریں اثنا شعاعے از غیب
بر دلِ او مے افتاد و بآں شعاع
بر حقیقتِ کار مہتدی مے گشت و
مطرح ایں شعاع از لطائفِ نفسِ او
لطیفۂ قلبیہ می بود لہذا بصورتِ
عزیمت ظاہر می شد نہ بطریقِ مکاشفہ
و باتیں واقع درویش مے افتاد نہ در رنگ
خاطر و سخن را بطریق غلبۂ سُکر ادا می فرمود
نہ بطورِ صحو و سخن کم مے گفت و چوں
می گفت خطائے نکرد و لہذا چوں
در قصۂ عریش حَسْبُکَ مُنَاشَدَتُکَ
مَعَ رَبِّکَ گفت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم شناختند کہ ایں واقع

اب میں تم کو سلام کہتا ہوں، اس کو ابو یوسف رحمہ نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ ہے جاننا چاہیئے کہ صدیق اکبر رضہ تمام علماء صحابہ رضہ کے ساتھ کتاب و سُنّت میں مشارک تھے۔ ان کے درمیان جو زیادتی (افضلیت) آپ رکھتے تھے اس کا مدار ایک دوسری خصلت ہے اور وہ یہ ہے کہ رحمتِ خداوندی کی تقسیمات میں سے اُن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ آیا تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیدا ہوجاتا تھا یا کوئی مشورہ سامنے آتا تھا تو آپ اپنی فراست کو اس کے پیچھے دوڑاتے تھے اس دَوران میں غیب سے ایک شعاع ان کے دل پر پڑتی تھی اور اس شعاع سے وہ حقیقت کار سے مطلع ہوجاتے تھے اور اس شعاع کے واقع ہونے کا مقام اُن کے لطائف نفس میں سے لطیفہ قلبیہ ہوا کرتا تھا لہذا وہ حقیقت بصورتِ عزیمت ظاہر ہوتی تھی نہ کہ بطریقِ مکاشفہ (کہ جس میں صورت مثالی محسوس ہو کر اس میں تاویلات کا احتمال ہوتا ہے) اور (جو حقیقت قلب پر پڑتی تھی) وہ واقع کے طور پر پڑتی تھی خیال کے رنگ میں نہیں۔ اور (اس حالت میں) آپ بات کو بطریقِ غلبۂ سکر ادا فرمایا کرتے تھے بطور صحو نہیں اور آپ بات کم کہتے تھے اور جب کہتے تھے تو وہ بے خطا ہوتی تھی اور اسی بنا پر ہے کہ جب قصۂ عریش میں آپ نے کہا حَسْبُکَ مُنَاشَدَتُکَ مَعَ رَبِّکَ (بس کافی ہوچکا آپ کا اپنے رب کے سامنے اُس کے وعدوں کا ذکر کرنا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ وقوع کی خبر کس طرف سے ہے۔

ع قلب پر ایسے حال کا ظاہر ہونا کہ وہ اُن چیزوں کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جن کا پوشیدہ رکھنا اس کے وارد ہونے سے پہلے ضروری تھا اس کو اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں شعور کا زائل ہونا ضروری نہیں مگر کمال شعور میں کمی آجاتی ہے۔ اور جب شعور پورے طور پر قائم ہوجیسا اس حال سے پہلے تھا اس حالت کو صحو کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

Marfat.com

از کجاست و قس علیہ سائر خطبہ
واحکامہ ازینجا واضح شد کہ خلیفۂ اول
را صدیق اکبر چرا گفتند اخرج
الحاکم عن النزال بن سبرۃ عن
علی رضی اللہ عنہ انہ قال فی
ابی بکر ذاک امرؤ سماہ اللہ تعالیٰ
صدیقا علی لسان جبرئیل
ومحمد صلی اللہ علیہما وسلم
صاحب کشف المحجوب سخنے از مشائخ
صوفیہ نقل کردہ است کہ پیرامون ہمین
نکتہ میگردد مشائخ صدیق اکبرؓ
را مقدم ارباب مشاہدہ داشتہ اند
مر قلت حکایت و روایتش را
و عمرؓ را مقدم ارباب مجاہدہ
نہند مر صلابت و معاملتش را شاہد
آں حدیث اسرار و جہر ایشانان در
نماز تہجد انتہی چوں ایں مبحث تمام شد
الحال پارہ از مواعظ و رقائق حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ و حکمت ہائے او
برنگاریم عن عبد اللہ بن عکیم قال خطبنا
ابوبکر فقال اما بعد فانی اوصیکم بتقوی
اللہ وان تثنوا علیہ بما ھو لہ اھل و
ان تخلطوا الرغبۃ بالرھبۃ وتجمعوا الالحاف
بالمسألۃ فان اللہ اثنی علی زکریا وعلی
اھل بیتہ فقال انھم کانوا یسارعون

اور اسی پر قیاس کیجیے اُن کے تمام خطبوں اور احکام کو یہاں
سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خلیفہ اول کو صدیق اکبر کیوں کہتے
ہیں؟ حاکم روایت کرتے ہیں نزال بن سبرہؓ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ
نے صدیق لیا ہے زبانِ جبرئیل وزبانِ محمد صلے اللہ علیہما وسلم پر
صاحب کشف المحجوب (داتا گنج بخش علیؒ ہجویری لاہوری) نے
مشائخ صوفیہ سے ایک بات نقل کی ہے وہ بھی اسی نکتہ سے تعلق
رکھتی ہے کہ صدیق اکبرؓ کی قلت حکایت و روایت کے پیش نظر
مشائخ نے صدیق اکبرؓ کو مقدم (امام) ارباب مشاہدہ کہا
ہے ذکر حق تعالیٰ کے نور وجود کے شہود سے اس حالت میں اپنی
ذات کی بھی خبر نہیں رہتی تکلم بھی ختم ہو جاتا ہے اور حکایت و
روایت سب تکلم پر ہی متفرع ہیں ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
اور عمرؓ کو مقدم (امام) ارباب مجاہدہ رکھا ہے اُن کی سختی اور اعمال
عبادت کے پیش نظر اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں نماز تہجد میں
ان دونوں حضرات کے اسرار و جہر کا ذکر ہے (حضرت ابوبکرؓ تہجد میں
قرآن بہت ہلکی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمرؓ خوب زور سے) انتہی۔
جب یہ مبحث پورا ہو گیا اب تھوڑا سا حصہ حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ کے مواعظ اور رقائق (یعنی قلب میں سوز و گداز پیدا کرنے والا
کلام) اور ان کی حکمتوں کا بھی لکھ دینا چاہتے ہیں۔ مروی ہے
عبد اللہ بن عکیم رضؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم کو خطبہ دیا ابوبکرؓ نے اور فرمایا۔
اما بعد (یعنی بعد حمد و صلوٰۃ) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو
اور اللہ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور ہمیشہ (جنت و مغفرت
کی) رغبت کو (دوزخ و عذاب کے) خوف کے ساتھ ملاتے رکھو اور شامل
رکھو (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) سوال کے ساتھ الحاف (یعنی عاجزانہ
طلب اصرار کے ساتھ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکریا نبی اور اُن کے

Marfat.com

فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ
رَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝
ثُمَّ اعلموا عِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہ قد
اَرْتَھَن بحقہ انفسکم واخذ علٰی
ذٰلک مواثیقکم واشترٰی منکم
القلیل الفانی بالکثیر الباقی وھٰذا
کتابُ اللّٰہِ فیکم لا تَفْنٰی عجائبُہ
ولا یُطْفَأُ نورُہٗ فصدقوا بقولہٖ
وانتصحوا کتابَہ واستبصِروا فیہ
لیوم الظلمۃ فانّما خلقکم للعبادۃ
ووکّل بکم الکرامَ الکاتبین یعلمون
ماتفعلون ثم اعلموا عبادَ اللّٰہ انکم
تَغْدُوْنَ وتروحون فی اجلٍ قد
غُیّبَ عنکم علمہٗ فان استطعتم
ان تنقضی الاٰجالُ وانتم فی عمل اللّٰہ
فافعلوا ولن تستطیعوا ذٰلک الا باللّٰہ
فَسَابِقُوا فی مُھَلِ اٰجالکم
قبلَ ان تنقضی آجالکُم
فَتَرُدُّکم الٰی سوءِ اعمالکم
فان اقوامًا جعلوا آجالھم
لغیرھم و نَسُوْا انفسھم
فَاَنْھَاکم اَنْ تکونوا
امثالَھم فَالْوَحَاءَ الوحاء
والنَّجاءَ النَّجاءَ فان وراءکم
طالبًا

اہلِ بیت کی تعریف کرتے ہوتے فرمایا اِنَّھُمْ کَانُوْا الخ (۲۱ : ۹۰)
یہ سب نیک کاموں میں دَوڑتے تھے اور امید وبیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔" پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے بدلے میں تمہارے نفوس کو رہن رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے اور اس نے تم سے تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز (حیاتِ دنیا) کو خریدا ہے بہت اور ہمیشہ رہنے والی چیز (جنّت) کے بدلے میں اور یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جسکے عجائب ختم نہیں ہوتے اور اُس کا نور نہیں بُجھتا تو اُس کے قول کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور اس میں بصیرت حاصل کرو ظلمت والے دن (یعنی یومِ قیامت) کیلئے کیونکہ اللہ نے تم کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر متعیّن کر دیا ہے کراماً کاتبین کو جو وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح وشام برابر موت کیطرف چل رہے ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے پھر اگر تم ایسا کرسکو کہ (موت کے وقت معیّن اور موجودہ وقت کی درمیانی) ساعتیں اس طرح پوری ہوں کہ تم اللہ کے کام میں لگے رہو تو ایسا کرلو اور تم اس پر قدرت ہرگز نہیں پاسکتے مگر اللہ کی توفیق سے تو اے لوگو! جلدی کرو (نیک اعمال کرنے میں) اپنی ان مہلتوں کے زمانہ میں قبل اس کے کہ وقت معیّن پورا ہو پھر وہ تم کو تمہارے اعمال کی بُرائی کی طرف دھکیلے کیونکہ بہت اقوام ہیں جنھوں نے اپنے اوقات (کی متاعِ گرانمایہ) کو دوسروں کے لئے (ضائع) کردیا اور اپنے نفوس کو بھلا دیا تو میں تم کو روکتا ہوں کہ تم ایسے نہ بن جانا۔ تو جلدی کرو جلدی کرو نجات (کی طرف دَوڑو) نجات (کی طرف) کیونکہ تمہارے

Marfat.com

حثیثًا بِرِزة سریعًا اخرجہ ابن ابی شیبۃ والحاکم وعن انس قال کان ابوبکر یخطبنا فیذکر بدء خلق الانسان فیقول خُلِق من مجری البول مرتین فیذکر حتی یتقذر احدنا نفسہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ و این خطبہ ابلغ علاج عجب نفس است وعن عرفجۃ السلمی قال قال ابوبکر ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وفی الاحیاء عن ابی بکر الصدیق انہ کان یقول فی خطبتہ این الوضاۃ الحسنۃ وجوھھم المعجبون بشبابھم این الملوک بنوا المدائن وحصنوھا بالحیطان این الذین کانوا یعطون الغلبۃ فی مواطن الحرب قد تضعضع بھم الدھر فاصبحوا فی ظلمات القبور الوحا الوحا النجا النجا وعن مجاھد قال قام ابوبکر خطیبا فقال ابشروا فانی ارجو ان یتم اللہ ھذا الامر حتی تشبعوا من الزیت والخبز اخرجہ ابن ابی شیبۃ واین خطبہ در وقتے بود کہ مسلمین را بجہاد شام می فرستاد و دریجا بشارت است بفتح شام زیراکہ

پیچھے تیزی کے ساتھ ڈھونڈنے والا دفعۃً سرعت کے ساتھ پہنچ جانے والا لگا ہوا ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور حاکم نے۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ ہم کو خطبہ دیا کرتے تھے اور انسان کی ابتداء پیدائش کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے کہ وہ پیدا کیا گیا پیشاب کے جاری ہونے کی جگہ سے دو مرتبہ (ایک مرتبہ مرد کے مجرائے بول کا ہے اور دوسرا مرتبہ عورت کے مجرائے بول کا) پھر ہم کو اس ڈھنگ سے نصیحت کیا کرتے تھے کہ ہم میں کا ہر ایک اپنی ذات سے گھن کرنے لگتا تھا، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ نفس کی خود پسندی کا پورا پورا علاج ہے۔ اور عرفجہ سلمیؓ سے مروی ہے کہا کہ (ایک مرتبہ) ابوبکرؓ نے فرمایا کہ روؤ۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہاں گئے وہ گورے رنگ کے لوگ جن کے چہرے خوبصورت تھے اپنی جوانی سے پھولے نہ سماتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو دیواروں سے قلعہ بند کیا، کہاں گئے وہ لوگ جو جنگ کے مواقع پر فتحمند رہا کرتے تھے، ان کو زمانہ نے ایک جھٹکا دیا تو سب قبر کی اندھیریوں میں پہنچ گئے۔ بس جلدی کرو۔ جلدی! نجات، نجات۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہا کہ ابوبکرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ بشارت سنو کہ میں کامل امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امر (تمکین فی الارض) کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی پیٹ بھر کر کھاؤ گے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ اس وقت کا ہے جبکہ مسلمانوں کو آپ شام کے جہاد کے لئے بھیج رہے تھے اور اس جگہ فتح شام کی بشارت ہے کیونکہ زینت

Marfat.com

ویت ہمین در شام یافتہ می شود عن اسلم
مولیٰ عمر ان عمر اطلع علی ابی بکر و ہو یمد لسانہ
فقال ما تصنع یا خلیفۃ رسول اللہ فقال ان ہذا
اوردنی الموارد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم قال لیس شئ من الجسد الا و ہو یشکو
ذرب اللسان اخرجہ ابو یعلیٰ و فی الاحیاء
قال ابو بکر الصدیق لا یحقرن احدکم احدا من
المسلمین فان صغیر المسلمین عند اللہ کبیر و
فی الاحیاء ایضا قال ابو بکر وجدنا الکرم فی
التقوی والغنا فی الیقین والشرف فی
التواضع وعن عائشۃ عن ابی بکر کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ الامر قال
اللہم خر لی و اختر لی اخرجہ ابو یعلیٰ عن
عروۃ عن عائشۃ او عن اسماء ان ابا بکر
قام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من العام المقبل من العام الذی توفی
فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی
الصیف عام الاول ثم فاضت عیناہ
ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ
علیہ وسلم فی الصیف عام
الاول ثم فاضت عیناہ ثم
قال انی سمعت نبیکم صلی
اللہ علیہ وسلم

شام میں ہی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے اسلم مولےٰ عمرؓ سے کہ عمرؓ
حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آگئے (ایسے وقت میں) جب کہ وہ
اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ
آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہی ہے جس نے مجھے مقامات
ہلاکت میں ڈالا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسد میں
جتنی بھی چیزیں ہیں سب ہی زبان کی تیزی کی شکایت کرتی ہیں،
اس کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابوبکر
صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز
حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو (دنیا میں) کم رتبہ ہے وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ اور احیاء میں یہ بھی ہے کہ
ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غنا یقین میں
پایا (یعنی خلق سے وہ شخص بے پرواہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حاجت روا
ہونے کا یقین رکھتا ہو) اور شرف تواضع میں پایا۔ اور عائشہؓ
روایت کرتی ہیں ابوبکرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب
کوئی بات غمگین کرتی تو آپ یہ کہتے، یا اللہ! میرے لئے خیر کیجئے
اور (اچھی بات کو) میرے لئے آپ ہی پسند کر لیجئے، اس کو
ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عروہؓ سے وہ روایت
کرتے ہیں عائشہؓ سے یا اسماءؓ سے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے جس سال میں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اس سے اگلے سال پھر بولے کہ میں
نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے
موسم میں۔" اس کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔
پھر بولے کہ میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
پھر فرمایا کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

فی الصیف عام الاوّل یقول سلوا اللہ
العفوَ والعافیۃَ والمعافات فی الدنیا و
الآخرۃ اخرجہ احمد وابو یعلیٰ وللحدیث طرقٌ
مختلفۃٌ والفاظٌ متغایرۃٌ فی بعضھا انہ لم تقسیم
شیءٌ بین الناس افضل من المعافات
بعد الیقین الا ان الصدق والبرّ فی الجنۃ
وان الکذب والفجور فی النار و فی
بعضھا سلوا اللہ العفو والعافیۃ والیقین
فی الاُولیٰ والاُخریٰ و فی بعضھا من
الزیادۃ ولا تقاطعوا ولا تباغضوا و لا
تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما
امرکم اللہ و عن انس قال قال ابوبکر
بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم لعمر انطلق بنا الی امّ ایمن
نزورھا کما کان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یزورھا فلما انتہیا الیہا بکت
فقالا لہا ما یبکیک ما عند اللہ خیرٌ لرسولہ
قالت فقالت ما ابکی ان لا اکون اعلم
ان ما عند اللہ خیرٌ لرسولہ ولکن
ابکی ان الوحی انقطع من السماء
فہیجتہما علی البکاء فجعلا
یبکیان معہا اخرجہ
ابو یعلیٰ و عن انس ان
ابابکر دخل علی النبی

پہلے سال گرمی کے موسم میں کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ سے سوال
کرو عفو (یعنی گناہوں سے معافی) کا اور عافیت (یعنی امراض
سے رہائی یعنی تندرستی) کا اور معافات کا (یعنی اللہ ہم کو دوسروں کا
اور دوسروں کو ہمارا محتاج نہ کرے) دنیا اور آخرت میں،
اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے اور اس حدیث کی مختلف
سندیں ہیں اور ان میں الفاظ کا تغیر بھی ہے۔ بعض روایات
میں یوں ہے کہ لوگوں کے درمیان ایمان کے بعد کوئی چیز معافات
سے بہتر تقسیم نہیں کی گئی۔ یاد رکھو سچائی اور نیکی کا مقام جنت
میں ہے اور جھوٹ اور بدکرداری کا دوزخ میں۔ اور بعض روایات
میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو معافی اور تندرستی اور یقین دنیا
اور آخرت میں۔ اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اور ایک
دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندے
بھائی بھائی بن کر رہو جیسا کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور
مروی ہے انس رض سے کہا کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے ابوبکر رض نے عمر رض سے کہا کہ ہمارے ساتھ امّ ایمن رض سے
ملنے چلو جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جایا
کرتے تھے۔ تو جب دونوں اُن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں
ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے
وہ اُس کے رسول کے لئے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں
اس لئے تو نہیں روتی کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں کہ
جو اللہ کے پاس ہے وہ اُس کے رسول کے لئے بہتر ہے لیکن
میں اس بات سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا
تو امّ ایمن رض نے (یہ کہہ کر) ان میں بھی جوش گریہ پیدا کر دیا
اور یہ دونوں بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، اس کو ابو یعلیٰ
نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رض سے کہ ابوبکر رض رسول اللہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کئیبًا فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مالی اراک کئیبًا قال یارسولَ اللہ کنتُ عند ابن عمٍّ لی البارحۃَ و ہو یکیدُ بنفسہ قال فہلّا لقّنتہٗ لا الٰہ الا اللہ قال قد فعلتُ یارسولَ اللہ قال فقالہا قال نعم قال وَجَبت لہ الجنۃُ قال ابوبکر کیف ہی للاحیاء یارسولَ اللہ قال ہی اہدَمُ لذنوبہم ہی اہدمُ لذنوبہم اخرجہ ابو یعلےٰ و عن زید بن ارقم عن ابی بکر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لایدخل الجنۃَ جسدٌ غُذِیَ بحرامٍ اخرجہ ابو یعلےٰ و عن ابی بکر عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال لایدخل الجنۃَ خِبٌّ ولاسیّئُ الملکۃ وان اوّل من یقرعُ بابَ الجنۃ المملوکُ والمملوکۃُ اذا اَحسنا عبادۃَ ربہما و نصحا لسیدہما اخرجہ احمد و ابو یعلےٰ بطرقٍ مختلفۃٍ و الفاظٍ متغایرۃٍ فی بعضہا قال رجلٌ یارسول اللہ اخبرتنا ان ھذا الاُمّۃ اکثرُ الاُمَم مملوکین و اِماءً قال فاکرِموہم کرامۃ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غمگین پہنچے تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ گزشتہ رات میں اپنے چچا کے بیٹے کے پاس تھا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیوں نہ کی؟ تو انھوں نے کہا کر دی تھی یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو اُس نے اس کو کہہ لیا؟ ابوبکرؓ نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے لئے جنّت واجب ہو گئی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ ۔۔۔ یارسول اللہ یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے۔ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے، اس کو ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور زید ابن ارقمؓ ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہوگا جس کو حرام غذا دی گئی ہے، اس کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے۔ اور ابوبکرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنّت میں کوئی دھوکے باز اور بد طینت داخل نہ ہوگا اور سب سے پہلے جنّت کا دروازہ مملوک (غلام) اور مملوکہ (باندی) کھٹکھٹائیں گے جب کہ انھوں نے اپنے رب کی عبادت عمدگی کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقا کی خیر خواہی بھی کرتے رہے ہوں گے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلےٰ نے مختلف سندوں اور متغایر الفاظ کے ساتھ۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس اُمّت میں غلام اور باندیاں تمام اُمّتوں سے زیادہ ہونگی۔ آپؐ نے فرمایا تو تم اُن کی ایسی عزّت کرو جیسی اپنی اولاد کی عزّت

ــــه محاورۂ عرب یہ ہے کہ گزشتہ رات کا ذکر جب زوال سے پہلے کرتے ہیں تو اللیلۃ کہتے ہیں اور جب بعد زوال کرتے ہیں تو البارحۃ کہتے ہیں۔ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

اولادکم و اطعموھم مما تاکلون واکسوھم مما تکسون قال فما ینفعنا من الدنیا یا رسول اللہ قال فرس ترتبطہ فی سبیل اللہ و مملوک یکفیک فاذا صلّٰی فھو اخوک و فی بعضھا زیادۃ ملعون من ضار مسلما او غیرہ و عن ابی بکر سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما شیبک قال شیبتنی ھود والواقعۃ و عمّ یتساءلون و اذا الشمس کوّرت اخرجہ ابو یعلٰے و عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اھل الجنۃ لا یتبایعون و لو تبایعوا ماتبایعوا الا بالبز اخرجہ ابو یعلٰے بسند غریب جدًا و معنی حدیث آنست کہ افضل مکاسب کسبی است کہ اقرب بنفع خلق اللہ باشد و ابعد از شبہ ربٰوا و دورتر از نجاسات و نزدیک تر بمروّت و عن ابی بکر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الٰہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منھما فان ابلیس قال اھلکت الناس بالذنوب فاھلکونی بلا الٰہ الا اللہ والاستغفار فلما رأیت ذٰلک اھلکتھم بالاھواء وھم یحسبون انھم مھتدون

اخرجہ

کرتے ہو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاتے ہو۔ اور اُن کو ایسا لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو۔ اُس شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں دنیا کی کیا چیز نفع پہنچائیگی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ گھوڑا جو تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (کام لینے کے لئے) باندھے اور ایک مملوک کافی ہے تیرے لئے تو جب وہ نماز پڑھے تو تیرا بھائی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ زیادتی ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان یا غیر مسلمان کو نقصان پہنچاتے۔ اور ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ فرمایا کہ مجھے بوڑھا کر دیا (سورۃ) ہُود نے اور واقعہ اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کوّرت نے، اس کو ابو یعلٰے نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہلِ جنّت خرید و فروخت نہ کرینگے اور اگر خرید و فروخت کریں تو کس چیز کی کریں بجز کپڑے کے، اس کو ابو یعلٰے نے بہت غریب سند سے روایت کیا۔ اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ کمائی کے حیلوں میں سے سب سے افضل وہ پیشہ ہے جو خلق اللہ کو نفع پہنچانے سے قریب تر ہو اور بعید ہو شبہ ربٰوا سے اور دور تر ہو نجاسات سے اور نزدیک تر ہو مروّت (یعنی خدمتِ خلق) سے۔ اور مروی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہارے اوپر لازم ہے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار تو ان دونوں کو بکثرت پڑھو۔ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو ہلاک کیا گناہوں سے اور انھوں نے مجھے ہلاک کیا لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہلاک کیا نفسانی خواہشوں سے دراں حالیکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں، اس کو

Marfat.com

ابو یعلیٰ وفی الاحیاء قال سعید بن
المسیب لما احتضر ابوبکر رضی اللہ
عنہ اتاہ ناس من اصحابہ فقالوا
یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم زودنا فانا نراک نابک (من شدۃ المرض) فقال
ابوبکر رضی اللہ عنہ من قال
ہؤلاء الکلمات ثم مات جعل اللہ
روحہ فی الافق المبین قالوا ما الافق
المبین قال قاع بین یدی العرش
فیہا ریاض و انہار و اشجار تغشاہ
کل یوم مائۃ رحمۃ فمن قال ہذا
القول جعل اللہ روحہ فی ذلک
المکان و ہو اللہم انک ابتدات
الخلق من غیر حاجۃ بک الیہم ثم
جعلتہم فریقین فریقا للنعیم و
فریقا للسعیر فاجعلنی للنعیم و لا
تجعلنی للسعیر اللہم انک خلقت الخلق
فرقا و میزتہم قبل ان تخلقہم
فجعلت منہم شقیا و سعیدا
و غویا و رشیدا فاسعدنی بطاعتک
و لا تشقنی بمعاصیک اللہم
انک علمت ما تکسب کل نفس
قبل ان تخلقہا فلا محیص
لہا مما علمت فاجعلنی
ممن تستعملہ بطاعتک

ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو اُن کے پاس اُن کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں کچھ روح کی غذا (یعنی نصیحت کی بات اور دُعا) عطا کردیجئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جو (شدّتِ مرض) آپ کے اوپر ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالےٰ اُس کی رُوح کو اُفق مبین میں پہنچادے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُفق مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اُس میں باغ ہیں اور نہریں ہیں اور درخت ہیں اُس کو روزانہ سو رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں تو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالےٰ اُس کی روح کو اس مکان میں داخل کردے گا اور وہ یہ ہیں:
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَبْتَدَأْتَ الخ (ترجمہ) یا اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو اُن کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے اُن کے دو فریق بنائے ایک فریق جنّت کے لئے اور ایک فریق دوزخ کے لئے تو مجھے جنّت کے لئے تجویز کر دیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے اللہ! آپ نے خلق کو مختلف فرقوں پر پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کو متمیز کردیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنایا اور بعض کو سعید اور بعض کو غوی (گمراہ) اور بعض کو رشید، تو مجھ کو سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنایئے اپنی نافرمانیوں سے۔ یا اللہ! بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو کسب ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اسکے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تو آپ مجھ کو اُن لوگوں میں داخل کر دیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول کیا ہے

Marfat.com

اللّٰھم ان احدًا لا یشاءُ حتّٰی تشاءَ فاجعل
مشیتک ان اشاءَ ما یقرّبنی الیک
اللّٰھم انک قدّرتَ حرکاتِ العبادِ
فلا یتحرّکُ شیءٌ الّا باذنک فاجعل
حرکاتی فی تقواک اللّٰھم انک خلقتَ
الخیرَ و الشرَّ و جعلتَ لکلّ واحد
منھما عاملاً یعمل بہ فاجعلنی من خیرِ
القسمین اللّٰھم انک خلقتَ الجنۃَ
والنّار فجعلتَ لکلّ واحدٍ منھما اھلاً
فاجعلنی من سکّانِ جنتک اللّٰھم
انک اردتَ الھُدٰی بقومٍ
فشرحتَ بہ صدورَھم و اردتَ بقومٍ
الضلالۃَ وضیّقتَ بھا صدورَھم فاشرح
صدری للاسلامِ وزیّنہ فی قلبی اللّٰھم
انک دبّرتَ الامورَ وجعلتَ مصیرَھا الیک
فاحینی حیوۃً طیّبۃً بعدَ الموت وقرّبنی
الیک زُلفٰی (قربت) اللّٰھم مَن اَصبحَ و اَمسٰی
ثقتُہ ورجاؤہ غیرَک فانک ثقتی
ورجائی ولا حولَ ولا قوۃَ الّا باللّٰہ
قال ابوبکر رضی اللہ عنہ وھذا کلّہ
فی کتابِ اللّٰہِ عزّ وجلّ والحال کلمۂ
چند از باب قیامِ صدیق اکبرؓ بحقوق
خلافت برنگاریم کہ رضی اللہ عنہ
در بیان فخامتِ (بزرگی) خلافت راشدہ
فرمودہ قالت امرأۃ

یا اللہ بیشک کوئی نہیں چاہتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیت کو اس امر سے متعلق کر دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کر دے۔ یا اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے تو آپ میری حرکات اپنے سے تقوای کے لئے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے پیدا کیا جنّت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے اہل بنا دیئے تو مجھے آپ اپنی جنّت کے رہنے والوں میں سے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو اُس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت داخل ہو سکے تو میرے سینہ کو آپ اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو قائم رکھا تو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمائیے اور مجھے اپنا تقرّب دائمی بخش دیجئے۔ اے اللہ! کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ کے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سب اللہ عزّ وجلّ کی کتاب میں موجود ہے۔ اب ہم چند کلمات صدیق اکبرؓ کے حقوق خلافت کی کامل ادائیگی پر لکھتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کی عظمت پر ارشاد فرمایا ایک عورت نے

Marfat.com

لابی بکر ما بقاؤنا علیٰ ہذا الامر الصالح الذی جاء اللہ بہ بعد الجاہلیۃ فقال بقاءکم علیہ ما استقامت بکم ائمتکم قالت وایما الائمۃ قال اَما کانَ لقومکِ روساءُ واشرافٌ یأمرونہم فیطیعونہم قالت بلیٰ قال فہم مثلُ اولٰئکَ علی الناس اخرجہ الدارمی ٭ واز کبراء صحابہؓ وتابعینؒ جماعۃ وصفِ قیامِ صدیقِ اکبرؓ کردند بحقوقِ خلافت عن عبد خیر قال سمعتُ علیاً یقول قُبِضَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ خیر ما قُبِضَ علیہ نبیٌّ من الانبیاء واَثنیٰ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم استُخلِفَ ابو بکر فعمِلَ بعملِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبسنتہ ثم قُبِضَ ابو بکر علیٰ خیرِ ما قُبِضَ علیہ احدٌ وکان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ثم استُخلِفَ عمر فعمِلَ بعملہما وسنتہما ثم قُبِضَ علیٰ خیر ما قُبِضَ علیہ احدٌ وکانَ خیرُ ہذہ الامۃِ بعدَ نبیہا وبعدَ ابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ ٭ وعن عائشۃ انہا کانت تقول تُوُفّیَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر ما لو نزل بالجبالِ لہاضہا واشرأبَّ النفاقُ بالمدینۃِ وارتدتِ العربُ فواللہ

ابو بکرؓ سے کہا کہ ہماری بقاء کی کیا صورت ہے اس امر صالح پر جس کو اللہ دورِ جاہلیت کے بعد لایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تمہارا بقاء اُس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے ائمہ سیدھے رہیں گے۔ اُس نے کہا کہ ائمہ کونسے؟ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں کچھ رؤسا اور اشراف نہیں ہیں جو قوم کے لوگوں کو حکم دیتے ہوں اور وہ اُن کی اطاعت کرتے ہوں؟ اس نے کہا کہ ضرور ہیں تو آپ نے فرمایا تو وہ لوگوں پر مثل ائمہ کے ہیں، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اور اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت نے صدیقِ اکبرؓ کے حقوقِ خلافت پر قیام کی تعریف کی ہے۔ مروی ہے عبد خیرؒ سے کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہترین حال میں جس پر انبیاءؑ میں سے کسی نبی نے وفات پائی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ کہا کہ پھر ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کی سنّت کے مطابق کام کئے۔ پھر ابو بکرؓ نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ تو اُنھوں نے اُن دونوں کے عمل اور اُن کی سُنّت کے مطابق کام کئے پھر اُنھوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبیؐ اور ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل تھے، اس کو ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ابو بکرؓ پر جو (بوجھ) آپڑا تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر آپڑتا تو اُس کو بھی توڑ دیتا اور مدینہ میں نفاق بلند ہوگیا اور عرب مُرتد ہوگئے تو واللہ

Marfat.com

ما اختلفوا فی نقطۃٍ الاّ طار اَبِیْ بحظّہا و
غنائہا فی الاسلام وکانت تقول مع
ہٰذا ومَنْ رَای عمرَ بن الخطابِ عَرَفَ اَنّہٗ خُلق
غَناءً للاسلام کان واللّٰہ اَحْوَذِیًّا نَسِیْجَ وحدہٖ
قد اَعَدَّ للامور اَقْرانہا اخرجہ ابن ابی شیبۃ
وقال عبداللّٰہ بن الاہتم واعظُ الشّام فی
خطبتہ الطویلۃ ثم قامَ بعدَہ ابوبکر فسلکَ
سُنّتَہٗ (رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم) و اَخذَ سَبیلہ و ارتدَّت
العربُ او من فعلَ ذٰلک منہم فابٰی
اَن یقبل منہم بعدَ رسولِ اللّٰہ صلے
اللّٰہ علیہ وسلّم الاَّ الذی کان قابلاً
انتزعَ (برکشید ۱۲) السّیوف من اغمادِھا (میانہا ۱۲)
و اوقد النیرانَ فی شعلہا ثم تکنّبَ
باَھلِ الحق اہلَ الباطل فلم یَبرحْ
یُقطِّعُ اوصالَہم و یَسقِی الارضَ
دماءَھم حتّٰے اَدْخلہم (مفاصلہم ۱۲) فی الَّذی
خرجوا منہ (ای الاسلام ۱۲) و قرّرہم بالّذی نفروا
عنہ و قد کانَ اَصاب من
مال اللّٰہ بَکْرًا یَرْتَوی علیہ و
حَبَشِیّۃً اَرْضَعَتْ لہٗ ولدًا لہٗ
فرَاٰی ذٰلک عند موتہ غُصَّۃً
فی حلقہ فادّٰی ذٰلک الی
الخلیفۃِ من بعدہ و فارَق
الدنیا تقیًّا نقیًّا علٰی منہاج
صاحبہ اخرجہ الدّارمی باز اوّل امرے کہ

اگر (اصحابؓ) ایک نقطہ میں بھی آپس میں اختلاف کیا تو میرے باپ
(اس کو حل کرنے کے لئے) اُڑ کر جہنچے کیونکہ اسلام میں اُن کا بڑا
اور کارِ حصّہ تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ اور
جس نے دیکھا ہے عمرؓ بن الخطاب کو وہ جانتا ہے کہ وہ پیدا کئے
گئے تھے اسلام کے لئے کافی اور وافی بناکر، واللہ بڑے صاحب
تدبیر اور خوبیوں والے تھے اور اُنھوں نے امور کے انتظام پر
اُن کے مناسب لوگوں کو تیار کیا تھا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت
کیا۔ اور عبداللہ بن الاہتمؒ نے جو شام کے واعظ تھے اپنے ایک
طویل خطبہ میں کہا۔ پھر قائم ہوئے بعد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابوبکرؓ تو وہ آپؐ کی سنّت پر چلے اور انھوں نے
آپؐ کے راستہ کو اختیار کیا اور عرب مرتد ہوا یا جس نے اُن میں
سے ایسا کام کیا تو ابوبکرؓ نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے ان کو معاف کرنے سے انکار کردیا بجز ایسے شخص کے جو
(اسلام کو) قبول کرنے والا تھا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ لیں
اور جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور اہل حق کو ساتھ لے کر اہلِ باطل
کو اوندھے مُنہ گرادیا تو برابر اُن کے جوڑ بند کاٹتے اور زمین کو
اُن کا خون پلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کو اُس چیز میں داخل
کرکے چھوڑا جس سے وہ نکلے تھے (یعنی اسلام میں) اور وہاں
اُن کو جاکر چھوڑا جہاں سے وہ بھاگے تھے۔ اور بیت المال میں
اُن کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر لاد کر پانی لایا جاتا تھا
اور ایک حبشی کنیز تھی جو آپ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی
تو آپ نے اپنی موت کے قریب ان کو بھی اپنے حلق میں اٹکا ہوا
دیکھا تو اُن کو اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے پاس بھیجدیا اور
دنیا سے بحالتِ تقوٰی پاک وصاف گزر گئے اپنے رفیق کے طریقہ پر،
اس کو دارمی نے روایت کیا۔ پھر سب سے پہلا کام جس کے پورا کرنیکا

Marfat.com

صدیق اکبر رضؓ متصدّی اِمضائے آن شد انجازِ وعدہای آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم وقضای دیوانِ او عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن انّہ قالَ قدم علے ابی بکر الصّدیق مالٌ من البحرین فقال مَن کان لہٗ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دَین او عِدَۃٌ فلیأتنی فجاءہٗ جابر بن عبد اللہؓ فحفن لہٗ ثلٰثَ حفنات اخرجہ مالک واخرج البخاری قصۃ حفناتِ جابرٍ بطرقٍ مختلفۃٍ بعد ازان بالتماسِ حضرتِ فاروق رضؓ بجمع قرآن بَین اللوحَین باہتمام عظیم مشغول شد واین قصّہ بخوب ترین صورتے در بخاری مذکور است حضرت مرتضیٰ رضؓ میگفت رَحِم اللہُ ابابکر جمعَ القرآنَ بین اللّوحین بعد ازان نسق حضرت صدیقؓ درباب نصب عمال آن بود کہ عاملانِ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم مسلّم می گزاشت مگر آنکہ ایشان خود استعفا کنند فی الاستیعاب کان خالدٌ یعنی ابنِ سعید واخوتہٗ عُمّالاً لرسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرجعوا من عمالتہم حین ماتَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر مالکم رجعتم من عُمالتکم ما احدٌ احقّ بالعمل من عُمّالِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارجعوا الیٰ اعمالکم فقالوا نحن بنو ابی اُحَیحَۃ لانعمل لاحدٍ بعدَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابدًا

صدیق اکبر رضؓ نے اہتمام کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کا پورا کرنا اور آپؐ کے قرضوں کا ادا کرنا تھا۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ نے کہا (یعنی اعلان کیا) کہ جس کسی کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ میرے پاس آئے۔ تو اُن کے پاس جابر بن عبد اللہ رضؓ گئے تو اُن کو تین دوہتڑیں بھر کر دیں، اس کو روایت کیا امام مالکؒ نے۔ اور بخاریؒ نے جابر رضؓ کی دوہتڑوں کے قصہ میں مختلف اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے بعد حضرت فاروق رضؓ کے التماس پر قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتّوں کے درمیان) جمع کرنے کے اہتمامِ عظیم میں مشغول ہوئے۔ اور یہ قصہ بہت خوبصورتی کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ حضرت مرتضیٰ رضؓ فرمایا کرتے تھے اللہ رحمت نازل کرے ابوبکر رضؓ پر کہ اُنھوں نے قرآن کو دو تختیوں کے درمیان جمع کر دیا۔ اس کے بعد عاملوں کے نصب کرنے کے بارے میں حضرت صدیق رضؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جو عامل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے تھے اُن کو بدستور رہنے دیتے تھے بجز اس کے کہ یہ لوگ خود استعفا دیں۔ استیعاب میں ہے کہ خالد یعنی خالد بن سعیدؓ اور اُن کے بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عُمّال تھے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹے ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عُمّال میں سے کوئی تم سے زیادہ عمل کا حقدار نہیں ہے! اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو اُنھوں نے کہا کہ ہم ابواحیحہ کی اولاد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے عمل (یعنی ملازمت) نہیں کرینگے۔

Marfat.com

فمضوا الى الشام فقتلوا جميعًا و فی الاستيعاب
كتب عبدالله بن الارقم للنبی صلی الله علیه
وسلم ثم لابی بکر واستکتبه عمرو استعمله علی
بیت المال وعثمان بعده و فی الاستیعاب عتاب
ابن اسید استعمل رسول الله صلی الله علیه وسلم
علی مکة عام الفتح واقره علیها ابوبکر فلم یزل
علیها الی ان مات بعدازاں ہر کسے راکہ آں
حضرت صلی الله علیه وسلم بحفظ و رعایت او
امر فرموده بود صدیق اکبرؓ بنا بر تعظیم
وصیت آنحضرت صلی الله علیه وسلم در
رعایت وے اہتمام تمام می نمود فی الاستیعاب
سندر مولی زنباع مثل به مولاه فاعتقه
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول
الله اوص بی فقال اوصی بک کل مسلم
فلما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی
سندر الی ابی بکر فقال احفظ فیّ وصیة
رسول الله صلی الله علیه وسلم فعاله
ابوبکر حتی توفی ثم اتی بعده الی عمر
فقال له عمر ان شئت ان تقیم
عندی اجریت علیک والا فانظر
ای المواضع تحب فاکتب لک
فاختار سندر مصر فکتب له
عمر الی عمرو بن العاص تحفظ
فیه وصیة رسول الله صلی الله
علیه وسلم فلما قدم علی عمرو

پھر یہ سب شام چلے گئے اور سب مقتول ہوئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ عبداللہ بن الارقمؓ کاتب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر کاتب ہوئے ابوبکرؓ کے اور اُن کو کاتب بنایا عمرؓ نے اور اُن کو بیت المال پر عامل بنایا اور اُن کے بعد عثمانؓ نے بھی اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح والے سال عتاب بن اُسید کو مکہ پر عامل بنایا اور ابوبکرؓ نے اُن کو برقرار رکھا پھر وہ برابر اپنے انتقال تک مکہ پر عامل رہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی حفاظت اور رعایت کے لئے حکم فرمایا تھا صدیق اکبرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے احترام کے پیشِ نظر اُس کی رعایت کرنے کا پورا اہتمام رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ سندر جو زنباعؓ کا غلام تھا اُس کے آقا نے اُس کے ناک کان کاٹ دیئے تھے پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے حق میں کچھ وصیت کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو سندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا لحاظ رکھیئے تو اس کا ابوبکرؓ نے نفقہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی۔ پھر اُن کے بعد یہ عمرؓ کے پاس آیا تو اُس سے عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس قیام کرنا چاہے تو میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں ورنہ غور کر لے کہ تو کس جگہ رہنا پسند کرتا ہے (وہاں کے حاکم کو) تیرے بارے میں لکھ دوں۔ تو سندر نے مصر کو پسند کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی حفاظت کرو۔ جب یہ عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچا

Marfat.com

تعظیم کردند ارضاً واسعۃً و داراً و فی الاستیعاب کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یزور ام ایمن و کان ابوبکر و عمر یزورانہا بعد ازان حضرت صدیق رض بتوقیر اہل بیت نبوت و تعظیم ایشان اقصے الغایت وصیت فرمود وقال ابوبکر ارقبوا محمداً صلے اللہ علیہ وسلم فی اہل بیتہ رواہ جماعۃ بعد ازاں در حفظ ناموس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در منکوحات او سعی تمام بجا آورد و در مسئلہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مباحثہ افتاد فی الاستیعاب قتیلۃ بنت قیس تزوجہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومات عنہا قبل ان یدخل بہا فتزوجہا عکرمۃ بن ابی جہل بحضر موت فبلغ ابابکر فقال لقد ہممت ان احرق علیہما بیتہما فقال لہ عمر ماہی من امہات المومنین لا دخل بہا ولا ضرب علیہا الحجاب باز حضرت صدیق رض اول خلیفہ است کہ برائے او وظیفہ از بیت المال مقرر شد عن عائشۃ لما استخلف ابوبکر الصدیق قال لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مؤنۃ اہلی و شغلت بامر المسلمین فسیاکل آل ابی بکر من ہذا المال بیت المال

تو انھوں نے اس کو ایک وسیع قطعہ زمین اور ایک مکان جاگیر دیدیا۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ام ایمن رض سے ملنے جایا کرتے تھے اور ابوبکر رض و عمر رض بھی اُن سے ملنے کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رض نے اہل بیتِ نبوت کی توقیر اور اُن کی تعظیم کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنے کی وصیت فرمائی (استیعاب میں ہے) اور ابوبکر رض نے فرمایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے احترام کا خیال رکھو اُن کے اہل بیت کے بارے میں، اس کو ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کے بعد جن عورتوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اُن کے ناموس کے تحفظ میں آپ پوری سعی فرماتے رہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر مدخولہ سے تحریم نکاح کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ استیعاب میں ہے کہ قتیلہ بنتِ قیس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آپ کی وفات ہوگئی تو اُن سے حضر موت میں عکرمہ رض بن ابی جہل نے نکاح کر لیا، یہ خبر ابوبکر رض کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر رض نے کہا کہ وہ امہات المومنین میں سے نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس گئے اور نہ اُس پر پردہ ڈالا (یعنی تخلیہ کیا)۔ پھر حضرت صدیق رض سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مروی ہے عائشہ رض سے کہا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے تو فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ (یعنی تجارت) میرے اہل و عیال کے (مصارف کو) برداشت کرنے سے عاجز نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوگیا تو اب آلِ ابوبکر رض کو اس مال میں سے (یعنی بیت المال سے) کھانا ہوگا

Marfat.com

و یحترف للمسلمین فیہ اخرجہ البخاری
باز حضرت صدیق رض را در مسئلہ ہل تجب
علی المرتدین اذا تابوا دیۃ من قتلوہ
فی ایام الردۃ با حضرت فاروق رض اختلاف
افتاد قال البغوی روی عن ابی بکر انہ
قال لقوم جاءوہ تائبین تدون قتلانا و
لا ندی قتلاکم فقال عمر لا ناخذ لقتلانا
دیۃ اصح قولی امام شافعی رح مذہب
حضرت صدیق است جمعے از علماء گفتند
منہم البغوی احتمال دارد کہ مذہب
حضرت فاروق رض موافق مذہب صدیق
اکبر رض باشد غیر انہ رای الاعراض عن
الزام الدیۃ ترغیبا لہم فی الثبات علی
الاسلام باز فقہاء مسلمین در تغریب
زانی اختلاف دارند حضرت صدیق رض
احیاء سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نمود در تغریب زناۃ و الی الیوم اکثر فقہاء
وجملہ محدثین بر مذہب وے رفتند عن ابن
عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جلد و غرب و ان ابا بکر جلد و غرب و
ان عمر جلد و غرب اخرجہ البغوی وغیرہ
باز علماء مسلمین متفق اند درانکہ

اور ابوبکر مسلمانوں کی خدمت[ع] کرے گا اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ پھر اس مسئلہ میں کہ کیا مرتدین پر جب کہ وہ توبہ کرلیں اُن
لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے مُرتد ہونے کے
دنوں میں قتل کیا تھا حضرت صدیق رض کا حضرت فاروق رض کے
ساتھ اختلاف واقع ہوا۔ بغوی نے کہا کہ مروی ہے ابوبکر رض سے
کہ اُنھوں نے قوم کے اُن لوگوں سے جو توبہ کرکے آتے کہا کہ تم
ہمارے میں کے مقتولوں کی دیت دو اور ہم تم میں کے مقتولوں
کی دیت نہ دیں گے۔ پھر عمر رض نے کہا کہ ہم اپنے مقتولوں کی دیت
نہ لیں گے۔ امام شافعی رح کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول
حضرت صدیق رض کا مذہب ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا
ہے جن میں بغوی رح بھی ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت فاروق رض
کا مذہب صدیق اکبر رض کے مذہب کے موافق ہو (اور اس ارشاد
کی کوئی وجہ نہ ہو) بجز اس کے کہ انھوں نے دیت کے لازم
کرنے کی رائے سے اعراض کیا ہو تاکہ ان لوگوں کو ترغیب ہو جائے
اسلام پر ثابت قدم رہنے میں۔ پھر فقہاء مسلمین میں اختلاف ہے
ایسے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں جو کنوارا ہو۔ حضرت
صدیق رض نے زانیوں کو شہر بدر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت کا احیاء کیا اور آج تک اکثر فقہاء اور تمام
محدثین ان ہی کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ مروی ہے ابن عمر رض
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے اور
شہر بدر کیا اور عمر رض نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا۔ اس کو
بغوی رح وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر علماء مسلمین اس میں متفق ہیں کہ

ع بعض نے کہا ویحترف للمسلمین سے یہ مراد ہے کہ وہ مسلمانوں کے فائدے کیلئے تجارت بھی کریں گے۔ یعنی بیت المال سے جو روپیہ میں اپنے گھر والوں کے ضروری خرچ کے لئے لوں گا اتنا ہی یا اس سے زیادہ تجارت کرکے پھر اُس میں داخل کردوں گا۔ (لغات الحدیث) اس معنے میں یہ استبعاد ہے کہ اگر آپ کے پاس تجارت کے لئے وقت ہوتا تو ہرگز نہ لیتے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر رض اب وہ پیشہ تجارت ترک کرلیں اب جو اس کا پیشہ ہوگا وہ امور خلافت کی انجام دہی ہوگا ۱۲ مترجم

Marfat.com

اذا سرق اوّلاً قُطِعت یدُہ الیمنیٰ فان
سرق ثانیاً قُطعت رجلہُ الیسریٰ باز
مختلف شدند درآنکہ چون ثالثاً سرقہ کند
چہ باید کرد امام مالکؒ و امام شافعیؒ
قُطِعت یدہ الیسریٰ اختیار کردہ اند ثم
ان سرق قُطِعت رجلہ الیمنیٰ و امام ابو حنیفہؒ
گفتہ یُعزّر و یحبس و لا قَطع علیہ اذا
سرق بعد قطع الید الیمنیٰ و الرجل الیسریٰ
ماخذ امام مالکؒ و شافعیؒ حدیثے است
کہ ہر دو در کتب خود روایت کردہ اند
و بران اعتماد نمودہ مالکؒ عن عبدالرحمٰن
ابن القاسم عن ابیہ ان رجلاً من اہل
الیمن اَقطع الید و الرجل قدم فنزل علی
ابی بکر الصدیق فشکیٰ الیہ ان عامل
الیمن ظلمہ و کان یصلّی من اللیل فیقول
ابو بکر و ابیک ما لیلک بلیل سارق
ثم انہم افتقدوا حلیاً لاسماء بنت
عمیس امرأۃ ابی بکر فجعل یطوف
معہم و یقول اللّٰھم علیک بمن بیّت
اہل ہٰذا البیت الصالح فوجدوا الحلی عند
صائغ زعم ان الاقطع جاءہ بہ
فاعترف الاقطع او شُہد
علیہ فامر بہ ابو بکر فقُطعت
یدہ الیسریٰ و قال ابو بکر
واللہ لدعاؤہ علی نفسہ

جب کوئی پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اُس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ پھر اس میں مختلف الرائے ہو گئے کہ جب تیسری مرتبہ چوری کرے تو کیا کیا جائے؟ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے یہ اختیار کیا کہ اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو اُس کا داہنا پاؤں کاٹا جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سزا دی جائے اور قید کیا جائے اور اُس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا جب کہ اُس نے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے جانے کے بعد چوری کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کا ماخذ ایک حدیث ہے جس کو دونوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن القاسمؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ اہل یمن میں کا ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا آیا اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس اُترا اور اُن سے شکایت کی کہ یمن کے عامل نے اُس پر ظلم کیا اور وہ رات کو نماز (یعنی نفلیں) پڑھا کرتا تھا تو ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ تیرے باپ کی قسم تیری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ اسماءؓ بنتِ عمیس ابو بکرؓ کی بی بی صاحبہ کا زیور چوری ہو گیا جس کو اُنھوں نے تلاش کیا تو یہ شخص اُن کے ساتھ پھرتا رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ یا اللہ! آپ پکڑیں اُس شخص کو جس نے اس نیک گھر والوں پر چھاپہ مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس زیور کو ایک سُنار کے پاس پایا جس نے یہ بیان دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا اُس کو دے گیا ہے، پھر اُس ہاتھ پاؤں کٹے نے اقرار کر لیا یا اُس پر شہادت گزر گئی تو اس کے بارے میں ابو بکرؓ نے حکم دیا پھر اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ واللہ اُس کا اپنے نفس پر بد دعا کرنا کہ الٰہی پکڑ اس شخص کو الخ

Marfat.com

اشدّ عندی علیہ من سرقتہ و سابق تحریر
یافت کہ صدیق اکبرؓ حد شارب خمررا
بچہل ضربہ معین ساخت و علیہ الشافعی
قال الاربعون الاخریٰ تعزیرٌ یجوز
فعلہٗ ویجوز ترکہ قال البغوی رحمہ اللہ
اختلفوا فی التفضیل علی السابقۃ والنسب
عند قسمۃ الفیٔ فذہب ابوبکر الی التسویۃ
بین الناس واولی الفضل بالسابقۃ حتی
قال لہ عمر اتجعل الذین جاہدوا فی
اللہ باموالہم وانفسہم وھاجروا
دیارہم کمن دخل فی الاسلام کرہًا
فقال ابوبکر انما عملوا للہ وانما
اجورہم علی اللہ وانما الدنیا بلاغ
وکان عمر یفضل علی السابقۃ والنسب بندۂ
ضعیف گوید کہ این اختلاف در حکم شرعی
نیست بلکہ درزمان حضرت صدیقؓ کثرۃ فیٔ
کہ محل تفضیل بسابقہ ونسب باشد حاصل نشد لاجار
منظور نظر صدیق اکبرؓ احیاء این نفوس شد باقل
آنچہ وجہ کفاف ایشان تواند بود و در عہد
فاروق اعظمؓ فیٔ بکثرت جمع شدہ
و از قدر کفایت بیشتر حاصل گشتہ پس
تفضیل اہل سوابق را گنجایش بہم
رسید عن میمون بن مہران
قال کان ابوبکر اذا اراد
ان یبعث بعثًا

لشکرے ۱۲

میرے نزدیک اس شخص کے حق میں زیادہ سخت ہے اُس کے چوری کرنے سے (اس لئے کہ اگر وہ خدا کو عالم الغیب اور قادر مطلق سمجھتا تو یہ کلمات نہ کہتا) اور پہلے لکھا جا چکا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے شارب خمر کی چالیس ضربیں مقرر کردی تھیں اور اسی پر شافعیؒ کا قول ہے کہ دوسری (مرتبہ کی) چالیس ضرب (حد نہیں بلکہ) تعزیر (یعنی سزا) ہے جس کا فعل بھی جائز ہے اور ترک بھی جائز۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بارے میں انھوں نے اختلاف کیا کہ اسلام پر سبقت کرنے اور نسب کی بنا پر مالِ غنیمت کی تقسیم میں فضیلت (ترجیح) دی جائے۔ تو ابوبکرؓ عام لوگوں کے اسلام پر سبقت کی بنا پر جو صاحبِ فضیلت تھے ان کے درمیان برابری قائم رکھنے کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ اُن لوگوں کو جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے اور اپنے شہروں کو چھوڑا اُن کے برابر کررہے ہو جو اسلام میں کراہت کے ساتھ داخل ہوتے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اُنھوں نے جو کچھ عمل کئے اللہ کے لئے کئے اور اُن کے اجر اللہ پر ہیں اور دنیا تو گزشتنی (حقیر چیز) ہے۔ اور عمرؓ (اپنے زمانہ میں) اموال سابقہ اور نسب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں مالِ غنیمت کی کثرت جو خدماتِ سابقہ ونسب کا محل ہے حاصل ہی نہ ہوتی تھی اس مجبوری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کی نظر ان نفوس کے (کسی نہ کسی طرح) زندگی قائم رکھنے پر رہی کہ کم سے کم گزارے کی صورت میسر ہوسکے اور فاروقِ اعظمؓ کے عہد میں اموالِ غنیمت بکثرت جمع ہوتے اور قدر کفایت سے زیادہ حاصل ہوا تو اہلِ سوابق کی تفضیل کے لئے گنجائش نکل آئی۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہ ابوبکرؓ جب کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے

Marfat.com

یریب الناس فاذا کمل لہ من البدرۃ ما یرید جہزہم بما کان عندہ ولم تکن الاَعْطِیَۃُ فُرِضَتْ علیٰ عہد
اخرجہ ابن ابی شیبۃ باز در آخر ایام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ ردت نمودار گردید و بعد از وفات وے صلی اللہ علیہ وسلم این فتنہ استحکام یافت از انجملہ مُسَیلمہ کذّاب دعوای نبوت کرد و فوجے عظیم از اہل یمامہ و اہل نجد با خود جمع نمود حضرت صدیق رضہ مسلمین را برائے قتال آنجماعہ برخواند و خالد بن ولید را امیر ساخت چون تلاقی فئتین واقع شد اول بر مسلمانان ہزیمت افتاد ثانیاً بسعی جمعے از نبلاء صحابہ رضہ مانند ثابت بن قیس و زید بن الخطاب برادر فاروق اعظم رضہ و براء بن مالک فتح اسلام میسر شد و این عزیزان شربت شہادت چشیدند رضوان اللہ علیہم و مُسَیلمہ بدوزخ پیوست و جماعۂ او متفرق گشت و آن یکے از فتوح عظیم اسلام بود گویا فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باب خالد سیف من سیوف اللہ تمہید و تولیہ این فتح بودہ است و از انجملہ بنو عبد القیس جمعے از ناحیہ بحرین بشرف اسلام مشرف شدہ بودند و قدم راسخ پیدا کردہ درین ایام بنو بکر با منذر بن ساوی در ساختہ قصد آن مسلمانان نمودند ایشان این ماجرا را بعرض صدیق اکبر رضہ رسانیدند و وے رضی اللہ عنہ جماعۂ از مسلمین را بر جہاد دعوت فرمود و بسرکردگی علاء بن الحضرمی ایشان را بحرب بنو بکر روان نمود

تو لوگوں کو طلب کرتے تھے تو جب وہ شمار پوری ہو جاتی جس کا وہ ارادہ رکھتے ہوتے تو ان کے لئے اتنا سامان کر دیتے جو اُن کے پاس ہوتا اور اُن کے عہد میں وظائف مقرر نہیں کئے گئے تھے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں مرتد ہونے کا فتنہ نمودار ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فتنہ مستحکم ہو گیا۔ اُن میں سے ایک فتنہ یہ تھا کہ مُسَیلمہ کذّاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ اور نجد والوں کی ایک عظیم فوج اپنے پاس جمع کر لی۔ حضرت صدیق رضہ نے مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ قتال کے لئے بلایا اور خالد بن ولید رضہ کو امیر بنایا۔ جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو اوّل مسلمانوں پر ہزیمت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بزرگان صحابہ رضہ کی ایک جماعت کی کوشش سے جیسے ثابت بن قیس اور زید بن الخطاب فاروقِ اعظم رضہ کے بھائی اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے فتح اسلام کی ہوئی اور ان عزیزوں نے شربت شہادت پیا اور مُسَیلمہ جہنم رسید ہوا اور اس کی جماعت متفرق ہو گئی اور یہ اسلام کی ایک بڑی عظیم الشان فتح ہوئی۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالد رضہ کے بارے میں کہ وہ ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں سے تمہید اور اطلاع اسی فتح کی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو عبد القیس اور بحرین کے نواحی کی ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی تھی اور ان میں پختگی پیدا ہو گئی تھی، ان ایام میں بنو بکر نے منذر بن ساوی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اُنھوں نے یہ ماجرا صدیقِ اکبر رضہ کی خدمت میں پہنچایا اور آپ نے مسلمانوں کی جماعت کو جہاد کے لئے دعوت دی اور علاء رضہ ابن الحضرمی کی سرکردگی میں ان کو بنو بکر سے جنگ کے لئے روانہ کیا

Marfat.com

و علاء حضرمی را در راه کرامتی باہرہ ظاہر شد و آن
استجابت دعا، او بود بظہور آبے کہ دفع عطش نماید
آخر ہا شبخون بر کفار زدند و فتحے عظیم نمایاں گشت
و از انجا بجزیرۃ دارین (موضع بالشام ۱۲) نہضت نمود و درین اثناء
کرامتے دیگر نمودار شد و آن نیز استجابت دعا
او بود در نقص آب تا آنکہ اخفاف اہل تمام
در آب غرق نشد اینجا نیز فتحے عظیم بروی کار
آمد و از انجا بطرف منذر بن ساوی متوجہ شدہ
غلبہ نمایان بدست آوردند و فی الاستیعاب
کان یقال ان العلاء بن الحضرمی کان مجاب الدعوۃ
و انہ خاض البحر بکلمات قالہا و دعا بہا و ذلک
مشہور عنہ و درینجا سر تقدیم صدیق اکبرؓ علاءؓ بن
حضرمی را ظاہر و نمایان گردید و از انجملہ آنکہ
اہل عمان و مہرہ کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مسلمان شدہ بودند درین ہنگام
مرتد گشتند و جیفر و عبد کہ حکومت آن دیار
بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلق بایشان
داشت قصہ ارتداد آن طائفہ بعرض صدیق
اکبرؓ رسانیدند وی رضی اللہ عنہ مسلمین را
برائے جہاد جمع کرد حذیفہ بن محصن حمیری را
برائے ریاست عمان و عرفجہ بارقی را
بریاست مہرہ مقرر فرمود و عکرمہ را
کہ از فتح یمامہ ہنوز مراجعت نہ
کردہ بود بکمک ایشان مامور ساخت
بعد تلاقی فئتین

اور علاءؓ بن الحضرمی کی راستہ میں ایک کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور وہ اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی ایک پانی کے ظہور کی صورت میں کہ جس سے (تمام لشکر) اپنی پیاس بجھالے۔
اس کا آخری انجام یہ ہوا کہ اُنھوں نے کفار پر شبخون مارا اور ایک فتح عظیم نمایاں ہوئی اور وہاں سے جزیرۃ دارین کی طرف (جو شام کا ایک موضع ہے) کوچ کیا۔ اس دَوران میں ان کی دوسری کرامت نمودار ہوئی اور وہ بھی اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی پانی کے کم ہوجانے کی صورت میں یہاں تک کہ اونٹوں کے پورے کُھر بھی پانی میں نہیں ڈوبے۔ (حالانکہ دریا چڑھاؤ پر تھا) یہاں بھی ایک عظیم فتح میسّر ہوئی۔ پھر یہاں سے منذر بن ساوی کی طرف متوجہ ہوئے اور نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور استیعاب میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ علاءؓ بن الحضرمی مستجاب الدعوات تھے اور وہ دریا میں گھس گئے کچھ کلمات پڑھ کر اور اُن کے ساتھ دعاء کرکے اور یہ بات اُن کی نسبت مشہور ہے۔ اس موقع پر یہ راز ظاہر و نمایاں ہوگیا کہ صدیق اکبرؓ نے اس وجہ سے علاءؓ بن الحضرمی کو سردار لشکر بنایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اہل عمان و مہرہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لاتے تھے اس زمانہ میں مُرتد ہوگئے۔ اور جیفر اور عبد نے کہ اُن شہروں کی حکومت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان سے متعلق تھی اس جماعت کے مُرتد ہوجانے کا قصہ صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے جمع کیا اور حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان پر حکومت کے لئے اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر حکومت کے لئے آپ نے متعین فرمایا اور عکرمہ کو جو کہ یمامہ کی فتح سے ابھی تک نہیں لوٹے تھے ان کی کمک کے لئے مامور کیا۔ دونوں جماعتوں کے مل جانے کے بعد

Marfat.com

جنگِ عظیم واقع شد و ہزیمت نمایاں برکفار
افتاد و ازاں جملہ آنکہ قبیلہ کندہ و ناحیہ
حضرموت و یمن در آخر سنین ہجرت بشرفِ
اسلام مشرف شدہ بودند و آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم تعین امرا برایشان فرمودہ درین والا
ارتداد پیش گرفتند و اُمرائے مسلمین بجبالِ
متحصّن شدہ ماجرا بعرض حضرت صدیق رضؓ
رسانیدند وی رضے اللہ عنہ برائے قتالِ آنہا
مسلمین را بر خواند و ہمراہ زیاد بطرفِ
آنجامہ فرستاد مسلمانان بعد زد و بُرد
بسیار بجنگِ عکرمۃ بن ابی جہل بامرادِ خویش
فیروز و منظفر بازگشتند و اشعث بن قیس
راکہ از رؤساء مرتدین بود مسلسل و مغلول
بحضورِ حضرت صدیق رضؓ فرستادند صدیق اکبر
چون دلاوری وسپہ سالاری و صدق توبہ
اشعث ملاحظہ نمود اورا خلاص فرمود وخواہرِ
خود اُمِّ فروہ را بنکاحِ او داد و آخرھا
فراست حضرت صدیق رضؓ کارِ خود کرد کہ در
مجاہدات عراق تعدد نمایاں ازشے ظاہر گشت فی الاستیعاب روی عن الاشعث
قال قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثین راکباً من کندۃ فقالوا
یا رسول اللہ نحن بنو آکل المرار وانت ابن آکل المرار فتبسم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال نحن

جنگِ عظیم واقع ہوئی اور کفار پر نمایاں شکست واقع ہوئی۔ اور
ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبیلہ کندہ اور اطراف حضرموت و
یمن کے رہنے والے ہجرت کے آخری برسوں میں شرفِ اسلام سے
مشرف ہوتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر
اُمراء کا تقرر بھی فرما دیا تھا اس زمانہ میں یہ لوگ بھی مُرتد ہوگئے
اور اُمراء مسلمین نے پہاڑوں میں قلعہ بند ہو کر تمام ماجرا حضرت
صدیق اکبر رضؓ کے حضور میں پہنچایا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے ان
لوگوں سے قتال کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور ایک لشکر
زیادؓ کی سرکردگی میں اُس جماعت کی طرف بھیجا۔ مسلمان بہت
کُشت وخون کے بعد عکرمہؓ بن ابی جہل کی کمک سے کامران،
فتحمند اور مظفر واپس ہوئے۔ اور اشعث بن قیس کو جو کہ مُرتدین
کے رؤساء میں سے تھا زنجیر میں جکڑ کر اور ہاتھ باندھ کر حضرت
صدیق رضؓ کے حضور میں بھیجا۔ صدیق اکبر رضؓ نے جب اشعث کی سچائی
اور اس کی دلاوری وسپہ سالاری کا ملاحظہ فرمایا تو اس کو رہا
کر دیا اور اپنی بہن اُمِّ فروہ کو اُس کے نکاح میں دیدیا۔ انجام کار
حضرت صدیق رضؓ کی فراست نے اپنا کام کیا کہ عراق کے مجاہدات
میں اس شخص کے نمایاں کارنامے ظاہر ہوئے۔ استیعاب میں
ہے روایت کیا گیا ہے اشعثؓ سے کہ وہ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس قبیلہ کندہ کے تیس سواروں کے ساتھ پھر ان
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ
ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور کہا کہ ہم

[illegible] مُرار بضم میم ایک کڑوا درخت ہے جب اس میں سے اونٹ کھاتا ہے تو اُسکے ہونٹ سکڑ جاتے اور دانت کھل جاتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایسے شخص کو
[illegible] کے دانت کھلے ہوئے رہیں آکل المرار کہا گیا۔ اس مناسبت سے حُجر کو جو مشہور شاعر امرء القیس کا پردادا تھا آکل المرار کہا جاتا تھا جو کندہ کی اولاد میں سے
[illegible] لوگوں کے اجداد میں سے تھا۔ ان میں سے کوئی عورت آنحضرتؐ کے اجداد میں سے کسی کی بیوی تھیں اسلئے انھوں نے بھی آپ کو ابن آکل المرار کہدیا جس کا
[illegible] اشتقاق اھم

بنو النضر بن کنانہ۔ لانقفوا امنا و لا ننتفی من ابینا وفیہ ایضاً کان فی الجاہلیۃ رئیساً مطاعاً فی کندۃ وکان فی الاسلام وجیہاً فی قومہ الا انہ کان ممن ارتد عن الاسلام بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم راجع الاسلام فی خلافۃ ابی بکر الصدیق واُتی بہ ابو بکر اسیراً قال اسلم مولٰی عمر بن الخطاب کانی انظر الی الاشعث ابن قیس وہو فی الحدید وہو یقول فعلتُ وفعلتُ حتی کان آخر ذلک سمعت الاشعث یقول استبقنی لحربک وزوجنی اختک ففعل ابو بکر قال ابو عمر اخت ابی بکر الصدیق التی زوجہا من الاشعث بن قیس ہی ام فروۃ بنت ابی قحافۃ وہی ام محمد بن الاشعث فلما استخلف عمر خرج الاشعث مع سعد بن ابی وقاص العراق فشہد القادسیۃ والمدائن وجلولاء ونہاوند واختط بالکوفۃ داراً فی کندۃ ونزلہا بالجملہ بتائید الٰہی آخر سال اول از خلافت صدیق اکبرؓ اسلام بطور اول رجوع کرد وفتنہ ارتداد فرونشست وسال دوم مثنیٰ بن حارثہ شیبانی راکہ بمقتضاء کینہاء سابقہ با ملوک عجم بجنگ آویختہ بود حضرت صدیق استمالت نمودہ بخلعت ولوا نواختہ بحرب عجم مامور ساختند اینجا صنعت ملک داری را کار فرماشد وتیر تدبیر او بر نشانہ رسید

نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں کا اتباع نہیں کرتے اور اپنے باپ سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں رئیس تھا کندہ میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی اور اسلام میں بھی اپنی قوم میں وجیہ رہا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے تھا جو اسلام سے مرتد ہوگئے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ پھر مراجعت کی اسلام کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت (کے زمانہ) میں اور آپ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلتُ وفعلتُ کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسا کام کیا اور یہ بھی کیا) یہاں تک کہ آخر کلام میں میں نے اشعث سے سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ آپؓ مجھ کو باقی رکھئے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکرؓ نے ایسا کیا۔ ابو عمر نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کی بہن جن کا نکاح انہوں نے اشعث بن قیس سے کیا تھا اُمّ فروہ بنتِ ابی قحافہ تھیں اور یہ والدہ ہیں محمد بن الاشعث کی۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اشعث سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ نکلے اور قادسیہ اور مدائن اور جلولاء اور نہاوند کی جنگوں میں شریک رہے اور کوفہ میں ایک مکان بنایا اور اس میں رہنے لگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد سے خلافتِ صدیقِ اکبرؓ کے پہلے سال کے آخر میں اسلام پہلی حالت پر واپس آیا اور فتنہ ارتداد مٹ گیا۔ اور دوسرے سال میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو جو کہ پچھلے کینوں کی بناء پر عجم کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ میں اُلجھ رہا تھا حضرت صدیقؓ نے ہمت افزائی کے طور پر خلعت اور جھنڈے سے سرفرازی بخشتے ہوئے عجم کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ یہاں پر ملک داری کی حکمتِ عملی کارفرما ہوئی اور آپ کی تدبیر کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

باز چون عجم در صدد انتقام آمدند و فوجے
بیرون از حساب گرد آوردند خالد بن الولید
را بکمکِ مثنیٰ فرستاد و مثنیٰ را باحترام اقصے
الغایت خالد امر فرمود و این دستور العمل خلفاء
است در توقیر قدماء دولت فی الاستیعاب
المثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی کان اسلامہ
و قدومہ فی وفد قومہ علے النبی صلے
اللّٰہ علیہ وسلم سنۃ تسع و قد قیل
سنۃ عشر و ذکر عمر بن شبۃ عن
شیوخہ من اہلِ الاخبار ان المثنیٰ بن
حارثۃ کان یغیر علے اہلِ فارس بالسواد
فبلغ ابابکر و المسلمین خبرہ و قال عمر
ہٰذا الذی یأتینا وقائعہ قبل معرفۃ نسبہ
فقال لہ قیس بن عاصم اما انہ غیر خاملِ
الذکر ولا مجہولُ النسب ولا قلیلُ العدد
ولا ذلیلُ العمارۃ ذٰلک مثنیٰ بن حارثۃ
الشیبانی ثم ان المثنیٰ قدم علے ابی بکر
فقال یا خلیفۃ رسول اللّٰہ ابعثنی علے قومی
فان فیہم اسلاماً اقاتل بہم اہلَ فارس واکفیک اہلَ
ناحیتی من العدو ففعل ذٰلک ابوبکر فقدم المثنیٰ العراق
فقاتل واغار علے اہلِ فارس ونواحی السوادِ حولاً مجرّما
ثم بعث اخاہ مسعود بن حارثۃ الیٰ ابی بکر
یسألہ المدد و یقول ان امددتنی
وسمعت بذٰلک العرب

پھر جب کہ عجم (یعنی ملوکِ فارس) انتقام کے پیچھے پڑے اور بیشمار فوج میدان میں لے آئے تو آپ رضؓ نے خالدؓ بن الولید کو مثنیٰ کی کمک کے لئے بھیجا اور مثنےؓ کو خالدؓ کے انتہائی درجہ احترام کا حکم بھیجا اور یہ یعنی مملکت کے قدیم کارگزاروں کی عزّت افزائی خلفاء رضؓ کا دستور العمل ہے۔ استیعاب میں ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ کا اسلام لانا اور ان کا اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا سن نو ہجری میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن دس میں۔ اور عمر بن شبہ نے اپنے مورخین شیوخ کی روایت سے ذکر کیا کہ مثنےؓ بن حارثہ اہلِ فارس کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے یہ اطلاعات ابوبکر رضؓ کو اور عام مسلمانوں تک پہنچیں اور عمر رضؓ نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ جسکے کارنامے ہمارے پاس اس کے نسب کی دریافت سے پہلے پہنچ رہے ہیں، اس پر اُن سے قیس بن عاصم نے کہا کہ سنئے وہ غیر معروف اور مجہول النسب نہیں اور نہ قلیل تعداد والا اور نہ گرے ہوئے خاندان کا فرد ہے وہ مثنےؓ بن حارثہ شیبانی ہے۔ پھر مثنیٰؓ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللّٰہ ﷺ! مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے کہ ان میں (جذبہ) اسلام (پورا) ہے تاکہ میں ان کو ساتھ لے کر اہلِ فارس سے لڑوں اور میں اپنے قرب وجوار کے دشمنوں پر اچانک چھاپہ ماردوں۔ تو ابوبکر رضؓ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد مثنیٰؓ عراق آگئے اور اُنھوں نے اہلِ فارس پر قتال اور لوٹ مار کی اور فارس کے دُور کے علاقوں پر بھی پورے ایک سال تک۔ پھر اُنھوں نے اپنے بھائی مسعودؓ بن حارثہ کو ابوبکر رضؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مدد کی درخواست کرے اور کہے کہ اگر آپ رضؓ نے ہماری مدد کی اور اس کو عرب نے سن لیا تو

لغۃ عمارۃ البطن ہے اوپر سے پہلے شعب ہے پھر قبیلہ پھر عمارہ پھر بطن پھر فخذ اس کی جمع عمائر آتی ہے مترجم از لغات الحدیث سے عرتک نا گاہ گرفتن و ناگاہ کشتن

اسرعوا الیّ واذلّ اللہ المشرکین مع انی اُخبرک
یا خلیفۃ رسول اللہ ان الاعاجم تخافنا و تتقینا
فقال لہ عمر یا خلیفۃ رسول اللہ ابعث خالد
ابن الولید مددًا للمثنی بن حارثۃ یکون قریبًا
من اہل الشام فان استغنی عنہ اہل الشام
اَلَحّ علی اہل العراق حتی یُقیم اللہ علمہ فھو
الذی الجأ ابا بکر علی ان یبعث خالد بن الولید*
فکُن معہ فکان المثنی بسواد الکوفۃ فخرج الی
خالد فلقاہ بالنباج وقدم معہ البصرۃ وذکر قصۃ
طویلۃ آخرہا فتوح (اسم قریہ) عظیم میسّر شد بعد
ازان صدیق اکبرؓ را داعیہ فتح شام و روم
بخاطر افتاد در مجمع صحابہؓ خطبہ بلیغہ برخواند
و مردم را بر جہاد کفار ترغیب فرمود و امر
نمود کہ بجہت حرب روم ساختگی نمایند
پس چہار امیر را معین گردانید و ہر یکے
را بامارت ناحیہ نامزد ساخت عمرو بن العاص
را از راہ اَیلہ بفلسطین راہی کرد و ابوعبیدہ
را بحمص و یزید بن ابی سفیان را بدمشق
و شرحبیل بن حسنہ را باردن و حکم کرد کہ
چون ہمہ یکجا جمع شوند امارت تمامی لشکر تعلق
بابو عبیدہ داشتہ باشد و اگر متفرق
شوند ہر یکے امیر قوم خود باشد و
امیر آن ناحیہ کہ برائے او
معین گشتہ است دران ایام
کرامتے باہرہ ظاہر شد

وہ میرے پاس جلد پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ اے خلیفہ رسول اللہؐ! میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ عجمی لوگ ہم سے خوف زدہ ہو گئے ہیں اور ہم سے بچنے لگے ہیں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہؐ! خالدؓ بن الولید کو مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے بھیجئے تاکہ وہ اہل شام سے قریب رہے، پھر جب اہل شام کو اُن کی ضرورت نہ رہے تو وہ اہل عراق کی طرف بڑھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہاں اپنا جھنڈا قائم کر دے۔ تو یہ ہے وہ بات جس نے ابوبکرؓ کو اس پر اُبھارا تھا کہ خالد ابن الولید کو عراق کی طرف بھیجیں۔ مروی ہے ابو رجاء عطاردی سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے مثنیٰ ابن حارثہ کو لکھا کہ میں نے خالد ابن الولید کو والی بنا دیا ہے اس لئے تم اُن کے ساتھ رہو اور مثنیٰ سواد کوفہ میں تھے تو خالد کی طرف چل پڑے اور اُن سے نباج میں آ کر ملے اور ان کے ہمراہ بصرہ آئے اور طویل قصہ ذکر کیا۔ جس کا آخر یہ ہے کہ عظیم فتوحات میسر ہوئیں۔ اس کے بعد صدیق اکبرؓ کے دل میں شام و روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تو آپؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں ایک بلیغ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کفار کے ساتھ جہاد پر ترغیب دے کر حکم دیا کہ روم سے جنگ کے لئے تیاری کریں۔ اس کے بعد آپؓ نے چار امیروں کا تقرر فرمایا اور ہر ایک کو ایک علاقہ کی امارت پر نامزد کیا۔ عمرو بن العاص کو اَیلہ کی راہ سے فلسطین روانہ کیا اور ابو عُبیدہ کو حمص اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق اور شرحبیل بن حسنہ کو اُردن میں، اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پورے لشکر کی امارت کا تعلق ابو عبیدہؓ سے رہے گا اور اگر متفرق ہو جائیں تو ہر ایک اپنی قوم کا امیر ہو گا اور اس علاقہ کا امیر رہے گا جس کے لئے اُس کا تقرر کیا گیا ہے۔ اور اُن ایام میں ایک روشن کرامت کا ظہور ہوا کہ

* الی العراق عن ابی رجاء العطاردی قال کتب ابوبکر الصدیق الی المثنیٰ بن حارثہ انی قد ولیت خالد بن الولید

Marfat.com

و بسبب گفتن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصر قیصر درجنبش آمد باز چون ہرقل بمحاربۂ مسلمین آمادہ شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رضؓ بجانب خالد رضؓ مکتوبے نوشت کہ مہم عراق بمثنّیٰ بن حارثہ رضؓ سپردہ خود بطرف شام متوجہ شود و وے درانجا امیر الامراء باشد بالجملہ فتح دمشق و یرموک بردست وے واقع شد و بر قیصر ہزیمت افتادہ فراست صدیق اکبر رضؓ در تفویض منصب امیر الامرائی بخالد بن الولید تیر بنشانہ زد مورخان بار دیگر فتح دمشق و یرموک درزمان فاروق اعظم رضؓ تقریر میکنند وجہ جمع آنست کہ این فتوح مکرر واقع شدہ واللہ اعلم جمعی کہ بغور سخن نمی رسند اینجا تردد میکنند کہ حضرت صدیق رضؓ ابو عبیدہ رضؓ را چرا معزول فرماید و خالد رضؓ را چرا امیر الامراء سازد و فاروق اعظم رضؓ چرا معاملہ برعکس آن نماید۔

بندۂ ضعیف گوید کہ حضرت صدیق رضؓ بفراست خود دریافت کہ بعض فتوح بردست خالد خواہد بود و حضرت فاروق رضؓ نیز بفراست خود معلوم فرمود کہ فتوح دیگر بردست ابو عبیدہ میسر خواہد ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ بالجملہ ازینجانب مثنّیٰ بن حارثہ بر عجم تاختہا می آورد و ازانجانب امراء اربعہ با خالد بن ولید بر قیصر ہزیمت ہا می فگندند روز بروز فتحے تازہ و غنیمتے بے اندازہ نصیب مسلمانان میشد الٰی ان توفی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ

ـ ـ ـ ـ و در حال مرض

بسبب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے قیصر کا محل ہلنے لگا تھا۔ پھر جب ہرقل مسلمانوں سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا اور اس نے بے شمار فوج جمع کر لی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رضؓ کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی مہم مثنّیٰ بن حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ وہاں امیر الامراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور یرموک کی فتح اُن کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست ہوئی اور صدیق اکبر رضؓ کی فراست نے خالد رضؓ بن الولید کو منصب امیر الامرائی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا) تیر نشانہ پر مار دیا۔ مؤرخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دونوں اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح مکرر واقع ہوئی ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے ابو عبیدہ رضؓ کو (امیر الامرائی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد رضؓ کو کیوں امیر الامراء بنایا اور فاروق اعظم رضؓ نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟

بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ بعض فتوح خالد رضؓ کے ہاتھ پر ہوں گی اور حضرت فاروق رضؓ نے بھی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ دوسری فتوح ابو عبیدہ رضؓ کے ہاتھ سے میسر ہوں گی۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ الغرض اس طرف سے تو مثنّیٰ بن حارثہ عجم پر حملے کر رہے تھے اور اس جانب سے ہر چہار امراء خالد رضؓ بن ولید کے ساتھ مل کر قیصر کو شکستیں دے رہے تھے۔ روز بروز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آ رہی تھی یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وارضاہ کی وفات ہو گئی۔ آور آپ رضؓ نے اپنی بیماری

Marfat.com

حضرت فاروق را بابلغ تدبیر خلافت وصیت
نمود ازانجملہ تعیین مثنیٰ بن حارثہ برائے
جہادِ عجم زیراکہ ہیبتِ وے دردلِ عجم مستقرشدہ
بود حضرتِ فاروق رض بآن ہمہ وصایا قیام فرمود
آخرحال حضرت عثمان رض راکہ درزمانِ خلافتِ
صدیق رض کاتب وے بود طلبید و فرمود
بنویس ہٰذا ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ
الی المسلمین اما بعد فانی قد استخلفت
علیکم این سخن بگفت و بیہوش شد پس
عثمان رض آنچہ ابوبکر رض گفتہ بود بقلم آورد
و از پیشِ خود نوشت کہ عمر بن الخطاب
چہ از ابوبکر رض قبل ازین این معنیٰ را
معلوم کردہ بود بعد ازانکہ ابوبکر رض از
بیہوشی بافاقت آمد باعثمان رض گفت چہ نوشتہ
عثمان رض آنچہ نوشتہ بود بروے خواند تابذکر
عمر رض رسید کہ از پیشِ خود نوشتہ بود ابوبکر رض
گفت ای عثمان رض خدا ترا از اسلام جزائے خیر داد
انگاہ فرمود بنویس فاسمعوا لہ واطیعوا فان
عدل فذلک ظنی وعلمی فیہ وان جار
فلکل امرء ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم
الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد
ازان ابوبکر صدیق دستہائے خود برداشت و
گفت خدایا ویرا خلیفہ ساختم برمسلمانان و
درین امر نخواستم جز صلاحِ حالِ ایشان

کی حالت میں حضرت فاروق رض کو امورِ خلافت کے انصرام کے بارے میں
بلیغ وصیتیں فرمائیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے مثنیٰ بن حارثہ کا تعین
عجم کے جہاد کے لئے کیونکہ اُن کا رُعب عجم کے دل میں بیٹھ چکا تھا۔
حضرتِ فاروق رض نے ان تمام وصیتوں پر عمل کیا۔ آخر حال میں حضرت
عثمان رض کو جو خلافتِ صدیق رض کے زمانہ میں اُن کے کاتب تھے
بُلایا اور فرمایا کہ لکھو ھٰذا ما عھد الخ یعنی وہ ذمہ داری ہے جو ابوبکر رض
ابن ابی قحافہ مسلمانوں پر عائد کر رہا ہے اما بعد میں نے تم پر
خلیفہ بنایا؛ اتنی بات کرنے کے ۔ ۔ بےہوش ہوگئے۔ تو عثمان رض نے
جو کچھ ابوبکر رض نے فرمایا تھا لکھ لیا۔ اور اپنی طرف سے لکھا "کہ عمر
ابن الخطاب رض" کیونکہ ابوبکر رض کی طرف سے ان کو اس ارادے کا علم
ہوگیا تھا۔ پھر اس کے بعد جب کہ ابوبکر رض بےہوشی سے افاقہ میں
آئے تو آپ رض نے حضرت عثمان رض سے پوچھا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟
تو عثمان رض نے جو کچھ لکھا تھا وہ آپ رض کو سُنایا یہاں تک کہ عمر رض
کے نام پر پہنچے جو کہ خود ہی لکھ لیا تھا تو ابوبکر رض نے کہا کہ اے
عثمان رض! خدا تم کو اسلام کی طرف سے جزاءِ خیر دے اور اس کے
بعد فرمایا کہ لکھو فاسمعوا لہ الخ یعنی ان کی بات سنو اور فرمانبرداری
کرو پھر اگر اُنھوں نے عدل کیا تو میرا گمان اور میرا علم ان کے
بارے میں یہی ہے اور اگر اُنھوں نے ظلم کیا تو ہر ایک شخص کے لئے
اُس کے عمل کی پاداش ضروری ہے جو اُس سے سرزد ہو۔ اور صرف
خیر ہی کا مَیں نے ارادہ کیا۔ اور غیب کو میں نہیں جانتا و سیعلم
الذین الخ (اور جنھوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ
کیسی جگہ ہے جہاں ان کو لوٹ کر جانا ہوگا) والسلام علیکم و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ)۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق رض نے اپنے ہاتھ اُٹھائے
اور کہا کہ یا اللہ میں نے اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس
کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا

Marfat.com

وطلے بجا آوردم کہ تو اعلم بودی بآن واجتہاد نمودم
وبہترین ایشان را برایشان والی ساختم وکار ہمہ
را بخدا مفوض گردانیدم خدایا تو علام الغیوبی و نخواستم
درین قصہ حمایت عمر رضی اللہ عنہ و من از دنیا
میروم بجانب آخرت تو خلیفہ باش برایشان
زیراکہ بندگان تو اند و والی ایشان را تو اصلاح
کن برائے ایشان یعنی عمر را رضی اللہ عنہ و
اورا از خلفائے راشدین گردان کہ متابعت کند
سیرت پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت
صالحانے کہ بعد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند وکار رعیت وے را بصلاح آر
پس فرمود تا عہدنامہ مہر کردند و بامرا جیوش
کہ در اطراف و جوانب بودند مثل این عہدنامہ
نوشت و مہر کرد بعد از ان عمرؓ را طلبید و اورا اخبار کرد کہ
ترا بر اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ
ساختم عمر گفت یا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
زحمت را از من دور دار کہ مرا بخلافت حاجت نیست صدیق
گفت اگر ترا بآن حاجت نیست آن را بتو حاجت ہست
القصہ صدیق فاروق را رضی اللہ عنہما درباب
حقوق اللہ و حقوق المسلمین وصیت ہائے
خوب و مواعظ و نصائح مرغوب فرمود و ختم
وصیت باین سخن کرد کہ اگر وصیت مرا نگاہداری
ہیچ غائبے پیش تو از موت دوست تر نہ
باشد و اگر وصیت مرا ضائع
سازی ہیچ غائبے پیش تو

اور میں ایک ایسا عمل بجا لایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور میں نے پورا غور و خوض کیا اور مسلمانوں میں جو سب سے بہتر دیکھا اُس کو اُن پر والی بنا دیا۔ اور سب کے کاموں کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ خدا تو غیب کا بہت جاننے والا ہے میں نے اس قصّہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب داری نہیں چاہی اور میں... دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ اُن کے محافظ رہیئے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور اُن کے والی (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) کی اُن کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح (یعنی رہنمائی) فرماتے رہیئے اور اُن کو خلفائے راشدینؓ میں سے بنایئے کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی کریں اور اُن صالحینؓ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوں گے اور اُن کی رعیت کے کاموں کو سنوار دیجئے۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے اس دستاویز پر مُہر لگائی گئی اور اُمراء جیوش جو کہ اطراف وجوانب میں تھے اس دستاویز کا مضمون لکھا اور مُہر لگائی گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے عمرؓ کو بُلایا اور اُن کو خبر دی کہ میں نے تم کو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجھ سے دُور رکھئے کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اُس کی حاجت نہیں ہے تو اُس کو تو تمہاری حاجت ہے۔ القصہ صدیقؓ نے فاروقؓ کو حقوق اللہ اور حقوقِ مسلمین کے بارے میں بہت عمدہ وصیتیں اور مواعظ اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں فرمائیں۔ اور وصیت کو اس کلام پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کی نگہداشت کرو گے تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک مَوت سے عزیز تر نہ ہوگی۔ اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک

Marfat.com

از موت کردہ تر نبود حالانکہ موت را عاجز نتوانی
کرد مروی است از معیقیب دوسی کہ گفت من وکیلِ
خرچ ابوبکر صدیق بودم چون مرض برو مستولی گشت
نزدے در آمدم وسلام کردم بامر استخلاف مشغول بود
چون فارغ گشت گفت ای معیقیب تو متصدی خرچ
مابودی میانِ من وتو معاملہ برچہ وجہ است گفتم
مرا بر تو بست وپنج درہم ہست وآن را بر تو حلال
کردم فرمود خاموش باش وزاد راہ آخرتِ من
از دین مساز گفتم یا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم گمان نمی برم این مجلس را الا صحبتِ
آخرین میانِ من وتو ودر گریہ افتادم ابوبکر صدیق رض
گفت یا معیقیب گریہ مکن وجزع منمای وطریق
شکیبائی مسلوک دار کہ من امید دارم کہ بجائے
روم کہ مرا بہتر وباقی تر بود ازین خاکدانِ
دنیا معیقیب گوید آنگاہ صدیق رض بریرہ رض را
طلب کرد بنزدِ عائشہ صدیقہ رض فرستاد
تا بست وپنج درہم آورد وبمن داد وبثبوت
پیوستہ از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کہ گفت ابوبکر صدیق رض در روزِ آخر مرض
موت بیہوش شد ومن میگریستم ومیگفتم
عجب مرضی صعب بر پدرِ من طاری گشتہ وی چون
بہوش می آمد واین سخن از من می شنید
می گفت ای دخترک من چنین نیست کہ
تو میگوئی ولیکن جاءت سکرۃ الموت
بالحق ذلک ما کنت منہ تحید الآیۃ

موت سے زیادہ مکروہ نہ ہوگی دراںحالیکہ موت کو (آنے سے)
تم عاجز نہیں کر سکتے۔ اور مروی ہے معیقیب دوسی سے اُنھوں
نے کہا کہ میں ابوبکر صدیق رض کے خرچ کا وکیل تھا۔ جب ان پر
بیماری کا غلبہ ہوا تو مَیں اُن کے پاس گیا اور اُن کو سلام
کیا۔ وہ خلیفہ بنانے کے کام میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوگئے
تو فرمایا اے معیقیب! تم ہمارے خرچ کے منتظم رہے ہو، ہمارے اور
تمہارے درمیان اب معاملہ کی کیا صورت ہے؟ میں نے کہا کہ
میرے آپ رض کے ذمہ پچیس درہم ہیں اور مَیں نے آپ کو معاف
کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ خاموش رہو اور میرا زادِ آخرت قرض
سے نہ بناؤ۔ مَیں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مَیں گمان نہیں کر رہا ہوں اس مجلس کے بارے میں مگر یہ کہ یہ
صحبتِ آخری ہے میرے اور آپ رض کے درمیان، اور مَیں رو پڑا۔
ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اے معیقیب رو تو نہیں، گھبراؤ نہیں،
طریق صبر اختیار کرو کہ میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں
جو میرے لئے اِس خاکدانِ دنیا سے بہتر... اور باقی تر ہے۔
معیقیب کہتے ہیں کہ اُس وقت صدیق اکبر رض نے بریرہ رض کو طلب
کیا اور عائشہ صدیقہ رض کے پاس بھیجا وہ جا کر اُن سے پچیس درہم
لے آئی وہ مجھے دیدیئے اور عائشہ صدیقہ رض سے یہ بات ثابت
ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض موت
کے آخر دن میں بےہوش ہوگئے اور میں رو رہی تھی اور یہ کہہ
رہی تھی کہ بڑا سخت مرض ہے جو میرے باپ پر آپڑا ہے۔
وہ جب ہوش میں آتے تھے اور یہ بات مجھ سے سنتے تھے
تو کہتے تھے کہ اے میری بیٹی! بات وہ نہیں ہے جو تو
کہہ رہی ہے لیکن جاءت سکرۃ الموت الخ (۱۹:۵۰) اور موت
کی سختی یقیناً پیش آئے گی۔ یہی ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔

Marfat.com

وپرسید کہ رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم در چند جامہ کفن کردند گفتم در سہ جامہ سفید سحولی[ع۱] کہ دران سہ جامہ پیراہن و عمامہ نبود پس گفت چہ روز از دنیا نقل فرمود گفتم روز دوشنبہ گفت امروز چہ روزاست گفتم دوشنبہ گفت اُمید دارم بخدای تعالےٰ کہ موت من میانِ امروز و امشب باشد پس در جامہ کہ در برداشت و بیمارداری وے درانجامہ کردہ بودند نظرے فرمود حالانکہ دران جامہ اثرے از زعفران بود گفت این جامہ مرا بشویند و بران دو جامہ دیگر زیادہ سازند و مرا دران کفن کنند گفتم این کہنہ است گفت انّ الحیّ احقّ بالجدید و المیّتُ انّما یصیرُ الے البلےٰ والصّدید پس وصیت نمود زوجہ خود را اَسماء بنت عمیس کہ ویرا غسل دہد و عبدالرحمٰن ابنہ وے را امداد و معاونت نماید و گفت نخواہم کہ ہیچکس جز ایشان جسد برہنہ مرا بیند شب ہنگام از دنیا نقل کرد و بعد از غسل تجہیز و تکفین وے بطور وصیت کردہ بود بعل آوردند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بروے نماز گزاردہ و در حجرۂ عائشہ برابر قبر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبر وی کندند و پسرش عبدالرحمٰن و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و طلحہ در قبر وے درآمدند ہم در شب ویرا دفن کردند جزاہ اللہ عن المسلمین احسن الجزاء

اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں جو سفید سُحُولی تھے کہ ان تین کپڑوں میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ کس دن دنیا سے انتقال فرمایا تھا؛ میں نے کہا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا کہ پیر۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ سے امیدوار ہوں کہ میری موت آج کے دن اور آج کی رات کے درمیان ہوگی۔ اس کے بعد جو کپڑا اوڑھے ہوتے تھے اور بیماری کے زمانہ میں اُسی کپڑے کا استعمال کیا تھا اُس پر نظر فرمائی اور حال یہ تھا کہ اس پر کچھ اثر زعفران کا تھا۔ فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھولیں اور اسی پر دو کپڑے اور بڑھا لیں اور میرا کفن ان میں کردیں۔ میں نے کہا کہ یہ پُرانا ہے۔ تو فرمایا کہ زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور مُردہ جسم گلنے اور پیپ بننے والا ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ اسماء بنت عمیس کے لئے وصیت کی کہ وہ اُن کو غسل دیں اور عبدالرحمٰن اُن کی امداد اور اعانت کرے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ان کے سوا کوئی شخص میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ رات کے وقت آپ دنیا سے رخصت ہوتے اور غسل کے بعد اُن کی تجہیز و تکفین جس طرح آپؓ نے وصیت کی تھی اسی طرح کی گئی۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر نماز پڑھائی اور حجرۂ عائشہؓ میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے برابر آپؓ کی قبر کھودی گئی اور آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ اور عمرؓ ابن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ قبر میں اُترے اور رات ہی میں آپؓ کو دفن کردیا گیا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے آپؓ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

ع۱ سحولیہ شین کے ساتھ یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو پارچہ بافی میں مشہور تھا۔ یا ایک دھوبی کا نام ہے جو کپڑے دھونے میں مشہور تھا ۱۲

Marfat.com

اما مآثر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

پس از انجملہ آنست کہ قبل از اسلام در قریش تمکنے و وجاہتی تمام داشت فی الاستیعاب قال الزبیر یعنی صاحب النسب کان عمر بن الخطاب من اشراف قریش والیہ کانت السفارۃ فی الجاہلیۃ وذلک ان قریشًا کانت اذا وقعت بینہم حرب او بینہم وبین غیرہم بعثوہ سفیرًا وان نافرہم منافرٌ او فاخرہم مفاخر بعثوہ منافرًا ومفاخرًا ورضوا بہ واز انجملہ آنست کہ تدبیر غیب او را خواہی نخواہی باسلام آورد ع گر نیاید بخوشی موی کشانش آرید مراد بود نہ مرید مخلَص بود نہ مخلِص شتان بین المرتبتین درین راہ نیامد تا آنکہ از در و دیوار ندایش نکردند و بر خوانِ نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواندند و کثرت اسباب مقتضیہ اسلام او ازین جہت بودہ است حملۂ علم ہر یکے درین باب چیزے ذکر کردہ و چیزے فروگذاشتہ اینجا روایتے چند بر سبیل استشہاد بنویسیم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجنابِ عزت دعا نمود فی روایۃ ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہم اید الدین بعمر بن الخطاب

مناقبِ جمیلۂ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

ان میں سے ایک یہ ہے کہ قریش میں آپ ایک خاص مقام اور پوری وجاہت رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ کہا زبیر (بن بکار) یعنی صاحب النسب نے کہ عمر رضؓ بن الخطاب قریش کے اشراف میں سے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں گفت و شنید صلح (قومی نظم کے مطابق) ان سے متعلق تھی اور ایسا اس وقت ہوتا تھا کہ جب قریش کے آپس میں لڑائی واقع ہوجاتی یا قریش اور غیر قریش میں جنگ ہوجاتی تو لوگ ان کو سفیر بنا کر بھیجتے اور کسی حکم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے یا کسی فخر کرنے والے کے مقابلہ پر اپنا فخر بیان کرنے والے ہوتے تو ان کو مقدمہ پیش کرنے والے اور اپنا فخر جتانے والے کی حیثیت سے بھیجا کرتے تھے اور ان سے خوش تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر غیب ان کو کھینچ کر اسلام کی طرف لاتی (بقولِ بعض) ع ہاں اگر خوشی سے نہ آتے تو اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے لاؤ" آپ مراد تھے مرید نہ تھے، مخلَص تھے نہ کہ مخلِص۔ دونوں مرتبوں میں بڑا بعد ہے۔ اس راہ پر نہ آتے جب تک ان کو در و دیوار سے نہ پکارا گیا اور خوانِ نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہر زبان سے ان کو نہ بلایا گیا۔ ایسے اسباب کی ان کے لئے کثرت جو ان کو اسلام کی جانب تقاضا کرنے والے تھے اسی جانب سے واقع ہوتی۔ حاملینِ علم میں سے ہر ایک نے اس باب میں ایک بات ذکر کی اور ایک بات چھوڑ دی۔ ہم یہاں چند روایات بطور استشہاد لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی ابنِ عمر رضؓ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ عمر رضؓ بن الخطاب

Marfat.com

وفی روایۃ عائشۃ اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر ابن الخطّاب خاصّۃً وفی روایۃ مسروق عن ابن مسعود اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام فجعل اللّٰہ دعوۃ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ الاسلام وہدم بہ الاوثان اخرج ہذہ الرّوایات کلّہا الحاکم حضرت فاروق رضؓ گفتہ است بینما انا نائم عند آلھتھم اذ جاء رجل بعجل فذبحہ فصرخ بہ صارخ لم اسمع صارخًا قطّ اشدّ صوتًا منہ یقول یا جلیح امرٌ نجیحٌ رجلٌ فصیحٌ یقول لا الٰہ الّا اللّٰہ فوثب القوم قلت لا ابرح حتّے اعلم ما وراء ہذا ثم نادی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الّا اللّٰہ فقمت فما نشبنا ان قیل ہذا نبیٌّ اخرجہ البخاری محمد بن اسحٰق گفتہ است کہ فاطمہ رضؓ خواہر فاروق رضؓ وزوج او سعید رضؓ بن زید پیش از فاروق رضؓ مسلمان شدہ بودند چون این خبر بفاروق رسید بتعصب برخاست وختن خود را اہانت نمود وسر خواہر را بکوفت تا آنکہ خون آلودہ شد بعد ازان در دلش رحمے افتاد وسورۂ طٰہٰ کہ پیش ایشان بود قراءت نمود وازین راہ داعیۂ اسلام بخاطرش پدید آمد وبخدمت آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم بشتافت ومسلمان شد

از آنجملہ آنست کہ

کے ذریعہ سے دین کو مدد پہنچاتے۔ اور عائشہ رضؓ کی روایت میں ہے یا اللہ دین کو عزت عطا فرماتیے بذریعہ عمر رضؓ بن الخطاب خاص طور پر۔ اور مسروق کی روایت ابن مسعود رضؓ سے یہ ہے کہ یا اللہ اسلام کو عزت عطا فرمائیے عمر رضؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ سے، تو اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر رضؓ کے لئے قبول کرلی. اور اس سے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور بتوں کو گرایا، ان تمام روایات کو حاکم نے اخذ کیا. حضرت فاروق رضؓ نے بیان کیا کہ میں ان کے معبودوں کے نزدیک سو رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک شخص ایک بچھڑا لے آیا اور اس نے اس کو ذبح کیا پھر اس کے ساتھ ایک چلّانے والا اتنی سخت آواز سے چلّایا کہ میں نے کبھی اس سے زیادہ سخت چلّانے کی آواز نہیں سنی وہ کہہ رہا تھا یا جلیح الخ یعنی اے جلیح (یہ کسی کا نام تھا) ایک نجات دینے والی بات سن۔ ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو قوم اس پر لوٹ پڑی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں معلوم کرکے رہوں گا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ پھر اس نے ندا کی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الّا اللّٰہ تو میں اٹھ گیا۔ اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ فاروق رضؓ کی بہن فاطمہ رضؓ اور ان کے شوہر سعید رضؓ بن زید فاروق رضؓ سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے۔ جب اس کی اطلاع فاروق رضؓ کو ہوئی تو تعصب سے اٹھ کھڑے ہوئے اپنے بہنوئی کی بہت کچھ توہین کی، بہن کے سر کو کوٹ دیا یہاں تک کہ وہ خون آلودہ ہوگئیں۔ اس کے بعد ان کے دل میں رحم پیدا ہوگیا اور سورۂ طٰہٰ جو ان کے سامنے تھی اس کو پڑھا اور اس راہ سے اسلام کا داعیہ ان کے دل میں پیدا ہوگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے اور مسلمان ہوگئے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ

Marfat.com

چون فاروق اعظم رضؓ تشریف اسلام یافت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے او دعاء فرمودند وآن دعاء بدرجۂ اجابت رسید عن عبداللہ ابن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث مرات و ہو یقول اللہم اخرج ما فی صدرہ من غل و ابدلہ ایمانا یقول ذلک ثلثا اخرجہ الحاکم وازا نجملہ آنست کہ چون مسلمان شد اعلان نمود اسلام خودرا وازین را مقاسات تشویش بسیار نمود وآن را مانند شہد وشکر گوارا فرمود قال ابن اسحق وحدثنی نافع مولے عبداللہ بن عمر عن ابن عمر قال لما اسلم عمر قال ای قریش انقل للحدیث قیل لہ جمیل بن معمر الجمحی قال فغدا علیہ قال عبداللہ بن عمر وغدوت اتبع اثرہ و انظر ما یفعل وانا غلام اعقل کل ما رأیت حتی جاءہ فقال اعلمت یا جمیل انی اسلمت ودخلت فی دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم قال فواللہ ما راجعہ حتی قام یجر رداءہ واتبعہ عمر واتبعت ابی حتی اذا قام علے باب المسجد

جب فاروق اعظم رضؓ اسلام سے مشرف ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی اور وہ دُعاء مرتبۂ قبولیت کو پہنچ گئی۔ مروی ہے عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمر رضؓ اسلام لاتے تو اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر تین مرتبہ مارا اور یہ فرماتے رہے کہ یا اللہ! اس کے سینہ میں جو کھوٹ ہے اُس کو نکال دیجئے اور اس کے بجائے ایمان دیدیجئے یہ آپ تین مرتبہ فرماتے رہے، اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان ہوتے تو اپنے اسلام کا اعلان کردیا اور اس وجہ سے بہت تشویش اور ایذاؤں کا ہدف بنے اور ان کو شہد اور شکر کی طرح گوارا فرمایا۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا نافع مولے عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا کہ جب عمر رضؓ اسلام لاتے تو انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش میں کسی نئی بات کو سب سے زیادہ لوگوں سے کہتے ہوتے پھرنے والا شخص کون ہے؟ تو اُن سے کہا گیا کہ جمیل بن معمر الجمحی ہے۔ کہا (ابن عمر رضؓ نے) کہ صبح کو اُس کی طرف روانہ ہوگئے۔ عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ میں بھی صبح سے ہی اُن کے پیچھے ہولیا اور دیکھتا رہا کہ کیا کرتے ہیں، اور میں اس وقت لڑکا تھا جو کچھ دیکھتا اُس کو سمجھ لیتا تھا، غرض کہ عمر رضؓ اُس کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ کہا (ابن عمر رضؓ نے) کہ واللہ اُس کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہوگیا اور چلنے لگا) اور عمر رضؓ اس کے پیچھے چلنے لگے اور میں اپنے باپ کے پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مسجد حرام کے دروازے پر کھڑا ہوا تو

عہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت نزول وحی سے ایک سال پہلے ہوئی اپنے والد محترم کے ساتھ کمسنی میں اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لائے تو اس قصہ کے وقت جس کا بیان کر رہے ہیں ان کی عمر تقریبًا سات برس کی تھی ۱۲ مترجم

Marfat.com

صرخ بأعلى صوته يا معشر قريش وهم في أنديتهم حول الكعبة ألا ان ابن الخطاب قد صبا قال يقول عمر من خلفه كذب ولكن قد أسلمت وشهدت أن لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وصاروا اليه فما برح يقاتلهم ويقاتلونه حتى قامت الشمس على رؤسهم قال ودبلح فقعد وقاموا على رأسه وهو يقول افعلوا ما بدا لكم فاحلف بالله لو كنت ثلث مائة رجل لقد تركناها لكم او تركتموها لنا قال فبينا هو على ذلك إذ أقبل شيخ من قريش عليه حلة حبرة وقميص موشى حتى وقف عليهم فقال ما شأنكم قالوا صبا عمر قال فمه رجل اختار لنفسه امرا فماذا تريدون أترون بني عدي بن كعب يسلمون لكم صاحبهم هكذا خلوا عن الرجل قال فوالله لكأنما كانوا ثوبا كشط عنه قال فقلت لأبي بعد أن هاجر الى المدينة يا ابت من الرجل الذي

بہت اونچی آواز سے چلایا کہ "اے قریش کی جماعت! اور اُس وقت وہ کعبہ کے گرد اپنی اپنی مجلس جمائے ہوئے تھے "آگاہ ہو جاؤ کہ ابن الخطاب بے دین ہو گیا"۔ کہا کہ عمرؓ اس کے پیچھے یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ لیکن میں تو اسلام لے آیا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ پھر وہ سب عمرؓ کی طرف آلئے (اور لڑائی شروع ہو گئی تو برابر عمرؓ) اُن لوگوں سے لڑتے رہے اور وہ لوگ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سُورج اُن سب کے سروں پر آ لیا۔ کہا کہ اور عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے تھے اور وہ سب لوگ اُن کے سر پر کھڑے ہوتے تھے اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ جو تمہارے جی میں آئے کر لو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو آدمی ہو گئے تو مکہ کو ہم تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم کو اُسے ہمارے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ کہا کہ اسی دَوران میں جب اس جھگڑے میں تھے کہ قریش میں کا ایک شیخ آ گیا جس کے بدن پر یمنی چادروں کا جوڑا تھا اور منقش کُرتہ پہنے ہوئے تھا، وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو! اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بے دین ہو گیا۔ اُس نے کہا پھر ہوا کیا! ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک امر اختیار کر لیا تو اب تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے میں کے ایک فرد کو اسی طرح تمہارے سپرد کئے رکھیں گے۔ چلے جاؤ اس شخص کے پاس سے۔ کہا واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ ایک کپڑے کی طرح تھے (جو اُن پر چھائے ہوئے تھے)، وہ اُن پر سے ہٹا دیا گیا (یعنی سب لوگ فوراً چلے گئے) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اُس زمانہ میں دریافت کیا جب مدینہ میں ہجرت کر کے آگئے کہ ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے قوم کو

Marfat.com

زَجَرَ القومَ فیک بمکۃَ یوم اسلمتَ وہم یُقاتِلونک قال ذاک ای بُنَیَّ العاصُ ابن وایل السَّہمی ۔ وعن عبداللہ بن عُمر قال لما اسلمَ عُمرُ اجتمع الناسُ عند دارہٖ قالوا صبا عمر و انا غلامٌ فوق ظہر بیتی فجاءَ رجلٌ علیہ قباءٌ من دیباج فقال صَبا فما ذاک فانا لہٗ جارٌ فرأیتُ الناسَ تصدَّعوا عنہ فقلتُ مَن ہٰذا قالوا العاصُ بن وائل اخرجہ البخاری ۔ دریں جا نکتہ باید فہمید کہ فاروقِ اعظم سالِ ششم از بعثت بعد اسلام چہل مَرد و پانزدہ زن مسلمان شد علیٰ اختلافٍ یسیرٍ بینَ حَمَلۃِ العلم فی ذٰلک ۔ بالجملہ اسلام او اگرچہ بنصفِ قرن از اوّلِ بعثت متاخر شد و آن سابقہا از وی فوت گشت امّا بتائیدِ الٰہی در قیام بحقوقِ خلافت باتم وجہ و توسّط میانِ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم و امّتِ او در نشرِ دین از ہمہ سبقت نمود در اوّل امر مفضول بود بنسبتِ صدیقِ اکبرؓ بسیارے از جہت تاخر اسلام و در آخر حال ہمعنانِ او و سہیم و شریکِ او شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیانِ ہر دو وجہ فرمودہ اند در قضیّہ مغاضبہ صدیقِ اکبرؓ باوے خطاب عتاب آلود فرمود ہل انتم تارکون لی صاحبی ہل انتم

آپ کے بارے میں مکّہ میں ڈانٹا تھا جس دن آپ اسلام لاتے تھے اور وہ آپ سے لڑ رہے تھے ؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے ! وہ شخص عاص بن وائل السّہمی تھا۔ (عمروؓ بن العاص کا باپ) اور مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لاتے تو لوگ ان کے مکان کے پاس جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ عمرؓ بے دین ہوگیا اور میں (اُس وقت) لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ پھر ایک شخص آیا جو دیبا کی قبا پہنے ہوئے تھا تو اس نے کہا بے دین ہوگیا تو پھر ہوا کیا، میں بھی تو اُس کا ہمسایہ ہوں تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب تتر بتر ہوگئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ عاص بن وائل تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فاروقِ اعظمؓ بعثت کے چھٹے سال میں جب کہ چالیس (۴۰) مرد اور پندرہ (۱۵) عورتیں اسلام لاچکی تھیں مسلمان ہوئے۔ اہلِ علم کا اس (عدد) میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ الغرض اُن کا اسلام اگرچہ اوّلِ بعثت سے نصف قرن کے قریب (بحساب قیامِ مکّہ) متاخر ہوگیا اور وہ سبقتیں (جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئیں) اُن سے فوت ہوگئیں لیکن بتائید الٰہی حقوقِ خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں سب سے سبقت لے گئے۔ اوّل امر میں بہ نسبتِ صدیقِ اکبرؓ کے بوجہ دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رُتبہ رہنے اور آخرِ حال میں اُن کے برابر کے ساتھی اور شریک و سہیم رہے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس قضیہ میں جو صدیقِ اکبرؓ سے ناراض ہونے کا پیش آیا تھا دونوں حالتوں کا اظہار اُن سے عتاب آمیز خطاب کے ساتھ فرمایا تھا کہ کیا تم میری وجہ سے میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑ دوگے ؟ کیا تم میری وجہ سے

Marfat.com

تارکون لی صاحبی تملت یا ایہا الناس انی
رسول اللہ الیکم جمیعًا فقلتم کذبت وقال
ابوبکر صدقت اخرجہ البخاری ودر حدیث
رؤیا قلیب فرمود ثم اخذ ابوبکر وفی
نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم اخذ ہا عمر
ابن الخطاب فاستحالت غربًا فلم ار عبقریًا
من الناس یفری فریہ حتے ضرب
الناس بعطن اخرجہ الشیخان وغیرہما
وازا جملہ آنست کہ بسبب دخول او در
اسلام مسلمانان عزیز شدند و اعلان
اسلام نمودند عن ابن مسعود قال
مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر اخرجہ
البخاری قال ابن اسحق ولما قدم عمرو
ابن العاص وعبداللہ بن ابی ربیعۃ
علے قریش ولم یدرکوا ما طلبوا
وردہم النجاشی بما یکرہون واسلم
عمر بن الخطاب وکان رجلاً ذا
شکیمۃ لایرام ما وراء ظہرہ امتنع
بہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم وبحمزۃ رضی اللہ عنہ حتے غاظوا
قریشا فکان عبداللہ بن مسعود یقول ما کنا
نقدر علے ان نصلی عند الکعبۃ حتے اسلم عمر
ابن الخطاب فلما اسلم قاتل قریشًا حتے
صلے عند الکعبۃ وصلینا معہ عن
سعد بن ابراہیم قال

میرے رفیق کو اذیت دینا) چھوڑو گے؟ میں نے کہا کہ اے لوگو! میں
تم سب کے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، تو تم نے کہا کہ تو
جھوٹا ہے ابوبکر رض نے کہا کہ تو سچا ہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔
اور کنویں والے خواب کی حدیث میں فرمایا پھر ابوبکر رض نے (ڈول)
پکڑا اور اس کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ اس کی مغفرت کرے
پھر اس کو عمر رض بن الخطاب نے پکڑ لیا تو وہ ایک موٹ (چرس) بن گیا تو
میں نے لوگوں میں کوئی جوانمرد نہیں دیکھا جو اس جیسا کام کرتا ہو
یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھادیا
اس کو شیخین وغیرہما نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
ان کے اسلام میں داخل ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے حوصلے
بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابن مسعود رض سے
مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب سے عمر رض اسلام لاتے ہم عزت
کے ساتھ رہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ
جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس (واپس)
آئے اور جس مقصد سے گئے تھے اس کو نہ پا سکے اور ان کو ایسے
طور پر نجاشی نے نکال دیا جو ان کو ناگوار تھا اور عمر رض بن الخطاب
اسلام لے آئے اور وہ بڑے حوصلے والے شخص تھے پروا نہیں
کرتے تھے ان کی پیٹھ پیچھے جو کچھ (خطرہ) ہو تو ان سے اور حمزہ
رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے) سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم طاقتور ہو گئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے قریش کو
غضبناک کر دیا۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ ہم اس
پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہانتک
کہ عمر رض اسلام لاتے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ قریش سے
لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے
بھی ان کے ساتھ پڑھی۔ اور سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہا کہ

Marfat.com

قال عبداللہ بن مسعود ان اسلام عمر رضی اللہ عنہ
کان فتحاً و ان ہجرتہ کانت نصراً وان امارتہ
کانت رحمۃً ولقد کنا ما نصلی عند الکعبۃ حتیٰ
اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشاً حتی صلی
عند الکعبۃ و صلینا معہ اخرجہ ابن ہشام
فی زیادتہ علی السیرۃ و اخرج الحاکم مثلہ
وازانجملہ آنست کہ ہجرۃ نمود بسوی مدینہ
قبل از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمہید
و توطیہ ساخت برای قدوم وے صلی اللہ علیہ
وسلم عن البراء بن عازب اول من قدم
علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم وکانوا
یقرؤن الناس فقدم بلال وسعد و عمار
ابن یاسر ثم قدم عمر بن الخطاب فی عشرین
من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اخرجہ
البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوہ بدر
آثر جمیل نصیب فاروق رض گشت بوجوہ بسیاری
آنکہ خال خود را للہ فی اللہ کشت محبت قرابت مانع
مباشرت قتل او نشد فی الاستیعاب قتل العاص بن
ہشام بن مغیرۃ کافراً یوم بدر قتلہ عمر بن الخطاب و کان
خالاً لہ دیگر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عباس
را نکشند ابو حذیفہ آن را قبول نکرد و دریں جا نوعی از وہن
در امتثال حکم پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
پدید آمد و نحوی از اختلاف نمودار گردید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کا اسلام ایک فتح تھا اور اُن
کی ہجرت ایک مدد تھی اور اُن کی امارت ایک رحمت تھی اور ہم
اس حال میں تھے کہ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں
تک کہ عمرؓ اسلام لے آئے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو قریش سے
لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے اُن
کے ساتھ نماز پڑھی اس کو ابن ہشام نے اپنی "زیادۃ علی السیرۃ"
میں نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف
آوری کے لئے وہاں کی فضا کو مناسب اور ہموار کیا۔ براء بن عازبؓ
سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس آتے وہ مصعبؓ
ابن عمیر اور ابن ام مکتومؓ تھے اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے
تھے۔ پھر بلالؓ اور سعدؓ اور عمارؓ بن یاسر آتے۔ پھر اصحاب
نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بیس آدمیوں میں عمرؓ بن الخطاب
آتے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، آخر حدیث تک،
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ
بدر میں اچھی فضیلتیں حضرت فاروقؓ کے حصہ میں آئیں بہت
سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے
ماموں کو قتل کیا۔ قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے مانع
نہ ہوئی۔ استیعاب میں ہے کہ قتل کیا گیا عاص بن ہشام بن مغیرہ
بدر کے دن کفر کی حالت میں۔ اس کو عمرؓ بن الخطاب نے قتل کیا
اور یہ اُن کا ماموں تھا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
وسلم نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں۔ ابو حذیفہؓ نے اس کو قبول
نہ کیا۔ اس موقع پر تعمیل حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی کا
ظہور ہوا۔ اور ایک طرح کا اختلاف نمودار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

این حادثہ را بدو وجہ تدارک فرمود در حالت راہنہ تخویف و تہدید شخصے کہ از قبولِ امر نافرمانی نمود و جارحۂ آن تہدید و تشدید فاروق اعظم رض را ساخت و گفت یا ابا حفص ایُضرب وجہُ عمِّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسیف حضرت فاروق رض ازین کلمہ بجوشید و مقصود بحصول انجامید و در وقت اخذ فدا ہرچند انصار گفتند کہ ابنِ اُخت ما را معاف باید داشت قبول نفرمود تا سدِّ ذریعہ اختلاف شود اینجا بر قدرِ عقولِ مردم تنزل نمود عن ابن عباسؓ انّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ یومئذٍ انی قد عرفتُ انّ رجالاً من بنی ہاشم وغیرہم قد اُخرجوا کرہًا لا حاجۃَ لہم بقتالنا فمن لقیَ احدًا من بنی ہاشم فلا یقتلہُ ومن لقیَ ابا البختری ابن ہشام فلا یقتلہ ومن لقیَ العباسَ بنَ عبد المطلب عمَّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مستکرہًا قال فقال ابو حذیفۃ أنقتلُ آباءنا و ابناءنا واخواننا وعشیرتنا ونترک العباسَ واللہِ لئن لقیتُہ لالحمنّہ السیفَ قال فبلغتْ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص قال عمر واللہِ انہ لاوّلُ یوم کنّانی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفص ایُضرب وجہُ عمِّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسیف فقال عمر یا رسولَ اللہ

اس حادثہ کا تدارک دو طرح سے فرمایا (ایک یہ کہ) ایسے شخص کو ڈرانا اور دھمکانا جس نے کہ حکم کے ماننے میں نافرمانی کی اور اُس ڈرانے دھمکانے کا آلہ آپ نے فاروقِ اعظم رض کو بنایا اور فرمایا کہ اے ابو حفص! کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جائے گی۔ حضرتِ فاروق رض اس کلمے سے جوش میں آگئے اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اور (دوسری یہ کہ) فدیہ لینے کے وقت ہرچند انصار نے کہا کہ ہمارے بھانجے کو معاف رکھنا چاہیے (یعنی عباس رض سے فدیہ نہ لیا جائے) مگر آپ نے قبول نہ فرمایا تاکہ اختلاف کا سبب بند ہو جائے۔ یہاں عام لوگوں کے مرتبۂ عقل پر آپ نے تنزل فرمایا۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن اپنے اصحاب رض سے فرمایا کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم وغیرہم کے زبردستی نکالے گئے ہیں اُن میں ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں تھا تو جس کا بنی ہاشم میں سے کسی کے ساتھ مقابلہ ہو جائے وہ اُس کو قتل نہ کرے، جو شخص ابو البختری بن ہشام کے مقابل ہو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کا مقابل ہو وہ اُن کو قتل نہ کرے۔ بیان کیا کہ اس پر ابو حذیفہ (ابن عتبہ بن ربیعہ) نے کہا کہ کیا ہم اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا اُس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو اُس کا گوشت ضرور کھلاؤں گا۔ کہا کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تو آپ نے عمر رض ابن الخطاب سے فرمایا اے ابو حفص! عمر رض فرماتے ہیں کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کنیتِ ابو حفص سے خطاب کیا، کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جائے گی؟ تو عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ!

Marfat.com

دعنی فلاضرب عنقہ بالسیف فواللہ لقد
نافق فکان ابو حذیفۃ رض یقول ما انا بآمن
من تلک الکلمۃ التی قلت یومئذ ولا ازال
منہا خائفاً الا ان تکفرہا عنی الشہادۃ فقتل
یوم الیمامۃ شہیداً اخرجہ ابن اسحٰق سوم
آنکہ بعد فتح در باب اسیران اختلاف
افتاد کہ فدا بگیرند یا قتل کنند رای حضرت
فاروق رض موافق مرادِ حق واقع شد عن ابن
عباس قال حدثنی عمر بن الخطاب فذکر
قصۃ الی ان قال فاستشار رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر و علیاً و عمر
فقال ابو بکر یا نبی اللہ ہؤلاء بنو العم
والعشیرۃ والاخوان فانی اریٰ
ان تاخذ منہم الفدیۃ فیکون
ما اخذنا منہم قوۃ لنا علے الکفار و
عسے اللہ ان یہدیہم فیکونون لنا
عضداً فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ماتری یا ابن الخطاب قال
قلت واللہ ما اریٰ ما رآی ابوبکر
ولکنی اری ان تمکننی من فلان
قریب لعمر فاضرب عنقہ وتمکن
علیاً من عقیل فیضرب عنقہ و
تمکن حمزۃ من فلان اخیہ فیضرب عنقہ
حتے یعلم اللہ انہ لیست فی قلوبنا
ہوادۃ للمشرکین ہؤلاء صنادیدہم و

نرمی ۱۲ بہتران ۱۲

مجھے اجازت دیجئے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں۔ خدا کی قسم اس نے نفاق برتا ہے۔ اس پر ابو حذیفہ رض کہا کرتے تھے کہ جو کلمہ اُس دن میری زبان سے نکل گیا تھا میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں اور ہمیشہ اُس سے خائف رہتا ہوں (آخرت کے مواخذہ سے بچنے کی کوئی صورت نہیں) بجز اس کے میری طرف سے اس معصیت کا کفارہ شہادت بن جائے۔ تو وہ یوم یمامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہوگئے۔ اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ فتح (بدر) کے بعد قیدیوں کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ فدیہ لے لیں یا قتل کریں۔ اس بارے میں حضرت فاروق رض کی رائے مرادِ حق کے موافق واقع ہوئی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر رض بن الخطاب نے۔ پھر اس قصہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر مشورہ لیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض سے اور علی رض سے اور عمر رض سے۔ تو ابوبکر رض نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار بھائی ہیں میری رائے یہ ہے کہ ہم اُن سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم اُن سے لیں گے وہ ہمارے لئے کفار پر موجب قوت ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کردے گا تو وہ ہمارے لئے ایک بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمہاری کیا رائے ہے! کہا کہ میں نے کہا واللہ میں وہ رائے نہیں رکھتا جو ابوبکر رض رائے رکھتے ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ میرے سپرد آپ کریں فلاں کو، یہ حضرت عمر رض کے ایک رشتہ دار تھے، تاکہ میں اُس کی گردن ماردوں اور علی رض کے سپرد کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اُس کی گردن مار دیں اور حمزہ رض کے سپرد کیجئے اُن کے فلاں بھائی (یعنی عباس) کو کہ وہ اُن کی گردن ماردیں۔ تاکہ اللہ پر ظاہر ہوجائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار اور

Marfat.com

أئمتهم وقادتهم فهوي رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قال أبو بكر ولم يهو ما قلت فأخذ منهم الفداء فلما كان من الغد قال عمر غدوت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فإذا هو قاعد وأبو بكر وإذا هما يبكيان فقلت يا رسول الله أخبرني ماذا يبكيك أنت وصاحبك فإن وجدت بكاء بكيت وإن لم أجد بكاء تباكيت لبكائكما قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم أبكي للذي عرض علي أصحابك من الفداء ثم قال لقد عرض علي عذابكم أدنى من هذه الشجرة لشجرة قريبة وأنزل الله عز وجل مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ إلى لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ من الفداء ثم أحل لهم الغنائم فلما كان يوم أحد من العام المقبل عوقبوا بما صنعوا يوم بدر من أخذهم الفداء فقتل منهم سبعون وفر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم وكسرت رباعيته وهشمت البيضة على رأسه

اُن کے پیشوا اور اُن کے راہ نما ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اُس رائے کو جو ابو بکرؓ نے دی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ کیا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ جب اگلا دن ہوا تو صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپؐ بیٹھے ہیں اور ابو بکرؓ بھی اور دونوں رو رہے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے بتایئے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی، تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی کوشش کروں گا۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رو رہا ہوں اس وجہ سے جو میرے سامنے تمہارے ساتھیوں نے فدیہ کا معاملہ پیش کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر پیش کیا گیا تمہارا عذاب جو قریب آگیا تھا اس درخت کے۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ عزّ وجلّ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ الخ (٨: ٦٧-٦٨) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالےٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بڑے زبردست اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے یعنی فدیہ لینا اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی" پھر حلال کر دیا گیا اُن کے لئے غنیمتوں کو۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحد ہوئی تو اس چیز کا ان کو بدلہ دیا گیا جو اُنھوں نے یوم بدر میں کیا تھا یعنی اُن سے فدیہ لے لینا۔ تو مسلمانوں میں سے ستّر قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہزیمت واقع ہوئی اور آپؐ کا دانت توڑا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑا گیا

Marfat.com

وسال الدم علی وجہہ وانزل اللہ تعالیٰ
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ باخذکم الفداء اخرجہ
احمد چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد وے
از فاتکان قریش و دلیران ایشان بود و
حضرت فاروق رض (خونریزان) درحفظ مراتب احتیاط
از کر وے شرط محبت بتقدیم رسانید
عن عروۃ بن الزبیر فی قصۃ عمیر بن
وہب فبینا عمر بن الخطاب فی نفر
من المسلمین یتحدثون عن یوم بدر و
یذکرون ما اکرمہم اللہ بہ وما اراہم بہ
من عدوہم اذ نظر عمر الی عمیر بن
وہب حین اناخ علی باب المسجد
متوشحا (حمایل کردہ) السیف فقال ہذا الکلب
عدو اللہ عمیر بن وہب ماجاء الا بشر و
ہو الذی حرش بیننا وحزرنا للقوم یوم
بدر ثم دخل عمر رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ہذا
عدو اللہ عمیر بن وہب قد جاء متوشحا
سیفہ قال فادخلہ علی قال فاقبل
عمر حتی اخذ بحمالۃ (دوال ۱۲) سیفہ

اور خون آپ کے چہرۂ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس
سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو
کہ یہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے
ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے" (تمہاری طرف
سے یعنی) تمہارے فدیہ لینے کی وجہ سے، روایت کیا اس کو احمد نے۔
چوتھی یہ کہ عمیر بن وہب فتح (بدر) کے بعد اپنے بھائی کو چھڑانے
کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ شخص
قریش کے خونریز اور دلیر لوگوں میں سے تھا۔ اور حضرت فاروقؓ
نے اس کے مکر سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) حفاظت
کے سلسلہ میں احتیاط کے تمام مراتب آپ کی محبت کی وجہ سے
پورے ادا کئے۔ عمیر بن وہب کے قصہ میں عروہ بن الزبیرؓ سے مروی
ہے کہ اس دوران میں کہ عمرؓ بن الخطاب مسلمانوں کی ایک جماعت
میں بیٹھے ہوئے تھے جو آپس میں یوم بدر کی باتیں کر رہے تھے اور
جو اکرام اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے تھے اور دشمنوں کی جو حالت
اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائی تھی اس کو یاد کر رہے تھے کہ عمرؓ کی نظر
پڑی عمیر بن وہب پر جب کہ اس نے اپنے اونٹ کو مسجد
کے دروازے پر بٹھایا اور وہ اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے
تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے یہ بجز شر
کے اور کسی ارادے سے نہیں آیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے
بدر کے دن ہمارے خلاف قوم کو خوب بھڑکایا تھا اور قوم کے جذبات
کو تیز کیا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب
آیا ہے اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس لے آؤ۔ تو عمرؓ اس کو اس طرح لے آئے کہ اس کی تلوار

Marfat.com

فی عُنُقِہٖ مُلَبِّبٌ بہا و قال لرجالٍ ممن کانَ
معَہٗ من الاَنصار ادخلوا علیٰ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلّم فاجلِسُوا عندہٗ
واحذروا علیہ من ھذا الخبیثِ فانّہٗ غیرُ
مامونٍ ثمّ دخلَ بہٖ علٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلّم و عُمَر آخذ بحمالۃ سیفہٖ فی عنقہٖ قالَ
اَرْسِلْہُ یا عُمَر اُدْنُ یا عُمَیر فذکَرَ الحدیث
بطولہٖ وفیہ معجزۃ اخرجہ ابن اسحٰق و
ازانجملہ آنست کہ در غزوۂ اُحُد فضائل
نمایاں نصیب حضرت فاروق رضؓ شد بچندین
جہت یکیؔ آنکہ در وقت تحصّن بشعب با
جماعہ از مہاجرین بالاء کوہ برآمد و دفع کفار
نمود قال ابن اسحٰق فبینا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ
سلم بالشعب معہ اولٰئک النفر من اصحابہ اذ علَت
عالیۃٌ من قریش الجبلَ فقال رسولُ
اللہ صلے اللہ علیہ و سلم

کے تسمہ کو جو اس کی گردن پڑا تھا اُس کے گریبان کے ساتھ پکڑے
ہوئے تھے۔ اور جو انصاری کہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے ان
سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور اُن
کے قریب جاکر بیٹھو اور اس خبیث سے چوکنے رہو کیونکہ یہ قابلِ
اطمینان شخص نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
پاس لے کر آئے اور عمرؓ اس کی گردن میں پڑے ہوئے تلوار کے تسمہ
کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اے عمرؓ!
اور اے عُمیرؔ قریب آ۔ یہ لمبی حدیث ہے اور اس میں ایک معجزہ[ع۵]
بھی ہے، اس کو ابنِ اسحٰق نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک
یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل فاروقِ اعظمؓ کو حاصل
ہوئے متعدد جہت سے ایکؔ یہ کہ گھاٹی میں پناہ گزین ہونے
کے وقت مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ نے پہاڑ کے
اوپر چڑھ کر کفّار کو دفع کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ایسے وقت میں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے، اور آپ کے اصحاب
میں سے وہ لوگ موجود تھے کہ ایک اوپر چڑھنے والی قریش کی
جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

ع۵ اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عمیر! تُو کیوں آیا ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اُس قیدی کی وجہ سے آیا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کیوں لٹکائی؟ اُس نے (ٹالنے کے لئے) جواب دیا کہ ہماری تلوار کا منہ کالا ہو کہ یہ کبھی ہمارے کام نہ آئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح بات بتاؤ، بغیر سچ بولے چھٹکارا نہ ملے گا۔ اُس نے کہا کہ اس مہم کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے صفوان بن اُمیّہ کے ساتھ بیٹھ کر کشتگانِ بدر کو یاد نہیں کیا اور جب کہ اُس نے تیرے قرض کو اور تیرے اہل و عیال کی کفالت کو اپنے ذمّہ لے لیا تو تُو محمدؐ کے قتل کے لئے نہیں آیا؟ تو اس مہم کے لئے آیا ہے، لیکن میرے اور تیرے درمیان خدا حائل ہو گیا۔ (اس سے فاروقِ اعظمؓ کی یہ اہم فضیلت نکلی کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حفاظتِ نبی کے لئے اپنا جارحہ اور آلہ بنایا) عُمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور اپنی انتہائی جہالت کی وجہ سے ہم آپ کا انکار کرتے تھے۔ آپ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اس کی آپ کو خدا کے سوا کسی نے بھی خبر نہیں دی۔ اسی نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرف کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور قرآن کی تعلیم دو۔ اس کے بعد اس نے مکہ واپس جانے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ایک جماعتِ کثیر اُس کے ذریعہ سے دولتِ اسلام سے مشرف ہوئی ۱۲ شواہد النبوۃ مولانا جامیؒ مترجم اشتیاق احمد عفی عنہ۔

Marfat.com

اللھم انہ لاینبغی لھم ان یعلونا فقاتل عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ ورھط معہ من المھاجرین
حتے اھبطوا من الجبل ذکرہ فی السیرۃ دوم آنکہ
ابوسفیان نزدیک انصراف از اُحد گفت اُعلُ
ھُبل فاروق رض را غیرت اسلام بجوش آمد و آن موجب
اعلاء کلمۃ اللہ شد سوم آنکہ درین حادثہ واضح گشت
کہ کفار بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعد
صدیق اکبر رض اگر از کسے حسابے میگرفتند از فاروق رض
میگرفتند قال ابن اسحٰق ان اباسفیان حین
اراد الانصراف اشرف علے الجبل ثم
صرخ باعلے صوتہ فقال ان الحرب سجال
یوم بیوم بدر اُعلُ ھُبل فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قم یا عمر فاجبہ
فقال اللہ اعلے واجل لاسواء قتلانا فے
الجنۃ وقتلاکم فے النار فلما اجاب عمر رضی
اللہ عنہ اباسفیان قال لہ ابوسفیان ھلم الی
یا عمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر
ائتہ فانظر ماشانہ فقال ابوسفیان
انشدک اللہ یا عمر اقتلنا محمدا
قال اللھم لا وانہ لیسمع
کلامک الآن قال انت
اصدق عندی من ابن قمیئۃ
وابر لقول ابن قمیئۃ لھم
انی قتلت محمدا و از انجملہ
آنست کہ در غزوۂ خندق حاضر شد و

یا اللہ! یہ تو ٹھیک نہیں کہ وہ ہم سے بلند ہو جائیں تو عمر رض بن الخطاب نے ایک جماعت مہاجرین کو ساتھ لے کر اُن سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے نیچے اُتار دیے گئے، اس کا ذکر کیا ہے سیرت میں۔
دوسری یہ کہ اُحد سے واپس ہوتے وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعلُ ھُبَل (بلند ہو لے ہُبل! یہ قریش کے بت کا نام تھا) فاروق رض کی غیرت اسلام جوش میں آئی اور وہ اعلاء کلمۃ اللہ کا موجب ہوئی (کہ انھوں نے نعرہ لگایا اَللہ اَعلیٰ و اَجَل) تیسری یہ کہ اس حادثہ میں یہ واضح ہو گیا کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو سر برآوردہ شمار کرتے تھے تو حضرت فاروق رض کو کرتے تھے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے اوپر چڑھا پھر بلند آواز سے چیخا اور کہا کہ "لڑائی برابر سرابر کی ہو گئی یہ یوم بدر کے یوم کا جواب ہے۔ بلند ہو لے ہُبل" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو اے عمر رض! اور اس کا جواب دو۔ تو عمر رض نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ و اجل (اللہ سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بڑا ہے) لڑائی برابر سرابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمھارے مقتول جہنم میں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عمر رض! میری طرف آ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر رض سے کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے؛ تو عمر رض اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عمر رض! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے؟ عمر رض نے کہا کہ بار خدایا! نہیں اور وہ یقیناً تیری گفتگو سن رہے ہیں اب بھی۔ اس نے کہا کہ تو میرے نزدیک ابن قمیئہ سے زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہے۔ ابن قمیئہ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اور

Marfat.com

مساعی جمیلہ دران واقعہ بکار بردہ یکے آنکہ محافظت طرفی از خندق عہدۂ وے بود و الآن مسجدے بنام او رضی اللہ عنہ درانجا بنا کردہ اند دوم آنکہ اہل سیر نوشتہ اند کہ فاروق رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ روزے از روزہای خندق بر جماعۂ کفار حملہ آوردند و آن جماعہ را از ہم متفرق ساختند دران میان ضرار بن الخطاب باز گشت و نیزہ بجانب عمر کشید بعد ازان آن نیزہ را باز گرفت و گفت این نعمت مشکورہ است کہ بر تو ثابت کردم سوم آنکہ در بعض ایام خندق بسبب اہتمام بشغل ولیح کفار نماز عصر از حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فوت شد و تأسفے عظیم ازین وجہ بخاطرش راہ یافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود را دران وقت ہمراہ او عدّ فرمودند و باین شفقت علاج تأسفش ساختند عن جابر بن عبد اللہ انّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاء یوم الخندق بعد ما غربت الشمسُ جعل یسبُّ کفارِ قریش وقال یارسولَ اللہ ما کدتُ انْ اُصلّی حتے کادت الشمسُ تغربُ قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ ما صلّیتُہا فنزلنا مع النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم بطحانَ فتوضّأ للصّلٰوۃ وتوضّأنا لہا فصلّی العصرَ بعد ما غربتِ الشمسُ ثم صلّے بعدہا المغربَ اخرجہ البخاری و از انجملہ آنست کہ در غزوۂ بنی مصطلق حاضر شد و سعیہا مصروف داشت بچند وجہ یکے آنکہ اہلِ سِیَر ذکر کردہ اند کہ

اس واقعہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک یہ کہ خندق کی ایک جانب کی حفاظت اُن کے ذمہ تھی اور اب بھی وہاں ایک مسجد موجود ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے وہاں بنائی گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ اہلِ سِیَر نے لکھا ہے کہ خندق کے دنوں میں سے ایک دن فاروق رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے کفار کی جماعت پر حملہ کیا اور اُس کو درہم برہم کر دیا اور اسی دَوران میں ضرار بن الخطاب پلٹا اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس کو روک لیا اور کہا کہ یہ میرا قابلِ شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے۔ تیسرا یہ کہ خندق کے بعض ایام میں دفعِ کفار کے اہتمام و مشغولیت کے سبب سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر فوت ہو گئی اور اس وجہ سے بہت بڑا افسوس و رنج آپ کے دل میں پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت اپنے کو اُن کے ہمراہ شمار کیا اور اس شفقت کے ساتھ آپ کے تأسف کا علاج فرمایا۔ مروی ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے اتنا موقع نہ ملا کہ نماز پڑھ لوں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ نمازِ عصر میں نے بھی نہیں پڑھی تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطحان میں اُترے (بطحان مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے) آپ نے نماز کے لئے وضو کی اور ہم سب نے وضو کی پھر عصر کی نماز پڑھی غروبِ آفتاب کے بعد پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوتے اور بڑی کوششوں میں لگے ہوتے تھے (اس میں بھی) چند خاص وجوہ کے ساتھ (فضیلت حاصل ہوتی) ایک یہ کہ اہلِ سِیَر نے ذکر کیا ہے کہ

Marfat.com

مقدمۂ لشکر او بود و جاسوسی را از طرف کفار
کرد و احوالِ آنہا از وے استفسار نمود بعد ازان
او را بکشت و باین جہت رعبِ عظیم بر دل کفار
افتاد دوم آنکہ در عین قتال فاروق رض مامور
شد بآنکہ ندا در دادند کہ ہر کہ کلمۂ اسلام
بگوید از تعرض مامون باشد سوم آنکہ
جہجاہ غفاری اجیر فاروق رض با اعرابے
در مناقشہ افتاد اعرابی بعبد اللہ
ابن اُبَی منافق رجوع آورد و وے
بکلماتِ نفاق آمیز آتشِ نفاق خود
را دو بالا ساخت و زید بن ارقم آن
کلمات را بعرضِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم رسانید و غیرتِ حضرت
فاروق رض بجوش آمد و قصدِ ایقاعِ بآن
منافق نمود و منافقان در صددِ
عذر آمدند خدائے عز و جل در بابِ تصدیق
قول زید بن ارقم و تحسین رائے فاروق رض
درینقدر کہ منافق مستحق اہانت است
در دنیا و متوجب عقوبت در آخرت اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افادہ فرمودند کہ
بجہتِ مصلحتِ احتراز از تفرق کلمۂ
مسلمین و توحش داخلان در اسلام
سزا کردارِ او در کنارِ او نہادند
آیات نازل فرمود
اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ

مقدمۃ الجیش کے افسر وہی تھے اور اُنھوں نے کفار کا ایک جاسوس
گرفتار کیا تھا اور اُن کے احوال اُس سے دریافت کئے تھے
اس کے بعد اُس کو قتل کر دیا اس وجہ سے کفار کے دل پر بڑا
رُعب واقع ہو گیا۔ دوسری یہ کہ خاص قتال کے وقت حضرت
فاروق رض اس پر مامور ہوتے کہ یہ ندا کر دیں کہ جو کلمۂ اسلام کہے گا
اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جہجاہ غفاری کا جو
حضرت فاروق رض کے اجیر تھے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔
اعرابی نے عبد اللہ بن اُبَیّ منافق کی طرف رجوع کیا اور اس نے
نفاق آمیز کلمات کے ساتھ اپنی آتشِ نفاق کو بھڑکایا۔ اور
زید بن ارقم نے اُن کلمات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچا دیا اور حضرت فاروق رض کی غیرت جوش میں آئی اور
آپ نے اُس منافق کو مارنے کا ارادہ کیا اور منافق لوگ عذر
و معذرت کرنے لگے (اور اُنھوں نے زید بن ارقم کو جھٹلایا)
تو خدائے عز و جل نے زید بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت
فاروق رض کی اس بارے میں تحسین کے سلسلہ میں کہ منافق
بیشک دنیا میں اہانت کا مستحق ہے اور آخرت میں عذاب کے
قابل، اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمۂ
مسلمین میں تفریق سے بچنے کی مصلحت اور اسلام میں داخل
ہونے والوں کو توحش سے بچانے کے لئے (کہ کہیں نو مسلم کو
یہ خوف نہ پیدا ہونے لگے کہ کہیں مجھے منافق قرار دے کر
قتل نہ کر دیا جائے) درگزر کیا جائے اُس شخص کے کردار کی سزا
اُس کو نہیں دی، یہ آیات نازل فرمائیں اِذَا جَآءَكَ
الْمُنٰفِقُوْنَ المنٰفقون (۶۳، ۱ تا ۸) (پورا رکوع) اسی کے بارے میں
ہے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو
لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں اُن پر

Marfat.com

والقصۃ مبسوطۃ فی معالم التنزیل وغیرہ چہارم آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرتِ فاروق ؓ را درین حادثہ رمزے عجیب کہ در باب ملک داری بکار آید ارشاد فرمودند قال ابن اسحٰق فحدثنی عاصم بن عمر ان عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَیّ اَتیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللہ انہ قد بلغنی انک ترید قتلَ عبد اللہ بن اُبَیّ فیما بلغکَ عنہ فان کنتَ لابدّ فاعلاً فمُرنی بہ فانا اَحمِلُ الیکَ راسہ فواللہ لقد عَلِمَتِ الخزرجُ ما کانَ بہا من رجل اَبرّ بوالدہٖ منّی اِنّی اخشی اَن تامر غیری فیقتلہ فلا تدَعُنی نفسی اَن انظرَ الیٰ قاتِل عبداللہ بن اُبَیّ یمشی فی النّاس فاَقتُلہ فاَقتلُ مومنًا بکافر فاَدخل النّارَ فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل نترفّق بہ و نُحسِن صحبتہ ما بقی معنا

کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے اور ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ تو ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزّت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسول ؐ کی اور مومنین کی لیکن منافقین جانتے نہیں ")) اور یہ قصہ تفصیل کے ساتھ معالم التنزیل وغیرہ میں موجود ہے۔ چوتھی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ میں حضرت فاروق ؓ کو ایک عجیب رمز سے آگاہ فرمایا جو کہ ملک داری کے اصول میں بہت کار آمد ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن عمر نے کہ عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) کا بیٹا عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُس اطلاع کی بنا پر جو عبداللہ بن اُبَیّ کے بارے میں آپ کو پہنچی آپ اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو اگر آپ کو ایسا کرنا ضروری ہے تو آپ مجھے اس کا حکم دیں میں آپ کے پاس اُس کا سر لے آؤں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم تمام (قبیلہ) خزرج جانتا ہے کہ اُن کے تمام مردوں میں اپنے باپ کا خدمت گزار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ کسی دوسرے کو حکم دیں گے اور وہ اُس کو قتل کرے گا تو میرا نفس مجھے نہ چھوڑے گا کہ میں عبداللہ بن اُبَیّ کے قاتل کو دیکھتا رہوں کہ وہ لوگوں میں چل پھر رہا ہے پھر میں اُس کو قتل کر دوں تو میں ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کروں گا اور جہنم میں داخل ہوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک (بظاہر) ہمارے ساتھ رہے گا ہم اُس کے ساتھ حُسنِ صحبت قائم رکھیں گے۔

Marfat.com

وجعل بعد ذلک اذا احدث الحدث کان قومہ الذین یعاتبونہ ویأخذونہ ویعنفونہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حین بلغہ ذلک من شانہم کیف ترٰی یا عمر اما واللہ لو قتلتہ یوم قلت لی اقتلہ لأرعدت لہ آنفاً ولو امرتک الیوم بقتلہ لقتلتہ قال فقال عمر رضی اللہ عنہ قد واللہ علمت لامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم برکۃ من امری

وازانجملہ آنست کہ درحدیبیہ حاضر بود و آنجا فضائل بے حساب نصیب او شد یکے آنکہ حمیت اسلام برحضرت فاروق رض غلبہ کرد و بتربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسکین یافت

قال ابن اسحٰق فلما التام الامر ولم یبق بینہما الا الکتاب وثب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاتی ابا بکر رضی اللہ عنہ فقال یا ابا بکر الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلٰی قال اولسنا بالمسلمین قال بلٰی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلٰی قال فعلام نعطی الدنیۃ

اب اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ جب بھی عبداللہ بن ابی کوئی نیا شوشہ اٹھاتا تو اس کی قوم کے لوگ ہی اس پر عتاب کرنے لگتے اور اس پر گرفتیں کرنے لگتے اور اس کو دھمکانے لگتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب آپ کو ان لوگوں کے اس حال کی اطلاع پہنچی فرمایا کیا رائے رکھتے ہو اے عمر رض کیا واللہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے جس دن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اسے قتل کروں گا تو اب تم پر لرزہ خیز حال پیش آجاتا؛ اور اگر میں اس دن تمھیں اس کے قتل کا حکم دیدیتا تو تم اس کو قتل کر دیتے (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بیشک واللہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امر عظیم البرکت ہے میرے امر سے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حدیبیہ میں حاضر تھے اور اس جگہ بے حساب فضائل ان کے حصہ میں آئے۔ ایک[1] یہ کہ حمیتِ اسلام نے حضرت فاروق رض پر غلبہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تسلی پائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب پورا معاملہ طے ہوچکا اور دونوں کے درمیان بجز تحریر کے کوئی بات باقی نہ رہی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کود پڑے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس[2] پہنچے اور کہا کہ اے ابوبکر رض! کیا وہ اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابوبکر رض نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ کہا کہ پھر کس بناء پر ہم اپنے دین میں

[2] اس روایت میں حضرت فاروق رض کا اوّل حضرت صدیق رض کے پاس جا کر گفتگو کرنے کا ذکر ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے کا۔ لیکن صحیح بخاری کی اس روایت میں جو مناقبِ صدیق رض میں گزر چکی ہے یہ ہے کہ اوّل آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ بہرحال اس اختلاف سے اصل مقصد پر اثر نہیں پڑتا حضرت فاروق رض کی یہ منقبت کہ آپ اس موقع پر عزتِ اسلام کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے دونوں سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فی دِینِنا قال ابوبکر یا عمر الزم غرزہٗ فانی اشہد انہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالَ عمر وانا اشہد انہ رسولُ اللہ ثمّ اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللہ الستَ برسولِ اللہ حقًا قال بلٰی قال اولسنا بالمسلمین قال بلٰی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلٰی قال فعلامَ نعطی الدَّنیّۃ فی دِینِنا قال انا عبدُ اللہ ورسولہٗ لن اُخالِفَ امرہٗ ولن یُضیِّعنی قالَ فکان عمر رضی اللہ عنہ یقولُ مازلتُ اصومُ واتصدّقُ واُصلّی واُعتِقُ من الذی صنعتُ یومئذٍ مخافۃَ کلامی الذی تکلّمتُ بہ حتّٰی رجوتُ ان یکونَ خیرًا و قال ابن اسحٰق فوثب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مع ابی جندل یمشی الٰی جانبہ ویقول اصبر یا ابا جندل فانما ہم المشرکونَ وانما دمُ احدہم دمُ کلب قال ویدنی قائمُ السیف قال یقول عمر رضی اللہ عنہ رجوتُ ان یاخذ السیف فیضرب بہ اباہ قال فضنّ الرجل بابیہ ونفذت القضیۃ دیگر آنکہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

عیب لگائیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اے عمرؓ بس اُن کی رکاب پکڑے رکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔ عمرؓ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عمرؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہا یارسول اللہؐ! کیا آپؐ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کس بنا پر اپنے دین میں عیب لگائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اُس کے حکم کے خلاف نہ کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (راوی نے) کہا تو عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا رہا اور نوافل پڑھتا رہا اور غلام آزاد کئے اُس بات کی وجہ سے جو میں اُس دن کر گزرا (یعنی) اپنی اُس گفتگو کے خوف سے جو میں نے اُس دن کی تھی یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی کہ خیر ہو گی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جا پہنچے ابو جندل کے پاس اور اس کے ساتھ اُس کے ایک پہلو کے قریب چلنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ ابو جندل صبر کر یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون کُتّے کے خون کے برابر ہے (عمرؓ نے) کہا اور میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ امید کرتا تھا کہ یہ مجھ سے تلوار لے لیگا اور پھر اس کو اپنے باپ پر مارے گا مگر اس شخص نے اپنے باپ کے ساتھ ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور جو قضیہ چل رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔ دوسری فضیلت یہ کہ آیت فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ الخ (۲۶:۴۸)

سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل

حاشیہ یہ حدیث اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مناقب صدیق رضؓ میں پہلے گزر چکی ہے وہاں اس کی شرح مفید کر دی گئی ہے دیکھ لی جائے ۱۲

Marfat.com

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى در حق او نازل
شد سوم آنکہ وقت مراجعت بسوئی مدینہ
سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اول بر فاروق رضؓ خواند و باین تشریف او را
از میانِ اصحاب ممتاز ساخت گویا حکمت
درین صورت آن بودہ باشد کہ حضرت
فاروق رضؓ احکام انواع غلبات را بشناسد
اخرج مالک عن یزید بن اسلم عن ابیہ
انَّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یسیر
فی بعض اسفارہٖ و عمر بن الخطاب یسیر معہ
لیلاً فسألہ عمر عن شیٔ فلم یجبہٗ رسولُ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ثم سألہ فلم یجبہ ثم
سألہ فلم یجبہ فقال عمر ثکلتک امک
عمر نزرتَ رسولَ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ثلاث مرات کلُّ ذلک
لا یجیبک قال عمر فحرکتُ بعیری
حتے اذا کنتُ امام الناس و
خشیتُ ان ینزلَ فیَّ قرآنٌ قال
ما نشبتُ ان سمعتُ صارخًا یصرخ
بی قال فقلتُ لقد خشیتُ ان یکونَ نزل
فیَّ قرآنٌ قال فجئتُ رسولَ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فسلّمتُ علیہ فقال
لقد اُنزلت علیَّ فی ھذہ اللیلۃ
سورۃٌ لَھِیَ احبُّ الیَّ مما طلعت
علیہ الشمس ثم قرأ

عطا کیا اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو کلمۂ تقویٰ پر جماتے رکھا یہ
اُن کے حق میں نازل ہوئی۔ تیسری یہ کہ مدینہ کی طرف واپسی کے
وقت سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوّل
فاروق رضی اللہ عنہ کو سنائی اور اس عزّت افزائی سے ان کو تمام
اصحاب رضؓ میں ممتاز فرمایا۔ گویا اس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ
حضرت فاروق رضؓ غلبات کی قسموں کے احکام کو پہچان لیں (غلبات
کی تشریح آگے آرہی ہے) مالکؒ نے روایت کیا یزید بن اسلم سے
وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے ایک سفر میں (اونٹ پر) تشریف لیجارہے تھے اور عمر رضؓ بن الخطاب
رات کے وقت آپؐ کے ساتھ جارہے تھے تو آپؐ سے عمر رضؓ نے
کسی بات کو پوچھا تو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ تو عمر رضؓ نے (اپنے دل میں) کہا کہ اے عمر رضؓ! تجھے
تیری ماں روئے تو نے التجا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے تین مرتبہ اور کسی مرتبہ میں بھی آپؐ نے تجھے جواب نہ دیا۔
عمر رضؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی (اور آگے
بڑھا دیا) یہاں تک کہ سب لوگوں سے آگے پہنچ گیا۔ اور مجھے
یہ ڈر لگا کہ میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہو جائے۔ فرمایا کہ
پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے سنا کہ ایک چیخنے والا مجھے
پکار رہا ہے۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا
تھا میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہوگا۔ کہا کہ میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور آپؐ کو سلام کیا
تو فرمایا کہ اس رات میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے
زیادہ پیاری ہے ہر اس چیز سے جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ پھر آپؐ نے

Marfat.com

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ○ اینجا دو نکتہ باید شناخت یکی[1] آنکہ غلبہ عبارت از انست کہ چون نورِ ایمان با قلب مخالطت نماید و درمیان نور ایمان و طبیعتِ قلب داعیہ متولد شود کہ امساک از موجب آن مقدور نباشد و بسبب غلبۂ آن داعیہ از بعض آداب شرع و عقل فرود اُفتد و غلبہ بر دو نوع[2] میباشد غلبہ منبجس[3] از انقیادِ قلب نکتہ را کہ از شرع تلقی کردہ است اگرچہ در صورتِ حال مرضی نباشد مانند انقیادِ ابولبابہ داعیہ شفقت بر خلق اللہ را ہنگامے کہ برائی بنو قریظہ اشارہ کرد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایشان را خواہد کشت و شفقت علے خلق اللہ در سائر مواضع ہرچند محمود است چون اینجا معارض اعلاء کلمۃ اللہ واقع شد مرضی الٰہی نیفتاد و غلبہ داعیۂ الٰہیہ کہ از بعض مواطن شاہقہ بمنزلۂ شعاعِ برق بر دل میریزد و شتان بین المرتبتین و حضرت فاروق بیان حال ہر دو غلبہ کردہ است برائی غلبہ کہ در حدیبیہ از جہت حمیتِ اسلام جوشید و بحقیقتِ خلافِ مصلحت کلیہ بود گفتہ است فَمَازِلْتُ اَصُوْمُ وَاَتَصَدَّقُ الخ یعنی حال این غلبہ محتاج کفارت شد و در قضیۂ موتِ ابن اُبی گفتہ است فَتَحَوَّلْتُ حَتّٰی قُمْتُ فِیْ صَدْرِہٖ وَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُصَلِّیْ عَلٰی ھٰذَا وَقَدْ قَالَ یَوْمَ کَذَا کَذَا وَکَذَا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ○ یہاں دو نکتہ پہچان لینے چاہئیں پہلا[1] یہ کہ غلبہ سے یہ مراد ہے کہ جب نورِ ایمان قلب کے ساتھ گھُل مِل جائے اور نورِ ایمان اور طبیعتِ قلب کے درمیان ایک داعیہ پیدا ہو جائے کہ اس چیز کا روکنا جس کا موجب وہ داعیہ رہا ہے قدرت سے باہر ہو اور اُس داعیہ کے غالب آجانے کی وجہ سے شریعت اور عقل کے بعض آداب بھی نیچے گر جائیں اور غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک[2] وہ غلبہ ہے جو پھُوٹ نکلنے والا ہوتا ہے قلب کے ایسے نکتہ کے زیرِ حکم آجانے سے جو کہ اُس نے شرع سے حاصل کیا ہے اگرچہ بصورت موجودہ پسندیدہ نہ ہو جیسا کہ "مخلوقِ خدا پر شفقت" کے داعیہ کے زیرِ حکم ابولبابہ کے قلب کا مغلوب ہو جانا جس وقت میں کہ اُنھوں نے بنو قریظہ کو اشارہ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو قتل کریں گے اور خلق اللہ پر شفقت تمام مواقع میں اگرچہ محمود ہے مگر چونکہ اس جگہ وہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے معارض واقع ہوئی اس لئے پسندیدۂ الٰہی نہ ہوئی۔ دوسرا[3] غلبہ اُس داعیۂ الٰہیہ کا ہے جو بعض چوٹی کے مقامات سے بجلی کی شعاع کے مرتبہ میں دل پر گرتا ہے اور دونوں مرتبوں میں بہت بڑا بُعد ہے اور حضرت فاروق رضؓ نے دونوں مرتبوں کے غلبہ کا حال ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اُوپر جس غلبہ نے حمیتِ اسلام کی جہت سے حدیبیہ میں زور مارا تھا اور وہ درحقیقت مصلحتِ کلیہ کے خلاف تھا اُس کے بارے میں آپ نے فرمایا فَمَازِلْتُ اَصُوْمُ وَاَتَصَدَّقُ الخ یعنی اس غلبہ کی حالت کفارے کی محتاج ہوئی اور ابنِ اُبی منافق کی مَوت کے قضیہ میں فرمایا کہ میں گھُوم کر بالمقابل جا کھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا اور ایسا کہا تھا اور فلاں دن یہ کہا تھا

Marfat.com

اُمِدتُ ایا مَہ قال فعجبتُ لی و بجُرأتی پس
فرق درمیان این دو کلمہ ملاحظہ بباید کرد
بسیار است کہ بر سالک یکی ازین دو قسم
با دیگرے مشتبہ شود و فہم او برائے حلّ این
اشتباہ کفایت نہ نماید و این اشدّ مزلۃ
الاقدام است حضرت فاروق را چندین
دفعہ اشتباہ درمیان غلبات واقع شدہ
بود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانِ
آنہا تمیز فرمودند تا آنکہ حضرت فاروقؓ
درین باب حذاقتے پیدا کرد و بعد ازان
اشتباہ رُو نمی داد آنگاہ محدَّث کامل
گشت آنحضرت صلے اللہ علیہ (فہم وصادق ۱۲) وسلم
اشارۃ خفیہ باین معنے فرمودہ اند جائیکہ
بلفظ تعلیق (شرط) واقع شدہ لقد کان فیما کانَ
قبلکم محدَّثون فان یکن من اُمتی فعمرُ واللہ
اعلم و صدیقِ اکبر را در غلبات کم بود کہ اشتباہ
واقع شود و این یکے از وجوہ افضلیت اوست
بر فاروقؓ در ذیلِ این نکتہ باید دانست کہ امر
دواعی مشابہت تمام دارد با امر رؤیا ہر دو امر فیضے
ہست نازل از احیاز شاہقہ لیکن رؤیا نزدیک
تعطیلِ حواس نمودار میگردد (عالیہ ۱۲) و داعیہ با وجود استقلال
حواس بر روئے کار مے آید و در رؤیا
مطرح شعاع بالاصالہ عقل میباشد و
در دواعی مطرح آن قلب چنانکہ در رؤیا
اضغاثِ احلام و تشبّح (تصور) اخلاق و اعمال

اُس کے دنوں کو شمار کرنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اپنے اوپر اور
اپنی جرأت پر تعجب ہوا۔ تو ان دونوں کلموں کے درمیان جو فرق ہے
اُس کو بخوبی ملحوظ کرلینا چاہیئے۔ ایسا بکثرت ہوتاہے کہ سالک پر ان
دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری پر اشتباہ ہوجاتا ہے
اور اُس کی فہم اس اشتباہ کے حل کے لئے کفایت نہیں کرتی اور یہ
اُقدام کی سخت لغزش کا موقع ہے۔ حضرت فاروقؓ کو کتنی ہی مرتبہ
غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کرکے دکھادیا۔ یہاں تک کہ حضرت
فاروقؓ اس باب میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ
نہیں ہوتا تھا اُس وقت آپ محدَّث کامل ہوگئے۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے ایک دقیق اشارہ اس حقیقت کی طرف کیا ہے جہاں کہ
کلمۂ شرط واقع ہوا (یعنی اس ارشاد میں) لقد کان فی ما کان قبلکم
محدَّثون فان یکن من امتی فعمر (یعنی جو اُمتیں تم سے پہلے ہوچکی ہیں
اُن میں محدَّث (صاحب کشف) ہوتے تھے اگر میری امت میں
سے کوئی ہے تو عمرؓ ہے) واللہ اعلم۔ اور صدیق اکبرؓ کو غلبات میں
کم اشتباہ واقع ہوا اور فاروقؓ پر اُن کی افضلیت کی وجوہ میں
سے ایک یہ وجہ بھی ہے۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ جاننا چاہیئے کہ
داعیوں کا معاملہ خواب کے معاملہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔
دونوں امر ایک فیض ہوتے ہیں جو چوٹی کے مقامات سے آتا ہے
لیکن (دونوں میں یعنی داعیہ اور رؤیا میں یہ فرق ہے کہ) رؤیا
حواس کے معطّل ہونے کے وقت نمودار ہوتا ہے اور داعیہ حواس
کے بجا ہونے کے باوجود پیدا ہوتا ہے اور (دوسرا فرق یہ ہے
کہ) رؤیا میں (فیض کی) شعاع کے گرنے کا محل بالاصالۃ عقل
ہوتی ہے اور دواعی میں اُسکے گرنے کا مقام قلب ہوتا ہے۔
جس طرح کہ رؤیا میں "اضغاث احلام" اور "اخلاق و اعمال کا

Marfat.com

بصورِ مثالیہ یا فیضِ نازل از ملک رؤیا مشتبہ می شود و حلّ اشتباہ متعذر مے گردد ہمچنان در دواعی داعیہ منبجسہ جاریہ از طبیعتِ نفس و از عادات و مالوفات و داعیۂ متولّدہ درمیانِ نورایمان و طبیعت قلب نزدیک انقیاد آن نکتہ کہ از شرع تلقی نمودہ با داعیۂ نازلہ از منبع صدق و حق مشتبہ مے شود و حلّ اشتباہ متعذر میگردد چون بعون اللہ عزّ و جلّ اشتباہ منقطع شد و حق از باطل ممتاز گشت آن داعیہ و آن رؤیا قابل اعتماد مے باشد ولکن دونَ ذٰلک خرط القتاد نکتۂ دوم آنکہ معلوم بالقطع است کہ صحابہ از نزدیک خود ہدایت را نیاوردہ اند بلکہ ہمہ بتاثیرِ نفسِ قدسیۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مہتدی گشتند کما قال عزّ من قائل وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ و تاثیر نفس مطہرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ایشان گاہے بتقریب امر و نہی فقط می باشد و گاہی با قِرانِ غضب و تہدید و زمانے بمجرد صحبت پس تنبیہ و تہدید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یکے از اسباب وصول بمرتبۂ سعادت است و آن را یکے از مناقبِ عظیمہ صحابہؓ

مثالی صورتوں کے ساتھ نظر آنا" یا "فرشتے کی طرف سے فیض کا نازل ہونا" (یہ امور) مشتبہ ہوجاتے ہیں اور اشتباہ کا حل دشوار ہوجاتا ہے (کہ یہ فیصلہ کیا جاتے کہ یہ رؤیا مذکورہ بالا انواع میں سے کس نوع سے تعلق رکھتا ہے)، یہی اشتباہ دواعی میں پیش آتا ہے، ایک داعیہ ہے جو جاری ہونے والا ہے طبیعت اور عادات اور مالوفات (یعنی نفس کے مرغوبات) سے، اور ایک داعیہ ہے جو پیدا ہوتا ہے نورِ ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان سے اس حالت میں جب کہ وہ کسی نکتہ پر جو شریعت سے اُس نے حاصل کیا اور پورے طور پر اس پہ جم چکا ہے (یہ داعیہ مشتبہ ہوجاتا ہے) اُس داعیہ کے ساتھ جو نازل ہونے والا ہے صدق و حق کے منبع سے (جو چولی کا مقام ہے) اور اشتباہ کا حل دشوار ہوجاتا ہے۔ جب اللہ عزّ و جلّ کی مدد سے اشتباہ منقطع ہوجاتے اور حق باطل سے ممتاز ہوجاتے تو وہ داعیہ اور رؤیا قابلِ اعتماد ہوجاتا ہے اور بغیر اس کے خاردار شاخ پر ہاتھ ملنا ہے۔ **دوسرا نکتہ** یہ ہے کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ صحابہؓ ہدایت کو اپنی طرف سے نہیں لاتے (یعنی از خود ہدایت یافتہ نہیں بنے) بلکہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسیہ کی تاثیر سے ہدایت یافتہ بنے۔ جیساکہ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا ہے وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (اور بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مطہرہ کی تاثیر ان حضرات میں (مختلف طریقوں سے ہوتی تھی) کبھی صرف امر و نہی کے ارشاد فرما دینے سے۔ اور کبھی غضب اور دھمکی کی آمیزش سے۔ اور کبھی صرف صحبت سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ کرنا اور دھمکانا بھی مرتبۂ سعادت پر پہنچنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اُس کو صحابہؓ کی مناقبِ عظیمہ میں سے ایک

Marfat.com

میباید شمرد و لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ
است اللّٰھم انی بشر ایما مسلم آذیتہ شتمتہ
ضربتہ فاجعلہ لہ رحمۃ او کما قال واگر نفس بعضے
از صحابہ رضؓ بوجہے مخلوق شدہ باشد کہ بغیر تقریب
تخویف و تہدید باصل مقصدِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مُہتدی شود و بمرضی وے صلی اللہ علیہ وسلم
متمثل گردد آن از عنایاتِ حق است کہ بطریق ندرت
بعضی را بآن برمیگزیند در تہذیب و تربیتِ حضرت
فاروق رضؓ چندین دفعہ عُنف و تہدید از آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ است چنانکہ در قرأت
او نسخۂ توریت را واقع شد و بنسبتِ حضرت صدیقؓ
ازین قسم معاملہا بسیار کم بظہور آمد و این نیز وجہے
از وجوہ افضلیتِ صدیقِ اکبر است واللہ اعلم

وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ خیبر آثارِ جمیلہ
نصیبِ فاروق گشت بوجوہ بسیار یکے آنکہ اہلِ سِیَر
ذکر کردہ اند کہ درین غزوہ میمنۂ لشکر مفوّض
بحضرتِ فاروق رضؓ شد دیگر آنکہ ہر شبی تعہدِ
حراستِ لشکر بیکے از صحابہ رضؓ مقرر می شد شبے
کہ نوبت حراستِ فاروقِ اعظم رضؓ بود یہودے
بر دستِ وے رضی اللہ عنہ اُفتاد و پیشِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اورا بُرد و آنحضرتؐ
احوالِ خیبر از وے استفسار فرمود و این معنی
سبب فتحِ خیبر شد سوم آنکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در حقِ شخصے فرمود رَحِمَ اللہُ
فلانًا فاروق رضؓ بحدسِ ذہن معاملۂ الٰہی

منقبت شمار کرنا چاہیئے اور اسی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللّٰھم انی بشر الخ یعنی یا اللہ میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے ایذا
دی ہو، بُرا کہا ہو، مارا ہو تو اس کو اس کے لئے رحمت بنا دیجئے او
کما قال اور اگر صحابہ رضؓ میں سے کسی کا نفس ایسی صورت میں مخلوق
ہوا ہو کہ تخویف و تہدید کے استعمال کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصل مقصد پر فائز ہو جاتے اور آپؐ کی مرضی کے
مطابق متمثل ہو جاتے تو یہ حق تعالےٰ کی عنایاتِ خاصّہ میں سے ہے
کہ شاذونادر طور پر کسی کو اس سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت فاروقؓ
کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے غصہ اور ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ اُن کے نسخۂ توریت کے
پڑھنے کے وقت ایسا وقوع میں آیا۔ اور بہ نسبت حضرت صدیقؓ
کے اس قسم کے معاملوں کا ظہور بہت کم ہوا۔ اور صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے، واللہ اعلم

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت فاروقؓ
کے حصّہ میں جو مناقب آئے اُن کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ
اہلِ سِیَر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت فاروقؓ
کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری یہ کہ ہر رات میں لشکر کی نگہبانی کی
ذمہ داری صحابہ رضؓ میں سے ایک کے لئے مقرر کی جاتی تھی۔ جس رات
میں حضرت فاروق رضؓ کی نگہبانی کی باری تھی تو ایک یہودی آپؓ
کے قبضہ میں آگیا اور اُس کو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ آپؐ نے اُس سے خیبر کے حالات
دریافت کئے اور اس معنے سے یہ گرفتاری فتحِ خیبر کا سبب ہو گئی
تیسری یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق
میں فرمایا رَحِمَ اللہُ فلانًا (یعنی اللہ تعالےٰ رحمت کرے فلاں
شخص پر) فاروق رضؓ نے اپنی ذہنی قوت سے اس کے ساتھ اللہ کے

Marfat.com

با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعاء او شناخت وگفت وجبت یا رسول اللہ قال ابن اسحٰق فحدثنی محمد ابن ابراہیم التیمی عن ابی الہیثم بن نصرۃ الاسلمی ان اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع انزل یا ابن الاکوع فحدثنا من ہنیاتک قال فنزل یرتجز برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ؎

واللہ لولا اللہ ما اہتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
انا اذا قوم بغوا علینا
وان ارادوا فتنۃ ابینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا

فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یرحمک ربک فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وجبت واللہ یا رسول اللہ لو امتعتنا بہ فقتل یوم خیبر شہیدا چہارم آنکہ در بعض ایام خیبر او امیر لشکر بود مجاہدہا فرمود ہر چند فتح بر دست حضرت مرتضیٰ واقع شد و فضیلت وے رضی اللہ عنہ درین واقعہ غالب برآمد علی مرتضیٰ گفت سار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی خیبر فلما اتاہا بعث عمر وبعث الناس الی مدینتہم او قصرہم فقاتلوہم فلم یلبثوا ان ہزموا عمر و اصحابہ

معاملہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات دعاء سے پہچان لیا اور کہا کہ واجب ہوگئی یا رسول اللہ (یعنی شہادت اس شخص کے حق میں)، ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم تیمی نے وہ روایت کرتے ہیں ابو الہیثم بن نصرۃ الاسلمی سے کہ اس نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ خیبر کی طرف سفر کے دوران میں عامر بن الاکوع سے فرما رہے تھے اتر آ اے ابن الاکوع! ہم کو کچھ اپنے اشعار سنا۔ کہا کہ وہ رجزیہ اشعار کہتا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اترا۔ اس نے کہا ؎ واللہ لولا اللہ الخ یعنی خدا کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے؛ ہم ایسی قوم ہیں کہ جب کسی قوم نے ہمارے ساتھ سرکشی کی، اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے مقابلہ کیا؛ تو (یا اللہ) ہم پر اطمینان و رحمت نازل کر دیجیے، اور ہم کو ثابت قدم رکھیے جب دشمن کا ہم سامنا کریں؛ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر تیرا رب رحمت کرے۔ تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی (یعنی شہادت) خدا کی قسم یا رسول اللہ! ابھی اس سے ہمیں کچھ اور آپ متمتع ہونے دیتے۔ تو یہ (عامر بن الاکوع) خیبر میں قتل ہو کر شہید ہوئے۔ چوتھی یہ کہ خیبر کے بعض ایام میں وہ امیر لشکر تھے آپ نے بڑی جانفشانی کی اگرچہ (آپ فتحمند نہ ہوسکے اور) فتح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اس واقعہ میں علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت غالب رہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور (ان کے ساتھ) لوگوں کو روانہ کیا ان (یہودیوں) کے شہر یا قصر (شک راوی) کی طرف، تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب پسپا ہو کر لوٹ آئے ساتھی ان پر بزدلی کا

Marfat.com

فجاؤا یحبونہ و یحبہم اخرجہ
الحاکم و این کلمہ بلیغہ است از حضرت
مرتضیٰ چون اینجا مقصود اقتحام (درآمدن بلا لڑکر) در
حرب بود ترک اقتحام را بلفظ جبن تعبیر
رفتہ وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ فتح
فضائل فاروق بچندین وجہ ظاہر گشت
اول آنکہ چون حاطب بن ابی بلتعہ
خبر توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بجانب قریش نوشت وآن
بر خلاف مصلحت آنحضرت ؐ بود
غیرت فاروق رضؓ بجوشید وبتدبیر
نبوی ؐ آن غلبہ فرونشست قال
عمر انہ قد خان اللہ و رسولہ
والمؤمنین فدعنی فلاضرب عنقہ
فقال الیس من اہل بدر لعل
اللہ اطلع علی اہل بدر فقال
اعملوا ماشئتم فقد وجبت لکم الجنۃ
او قد غفرت لکم فدمعت عینا
عمر و قال اللہ و رسولہ اعلم
اخرجہ البخاری دوم آنکہ چون ابوسفیان
احکام صلح درخواست نمود
حضرت فاروق رضؓ بشدت
رد سوال او فرمود و
آن موافق مرضیٔ حق
افتاد

الزام لگا رہے تھے اور وہ ان پر عائد کر رہے تھے، اس کو حاکم نے روایت
کیا۔ اور حضرت مرتضیٰ رضؓ نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں
مقصود جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو
اس کے ترک کو لفظ جُبن (نامردی) سے تعبیر کی۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوۂ فتح میں (یعنی فتح مکہ کے سلسلہ میں) فاروق
کے فضائل متعدد وجوہ سے ظاہر ہوتے۔ اول یہ کہ جب حاطب رضؓ
ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ
ہونے کی خبر قریش کو لکھ دی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مصلحت کے خلاف تھی حضرت فاروق رضؓ کی غیرت جوش میں
آگئی اور تدبیر نبوی ؐ سے اس کا غلبہ فرو ہوا۔ (اس حدیث میں
مذکور ہے کہ) عمر رضؓ نے کہا (جب حاطب بن ابی بلتعہ کا خط پڑھا گیا
جو حضرت علی رضؓ نے مکہ جانے والی ایک عورت کے پاس سے برآمد
کیا تھا اور حاطب نے خط لکھنے کا اقرار کر لیا اور اس کی وجہ عرض
کی جس کو آپ ؐ نے قبول فرمایا) یقیناً اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اور
اس کے رسول ؐ کی اور تمام مومنین کی خیانت کی اس لئے مجھے
اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ (جن کی
مغفرت فرمادی گئی ہے اور مغفرت بھی ایسی کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہل
بدر پر طلوع ہو کر فرمادیا ہے کہ تم اب جو چاہو کرو تمہارے لئے
جنت واجب ہو چکی ہے یا (یہ فرمایا) میں تمہاری مغفرت کر چکا۔ تو
عمر رضؓ کی دونوں آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے کہا اللہ اور
اس کے رسول ؐ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں، اس کو بخاری
نے روایت کیا۔ دوم یہ کہ جب ابوسفیان نے (دوبارہ) صلح کو محکم
کرنے کی درخواست کی تو حضرت فاروق رضؓ نے بہت سختی کے
ساتھ اس کی درخواست کو رد کر دیا اور وہ مرضیٔ حق کے مطابق رہا۔

Marfat.com

سوم آنکہ ابو سفیان چون قائد لشکر کفار
بود و مسلمانان از دست وی چندین بار
ایذا کشیدہ بودند فاروق رض را داعیہ قتل او
و عدم قبول امان او مصمم شد و دران باب
قیل و قال بمیان آمد تا آنکہ تربیت نبوی ﷺ
آن شورش اورا فرونشاند قال ابن اسحٰق
فی حدیث العباس وشفاعتہ لابی سفیان
مررت بنار عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ قال من ہذا و قام الیّ فلما رأے
ابا سفیان علی عجز الدابۃ قال ابو سفیان
عدو اللہ الحمد للہ الذی امکن منک بغیر
عقد و لا عہد ثم خرج یشتد نحو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رکضت
البغلۃ فسبقتہ بما تسبق الدابۃ البطیئۃ
الرجل البطئ قال فاقتحمت من البغلۃ
فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و دخل علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال یارسول
اللہ ہذا ابو سفیان قد امکن اللہ منہ بغیر
عقد و لا عہد فدعنی فاضرب
عنقہ قال قلت یارسول اللہ
انی قد اجرتہ ثم جلست الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذت برأسہ فقلت و
اللہ لا یناجیہ اللیلۃ دونی
قال فلما اکثر عمر

سوم یہ کہ ابو سفیان چونکہ لشکر کفار کا سردار تھا اور مسلمان کئی مرتبہ اس کے ہاتھ سے ایذائیں اٹھا چکے تھے اس لئے فاروق رض کے دل میں اس کے قتل اور اس کے لئے امن نہ قبول کرنے کا داعیہ مصمم پیدا ہوا اور اس باب میں قیل و قال واقع ہوئی یہاں تک کہ تربیت نبوی ﷺ نے اس شورش (یعنی جوش) کو دبایا۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا حدیث عباس رض میں اور ان کے ابو سفیان کی سفارش کرنے کے سلسلہ میں (عباس رض فرماتے ہیں کہ) میں عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ یہ کون ہے اور اٹھ کر میری طرف آتے تو جب انھوں نے ابو سفیان کو میرے جانور کی پچھاڑی پر بیٹھے ہوتے دیکھا تو کہا کہ ابو سفیان خدا کا دشمن، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے قابو میں کر دیا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی وعدہ ہو یا عہد ہو۔ پھر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگنے لگے اور میں نے بھی اپنا خچر دوڑا دیا تو میں ان سے اتنا آگے نکل گیا جتنا سست چلنے والا جانور سست چلنے والے آدمی سے آگے ہوتا ہے۔ کہا کہ میں پہنچتے ہی فوراً خچر سے کود پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور (جبھی) عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ ابو سفیان ہے، اب اللہ نے اس کو قابو میں کر دیا ہے بغیر کسی وعدے اور عہد کے۔ بس آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباس رض کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو امن دیدیا ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس کا (یعنی ابو سفیان کا) سر پکڑا اور کہا کہ خدا کی قسم آج کی رات اس سے تنہائی میں میرے بغیر کوئی بات نہیں کرے گا۔ عباس رض نے کہا کہ جب عمر رض نے اس کے بارے میں گفتگو

Marfat.com

فی شانہٖ قال قلتُ مہلاً یا عمر فواللّٰہِ لو
کانَ من رجالِ بنی عدیٍّ بن کعبٍ ما
قلتَ ہٰذا ولکنک قد عرفتَ انہ من رجالِ
بنی عبد منافٍ فقال مہلاً یا عباسُ فواللّٰہِ
لَاِسلامُک یومَ اَسلمتَ کان احبَّ اِلیَّ
من اسلامِ الخطّاب لو اَسلم وازاں جملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فاروق رض را بر صدقاتِ مدینہ عامل ساخت
فمنع العباسُ و خالدٌ وابنُ جمیلٍ الحدیث
مذکورٌ بطولہٖ فی صحیح البخاری وعن عمرَ
انی عَمِلتُ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فاَعطانی عُمالۃً فقلتُ اَعطِہٖ افقرَ الیہ
منّی الحدیث اخرجہ ابوداؤد وغیرہ وازاں
جملہ آنست کہ در غزوۂ حُنین فضائلِ عظیمہ
حاصل نمود اہلِ سِیَر نوشتہ اند کہ روزِ حُنین
رایتے از رایاتِ مہاجرین بفاروق دادند مانند
جماعت داری از جماعتداران الیوم وازاں
جملہ آنست کہ در طائف فضیلت نمایاں نصیب وے
رضی اللہ عنہ آمد بدو وجہ یکی آنکہ در قصۂ رؤیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کہ قعبِ زبد را خروسی منقار زدہ پراگندہ
ساخت وتعبیر صدیق کہ درحالتِ راہنہ فتح طائف
میسّر نخواہد شد در سیرتِ ابن اسحٰق مذکور است ثم
انّ خولۃ بنت حکیم بن امیّۃ وہی امرأۃ عثمٰن بن
مظعونٍ قالتْ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اَعطِنی اِن فتح اللہ علیک الطائف

زیادہ بڑھادی تو میں نے کہا کہ اے عمرؓ! بس رہنے دو واللہ اگر یہ بنی
عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو تم یہ گفتگو نہ کرتے لیکن تم
بخوبی جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے
کہا ٹھہرو اے عباسؓ (تم نے مجھے غلط سمجھا کہ میں خاندانی تعصب میں
مبتلا ہوں) خدا کی قسم جس دن تم اسلام لائے تھے تمہارا اسلام
قبول کرنا میرے لئے خطّاب کے اسلام سے زیادہ خوشی کا باعث
ہوا تھا اگر وہ اسلام لاتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا
تو منع کیا عباسؓ اور خالدؓ ابن جمیل نے، یہ حدیث تفصیل کے ساتھ
صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے (فرمایا) کہ میں
نے عمل کیا (یعنی عامل کی خدمت انجام دی) رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے۔ پھر آپ نے مجھ کو معاوضہ خدمت عطا کرنا چاہا
تو میں نے عرض کیا کہ یہ اس کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا
حاجتمند ہو، اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوہ حُنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔ اہلِ سیر
نے لکھا ہے کہ یوم حُنین میں مہاجرین کے جھنڈوں میں سے ایک
جھنڈا فاروقؓ کو دیا گیا جیسا کہ کسی جماعت کے سربراہ کو آج کے
سرداروں کی مانند دیا جاتا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ
طائف میں عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں نمایاں فضیلت دو وجہ سے
آئی ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خواب کے قصہ
میں کہ مکھن کی رکابی میں ایک مرغ نے چونچ مار کر اس کو پراگندہ کردیا
اور حضرت صدیقؓ نے یہ تعبیر دی کہ موجودہ حالت میں طائف کی
فتح میسّر نہ ہوگی۔ سیرت ابن اسحٰق میں مذکور ہے کہ خولہ بنت حکیم
ابن اُمیّہ نے جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی کہا کہ یارسول اللہ
(صلے اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ آپ کو طائف فتح کرادے تو بادیہ بنت

Marfat.com

ومُحلی بادیۃ بنت غیلان او حُلی الفارعۃ بنت
عقیل وکانت من اَحلی نساء ثقیف وذُکرلی
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لہا وان
کانَ لم یُؤذَن فی ثقیف یاخولۃ فخرجت
خولۃ فذکرت لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فدخل عمرُ علیٰ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقالَ یارسولَ اللہ ما حدیثٌ حدّثتہ خولۃ
زعمت انک قلتہا قال قد قلتہا قال اَوَمَا
اُذِنَ فیہم یارسولَ اللہ قال لا قال
افلا اُوذِنُ بالرحیل قالَ بلےٰ قال فأذّنَ
عمر بالرحیل دوم آنکہ وقت قسمت غنائم
در جعرانہ ذوالخویصرۃ حاضر شد و
فاروق رضہ را داعیہ قتل او بخاطر آمد عن
عبداللہ بن عمرو بن العاص قیل لہ ہل
حضرتَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حینَ کلّمہ التمیمی یومَ حُنین قالَ نعم
جاءہ رجلٌ من تمیم یُقال لہ ذوالخویصرۃ
فوقف علیہ وہو یُعطی الناس
فقال یا محمد قد رأیتُ ما صنعتَ فی
ہذا الیوم فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم اجل فکیف رأیت قالَ لم
اَرَک عدلتَ قالَ فغضب النبی
صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ ویحک اذا
لم یکن العدلُ عندی فعند من
یکون فقالَ عمر بن الخطاب یارسول اللہ اَلَا

غیلان کے زیور یا فارعہ بنت عقیل کے زیور مجھے عطا کیجئے اور بنو
ثقیف کی عورتوں میں یہ بہت زیور والی تھی اور مجھ سے ذکر کیا
گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یہ فرمایا کہ اے خُولہ
اور اگر ایسا ہو کہ ہم کو اجازت نہ دی گئی ثقیف پر (یعنی غلبہ نہ دیا
گیا) تو خولہ نے آپؐ کے پاس سے نکل کر عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ سے ذکر کیا تو عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پہنچے اور کہا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو خولہ نے بیان
کی وہ یہ سمجھتی ہے کہ آپؐ نے اُس سے ایسا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ
میں نے اُس سے ایسا کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا یارسول اللہؐ اُن کے
بارے میں اجازت نہیں دی گئی ؟ فرمایا کہ نہیں عرض کیا کہ تو پھر
میں کوچ کرنے کا اعلان نہ کردوں ؟ فرمایا کہ ہاں کردو۔ تو عمرؓ
نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ دُوسری یہ کہ جعرانہ میں غنیمتوں کی
تقسیم کے وقت ذوالخُویصرہ حاضر ہوا تو فاروقؓ کے دل میں
اُس کے قتل کا داعیہ پیدا ہوا۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص
سے کہ اُن سے کہا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس اس وقت موجود تھے جب آپؐ سے یوم حُنین میں تمیمی نے
گفتگو کی تھی ؟ کہا کہ ہاں آپؐ کے پاس تمیم میں کا ایک شخص آیا
تھا جس کو ذُوالخُویصرہ کہا جاتا تھا۔ وہ آپؐ کے پاس کھڑا ہوا
جب آپؐ لوگوں کو دے رہے تھے پھر بولا کہ اے محمدؐ ! میں نے
دیکھ لیا ہے جو کچھ آپؐ نے آج کے دن کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو پھر تو نے کیا دیکھا ؟ بولا کہ
میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ عدل کرتے ہوں۔ کہا کہ اس
سے غصہ میں آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ افسوس
ہے تجھ پر جب کہ عدل میرے پاس بھی نہ ہو گا تو پھر کس کے
پاس ہو گا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا یارسول اللہؐ کیا ہم اس کو

Marfat.com

تقتله قال لا دعوه فانه ستكون له شيعة
يتعمقون في الدين حتى يخرجوا منه كما
يخرج السهم من الرمية ينظر في النصل
فلا يوجد شيء ثم في القدح فلا يوجد شيء
ثم في الفوق (سوفار) فلا يوجد شيء سبق الفرث
والدم اخرجه ابن اسحٰق سوم آنکه استیذان
نموده از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
که انی نذرت في الجاهلية ان اعتكف
ليلة في المسجد الحرام فقال له النبي صلى
الله عليه وسلم اوف بنذرك اخرجه
البخاري وفي بعض الروايات يا اخي
اشركنا في دعائك او لا تنسنا في
دعائك واین تشریفے بود در حق حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ واز انجملہ
آنست کہ در غزوۂ تبوک نصف مال
خود انفاق نمود واز انجملہ آنست کہ در
حجۃ الوداع حاضر بود وآن ہمہ مواعظ
استماع نمود وجمیع آن مشاہد متبرکہ
را ادراک فرمود واز انجملہ
آنست کہ بسیارے از فضائل
شریک صدیق اکبر رض بود
وسہیم او در مشاورت

قتل نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں چھوڑو اس کو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والی ایک جماعت ہوگی جو دین میں عیب جوئی کریگی یہاں تک کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زود رفتار) تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ ایک شخص اُس تیر کی نوک کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز (لگی ہوئی) نہ ملے گی پھر اُس کے قدح (سیدھے حصّہ) کو دیکھا جائے گا تو کوئی شے نہ ملے گی۔ پھر سوفار (تیر کے اوپر کا حصّہ جو چلّہ پر رکھا جاتا ہے) کو دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ ملیگا۔ وہ تیزی کے ساتھ گوبر اور خون میں سے نکل گیا۔ اس کو روایت کیا ابن اسحٰق نے۔ تیسری یہ کہ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے اجازت چاہی کہ میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجدِ حرام میں معتکف رہوں گا۔ تو اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) میرے بھائی ہم کو اپنی دعا میں شریک کرنا یا (یہ فرمایا) کہ ہم کو اپنی دعا میں بھلا نہ دینا۔ اور یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں بڑی عزت افزائی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کر دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں حاضر تھے۔ اور آپ نے وہاں کے تمام مواعظ کو خوب سُنا اور متبرک مقامات میں حاضری کو بخوبی سمجھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے فضائل میں آپ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں آپ حصّہ دار رہے (یعنی رسول اللہ

عہ نہایہ میں ہے کہ تیر کو کاٹتے ہی قطع کہتے ہیں۔ پھر تراش کر چھیل کر صاف کریں تو بری کہتے ہیں پھر سیدھا کریں تو قدح کہتے ہیں پھر پر اور پیکان لگائیں تو سہم کہتے ہیں ۱۲ لغات الحدیث۔ یہ حدیث شرح و بسط کے ساتھ مقصد اول جلد ثانی میں گزر چکی ہے عہ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر فوراً ہی نکل جائیں گے۔ اس طرح کہ اسلام کا معمولی سا اثر بھی ان لوگوں میں باقی نہ رہے گا۔

Marfat.com

ودر تعبیر بلفظ صالح المؤمنین نزدیک نزول
آیۃ تحریم و در ثبات روز جمعہ وقت انفضاض
قوم و این ہمہ مباحث را در مآثر حضرت
صدیق رض بیان کردیم وازانجملہ آنست کہ
بعد انتقال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ساعی ترین مردم بود برائے خلافت صدیق رض
و ناصح ترین مردم درحق او و این معنی
را بالا نوشتیم وازانجملہ آنست کہ در
خلافت صدیق اکبر رض نائب مطلق خلیفہ
ووزیر و مشیر او در مہمات و قاضی
مدینہ او بود عن ابراہیم النخعی قال
اول من ولّی ابوبکر شیئا من امور
المسلمین عمر بن الخطاب ولّاہ القضاء
فکان اول قاضٍ فی الاسلام و قال
اقض بین الناس فانی فی شغل اخرجہ
ابو عمر وازانجملہ آنست کہ صدیق اکبر رض
در آخر ایام خود فاروق رض را ولیعہد
خود ساخت و اورا از افضل امت
خواند چنانکہ گزشت و مآخذ قول او حدیث
آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم
عن جابر بن عبداللہ قال قال عمر
لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقال
ابوبکر اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم مشوروں میں ابوبکر رض کے ساتھ عمر رض کو بھی شریک
رکھتے تھے) اور سورۂ تحریم کی آیت کے نزول میں لفظ صالح المؤمنین
کی تعبیر میں (بھی آپ ابوبکر رض کے ساتھ شریک ہیں) اور جمعہ کے
دن (خطبہ کے وقت) جب قوم متفرق ہوگئی (جس کا بیان سورۂ
جمعہ میں ہے) آپ کا موجود رہنا اور ان تمام مباحث کو ہم حضرت
صدیق رض کے مناقب میں بیان کرچکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیق
اکبر رض کی خلافت کے لئے آپ سب سے زیادہ سرگرم سعی رہے اور اُن
کے حق میں تمام لوگوں سے زیادہ خیر خواہ رہے اور اس حقیقت کو
ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدیق
اکبر رض کی خلافت میں خلیفہ کے نائب مطلق اور مہمات میں اُن کے
وزیر و مشیر اور مدینہ کے قاضی وہی تھے۔ مروی ہے ابراہیم نخعی
سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس شخص کو مسلمانوں کے کچھ
امور پر ابوبکر رض نے متولی بنایا وہ عمر بن الخطاب تھے۔ ان کو عہدۂ
قضا سپرد کیا تو وہ اسلام کے سب سے پہلے قاضی ہوئے اور
ابوبکر رض نے اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے آپ کیا کیجئے
کیونکہ میں دوسرے شغل میں ہوں، اس کو ابوعمر نے روایت کیا۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ صدیق اکبر رض نے اپنے آخری ایام
میں فاروق رض کو اپنا ولی عہد بنایا اور ان کو افضل اُمت فرمایا
جیسا کہ گزر چکا اور اُن کے قول کا ماخذ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حدیث تھی۔ مروی ہے جابر بن عبداللہ سے اُنھوں
نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عمر رض نے ابوبکر رض کو اس طرح خطاب
کیا، اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے؟ تو ابوبکر رض نے کہا کہ اب تم نے یہ کہدیا تو مجھ سے بھی
سُن لو کہ) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

Marfat.com

یقولُ ما طلعتِ الشمسُ علےٰ رجلٍ خیرٌ من عُمر
اخرجہ الترمذی و معنی این کلام آنست کہ
فاروق رضہ افضل امت باشد در زمانے از ازمنہ
این قضیہ را مطلقہ عامہ می باید شمرد لہذا
فاروق رضہ صدیق رضہ را افضل می گفت و صدیق رضہ
این معنی را ازوی مسلم میگذاشت و حضرت
صدیق رضہ فاروقِ اعظم رضہ را اقوی و خیر الناس
می گفت و او نیز این معنی را ازوی مسلم
میداشت این است شرح اعانتہا۔ فاروق
بہ نسبت جناب نبوت و نسبتِ خلیفۂ پیغامبر
باز چون نوبت خلافت او رسید سیاستے
از وے ظاہر شد کہ ہیچ خلیفہ را میسر نہ
نیامد نہ پیش از وے نہ بعد ازوے فی
الاستیعاب وُلّی الخلافۃ بعد ابی بکر بُویع لہ
بہا یوم مات ابوبکر باستخلافہ سنۃ ثلث
عشرۃ فسار باحسن سیرۃ وانزل نفسہ من
مال اللہ بمنزلۃ رجلٍ من الناس و فتح اللہ لہ
الفتوح بالشام والعراق ومصر ودوّن
الدواوین فی العطاء و رتّب الناس فیہ
علے سوابقہم وکان لایخاف فی
اللہ لومۃ لائم وہو الذی نوّر شہر
الصوم بصلوٰۃ الاشفاع (تراویح) فیہ و
آرّخ التاریخ من الہجرۃ الذے
بایدے الناس الے الیوم وہو
اوّل من سُمّی بامیر المؤمنین

آپ فرماتے تھے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر رضہ سے بہتر ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے یہ ہیں کہ زمانوں میں سے ایک زمانہ میں فاروق رضہ افضلِ اُمّت ہوگا۔ اس قضیہ کو مطلقہ عامہ سمجھنا چاہیے۔ لہٰذا فاروق رضہ صدیق رضہ کو افضلِ اُمّت کہتے تھے اور صدیق رضہ اس معنے کو ان کے لئے تسلیم شدہ قرار دیتے تھے اور حضرت صدیق رضہ فاروق اعظم رضہ کو اقوی (بڑا طاقتور) اور خیر الناس (سب سے بہتر) کہتے تھے۔ اور وہ بھی اس معنے کو اُن کے حق میں تسلیم شدہ قرار دیتے تھے۔ یہ ہے اُن اعانتوں کی شرح جو فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ پیغمبر کی کرتے رہے پھر جب خود اُن کی خلافت کی نوبت آئی تو اُن سے ایسی سیاست کا ظہور ہوا کہ کسی خلیفہ کو میسر نہ ہوئی نہ اُن سے پہلے اور نہ اُن کے بعد۔ استیعاب میں ہے کہ ابوبکر رضہ کے بعد عمر رضہ خلیفہ بنائے گئے۔ جس دن ابوبکر رضہ کا انتقال ہوا ۱۳ھ سے اُسی دن خلافت کی بیعت کی گئی تو وہ بہت اعلیٰ سیرت پر چلے اور وہ اپنی ذات کو اللہ کے مال کے سلسلہ میں ایک عام آدمی کے مرتبہ میں اتارے ہوئے تھے اور اللہ نے ان کو شام اور عراق اور مصر میں بہت فتوحات عطا فرمائیں اور عطیات کے لئے آپ نے رجسٹر بنوائے اور ان میں لوگوں کے ناموں کی ترتیب اُن کی سابقہ اعمال و خدمات کے لحاظ سے قائم کی اور وہ اللہ کے (احکام کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور وہی ہیں جنھوں نے ماہِ صیام (یعنی رمضان) کو نماز تراویح سے منوّر بنا دیا اور ہجرت کے حساب سے تاریخ کو قائم کیا جس پر آج تک سب لوگ عمل پیرا ہیں۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المؤمنین کے خطاب سے موسوم کیا گیا۔

Marfat.com

وهو اول من اتخذ الدرة و کان نقش
خاتمه کفیٰ بالموت واعظا یا عمر درین
مقام حکایتے چند از قیام او بامر جهاد
و ظهور کثرت فتوح و وفور غنائم در
ایام او ایراد کنیم سال سیزدهم از هجرت
فاروق اعظم رض چند روز متصل خطبه
می خواند و تحریض مے فرمود مردمان را
بر جهاد عجم و ایشان بملاحظهٔ کثرت عُدّه
و عَدَدِ آن عجم تقاعد می نمودند زیرا که
پادشاهی آنها از زمان دراز در فارس
و رُوم محکم شده بود و افواج بسیار
و خزائن بیشمار ذخیره داشتند که عرب را هیچ گاه
مانند آن امکان نبود ازینجهت خدای عزّ و جلّ
فرمود ستُدعَون الیٰ قومٍ اُولی بأسٍ شدید
اول کسیکه داعیه جهاد در خاطر او افتاد ابو عُبیده ثقفی
بود از کبار تابعین بعد از انجماعه بعد جماعه برای
حرب مهیا شدن گرفتند از انجمله سلیط بن قیس که از حضّار
مشهد بدر بود و حضرت فاروق رض قدر اولیت ابو
عُبیده در قبول داعیه الٰهیه بشناخت و او را
بر جیش مسلمین امیر گردانید هرچند در
میان ایشان اصحاب آنحضرت
صلی الله علیه و سلم بودند
لکن مبالغه فرمود که در قضایا و
سوانح امور با اصحاب جناب رسالت
مشاورت کند و ایشان را شریک خود

اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دِرّہ پکڑا۔ اور اُن کی مُہر کا نقش
یہ تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ (اے عمر بحیثیت واعظ موت
کافی ہے) اس موقع پر اُن کے امرِ جہاد کے قیام اور کثرت فتوحات
کے ظہور اور اُن کے زمانہ میں مالِ غنیمت بکثرت آنے کے بارے
میں درج کرتے ہیں۔ ہجرت کے تیرھویں سال میں فاروقِ اعظم رض
چند روز مسلسل خطبہ دیتے رہے جس میں لوگوں کو جہادِ عجم
کے لئے ترغیب دیتے تھے اور لوگ ان کے پاس سامانِ جنگ
کی فراوانی اور ان کی عددی کثرت کی وجہ سے مذبذب ہو رہے
تھے کیونکہ اُن کی بادشاہی زمانہ دراز سے فارس و روم میں
محکم شدہ تھی اور اُن کے پاس بہت سی افواج اور بے شمار خزانے
کے ذخیرے موجود تھے کہ اُن کی سطح پر آنے کا عرب کے لئے امکان
نہیں تھا، اسی جہت سے اللہ عزّ وجل نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ
الخ (۴۸:۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی
طرف بُلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ سب
سے پہلے جس شخص کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا وہ ابو عُبیدہ
ثقفی تھے جو کبارِ تابعین میں سے تھے اس کے بعد ایک جماعت
کے بعد دوسری جماعت جنگ کے لئے تیار ہونے لگی۔ ان میں سے
سلیط بن قیس رض تھے جو کہ جنگِ بدر کے حاضرین میں سے تھے اور
حضرت فاروق رض نے ابو عبیدہ رض کی داعیہ الٰہیہ (یعنی عجم پر جہاد)
کو سب سے پہلے قبول کرنے میں اولیت کی قدر شناسی کی اور
اُن کو مسلمانوں کے لشکر پر امیر بنایا۔ اگرچہ اُن کے درمیان آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض موجود تھے۔ لیکن آپ
نے (ابو عبیدہ رض کو) مبالغہ (کے ساتھ حکم) فرمایا کہ قضایا کے
فیصلوں اور پیش آنے والے امور میں اصحابِ جناب رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہیں اور اُن کو اپنا شریک

Marfat.com

داند فرمود ہیچ چیز مرا از تامیر سلیط مانع نشد الاّ تعجیل و مسارعت او در حرب و خوف ہلاکِ مردم بسبب تہوار او بالجملہ مثنّیٰ بن حارثہ شیبانے و ابو عبیدہ ثقفی با ہمراہیان خویش متوجّہ عراق گشتند و ازاں طرف رستم فرخ زاد و جابان را بالشکرے جرّار بمقابلہ فرستاد و بعد تلاقی فریقین جنگے عظیم در پیوست آخر کار کفّار ہزیمت یافتند و غنیمت بے حساب بدست اہلِ اسلام آمد ہنوز تقسیم غنائم نہ شدہ بود کہ نرسی سپہ سالار عجم کہ خالہ زادۂ کسرٰے بود بالشکرے عظیم بسوئے ایشان متوجّہ شد و رستم سردارے دیگر جالیوس نام را با فوج کثیرے بکمکِ او تعین نمود ابو عبیدہ پیش از انکہ اجتماعِ ہر دو فریق شود بہ نرسی رسید و وی را منہزم گردانید و بر مال خطیر دست یافت انگاہ بے توقف بجانب جالیوس متوجہ شد و اورا نیز ہزیمت داد و از وی نیز غنائم فراوان در تصرّف آورد و بعد ازان ابو عبیدہ ازان ہمہ غنائم و سبایا خمس را جدا کردہ بدار الخلافت فرستاد و باقی را بر غزاۃ قسمت نمود چون خبر ہزیمت افواج بملکِ فارس رسید انفعالِ عظیم بخاطرش راہ یافت و بہمن جادو را برائے تدارک با سی ہزار مرد و سی فیل فرستاد و ازان جملہ فیلِ ابیض کہ از وقتِ پرویز

سمجھیں۔ آپ نے فرمایا سلیط کو امیر بنانے میں مجھے کوئی بات مانع نہیں ہوئی بجز اس کے کہ زیادہ دلیر ہونے کی وجہ سے وہ جنگ میں عجلت و سرعت کے خوگر ہیں جس میں لوگوں کے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مثنّیٰ بن حارثہ شیبانی اور ابو عبیدہ ثقفی اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق کی جانب متوجّہ ہو گئے، اور اُس طرف سے (شاہ فارس نے) رستم فرّخ زاد اور جابان کو ایک جرّار لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، ہر دو فریق کے مل جانے کے بعد ایک جنگِ عظیم شروع ہو گئی، انجام کار کفار کو شکست ہوئی اور اہلِ اسلام کے ہاتھوں میں بے حساب مالِ غنیمت آیا۔ ابھی تک اموالِ غنیمت کی تقسیم نہ ہونے پائی تھی کہ عجم کا سپہ سالار نرسی جو کسریٰ کی خالہ کا بیٹا تھا ایک زبردست لشکر کے ساتھ ان کی طرف متوجّہ ہو گیا، اور رستم نے ایک دوسرے سردار کو جس کا نام جالیوس تھا ایک کثیر فوج کے ساتھ اُس کی کمک کے لئے متعین کیا۔ ابو عبیدہؓ قبل اس کے کہ دونوں (نرسی اور جالیوس) کی افواج مجتمع ہوں، نرسی پر جا پہنچے اور اُس کو ہزیمت دیدی اور بہت سے مال پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بے توقّف جالیوس کی جانب متوجّہ ہو گئے اور حملہ کر کے اُس کو بھی شکست دیدی اور وہاں سے غنیمت میں اموالِ فراواں تصرّف میں لائے اس کے بعد ابو عبیدؓ نے ان تمام غنیمتوں اور اسیروں میں سے پانچواں حصّہ نکال کر دار الخلافہ بھیجا اور باقی کو غازیوں پر تقسیم کر دیا۔ جب افواج کی ہزیمت کی خبر ملک فارس میں پہنچی تو اُن کے دلوں میں بہت غیرت و شرمندگی پیدا ہوئی اور تدارک کے لئے (شاہ فارس نے) بہمن جادو کو تیس ہزار جوانوں اور تیس ہاتھیوں کے ساتھ بھیجا، اُن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کو پرویز کے

Marfat.com

اورا مبارک می شمردند و در ہیچ معرکہ نبود
الا آنکہ اہل آن معرکہ فیروز می شدند بادرفش کاویانی
کہ از زمانِ فریدون در خزائنِ عجم ذخیرہ بود و
آن را رایتِ فتح و آیتِ نصرت می پنداشتند
ہمراہ کرد رستم نیز فوجی عظیم ہمراہ او داد ابو عبیدؓ
این مرتبہ کارفرمای تہور شدہ از پلِ فرات
گزشتہ بمحاربہ درپیوست اوّلاً تزلزلے در
میانِ مسلمین افتاد جاہلے از اہلِ اسلام پل
را برہم زد تا راہ گریز نداشتہ باشند ابو عبیدؓ
با جمعے سپاہ از اسپان فرود آمدہ شمشیرہا
کشیدہ خراطیم فیلان را قطع نمودند و ابو عبیدؓ
بر فیل ابیض رسید و خرطوم اورا برید و وقت
معاودت بلشکرِ خود پایش بلغزید و بیفتاد و
درین حالت فیل ابیض اورا زیر پا درآورد و شہید
ساخت و بعد از وی ہفت کس از جوانمردان لوای
او برگرفتند و بدرجۂ شہادت میرسیدند تا آنکہ آخرکار
آن لوا را مثنیٰؓ بن حارثہ برداشت و بصرفہ و حکمت
بجنگ مباشرت نمود انجام کار کفار از حرب متقاعد شدند
و مسلمانان فرصتِ غنیمت یافتہ بر سرِ پل آمدند
و کیف ما اتفق پلِ شکستہ را درست ساختہ عبور
نمودند درین مقتلہ چہار ہزار کس شہید شدند
حضرت فاروقؓ ازین ماجرا بغایت محزون
گشت و بسبب انکسار مسلمین نزدیک
بود کہ قاعدۂ جہاد برہم خورد عنایت الٰہی
ناگہان دررسید و در فوج رستم

زمانہ سے مبارک سمجھا جاتا تھا اور وہ جس معرکہ میں بھی بھیجا گیا تھا
اُس میں لوگوں کو فتح ہوتی رہی ہے۔ اور درفش کاویانی کو بھی
جو کہ فریدوں کے زمانہ سے عجم کے خزانوں میں محفوظ تھا اور
اُسکو اِن لوگوں نے فتح کی نشانی اور نصرتِ (غیبی) کی علامت
قرار دے رکھا تھا ساتھ کر دیا۔ رستم نے بھی ایک بہت بڑی
فوج اُس کے ہمراہ کر دی۔ اس مرتبہ ابو عبیدہؓ دلیری کے ساتھ
فرات کے پُل کو عبور کر کے جنگ میں مشغول ہوگئے۔ اوّلاً مسلمانوں
میں ایک تزلزل واقع ہوا۔ اہلِ اسلام میں سے کسی جاہل نے
پُل کو توڑ دیا کہ گریز کی راہ باقی نہ رہے۔ ابو عبیدہؓ نے فوج کی
ایک ٹکڑی کے ساتھ گھوڑوں سے اُتر کر تلواریں کھینچ لیں اور
ہاتھیوں کی سونڈوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ سفید
ہاتھی کے مقابلہ پر پہنچے اور اُنھوں نے اُس کی سونڈ کو کاٹ
دیا، جب اپنے لشکر کی طرف لَوٹنے لگے تو ان کا پاؤں پھسلا اور
وہ گر پڑے۔ اس حالت میں سفید ہاتھی نے حملہ کر کے اُن کو اپنے
پاؤں سے مَسل کر شہید کر دیا۔ اُن کے بعد جوانمردوں میں سے
سات آدمی یکے بعد دیگرے اُن کے جھنڈے کو سنبھالتے اور
درجۂ شہادت پر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ آخرکار وہ جھنڈا
مثنّیٰ بن حارثہؓ نے اُٹھایا اور بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ جنگ
میں مصروف ہوگئے، انجام کار کفار جنگ میں (پیش قدمی سے)
ڈھیلے پڑے اور مسلمان یہ موقع غنیمت جان کر پُل پر آتے
اور کسی نہ طرح اُس ٹوٹے ہوئے پُل کو درست کر کے اُس سے عبور
کر گئے۔ اس قتال میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت
فاروقؓ اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے، اور مسلمانوں کے
حوصلے ٹوٹ جانے سے قریب تھا کہ اُس اُٹھنے والے جہاد میں
برہمی ہو جاتے کہ اچانک رحمتِ خداوندی آپہنچی اور رستم کی فوج میں

اختلاف افتاد دو فریق گشتند و حدت (تیزی) ایشان کلیل (کند) گشت چند روز بر حرب جرأت نیارستند سال چہاردہم بقول اکثر اہل تاریخ فتح دمشق دست داد بقول جمعے دیگر این واقعہ در سال سیزدہم بود نزدیک بوفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بالجملہ ہرقل ماہان نام سردارے را با گران لشکری بمدد اہل دمشق فرستاد و کفار در ہر ناحیہ متحصن بحصون گشتہ با عداد (بتیاری) آلات حرب مشغول شدند و ابو عبیدۃ بن الجراح صورت حال را بعرض حضرت فاروق رسانید حضرت فاروق رض برائے او مکتوبے نوشت متضمن آنکہ اولاً عنان عزیمت بجانب دمشق معطوف سازد و در ہر ناحیہ فوجے از مسلمانان فرستد تا اہل آن ناحیہ را مشغول دارند و توغل در حرب ہیچ کدام نکنند تا آنکہ دمشق مفتوح شود از ان طرف ماہان با لشکر خود از دمشق بر آمدہ بآراستگی صفوف مشغول شد ازین طرف ابو عبیدہ رض بمقابلہ آنہا داد قتال بداد بعد تردد عظیم شکست بر لشکر کفار افتاد جمعے جانب ہرقل گریختند و طائفہ بشہر دمشق متحصن شدند باز ابو عبیدہ رض و خالد رض بمحاصرۂ دمشق اہتمام کلی بکار بردند و این محاصرہ مدت دراز کشید اتفاقاً بطریقے از بطارقہ دمشق را درہمین ایام فرزندے متولد شد ازین سبب بترتیب جشنے

ایک اختلاف واقع ہوگیا اور وہ دو فریق ہوگئے اور اُن کی تیزی کُند ہوگئی اس لئے وہ چند روز تک جنگ کی جرأت نہ کر سکے۔ بقولِ اکثر اہل تاریخ کے چودھویں سال میں دمشق کی فتح حاصل ہوئی اور بقولِ دیگر مؤرخین کی ایک جماعت کے یہ واقعہ تیرھویں سال میں پیش آیا تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب۔ الغرض ہرقل نے ایک سردار کو جس کا نام ماہان تھا ایک بھاری لشکر کے ساتھ اہل دمشق کی مدد کے لئے بھیجا اور کفار ہر علاقہ میں قلعوں میں محفوظ ہوکر آلاتِ حرب کی تیاری میں مشغول ہوگئے اور ابو عبیدہ رض بن الجراح نے اس صورتِ حال کو حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت فاروق رض نے اُن کو ایک مکتوب تحریر فرمایا جو ان احکام پر مشتمل تھا۔ اوّلاً یہ کہ آپ کو دمشق کی طرف روانہ ہوجانا چاہیے اور ہر علاقہ میں مسلمانوں کی ایک فوج بھیجدیں تاکہ وہ ان علاقہ والوں کو (گاہے گاہے حملے کرکے) مشغول رکھیں اور ان میں سے کسی علاقہ پر لڑائی میں زیادہ زور نہ ڈالیں یہاں تک کہ دمشق فتح ہوجائے۔ اُس طرف سے ماہان اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے نکل کر صفوں کی درستی میں مشغول ہوا اور اس طرف سے ابو عبیدہ رض نے اُن کے مقابلہ پر دادِ شجاعت دی گھمسان کی جنگ کے بعد کفار کے لشکر پر شکست پڑی ان کی ایک جماعت ہرقل کی طرف بھاگی اور ایک جماعت شہر دمشق میں قلعہ بند ہوگئی۔ اس کے بعد ابو عبیدہ رض اور خالد رض نے دمشق کے محاصرہ کا پورا اہتمام کیا اور اس محاصرہ پر مدتِ دراز گزر گئی۔ اتفاقاً دمشق کے بطریقوں (یعنی سرداروں) میں سے ایک سردار کے گھر میں ان ہی دنوں میں ایک لڑکا پیدا ہوگیا اس سبب سے وہ ایک جشن ترتیب

Marfat.com

مشغول شدند والرامدد لہو ولعب ایشاں از محافظتِ سورِ شہرپناہ غافل نمود دلیرانِ اسلام فرصت را غنیمت شمردہ سلالیم واوہاق (نردبانہا کمندہا) کہ برائی شل ہمین روز آمادہ ساختہ بودند استادہ نمودہ تکبیر گویان بر بلندی سور برآمدند بوّابان را بزخم سیوف بدوزخ رسانیدہ دروازہ را کشادند وجنگے عظیم بظہور پیوست از جانب خالد رض عنوۃً (بقہر وغلبہ) واز جانب ابوعبیدہ رض صلحاً فتح دمشق متحقق گشت ودرہمین سال جریر بن عبداللہ بجلی از جانب یمن بملازمتِ فاروق رسید حضرت فاروق چہار ہزار مرد از بجیلہ وکندہ ودیگر قبائل مرتب ساختہ جریر را امیر آن لشکر فرمود وبجانب عراق بمددِ مثنیٰ روان نمود جریر وقوم او از انکہ تحت رایت مثنیٰ درآیند استنکاف (کراہت) ورزیدند حضرت فاروق رض برائی تالیف قلوب ایشان ربع خمس غنیمتے کہ باہتمام ایشان حاصل شود وزیادہ بر سہم غنیمت بایشان تنفیل (عطا) فرمود وبرائی مثنیٰ نامہ نوشت کہ شرائط توقیر وتبجیل (تعظیم) جریر را مرعی دارد زیراکہ شرفِ صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یافتہ است سردارانِ عجم چون این خبر شنیدند فوج کثیر فراہم آوردہ مہران ہمدانی را بامارتِ آنہا منصوب ساختہ برائے مقابلۂ مثنیٰ وجریر نامزد گردانیدند ایشان این ماجرا بعرض حضرت فاروق رض رسانیدند وے رضی اللہ عنہ از ہر قبیلہ جمعے برائے مددِ مثنیٰ معین فرمود وحکم کرد کہ مستعجلاً (آمادگی) کارسازی نمودہ

کرنے میں مشغول ہوتے اور لہو ولعب میں منہمک ہوکر دیوارِ شہر پناہ کی حفاظت سے غافل ہوگئے۔ اسلام کے بہادروں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور سیڑھیاں اور کمندیں جو اُنھوں نے اسی دن کے لئے تیار کر رکھی تھیں کھڑی کرکے تکبیر کہتے ہوتے دیوار کی فصیل پر چڑھ گئے (اور نیچے اُتر کر) دربانوں کو تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم رسید کیا اور دروازۂ شہر کھول دیا اور ایک جنگِ عظیم واقع ہوتی۔ خالد رض کی طرف کا شہر کا حصّہ جنگ سے مغلوب ہوا اور ابوعبیدہ رض کی جانب کا حصّہ صلح سے، اس طرح سے شہر دمشق فتح ہوگیا۔
اسی سال میں جریر بن عبداللہ بجلی یمن کی جانب سے حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت فاروق رض نے چار ہزار مردوں کا لشکر قبیلۂ بجیلہ وکندہ اور دیگر قبائل کا مرتب کرکے جریر کو اُس لشکر کا امیر بناکر عراق کی جانب مثنیٰ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ جریر رض اور اُن کی قوم نے اس بات سے اعراض کیا کہ وہ مثنیٰ کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ حضرت فاروق رض نے ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ہر اُس غنیمت میں سے جو اُن کے اہتمام سے حاصل ہو ایک خمس کا چوتھائی حصّہ اُن کے غنیمت کے حصّہ پر بڑھا دیا اور مثنیٰ کو ایک خط لکھا کہ شرائط توقیر وتعظیم میں جریر رض کی رعایت رکھے اس لئے کہ جریر رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرّف ہوتے ہیں۔ سردارانِ عجم نے جب یہ خبر سُنی تو ایک فوج کثیر فراہم کرکے مہران ہمدانی کو اس کا سردار بنایا اور اس کو مثنیٰ اور جریر کے مقابلہ پر نامزد کردیا۔ اُنھوں نے یہ ماجرا حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت کو مثنیٰ کی مدد کے لئے معین فرمایا اور حکم کیا کہ عجلت کے ساتھ تیاری کرکے

Marfat.com

خود را بر مصاف حاضر گردانید و مثنیٰؓ نیز ازان بلاد کہ در تصرف او بود لشکری آراست بعد تلاقی فریقین مہران بر اسپے گلگون بر گستوانے از اطلس بران انداختہ بمیدانِ مبارزت جولان کنان در آمد غلامے از اہل ذمہ تیرے بجانبِ او روان کرد بتائیدِ الٰہی بر مقتل وے رسید و از اسپ بیفتاد و شکست بر لشکرِ عجم واقع شد و طرفہ معرکہ و عجیب مقتلہ آن روز بظہور انجامید ازین جہت آن را یوم الاَعْشار (بجموعہ عشر بمعنے دہ) گویند زیرا کہ صد کس از مبارزان بشمار در آمد کہ دران روز ہر یکے دہ کس از کفار کشتہ بود و چندان غنائم و سبایا (اسیران) بدست آمد کہ پیش ازین گاہے میسر نہ شدہ بود بعد ازان مثنیٰؓ بن حارثہ بشر بن الخصاصیہ صحابی را بر بلادِ عراق خلیفہ ساختہ خود با وجودِ عدمِ اندمال جراحات کہ در واقعہ الجسر (جنگ پل) بوی رسیدہ بود قصد غارت خنافس نمود و آن سوقی بود کہ در سال یکبار تجارِ کفار آنجا اجتماعِ عظیم میداشتند ناگاہ بر سر آنجماعہ ریخت و غنائم فراوان بدست آورد باز قصدِ سوقِ بغداد کرد و آن نیز سوقے عظیم بود کہ ہر سال جمِ غفیرے آنجا مجتمع می شدند بغتۃً بر آنہا حملہ آورد و یارانِ خود را فرمود کہ سوائے نقدین و جواہر و اقمشہ و امتعہ قیمتی برندارند ہزار شتر ازین اجناس پُر کردہ بسلامت مراجعت نمودند

اپنے کو میدانِ جنگ میں حاضر کردیں۔ مثنیٰؓ نے بھی ان شہروں میں سے جو اُنکے زیر تصرف تھے ایک لشکر مہیا کرلیا۔ فریقین کے مل جانے کے بعد مہران ایک سُرخ رنگ کے گھوڑے پر جس پر اطلس کا جامہ پڑا ہوا تھا سوار ہوکر میدانِ جنگ میں دَوڑتا ہوا آیا۔ اہلِ ذمہ میں سے ایک غلام نے ایک تیر اُس کی طرف پھینکا، تائیدِ الٰہی سے وہ اُس کے مقتل پر پہنچ گیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور لشکرِ عجم پر شکست واقع ہوگئی۔ اور یہ ایک عجیب جنگ اور نادر معرکہ تھا جو اُس دن ظہور میں آیا۔ اسی بنا پر اس کو یوم الاَعْشار کہتے ہیں۔ (اعشار عشر کی جمع ہے جس کے معنے ہیں دس) اس لئے کہ لڑنے والوں میں ایسے ایک سو آدمی شمار میں آئے کہ اُس دن اُن میں سے ہر ایک نے کفار کے دس آدمیوں کو قتل کیا تھا اور اتنے اموالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی میسّر نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد مثنیٰؓ بن حارثہ نے بشر بن الخصاصیہ صحابی کو بلادِ عراق پر قائم مقام بناکر خود باوجود اُن زخموں کے ابھی تک مندمل نہ ہونے کے جو پل کی جنگ میں اُن کو پہنچے تھے خنافس پر لوٹ ڈالنے کا قصد کیا اور یہ ایک بازار تھا کہ کفار تاجرین سال میں ایک مرتبہ وہاں بہت بڑا اجتماع کیا کرتے تھے، اچانک اس جماعت کے سر پر جا پڑے اور بہت سے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا۔ پھر بازارِ بغداد کا قصد کیا اور وہ بھی بہت شاندار بازار تھا کہ ہر سال وہاں ایک زبردست میلہ لگتا تھا، اچانک اُن پر حملہ کردیا اور اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کی کہ سونے چاندی اور جواہر اور ریشمی کپڑوں اور بیش قیمت چیزوں کے سوا اور کچھ نہ اُٹھائیں۔ اس قسم کی چیزوں کو ایک ہزار اونٹوں پر لدواکر سلامتی کے ساتھ مراجعت۔

Marfat.com

سالِ پانزدہم و سالِ شانزدہم فرقانِ اکبر
درمیانِ اسلام و کفر بسعی و اہتمام او رضی اللہ
عنہ بظہور پیوست وانجا واضح گشت کہ تسمیہ
خلیفۂ ثانی بفاروقِ اعظم بچہ وجہ بودہ
است وانجا دو نکتہ باید شناخت نکتۂ
اُولے آنکہ در شریعت متواتر بالمعنی است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند
بآنکہ فارس و روم فتح خواہد شد و غنائم
بے شمار از ایشان بدستِ مسلمین خواہد آمد
قال اللہ تعالے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وقال وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ
أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا الآیۃ بعد ما قال وَعَدَكُمُ
اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ
لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ
اگر منصفے درین آیۃ تأمل کند و سیاق و
سباق را مستحضر سازد مضطر شود بآنکہ
غنائم کثیرہ کہ اول مذکور شد غنائم حنین
است کہ در زمانِ سعادت نشانِ جناب
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صورت
وجود یافت عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ
فتح خیبر است و وَأُخْرَىٰ
لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا غنائم
فارس و روم است قال ابن عباس
والحسن و مقاتل ہی فارس
والروم ما کانت العرب

پندرھویں سال اور سولھویں سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی مساعی سے اسلام اور کفر کے درمیان "فرقانِ اکبر"
(امتیازِ کامل) کا پورا پورا ظہور ہوگیا۔ اور اس موقع پر
واضح ہوگیا کہ خلیفۂ ثانی کو "فاروقِ اعظم" کہنے کی وجہ تسمیہ
کیا ہے۔ اور یہاں دو نکتے پہچاننے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے
کہ شریعت میں یہ بات متواتر بالمعنے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فارس اور روم فتح ہوگا اور ان
لوگوں سے بے شمار اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں
آئیں گے۔ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
كُلِّهِ (۶۱: ۹) تاکہ اس (دین) کو (بقیہ) سب دینوں پر غالب
کردے) اور فرمایا وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا الخ (۴۸:
۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی
خدا تعالے اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔" یہ اس ارشاد
کے بعد فرمایا وَعَدَكُمُ اللَّهُ الخ (۴۸: ۲۰) اللہ تعالے نے تم
سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم
لوگے سو سرِدست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم
روک دیئے۔" اگر کوئی منصف اس آیت میں غور کرے تو
وہ مجبور ہوجائے گا یہ تسلیم کرنے پر کہ غنائم کثیرہ (بہت سے
اموالِ غنیمت) جو کہ پہلے مذکور ہوئے وہ غزوۂ حنین کے اموالِ
غنیمت ہیں جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانِ سعادت
نشان میں ظہور میں آئے اور عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ (سو سرِدست
تم کو یہ دیدی ہے) فتح خیبر ہے اور وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا
عَلَيْهَا (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی)
فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ ابن عباسؓ اور حسنؒ اور مقاتلؒ
کا قول ہے کہ یہ فارس اور روم ہیں۔ عرب فارس اور روم کے ساتھ

Marfat.com

تقدیر علیٰ قال فارس والروم کانوا خولاً لہم
حتیٰ قدروا علیہا بالاسلام ونیز مضطر شود
آنکہ ستدعون الیٰ قوم اولی باس
شدید مراد ازین اولی باس شدید فارس
وروم است قال ابن عباس ومجاہد
والحسن ہم فارس والروم ودر حدیث
شیخین آمدہ رأیت کانما وضع فی یدی
مفاتیح خزائن الارض ونیز در حدیث
شیخین ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ
وہلک قیصر فلا قیصر بعدہ ونیز
در باب رمی (تیر اندازی) عن عقبۃ بن عامر قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ستفتح علیکم الروم
ویکفیکم اللہ فلا یعجز احدکم ان یلہو
باسہمہ اخرجہ مسلم پس این ہمہ
نعم الٰہی است ووجود این امور معجزۂ
آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و
بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متضمن
است فتح فارس را قال تعالیٰ وآخرین
منہم لما یلحقوا بہم یعنی فارس
خدای عز وجل از فوق سموات ارادۂ
ابطال سلطنت فارس وروم و
برہم زدن ملت ایشان فرمود و
آنحضرت را صلی اللہ علیہ و
سلم جارحۂ اتمام مراد

لڑنے پر قادر نہیں تھے یہ لوگ تو ان کے پچھ لگو تھے یہاں تک کہ اسلام کی بدولت اس پر قادر ہو گئے۔ اور نیز مجبور ہوگا یہ تسلیم کرنے پر کہ ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید (۴۸: ۱۶) یعنی عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔ اس "اولی باس شدید" سے مراد فارس اور روم ہیں۔ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور حسنؒ کا قول ہے کہ وہ فارس اور روم ہیں۔ اور حدیث شیخین (بخاری و مسلم) میں آیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھدی گئیں۔ اور نیز حدیث شیخین میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور نیز باب الرمی میں ہے مروی ہے عقبہؓ بن عامر سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم پر روم مفتوح ہو جائیگا پھر تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ ہوگا کہ اپنے تیروں سے کھیلے، اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور ان امور کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت متضمن ہے فارس کی فتح کو (یعنی جس طرح بعثت کا مقصد شرک کو مٹانا اور توحید الٰہی کو قائم کرنا تھا اسی طرح فارس کا فتح کرنا بھی تھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وآخرین منہم لما یلحقوا بہم (۶۲: ۳) اور (علاوہ ان موجودین یعنی عرب کے) دوسروں کے لئے بھی (آپ کو مبعوث کیا) جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے (یعنی فارس) خدائے عز وجل نے آسمانوں کے اوپر سے سلطنت فارس و روم کو باطل کرنے اور ان کی ملت کو درہم برہم کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور اپنی مراد کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

خود ساخت و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پیش از ظہورِ این امر خطیر برفیق اعلےٰ
انتقال نمودند وہمان داعیہ بواسطہ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از سینۂ
فاروقِ اعظم رضہ باز جوشید وہمگی اورا رضی
اللہ عنہ مطیع امر خود ساخت وعقل و
قلب اورا منقادِ آن امر فرمود ودر
دلِ حاضرین پرتو نورِ فاروق رضہ انداخت
تا غزاۃِ اسلام اجتماع تمام پیدا کردند
ودست بُردی عجیب ظاہر گشت کشایش
زیادہ از کوشش دیدند وَ اَبْعَثْ جَیْشًا
نَبْعَثْ خَمْسَۃً مِّثْلَہٗ بنقدِ حالِ
ایشان شد نکتۂ دوم آنکہ
اہتمامِ فاروق رضہ در فتحِ فارس وروم بوجوہ
بسیار بودہ است یکی آنکہ دعا می نمود
در صلوٰۃِ خود وہمتی تمام درین کار بکار
می بُرد قال النووی فی الاذکار جاء عن
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قنت فی الصبح
بعد الرکوع فقال اللّٰھم انا نستعینک
ونستغفرک ولا نکفرک ونؤمن
بک ونخلع من یفجرک اللّٰھم ایاک
نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعیٰ
ونحفد نرجوا رحمتک ونخشیٰ
عذابک ان عذابک الجد بالکفار ملحق
اللّٰھم عذب الکفرۃ الذین

آلہ کار بنایا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس اہم کام کے ظہور
میں آنے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے اور اُسی داعیہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پھر فاروقِ اعظم رضہ کے سینہ سے
جوش مارا اور آپ کو رضی اللہ تعالےٰ عنہ پورے طور پر اپنے
قبضہ میں کر لیا اور آپ کی عقل کو اور قلب کو اُس امر کا بخوبی مطیع
کر لیا۔ اور حاضرین کے دلوں میں حضرت فاروق رضہ کے نور کا پرتو
ڈال دیا، یہاں تک کہ غازیانِ اسلام اس پر مکمل طور پر مجتمع ہوگئے
اور عجیب وغریب تصرفات ظاہر ہوئے اور سب نے اپنی کوشش
سے زیادہ کشایش کا مشاہدہ کر لیا اور یہ (حدیث قدسی) گویا اُن
ہی کے حال سے متعلق ہو گئی اَبْعَثْ جَیْشًا الخ یعنی تو اپنا لشکر
بھیج ہم اُس سے پانچ گنا اپنا لشکر بھیج دینگے۔ دوسرا نکتہ یہ
کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا اہتمام فارس اور روم کی فتح میں
بہت سی وجوہ کے ساتھ جاری رہا۔ اوّل یہ کہ آپ اپنی نماز میں
دُعا کیا کرتے اور پوری ہمت اس کام میں بسر کرتے رہتے۔ نووی
نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے
بارے میں منقول ہے کہ وہ صبح کی نماز میں بعد دوسری رکعت کے
رکوع کے دُعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔ یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَسْتَعِیْنُکَ الخ یعنی اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور ہم آپ
سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کفر نہیں کرتے اور آپ
پر ایمان لاتے ہیں اور اُن سے ترک تعلق کرتے ہیں جو آپ کی
نافرمانی کرنے والے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے
ہیں اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدے کرتے ہیں اور
آپ ہی کی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں۔ ہم آپ کی رحمت کی
اُمید کرتے اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک آپ کا عذاب
حقیقی کفار سے ملنے والا ہے۔ یا اللہ عذاب دے ان کفار کو دنیا

Marfat.com

يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك و
يقاتلون اولياءك اللهم اغفر للمؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات واصلح ذات
بينهم والف بين قلوبهم واجعل في قلوبهم
الايمان والحكمة وثبتهم على ملة رسولك
صلى الله عليه وسلم واوزعهم ان يوفوا
بعهدك الذي عاهدتهم عليه وانصرهم
على عدوك وعدوهم اله الحق و
اجعلنا منهم دوم آنکه خطب بلیغه متضمن
تحریص بر جهاد و ترغیب مجاهدین
مے خواند و احادیث آنحضرت صلی الله
علیه وسلم درین باب روایت می نمود
سوم آنکه تهیهٔ اسباب مجاهدین باهتمام
هرچه تمام تر می فرمود اخرج مالك عن
يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب كان
يحمل في العام الواحد على اربعين الف
بعير يحمل الرجل الى الشام على بعير و
يحمل الرجلين الى العراق على بعير
فجاءه رجل فقال احملني وسحيما فقال له عمر
ابن الخطاب انشدك الله أسحيم زق
قال نعم چهارم آنکه
ترتیب جیوش و تقدیم
فتحے

ہی ہیں) جو آپ کے راستہ سے روکنے والے ہیں اور آپ کے رسولوں
کی تکذیب کرنے والے ہیں اور آپ کے خاص بندوں سے قتال کرنے
والے ہیں۔ اے اللہ! مغفرت کیجئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں
کی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اُن کے تعلقاتِ
باہمی کی اصلاح کیجئے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت
پیدا کردیجئے اور اُن کے دلوں میں ایمان اور دانائی رکھدیجئے
اور اُن کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ثابت قدم
رکھئے اور ان کو توفیق بخش دیجئے اس امر کی کہ وہ آپ کے اُس
عہد کو پورا کریں جو عہد آپ نے اُن سے لیا ہے اور مدد دیجئے
ان کو اُن کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر۔ اے
سچے معبود اور ہم کو اُن لوگوں میں شامل رکھئے۔ دوم یہ کہ ایسے
بلیغ خطبے آپ دیتے رہتے تھے جو دلوں میں جوش جہاد پیدا کرتے
اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور اس باب میں آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔
سوم یہ کہ اسباب مجاہدین کی تیاری میں پورا پورا اہتمام فرمایا
کرتے تھے۔ مالکؒ نے روایت کی یحیےٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب
ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں کی سواری کا انتظام کرتے رہے
ہیں۔ آپ شام کی طرف ایک آدمی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
بھیجتے اور عراق کی طرف ایک اونٹ پر دو آدمیوں کو۔ ایک دن
آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے اور سحیم کو
سواری دیجئے تو اس سے عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں تجھے اللہ
کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سحیم (سے تیری مراد) مشک ہے؟ اُس نے
کہا ہاں۔ چہارم یہ کہ افواج کی ترتیب اور کونسا مقام دوسرے

عہ سُحیم تصغیر ہے سحم کی جسکے معنے ہیں سیاہ۔ سائل کی مراد اس لفظ سے مشکیزہ تھا مگر اس نے ایسا انداز بیان اختیار کیا جس سے یہ مفہوم ہو کہ سحیم کوئی دوسرا آدمی ہے جو اس کے ساتھ عراق جانا چاہتا ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذکاوت نے حقیقت حال کو عیاں کر دیا ۱۲

Marfat.com

بر فتحے و اختیارِ صلح و جنگ ہمہ برائے فاروق رض مفوض بود امّا قصۂ برہم شدنِ دولت ساسانیان بدین وجہ بودہ است کہ چون صنادیدِ فارس دیدند کہ مسلمانان را ہر روز فتحے جدید بدست می آید الفعار جدید بخاطرِ ایشان راہ یافت فکرِ واقعی نمودہ ملکۂ فارس را معزول ساختند و یزدجُرد را کہ اشجعِ اولادِ کسریٰ بود بپادشاہی برافراختند و خزائنِ اکاسرہ کہ بیرون از شمار بود برآوردہ ادوات و افواج بے حساب مجتمع نمودند و رستم فرخ زاد را سردار معرکہ معیّن گردانیدند و یزدجُرد در مدائن نشست مستعدِ آنکہ ادوات و ابطال را دفعۃً بعد دفعۃٍ بپیشِ رستم فرستد مثنّیٰ بن حارثہ این ماجرا را بعرضِ حضرتِ فاروق رض رسانید و وی رضی اللہ عنہ بہریک از عمّالِ خود کہ در اطرافِ ممالکِ اسلام بودہ اند احکام فرستاد کہ در ہر ناحیہ باہر کہ اسپے و سلاحی باشد و از اہلِ نجدۃ و شجاعت باشد سردارانِ آنجا را می باید کہ زود ساختگی آنہا نمودہ بمدینۂ مطہرہ فرستند چون آن ہمہ مجتمع شدند سعد بن ابی وقاص را بسرداری آنجمع منصوب ساخت و سعد را موعظتِ بلیغہ فرمود بتقوی و صبر بر مکارہ و ثباتِ قدم بر مواطنِ حرب امر فرمود و قوم را بمتابعت وی در جمیع سوانح مامور ساخت و برای مثنّیٰ و جریر نامہ نوشت کہ ہمہ در تحتِ رایتِ سعد رض درآیند و او را امیر الامراء عراق تصور نمایند یکے از حکمتہائے الٰہی کہ درین واقعہ

مقام سے پہلے فتح کیا جائے اور صلح و جنگ کا اختیار سب حضرت فاروق رض کی رائے پر مفوض تھا۔ **دولتِ ساسانیاں کے برباد ہونے کا حال** اس صورت سے واقع ہوا کہ جب سرداران فارس نے دیکھا کہ مسلمانوں کو ہر روز ایک نئی فتح حاصل ہو رہی ہے تو اپنے دل میں بہت پیچ و تاب کھانے لگے اور نظم مملکت پر غور کر کے ملکۂ فارس کو معزول کر دیا اور یزدجُرد کو جو کسریٰ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر تھا بادشاہی سے سربلند کیا اور خاندانِ کسروی کے خزانے جو حدِ شمار سے باہر تھے نکال کر اُن سے آلاتِ حرب اور بے حساب فوجیں جمع کیں اور رستم فرخ زاد کو جنگ کا افسرِ اعلیٰ مقرر کیا اور یزدجُرد نے مدائن میں قیام کیا تاکہ سامانِ حرب اور شجاعانِ فارس کو یکے بعد دیگرے رستم کی مدد کے لئے بھیجتا رہے۔ مثنّیٰ بن حارثہ نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ رض نے اپنے تمام عاملوں میں سے ہر ایک کو جو مختلف اسلامی ممالک میں تھے احکام بھیجے کہ ہر علاقہ میں جس شخص کے پاس کوئی گھوڑا اور ہتھیار ہو اور وہ دلیر اور بہادر ہو وہاں کے سرداروں کو چاہیئے کہ جلد اُن کو تیار کر کے مدینہ مطہرہ روانہ کر دیں۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو آپ رض نے سعد بن ابی وقاص رض کو اُس جمعیت کا افسرِ اعلیٰ بنایا اور سعد رض کو بہت دور رس نصیحتیں فرمائیں تقویٰ کے متعلق۔ اور مکروہات پر صابر رہنے اور جنگ کے مواقع پر ثابت قدم رہنے کا امر فرمایا اور قوم کو جملہ امور میں اُن کے تابع رہنے کا حکم دیا۔ مثنّیٰ اور جریر کے نام فرمان تحریر کئے کہ سب سعد رض کے جھنڈے کے نیچے آجائیں اور اُن کو عراق کا امیر الامراء تصور کریں۔ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت

Marfat.com

بر دلِ فاروق رض پرتو افگند آن بود کہ سعد را بامارتِ عراق برگزیند زیرا کہ عمر مثنیٰ بن حارثہ بآخر رسیدہ بود اگر درین وقت سعد آنجا نمی رسید تزلزلِ عظیم درامر جہاد پدید مے آمد وسعد را بسبب شدتِ سرما توقفے درراہ واقع شد درین اثنا فاروقِ اعظم رض دفعۃ بعد دفعۃ پہلوانانِ نامدار وجوانانِ کامگار بکمکِ وے روان مے نمود و اہتمام تمام درین باب مے فرمود تا آنکہ در عرب از اشرفِ قبائل و اہلِ شجاعت و رائے کم کسی را گزاشتہ باشد سی و چند ہزار مرد ہمراہِ سعد مجتمع شد از انجملہ یکہزار کس از صحابہ بودند کہ نود و نہ کس از ایشان اہلِ بدر بودند انگاہ سعد بامیر المؤمنین نامہ نوشت و توجہ رستم بعزم قتال و کثرت عَدد وعُددِ او بتفصیل باز نمود حضرتِ فاروق درجواب نوشت کہ ہیچ دغدغہ را بخاطرِ خود راہ ندہی واز کثرتِ آلات و ادواتِ دشمن بیجانہ گردی و نظر بر لطفِ پروردگار خود عزوجل داشتہ متوکل بتائید او باش وہرگاہ لشکر خود را تعبیہ نمائی موضع ہر کسی را برائی من بوجہی اعلام کن کہ گویا من بچشم خود معاینہ میکنم سعد کیفیتِ تعبیۂ جیش پیش حضرت فاروق رض نوشتہ فرستاد وے رضی اللہ عنہ تحسینِ آن صورت فرمود و امر نمود کہ نخست آن جماعہ راکہ بکمالِ حسب و نسب و طلاقتِ لسان وزیادۃِ عقل موصوف باشند

حضرت فاروق رض کے قلب پر جو پرتو ڈالا وہ یہ تھا کہ امارتِ عراق کے لئے سعد رض کو منتخب کریں کیونکہ مثنیٰ بن حارثہ کی عمر آخری حد پر پہنچ چکی تھی اگر اس وقت سعد رض وہاں نہ پہنچتے تو امرِ جہاد میں ایک بڑا تزلزل واقع ہو جاتا اور سخت سردی کی وجہ سے سعد رض کو راستہ میں کچھ توقف واقع ہوا اس دوران میں فاروقِ اعظم رض یکے بعد دیگرے نامی پہلوانوں اور بہادر جوانوں کو اُن کی کمک کے لئے برابر روانہ کرتے رہے اور اس بارے میں پورا اہتمام فرماتے رہے اس حد تک کہ عرب کے اشرف قبائل میں سے اور اہلِ شجاعت اور صاحب رائے لوگوں میں سے ایسے کم ہوں گے جن کو آپ رض نے چھوڑ دیا ہوگا۔ تیس اور چند ہزار مرد جو سعد رض کی ہمراہی کے لئے جمع ہوئے اُن میں ایک ہزار حضرات صحابہ رض تھے جن میں سے ننانوے اصحاب اہلِ بدر تھے۔ اُس زمانہ میں سعد رض بن ابی وقاص نے امیر المؤمنین رض کو خط لکھا اور قتال کے لئے رستم کے متوجہ ہونے اور دشمنو اور اُن کے سامان کی کثرت کی تفصیلات کا اظہار کیا۔ حضرت فاروق رض نے اُن کو جواب میں لکھا کہ تم اپنے دل میں کوئی خدشہ نہ آنے دو اور دشمن کے آلات اور سامان کی کثرت سے اندیشہ نہ کرو۔ بس اپنے پروردگار عزوجل کے لُطف پر نظر رکھتے ہوئے اُس کی مدد پر متوکل رہو اور جب تم اپنے لشکر کو صف بستہ کرو تو ہر ایک کے مقام کی تفصیل ایسی طرح واضح لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں۔ (کہ کس کو میمنہ پر رکھا اور کس کو میسرہ پر وغیر ذٰلک)۔ سعد رض نے لشکر کی صف بندی کا پورا نقشہ آپ رض کی خدمت میں لکھ بھیجا اور فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نقشہ کی تعریف کی اور حکم دیا کہ سب سے پہلے ایک ایسی جماعت کو جو کمال حسب و نسب اور زبان آوری اور زیادتی عقل سے موصوف ہو

Marfat.com

پیش منادید فرس فرستد و دعوت باسلام کند سعد همچنان کرد یکے ازان جماعه مُغیرة بن شُعبة بود آخرج الحاکم عن ایاس بن معاویة بن قُرة عن اَبیه قال لما کانَ یومُ القادسیّة بُعِثَ بالمغیرة بن شعبة الی صاحب فارس فقالَ ابعثوا معی عشرةً فبَعَثُوا فشدَّ علیه ثیابَہ ثمَّ اَخذ جحفۃً ثم انطلقَ حتے اَتَوہ فقال اَلقُوا لی تُرسًا فجلس علیه فقال العِلج (یعنی یزدجرد) انکم معشر العرب قد عرفتُ الذی حملکم علی المجئ الینا انتم قومٌ لا تجدون فی بلادِکم من الطعام ما تشبعون منه فخذوا نُعطیکم من الطعام حاجتکم فانا قومٌ مجوسٌ و انا نکرہ قتلکم انکم تنجّسُونَ علینا ارضنا فقالَ المغیرةُ و اللہِ ماذاکَ جآء بنا و لکنّا قومًا نعبد الحجارةَ و الاوثانَ فاذا رآینا حجرًا احسنَ من حجرٍ القیناہ و آخذنا غیرَہ و لاَ نعرفُ ربّنا حتے بعثَ اللہُ الینا رسولاً من انفُسنا فدعانا الی الاسلام فاتّبعناہ و

فارس کے سرداروں کے پاس بھیجیں جو اُن کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ سعدؓ نے ایسا ہی کیا۔ اُس جماعت میں سے ایک مُغیرہؓ بن شعبہ تھے۔ حاکم نے روایت کی ایاس بن معاویہ بن قرہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ جب جنگِ قادسیہ واقع ہوئی تو مغیرہؓ بن شعبہ شاہِ فارس (یزدجُرد) کے پاس بھیجے گئے، اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ دسؔ آدمی بھیجدیئے جائیں تو بھیجدیئے گئے۔ اب اُنھوں نے اپنے بدن پر اپنے کپڑے کسے (پٹکے یا رسّی وغیرہ سے) اور ڈھال لے کر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ شاہِ فارس کے یہاں جا پہنچے پھر (یہ دیکھ کر کہ یہ کوئی کُرسی وغیرہ پر بطورِ تکریم نہیں بٹھا رہا ہے ساتھیوں سے) کہا کہ میرے لئے ڈھال رکھدو تو اُس پر بیٹھ گئے۔ پھر اُس کافر مجوسی (یزدجُرد) نے کہا کہ تم لوگ عرب کے گروہ ہو میں پہچان چکا ہوں کہ ہمارے شہروں کی طرف آنے پر تم کو کس چیز نے اُبھارا تم ایسی قوم ہو کہ تم کو اپنے شہروں میں کھانے کی ایسی چیزیں نہیں مِلتیں جن سے تم اپنا پیٹ بھرلو سو ہم تم کو کھانے کی چیزیں دیدیں گے جس سے تم اپنی حاجت پوری کرلو، کیونکہ ہم مجوس قوم ہیں اور ہمیں کراہت معلوم ہوتی ہے تمھارے قتل سے اس وجہ سے کہ تم ہمارے مُلک میں گھس آئے ہو۔ اس کو سُنکر مغیرہؓ نے کہا کہ واللہ یہ چیز نہیں ہے جو ہمیں یہاں لائی لیکن جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی قوم تھے جو پتھروں کو پوجتے تھے اور بُتوں کو۔ تو جب ہم کوئی ایسا پتھر دیکھتے جو پہلے پتھر سے اچھا ہوتا تو اس کو معبود بنا لیتے اور پہلے کو پھینک دیتے اور ہم رب کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہم میں سے اپنا ایک رسولؐ بھیجا جس نے ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو ہم نے ان کا اتباع کیا اور

Marfat.com

اِنَّا اُمِرْنَا بِقِتَالِ عَدُوِّنَا مِمَّنْ تَرَكَ الْاِسْلَامَ
وَلَمْ نَجِئْ لِلطَّعَامِ وَلٰكِنَّا جِئْنَا لِنَقْتُلَ
مُقَاتِلَتَكُمْ وَ نَسْبِيَ ذَرَارِيَكُمْ وَ اَمَّا
مَا ذَكَرْتَ مِنَ الطَّعَامِ فَاِنَّا لَعَمْرِيْ
مَا نَجِدُ مِنَ الطَّعَامِ مَا نَشْبَعُ مِنْهُ وَ
رُبَّمَا نَجِدُ رِيًّا مِنَ الْمَاءِ اَحْيَانًا
فَجِئْنَا اِلٰى اَرْضِكُمْ هٰذِهٖ فَوَجَدْنَا فِيْهَا
طَعَامًا كَثِيْرًا وَ مَاءً كَثِيْرًا فَوَاللّٰهِ
لَا نَبْرَحُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ لَنَا اَوْ لَكُمْ فَقَالَ
الْعِلْجُ بِالْفَارِسِيَّةِ صَدَقَ قَالَ وَ
اَنْتَ تُفْقَاُ عَيْنُكَ غَدًا فَفُقِئَتْ عَيْنُهٗ
مِنَ الْغَدِ اَصَابَتْهُ نُشَّابَةٌ گویند یزدگرد
جوالے از خاک پُر کردہ بقصدِ اہانت بطریق
جوائزِ الوفود بایشان پیش آورد و عرب
آن را فالِ فتح بلاد شمردند بعد
ازان سعد بعوث و سرایا باطراف و
اکناف منتشر ساخت تا در نواحی بلادِ
عجم طرح غارت و نہب ریزند القصہ رستم
باشوکت و اُبہت تمام بجانب لشکر اسلام
متوجہ شد و پُلی ترتیب دادہ از دریا
این طرف عبور نمود درین حالت یزدگرد
در ہر نعرہ داری شخصے را مقرر داشتہ بود
کہ ہرچہ رستم گوید یا کند در اسرع اوقات
باو رسد و سعد بسبب دَمامیل و بُثرات
امکان نیافت کہ خود در وسط لشکر باشد

ہم کو حکم دیا گیا ہے اپنے اُن دشمنوں سے قتال کرنے کا جو اسلام
کو ترک کریں اور ہم کھانے کے لئے نہیں آتے لیکن ہم اس
لئے آئے کہ تمہارے جنگی مردوں سے لڑیں اور تمہاری ذریات
کو قید کرلیں۔ رہا کھانے کا ذکر جو تم نے کیا ہے تو اپنی عمر کی
قسم ہم کو اتنا کھانا نہیں ملتا جس سے ہم چھک جائیں اور
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کو اتنا پانی بھی نہیں ملتا جس سے
ہم سیراب ہوجائیں پھر ہم تمہاری اس سرزمین کی طرف آئے
تو یہاں ہم نے کھانے کی بہت چیزیں پائیں اور بہت پانی پایا، اب
واللہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ سرزمین
ہمارے لئے رہے یا تمہارے لئے۔ تو اس کافر مجوس نے فارسی
زبان میں کہا کہ اس نے سچ کہا۔ مغیرہ نے کہا اور تیرا یہ حال
ہوگا کہ کل تیری آنکھ پھوٹ جائیگی۔ چنانچہ اگلے دن اُس
کی آنکھ پھوٹ گئی، اُس پر ایک تیر آکر لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ
یزدگرد نے توہین کے ارادے سے ایک بوری مٹی سے بھر کر
اس رسم کی ادائگی کے طور پر کہ وفود کو بادشاہوں سے کچھ ہدایا
و انعامات ملا کرتے ہیں ان کو دی، اور عرب نے اس سے یہ
فال لی کہ ہم تمام شہر فتح کرینگے (وہ اس مٹی کو لے آئے)۔
اس کے بعد سعد رض بن ابی وقاص نے بڑے اور چھوٹے لشکر عجم
کے شہروں کے اطراف واکناف میں منتشر کر دیئے تاکہ ان پر حملے
کریں اور لوٹیں۔ القصہ رستم پوری شوکت ودبدبہ کے ساتھ
لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پُل بناکر دریا سے اس
طرف پار ہوگیا۔ اس حالت میں یزدگرد نے ہر ایک چوکی پر
ایک شخص مقرر کیا تھا کہ رستم کی تمام گفتگو اور کارروائی کی
اطلاع اُس کو جلد از جلد پہنچتی رہے۔ اور سعد رض دُنبلوں اور
آبلوں کے سبب اس سے مجبور ہوگئے کہ خود لشکر کے درمیان رہیں

Marfat.com

بر بلندی قصرے قرار گرفت و جمعی از سوار و پیادہ راز یر قصر حاضر داشت تا ہرچہ فرماید بے توقف بسرداران فوج رسانند انگاہ سعد اعیانِ لشکر را نزد خود خواند و موعظتِ بلیغہ فرمود و مواعیدِ الٰہی درباب فتح عجم بیاد ایشان داد و بتفصیل واضح گردانید کہ امروز اگر دست بردی نمایید سعادتِ دنیا و اُخری ازانِ شما باشد و اگر بد دلی کنید دولتِ صوری و معنوی از دستِ شما رود و امیرِ ہر قوم را فرمود تا بہمین کلمات اَتباعِ خود را سرگرم کارزار کند و شعراء را بانشادِ اشعارِ مہیج شجاعت برانگیخت و قُرّاء را بتلاوتِ سورۃ انفال ارشاد فرمود قرّاء چون در تلاوتِ آن شروع نمودند دلہا را اطمینانے روی نمود انگاہ فرمود کہ چون ساعتِ ہبوبِ ریاحِ نصر یعنی وقتِ نماز در رسد تکبیرے خواہم گفت شما نیز تکبیر بگوئید و اَدواتِ حرب مہیا سازید باز چون تکبیر دوم گفتہ شود جوشن پوشید و اَدواتِ جنگ بر خود راست کنید و چون تکبیرِ سوم بشنوید جوانان بجولانگاہِ مبارزت در آیند و باستماعِ تکبیرِ چہارم کلمۃ لاحولَ ولاقوّۃَ الّا باللّٰہ العلیّ العظیم گوئید و ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ با دشمن در آویزید القصہ سہ روز و یک شب میانِ ہر دو فریق جنگ قائم ماند چہارم روز نصر نازل شد و فرقانِ اکبر بظہور پیوست و ہر یکی ازین اوقات نامے علیحدہ دارد روزِ اَرمات[1] اغواث روزِ اغواث

وہ ایک قصر بلند کے اوپر بیٹھ گئے اور سوار اور پیادوں کی ایک جماعت قصر کے نیچے موجود رکھتے تھے تاکہ جو کچھ وہ ہدایت دیں بے توقف یہ لوگ فوج کے سرداروں کو پہنچا دیں۔ اُس وقت سعدؓ نے اعیانِ لشکر کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو دور رس نصیحتیں فرمائیں اور اللہ کے وعدے فتح عجم کے بارے میں اُن کو یاد دلاتے اور بتفصیل واضح کیا کہ اگر تم نے پوری ہمت و شجاعت سے مقابلہ کیا تو دنیا اور آخرت کی سعادت تمہارے لئے ہوگی اور اگر بد دلی کر گئے تو ظاہری اور معنوی دولت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ ان ہی کلمات سے اپنے ماتحتوں کو جنگ میں سرگرم کریں اور شعراء کو ایسے اشعار کہنے پر برانگیختہ کیا جو شجاعت میں ہیجان پیدا کریں اور قاریوں کو سورۃ انفال کی تلاوت کا ارشاد فرمایا۔ قرّاء نے جب اس کی تلاوت شروع کی تو دلوں میں اطمینان پیدا ہونے لگا اُس وقت فرمایا کہ جب مدد الٰہی کی ہوائیں چلنے کی ساعت یعنی وقتِ نماز آ پہنچے گا تو میں تکبیر کہوں گا تم بھی تکبیر کہنا اور آلاتِ حرب کو تیار کر لینا۔ پھر جب دوسری تکبیر کہی جائے تو زرہ پہن لو اور آلاتِ حرب اپنے بدن پر لگا لو اور جب تیسری تکبیر سنو تو ہمارے جوان میدانِ جنگ میں پہنچ جائیں اور چوتھی تکبیر کے سننے کے وقت کلمۂ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم کہو اور سب ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ دشمنوں پر ٹوٹ پڑو۔ القصہ تین دن اور ایک رات دونوں فریقوں کے مابین جنگ برپا رہی۔ چوتھے روز اللہ کی مدد نازل ہوئی اور فرقانِ اکبر کا نزول ہو گیا۔ اور ان اوقات میں سے ہر ایک کا علیحدہ نام ہے۔ روزِ ارمات، روزِ اغواث (یعنی کمک پہنچ جانیکا دن)

[1] ارمات ارمث کی جمع ہے یعنی وہ لکڑیاں جو جوڑ کر باندھی جاتی ہیں اور ان پر سوار ہو کر سمندر میں جاتے ہیں۔ یہ دن عجمیوں کے ساز و سامان حرب سے آراستہ ہو کر نکلنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ۱۲ مترجم

Marfat.com

وروز عماس [حرب سخت ۱۲] ولیلۃ الہریر [شور وشغب آواز آسیا ۱۲] آنا روز ارماث ہمہ
صنادید عجم با ہیئت عجیبہ تاجہای مکلل بر سر
وکمرہائے مرصع بر میان بر اسپانِ عراقی سوار
صف آراستند وتیراندازانِ حکم انداز را بر فیلان
نشاندہ وجمعے گرداگرد آنہا برائے محافظتِ فیلان
پیادہ گشتہ مقدمۃ الجیش ساختند وطورِ عرب
وسادہ وضعی ایشان معلوم است باآن ہمہ تائید
الٰہی دست بردہائے عجیب کردند اولاً غالب بن
عبداللہ اسدی وعاصم بن عمرو تمیمی بجولانگاہ
مبارزت درآمدند ہرمزان نام شخصے از رؤسای عجم
مقابل غالب وشخصے دیگر از سرداران مقابلِ عاصم
برآمد غالب بزخم نیزہ قِرنِ [ہمسر ۱۲] خود را بر زمین غلطانید
انگاہ بکمند بستہ پیشِ سعد رسانید وعاصم نیز
بر قرنِ خود حملہ آورد وقرنِ او بیقین دانست
کہ حریف عاصم نمی تواند شد از میان بگریخت
عاصم بتعاقب او تاختہ ہرچند جست اورا نیافت
عوضِ او را شتر سوارے را گرفتہ آورد وسعد رضی اللہ عنہ
راکب ومرکوب را نفلِ [غنیمت ۱۲] او ساخت ثانیاً تیرانداز
کہ تیرِ او خطا نمی شد از طرف عجم بقصدِ عمرو
ابن معدیکرب بمیدان درآمد مسلمانان
عمرو را آگاہ گردانیدند عمرو تیرے بجانبِ او
انداخت وبآن زخم اورا از اسپ بر زمین
افگند عمرو خود را زود بر سرِ او رسانید
وسرِ اورا ببرید وکمر قیمتے و
سلبِ [اسباب ۱۲] گران بہائے اورا

روز عماس (سخت لڑائی کا دن) اور لیلۃ الہریر (چکی کے شور والی رات)، اب **روزِ ارماث** کا حال سُنیئے۔ تمام سردارانِ عجم عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ سروں پر زرنگار تاج اوڑھے ہوئے اور مرصع پٹکے کمر پر باندھے ہوئے، عراقی گھوڑوں پر سوار صف آرا ہوئے اور ایسے تیراندازوں کو جو قادر انداز تھے ہاتھیوں پر بٹھایا اور اُن کے گرداگرد ہاتھیوں کی حفاظت کے لئے پیدل سپاہیوں کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ اور عرب کا انداز اور ان کی سادہ وضعی معلوم ہی ہے (وہاں یہ طمطراق کہاں مگر) اس کے باوجود قدرت نے عجیب تصرفات کئے۔ اوّلاً غالب بن عبداللہ اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی میدانِ جنگ میں آئے۔ رؤسائے عجم میں سے ایک شخص جس کا نام ہرمزان تھا غالب کے مقابل آیا اور سرداروں میں سے ایک دوسرا شخص عاصم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ غالب نے نیزے سے زخمی کرکے اپنے مقابل (ہرمزان) کو زمین پر لٹا دیا اور پھر کمند سے باندھ کر سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ عاصم نے بھی اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ اُس کے مقابل نے یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ وہ عاصم کے مقابلہ کا نہیں ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ عاصم نے اس کا تعاقب کیا ہرچند اُس کو ڈھونڈا مگر نہ پایا تو اس کے بدلے میں ایک اور شتر سوار کو قابو میں کرکے لے آئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سوار اور سواری دونوں عاصم کو بطور حصّہ غنیمت دیدیئے۔ ثانیاً ایک تیرانداز جس کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا عجم کی طرف سے عمرو بن معدیکرب سے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ مسلمانوں نے عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے اُس پر ایک تیر مارا جس کے زخم سے وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عمرو نے سرعت کے ساتھ پہنچکر اُس کا سر کاٹ دیا اور اس کا قیمتی پٹکا اور بیش قیمت سامان اپنے

بدست آورد تا آنکہ مہران حاکم آذربیجان برباد پائے
عجیبے سوار شبخون کنان رُوی بمیدان نہاد و
بتقلید رستم میگفت الیوم مُدق العرب دقا
شخصے از ہمراہان اوگفت انشاء اللہ آن بے
دولت برزبان راند شاء اللہ اولم یشاء درین
اثناء مُنذر بن حسان ضبیؔ نیزہ در پہلوی او
خلانید واز اسپش غلطانید خواست کہ
خود پیادہ شدہ سرش بردارد اسپ مُنذر
رمید ساعتے بضبط اسپ مشغول ماند درین
توقف جریر بن عبد اللہ بجلی از میمنۂ لشکر
مانند باد بادرسید و سراو را برید مُنذر چون
بر سر صریع خویش آمد کشتہ یافت درباب سلب
او قیل وقال بلند شد آخر الامر بحکم سعد کمر بہ مُنذر
دادند و باقی سلب بجریر گویند قیمت کمرش سی ہزار
بود و قیمت باقی سلب ہزار سپاہ عجم چون این
دار و گیر را دیدند فیلان را نیز حرکت نمودند جملۃً
حملہ بر لشکر اسلام آوردند کتائب اسلامیہ را
متفرق ساختن گرفتند مقصدِ اصلی ایشان استیصال
قوم بجیلہ بود زیرا کہ قتل مہران بردست جریر
بجلی واقع شدہ است نزدیک بود کہ بجیلہ
بالکلیۃ مُتاصل شوند سعد بطلیحہ اسدی
حکم فرمود کہ باقوم خود زود بمدد ایشان رسد چون
دران معرکہ رسیدند عظیمے از عظماء عجم
بمبارزت برآمد طلیحہ دفعۃً بطعن نیزہ
بدوزخش فرستاد انگاہ

قبضہ میں لیا۔ تا آنکہ مہران آذربیجان کا حاکم ایک تیز رفتار گھوڑے پر جو بہت اعلیٰ قسم کا تھا سوار ہو کر اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور رستم کی تقلید میں کہنے لگا الیوم مندق العرب دقاً (آج ہم عربوں کو کوٹ ڈالیں گے) اُس کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے کہا "انشاء اللہ"۔ وہ بدنصیب یہ کلمہ زبان پر لایا ان شاء اللہ اولم یشاء (یعنی اللہ چاہے یا نہ چاہے) لڑائی کے دوران میں مُنذر ابن حسان ضبیؔ نے اُس کے پہلو میں نیزہ مارا اور اس کو گھوڑے سے گرا دیا، چاہا کہ خود پیادہ ہو کر اُس کا سر کاٹے لیکن مُنذر کا گھوڑا بدک گیا اور وہ ایک ساعت اُس کو قابو میں لانے کے لئے مشغول رہے اس توقف میں جریر بن عبد اللہ بجلی میمنۂ لشکر سے ہوا کی طرح نکل کر اُس کے پاس پہنچے اور اُس کا سر کاٹ ڈالا۔ مُنذر نے جب اپنے پچھاڑے ہوئے شخص کو مقتول پایا تو اُس پر سے اُتارے ہوئے سامان کے بارے میں بات بڑھی آخر کار سعدؓ کے حکم سے اُس کا پٹکا مُنذر کو دیا گیا اور باقی سامان جریر کو۔ کہتے ہیں کہ پٹکے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان کی دس ہزار۔ عجم کی افواج نے جب یہ پکڑ دھکڑ دیکھی تو وہ ہاتھیوں کو بھی حرکت میں لے آئے۔ اور لشکرِ اسلام پر سب نے مل کر حملہ کر دیا اور اسلامی لشکروں کی صفوف کو متفرق کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا مقصدِ اصلی قوم بجیلہ کو برباد کرنا تھا کیونکہ مہران کا قتل جریر بجلی کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا۔ قریب تھا کہ بجیلہ کلیۃً برباد ہو جائیں مگر سعدؓ نے طلیحہ اسدی کو حکم دیا کہ جلد اپنی قوم کو ساتھ لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔ جب یہ اُس معرکہ میں پہنچے تو عجم کے جنگی مردوں میں سے ایک بڑا شخص مقابلہ کے لئے نکلا طلیحہ نے پھرتی کے ساتھ نیزے کے ایک حملہ سے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس وقت

Marfat.com

باجماعۂ خود یکبارگی بر پیل سواران
تیرباران کردند چنانکہ اکثرے منہزم
گشتند اشعث بن قیس کندی بانگ
بر قوم خود زد کہ بنو اسد کار شیران
نمودہ اند شمارا چہ شدہ است اقوام
او نیز حملہ آوردند و بقیہ را زدہ زدہ
تابہ قلب گاہِ لشکرِ عجم رسانیدند بعد
ازان جالیوس و ذوالحاجب از رؤسایِ
عجم با لشکرے بے حساب با فیلان ژیان
بر فوجِ اسلام حملہ آوردند درین اثنا تکبیر
از طرفِ سعد تکبیر چہارم بلند شد اہلِ
اسلام ہمہ باجمعہم کلمۂ طیبہ لاحولَ و
لاقوۃَ الاّ باللہ العلیّ العظیم گفتہ بر
کفار ریختند و آسیای حرب بر بنی اسد و بجیلہ و کندہ
دار گشت ازینجماعہ بسیارے بدرجۂ شہادت رسیدند
سعد بجانب عاصم بن عمرو تمیمی زود قاصدے دوانید
تا حیلہ سازد کہ راکبانِ فیل ازین طغیان پابدامان
کشند عاصم تیراندازانِ تمیم و اسد را فرمود کہ
تا بر فیلان ہجوم کردند و روئے ایشان را
باز گردانیدند آنگاہ ندا درداد کہ حبالِ فیلان
را قطع نمایند چون حبال را بریدند راکبان بر
زمین غلطیدند و دشمن پشت داد سعد در
فکر تکفین و تجہیز قتلٰی فتاد و مجروحان
را بر زنانِ لشکر سپردند تا مداوائے ایشان
قیام کنند روزِ اغواث

اپنی جماعت کے ساتھ انہوں نے دفعتاً ہاتھیوں کے سواروں پر
تیروں کی بارش کر دی جس سے اکثر لوگ بھاگ گئے۔ اشعث
ابن قیس کندی نے اپنی قوم کو للکارا کہ بنو اسد (طلیحہ کے قبیلے
والے) شیروں کا کام کر رہے ہیں تمہیں کیا ہو گیا تو اُن کی
قوم کے لوگوں نے بھی سخت حملہ کر دیا اور باقی ماندہ لوگوں
کو مارتے مارتے لشکر گاہِ عجم کے قلب تک پہنچا دیا۔ اس کے
بعد جالیوس اور ذوالحاجب نے جو عجم کے رئیسوں میں سے
تھے بیشمار لشکر کے ساتھ مع غضبناک ہاتھیوں کے اسلامی
فوج پر حملہ کیا۔ اس دَوران میں سعدؓ کی طرف سے چوتھی
تکبیر بلند ہوئی (جس کو سُن کر) تمام اہلِ اسلام سب کے سب
کلمہ طیبہ لاحولَ ولاقوۃَ الاّ باللہ العلیّ العظیم کہتے ہوئے
کُفار پر جا پڑے اور جنگ کی چکّی بنی اسد اور بُجیلہ اور
کندہ پر گھومنے لگی ان قبائل کے بہت سے لوگ درجۂ شہادت
پر پہنچے۔ سعدؓ نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد دوڑایا
کہ جلد کوئی ایسا حیلہ کر دیں کہ ہاتھیوں کے سواروں کے اس
طوفان میں پاؤں اُکھڑ جائیں (کہ ان سے زیادہ نقصان
پہنچ رہا ہے) عاصمؓ نے تمیم اور اسد کے تیراندازوں کو
حکم دیا جس سے سب کے سب نے ہاتھیوں پر تیراندازی شروع
کر دی اور اُن کے رُخ موڑ دیتے ایسے وقت اُنھوں نے
للکارا کہ ہاتھیوں کے رسّے (جن سے ہودے بندھے ہوتے تھے)
کاٹ ڈالو! جب رسے کاٹے گئے تو سب سوار لڑھک کر زمین
پر گر پڑے اور دشمن پُشت پھیر کر بھاگے۔ اب سعدؓ نے
اپنے مقتولین کو کفنانے دفنانے کا انتظام کیا اور زخمیوں
کو لشکر کی عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کی مرہم پٹی اور
دیکھ بھال کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ حال روزِ اغواث

Marfat.com

حضرت فاروقؓ برائے ابو عبیدہ امیر
الامراء شام نوشتہ بود کہ فوجے ترتیب
دادہ بسر کردگی ہاشم بن ابی وقاص
بمدد سعد بفرستد باتفاقِ حسن قعقاع
کہ مقدمۂ لشکر ہاشم بود بایک ہزار و
پانصد سوار درین حالت رسید جماعۂ
خودرا دہ قسم ساخت و فرمود یک
طائفہ مسلح و مکمل اولاً در عسکرِ اسلام
داخل شوند چون داخل شدند قسمتے
دیگر نمایان گردد الیٰ آخر الاقسام
چون نظر اہلِ لشکر برین جماعہ
افتاد دل قوی شدند بالجملہ
قعقاع در قسمِ اول بلشکرِ اسلام درآمد
بمصاف پیوست و مسلمین را بر حرب کفار
تحریض تمام نمود و مبارز طلبید ازان
طرف ذوالحاجب برآمد قعقاع چون دانست
کہ ہمین ذوالحاجب است بانگ برداشت یا
ثاراتِ اصحابِ الجسر انگاہ باندک
فرصتے بدوزخش رسانید و باز مبارز دیگر
خواست بندان و فیروزان تاختہ بمیدان
آمدند حارث بن ظبیان بمددِ قعقاع
رسید فیروزان بمقابلۂ قعقاع
و بندان حریف حارث شد ہر دو پہلوانان
غنیم خودہا را کشتند و بسببِ قتل آنہا
کسرِ عظیم در لشکرِ کسرائے افتاد

حضرت فاروقؓ نے شام کے امیر الامراء ابو عبیدہؓ کو لکھا تھا کہ ایک
فوج تیار کر کے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں سعد
ابن ابی وقاص کی مدد کے لئے بھیجیں۔ حسنِ اتفاق سے قعقاع
جو کہ ہاشم کے لشکر کے کمانڈر تھے ایک ہزار پانچسو سواروں
کے ساتھ اس شدید جنگ کی حالت میں پہنچ گئے۔ اُنھوں نے
(یہاں پہنچنے سے پہلے) اپنی فوج کے دس حصے کر دیئے اور
حکم دیا کہ پہلے ایک حصہ مسلح اور مکمل حالت میں (یعنی ڈیڑھ
سو مجاہدین) اولاً لشکرِ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ شامل
ہو چکیں تو دوسرا حصہ نمایاں ہو۔ اسی طرح ہر ایک حصہ آخر
تک داخل ہوتا رہے۔ جب اہلِ لشکر کی نظر ان امدادی دستوں
پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے۔ چنانچہ قعقاع جو اس لشکرِ
اسلام کے پہلے دستہ کے کمانڈر تھے آکر جنگ میں شریک ہوئے
اور اُنھوں نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ لڑنے پر جوش دلانا
شروع کر دیا اور کفار سے مبارز طلب کیا (یعنی کوئی میرے مقابلہ
پر آئے) اُس طرف سے ذوالحاجب نکلا۔ قعقاع کو جب معلوم
ہو گیا کہ یہ ذوالحاجب ہے تو اُنھوں نے للکار کر کہا یا ثارات
اصحاب الجسر (پُل کی جنگ میں جو شہید ہوئے تھے اُن کے خون
کا بدلہ لینے کا موقع آگیا۔ وہ نقصان اسی ذوالحاجب نے پہنچایا
تھا۔) بس تھوڑے سے وقفہ کے بعد قعقاع نے اُس کو دوزخ
میں پہنچا دیا اور پھر اور مبارز طلب کیا تو بندان اور فیروزان
گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آگئے۔ اِدھر سے حارث بن
ظبیان قعقاع کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ فیروزان تو قعقاع
کے مقابلہ پر آیا اور بندان حارث کے مقابلہ پر۔ دونوں بہادر
پہلوانوں نے اپنے اپنے حریفوں کو مار ڈالا۔ ان کے قتل سے
کسریٰ کے لشکر میں ایک عظیم کسر (یعنی شکستگی) واقع ہو گئی۔

Marfat.com

گویند قعقاعؓ سی دفعہ درین روز بر لشکرِ کفار حملہ آورد و ہر دفعہ کارے کرد و درین وقت دانایانِ لشکر اسلام شتران را جلال (جمع جل) واسع پوشانیدہ بر شکل مہیب نمودار کردند آنچہ فیولِ عجم دیروز با خیولِ عرب کردہ بودند امروز جمالِ عرب (شتران) با افراسِ (اسپان) فُرس بعمل آوردند چون ہنگام نصف النہار در رسید ہر دو فریق ساعتے مشغول استراحت شدند بعد از نمازِ پیشین (ظہر) نارِ حرب مشتعل شد گویند سعد بن ابی وقاص ابو محجن را بواسطہ شُربِ خمر محبوس ساختہ بود چون ابو محجن این حالت مشاہدہ نمود غیرتِ اسلامش بجوشید از اُمِّ ولدِ سعد درخواست کرد وے را از حبس خلاص کند و اسپ ابلق سعد و سلاح او عاریت دہد بقرار آنکہ اگر حیات باقی است خود را در محبس رساند اُمِّ ولد سعد ہمچنان کرد و ابو محجن نعرہ زنان بمیدان درآمد و تردّدے بکار برد کہ ہمہ لشکر استحسانِ او کردند بلکہ گمانِ جمعے آن شد کہ او خضرؑ ست کہ بمددِ لشکر اسلام رسیدہ طائفہ را نظر بر آنکہ ملکے برای نصرِ ایشان نازل شد روزِ دیگر چون حالِ ابو محجن بر سعدؓ واضح شد بدلجوئی وے درآمد و گفت من بعد ترا در حبس

کہتے ہیں کہ قعقاعؓ نے اس دن لشکرِ کفار پر تیس دفعہ حملہ کیا اور ہر حملہ میں بڑا کام کیا۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے بعض دانشمندوں نے اونٹوں کو (گودڑ باندھ کر ان کے بدن کو خوب پھلایا اور) کشادہ جھولیں پہنا کر ہیبتناک شکل پر نمودار کیا تو جو کچھ عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں کے ساتھ کیا تھا (کہ وہ ان کو دیکھ کر بدکنے اور قابو سے باہر ہونے لگے تھے) وہی کام آج عرب کے اونٹوں نے فارس کے گھوڑوں کے ساتھ کیا۔ جب لڑتے لڑتے دوپہر ہوگیا تو دونوں فریق ایک ساعت کے لئے کچھ آرام کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر جنگ کی آگ مشتعل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے شراب پینے کی بنا پر (اپنے جائے قیام پر) ابو محجن کو محبوس کر رکھا تھا۔ جب ابو محجن نے اس حالت کا مشاہدہ کیا (ان کے محبس کے دریچہ سے میدانِ جنگ نظر آتا تھا انھوں نے دیکھا کہ کفار کا دباؤ بڑھ رہا ہے) تو اُن کی غیرتِ اسلامی نے جوش مارا اور اُنھوں نے سعدؓ کی اُمّ ولد سے درخواست کی کہ وہ اُس کو قید سے خلاص کردے اور سعدؓ کا ابلق گھوڑا اور اُن کے ہتھیار عاریۃً دیدے اس اقرار پر کہ اگر زندگی باقی رہی تو وہ پھر اپنے کو محبس میں پہنچا دے گا۔ سعدؓ کی اُمّ ولد نے ایسا کردیا، ابو محجن نعرے مارتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور دشمنوں پر اتنے سخت حملے کئے کہ تمام لشکرِ اسلام اُن کی تعریف کرنے لگا۔ بلکہ ایک جماعت کا گمان یہ ہوگیا کہ یہ خضرؑ ہیں جو لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور ایک جماعت کا خیال یہ ہوگیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اُن کی مدد کے لئے نازل ہوا ہے۔ دوسرے دن جب ابو محجن کا حال سعدؓ پر واضح ہوا تو وہ اُن کی دلجوئی کرنے لگے اور کہا کہ اب میں تجھے قید میں

Marfat.com

نگزارم ابو محجن گفت من نیز از سرِ صدق واخلاص عزم کردم کہ باز گردِ آن خبیث نگردم روز عماس قعقاع جماعہ خود را فرمود کہ بغیر اطلاع لشکر اسلام بصفتِ روز گزشتہ دہ دہ فرقہ شوند و باشکالِ عجیبہ درآیند تا مسلمانان درین ظن افتند کہ فوج ہاشم رسیدہ است بالجملہ چنان کردند و متعاقبِ ایشان لشکر ہاشم رسید و وے نیز صنیع قعقاع در قوم خود مرعے داشت ازین راہ اطمینان اہلِ لشکر دو بالا گشت دران روز اولاً مطاردہ بود بعد ازان مراماۃ بعد ازان مراجحہ بعد ازان مسابقہ بعد ازان مصارعہ ہاشم باجوقِ اول

نہیں ڈالوں گا۔ ابو محجن نے کہا کہ میں نے بھی سچائی اور اخلاص سے یہ عزم کر لیا ہے کہ آئندہ اس خبیث (یعنی شراب) کے قریب بھی نہ آؤں گا۔ **روزِ عماس** کے واقعات۔ قعقاع نے اپنی جماعت کے لوگوں کو حکم دیا کہ لشکرِ اسلام کے شرکاء کی نظروں سے بچ کر (دور نکل جائیں اور پھر) گزشتہ دن کی طرح دس دس جماعتیں بن کر کچھ اوپری وضع بنا کر آئیں تاکہ عام مسلمانوں کو یہ گمان ہو جائے کہ اب ہاشم کی فوج ہماری مدد کے لئے پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور (یہ اللہ کا فضل ہوا کہ) ان کے پیچھے ہاشم کا لشکر بھی پہنچ گیا اور انھوں نے بھی قعقاع کی روش اپنے ساتھیوں کو لشکرِ اسلام تک پہنچانے میں اختیار کی۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے لشکر والوں کا اطمینان دوگنا ہو گیا۔ اس دن میں تجویز کیا گیا تھا کہ اولاً عام حملہ ہو، اس کے بعد تیر اندازی، اس کے بعد نیزہ بازی، اس کے بعد دفعتہً ہلہ بول کر آگے بڑھنا، پھر کشتی لڑ کر پچھاڑنا۔ ہاشم نے اپنے پہلے ساتھیوں کے ساتھ

عہ واقدی نے اس قصہ کو اسی طرح روایت کیا ہے اور غالباً ان ہی سے دیگر مورخین نے اخذ کر لیا۔ اور تاریخ کامل ابن اثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اذا متُّ فادفنّي الی جنب کرمۃٍ . تروّی عظامي بعد موتي عروقہا ولا تدفننّي في الفلاۃِ فانّني. اخاف اذا ما متُّ ان لا اذوقہا جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کے برابر دفن کرنا تاکہ میری ہڈیاں میرے مرنے کے بعد اس کی جڑ سے بہرہ اندوز ہوتی رہیں۔ اور مجھے کھلے میدان میں نہ دفن کرنا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو اس کو چکھنا نصیب نہ ہوگا۔ جس کی اطلاع سعد کو پہنچا دی گئی اور انھوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے جائے قیام پر محبوس کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ان کا بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے بعد میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ صرف ان اشعار کی بناء پر سعدؓ نے گرفتار کیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ شراب پیتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اور یہ بات مستبعد بھی ہے کہ شراب پیتے ہوئے دیکھ کر پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محبوس کر دیا جاتے۔ اگر شراب پینا ثابت ہو جاتا تو اس کی حد کا جاری کرنا اتنا طویل کام نہیں تھا کہ اس کو آئندہ وقتِ فرصت پر موقوف رکھا جاتے اور ایسے بہادر مجاہد کی خدمت سے اپنے لشکر کو محروم رکھا جاتے اس کا اجراء فوراً کر دیا جاتا چالیس کوڑے لگوا دینا چند منٹوں کی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی نظر میں یہ الزام محتاج ثبوت تھا جس کی سماعت میں وقت صرف ہوتا۔ اسی لئے گرفتار کر کے محبوس کر لیا تھا کہ بوقتِ فرصت اس کی تحقیق کی جائیگی۔ پھر جب ابو محجن نے سعدؓ کی بی بی سلمیٰ سے حقیقت بیان کر دی ادھر ان کی بے نظیر شجاعت سے بڑا تاثر پیدا ہو چکا تھا تو ان کو خود آکر کھول دیا اور عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ واقدی کو محدثین نے غیر معتبر قرار دیا ہے کامل ابن اثیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ قیاس کے مطابق ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

برمیمنۂ عجم حملہ کرد وصفوف ایشان
رامتفرق ساخت وتا بسافتے تاختہ رفت
باز عمرو بن معدیکرب یاران خودرا برائے
حرب مہیا نمود و بر قلب لشکر کفار تاخت و
بسیارے را بکشت فارسان فرس بیکبارہ
متوجہ او گشتند وغبارے عظیم برخاست دران
میان عمرو بن معدیکرب ناپید گشت واسپ
او کشتہ شد عمرو فی الحال پای اسپ سوارے را
از سواران عجم محکم گرفت تا آنکہ از رفتار باز
ماند سوار چون مجال مقاومت با وے ندید
از اسپ پیادہ گردید عمرو رض بران اسپ سوار
شد وبسلامت از قلب لشکر کفار برآمد
دیگر بار سوارے از فوج عجمی جولان نمود
ومبارز خواست مردے از اہل اسلام قصیر
القامت وصغیر الجثۃ در معرض قتال درآمد
عجمی بیک ضرب آن مرد مسلمان را از اسپ
بینداخت وخود نیز از اسپ فرود آمد وبسینہ او
نشست تا او را بکشد درین حال لطیفہ غیبی در رسید
کہ اسپ عجمی رم خورد وعجمی رسن اسپ در
کمر خود بستہ بود اسپش بہمان رسن از سینہ
مسلمان برداشت آن مسلمان بسلامت برجست
وشمشیر بر فرق اوزد وبدوزخش فرستاد ومشاہدۂ
این لطیفہ موجب اطمینان قلوب مسلمانان شد وچون کافران حال را
بدین منوال معاینہ نمودند ابطال (بہادران) واقیال (جمع قیل) خود را باز
آراستند و دو جوق ساختند

عجم کے میمنہ پر حملہ کردیا اور اُن کی صفوں کو درہم برہم کردیا اور دُور
تک گھُستے چلے گئے۔ پھر عمرو بن مَعدِیکرب نے اپنے ساتھیوں کو
لڑنے کے لئے تیار کیا اور لشکرِ کفار کے قلب پر حملہ کردیا اور
بہت لوگوں کو مار ڈالا۔ اس پر فارس کے سوار ایک بار اُن پر دوڑ
پڑے اور بہت بڑا غبار اُٹھ کھڑا ہوا جس میں عمرو بن مَعدِیکرب
چھُپ گئے اور (اُن پر یہ حادثہ پیش آیا تھا کہ) اُن کا گھوڑا مارا
گیا تھا تو عمرو نے فوراً ہی ایک گھوڑے کے پاؤں مضبوط پکڑ
لئے جس پر ایک عجمی سوار تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا آگے نہ چل سکا۔
سوار نے جب اپنے میں مقاومت کی طاقت نہ پائی تو وہ گھوڑے
سے اُتر کر پیدل ہوا اور عمرو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کفار
کے قلب سے سلامتی کے ساتھ باہر آگئے۔ اسی وقت ایک واقعہ
یہ پیش آیا کہ فوجِ عجم میں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا
آیا اور اس نے مبارز طلب کیا (یعنی چیلنج کیا کہ کوئی مقابلہ
پر آئے) اہل اسلام میں سے ایک شخص پستہ قد لاغر اندام میدان
جنگ میں نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے نیچے
گرادیا اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے اُتر آیا اور اُس کے سینہ
پر بیٹھا تاکہ اس کو مار ڈالے۔ اسی حال میں ایک لطیفہ غیبی آپہنچا۔
عجمی کا گھوڑا دفعۃً اُچھلا اور عجمی نے اُس کی رسّی اپنی کمر سے
باندھ رکھی تھی۔ اُس کے گھوڑے نے اُسی رسّی سے اُس کو مسلمان
کے سینہ سے اُٹھا کر گرادیا۔ مسلمان نے فوراً اُٹھ کر اس کے سر
پر تلوار ماری اور اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس لطیفہ کا مشاہدہ
مسلمانوں کے دلوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوا (کہ اللہ کی
مدد ہمارے ساتھ ہوگئی ہے) اور جب کافروں نے حالات کے اس
طور کا مشاہدہ کیا تو اپنے بہادروں کو اور اپنے ہاتھیوں کو پھر
صف بستہ کیا اور ان کے دو حصے کردیئے اور لشکر اسلام کے

Marfat.com

روبروی لشکر اسلام شدند مقدم جوقِ اوّل فیلِ سفید بود و آنجا مواجہہ قعقاع و عاصم شدند و مقدم جوقِ ثانی فیلِ اَجرب (قدرے بالیدہ) و آن طائفہ مقابلہ جمال بن مالک اسدی بفرمانِ سعدؓ قعقاع و عاصم نیزہا برداشتہ یکبار متوجہ بجانبِ فیلِ ابیض شدند و جمال با قرینِ دیگر قصدِ فیلِ اَجرب نمود و باہریکے جمعے ہمراہ شدہ حارسانِ فیلان را بزخمِ تیر متفرق ساختند و این چہار جوانمرد بفیلان رسیدہ نیزہائے خود را حوالۂ چشمِ فیلان نمودند فیلان نعرہ زنان تا بہ لشکر گاہِ خود گریزان برگشتند و اہلِ لشکر را متفرق گردانیدند بعد ازان مسلمانان آواز تکبیر بلند بر داشتہ مشغولِ حرب و ضرب شدند و تا بشب ہمین معاملہ ماند لیلۃ الہریر بعد العشائین از طرفین مشعلہا افروختہ بیشتر مقیدِ قتال شدند و خدائے عزّ و جلّ صبرِ عظیم در دلِ مسلمین اِلقا فرمود یک فوج بفوجِ دیگر در پیوست تا آنکہ اصواتِ مردم از سعد و رستم ہردو منقطع گشت و تمام شب بہمان صفت گزشت در دلِ شب سعد بجنابِ کبریا التجا نمودہ مشغول بدعاء و زاری شد درین حال نوید فتح بگوش وے ہوش اورد دادند علی الصباح بمسلمانان تسلی دادہ و بر زیادتِ اجتہاد در حرب

مقابلہ پر آئے۔ پہلے حصہ میں سب سے آگے سفید ہاتھی کو رکھا اور یہ حصہ قعقاعؓ اور عاصم کے مقابلہ پر آیا۔ اور دوسرے حصہ میں سب سے آگے فیلِ اَجرب (یعنی چکنے ہاتھی) کو رکھا، اور یہ حصہ جمال بن مالک اسدی کے مقابلہ پر آیا۔ سعدؓ کے حکم سے قعقاعؓ اور عاصم نے نیزے اُٹھائے اور اُس سفید ہاتھی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور جمال نے دوسرے شخص کی معیت میں چکنے ہاتھی کا قصد کیا اور ہر ایک کے ہمراہ ایک جماعت ہوگئی ان لوگوں نے ہاتھیوں کے نگہبانوں کو تیروں کے زخم پہنچا کر متفرق کر دیا اور ان چاروں بہادروں نے (دونوں) ہاتھیوں تک پہنچ کر اپنے نیزوں کو ہاتھیوں کی آنکھوں پر مارا۔ ہاتھی چنگھاڑتے ہوئے لوٹے اور بھاگتے ہوئے اپنی لشکر گاہ میں جا گھسے اور اہلِ لشکر کو متفرق کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور حرب و ضرب میں مشغول ہوگئے اور رات تک یہی معاملہ رہا۔ لیلۃ الہریر۔ مغرب اور عشاء کے بعد طرفین کی جانب سے مشعلیں روشن ہوگئیں اور پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ قتال میں مصروف ہوگئے اور اللہ عزوجل نے بہت بڑا صبر مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ ہر فوج اپنی مقابل فوج کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہی تھی یہاں تک لوگوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جن سے سعدؓ کی اور رستم کی دونوں کی آوازیں دب گئیں اور تمام رات اسی طرح (لڑتے ہوئے) گزر گئی۔ وسطِ شب میں سعدؓ نے جناب کبریا میں دعائیں اور گریہ وزاری شروع کی۔ اس حالت میں فتح کی خوش خبری منجانب اللہ ان کو دی گئی (بذریعہ خواب یا ہاتفِ ہاتف جس سے ان کو اطمینان ہوگیا) علی الصباح انہوں نے مسلمانوں کو (یہ خوشخبری سُنا کر) تسلی دی اور جنگ میں پہلے سے اور زیادہ

Marfat.com

ترغیب فرمود بتائیدِ الٰہی این موعظۃ دلہائے
مسلمانان را اطمینان افزود وتاثیر بلیغ نمود
تا آنکہ صحوۃ کبریٰ (چاشت) ریاح نصر وزیدن آغاز
کرد کہ ہر تیرے کہ از لشکرِ اسلام روان
می شد بأعداء می رسید و از اعداء ہر مرتبہ
کہ مے آمد منعکس مے اُفتاد درین فرصت
غزاتِ مسلمین از مراکب وجنائب چقدر ہا
کہ در حوطۂ تصرّف نیاوردند (اسپان عربی تخم) انجام کار
نزدیک رستم رسیدند و ہلال بن علقمہ سر
رستم بریدہ بر نیزہ آویختہ ندا درداد اَلَا
اِنّی قتلتُ رستماً چون این ندا شنیدند
و کُشتہ شدنِ رستم بر سپاہِ عجم محقق شد
مقہور و مخذول رُو بگریز نہادند و مسلمانان
بتعاقبِ آنہا تاختہ چہ مقتلہا کہ بظہور نرسانیدند
وجسدِ مُردہ رستم راپیش سعد آوردند و
بدیدنِ این کرامت شکر الٰہی بجا آوردند بعد
ازان فتحِ قلعہ قادسیہ کردند وجمعے
کثیر بہ سی ہزار گریختگان جمع شدہ بودند
سعد لشکرے عظیم فرستاد تا آن جمع
را متفرق ساختند من بعد نامۂ فتح برائے
فاروقِ اعظم رض نوشت وے رضی
اللہ عنہ وجمیع اصحاب رض ازین بشارت مسرور
و مبتہج گشتہ محامدِ ایزدی بجا آوردند
شمارِ مقتولانِ کفار در معرکۂ قتال و بعد
وزیدنِ نسیم فتح در فتح قلعہ قادسیہ

کوشش اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے
مسلمانوں کے قلوب میں اطمینان بڑھ گیا اور آپ کی نصیحتوں کا دلوں
پر بڑا اثر ہوا (کہ تھکے ہوئے اجسام میں تازہ روح دوڑ گئی)
یہاں تک کہ بوقتِ چاشت (اللہ تعالیٰ کی) مدد کی ہوا چلنا شروع
ہوگئی کہ جو بھی تیر لشکرِ اسلام کی طرف سے چلایا جاتا تھا وہ
دشمنوں پر پہنچ کر اپنا پورا کام کرتا تھا اور دشمنوں کی طرف سے
جو حربہ بھی مسلمانوں پر پھینکا جاتا تھا وہ بے کار ہوکر گر جاتا تھا۔
اس موقع پر مسلمان غازیوں نے بے شمار اونٹوں اور اصیل گھوڑوں
پر قبضہ کر لیا۔ غازیانِ اسلام لڑتے لڑتے رستم کے پاس
پہنچ گئے اور ہلال بن علقمہ نے رستم کا سر کاٹ کر نیزے پر
لٹکا کر بلند آواز سے ندا کر دی اَلَا اِنّی قتلتُ رستماً (لوگو سن لو
میں نے رستم کو قتل کر دیا) جب عجمیوں نے یہ آواز سنی اور سپاہ
عجم پر رستم کا مارا جانا ثابت ہوگیا تو وہ مغلوب اور رسوا ہوکر
بھاگنے لگے اور مسلمان اُن کے تعاقب میں دوڑتے رہے قتل
کا اس قدر وقوع ہوا کہ حساب میں آنا دشوار ہے۔ اور رستم کے
مُردہ جسد کو سعد رض کے سامنے لایا گیا۔ آپ (اللہ کے) اس فضل
کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے
قادسیہ کا قلعہ فتح کیا۔ اور شکست کھا کر بھاگنے والوں کی
تیس ہزار کی ایک تعداد مجتمع ہوگئی تھی۔ سعد رض نے ایک عظیم
لشکر بھیجا جس نے پہنچ کر سب کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد
نامۂ فتح حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا
آپ رض اور تمام اصحاب رض اس بشارت سے پُر مسرت اور بہت خوش
ہوئے اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر کیا۔ اور معرکۂ
قتال میں مقتولینِ کفار کے شمار اور نسیم فتح چلنے کے بعد اور
قادسیہ کے قلعہ کے فتح کے موقعہ پر جو کفار قتل ہوئے اور شکست

Marfat.com

و تفریق جماعہ کہ از گریختگان جمع شدہ بودند بصد
ہزار رسید و از لشکر اسلام قبل لیلۃ الہریر دہ ہزار
و پانصد مرد و در لیلۃ مذکورہ و در روز مسطور نزدیک
فتح قلعہ شش ہزار کس بدرجہ علیاء شہادت در رسیدند
بعد ازان سعد بن ابی وقاص خمس غنیمت را ارسال
دار الخلافت نمود و باقی بر غزات تقسیم فرمود بعد ازانکہ
غزات اسلام آسایشی کردند و استراحتے نمودند حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ برائے سعد حکم فرستاد کہ بجانب فتح مداین
ہمت گمارد سعد باہتمام تمام بترتیب جیوش قیام
نمودہ طرف مدائن روان شد و در اثناء راہ بعض
بلاد را بطریق صلح و بعضے دیگر را بطور عنوۃ مفتوح
ساخت و طائفہ را کہ در بابل سکونت داشتند بعد
محاربہ متفرق گردانید درین دار و گیر شصت ہزار سوار
در رکاب سعد حاضر بودند چون خبر توجہ سعد بہ یزدجرد
رسید امارت سپاہ بہر کس میفرمود از خوف سعد قبول
نمی نمود لاچار طرف شرقی دجلہ درمیان شہر اقامت گاہ
خود ساخت و غربی آن را از برائے سعد گذاشت و
پل را ویران کردند و کشتی ہا باز کشیدند فارسان اسلام
متوکلاً علی اللہ دران بحر زخار خوض نمودہ بسلامت
عبور فرمودند و یزدگرد آنچہ توانست از اموال سبک
بار گران بہا با خود برداشتہ جانب حلوان روان شد
سعد قعقاع را بتعاقب وی فرستاد و عمرو بن
مقرن را بضبط و جمع غنائم مامور ساخت
اہل تاریخ حساب آنچہ کہ از غنائم
مداین و آنچہ قعقاع

خوردہ لوگوں کے اجتماع کے متفرق کرنے کے موقع پر جو کفار قتل کئے
گئے ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور لشکر اسلام میں سے لیلۃ الہریر
سے پہلے دس ہزار پانچسو اور لیلۃ الہریر اور اس خاص یوم میں جس کا
حال ابھی ذکر کیا ہے قلعہ کے فتح ہونے کے وقت تک چھ ہزار آدمی
شہادت کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے
غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت میں روانہ کیا اور باقی غازیوں پر
تقسیم کیا۔ پھر جب کہ مجاہدین اسلام نے آرام کر لیا اور بخوبی راحت
حاصل کر لی تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس حکم پہنچا کہ اب مدائن
کو فتح کرنے کی ہمت کریں۔ سعد رضی اللہ عنہ پوری کوشش کے ساتھ فوجوں کی
نظم و ترتیب میں لگ گئے اور مدائن کی طرف روانہ ہو گئے، اس دوران
میں بعض شہر بطریق صلح کے اور بعض جنگ کے دباؤ کے ساتھ
فتح کر لئے اور ایک گروہ کو جو بابل میں سکونت رکھتا تھا جنگ کے
بعد متفرق کر دیا۔ اس دار و گیر کے وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمرکاب
ساٹھ ہزار سوار تھے۔ جب سعد رضی اللہ عنہ کے (مدائن کی طرف) متوجہ ہونے
کی خبر یزدجرد کو پہنچی تو (اس نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن)
فوج کی امارت کے لئے جس سردار کو بھی تجویز کرتا تھا وہ سعد رضی اللہ عنہ کے
خوف سے قبول نہیں کرتا تھا۔ مجبور ہو کر دجلہ کی جانب شرقی میں
شہر کے درمیان اس نے اپنی جائے قیام بنائی اور اس کی غربی
جانب کو سعد کے لئے چھوڑ دیا اور پل کو خراب کر دیا اور کشتیاں
وہاں سے دور کر دی گئیں۔ اسلامی سوار اللہ کے توکل پر اس
بحر زخار میں گھس گئے اور سلامتی کے ساتھ عبور فرما گئے۔ یزدجرد جو کچھ
ہلکے اور قیمتی اموال میں سے اپنے ساتھ لیجا سکا لے کر حلوان کی طرف
روانہ ہو گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے قعقاع کو اس کے تعاقب میں بھیجا اور عمرو
ابن مقرن کو اموال غنیمت کے منضبط اور جمع کرنے پر مامور کیا۔ اہل تاریخ
نے جو کچھ کہ مدائن کی غنیمتوں سے حاصل ہوا اور جو کچھ قعقاع نے

Marfat.com

از بنگاه یزدگرد نهب نموده نوشته اند تفصیل آن
درینجا متعذر است بالجملہ چون تفرق کلی بحال سپاه
عجم راه یافت یزدگرد بحلوان اقامت نمود و لشکر
بسیارے از عجم در شهر حلولا بسرکردگی مهران رازی مجتمع
شدند و باهم عهد بستند بآنکه نگریزند و استقامت ورزند
و جمعے کثیر از هزیمت زدگان نیز بایشان ملحق شدند
سعد حقیقتِ حال بعرض حضرت فاروق رض رسانید و
وے رضی اللہ عنہ حکم فرستاد که دوازده هزار کس
بسرکردگی هاشم بن عتبہ بجانب حلولا روان کند بالجملہ
ایشان را با سپاہِ عجم هشتاد بار مصاف درمیان آمد
و در آخر هزیمت بر کفار افتاد غنائم بے حساب بدست
مسلمانان آمد یزدگرد چون این خبر شنید از حلوان برخاسته
بجانب رَیّ روان گردید و فوجے را در حلوان گذاشت
هاشم این ماجرا بسعد نوشت سعد رض فرمود جهدے کن
و اهتمامی نما و حلوان را بهر وجه در تصرف آر قصه کوتاه
حلوان نیز مفتوح شد باز سال بستم حضرت فاروق رض
سعد بن ابی وقاص را از جهت اظهار شکایت مردم و بیم
واختلاف قوم برے بحضور خود طلبید چون این معنی بگوش
یزدگرد رسید فرصت را غنیمت دید و بانواع حیل اهل
رَے و خراسان و همدان و نهاوند را رفیق خود
گردانیده لشکرے بیحساب بهم آورد گویند صد و
پنجاه هزار مرد جمع شده بود بسرکردگی فیروزان
بجانب عراق روان نمود چون این ماجرا بعرضِ
امیر المومنین رسید نعمان بن مقرن را فرمود تا
بتدبیر حرب زود قیام نماید

یزدجرد کے جاتے قیام سے لوٹا سب کا حساب لکھا ہے۔ یہاں اُس کی
تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ المختصر جب عجم کی فوج بالکل پارہ پارہ ہوگئی
تو یزدجُرد نے حلوان میں قیام کرلیا اور عجمیوں کا بہت سا لشکر شہر
حلولا میں مہرانِ رازی کی سرکردگی میں اکٹھا ہوگیا۔ اور اہلِ لشکر نے
باہم عہد کیا کہ وہ بھاگیں گے نہیں اور جمے رہیں گے اور ہزیمت
زدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بھی ان سے آملی۔ سعد رض نے حقیقتِ
حال کو حضرتِ فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ
نے حکم بھیجا کہ بارہ ہزار آدمی ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں حلولا
روانہ کردیں۔ مختصر یہ ہے کہ عجم کی فوجوں کے ساتھ ان کی جنگ
اسّی مرتبہ ہوئی ہے۔ آخر میں کفار کو شکست ہوتی اور بے حساب
اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یزدجُرد نے جب یہ حال معلوم
کیا تو حلوان سے اٹھ کر رَے کی طرف روانہ ہوگیا اور ایک فوج
کو حلوان میں چھوڑ دیا۔ ہاشم رض نے یہ ماجرا سعد رض کو لکھا۔ سعد رض نے
حکم بھیجا کہ پوری جد و جہد کرو اور جس طرح بھی ممکن ہو حلوان
پر قبضہ کرو۔ قصہ کوتاہ یہ کہ حلوان بھی فتح ہوگیا۔ پھر بیسویں
سال میں حضرت فاروق رض نے سعد بن ابی وقاص کو اس وجہ سے
اپنے پاس واپس بلالیا کہ لوگوں نے اُن کے بارے میں کچھ شکایتیں
کی تھیں آپ رض کو یہ اندیشہ ہوگیا تھا کہ ان کے ساتھ اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔ جب اس بات کی اطلاع یزدجُرد کے کانوں تک
پہنچی تو اُس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور طرح طرح کے حیلوں سے
رَے اور خراسان اور ہمدان و نہاوند کے لوگوں کو اپنا ساتھی
بنا کر بے شمار لشکر جمع کرلیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ
تھی۔ اس لشکر کو فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ
کردیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع امیر المومنین رض کی خدمت میں
پہنچی تو آپ رض نے نعمان بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد انتظام جنگ شروع کردیا

Marfat.com

و جیوش کوفہ را باتباع او امر کرد در وقت تولیت نعمان بر زبان غیب ترجمان حضرت فاروق رضی جاری شد کہ اگر نعمان شہادت یافت امارت بحذیفہ ابن الیمان مقرر باشد بالجملہ چون نعمان متوجہ شد درمیان ہر دو جیش وادی پیش آمد پر از خار کہ عبور آن متعسر بود نخست مغیرۃ بن شعبہ رضی را پیش فیروزان فرستاد تا دعوت اسلامش کند و آن بی دولت ترہات بسیارے بگفت چون مغیرہ بازگشت مصلحت الحرب خدعۃ را کار فرما شدند و یک منزل این طرف رجوع نمودند مجوس را گمان شد کہ از ترہات فیروزان ہراسان شدہ گریزان شدند کفار ازان وادی خارناک گذشتہ بمیدان صاف بر آمدند و دلیران اسلام دلیرانہ حملہ بران جماعہ آوردند و نعمان بجناب کبریا دعا نمود کہ درین معرکہ بدرجۂ شہادت فائز گردد بالجملہ بعد کوشش بسیار فتح اسلام و ہزیمت کفار بروئے کار آمد و نعمان برفیق اعلے انتقال نمود و فیروزان گریزان شد قعقاع دنبال او افتادہ بدوزخش فرستاد و غنائم بسیار و سبایا بیشمار بدست لشکر مسلمین آمد و این را فتوح الفتوح نام نہادند زیراکہ عجم را من بعد اجتماعے معتد بہ مقدور نشد و بلاد ایشان تمام مسخر اہل اسلام گردید و دولت ساسانیان منہزم گشت والحمد للہ رب العالمین۔

اور کوفہ کے لشکروں کے پاس حکم بھیجا کہ اُن کی اتباع کریں۔ نعمان رضی کو سپہ سالار بناتے وقت حضرت فاروق رضی کی زبانِ غیب ترجمان پر یہ بھی جاری ہوگیا کہ اگر نعمان رضی نے شہادت پائی تو امیر افواج حذیفہ ابن الیمان رضی مقرر ہوں گے۔ الغرض جب نعمان رضی (افواج مجاہدین کو لے کر مقابلہ کے لئے) چلے تو دونوں لشکروں (یعنی اسلامی لشکر اور فارس کے لشکر) کے درمیان ایک وادی پُرخار پیش آگیا جس سے عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ اوّل اُنھوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی کو فیروزان کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ (جب مغیرہ رضی نے جاکر اس کو دعوتِ اسلام پہنچائی تو) اس بدنصیب نے بہت کچھ ڈینگیں ماریں۔ جب مغیرہ رضی واپس ہوئے تو الحربُ خدعۃٌ (جنگ دھوکا ہے) پر عمل کرتے ہوئے مصلحت یہ ہوئی کہ ایک منزل پیچھے واپس ہوجائیں۔ (اس واپسی سے) مجوسیوں کو یہ گمان ہوگیا کہ فیروزان کی ڈینگوں سے گھبرا کر اہلِ اسلام بھاگ پڑے تو یہ کفار اس وادیٔ خارزار سے گزر کر صاف میدان میں (جس کو چھوڑ کر اہلِ اسلام پیچھے ہٹے تھے) آگئے اب دلیرانِ اسلام نے بہادری کے ساتھ اس لشکر پر حملہ کردیا۔ نعمان رضی نے بارگاہِ کبریا میں دعا کی کہ اس معرکہ میں وہ درجۂ شہادت پر کامیاب ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت کوشش کے بعد اسلام کی فتح ہوئی اور کفار کو شکست ہوئی اور نعمان رضی رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال کرگئے اور فیروزان بھاگا تو قعقاع نے اس کا تعاقب کرکے اس کو جہنم میں پہنچادیا اور بہت اموالِ غنیمت اور بیشمار قیدی لشکرِ اسلام کے ہاتھ آئے اور اس کا نام فتح الفتوح رکھا گیا۔ کیونکہ عجم کو پھر کبھی یہ قدرت نہ حاصل ہوسکی کہ وہ کوئی معتدبہ لشکر جمع کرلیں اور ان کے تمام شہر اہلِ اسلام کے زیرِ حکم آگئے اور دولتِ ساسانیان کا کلّیۃً خاتمہ ہوگیا، والحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

اینست منتخب آنچہ اصحاب فتوح عراق تقریر
نمودہ اند اما برہم شدن دولتِ رومیان از
شام باین صورت بود کہ چون دمشق مفتوح شد
ابو عبیدہ اُمراء اسلام را بفتح بلادِ شام معین
گردانید اکثر قُرے قریبۂ دمشق بردستِ ابی سفیان
ومعاویہ مفتوح شد و بیسان بردستِ شرجیل
ابن حسنہ وطبریہ باہتمام ابوالاعور بدستور دمشق
صلحاً بدست آمد و بعلبک عنوۃً خالد بن الولید فتح نمود
بعد ازان ابو عبیدہ و خالد بحمص متوجہ شدند کہ معسکر
ہرقل بود ہرقل بطریقے از بطارقہ خود نودر نام را
بالشکرے گران بمقابلۂ ایشان فرستاد و بطریقے
دیگر سنش نام را بکمکِ وی روان کرد ابو عبیدہ
در مواجہہ سنش و خالد بمقابلۂ نودر معسکر آراستند
اتفاقاً نودر را بخاطر آمد کہ مقابلۂ این جماعہ سنش
واگذاشتہ خود بجانب دمشق و سائر بلدان کہ در
حکمِ اسلام داخل شدہ بودند متوجہ گردد چون بدمشق
رسید یزید بن ابی سفیان امیرِ دمشق بمقابلۂ او برآمد
و خالدؓ نیز مانند باد در عقب رسید لشکرِ کفار را
درمیان گرفتہ دادِ مقاتلہ دادند و جمعے کہ فرار کردہ
بودند مسلمانان در عقبِ ایشان دویدند وہمہ
را افنا نمودند خالدؓ دیگر بار ملحق بہ
ابو عبیدہؓ شد و بہیئت اجتماعیہ متوجہ
مصاف سنش گشتہ اورا ہزیمت نمایان
دادند بعد ازان بطرفِ حمص متوجہ گشتند
ہرقل برائے محافظتِ حمص

یہ ہے اُن تمام احوال کا منتخب جو اہلِ تاریخ نے عراق کی فتوحات
کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ **شام سے رومیوں کی حکومت
کا خاتمہ** اس صورت سے ہوا کہ جب دمشق فتح ہو گیا تو ابو
عبیدہؓ نے اُمراء اسلام کو شام کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے
معین کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب کے اکثر شہر ابو سفیانؓ اور
معاویہؓ کے ہاتھ پر فتح ہوتے اور بیسان شرجیل بن حسنہؓ
کے ہاتھ پر، اور طبریہ ابو الاعورؓ کی سرکردگی میں دمشق کے
طور پر صلح کے ساتھ قبضہ میں آیا۔ اور بعلبک کو جنگ کر کے خالدؓ
ابن الولید نے فتح کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالدؓ حمص
کی طرف متوجہ ہوتے جو ہرقل کی ایک فوجی چھاؤنی تھا۔
ہرقل نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام نودر
تھا ایک بھاری لشکر دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور
ایک دوسرے سردار کو جس کا نام سَنِش تھا اُس کی کمک کے لئے
روانہ کیا۔ ابو عبیدہؓ نے سَنِش کے مقابلہ پر اور خالدؓ نے نودر
کے مقابلہ پر لشکر کو مرتب کیا۔ اتفاقاً نودر کے دل میں یہ خیال
آیا کہ اس جماعت کے مقابلہ پر سَنِش کو چھوڑ کر خود دمشق کی
اور اُن شہروں کی طرف متوجہ ہو جاتے جو اسلام کے زیر
حکم آ گئے ہیں۔ جب وہ دمشق پہنچا تو یزید بن ابی سفیانؓ
اُس کے مقابلہ کے لئے نکل آئے اور خالدؓ بھی ہوا کی طرح اُس
کے پیچھے پہنچ گئے۔ اب انھوں نے لشکرِ کفار کو گھیر کر قتل
کر ڈالا اور ان میں کی ایک جماعت فرار ہو گئی تھی مسلمانوں
نے اُس کا تعاقب کر کے سب کو فنا کر دیا۔ خالدؓ پھر ابو عبیدہؓ
کے ساتھ آ ملے اور دونوں متفقہ طور پر سَنِش کے ساتھ جنگ
پر متوجہ ہو گئے اور اس کو نمایاں شکست دی اس کے بعد
حمص کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ ہرقل نے حمص کی حفاظت کیلئے

Marfat.com

بطریقے را منصوب ساخت و خود در مقام رہا معسکر آراست و از اہلِ جزایر مددے بحمص فرستاد وسعد بحسب حسن اتفاق بعد فتحِ قادسیہ کہ افواجِ خود برائے تخریب و غارتِ کفار منتشر ساختہ بود درین حالت جمعی از ایشان بجزایر رسیدند چون این خبر بمتعینانِ کمک حمص رسید خائب باز گشتند درین ایام شدتِ برودت مانع بود مسلمین را از وصول بحمص بعد انقضائے موسم سرما لشکرِ اسلام عزیمت فتح حمص مصمم نمودند گویند در وقت مجاہدہ چون بکلمۂ طیبۂ اللہ اکبر متکلم شدند در حمص زلزلہ افتاد و بیوت اہلِ حمص منہدم گشت باز تکبیر دوم گفتند زلزلہ سخت تر از اوّل واقع شد بالجملہ رعبِ عظیم ازین حادثہ بدلِ ایشان افتاد صلح نمودند و بدل الصلح ادا کردند ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خمس آن مصحوب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بحضرتِ خلافت ارسال نمود و جماعۃ از قبائل را کہ بشرفِ اسلام تشریف یافتہ بودند در حمص ساکن گردانید حضرت فاروق رضی اللہ عنہ حکم فرستاد کہ اہلِ نجدت و دلیری را از نواحی شام نزدیک خود جمع کن و ما نیز از اینجا بعوث و سرایا بجانب تو فرستیم باید کہ برائے فتح بقیۂ بلاد ہمت گماشتی ابو عبیدہ اطاعۃً للامر عبادہ بن الصامت را بر حکومتِ حمص گزاشتہ خود متوجہ جہاد و فتحِ بلاد گشت بلدۃ بعد بلدۃ مفتوح مے ساخت تا رسیدند، چون بلاذقیہ

ایک بطریق (سردار) کو قائم کیا اور (وہاں سے ہٹ کر مقام رہا میں چھاؤنی قائم کرلی اور جزائر والوں میں سے ایک لشکر کی مدد حمص کے لئے بھیجی۔ حُسنِ اتفاق یہ ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے قادسیہ فتح کرنے کے بعد اپنی افواج کو کفّار کے لُوٹنے اور غارت کرنے کے لئے جوادھراُدھر بھیجا تھا اسی حالت میں ان کی ایک جماعت جزائر میں پہنچی۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جو حمص کی کمک کے لئے متعین ہوگئے تھے تو یہ لوگ پریشان ہوکر (بطریق کی مدد سے دست کش ہوکر) واپس لَوٹ گئے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کو حمص پہنچنے سے سردی کی شدّت مانع ہوگئی۔ پھر موسم سرما گزرجانے کے بعد لشکرِ اسلام نے حمص کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے وقت جب کہ مجاہدین کلمۂ طیبہ اللہ اکبر کا نعرہ مارنے لگے تو حمص میں زلزلہ واقع ہوگیا اور اہلِ حمص کے مکانات منہدم ہوگئے۔ پھر دوبارہ تکبیر کہی تو پہلے سے زیادہ سخت زلزلہ واقع ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے بہت بڑا رعب اہلِ حمص کے دلوں پر چھاگیا اور انھوں نے صلح کرلی اور معاوضۂ صلح ادا کیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُس کا پانچواں حصّہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں ارسال کیا۔ اور قبائل کی ایک جماعت کو جو اسلام کے شرف سے مشرف ہوگئی تھی ان کو حمص میں آباد کیا۔ پھر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا کہ شام کے علاقوں سے دلیر لوگوں کو بُلا کر اپنے پاس جمع کرو اور ہم بھی یہاں سے بڑے چھوٹے لشکروں کو تمھاری طرف بھیج رہے ہیں چاہیئے کہ اب بقیہ شہروں کے فتح کرنے کی ہمّت کرو۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حکم کی اطاعت میں عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت کو حمص کی حکومت پر چھوڑ کر خود جہاد کرنے اور شہروں کے فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح کرتے رہے۔ جب لاذقیہ

Marfat.com

رسیدند دروازہ آن را دیدند کہ سخت محکم است و شکستِ آن مقدور نبود بحکم الحربُ خدعۃٌ معسکر را دور از شہر قرار دادہ خندقے برگرد لشکر کندند بعد ازان روزی یک جماعتی را مسلح و مکمل در میانِ خندق متواری ساختہ ازانجا کوچ نمودند اہلِ لاذقیہ کوچ لشکر معلوم کردہ لشکرگاہ را خالی دید دروازہ را کشادند دلیران اسلام از میانِ خندق برجستہ بغتۃً ناگاہ بشہر درآمدند عجیب مقتلہ بظہور آمد آخر کار مدار بر صلح افتاد بعد ازان خالد بن الولید بجانب قنسرین توجہ نمود و با عظیمے از عظماء روم میناس نام محاربہ در افتاد عاقبۃ الامر میناس بلجمعے کشتہ شد آنگاہ قنسرین را محاصرہ کرد و آخر بصلح مفتوح شد بعد ازان ابو عبیدہ در نواحی حلب معسکر ساختہ صلحاً مفتوح نمود بعد ازان اہلِ انطاکیہ ہم بعد جنگے بصلح تن دادند ابو عبیدہؓ جمعے کثیر از اہلِ اسلام در انطاکیہ ساکن گردانید و درین ایام ہرقل از ملکِ شام مایوس گشت و آن ولایت را وداع نمود و بصوبِ قسطنطنیہ متوجہ شد و بقدر امکان در ضبط و ربطِ بلاد قریبۂ قسطنطنیہ انواع سعی معروف داشت از انجملہ قیساریہ و اجنادین بود حضرت فاروقؓ برائے ابو عبیدہ نوشتہ فرستاد کہ معاویہ را با پنج ہزار بجانبِ قیساریہ و عمرو بن العاص را بجانبِ اجنادین روان کند حاکم اجنادین ارطبون بود و ارطبون

پر پہنچے تو اس کے دروازے کو دیکھا کہ نہایت مستحکم ہے اور اس کا توڑنا قدرت سے باہر ہے تو حسب قول الحرب خدعۃٌ (یعنی لڑائی دھوکا ہوتی ہے) انھوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر سے دور قرار دیا اور لشکر کے گرد ایک خندق کھودی اس کے بعد ایک دن ایک جماعت کو مسلح اور مکمل کرکے خندق کے درمیان پوشیدہ کرکے وہاں سے کوچ کردیا۔ لاذقیہ والوں کو جب لشکر کے کوچ کرنے کا حال معلوم ہوا اور انھوں نے لشکرگاہ کو خالی دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ بہادران اسلام خندق میں سے کود کر نکلے اور ایک دم شہر میں جا گھسے اور سخت کشت وخون شروع ہوگیا۔ انجام کار صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد خالدؓ بن الولید نے قنسرین کی طرف توجہ کی اور رومی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کے ساتھ جس کا نام میناس تھا ان کی جنگ ہوتی انجام کار میناس ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ اس وقت قنسرین کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے حلب کے اطراف میں فوجیں قائم کردیں اور وہ بھی صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد انطاکیہ والوں کو بھی ایک جنگ کے بعد صلح کرنا پڑی۔ ابو عبیدہؓ نے اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو انطاکیہ میں بسادیا اور ان ایام میں ہرقل ملک شام سے مایوس ہوگیا اور اس ولایت کو رخصت کرکے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بقدر امکان قسطنطنیہ کے قریب کے شہروں کا دفاع مضبوط کرنے اور ان میں رابطہ کے قائم کرنے میں طرح طرح کی کوششیں عمل میں لایا۔ ان شہروں میں سے قیساریہ اور اجنادین تھے حضرت فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ معاویہ کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ قیساریہ کی طرف اور عمرو بن العاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں۔ حاکم اجنادین ارطبون تھا اور ارطبون

Marfat.com

بلغت روم فطن وذکی را گویند فاروق اعظم رض
فرمود کہ رمینا ارطیون الروم بارطیون العرب
بتائید الٰہی معاویہ بقیساریہ رسید وپنجاہ
ہزار کس بلکہ زیادہ را ہزیمت داد وعمرو
ابن العاص نیز ارطیون را منہزم ساخت
آن بے دولت ملتجی ببیت المقدس شد
چون ہرقل دید کہ دران مرز بوم ہم اورا
نمے گزارند مضطر شدہ سہ کس از سرداران
نام دار برگزید مبلغے خطیر بایشان عطا
داد و فوجے عظیم بسرکردگی ماہان برائے
مقابلہ مسلمانان مہیا کرد چون این خبر
بابو عبیدہ رسید امراء را جمع فرمود
ودر مقدمات حرب با ایشان مشورت
نمود وقاصدے را بحضور خلیفہ اعظم رض
فرستاد در حالت راہنہ رجحان رائے ایشان
بتجویز آن شد کہ قبائل مسلمین را از حمص
برآوردہ بدمشق رسانند زیراکہ براہل حمص
اطمینان نداشتند حضرت فاروق رض درجواب
ایشان دلاسا نوشت وسہ ہزار کس برائے
مدد ایشان فرستاد اخرج مالک عن زید بن اسلم
قال کتب ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر بن الخطاب
یذکر لہ جموعا من الروم وما یتخوف من امرہم فکتب
الیہ عمر اما بعد فانہ مہما ینزل بعبد مؤمن من
منزل شدۃ یجعل اللہ بعدہ فرجا
وانہ لن یغلب عسر یسرین

رومی زبان میں ذہین اور اہل ذکاوت کو کہتے ہیں۔ فاروق
اعظم رض نے فرمایا کہ رمینا ارطیون الروم بارطیون العرب۔
(یعنی ہم نے ارطیون روم کے مقابلہ پر ارطیون عرب کو ڈالا ہے)
اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاویہ قیساریہ میں پہنچے اور پچاس ہزار
لوگوں کو بلکہ زیادہ کو شکست دی اور عمرو بن العاص رض نے بھی
ارطیون کو بھگا دیا۔ وہ بدنصیب بیت المقدس میں جاکر پناہ گزین
ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ اس سرزمین میں بھی اس کو نہیں
چھوڑ رہے ہیں تو پریشان ہو کر اس نے اپنے نامور سرداروں
میں سے تین آدمیوں کا انتخاب کیا اور ان کو بہت مال عطا کیا
اور ایک بہت بڑی فوج ماہان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے
مقابلہ کے لئے تیار کی۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ رض کو پہنچی تو انہوں
نے امراء کو جمع فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کے مقدمات میں
مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفہ اعظم رض کے حضور میں روانہ کیا۔
پیش آمدہ حالت میں ان صاحبان کی رائے کا رجحان اس
تجویز کی طرف ہوا کہ مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکال کر
دمشق میں پہنچا دیں، کیونکہ حمص والوں پر وہ اطمینان نہیں
رکھتے تھے۔ حضرت فاروق رض نے ان کے جواب میں ہمت افزائی
کے کلمات لکھے اور تین ہزار کا لشکر ان کی مدد کے لئے روانہ
کیا۔ مالک رح نے روایت کی زید بن اسلم سے انہوں نے کہا کہ ابو عبیدہ
ابن الجراح نے عمر بن الخطاب کو لکھا اور (مراسلہ میں) روم
کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان کی جانب سے جو اندیشے تھے وہ
بھی لکھے تو ان کو عمر رض نے جواب لکھا اما بعد یاد رکھو کہ جب بھی
بندۂ مومن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے
بعد کشائش بھیجا کرتا ہے اور ایک عسر (تنگی) کبھی دو یسر
(آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی (فان مع العسر یسرا الخ)

Marfat.com

وان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یاایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ٥ وبر آوردن قبائل مسلمین از حمص وخالی گذاشتن حمص پسند نہ فرمود و گفت اما چون مسلمین دران واقعہ چنین مصلحت دانستند امید کہ ضرر نہ رسد بالجملہ در ساحل یرموک تلاقی فئتین واقع شد جنگے درمیان آمد کہ زبانِ قلم طاقتِ شرح وبیانِ آن ندارد وخالد ابن الولید بدستِ خود چندان محاربہ فرمود کہ ہفت شمشیر در دستِ او شکستہ شد بعد کوشش بسیار فتح اسلام بظہور آمد ودر افنای جماعہ کہ گریختہ بودند سیوف مسلمین کارے عجیب نمود گویند مجموع قتلے ہفتاد ہزار کس بودند غنائم بسیار وسبایا بیشمار بدستِ مسلمانان افتاد خمس بدار الخلافہ ارسال داشتہ باقی بر غزات قسمت کردند چون ارطیون فرار کردہ بہ بیت المقدس پناہ برد عمرو بن العاص درپے او افتاد ومحاصرہ کرد ودرین اثناء عمرو بن العاص شخصے را کہ بہ لغتِ روم آشنا بود فرستاد ووصیت نمود کہ بر اطلاعِ خود بہ لغتِ روم کسے را از ایشان مطلع نہ سازد چون بمجلس ایشان در آمد ارطیون با قوم خود می گفت کہ فتح بیت المقدس بردستِ عمرو بن العاص نہ خواہد بود قوم پرسیدند پس بردستِ کدام کس مفتوح خواہد شد گفت شخصے کہ اسمِ او سہ حرف است وی یکے از اربعہ است

کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا اصبروا الخ (۲۰۰:۳) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو" اور مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکالنے اور حمص کو خالی چھوڑ دینے کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ جب مسلمانوں نے اس واقعہ میں اسی کو مصلحت سمجھا ہے تو امید ہے کہ نقصان نہ پہنچے گا۔ الغرض ساحلِ یرموک پر دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو اتنی شدید جنگ واقع ہوئی کہ زبانِ قلم اُس کی شرح اور بیان کی طاقت نہیں رکھتی اور خالد رضی اللہ عنہ بن الولید نے اپنے ہاتھ سے اس قدر محاربہ فرمایا کہ (اس دن) اُن کے ہاتھ سے سات تلواریں ٹوٹی تھیں۔ بہت کوشش کے بعد اہلِ اسلام کی فتح ظہور میں آئی۔ اور اُس جماعت کے قتل کرنے میں جو بھاگی تھی مسلمانوں کی تلواروں نے عجیب کام کیا۔ کہتے ہیں کہ مقتولین کی مجموعی تعداد ستر ہزار آدمی تھے۔ بہت سے اموالِ غنیمت اور بے شمار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کرنے کے بعد باقی غازیوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ جب ارطیون نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی تو عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اُس کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اس دوران میں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے ایک ایسے شخص کو (قاصد بنا کر) بھیجا جو رومی زبان جانتا تھا اور اس کو ہدایت دی کہ رومی زبان سے اپنی واقفیت پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ جب یہ اُن کی مجلس میں پہنچا تو ارطیون اپنی مجلس میں کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس کی فتح عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے ہاتھ پر نہیں ہوگی۔ قوم نے پوچھا کہ پھر کس کے ہاتھ پر ہوگی؟ تو اُس نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے نام میں تین حروف ہیں اور وہ اُن چار آدمیوں میں سے ایک شخص ہے

Marfat.com

بر دست او فتح بیت المقدس خواہد بود یعنی صفاتے کہ ہمہ منطبق بر فاروقِ اعظمؓ بود تقریر نمود عمرو بن العاص این ماجرا بعرضِ حضرتِ فاروقؓ رسانید وو ی رضی اللہ عنہ بساختگی توجہ خود بجانب بیت المقدس اہتمامِ تمام نمود فی تاریخ الیافعی نزلَ عمر رضی اللہ عنہ علی بیتِ المقدس و کانَ المسلمون قد حاصروا تلک المدینۃ المقدسۃ المبارکۃ و طالَ حصارُہم فقال لہم اہلہا لاتتعبُوا فلن یفتحہا الا رجلٌ نحن نعرفُہ لہ علامۃٌ عندنا فان کانَ اِماکم بتلک العلامۃ سلّمنا ہا لہ من غیر قتالٍ فارسل المسلمون الی عمر یخبرونہ بذلک فرکبَ رضی اللہ عنہ راحلتہ و توجہ الی بیتِ المقدس وکانَ معہ غلام لہ یعاقبہ فی الرکوب نوبۃً بنوبۃ و قد تزوّد شعیرًا و تمرًا و زیتًا و علیہ مُرقّعۃ (جلد یا پیوند) لم یزل یَطوی القفارَ (میدان بے آب) اللیلَ والنہارَ الی ان قرب من بیت المقدس فتلقاہ المسلمون وقالوا لہ ما ینبغی ان یرے المشرکون امیرَ المؤمنین فی ھذہ الہیئۃ و لم یزالوا بہ حتّی اَلبسوہ لباسًا غیرہا و اَرکبوہ فرسًا فلمّا رکبَ الفرسَ وجدَ بہٖ شیئًا داخلہ من العجب

جس کے ہاتھ پر بیت المقدس فتح ہوگا۔ یعنی اُس نے اُن تمام صفات کی تقریر کی جو فاروقِ اعظمؓ پر منطبق تھیں۔ عمروؓ بن العاص نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپؓ نے بیت المقدس کی جانب سفر کا پورا اہتمام فرمایا۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس پر نازل ہوئے اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اس شہر مقدس و مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور اُن کا محاصرہ طویل ہوگیا تھا تو اُن سے اہلِ شہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ اُٹھاؤ اس کو ہرگز کوئی شخص فتح نہ کرسکے گا بجز ایک ایسے شخص کے جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ ہمارے پاس اُس کی علامت ہے، تو اگر تمہارے خلیفہ میں وہ علامت موجود ہوگی تو ہم یہ شہر بغیر قتال کے اُس کے سپرد کردیں گے۔ تو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے پاس قاصد بھیجا اور صورتِ احوال کی اُن کو خبر پہنچائی تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوکر بیت المقدس کی طرف متوجّہ ہوئے اور آپؓ کے ساتھ آپ کا غلام تھا جو سوار ہونے میں باری باری سے ان کا قائم مقام ہوتا تھا۔ اور آپ نے اپنا زادِ راہ بنایا جَو اور کھجوروں اور زیت کو اور آپ کے بدن پر پیوندوں والا لباس تھا۔ چٹیل میدانوں کو رات اور دن برابر آپ طے کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے تو آپ سے مسلمانوں نے ملاقات کی اور اُن سے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ مشرکین اس ہیئت میں امیرالمؤمنینؓ کو دیکھیں اور برابر آپؓ سے اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اُنھوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنوا دیا اور آپؓ کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ تو جب آپؓ سوار ہوگئے اور گھوڑا ان کو لے کر دوڑا تو اُن میں کچھ عُجب (خود بینی) کا اثر پیدا ہوا تو

Marfat.com

فنزل عن الفرس و نزع اللباس ولبس
المرقعۃ وقال اقیلونی ثم سار فی ھذہ
الہیئۃ الی ان وصل فلما رآہ المشرکون
من اہل الکتاب کبروا و قالوا ہذا ہو وفتحوا
لہ الباب بالجملہ فاروق اعظم رضؓ بعمالِ شام
احکام فرستاد کہ ہر شخصے عمل خود را کہ بآن
مامور است بدیگرے کہ بروے اعتماد داشتہ
باشد بسپارد و خود در جابیہ کہ شہریست بر پنج
مرحلہ از بیت المقدس حاضر شود اوّل کسیکہ
آنجا رسید ابو عبیدہ و یزید بن ابی سفیان بود
بعد ازان تترٰی مرۃً بعد اُخریٰ سپہ سالارانِ
شام بملازمتِ امیر المومنین مستسعدی شدند
حضرتِ فاروق رضؓ متوجہ بیت المقدس شد
وارطیون ازینجا گریختہ راہ مصر گرفت وحضرت
امیر المومنین بمبارکی داخلِ بیت المقدس
شد و اعلانِ شعائر اسلام فرمود سال
ہفتدہم ہرقل با اہلِ جزائر متفق شد
جمعے را کہ قبولِ اسلام ایشان را بطوع و
رغبت نہ بود بخود کشید و فوجے عظیم قریب صد
ہزار سوار فراہم آوردہ بطرفِ شام روان شد
اوّل قصد حمص نمود کہ مقر حکومتِ او بود
ابو عبیدہ این ماجرا را بعرض حضرتِ
فاروق رضؓ رسانید وے رضی اللہ عنہ
برائے حکام جمیعِ ممالکِ اسلام حکم
فرستاد کہ

آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور وہ لباس اتار دیا اور وہی پیوندوں والا لباس پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو۔ پھر اسی ہیئت میں آپ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ (شہر تک) پہنچ گئے تو جب اُن کو اہلِ کتاب کے مشرکوں نے دیکھا تو انھوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے کہ وہ شخص یہی ہے اور اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ المختصر فاروقِ اعظم رضؓ نے شام کے عاملوں کو احکام بھیجدیئے تھے کہ (ان میں سے) ہر ایک اپنے کام کو جس پر کہ وہ مامور ہے کسی دوسرے شخص کے سپرد کردے جس پر کہ وہ اعتماد رکھتا ہو اور خود جابیہ میں پہنچ جائے جو بیت المقدس سے پانچ منزل پر ایک شہر ہے۔ سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ ابو عُبیدہ رضؓ اور یزید رضؓ بن ابی سفیان تھے۔ اس کے بعد متفرقاً ایک دوسرے کے بعد شام کے سپہ سالار امیر المومنین رضؓ کی ملاقات سے سعادت اندوز ہوتے رہے اور حضرت فاروق رضؓ بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوئے اور ارطیون نے اس جگہ سے بھاگ کر مصر کی راہ اختیار کی اور حضرت امیر المومنین رضؓ مبارک قدوم کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور آپ رضؓ نے شعائرِ اسلام کا اعلان فرمادیا۔ سترھویں سال میں ہرقل جزائر والوں سے مل گیا اور اُس نے ایک ایسی جماعت کو جن کا قبولِ اسلام خوشی اور رغبت کے ساتھ نہیں تھا اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک بہت بڑی فوج جو ایک لاکھ سواروں کے قریب تھی فراہم کرلی اور شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اوّل اُس نے حمص کا قصد کیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ابو عبیدہ رضؓ نے اس واقعہ کی اطلاع امیر المومنین رضؓ کی خدمت میں پہنچائی۔ آپ رضؓ نے تمام ممالکِ اسلام کے حکام کے پاس حکم بھیجا کہ

Marfat.com

از ہر ناحیہ ساختگی افواج نمودہ خودہا را با بو عبیدہ ملحق گردانند و قاصدے بجانب سعد بن ابی وقاص روان کرد کہ قعقاع بن عمرو را با چہار ہزار سوار بمددِ ابو عبیدہ رض فرستد و برای ابو عبیدہ پیغام نمود کہ تا رسیدنِ کمک در حمص متحصن باشد و مبادرت بجنگ نکند و خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تا جابیہ رسید و خالد بن ولید انتظار کمک نہ کشید نزد ابو عبیدہ رفتہ مبالغہ از حد گزرانید تا برآید و استعدادِ مقابلہ نماید بالجملہ پیش از وصول افواجِ کمک میانِ فریقین مقاتلہ و مقابلہ واقع شدہ و بہ نصرتِ الٰہی لشکر کفار ہزیمت یافت و غنائم و سبایا بیرون از شمار بدستِ مسلمانان آمد و مملکتِ شام برائے ابو عبیدہ مستصفیٰ گشت لیکن حضرت فاروق این عجلت و مبادرت در قتال از خالد بن ولید و عدم انتظارِ لشکرِ امداد را کہ بنا بر ضنت بر غنائم و سبایا و متضمن عجب و خود بینی بود پسند نفرمود و ویرا معزول ساخت و چون درین ایام ارطبون در مصر متحصن شدہ اغوای اہلِ شام می نمود لہٰذا برا عمرو بن العاص نوشت کہ بجانبِ مصر روان شود و ارطبون را بسزا رساند عمرو بن العاص با متثالِ امر متوجہ مصر شدہ با ارطبون مصاف نمود و اورا با اکثر سردارانِ لشکرش بقتل آورد انگاہ عمرو بن العاص بصوبِ اسکندریہ عنانِ عزیمت تافت و آن را بطریقِ صلح مفتوح ساخت ازان باز

ہر علاقہ سے فوجوں کی تیاری کرکے لے لینے کو ابو عبیدہ رض کے پاس پہنچادیں اور ایک قاصد سعد رض بن ابی وقاص کے پاس روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ابو عبیدہ رض کی مدد کے لئے بھیجیں۔ اور ابو عبیدہ رض کو یہ پیغام بھیجا کہ کمک کے پہنچنے تک حمص میں قلعہ بند رہیں اور جنگ پر پیش قدمی نہ کریں۔ اور خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ تک پہنچے۔ اور خالد رض بن الولید نے کمک کا انتظار نہ کیا اور ابو عبیدہ رض کے پاس پہنچے اور اس بات پر کہ باہر نکلیں اور مقابلہ کی تیاری کریں مبالغہ حد سے گزار دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امدادی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دونوں فریق کے درمیان مقاتلہ اور مقابلہ واقع ہوگیا اور اللہ کی مدد سے لشکر کفار نے شکست کھائی اور بے شمار اموالِ غنیمت اور بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور شام کی مملکت ابو عبیدہ رض کے لئے صاف اور بے خطر ہوگئی۔ لیکن حضرت فاروق رض نے خالد رض ابن الولید کی طرف سے قتال میں اس جلدی اور پیش قدمی کو اور امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرنے کو جو اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں بخل کے شبہ پر مبنی تھا (کہ اگر امدادی افواج کے پہنچنے کے بعد فتح ہوئی تو وہ سب اموالِ غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے) اور جو عجب اور خود بینی پر بھی متضمن تھا پسند نہ فرمایا اور خالد رض کو معزول کردیا۔ اور چونکہ ان ایام میں ارطبون مصر میں قلعہ بند ہوکر اہلِ شام کو بھڑکا رہا تھا اس لئے آپ رض نے عمرو رض بن العاص کو لکھا کہ مصر کی طرف روانہ ہوجائیں اور ارطبون کو سزا دیں۔ عمرو رض بن العاص تعمیلِ حکم کے لئے مصر روانہ ہوگئے اور ارطبون کے ساتھ جنگ کرکے اس کو اس کے اکثر سردارانِ لشکر کے ساتھ قتل کردیا۔ پھر عمرو رض بن العاص نے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور اس کو بطریقِ صلح کے فتح کرلیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

ہر روز فتح اسلام افزودن گرفت و بلادِ کفار
در تحت و تصرف مسلمانان درآمد و دولتِ رومیان
از بلادِ شام بمعرضِ انقطاع و انخرام افتاد و
الحمد للہ رب العالمین این است منتخب آنچہ اصحابِ
فتوحِ شام بتحریر آوردہ اند بعد ازان ظہور دیگر
فتوح رونق اسلام را افزودن گرفت مانند فتحِ
اَہواز بر دستِ ابوموسیٰ و آذربیجان بسعی مغیرہ
ابن شعبہ و نہاوند بطریقِ صلح و دینور و ہمدان
عنوۃً باہتمام حذیفہ و طرابلس مغرب بکوشش
عمرو بن العاص و اوایل فتح خراسان و اطرافِ
قسطنطنیہ در زمانِ حضرت فاروق شروع شدہ
بود و بیانِ آنہمہ طولے دارد حظِ کلمین لبیب۔
ازین مبحث نکتہ ایست و آن آنست کہ حق عزّ و
علا از فوقِ سمٰوات ظہورِ دینِ محمدی را علیہ الصلوٰۃ
والسلام در جمیع ارض ارادہ فرمودہ و این
ارادہ در تمام عالم سیلان نمود مانند سیلانِ آب
بر وضعِ طبعی در مجرے خود و بحکم وضعِ طبعی
سیلانِ این ارادہ در حالتِ راہنہ آن
بود کہ اوّلاً کسر دولتِ کسرٰے و
قیصر بروئے کار آید و دینِ مرتضٰے
قائم مقام ملّتِ ایشان شود و بان
شیوع دولت در اطرافِ ممالک شائع
گردد چون ظہور این فرقانِ اکبر
بر دستِ فاروقِ اعظم رض اتفاق
افتاد بالقوۃ القریبۃ

فتح اسلام یوماً فیوماً بڑھتی رہی اور کفار کے شہر مسلمانوں کے
ماتحت وزیرِ تصرف آتے رہے اور رومیوں کی سلطنت شام
کے شہروں سے منقطع و مختتم ہوگئی، والحمد للہ رب العالمین
یہ اُن واقعات کا منتخب ہے جو فتوحِ شام کے مؤرخین نے
تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد دیگر فتوحات کے ظہور سے رونقِ اسلام
بڑھنا شروع ہوئی جیسے اہواز کی فتح ابو موسیٰ رض کے ہاتھ پر
اور آذربیجان کی فتح مغیرہ رض بن شعبہ کی کوشش سے اور
نہاوند بطور صلح کے اور دینور اور ہمدان جنگ کے ساتھ
حذیفہ رض کے اہتمام سے اور طرابلسِ مغرب عمرو رض بن العاص کی
کوشش سے وقوع میں آئیں۔ اور خراسان واطرافِ قسطنطنیہ
کی فتوحات کی ابتدا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں
ہو چکی تھی اور ان سب کا بیان بہت طول رکھتا ہے۔
اس مبحث سے ایک دقیقہ شناس ہوشیار کے حصہ میں ایک
نکتہ آئے گا اور وہ یہ کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آسمانوں کے
اُوپر سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا تمام
زمین میں ارادہ فرمایا تھا اور یہ ارادہ تمام عالم میں اس طرح جاری
ہوا جس طرح پانی اپنی طبعی وضع پر اپنے مجرے (یعنی بہاؤ کے
راستہ) پر بہتا ہے اور اس ارادے کے سیلان کی (دنیا کی)
پیش آمدہ حالت کے لحاظ سے طبعی وضع کا حکم یہ تھا کہ اوّلاً
کسریٰ اور قیصر کی حکومتوں کا زوال ظہور پذیر ہو اور جو
دین پسندیدۂ حق ہے وہ اُن کی مِلّتوں کا قائم مقام بن جائے
اور اطرافِ ممالک میں حکومت کے پھیل جانے کے طور پر شائع
ہو جاتے۔ جب اس فرقانِ اکبر (یعنی حق و باطل میں امتیازِ
کامل۔ مراد دینِ محمدی جو حق کو باطل سے جدا کر دینے والا
ہے) کا ظہور فاروقِ اعظم رض کے ہاتھ سے قوتِ قریبہ سے

Marfat.com

من القوة الفعل ظهور دینِ محمدیؐ در جمیع ارض حاصل گشت عن جبیر بن حیّة قال بعث عمر رضی الله عنه الناس فی افناء الامصار یقاتلون المشرکین فاسلم الهرمزان فقال انی مستشیرک فی مغازیَّ هذه قال نعم قال مثلها و مثل من فیها من الناس من عدو المسلمین مثل طائر له رأس و له جناحان و له رجلان فان کسر احد الجناحین نهضت الرجلان بجناح والرأس فان کسر الجناح الآخر نهضت الرجلان و الرأس فان شدخ الرأس ذهبت الرجلان و الجناحان و الرأس فالرأس کسریٰ و الجناح قیصر و الجناح الآخر فارس فمُر المسلمین فلینفروا اخرجه البخاری و سعی حضرت فاروق رضؓ درین امر زیاده بیش نه بود ظهور ارادهٔ حق را عزّ و علا و نعم ما قیل ؎ این همه مستی و بیهوشی نه حدِّ باده بود ؛ با حریفان هرچه کرد آن نرگس مستانه کرد ؛ و این معنی را قرائن بسیار است بمجرد ملاحظه آن قراین حدس قوی بآن وجه حاصل می شود یکے از ان قرائن این است که کسر این دو دولت مستقره ممتده از مدت چهار صد سال با آن لیف و عُدد و عَدد و دلاوری و سپه سالاری

فعل میں واقع ہوگیا (یعنی اس دین کا ظہور تمام عالم کے لئے پہلے بالقوہ تھا اب فعلیت میں آگیا)، تو دینِ محمدی کا ظہور تمام زمین میں حاصل ہوگیا۔ جبیر بن حیّہ سے مروی ہے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو (یعنی لشکروں کو) شہروں کی حدود پر بھیجا جو مشرکین سے قتال کر رہے تھے پھر ہرمزان اسلام لے آیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں ان غزوات کے بارے میں۔ اُس نے کہا ہاں (اور) کہا اُن ملکوں کی مثال اور جس قدر اُن میں مسلمانوں کے دشمن لوگ رہتے ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کے ایک سر ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں ہیں تو اگر دو بازوؤں میں سے ایک توڑ دیا جائے تو وہ دونوں پاؤں اور ایک بازو سے اور سر سے کھڑا رہے گا۔ پھر اگر دوسرا بازو توڑ دیا جائے گا تو پھر بھی وہ دونوں پاؤں اور سر سے کھڑا رہے گا۔ لیکن اگر سر ہی کچل ڈالا جائے گا تو دونوں پاؤں اور دونوں بازو اور سر سب ختم ہو جائیں گے۔ تو سر (دنیائے کفر کا) کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس تو مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ وہ (لڑنے کے لئے) نکلیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور حضرت فاروقؓ کی سعی اس امر میں ارادۂ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے ظہور کے لئے ایک نقاب سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کیا خوب کہا گیا ہے ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی الخ یعنی یہ تمام مستی اور بیہوشی شراب کا ذاتی اثر نہیں تھا، یارانِ ہم مشرب کے ساتھ جو کچھ کیا اس (چشم) نرگس مستانہ نے کیا ہے۔" اور اس حقیقت کے لئے بہت سے قرائن ہیں جن کے ملاحظہ سے دقیقہ شناس عقل اس وجہ پر جا پہنچتی ہے۔ اُن قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو مضبوط و پائدار سلطنتوں کا جو چار سو برس سے اس قدر عددِ کثیر اور فوجی سامانِ جنگ کے ساتھ اور دلاوری اور فنون سپہ گری کے ساتھ

Marfat.com

درین مدتِ قلیلہ از دستِ عرب با این سامانے
کہ داشتند ہرگز مثلِ آن ہیچگاہ متحقق نشدہ نخواہد
شد نہ در زمانِ اسکندر ذوالقرنین و نہ در وقتِ ترکانِ
چنگیزیہ و نہ در ایامِ تیموریہ بر متتبعانِ فنِ تاریخ پوشیدہ
نیست کہ فتحِ بلاد ہر چند مساعدتِ بخت غالب
باشد و اسبابِ مہیا حدی دارد و غایتے و آنچہ در
خلافتِ حضرت فاروق رض از فتوح واقع شد
فائت از حد و غایت است در میانِ کشورکشائی
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشورکشائی جمعے
کہ قبل از وی بودہ اند و بعد از وی آمدند فرقے
بین است زیراکہ در عرب بادشاہی و کشورستانی
و فوج کشی نبود و رسوم سپاہیان را نمی دانستند
و مقابلۂ کسری و قیصر بخاطرِ ایشان گزشتن چہ احتمال
حضرتِ فاروق صنعتِ فروسیت را بمردم آموخت
و لشکرہا ساخت و خوفی کہ در دلہای ایشان بود برانداخت
و جمعے کہ بعد از حضرتِ عمر رض فوج کشی کردند از فوج
آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسوم آن معلوم و
قواعد آن ممہد بود باتمام رسانیدند و شتان بینہما
چنان محسوس می شود کہ در عہد حضرتِ فاروق رض
تائیدِ الٰہی و نصرتِ غیبی گویا مانند باران از آسمان
مے بارید اخرج الحاکم عن حذیفۃ انہ
قال کان الاسلام فی زمان
عمر کالرجل المقبل لا
یزداد الا قربا فلما قتل عمر
کان

قائم تھیں عرب کے ہاتھوں سے ایسے (حقیر) سامان کے ساتھ جو
اُن کے پاس تھا اکھڑ جانا ایسا عظیم واقعہ ہے جس کا مثل کبھی زمانہ
میں بھی وجود نہیں آیا اور نہ آسکے گا۔ نہ (عمر رض سے پہلے) اسکندر
ذوالقرنین کے زمانہ میں متحقق ہوا اور نہ (بعد میں) ترکانِ
چنگیزیہ کے وقت میں اور نہ خاندانِ تیموریہ کے ایام میں۔
فنِ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کتنی
ہی بخت کی یاوری غالب ہو اور اسبابِ فتح مہیا ہوں پھر
بھی اُن کی ایک حد اور نہایت ہوتی ہے۔ اور جو کچھ فتوحات حضرت
فاروق رض کی خلافت میں واقع ہوئیں وہ تو حد و نہایت سے
گزری ہوتی ہیں آپ کی کشورکشائی اور آپ سے اگلوں اور پچھلوں کی کشورکشائی میں نمایاں
فرق ہے کیونکہ عرب میں بادشاہی اور کشورستانی کا وجود ہی نہ تھا، وہ رسوم سپاہیانہ کو جانتے ہی
نہ تھے اور کسریٰ و قیصر کے مقابلہ کا ان کے دلوں میں خیال ..... گزرنے کا
بھی کیا احتمال تھا۔ حضرت فاروق رض نے گھوڑے سواری کا فن
لوگوں کو سکھایا اور بہت سے لشکر مرتب کئے اور جو خوف کہ اُن کے
دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اس کو نکال پھینکا۔ اور جن جماعتوں
نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوج کشی کی وہ اُس فوج
سے کی جو آمادہ اور کام پر مستعد بنائی جا چکی تھی اور اُنھوں نے
اس چیز کو اتمام کو پہنچایا جس کے رسوم معلوم اور قواعد مفصّل
ہو چکے تھے۔ دونوں میں (یعنی عمر رض کی مساعی اور بعد کے
لوگوں کی مساعی میں) بڑا فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
فاروق رض کے عہد میں تائیدِ الٰہی اور نصرتِ غیبی گویا بارش
کی مانند آسمان سے برستی تھی۔ حاکم نے روایت کیا حذیفہ رض سے
کہ اُنھوں نے کہا کہ عمر رض کے زمانہ میں اسلام اُس شخص کی مانند
تھا جو (دور سے) چلا آرہا ہو کہ دم بدم اُس کا قرب بڑھتا ہی رہتا
ہے پھر جب عمر رض قتل ہو گئے تو اُس شخص کی مانند ہو گیا جو

Marfat.com

كالرجل المدبر- لايزداد الا بعدا قرینہ دیگر آنکہ ہر شہرے کہ درزمانِ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ مفتوح شد شعائر اسلام درانجا باندک فرصتے شیوع یافت وبشاشتِ اسلام ظاہر و باطن آن قوم را درگرفت تا الیوم سکّانِ آن بلاد ہمہ مسلمان و متّصف بہ نورِ ایمان اند و بلادے کہ بعد از فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانان مفتوح ساختند اسلام درانجا گاہے قوت می گیرد وگاہی ضعف می پذیرد فرقہ کہ آبائی ایشان درہندوستان داخل شدند عمدۂ اہل اسلام درین دیار ایشان اند و غیر ایشان از متوطنانِ ہندوستان اکثرے مستمر بر کفر خود اند طائفہ کہ شرفِ اسلام حاصل کردہ اند بغایت ضعیف الاسلام وہمچنین ترکستان وحبشہ وافریقیہ وغیرہا اسلام آنہا ضعیف است این معنی بر متتبعان کتبِ تاریخ مستور نیست گویا عنایتِ الٰہی سعی فاروق رضی اللہ عنہ را بہانۂ شیوعِ دینِ محمدی ساختہ بود در مقامیکہ عمدۂ کمالات فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہمان است یعنی جارحہ فیضِ الٰہی بودن فضیلتے بالاتر ازان نمی تواند بود کہ ارادۂ الٰہی بغلبۂ تمام محیطِ عالم گردد وسعی بندہ را روپوش آن احاطہ سازد بوجہے کہ ناظران تعجب کنند کہ آیا از مثل این اسباب مثل مسبّب بظہور می آید باز شخصے کہ علمِ سیاست مدن را شناختہ باشد و بر احوال ملوکِ در کشورستانی مطلع شدہ میداند کہ ہیچ دقیقہ از دستِ فاروق رضی اللہ عنہ درین واقعات

پشت پھیر کر جارہا ہو کہ دمبدم دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ ہر اُس شہر میں جو کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا اُس میں اسلامی شعائر قلیل عرصہ میں ہی شائع ہو گئے اور بشاشت اسلام نے اُس قوم کے ظاہر و باطن کو گرفت میں لے لیا۔ آج تک ان شہروں کے رہنے والے سب مسلمان نورِ ایمان سے متصف ہیں اور جو شہر کہ بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مفتوح ہوتے ان میں اسلام کبھی قوت پکڑتا ہے اور کبھی ضعف قبول کرتا ہے۔ اور جو فرقہ ایسا ہے کہ اُن کے باپ دادا ہندوستان میں داخل ہوتے اس دیار کے چیدہ اہلِ اسلام میں سے وہی لوگ ہیں اور ان کے علاوہ ہندوستان کے رہنے والے دوسرے لوگوں کا اکثر حصّہ اپنے کفر پر بدستور چل رہا ہے اور جس جماعت نے شرفِ اسلام حاصل کیا ہے وہ نہایت ضعیف الاسلام رہے۔ اسی طرح ترکستان اور حبشہ اور افریقہ وغیرہ کا حال ہے کہ ان کا اسلام ضعیف ہے۔ یہ حقیقت کُتب تاریخ کا پورا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ گویا عنایتِ الٰہی نے فاروق رضی اللہ عنہ کی سعی کو دینِ محمدی کی اشاعت کے لئے بہانہ بنایا تھا دراں حالیکہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص و بہترین کمالات میں سے یہی وصف ہے یعنی فیضِ الٰہی کے لئے اُن کا جارحہ (یعنی آلہ اور واسطہ) بننا اور کوئی فضیلت اس سے بالاتر نہیں ہو سکتی کہ ارادۂ الٰہی پورے غلبہ کے ساتھ عالم کو محیط ہو جائے اور بندے کی سعی کو اُس احاطہ کا نقاب بنا لے ایسے طریقہ سے کہ دیکھنے والے تعجب کریں کہ کیا ایسے اسباب سے اس طرح کا مسبّب (یعنی نتیجہ) ظہور میں آیا بھی کرتا ہے۔ پھر جو شخص کہ سیاستِ شہریہ کا علم رکھتا ہوگا اور بادشاہوں کے احوال سے جو کشورستانی میں رہے ہیں باخبر ہوگا وہ جانتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان واقعات

Marfat.com

نامرعی نماند و این کمال نفس اوست کہ بمعیارِ آن فیضِ الٰہی ظہور فرمود التجلّی لایکونُ ابدًا الّا بقدر المتجلّی لہٗ فقیر اشارتے لطیفہ باین معنے کردہ است درین بیت ؎ کاُنبوبِ لرحمۃ تعالٰی؛ وَمَا الاُنبوبُ اِلَّا قَیسُ مَاءٍ؛ و نیز می داند کہ اعدا در صنعتِ فوج کشی و مردانگی ہیچ دقیقہ فرو نگذاشتہ و در مقدماتِ مبارزت تقصیرے نمودہ اند تا فتوح اسلام را کسے بران حمل کند لیکن ارادۂ حق جلّ و علا مساعی ایشان را برہم زد و تمام ایشان را باطل ساخت اذا جاءَ نہرُ اللّٰہِ بطلَ نہرُ عیسیٰ و اگر جاہلے این واقعات را باوضاعِ فلکیہ منسوب سازد گوئیم فکذلک کلّ نبیٍّ و ولیٍّ ہمیشہ اطوارِ عجیبہ انبیاء و اولیاء بزعم این قائل موافق ہمان اوضاعِ فلکیہ بودہ است باوجود این تحقق فضائلِ ایشان را نقصانے نیست

میں کوئی دقیقہ بھی ایسا نہیں جو رعایت کئے بغیر چھوٹ گیا ہو اور یہ اُن کے نفس کا کمال ہے کہ جس کے معیار سے اُس فیضِ الٰہی نے ظہور فرمایا کہ التجلی لایکون الخ یعنی تجلّی کبھی نہیں ہوتی مگر بقدر (ظرف) متجلّٰی لہٗ کے (یعنی جس پر تجلّی کی جارہی ہے اس کے ظرف کے مناسب) اس بیت میں فقیر نے اس معنے کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ؎ کاُنبوبِ لِرَحْمَتِہٖ الخ ترجمہ :- وہ مثل ٹونٹی کے ہے اللہ تعالٰی کی رحمت (کے ذخیرے) کے لئے اور ٹونٹی نہیں ہوتی مگر پانی کے اندازے کے مطابق۔ اور نیز (تاریخ پر نظر رکھنے والا) جانتا ہے کہ دشمنوں نے فوج کشی کے خاص اصولوں میں اور بہادری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور مقدماتِ محاربہ میں کوئی غلطی نہیں کی، کہ کوئی شخص فتوحاتِ اسلام کو اس پر محمول کرے۔ لیکن (بنیادی بات صرف یہ ہے کہ) ارادۂ حق جلّ و علا نے اُن کفار کی مساعی کو برہم کردیا اور ان کی تمام کوششوں کو بیکار کردیا جب اللہ کی نہر آگئی تو عیسیٰ کی نہر بیکار ہوئی۔ اور اگر کوئی جاہل ان واقعات کو اوضاعِ فلکیہ (یعنی گردشِ سیارگان) کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہر نبی اور ولی کے حق میں کہا جاسکتا ہے۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے اطوارِ عجیبہ اس قائل کے زعم کے مطابق وہی اوضاعِ فلکیہ ہوتے ہیں اس کے باوجود اُن کے فضائل کے تحقق میں کوئی نقصان نہیں ہوتا

ع ؎ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو کسی کوتاہ فہم کو پیش آسکتا ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق عمرؓ فیضِ الٰہی کا ایک آلہ و جارحہ تھے تو اس میں ان کی فضیلت کی کیا صورت ہے جب کہ جو کچھ کام کیا وہ فیض و نصرتِ الٰہی نے کیا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمرؓ کا کمال ان کا وسیع الظرف ہونا ہے کہ جس نے اس عظیم الشان فیض کا تحمل کیا جو اُن کے ذریعہ سے تمام عالم پر پھیلنے والا تھا۔ اگر کوئی ایسا بند (ڈیم) بنایا جائے جس میں پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا جاسکے جو سینکڑوں میل کے رقبہ کو سیراب کرسکے تو اس کو کروڑوں روپیہ صرف کرکے اعلیٰ و مستحکم بنایا جاتا ہے جو پانی کے زور سے ٹوٹ نہ جائے جب وہ حسب منشا بن جائیگا اور عمدہ کام دیگا تو اس کو پسندیدہ اور اعلیٰ مانا جائیگا ۱۲ مترجم

Marfat.com

ومنتِ ایشاں برگردنِ مردمان ثابت است
اکنون حکایتے چند از سیاست وجہان بانی
حضرت فاروق رض تقریر کنیم از انجملہ
آنست کہ چون خلیفہ شد غایت تادّب
بنسبتِ صدیق رض بجا آورد و مردم از وے
می ترسیدند وہیبتی عظیم در دلِ مردمان
افتاد بجہت تدارکِ این خلل خطبۂ بلیغہ
متضمن لملاطفہ عامہ برخواند عن جامع بن
شداد عن ابیہ قال اوّلُ کلام تکلّم
بہ عمرُ أن قال اللہم انّی ضعیفٌ فقوّنی
وانّی شدیدٌ فلیّنّی وانّی بخیلٌ
فسخّنی اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی الریاض
قال ابن شہاب وغیرہ من اہل العلم
اوّل ما ابتدأ بہ عمر حین جلس
علی المنبر انہ جلس حیث کان ابوبکر
یضع قدمیہ وہو اوّلُ درجۃٍ ووضع
قدمیہ علی الارض فقالوا لو جلست حیث
کان ابوبکر یجلس قال حسبی أن یکونَ
مجلسی حیث کانت تکون قدما ابی
بکرٍ قالوا ولمّا آنس الناسُ عمر ہیبۃً
عظیمۃً حتّے ترک الناس المجالس بالافنیۃ
قالوا ننتظر ما رأیُ عمرَ وقالوا بلغ من ابی بکرٍ
انّ الصّبیان کانوا اذا رأوہ یسعَون
الیہ ویقولون یا أبتِ فیمسح
رؤوسہم

اور ان کا احسان لوگوں کی گردنوں پر ثابت ہے۔ اب ہم حضرت

فاروق رض کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات

بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب خلیفہ ہوتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت انتہائی ادب بجالایا کرتے تھے اور اور لوگ اُن سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم ہیبت واقع ہوگئی تھی، آپ رض نے اس خلل کے تدارک کے لئے ایک خطبہ بلیغہ پڑھا جس میں دلداری اور ملاطفتِ عامہ پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ (خلیفہ بننے کے بعد) عمر رض نے پہلا کلمہ جو بولا تھا وہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنادے اور میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنادے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے، اس کو اخذ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ریاض میں۔ ابن شہاب وغیرہ اہل علم لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جس سے عمر رض نے ابتداء کی جب آپ (خلیفہ بننے کے بعد) منبر پر بیٹھے تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکر رض اپنے قدم رکھتے تھے اور وہ (منبر کا) پہلا درجہ تھا اور اپنے دونوں قدموں کو زمین پر رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ (اس میں کیا مضائقہ تھا) اگر آپ وہیں بیٹھ جاتے جہاں ابوبکر رض بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ میرے لئے (یہ شرف) کافی ہے کہ میرے بیٹھنے کی جگہ وہاں ہو جہاں ابوبکر رض کے قدم ہوتے تھے۔ (ابن شہاب وغیرہ علماء نے یہ بھی) بیان کیا کہ لوگوں پر عمر رض کی بہت بڑی ہیبت طاری ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے عام نشستگاہوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا کہنے لگے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ عمر رض کی رائے (یعنی طرزِ عمل) کیا ہوتا ہے اور (علماء نے) ذکر کیا کہ ابوبکر رض کا حال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ لڑکے جب اُن کو دیکھتے تھے تو اُن کے پاس لے میرے ابا جان کہتے ہوئے دوڑ کر آتے تھے اور ابوبکر رض ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

Marfat.com

وبلغ من هيبة عمر أن الرجال تفرقوا
من المجالس هيبة حتى ينظروا ما
يكون من أمره قالوا فلما بلغ عمر
هيبة الناس له أمر فصيح في
الناس الصلوٰة جامعة فحضروا ثم
جلس من المنبر حيث كان ابو بكر
يضع قدميه فلما اجتمعوا قام قائما
فحمد الله وأثنى عليه بما هو اهله
وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم قال بلغني ان الناس قد هابوا
شدتي وخافوا غلظتي وقالوا قد
كان عمر يشتد علينا ورسول الله
صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا ثم اشتد
علينا وابو بكر والينا دونه فكيف اذا صارت
الامور اليه من قال ذلك فقد صدق
قد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فكنت عبده وخادمه وكان من لايبلغ
احد صفته من اللين والرحمة صلى الله عليه
وسلم وقد سماه الله بذلك ووهب له اسمين
من اسمائه رؤف رحيم فكنت سيفا
مسلولا حتى يغمدني او يدعني فامضي
حتى قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهو عني
راض والحمد لله وانا اسعد
بذلك

اور عمرؓ کی ہیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بڑے آدمی نشستگاہوں سے تتر بتر ہو گئے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا طرز عمل کیا ہوگا (اور وہ اس مجالست پر ناراض تو نہیں ہو جائیں گے) کہا کہ جب عمرؓ کو لوگوں کے اُن سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں ان کے حکم سے الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) کی بلند آواز لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ بیٹھے جہاں ابو بکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع ہو گیا تو سیدھے کھڑے ہوتے تو اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات سے کی جو اُس کے مناسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ لوگوں کو میری تیز مزاجی سے ہیبت ہو رہی ہے اور وہ میری تند خوئی سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اس زمانہ میں بھی کیا کرتا تھا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے۔ پھر ہم پر سختی کرتا رہا جب کہ ابو بکرؓ ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ۔ تو اب کیا حال ہوگا جب کہ امور کا پورا اختیار اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جس نے یہ کہا اُس نے سچ کہا بیشک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپؐ ایسے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤف و رحیم عطا کئے۔ اور میں ایک کھچی ہوئی تلوار تھا کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو) مجھے نیام میں کرلیں یا مجھے چھوڑ دیں تو میں کاٹ ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے۔ میں اس بنا پر سعادتمند رہا

Marfat.com

ثم ولی امر الناس ابوبکر فکان ممن
لاتنکرون رقتہ وکرمہ ولینہ
فکنت خادمہ وعونہ اخلط شدتی
بلینہ فاکون سیفاً مسلولاً حتی یغمدنی
او یدعنی فامضی فلم ازل معہ کذلک
حتی قبضہ اللہ عزوجل وھو عنی
راض والحمد للہ وانا اسعد بذلک
ثم قد ولیت امورکم ایہا الناس و
اعلموا ان تلک الشدۃ قد اضعفت ولکنہا
انما تکون علی اہل الظلم والتعدی
علی المسلمین واما اہل السلامۃ و
الدین والفضل فانا الین لہم
من بعض لبعض ولست ادع احداً
یظلم احداً ویتعدی علیہ
حتی اضع خدہ الارض واضع
قدمی علی الخد الآخر حتی
یذعن بالحق ولکم علیّ ایہا
الناس خصال اذکرہا لکم فخذونی
بہا لکم علیّ ان لا اخبأ شیئاً من
خراجکم ولا مما افاء اللہ علیکم
الا من وجہہ ولکم علیّ
اذا وقع عندی ان لا
یخرج الا بحقہ و
لکم علیّ ان ازید
عطایاکم و

پھر لوگوں کے والیٔ امر یعنی حاکم ابو بکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی منکر نہیں ہے اُن کی رقیق القلبی اور کرم اور نرم مزاجی کا اور میں اُن کا خادم اور اُن کا مددگار تھا اپنی سختی کو اُن کی نرمی کے ساتھ مخلوط کرتا تھا اور کبھی ہوئی تلوار بن جاتا تھا (اور اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا) کہ وہ مجھے نیام میں بند کردیں یا (اگر چاہیں تو) مجھے چھوڑدیں اور میں کاٹ ڈالوں۔ تو میں اُن کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے خوش تھے۔ الحمد للہ میں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر اے لوگو! میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں (یعنی امیر) اب سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کردی گئی۔ لیکن وہ ظاہر ہوگی مسلمانوں پر ظلم ودراز دستی کرنے والوں پر۔ رہے وہ لوگ جو نیک خو اور دیندار اور صاحب فضیلت ہیں میں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور میں کسی ایسے شخص کو جو دوسرے پر ظلم ودراز دستی کرتا ہوگا نہیں پاؤں گا مگر میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اُس کے دوسرے رُخسار پر رکھدوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو میں تم سے ذکر کرتا ہوں تم اُن پر میری گرفت کرسکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپاکر نہ رکھوں اور نہ اُس میں سے جو اللہ تعالٰی غنیمتوں میں سے تمہارے لئے بھیجے بجز اس کے جو اللہ کے کام کے لئے روکوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ وہ (روکا ہوا مال) کہیں خرچ نہ ہو مگر اپنے حق کے موقعہ پر اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے وظائف اور

Marfat.com

ازرأ لکم ان شاء الله و لکم علیّ ان لا
اُلقیکم المہالک واذا غبتم فے
البعوث فانا ابو العیال حتے ترجعوا
الیہم اقول قولی ہذا واستغفر الله لی و
لکم قال سعید بن المسیب وابوسلمة
ابن عبدالرحمن فوفے والله عمر وزاد فے
الشدة فی مواضعہا و اللین فی مواضعہ
وکان ابا العیال حتے ان کان لیمشی
الے المغیبات فیسلم علے ابوابہن ثم
یقول الکن حاجة (التی غابت ازواجہن) اذا کنتن تردن حاجة
اشتری لکن شیئا من السوق فانی
اکرہ ان تخدعن فے البیع والشراء
فیرسلن معہ بجواریہن فیدخل السوق
و انّ وراءہ من جواری الناس وغلمانہم
مالا یحصے فیشتری لہم حوائجہم و من
کانت لیس عندہا منہن شئ اشتری
لہا من عندہ واذا قدم الرسول من
بعض البعوث یبلغہن ہو بنفسہ الکتب
ازواجہن ویقول لہن ان ازواجکن
فے سبیل الله وانتم فے بلد رسول
الله صلے الله علیہ وسلم
ان کان عندکن من یقرأ
و الّا فادنین من الباب
حتے اقرأ لکن ثم یقول
رسولنا یخرج

روز دینے انشاء الله تم کو دیتا رہوں۔ اور تمھارا مجھ پر یہ حق بھی
ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم
لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو میں تمہارے بال بچوں
کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم اُن کے پاس واپس آؤ۔ میں اپنی
یہ بات کہہ رہا ہوں اور الله سے اپنے اور تمھارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
سعید بن المسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمنؓ نے کہا کہ والله عمرؓ
نے (جو کچھ کہا اس کو) پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی
میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں
کے بال بچوں کے باپ بن گئے تھے یہاں تک کہ ان عورتوں کے
پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوتے ہوتے تھے۔ اُن کے
دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمھیں کوئی
حاجت ہے جب تم کوئی ضرورت کی چیز منگانا چاہو تو میں وہ
چیز تمھیں بازار سے خرید کرا دوں گا۔ مجھے یہ ناگوار ہے کہ خرید و
فروخت میں تمھیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ
اپنی لڑکیوں کو بھیجدیتی تھیں تو آپؓ بازار میں اس طرح جاتے
کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی لڑکیاں اور لڑکے اتنے ہوتے کہ
اُن کا شمار مشکل ہوتا پھر ہر ایک کے لئے اُن کی ضرورت کی چیزیں
خریدتے اور جو عورت ایسی ہوتی کہ اس کے پاس کوئی باندی
نہ ہوتا تو اس کے لئے خود خریدتے اور جب کسی لشکر میں سے
کوئی ایلچی آتا تو اس سے اُن عورتوں کے شوہروں کے خطوط
لے کر خود اُن کو پہنچاتے اور اُن سے فرماتے کہ تمھارے شوہر الله
کی راہ میں گئے ہوتے ہیں اور تم رسول الله صلے الله علیہ وسلم
کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ
خط پڑھ دے تو فبہا ورنہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تاکہ
میں پڑھ کر سنا دوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایلچی یہاں سے فلاں دن

Marfat.com

يوم كذا و كذا فاكتبن حتى نبعث بكتبكن ثم يؤتى عليهن بالقراطيس و الدوى فمن كتبت منهن اخذ كتابها و من لم تكتب قال هذا قرطاس و دواة ادنى من الباب فاملي على فيمر على كذا و كذا بابا فيكتب لاهله ثم يبعث بكتبهن و اذا كان في سفر نادى الناس في المنزل عند الرحيل ارحلوا ايها الناس فيقول القائل ايها الناس هذا امير المؤمنين قد ناداكم فقوموا فاسقوا و ارحلوا ثم ينادي الثانية الرحيل فيقول الناس اركبوا فقد نادى امير المؤمنين الثانية فاذا استقلوا قام فرحل بعيره و عليه غرارتان احديهما فيها سويق والاخرى فيها تمر بين يديه قربة فيها ماء و جفنة كلما نزل جعل في الجفنة من السويق و صب عليه الماء و بسط شناره قال والشنار مثل النطع الصغير فمن جاءه يخاصم او يستفتيه او يطلب حاجة قال له كل من هذا السويق و التمر ثم رحل فياتي المكان الذي رحل الناس منه فان وجد متاعا ساقطا اخذه وان وجد احدا به مرضة او مرض لا ابتة او بعيره

اور فلاں وقت جائے گا تم خط لکھ دینا تاکہ ہم تمھارے خطوط بھیجدیں پھر سب عورتوں کے یہاں (خطوط کے لئے) کاغذ اور دواتیں بھیجتے۔ پھر ان میں سے جو خط لکھدیتی اس کا خط لیتے اور جو نہ لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ ہے اور دوات (بھی) موجود ہے تم دروازے کے قریب آجاؤ اور مجھے بتاتی رہو اس طرح ہر ایک دروازے پر جاتے اور اُن کے شوہروں کو (اُن کی طرف سے خطوط لکھتے۔ پھر ان خطوط کو بھیجتے۔ اور جب آپ کسی سفر میں ہوتے تو منزل (یعنی پڑاؤ کی جگہ) میں کوچ کرنے کے وقت ندا کرتے "اے لوگو! کوچ کرو" پھر ایک کہنے والا پکارتا اے لوگو! یہ امیر المؤمنین ہیں انھوں نے تم کو پکار کر کہا ہے پس اُٹھو اور (اونٹوں کو پانی پلاؤ یا اونٹوں پر) پانی رکھ لو اور کوچ کرو۔ پھر آپؓ دوبارہ آواز لگاتے "الرحیل" (یعنی کوچ کرو) تو لوگ (آپس میں) کہتے سوار ہو جاؤ امیر المؤمنین نے دوبارہ ندا کی ہے۔ پھر جب کہ سب لوگ اپنا سامان باندھ لیتے تو کھڑے ہو کر اپنا اونٹ منگاتے اور اُس کے اوپر دو تھیلے ہوتے اُن میں سے ایک میں ستو ہوتا اور دوسرے میں کھجوریں ہوتیں۔ اور سامنے ایک مشکیزہ ہوتا جس میں پانی ہوتا اور ایک بڑا کونڈا۔ جب کہیں پڑاؤ کرتے تو کونڈے میں ستو ڈال کر اس پر پانی ڈالتے اور اپنا شنار (دسترخوان) بچھاتے۔ سعیدؒ نے کہا کہ شنار چمڑے کے چھوٹے دسترخوان کی طرح ہوتا تھا۔ جو شخص آپؓ کے پاس آتا کوئی جھگڑا لے کر یا کوئی مسئلہ پوچھتا یا اپنی ضرورت کی چیز مانگتا اُس سے فرماتے اس ستو اور کھجوروں میں سے کھاؤ پھر چلے جانا۔ پھر (قافلہ کو چلتا کرکے) آپ اُس جگہ پہنچتے جہاں سے لوگوں نے کوچ کیا تھا تو اگر کوئی چیز پڑی ہوتی دیکھتے تو اس کو اُٹھاتے اور اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اُس کے گھٹنے لگ گئے ہیں یا اس کے چوپایہ یا اونٹ میں تھکن کی وجہ سے

Marfat.com

يحكه ازالة وساق به فيتبع آثار الناس كذلك فاسقط من متاع اخذه ومن اصابته عرجة تخلف عليه فاذا اصبح الناس في المسار من الغد لم يفقد احد متاعا له منه الا قال حتى يأتي امير المؤمنين فيطلبه عمر ان جملة مثل الشجب مما انه عليه من المتاع فيأتي هذا فيقول يا امير المؤمنين اداوتي فيقول فهل يغفل الرجل الحكيم عن اداوته التي يشرب فيها ويتوضأ للصلوة منها او كل ساعة ابصر ما يسقط او كل الليل اكلأ عيني من النوم ثم يدفع اليه اداوته ويقول اذا قوسي وهذا رشائي او ما وقع منهم فيعنفهم ثم يدفع ذلك اليهم ولما بلغ الشام تلقوه ببرذون وثياب بيض فكلموه ان يركب البرذون ليراه العدو وليكون ذلك اهيب له عندهم ويلبس البياض ويطرح الفرو الذي عليه فابى ثم الحوا عليه فركب البرذون بفروه وثيابه فهملج به البرذون وخطام ناقته بيده فنزل

(ٹخنوں میں) گرفتگی پیدا ہوگئی ہے تو اس کو (مالش کر کے) زائل کرتے اور اس کو ہنکاتے۔ پھر قافلہ کے نشانِ راہ کو دیکھتے ہوئے چلتے تو جو چیز کسی کی گر گئی ہوتی اس کو اٹھاتے اور جس کو لنگ عارض ہوجاتا اس کے پیچھے لگے رہتے پھر جب لوگوں کو شام سے چلتے ہوئے صبح ہوجاتی تو جس کی کوئی چیز کھوئی گئی ہوتی وہ کہتا کہ امیر المومنین کو آنے دو تو جب عمرؓ دکھائی دینے لگتے اور آپ کا اونٹ (گرا پڑا) سامان رکھتے رکھتے مثل گھڑونچی کے بنا ہوا ہوتا تھا (جب آپؓ قافلہ سے آملتے) تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اے امیر المومنین! میرا لوٹا رہ گیا تھا (یا گر گیا تھا) تو آپؓ کہتے کہ کیا دانشمند آدمی اپنے لوٹے سے غافل ہوا کرتا ہے جس سے وہ پیتا ہے اور نماز کے لئے اس سے وضو کرتا ہے کیا میں ہر ساعت دیکھتا ہی رہوں کہ کیا چیز گرتی ہے؟ کیا تمام رات میں نیند سے اپنی آنکھ کو بچاتا ہی رہوں؟ پھر اس کا لوٹا اسے دیتے۔ پھر دوسرا آتا اور کہتا کہ یہ میری کمان ہے اور یہ میری رسّی ہے یا جو چیز ان کی گرتی آپ ہر ایک کو کچھ سرزنش کرتے اور دیتے جاتے تھے۔ اور جب آپ شام میں پہنچے تو لوگ ان سے گھوڑا اور سفید کپڑوں کا جوڑا لے کر ملے اور انھوں نے آپ سے اس میں گفتگو کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ دشمن آپ کو اس حالت میں دیکھیں اور تاکہ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے دشمنوں پر آپ کا رعب پڑے اور سفید کپڑے پہنیں اور جو پوستین آپ کے بدن پر تھا اس کو اتار دیں تو آپؓ نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے اس درخواست پر زیادہ اصرار کیا تو آپ گھوڑے پر اپنے پوستین اور کپڑوں کے ساتھ سوار ہوگئے اور گھوڑا آپ کو لے کر قدم مارتا ہوا دوڑا اور ابھی تک اونٹنی کی مہار آپ کے ہاتھ میں ہی تھی تو آپؓ اتر گئے

Marfat.com

وركب راحلته وقال لقد غيرني هذا حتى خفت ان انكر نفسي ذكر ذلك كله ابو حذيفة اسحق بن بشر في فتوح الشام واخرج ابن بشر خطبته الى آخرها وجلوسه على المنبر فقط وازا نجمله آنست كه طلاق داد زنى را كه با وے محبت داشت في الاحياء لما ولي عمر الخلافة كانت له زوجة يحبها فطلقها خيفة ان تشير عليه بشفاعة في باطل فيطيعها ويطلب رضاها. وازا نجمله آنست كه خطبه خواند متضمن آنكه وظيفه عمال او چيست عن معدان بن ابي طلحة من جملة خطبة عمر اللهم انى اشهدك على امراء الامصار فاني بعثتهم يعلمون الناس دينهم وسنة نبيهم ويقسمون فيئهم ويعدلون عليهم وما اشكل عليهم يرفعونه الي اخرجه مسلم واحمد وعن ابي فراس من جملة خطبة عمر الا والله اني ما ارسل عمالي اليكم ليضربوا ابشاركم ولا ليأخذوا اموالكم ولكن ارسلهم اليكم ليعلموكم دينكم وسنتكم فمن فعل به سوى ذلك

اور اپنی اسی سواری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس نے مجھ کو بدل دیا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ میرا نفس بگڑ جائے گا، ان سب کو بیان کیا ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح شام کے بیان میں۔ اور ابن بشر نے اخذ کیا صرف اُن کے خطبہ کو آخر تک اور ان کے منبر پر بیٹھنے کو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے (خلیفہ بننے کے بعد) اپنی ایک بی بی کو طلاق دیدی کہ جس کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ احیاء میں ہے کہ جب عمر والیٔ خلافت ہوئے تو اُن کی ایک ایسی بیوی موجود تھی جس سے محبت کرتے تھے تو اس خوف کے پیشِ نظر کہ یہ کسی باطل میں شفاعت پر زور دے گی تو میں اس کی اطاعت و رضاجوئی میں لگ سکوں گا اُس کو طلاق دیدی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپؓ نے خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ان کے عاملوں کو کیا کام سپرد ہیں۔ معدان بن ابی طلحہ سے خطبۂ عمرؓ میں کا ایک حصہ اس طرح مروی ہے کہ اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں شہروں کے اُمراء پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور اُن کے نبیؐ کا طریقہ سکھائیں اور اُن کا حصہ تقسیم کریں اور اُن پر عدل کریں اور جس امر کا فیصلہ ان کو مشکل ہو جائے اس کو میرے پاس بھیجا کریں، اس کو مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور ابو فراس سے خطبۂ عمرؓ کا ایک یہ حصہ مروی ہے کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہاری جلد کو پیٹا کریں اور نہ اس لئے کہ وہ تمہارے اموال چھین لیں، لیکن میں اُن کو اس غرض سے تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو تمہارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنتِ نبویؐ سکھائیں تو جس شخص کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا تو چاہیئے کہ

Marfat.com

فلیرفعه الیّ فو الذی نفسی بیده اذاً لاُقصّنّه منه فوثب عمرو بن العاص فقال یا امیر المؤمنین اورأیت ان کان رجلاً من المسلمین غدا علی رعیته فادّب بعض رعیته أئنک لمقتصّه قال ای والذی نفس عمر بیده اذاً لاقصّنّه منه انا لا اقتصُّ منه وقد رأیتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یُقتصُّ من نفسه الاَ لاَ تضربوا المسلمین فتذلّوهم ولا تُجمّروهم فتفتنوهم ولا تمنعوهم حقوقهم فتُکفّروهم ولا تُنزلوهم الغیاض فتضیّعوهم اخرجه احمد قوله ولا تُجمّروهم تجمیر الجیش جمعهم فی الثغور وحبسهم عن العود الی اهلیهم قوله ولا تنزلوهم الغیاض فتضیّعوهم الغیاض جمع غیضة وهی الشجر الملتفّ یعنی اذا نزّلوهم فیها تفرّقوا فیها فتمکّن منهم العدوّ فقیر گوید این کنایت است از ارتکاب امرے کہ وجہ مصلحت دران بر قوم مشتبہ باشد وعلاقہ کنایت آنکہ غیضہ محلّ تستّر واختفا است سائر خطب فاروق اعظم رضہ مصرّح این مدعا ست واللہ اعلم واز انجملہ آنکہ در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمان خلافت شے رضی اللہ عنہ

مجھے اس کی اطلاع دیں تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس صورت میں میں اُس سے قصاص لوں گا، تو کھڑے ہوتے عمرو بن العاص رضہ اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضہ کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ شخص مسلمانوں میں سے ہوگا جو اپنی رعیّت کی طرف جائے گا اور رعیّت میں سے کسی کی اس نے تادیب بھی کی تو کیا آپ اس سے ضرور قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر رضہ کی جان ہے میں اُس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں اُس سے قصاص نہ لوں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ یاد رکھو مسلمانوں کو نہ مارو کہ تم ان کو ذلیل کرو اور نہ اُن کی تجمیر کرنا کہ تم ان کو فتنوں میں ڈالو اور نہ اُن سے اُن کے حقوق روکو کہ تم اُن کو اپنے سامنے جھکاؤ اور نہ اُن کو غیاض میں آتارو کہ تم ان کو ضائع کر ڈالو۔ اس کو روایت کیا احمد نے (تفسیر) یہ ارشاد ولا تجمّروهم تجمیر الجیش کے معنے ہیں یعنی ان کو سرحدوں پر جمع رکھنا اور ان کو اپنی بیوی بچوں کے پاس لوٹنے سے روکے رکھنا۔ اور اس ارشاد ولا تنزلوهم الغیاض میں غیاض جمع ہے غیضہ کی اور اس کے معنے گھنے درخت اور جھاڑیاں یعنی جب تم لشکر کو ایسی جگہ اُتاروگے تو وہ اُس میں متفرّق ہو جائیں گے اور ان کے ایک حصہ پر دشمن قابو پالے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ کنایہ ہے ایسے امر کے ارتکاب سے کہ جس میں مصلحت کی صورت قوم پر مشتبہ ہو اور اس کنایہ کی مناسبت یہ ہے کہ غیضہ (یعنی جھاڑیوں والا بن) چھپ جانے اور مخفی ہو جانے کا مقام ہے۔ فاروق اعظم رضہ کے تمام خطبے اس مدعا کی تصریح کرتے ہیں، واللہ اعلم۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آن مفتوح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و چہار ہزار کنیسہ خراب گردید و نہ صد منبر بر جنوب محاریب جوامع بجہت خطبۂ جمعہ بنا کردند و از انجملہ بنا کردنِ شہر بصرہ بر ساحلِ بحر و آباد ساختن جماعۂ از غزات در انجا بجہت آنکہ چون آن موضع محل ورودِ مراکب عجم و ہند است نباید کہ ناگاہ جمعے از فارس و ہند در انجا برسند و بر اہلِ اسلام مصیبتے ریزند و از انجملہ بنا کردنِ شہر کوفہ چون اتفاقِ اقامتِ عرب در شہر مدائن واقع شد ہوای آن موضع با مزاجِ ایشان نہ ساخت اکثرے گرفتار مرض شدند سعد بن ابی وقاص کیفیتِ حال برائے حضرت فاروق رضؓ نوشتہ فرستاد وی رضی اللہ عنہ فرمود کہ برای اقامت عرب ہیچ مکانے اصلح ازان نیست کہ ہم بری باشد و ہم بحری جائی وسیعی بدین صفت اختیار باید نمود و باید کہ درمیانِ من و آن موضع پلے و دریائے حائل نباشد سعد رضؓ برای تفحص این چنین سرزمینے مردان را منتشر ساخت و برین موضع کہ الحال مسمّٰی بکوفہ است اتفاق آرا واقع شد اوّلِ حال امر کرد کہ بناہا از قصب و خشت خام کنند یعنی تا میلِ ساکنانِ آن موضع بعمارات رفیعہ پیدا نشود و خود را مہیا برای جہاد داشتہ مانندِ مسافران بسر برند بالآخرۃ چون حریق افتاد رخصت باحکامِ عمارات فرمود

کے زمانۂ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع اپنے ماتحت اور ملحقہ دیہات کے فتح ہوئے ہیں اور چار ہزار مسجدیں بنائی گئیں اور چار ہزار گرجے توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں کے پہلوؤں میں بنائے گئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ شہر بصرہ کی بنیاد ڈالنا ساحلِ دریا پر اور غازیوں کی ایک جماعت کو وہاں آباد کرنا چونکہ یہ موقع ایسا تھا جو عجم اور ہندوستان کی کشتیوں کے وارد ہونے کا مقام تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی جماعت فارس اور ہندوستان سے یہاں پہنچ جاتے اور اہلِ اسلام پر کوئی مصیبت ڈالیں۔ اور اُن میں سے ایک شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔ جب عرب کو شہر مدائن میں اقامت گزیں ہونے کا اتفاق پڑا تو اس مقام کی ہوا اُن کے مزاجوں کے موافق نہ آئی اور بہت سے لوگ امراض میں گرفتار ہوگئے تو سعد بن ابی وقاص رضؓ نے یہ کیفیتِ حال حضرت فاروق رضؓ کو لکھ کر بھیجی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربوں کی اقامت کے لئے کوئی مقام اس سے زیادہ بہتر نہ ہوگا کہ وہ بری بھی ہو اور بحری بھی اس لئے کوئی مقام جس میں یہ وصف ہو انتخاب کر لیا جائے اور چاہیئے کہ میرے اور اُس مقام کے درمیان کوئی پل اور دریا حائل نہ ہو۔ سعد رضؓ نے ایسی سرزمین کی جستجو میں لوگوں کو اطراف میں بھیجا اور اس سرزمین پر کہ اب جس کا نام کوفہ ہے سب کی رائے متفق ہوگئی۔ ابتداءِ حال میں حکم دیا کہ بانس اور کچی اینٹوں کے مکان بنالیں یعنی جب تک اُس مقام پر رہنے والوں میں بلند عمارات کی رغبت نہ پیدا ہو اور (یہ مصلحت بھی پیشِ نظر تھی) کہ اپنے کو جہاد کے لئے تیار رکھتے ہوئے مسافروں کی مانند بسر اوقات کریں۔ آخر کار جب (ایک مرتبہ) آگ لگی تو مضبوط اور پختہ عمارتیں بنانے کی اجازت مل گئی۔

Marfat.com

بالجملہ چون مسلمانان در انجا اختیارِ اقامت نمودند
الوان و قوائے ایشان بحالِ اصلی عود کرد و
از انجملہ وضعِ تاریخ زیراکہ پیش از وضع تاریخ
تعیینِ شہور در سجلات می نمودند نہ تعیینِ سنین
این معنے موجبِ اشتباہ می شد حضرت فاروقؓ
ابتداء حساب تاریخ از ہجرت مقرر فرمود و لالے
الیوم ہمان دستور جاری است و از انجملہ آنکہ
چون خالد بن ولید ابو عبیدہ را طوعًا و کرہًا
بران باعث شد کہ از حصارِ حمص بیرون
برآمدہ با کفار مقاتلہ کند و انتظارِ وصولِ فوج
کمک از ہر جانب نکشد حضرت فاروقؓ آن را
از وی نہ پسندید بجہت آنکہ وجہش یا عُجبِ
نفس است بشجاعت و پہلوانی خود یا بخل
است بغنائم یا استہانتِ امر خلیفۂ برحق است
وکیف ما کان از خصالِ ذمیمہ اعتبار نمود و غالبًا
این چنین جرأت در عادت موجب ہزیمت
می شد ہر چند اینجا شمولِ فضل حق و تائیدِ
الٰہی کار خود فرمودہ باشد دیگر آنکہ خالد بن
ولید شاعرے را بر مدیح خود دہ ہزار درہم صلہ
داد چون رسم فاسد بود گوارای طبیعت حضرت
فاروقؓ نیفتاد خالدؓ را از حکومت قنسرین
معزول ساختہ در مدینہ نشاند و لالے آخر العمر اورا
بحکومتے نامزد نہ کرد و براے ابو عبیدہؓ
نوشتہ فرستاد کہ اورا از قنسرین
بنزدِ خود خواند و در محضر

المختصر جب مسلمانوں نے وہاں اقامت اختیار کر لی تو اُن کے رنگ
اور اُن کے قُوے اصلی حالت پر عود کر آتے۔ اور اُن میں سے
ایک ہے تاریخ کا وضع کرنا۔ کیونکہ تاریخ کے وضع کرنے سے
پہلے مُہر شدہ مکاتیب میں صرف مہینوں کا تعین کرتے تھے سنو
کا تعین نہیں اور یہ صورت موجب اشتباہ ہوتی تھی حضرت
فاروقؓ نے تاریخ کے حساب کی ابتدا ہجرت سے مقرر فرمادی اور
آج کے دن تک وہی دستور جاری ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ جب حضرت خالد بن الولیدؓ نے ابو عبیدہؓ کو طوعًا و کرہًا اس پر
آمادہ کیا کہ حمص کے حصار سے باہر آکر کفار کے ساتھ جنگ کریں
اور ہر جانب سے جو (حضرت عمرؓ کے احکام کے ماتحت) کمک کی
فوجیں پہنچ رہی تھیں ان کا انتظار نہ کریں تو حضرت فاروقؓ
کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ اس کی وجہ یا نفس کا اپنی
بہادری اور پہلوانی پر عجب ہے یا غنیمتوں پر بخل ہے (کہ
اموالِ غنیمت میں حصہ دار وہ لشکر بھی ہو جائیں گے جو مختلف
مقامات سے آنے والے تھے) یا خلیفۂ برحق کے حکم سے لاپرواہی
برتنا اور جو کچھ بھی ہو آپ نے اُس کو خصالِ ذمیمہ میں اعتبار
کیا اور بسا اوقات عادۃً اس طرح کی جرأت موجب ہزیمت
ہوا کرتی ہے ہر چند کہ اس موقع پر حق تعالےٰ کے فضل اور
تائیدِ الٰہی نے شامل ہوکر اپنا کام فرمادیا۔ دوسری بات یہ
پیش آئی کہ خالدؓ بن الولید نے ایک شاعر کو اپنی مدح پر
دس ہزار درہم انعام دیدیا۔ چونکہ یہ رسم فاسد تھی اس لئے
حضرت فاروقؓ کی طبیعت کو گوارا نہ ہوئی۔ آپؓ نے خالدؓ
کو قنسرین کی حکومت سے معزول کرکے اُن کو مدینہ میں بٹھادیا
اور آخر عمر تک اُن کو کسی حکومت پر نامزد نہ کیا اور ابو عبیدہؓ
کو لکھا کہ اُن کو قنسرین سے اپنے پاس بُلائیں اور اعیانِ لشکر کی

Marfat.com

اعیانِ لشکر استادہ نماید و بفرماید کہ عمامہ را از سرش بردارند و بہمان عمامہ مقید سازند بعد ازان استفسار کنند کہ این دہ ہزار را از چہ مکان صرف کردہ است اگر از بیت المال یا از دفن جاہلیت برآمد خیانت کردہ باشد و اگر از مالِ خود عطا نمود باسراف کار فرمود بالجملہ ہمچنان بعمل آوردند کہ مامور شدہ بودند تحفہ تر آنکہ خالدؓ با آن ہمہ جلادتے کہ داشت برین ماجرا بچون و چرا مجالِ دم زدن ندید و دیگر لشکریان و اُمراء از دیدِ این معاملہ نیز بددل نشدند و این خصائص صولتِ حضرت فاروقؓ بودہ است بعد اللتیا والتی بامرا امصار نوشت کہ عزلِ خالدؓ نہ بجہتِ خیانتے از وے بودہ است بلکہ برائے آنکہ بخاطرِ او چنان خطور کردہ بود کہ این فتوح بدستیاری او و قوتِ او ظہور نمود و اَنّ الأمر کلہ للّٰہ و ہمچنین چون سعدؓ را از عراق معزول فرمود بجہتِ خوفِ اختلاف قوم برو ہیچ فتنہ برنخاست و در آخر عمر تصریح نمود بآنکہ عزل سعدؓ نہ بنا بر عجز او بود یا بسبب صدورِ خیانتی از وے بل بجہت از مظانِّ اختلاف و وجہ این تصریح آن بود کہ عدالتِ او از نظر مردم ساقط نشود و از انجملہ آنکہ سالے بقصدِ عمرہ بمکہ محترمہ توجہ فرمود و توسیع و تفسیح مسجد حرام بتقدیم رسانید و نزدیک مراجعت امر نمود تا در منازلے

موجودگی میں کھڑا کرکے کسی کو حکم دیں کہ عمامہ اُن کے سر سے اُتار لے اور اُسی عمامہ سے اُن کو باندھ کر استفسار کریں کہ تم نے ان دس ہزار روپیہ کو کہاں سے صرف کیا ہے؟ اگر بیت المال سے یا کسی جاہلیت کے دفینہ سے برآمد کیا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر اپنے مال سے عطا کیا تو اِسراف (یعنی فضول خرچی) پر عمل کیا۔ الغرض جس طرح مامور ہوتے تھے عمل میں لایا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ خالدؓ نے باوجود اس دلیری کے جو وہ رکھتے تھے اِس ماجرا پر چون و چرا کے ساتھ دم مارنے کی مجال نہ دیکھی اور دوسرے لشکر والے اور اُمراء بھی اس معاملہ کے دیکھنے سے بددل نہیں ہوتے اور یہ حضرت فاروقؓ کے دبدبہ کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ آپؓ نے کچھ چناں وچنیں کے بعد اُمراء بلاد کو لکھا کہ خالدؓ کا عزل اُس سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی بناء پر نہیں ہوا بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اُس کے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی تھی کہ یہ فتوحات اُس کے زور اور قوت سے ظہور میں آتی ہیں حالانکہ تمام امر اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اور اسی طرح جب سعدؓ کو عراق سے معزول فرمایا تھا اس وجہ سے کہ قوم میں ان کی نسبت اختلاف پیدا ہوگیا تھا تو کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور آخر عمر میں اس بات کی تصریح کر دی کہ سعدؓ کا عزل اُن کے عجز کی بناء پر نہیں ہوا تھا، نہ اُن سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی وجہ سے بلکہ مظنّہ اختلاف سے محتاط رہنے کی بناء پر۔ اور اس تصریح کی وجہ یہ تھی کہ ان کی عدالت لوگوں کی نظر سے ساقط نہ ہو جاتے۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال بقصد عمرہ آپؓ نے مکہ مکرمہ کی طرف توجہ کی تو مسجد حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ کرنے کا اہتمام فرمایا اور لوٹتے وقت حکم دیا کہ ان تمام منزلوں میں

Marfat.com

کہ مابین حرمین واقع اند سایہا و پناہہا سازند و
ہر چاہے کہ انباشتہ شدہ باشد آن را پاک کنند و
صاف نمایند و در منازلِ کم آب چاہہا کنند تا
بر حجاج باستراحت تمام قطعِ مراحل میسّر شود فی
الاستیعاب لما وُلّی عمر بن الخطاب بعث اربعۃً
من قریشٍ فنصبوا اعلام الحرم مخرمۃ بن نوفل
وازہر بن عوف وسعید بن یربوع وخویطب
ابن عبد العزّٰے وازانجملہ آنکہ توسیعِ مسجد
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوب خرما
وجرید آن وخشت خام فرمود مانند صنیعِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در بناء مسجد خود اخرجہ البخاری
بعد ازان فرمود کہ حصیر در مسجد فرش کنند
عن عبد اللہ بن ابراہیم قال اوّل من اُلقی
الحصیر فی مسجد النّبی صلے اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب
کان النّاسُ اذا رفعوا رؤسہم من السجود نفضوا
ایدیہم فامر بالحصیر فجیئ بہ من العقیق فبسط فی مسجد
النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن ابی شیبۃ وازانجملہ
آنکہ سالِ رمادہ چون قحط شدید طاری شد حضرت
فاروق بانواعِ تدبیر حلِّ این مشکل فرمود
اوّلاً ہر چہ در بیت المال بود بر فقراء و مساکین تقسیم
نمود ثانیاً جمعے کہ احتکار پیشہ بودند ایشان را ازان
احتکار بشدّت تمام باز داشت ثالثاً بامرائے
امصار احکام فرستاد کہ

جو کہ حرمین کے درمیان واقع ہیں سایہ گاہیں اور پناہ گاہیں بنائیں اور ہر وہ کنواں جو پاٹ دیا گیا ہو اس کو کھولا جائے اور صاف کیا جائے اور کم پانی والی منزلوں میں کنویں کھودے جائیں تاکہ عازمین حج پوری راحت کے ساتھ قطع مراحل کر سکیں۔ استیعاب میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے قریش کے چار آدمیوں کو بھیجا جنھوں نے حرم کی علامتیں نصب کیں۔ مخرمہ بن نوفل اور ازہر بن عوف اور سعید بن یربوع اور خویطب بن عبد العزّیٰ۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع آپ رضی اللہ عنہ نے کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں اور کچی اینٹوں سے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق جو آپ نے اپنی مسجد کی بناء میں استعمال کیا تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مسجد میں بوریئے بچھائیں مروی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ابراہیم سے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بوریئے بچھائے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھے۔ (پہلے) جب لوگ اپنا سر سجدے سے اٹھایا کرتے تھے تو اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے تو انھوں نے بوریئے لانے کا حکم دیا جو عقیق سے لائے گئے پھر وہ مسجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بچھائے گئے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سال رمادہ[1] میں جب شدید قحط پھیل گیا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف قسم کی تدابیر سے اس مشکل کو حل فرمایا۔ اوّلاً جو کچھ بیت المال میں تھا وہ سب فقراء اور مساکین پر تقسیم کر دیا۔ دوم جو لوگ کہ احتکار[2] پیشہ تھے ان کو اس احتکار سے پوری سختی کے ساتھ روک دیا۔ سوم شہروں کے امراء کو احکام بھیجے کہ

[1] رماد خاکستر کو کہتے ہیں اور اس سال قحط کو اس وجہ سے رمادہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا رنگ اس سال میں خاکستری ہو گیا تھا ۱۲ [2] احتکار کے معنے ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو بند کر کے رکھ چھوڑنا اس امید پر کہ اور گراں ہو جائے ۱۲

Marfat.com

ہر یکے از محل حکومت خود طعام بمدینہ منورہ روان
کند ابو عبیدہ چہار ہزار راحلہ شتر از شام بمدینہ فرستاد
و عمرو بن العاص صد سفینہ از راہِ دریا روان نمود در
اندک فرصتے نرخِ مدینہ با نرخِ مصر در مساوات
می زد و در ایام گرانی و قحط بر خود لازم گرفتے تا ہنگام
رفع این حادثہ گوشت و روغن را تناول نفرماید
و شیر را نیاشامد و از انجملہ آنکہ در کوفہ و بصرہ و غیرہما
من البلاد حاکمی جدا معین فرمود و قاضی جدا و
تحویلدار بیت المال علیحدہ و این امریست کہ تا
زمانِ حضرت فاروق واقع نشدہ بود و یکے از حکمتہا
آن تفریق آنست کہ اگر بالفرض از یکے خیانتے ظاہر
شود دیگرے بانکار برخیزد اجتماع جماعہ از مسلمین کہ
مجرب الصدق باشند بر خیانت بعید است و از انجملہ
آنکہ دفتر مسلمین وضع فرمود و در انجا رعایت حکمتِ
دقیقہ نمود و آن جمع است در اعتبار سوابقِ اسلام
و اعتبار مراتبِ قرب با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
و قاعدہ الرجلُ و سابقتہ و الرجلُ و بلاءہ و الرجل و
عیالہ رعایت فرمود اگر با کسے خرد خورد بین باشد
بداند کہ اختراع این امر و وفا باین
التزام چیزیست کہ عقولِ حکماء دران
عاجز مے شوند اَخرجَ البیہقے
عن الشافعے انہ قال اخبرنی
غیر واحد من اہلِ العلم و
الصدق من اہلِ المدینۃ و
مکۃ من قبائل قریش و من

ہر ایک اپنے زیر حکومت شہروں سے مدینہ منورہ میں غلہ روانہ کرے۔
ابو عبیدہ رضؓ نے چار ہزار اونٹ شام سے مدینہ بھیجے اور عمرو رضؓ بن
العاص نے ایک سو کشتیاں دریا کے راستہ سے روانہ کیں۔ تھوڑے
عرصہ میں مدینہ کا نرخ مصر کے نرخ کی برابری میں آگیا اور گرانی
و قحط کے زمانہ میں آپؓ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ اس حادثہ کے
رفع ہونے تک گوشت اور گھی تناول نہ فرمائیں گے اور نہ دودھ
پیئنگے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ و بصرے وغیرہ شہروں
میں حاکم جُدا معین کئے اور قاضی جُدا اور بیت المال کا تحویلدار
جُدا اور یہ ایک ایسا نظم ہے جو حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ تک واقع
نہیں ہوا تھا اور اس تفریق کی حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر
بالفرض کسی ایک سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو دوسرا اس سے مقابلہ
کے لئے کھڑا ہو جائے اور خیانت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت کا
اجتماع جن کا صدق تجربہ شدہ ہو بعید ہے۔ اور اُن میں سے ایک
یہ ہے کہ (بسلسلۂ عطیات وغیرہ) دفتر مسلمین کو وضع فرمایا جس میں
دقیق حکمتوں کی رعایت رکھی یعنی سوابق اسلامیہ کے اعتبار کرنے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراتب قُرب کے اعتبار
کرنے کا پورا لحاظ رکھا اور قاعدہ الرجل و سابقتہ الخ یعنی ہر
آدمی کے ساتھ اُس کی سابقہ خدمات اور ہر شخص کے ساتھ اُس کے
شہر کو ملحوظ رکھا جائے اور ہر ایک کے ساتھ اُس کے عیال کو مدنظر
رکھا جائے، پوری رعایت فرمائی۔ جس شخص کو چھوٹی چھوٹی
جزئیات پر عبور کرنے والی سمجھ میسر ہے وہ جان لے گا کہ اس امر کا
اختراع اور اس التزام کو نباہ دینا ایسا کام ہے کہ دانشمندوں کی
عقلیں اُس میں عاجز ہو جاتی ہیں۔ بیہقی رحؒ نے روایت کیا شافعی رحؒ
سے اُنھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ایک سے زیادہ اہل علم و اہل صدق
نے جو اہلِ مدینہ و مکہ میں سے تھے قبائل قریش میں سے اور دوسرے

Marfat.com

غيرهم وكان بعضهم احسن اقتصاصاً للحديث من بعض و قد زاد بعضهم على بعض في الحديث ان عمر رضي الله عنه لما دوّن الدواوين قال أبدأ ببني هاشم ثم قال حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطيهم و بني المطلب فاذا كانت السن في الهاشمي قدّمه على المطلبي واذا كانت في المطلبي قدّمه على الهاشمي فوضع الديوان على ذلك اعطاهم عطاء القبيلة الواحدة ثم استوت له عبد شمس ونوفل في جذم النسب فقال عبد شمس اخوة النبي صلى الله عليه وسلم لابيه و امه دون نوفل فقدمهم ثم دعا بني نوفل بتلوهم ثم استوت له عبد العزى وعبد الدار فقال في بني اسد بن عبد العزى اصهار رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيهم انهم من المطيبين و قال بعضهم هم من حلف الفضول وفيهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم و قيل

لوگوں میں سے اور ان میں سے بعض بہ نسبت بعض کے حدیث کے قصوں کو عمدگی سے بیان کرنے والے تھے اور بعض نے ان میں سے بعض کی روایت سے کچھ زیادہ باتیں بیان کیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر تیار کرائے تو فرمایا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ اُن کو اور بنی المطلب کو عطا فرماتے تھے تو جب کوئی بڑی عمر والا ہاشمی جماعت میں ہوتا تھا تو اس کو مطلبی پر مقدّم کر دیتے تھے اور اگر مطلبی میں ہوتا تھا تو اس کو ہاشمی پر مقدّم کر دیتے تھے۔ تو آپؓ نے دیوان (رجسٹر اسماء) کی ترتیب قائم کی اسی نہج پر اُن کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی طرح۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر معلوم ہوئے تو فرمایا کہ عبد شمس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے نہ کہ نوفل، تو ان کو مقدّم کیا پھر اُن کے متصل آپ نے پکارا بنی نوفل کو پھر اس کے سامنے برابر ہوئے عبد العزیٰ اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں داماد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اُن میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مطیبینؑ میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا (یعنی بعض راویوں نے) کہ حلف الفضول میں سے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور کہا گیا کہ

عـه جب عبد مناف کی اولاد نے عبد الدار کی اولاد سے بیت اللہ کی دربانی اور رفادہ (رفادہ اُس چندے کو کہتے تھے جو قریش میں حج سے کچھ پہلے کیا جاتا تھا جس میں سے بزمانۂ حج آنیوالوں کی آسائش اور تواضع کا انتظام کیا جاتا تھا) اور سقایت کا مطالبہ کیا اور عبد الدار کی اولاد نے اس سے انکار کیا تو دونوں میں سے ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبائل سے عہد لیا کہ وہ بہرحال ان کے ساتھی رہیں گے۔ اولاد عبد مناف نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ خوشبو میں حل کر کے لائے ان کے مددگاروں نے اس پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر عہد امانت کیا تھا اس بنا پر ان کو "مطیبین" کہا گیا (ان کے ساتھ تین قبیلے شریک ہوتے اسد اور زہرہ اور تیم۔ ابو بکر صدیقؓ ان میں سے تھے یعنی بنی تیم میں سے) اور عبد الدار نے دوسرے طور پر عہد لیا ان کو احلاف کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مطیبین میں سے تھے اور حضرت عمرؓ احلاف میں سے (عبد الدار کے ساتھ یہ پانچ قبائل تھے جمح، مخزوم، عدی، کعب و سہم۔ یہ چھ قبیلے احلاف بنے جاتے تھے) ۱۲

Marfat.com

ذکر سابقۃ فقدمہم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار تلوہم ثم انفردت لہ بنو زہرۃ فدعاہا تلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم و مخزوم فقال فی بنی تیم انہم من حلف الفضول و المطیبین و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل ذکر سابقۃ وقیل ذکر صہرا فقدمہم علی مخزوم ثم دعا مخزوما بتلوہم ثم استوت لہ سہم و جمح و عدی بن کعب فقیل ابداء بعدی فقال بل اقر نفسی حیث کنت فان الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سہم واحد ولکن انظر و بنی جمح و سہم فقیل قدم بنی جمح ثم دعا بنی سہم وکان دیوان عدی وسہم مختلطا کالدعوۃ الواحدۃ فلما خلصت الیہ دعوتہ کبر تکبیرۃ عالیۃ ثم قال الحمد للہ الذی اوصل حظی من رسولہ ثم دعا من بنی عامر بن لوی قال الشافعی فقال بعضہم ان ابا عبیدۃ ابن عبد اللہ بن الجراح الفہری لما رأے من یتقدم علیہ قال اکل ہؤلاء تدعوا امامی فقال یا ابا عبیدۃ اصبر کما صبرت او کلم قومک فمن قدمک منہم علی نفسہ لم امنعہ فاما انا و بنو عدی

ذکر کیا اُن کے اسلام پر سبقت کرنے کا۔ تو اُن کو مقدم کیا بنی عبدالدار پر پھر بنی عبدالدار کو اُن کے متصل بلایا۔ پھر منفرد ہوتے اُن کے سامنے بنو زُہرہ تو اُن کو بلایا عبدالدار کے ساتھ۔ پھر برابر ہوئے اُن کے سامنے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے میں کہا کہ وہ حلف الفضول اور مطیبین میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپؓ نے ان کے سوابق اسلام کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے تعلق دامادی کا ذکر کیا تو اُن کو مخزوم پر مقدم کیا۔ پھر مخزوم کو ان کے متصل بلایا۔ پھر ان کے سامنے سہم اور جمح اور عدی بن کعب برابر آتے تو آپؓ سے کہا گیا کہ عدی سے شروع کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھتا ہوں جہاں میں تھا کیونکہ اسلام داخل ہو گیا تھا اور ہمارا اور بنی سہم کا ایک ہی معاملہ تھا، لیکن غور کرو بنی جمح اور بنی سہم میں تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجئے تو آپ نے پکارا بنی سہم کو اور عدی اور سہم کا رجسٹر مختلط تھا مثل دعوتِ واحدہ کے۔ پھر جب اُن کی دعوت یہاں تک پہنچ گئی تو اُنھوں نے ایک بلند تکبیر کہی پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے حصہ کو اپنے رسول سے ملا دیا[ع] ۔ پھر آپؓ نے بنی عامر لوی کو بلایا۔ شافعیؒ نے کہا کہ بعض رواۃ نے یہ ذکر کیا کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح فہری نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہے تھے تو کہا کہ کیا ان سب لوگوں کو میرے سامنے بلا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہؓ صبر کرو جیسا میں نے صبر کیا یا (بروایتِ بعض یہ فرمایا کہ) اپنی قوم سے بات کر لیجئے تو جو اُن میں سے آپ کو اپنی ذات پر مقدم کرے میں اس کو نہیں روکوں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو

[ع] یعنی آپ سے اتنا نسبی بُعد ہونے کے باوجود مجھے اتنا زیادہ تقرب رہا جو نسبی قرب رکھنے والوں کو میسر نہیں آیا ۔ مترجم

فنقدمک ان احببت علی انفسنا قال الشافعیؒ عند ذلک الناس عباد اللہ فاولٰھم ان یکون مقدمًا اقربھم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ و مستودع امانتہ خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج حدثنی ابن ابی نجیح قال قدم علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مالٌ فقال من کان لہٗ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ فلیأت فجاءہ جابر بن عبد اللہ فقال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو جاء مال البحرین اعطیک ھکذا وھکذا ھکذا یشیر بکفیہ فقال لہٗ ابوبکر خذ فاخذ بکفیہ ثم عدہ فوجد خمسمائۃ فقال خذ الیھا الفًا فاخذ الفًا ثم اعطی کل انسان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ شیئًا وبقی بقیۃٌ من المال فقسمہ بین الناس بالسویۃ علی الصغیر والکبیر والحر والمملوک والانثٰی فخرج علی سبعۃ دراھم وثلث لکل انسان فلما کان العام المقبل جاء مال اکثر من ذلک فقسمہ بین الناس فاصاب کل انسان عشرون درھمًا قال فجاء ناسٌ من المسلمین وقالوا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک قسمت ھذا فسویت بین الناس

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اپنی ذات سے مقدم کر دیں گے۔ اس موقع پر شافعیؒ نے کہا کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں بس مقدم ہونے میں سب سے اولیٰ وہی ہے جو اُن میں سب سے زیادہ قریب ہو اُس ذات سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے برگزیدہ کیا اور جو ودیعت گاہ بنا اُس کی امانت کا، خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابن ابی نجیح نے۔ کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو اُنھوں نے کہا کہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ آئے تو اُن کے پاس جابر بن عبد اللہؓ پہنچے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا (اپنی دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ دو ہتڑ بناکر) اشارہ کر رہے تھے۔ تو اُن سے ابوبکرؓ نے کہا کہ لے لے تو اُنھوں نے ایک دو ہتڑ بھرلی۔ پھر اس کو شمار کیا تو وہ پانچسو درہم نکلے تو فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار اور لے لے۔ (تاکہ تین دو ہتڑ کی مقدار پوری ہو جاتے جو وعدہ تھا) تو اُنھوں نے ایک ہزار لے لئے۔ پھر اُنھوں نے ہر اُس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جو مال باقی بچا تو اس کو سب لوگوں پر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور مملوک اور عورتوں پر برابر تقسیم کیا تو ہر انسان کے حصہ میں نو درہم اور ایک تہائی درہم آتے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو اس میں اس سے زیادہ مال آیا پھر اُس کو سب لوگوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصہ میں بیس درہم آتے کہا کہ پھر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے مل کر کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اور سب لوگوں میں برابری کر دی حالانکہ

Marfat.com

ومن الناس اُناسٌ لہم فضلٌ وسوابقُ وقدمٌ فلو فضّلتَ اہلَ السّوابق والقِدم والفضل بفضلہم قال فقال اَمّا ماذکرتم من السّوابق والقِدم فما اَعرفنی بذٰلکم وانما ذٰلک شئ ثوابُہ علی اللہ وہٰذا معاش فالاُسوۃ فیہ خیرٌ من الاثرۃ فلمّا کانَ عمرُ بن الخطاب رضی اللہ عنہ وجاءتہ الفتوح فضّل وقال لا اجعل مَن قاتل رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ ففرضَ لاہل السّوابق والقِدم من المہاجرین والانصار ممّن شہد بدرًا خمسۃَ الفِ خمسۃ الفِ وفرض لمن کان لہ اسلامٌ کاسلام اہلِ بدرٍ دونَ ذٰلک انزلہم علٰی قدرِ منازلہم فقیر گوید سابق بیان کردیم کہ فہم بندۂ ضعیف آنست کہ این اختلاف در حکم شرعی نیست بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال است واللہ اعلم۔ اخرج القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج عن ابی جعفر انّ عمر لمّا اراد ان یفرض للنّاس وکان رأیُہ اٰخیرَ من رأیہم قالوا ابدأ بنفسک قال لا فبدأ بالاقرب من رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففرض للعبّاس ثم لعلیٍّ حتی والی بینَ خمس قبائل حتی انتہی الٰی بنی عدیّ بن کعب و اخرج ایضًا عن الشعبی

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صاحب فضیلت و صاحب سوابق ہیں اور قدیم الاسلام ہیں تو اگر آپ اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت اور صاحب فضیلت لوگوں کو فضیلت دیتے ان کے افضل ہونے کی وجہ سے تو بہتر ہوتا۔ کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جو سوابق اور قدم کا ذکر کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کو کون جاننے والا ہے اور یہ صرف ایسی شے ہے جس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ معاش کا معاملہ ہے اس میں برابری رکھنا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس فتوحات آئیں تو انھوں نے فضیلت دی اور فرمایا کہ میں اُس شخص کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اُس شخص کے برابر نہیں کرونگا جس نے آپ کے ساتھ ملکر ان سے قتال کیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے حصہ قائم کیا مہاجرین و انصار میں سے اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت کے لئے جو لوگ بدر میں حاضر ہوتے پانچ پانچ ہزار۔ اور جن لوگوں کا اسلام مثل اسلام اہلِ بدر کے تھا ان لوگوں کا حصہ اُن سے کم رکھا۔ اُن کو اُن کی سوابق کی منزلوں کے بقدر زیریں مرتبہ میں رکھا۔ فقیر کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ بندۂ ضعیف یہ سمجھتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال کے ہوا ہے واللہ اعلم۔ آخذ کیا ہے قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں مروی ہے ابو جعفر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کے حصے مقرر کردیں اور اُن کی رائے سب لوگوں کی رائے سے بہتر تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ فرمایا نہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رشتہ دار سے تو حصہ مقرر کیا عباس رضی اللہ عنہ کا پھر علی رضی اللہ عنہ کا یہاں تک کہ ترتیب قائم کی پانچ قبائل کے درمیان یہاں تک کہ پہنچے بنی عدی بن کعب پر۔ اور نیز روایت کی شعبی سے وہ

Marfat.com

عن من شہد عمر بن الخطاب قال لما فتح اللہ علیہ وفتح فارس والروم جمع ناسًا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ترون فانی اری ان اجعل عطاء الناس فی کل سنۃ واجمع المال فانہ اعظم للبرکۃ قالوا اصنع ما رأیت فانک ان شاء اللہ موفق فقال ففرض الاعطیات فدعا الناس فقال عبد الرحمن بن عوف ابدأ بنفسک فقال لا واللہ ولکن ابدأ ببنی ہاشم رہط النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتب من شہد بدرًا من بنی ہاشم من مولی او عربی لکل رجل منہم خمسۃ آلاف وفرض للعباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اثنی عشر الفًا ثم فرض لمن شہد بدرًا من بنی امیۃ بن عبد شمس ثم الاقرب فالاقرب الی بنی ہاشم ففرض للبدریین اجمعین عربیہم ومولاہم خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وفرض للانصار اربعۃ آلاف اربعۃ آلاف وکان اول انصاری فرض لہ محمد بن مسلمۃ وفرض لازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ آلاف عشرۃ آلاف وفرض لعائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اثنا عشر الفًا وفرض لمہاجرۃ الحبشۃ اربعۃ آلاف اربعۃ آلاف لکل رجل منہم وفرض لعمر بن ابی سلمۃ لمکان ام سلمۃ اربعۃ آلاف

اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو عمرؓ بن خطاب کے پاس حاضر تھے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر کشائش کر دی اور فتح کر دیا فارس اور روم کو تو آپؓ نے جمع کیا بہت سے لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے پھر فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں خیال کر رہا ہوں کہ لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کردوں اور مال کو جمع کروں تو یہ بات بڑی ہوگی برکت کے لئے۔ لوگوں نے کہا جو کچھ آپ کی رائے ہے اُس کے مطابق کیجئے۔ آپ کو انشاء اللہ اس کی توفیق دی گئی ہے۔ کہا کہ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے اور لوگوں کو بُلایا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ اپنی ذات سے (شروع کیجئے) تو فرمایا کہ واللہ نہیں لیکن میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے جو خاندان ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تو آپ نے اُن لوگوں کو لکھا جو بنی ہاشم میں سے بدر میں حاضر تھے مولےٰ یا عربی ان میں سے ہر شخص کے لئے پانچ پانچ ہزار اور عباسؓ ابن عبد المطّلب رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کئے بارہ ہزار پھر آپؓ نے حصّہ مقرر کیا اُن لوگوں کا جو بدر میں حاضر ہوتے بنی امیّہ ابن عبد شمس میں سے۔ پھر درجہ بدرجہ بنی ہاشم سے قریب تر لوگوں کے حصّے مقرر کئے۔ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے دیگر تمام بدریّین کے خواہ وہ خالص عربی ہوں یا اُن کے آزاد کردہ ہوں پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے وظیفہ مقرر کیا چار چار ہزار تو پہلے انصاری جن کا وظیفہ مقرر کیا گیا محمدؓ بن مسلمہ تھے۔ اور آپ نے مقرر کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے لئے دس دس ہزار اور مقرر کیا اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار اور مقرر کیا مہاجرینِ حبشہ کے لئے ان میں سے ہر شخص کے لئے چار چار ہزار۔ اور آپؓ نے مقرر کیا عمرؓ بن ابی سلمہؓ کے لئے بوجہ اُمّ سلمہؓ کے مرتبہ و احترام کے چار ہزار تو

Marfat.com

فقال محمد بن عبد الله بن جحش لِمَ تفضّل(م)
علینا عمر لہجرۃ ابیہ فقد ہاجر آباؤنا
وشہدوا فقالَ عمر اُفضّلہ لمکانہ من
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلیأتِ الّذی
یَستغیثُ بأمٍّ مثلِ امِّ سلمۃ اُغیثہُ
وَ فرض للحسن والحسین خمسۃ آلاف
خمسۃ آلاف لمکانہما من رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ثم فرض للناس ثلثمأۃ و
اربع مأۃ للعربیّ و المولی و فرض لنساءِ
المہاجرین والانصار ستمأۃ ستمأۃ
و اربع مأۃ اربع مأۃ وثلث مأۃ ثلثمأۃ
و مأتین وَ فرض لاُناسٍ من
المہاجرین والانصار فی الفین الفین
وَ اخرج ایضًا عن السائب بن یزید
قال سمعتُ عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ یقولُ و اللہِ الّذی لا الٰہ الّا
ہو ما احدٌ الّا ولہ فی ہٰذا المال
حقٌ اُعطیہ او مُنِعَہ وما احدٌ احقُّ
بہ من احدٍ الّا عبدٌ مملوکٌ
وما انا فیہ

محمد بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپؓ عمرؓ کو ہم پر کیوں فضیلت
دے رہے ہیں اُس کے باپ کی ہجرت کی وجہ سے جب کہ ہمارے آباء
نے ہجرت کی اور شہید بھی ہوئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس کو
فضیلت دے رہا ہوں اُس کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔ (اگر کوئی ایسا
شخص ہے تو) آئے جو مدعی بنے کسی ایسی ماں کی بناء پر جو اُم سلمہؓ
کے مرتبہ کی ہو کہ میں اُس کے اس دعوے کو درست قرار دوں۔
اور آپؓ نے وظیفہ قرار دیا حسنؓ اور حسینؓ کے لئے پانچ پانچ
ہزار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان دونوں کے مقام
پر نظر کرتے ہوئے۔ پھر عام لوگوں کے حصے مقرر کئے تین سو اور
چار سو عربی کے لئے بھی اور مولیٰ کے لئے بھی۔ اور وظیفے قرار
دیئے مہاجرین اور انصار کی عورتوں کے لئے چھ چھ سو اور
چار چار سو اور تین تین سو اور دو سو۔ اور آپؓ نے مہاجرین
و انصار کے عام لوگوں کے وظیفے قرار دیئے دو دو ہزار کے اندر۔
اور نیز سائب بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی
جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے
جس کا اس مال میں حق نہ ہو جو اُس کو عطا کر دیا جائے یا اس سے
روک دیا جائے اور کوئی اُس کا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں
بجز عبد مملوک کے اور اس بارے میں میں بھی ایسا ہی ہوں

ے عمر بن ابی سلمہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لے پالک تھے ان کی والدہ ام المومنین ام سلمہؓ ہیں ۲ھ میں حبشہ میں پیدا ہوئے تھے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت اُم سلمہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا تھا۔ یہ گود میں تھے
اور یہ معترض محمد بن عبد اللہ بن جحش ام المومنین حضرت زینبؓ کے بھتیجے تھے۔ اُن کے باپ عبد اللہؓ بن جحش ہیں جو حضرت زینبؓ کے بھائی تھے جنہوں نے ہجرت حبشہ
اور ہجرت مدینہ دونوں کی تھیں اور یہ جنگ اُحد میں شہید ہوگئے تھے ان کو اور حضرت حمزہؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی ہجرت وشہادت کی طرف اُن کے بیٹے نے
اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ ام سلمہؓ کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قرب عمر بن سلمہؓ کو حاصل ہے وہ تم سے زیادہ ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

الا کاحدکم و لکنا علی منازلنا من کتاب الله تعالی و قسمنا من رسول الله صلی الله علیه و سلم فالرجل و بلاءه فی الاسلام والرجل و عناءه فی الاسلام والرجل و حاجته فی الاسلام والله لئن بقیت لیاتین الراعی بجبل صنعاء حظه من المال و هو مکانه قبل ان یحمر وجهه یعنی فی طلبه و کان دیوان حمیر علی حدة و کان یفرض لامیر الجیوش والقری فی العطاء مابین تسعة آلاف و ثمانیة آلاف و سبعة آلاف علی قدر مایصلحهم من الطعام و مایقومون به من الامور قال و کان یفرض للمنفوس اذا طرحته امه مائة فاذا ترعرع بلغ به مائتین فاذا بلغ زاده قال و لما رای المال قد کثر قال لئن عشت الی هذه اللیلة من قابل لالحقن اخری الناس باولهم حتی یکونوا فی العطاء سواء فتوفی قبل ذلک رحمة الله علیه قال و حدثنی ابو معشر قال حدثنی عمر مولی غفرة و غیره قال لما جاء عمر بن الخطاب الفتوح و جاءته الاموال قال

جیساتم میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم اپنی اُن منزلوں (یعنی مرتبوں) پر عمل پیرا ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں ہیں اور ہم نے وظیفے قائم کئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے تقرب کے معیار) سے۔ پھر ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اس مصیبت پر جو اسلام لانے کی وجہ سے اُس پر پڑی اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کے اسلام کی قدامت کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اسلام پر پوری مراعات کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اسلام میں اُس کی حاجت پر نظر کی۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو اُس چرواہے کے پاس بھی جو جبلِ صنعاء میں رہتا ہوگا ضرور مال میں سے اُس کا حصّہ اس طرح پہنچے گا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگا قبل اس کے کہ اس کا مُنہ سرخ ہونے پائے یعنی اُس کی طلب میں سفر کی صعوبت میں پڑے اور حمیر کا رجسٹر علیحدہ تھا اور آپ لشکروں اور بستیوں کے اُمراء کے لئے عطیات کی تعداد نو ہزار اور آٹھ ہزار اور سات ہزار کے درمیان قائم کیا کرتے تھے جس قدر بھی ان کے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے مناسب معلوم ہوتا تھا اور جس سے وہ امور ضروریہ پورے کرسکیں اور کہا کہ آپ بچوں کا وظیفہ ایک سو لگایا کرتے تھے جب کہ اس کی ماں اُس کو (گود سے) اُتار دے۔ پھر جب وہ بڑھ جاتا تو بڑھا دو سو کر دیتے پھر جب اور بڑھتا تو اور اضافہ کر دیتے تھے۔ کہا کہ جب آپ نے مال کو دیکھا کہ بہت ہوگیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال کی اس رات تک زندہ رہا تو میں بعد کے لوگوں کو اُوپر کے لوگوں کے ساتھ ملحق کر دوں گا تاکہ سب کے وظائف برابر ہو جائیں مگر آپؓ اس سے پہلے ہی وفات پاگئے، آپؓ کے اُوپر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ کہا اور بیان کیا مجھ سے ابو معشر نے کہا مجھ سے عمر مولیٰ غفرہ وغیرہ نے کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو فتوحات ہوئیں اور اُن کے پاس اموال آئے تو فرمایا کہ

Marfat.com

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ رأی فی ہذا المال رأیا
ولی فیہ رأی آخر لا اجعل من قاتل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ ففرض
للمہاجرین والانصار ممن شہد بدرا خمسۃ
آلاف خمسۃ آلاف وفرض لمن کان
اسلامہ کاسلام اہل بدر ولم یشہد بدرا اربعۃ
آلاف اربعۃ آلاف وفرض لازواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لاثنی عشر الفا اثنی عشر
الفا الا صفیۃ وجویریۃ فانہ فرض لہما
ستۃ آلاف ستۃ آلاف فابتا ان
تقبلا فقال لہما انما فرضت لہن
للہجرۃ فقالتا انما فرضت لہن
لمکانہن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اثنی عشر الفا وفرض للعباس عم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشر الفا و
فرض لاسامۃ بن زید اربعۃ آلاف و
فرض لعبد اللہ بن عمر ابنہ ثلثۃ
آلاف فقال یا ابت لم زدتہ
علی الفا ما کان لابیہ

اس مال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے تھی اور میری رائے دوسری ہے۔ میں نہیں بناؤں گا اُس شخص کو جس نے قتال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے برابر جس نے آپؐ کے ساتھ ہو کر اُن سے قتال کیا تو آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا مہاجرین کے لئے اور انصار کے لئے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر تھے پانچ پانچ ہزار اور حصہ مقرر کیا اُس شخص کا جس کا اسلام اہل بدر کے اسلام جیسا تھا اور وہ بدر میں حاضر نہیں تھے چار چار ہزار اور ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ مقرر کیا بارہ بارہ ہزار بجز صفیہؓ عــہ اور جویریہؓ عــہ کے کہ آپؓ نے ان دونوں کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کئے تو ان دونوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے اُن (ازواج) کا وظیفہ (بارہ ہزار) ہجرت کی وجہ سے مقرر کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ تم نے ان کا وظیفہ بارہ ہزار اُن کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مقرر کیا ہے (اور آپؐ کا وہی تعلق ہم سے بھی تھا) اور آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اُسامہؓ بن زید کا چار ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کا تین ہزار تو انھوں نے کہا کہ اے ابا جان آپؓ نے مجھ سے اُسامہؓ کے ایک ہزار کیوں بڑھائے اُسکے باپ میں

عــہ صفیہؓ پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں جو جنگ خیبر میں محرم ۷ھ میں قتل کر دیا گیا اور یہ قید ہو گئیں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند فرما لیا۔ بعض نے یہ روایت کی ہے کہ یہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں اُن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئیں تو آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کے عتق کو قرار دیا ۱۲ مترجم عفی عنہ از اکمال عــہ جویریہؓ حارث کی بیٹی تھیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں قید کیا تھا ۵ھ میں۔ یہ ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آگئی تھیں۔ ثابتؓ بن قیس نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے آزاد کرا دیا۔ پھر اپنی زوجیت سے ان کو مشرف کیا ان کا نام برہ تھا آپؐ نے جویریہ رکھ دیا تھا ۱۲ مترجم از اکمال

Marfat.com

من الفضل مالم یکن لأبی وماکان لہ مالم یکن لی فقال ان اباأسامۃ کان احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیک وکان أسامۃ احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک وفرض للحسن والحسین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف الحقہما بابیہما لمکانہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرض لابناء المہاجرین والانصار الفین فمرّ بہ عمر بن ابی سلمۃ فقال زیدوہ الفا فقال لہ محمد بن عبداللہ بن جحش ماکان لابیہ ابی سلمۃ مالم یکن لآبائنا وماکان لہ مالم یکن لنا فقال عمر انی قد فرضت لہ بابیہ ابی سلمۃ الفین وزدتہ بأمہ امّ سلمۃ الفا فان کانت لک امٌّ مثل امّ سلمۃ زدتک الفا وفرض لاہل مکۃ والناس ثمان مائۃ فجاءہ طلحۃ بن عبید اللہ ففرض لہ ثمان مائۃ فمرّ بہ النضر بن انس فقال عمر افرضوا لہ الفین فقال طلحۃ جئتک بمثلہ ففرضت لہ ثمان مائۃ وفرضت لہذا الفین فقال ان ابا ہذا لقینی یوم احد فقال ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل فان اللہ حیٌّ لا یموت

کوئی ایسی فضیلت نہیں تھی جو میرے باپ میں نہیں ہے اور اس میں کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ اسامہؓ کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تیرے باپ سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تجھ سے۔ اور آپ نے حسنؓ اور حسینؓ کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے ان دونوں کو اُن کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملحق کیا، ان کے خاص مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کو حاصل تھا اور آپؓ نے مقرر کئے مہاجرینؓ اور انصار کے بیٹوں کے لئے دو دو ہزار تو ان کے سامنے آتے عمر بن ابی سلمہؓ تو فرمایا کہ اس کے ایک ہزار بڑھا دو تو اُن سے کہا محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہ اس کے باپ ابو سلمہ کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہ تھی جو ہمارے آباء کو نہ تھی اور اس میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو ہم میں نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے باپ ابوسلمہؓ کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور ایک ہزار بڑھاتے ہیں اس کی ماں اُمّ سلمہؓ کی وجہ سے تو اگر تیری ماں بھی مثل اُمّ سلمہؓ کے ہوتی تو تیرے وظیفہ میں بھی ایک ہزار بڑھا دیتا اور مقرر کئے آپ نے اہل مکہ اور سب لوگوں کے لئے آٹھ آٹھ سو۔ پھر اُن کے پاس لے کر آئے طلحہؓ بن عبیداللہ اپنے بھائی عثمان بن عبیداللہ کو تو آپ نے اُن کے آٹھ سو مقرر کئے۔ پھر اُن کے سامنے آیا النضر بن انس تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے دو ہزار مقرر کرو تو طلحہؓ نے کہا کہ میں آپ کے پاس اسی جیسے کو لے کر آیا تو آپ نے اُس کے آٹھ سو مقرر کئے اور اس کے لئے دو ہزار۔ تو فرمایا کہ اس کا باپ مجھ سے ملا یوم اُحد میں (جب کہ کفار نے یہ شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا)، تو اُس نے کہا کہ کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد اُس نے

Marfat.com

فقاتل حتٰی قُتِل و ہذا یُرعی الشاۃ فی مکانِ کذا و کذا فعل عمر بہذا خلافتہ۔ فقیر گوید میتواند بود کہ فاروقِ اعظم رضؓ در بعض سنین قدرے تعیین کردہ باشد برائے بعض مردم و در سنین اُخرے قدرِ آخر و این وجہ جمع است در محلِ اختلافِ روایات و اللہ اعلم و از انجملہ آنکہ عثمان بن حُنیف و حذیفۃ ابن الیمان را بر مساحتِ سوادِ عراق فرستاد و بر سواد خراجے مقرر فرمود و تاحال ہمان دستور خراج از انجا گرفتہ می شود قال ابو یوسف حدثنی السری بن اسماعیل عن عامر الشعبی ان عمر بن الخطاب مسح السواد فبلغ ستۃ وثلثین الف الف جریب واذ وضع علی جریب الزرع درھما و قفیزا و علی الکرم عشرۃ دراہم و علی الرطبۃ خمسۃ دراہم و علی الرجل اثنے عشر درہما او اربعۃ وعشرین او ثمانیۃ و اربعین درہما زاد ابو یوسف عن بعض مشایخہ ایضا و علی جریب النخل ثمانیۃ و علی جریب القصب ستۃ وہمچنین ابو یوسفؒ در حالِ شام وجزیرہ وسائر بلدان ذکر احکامِ حضرتِ فاروق نمودہ است و تعداد آن طولے دارد اینجا نکتہ را باید فہم کرد کہ

قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور یہ اُس وقت بکریاں چرا رہا تھا فلاں فلاں جگہ پر۔ پھر عمرؓ اپنی خلافت میں اس پر کار بند رہے فقیر کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ فاروقِ اعظم رضؓ نے بعض سالوں میں ایک مقدار متعین کی ہو۔ بعض لوگوں کے لئے اور بعد کے بعض سالوں میں دوسری مقدار مقرر کی ہو۔ محلِ اختلافِ روایات میں جمع کرنے کی یہ ایک صورت ہے، واللہ اعلم۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عثمانؓ بن حُنیف اور حُذیفہؓ بن الیمان کو عراق کے سواد (یعنی شاداب علاقہ) کی پیمائش کے لئے بھیجا۔ اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔ اب تک اسی دستور کے مطابق وہاں سے خراج لیا جاتا ہے۔ ابو یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سری بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں عامر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سوادِ عراق کی پیمائش کی تو وہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریبؑ ہوئی اور ہر جریب زراعت پر ایک درہم اور ایک قفیز (بوری تقریباً بیس سیر کی) اور انگور پر دس درہم اور کھجوروں پر پانچ درہم لگان مقرر کیا۔ اور ایک مرد پر بارہ درہم یا چوبیس یا اڑتالیس درہم مقرر کئے۔ اور ابو یوسفؒ نے اپنے بعض مشائخ سے زیادہ بھی روایت کیا ہے۔ اور ایک جریب نخل (یعنی کھجور) پر آٹھ درہم اور ایک جریب گنےؒ پر چھ درہم۔ اور اسی طرح ابو یوسفؒ نے شام اور جزیرہ اور دوسرے شہروں کے حال میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام کا ذکر کیا ہے اور اُس کی تفصیل طول رکھتی ہے۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ

ع جریب ایک محدود قطعہ زمین کو کہتے ہیں جس کی مقدار ساٹھ ہاتھ لمبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی ہے اس کو ہندی میں بیگھہ کہتے ہیں۔ کتاب المساحت میں ہے کہ چھ جَو کے عرض کو انگل اور چار انگل کو مٹھی اور چار مٹھی کو ہاتھ اور دس ہاتھ کو قصبہ اور دس قصبہ کو اشل اور ایک اشل کو ایک اشل میں ضرب دیں تو حاصل ضرب جریب ہے۔ اس کا حاصل ستّا ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی نکلتا ہے۔ یہ بیگھہ پختہ ہے اور سابق پاکستانی بیگھہ خام ۱۲ اشتیاق احمد از لغات الحدیث وغیرہ۔

Marfat.com

فاروقِ اعظم رضؓ در ہر شہرے خراجے و جزیہ معین
کردہ موافقِ حالِ آن شہر و از انجملہ آنکہ چون
با کفار مصالحہ می فرمود شروطیکہ می بایست
مقرر می نمود با ہر قومی شرطے و لہذا آثار مختلف
افتادہ اند قال ابو یوسف حدثنی عبد اللہ بن
سعید عن حذیفۃ ان عمر بن الخطاب کان اذا
صالح قوما اشترط علیہم ان یؤدوا من الخراج
کذا وکذا و ان یقروا ثلثۃ ایام و ان یہدوا
الطریق و لا یمالئوا علینا عدونا و لا یؤووا (پناہ دہند)
لنا محدثا (سازش نکنند و بد بجرم) فاذا فعلوا ذلک فہم آمنون علی
دمائہم ونسائہم و ابنائہم واموالہم ولہم
بذلک ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم ونحن برآء من
معرۃ الجیش (ضرر رسانی) و از انجملہ آنکہ
تہیۂ اسباب مجاہدین بابلغ وجوہ مے
نمود قال ابو یوسف وحدثنی شیخ
لنا قدیم قال حدثنی اشیاخنا قالوا
کان لعمر بن الخطاب اربعۃ الاف
فرس موسومۃ (معلمۃ) فی سبیل
اللہ فاذا کان فی عطاء
الرجل خفۃ او کان
محتاجا اعطاہ الفرس
و قال ان اعیبتہ او
ضیعتہ من علف
وشرب

فاروقِ اعظم رضؓ نے ہر شہر میں اُس شہر کے حال کے موافق خراج اور
جزیہ مقرر کیا تھا۔ (روایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا
ہے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار کے ساتھ آپ مصالحت
فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔
ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں
اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسف رحؒ نے مجھ سے روایت کیا عبد اللہ
ابن سعید نے بروایت حذیفہ رضؓ کہ عمر بن الخطاب رضؓ جب کسی قوم
سے صلح کیا کرتے تھے تو اُن پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو
اتنا اور اتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں
تو) تین دن تم کو اُن کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا
پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کروگے
اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دوگے تو جب وہ اس پر کاربند
رہے تو امن میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف
سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور اُن کے اس پر ذمہ داری
ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم
کی اور لشکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے
(مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا
ہو جائے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اسباب مجاہدین کی
تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسف رحؒ نے اور روایت کیا
مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت
کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان
لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔
تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرورتمند ہوتا
تو اُس کو گھوڑا عطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو تھکا
کر دیا یا اس کو ضائع کر دیا گھاس پانی سے بے پرواہی کر کے

Marfat.com

فانت ضامن فان قاتلت علیہ فاصیب او اصیبت فلیس علیک شیء و اخرج مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان یحمل فی العام الواحد علی اربعین الف بعیر الحدیث و ازانجملہ آنکہ خالصۂ بادشاہان جاہلیت را در بیت المال داخل نمود تا ہر کرا محتاج یابد ازانجا اقطاع نماید قال ابو یوسف وحدثنی بعض اہل المدینۃ من المشیخۃ القدماء قال وجد فی الدیوان ان عمر اصطفی اموال کسری و آل کسری و کل من فر عن ارضہ وقتل فی المعرکۃ و کل مغیض ماء او اجمۃ فکان یقطع من ھذہ لمن اقطع و ازانجملہ آنکہ بر بحر عاملان را نشاند تا تحصیل خمس نمایند قال ابو یوسف حدثنی الحسن بن عمارۃ عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن عبد اللہ بن عباس ان عمر بن الخطاب استعمل یعلی بن امیۃ علی البحر فکتب الیہ فی عنبر وجدہ رجل علی الساحل یسألہ عنہا و عما فیہا فکتب الیہ انہ سیب سیبہ اللہ لہ فیہا وفیما اخرج اللہ من البحر الخمس قال ابن عباس وذلک رأیی فقیر گوید فقہاء درین مسئلہ مختلف اند و اگر پادشاہی محتاج شود بکثرت بیت المال و

تو تُو ذمہ دار ہوگا۔ پھر اگر تو نے اِس پر سوار ہو کر قتال کیا اور کوئی حادثہ اس پر پڑا یا تجھ پر پڑا تو پھر تیرے اُوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور روایت کی مالک رحؒ نے یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اُونٹوں پر لوگوں کو سوار کیا کرتے تھے، آخر حدیث تک۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہانِ جاہلیت کے ذاتی اموال کو آپ نے بیت المال میں داخل کیا تاکہ جس کو ضرورتمند پائیں اس میں سے بطور جاگیر عطا فرمادیں۔ کہا ابو یوسف رحؒ نے اور مجھ سے روایت کیا بعض بڑے بوڑھے بڑی عمر کے اہلِ مدینہ نے کہ رجسٹر میں یہ پایا گیا کہ عمرؓ نے علیحدہ رکھا کِسریٰ اور اس کے خاندان کے اموال کو اور ہر اُس شخص کے اموال کو جو اپنی زمین سے بھاگ گیا یا معرکہ میں قتل ہوگیا اور پانی کے تالابوں کو اور بنوں کو تو جس کو کچھ جاگیر کے طور پر دینا چاہتے تھے اس میں سے دیتے تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس (یعنی پانچواں حصہ) وصول کریں۔ ابو یوسف رحؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حسن بن عمارہ نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا یعلےٰ ابن اُمیہ کو دریا پر تو انھوں نے اُن کو لکھا عنبر کے بارے میں جس کو ایک شخص نے دریا کے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے بارے میں سوال کیا کہ کس کی مِلک ہوگا، اور اس میں کیا (محصول) ہوگا؟ تو آپؓ نے جواب میں لکھا کہ یہ ایک عطیہ ہے جو اللہ نے اُس کو دیا۔ اس میں اور جو چیز ایسی ہو کہ اللہ تعالےٰ اس کو دریا میں سے نکالے اس میں خمس (⅕) ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ فقہاء اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ اور اگر کوئی بادشاہ کثرتِ مال کا بیت المال میں ضرورتمند ہو اور

برین روایت عمل کند درست باشد وذلک
مختار ابی یوسف وہمچنین درعسل و لوز و
جوز و فستق و زیتون وغیرآن واگر بروایت
اخذِ عُشر عمل کند جائز است وآن بہتر است
از وقوع درمظالم واز انجملہ آنکہ عُدولِ
اُمنا را عامل می ساخت وایشان را بالیغ
وجوہ موعظت میفرمود و تعہدِ حالِ ایشان
می نمود اینجا روایتے چند ایراد کنیم قال ابویوسف
حدثنی مجالد بن سعید عن عامر عن
محرر بن ابی ہریرۃ عن ابیہ ان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دعا
اصحابَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال اذالم تعینونی فمن یعیننی فقالوا
نحن نعینک فقال یااباہریرۃ ائتِ
البحرین وہجر ائتِ العام قال فذہبت
فجئتہ فی آخر السنۃ بغرارتین فیہما
خمسمائۃ الف فقال عمر ما رأیتُ مالاً مجتمعاً
قط اکثر من ہذا فیہ دعوۃ مظلوم او مال
یتیم او ارملۃ قال قلت لا واللہ بئس
واللہِ الرجلُ انا اذاً ان ذہبت انت
بالمہنأ و انا بالمؤنۃ قال وحدثنی محمد بن
ابی حمید قال حدثنا اشیاخنا ان
اباعبیدۃ بن الجراح قال لعمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہما دنَّست اصحابَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس روایت پر عمل کرے تو درست ہوگا اور یہی مسلک ابو یوسفؒ
نے اختیار کیا اور یہی حکم ہے شہد اور بادام اور اخروٹ اور پستہ
اور زیتون وغیرہ کے بارے میں اور اگر عُشر (یعنی دسواں حصہ)
لینے کی روایت پر عمل کرے تو جائز ہے اور یہ بہتر ہے مظالم میں
مبتلا ہونے سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو
عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبّہ سے پاک) اور
صاحب امانت ہوں اور اُن کو بہت بلیغ صورتوں کے ساتھ
نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان کے حال کی خبرگیری بھی کرتے
رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ ابو
یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کی مجالد بن سعید نے اور اُنھوں
نے عامر سے اُنھوں نے محرر بن ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے اپنے
باپ ابوہریرہؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کہا کہ جب تم مجھے مدد نہیں
دوگے تو کون ہے جو مجھے مدد دے گا، تو اُنھوں نے کہا کہ
ہم آپ کی مدد کریں گے تو فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ! بحرین اور ہجر
جاؤ اسی سال میں پہنچو۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں گیا اور
آپ کے پاس آخر سال میں دو شلیتے لے کر آیا۔ ان دونوں میں پانچ
لاکھ درہم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے کبھی جمع شدہ (یکجائی)
مال اس سے زیادہ نہیں دیکھا، کیا اس میں کسی مظلوم کی بددعا
یا یتیم اور بیوہ کا مال ہے؟ میں نے کہا نہیں واللہ، اس صورت
میں تو واللہ میں بدترین شخص ہوں گا اگر آپ تو لے کر جائیں
مبارک اور خوشگوار چیز اور میں لے کر جاؤں بربادی۔ کہا
(ابو یوسفؒ نے) اور مجھ سے روایت کیا محمد بن ابی حُمید نے
کہا ہم سے روایت کیا ہمارے بزرگوں نے کہ ابو عُبیدہؓ بن الجراح
نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم فقال لہ عمر یا ابا عبیدۃ اذا لم استعن باہل الدین علی دینی فبمن استعین قال اما ان فعلت فاغنہم بالعمالۃ عن الخیانۃ یقول اذا استعملتہم فاجزل لہم فی العطاء والرزق لا یحتاجون و حدثنی عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء قال کتب عمر بن الخطاب الی عمالہ ان یوافوا بالموسم فوافوہ فقام فقال ایہا الناس انی بعثت عمالی ہؤلاء علیکم ولم استعملہم لیصیبوا من ابشارکم ولا من دمائکم ولا من اموالکم فمن کانت لہ مظلمۃ عند احد منہم فلیقم قال فما قام من الناس یومئذ غیر رجل واحد فقال یا امیر المؤمنین عاملی ضربنی مائۃ سوط قال فقال عمر اتضربہ مائۃ سوط قم فاستقد منہ فقام الیہ عمرو بن العاص فقال لہ یا امیر المؤمنین انک ان تفتح ہذا علی عمالک کثر علیہم وکانت سنۃ یاخذ بہا من بعدک فقال عمر لا اقید منہ وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقید من نفسہ قم فاستقد فقال عمرو دعنا اذا فلنرضہ

وسلم کو میل کچیل میں ڈال دیا۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابو عبیدہؓ! اگر میں اپنے دین کے کام میں اہلِ دین سے مدد نہ لوں تو کس سے لوں؟ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی کرنا ہے تو ان کو معاوضہ عمل دے کر خیانت سے بچائیے یعنی یہ کہتے تھے کہ جب آپ اُن کو عامل بنائیں تو اُن کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کریں کہ وہ ذی احتیاج نہ رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاءؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ بزمانۂ حج مجھ سے آکر ملیں۔ جب سب آپؓ کے پاس جمع ہو گئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں نے اپنے ان عمّال کو تمھارے یہاں بھیجا اور میں نے اُن کو اس لئے عامل نہیں بنایا کہ وہ تمھارے کھال اُدھیڑیں اور تمھیں لہولہان کر دیں اور تمھارے اموال چھین لیں تو جس شخص کا اُن میں سے کسی پر انتقام کا حق ہو تو چاہیئے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو اس دن لوگوں میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا بجز ایک شخص کے کہ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرے یہاں کے عامل نے میرے سَو کوڑے مارے۔ (راوی نے) کہا کہ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو اس کے سَو کوڑے مارے گا، اُٹھ اور اپنا قصاص اُس سے لے۔ تو عمروؓ بن العاص کھڑے ہوئے اور عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ اپنے عمّال پر یہ راستہ کھولیں گے تو لوگ ان پر لوٹ پڑیں گے اور یہ ایک سُنّت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل کرے گا جو آپ کے بعد ہوگا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ اُٹھ قصاص لے لے تو عمروؓ نے کہا کہ اس صورت میں آپ ہم کو چھوڑیں کہ ہم اسکو راضی کرلیں

قال فقال دونکم قال فاَرْضُوہ بان اشتریت
منہ بمائتے دینارٍ کل سوطٍ بدینارین
وحدثنی عبداللہ بن الولید عن عاصم بن ابی النجود
عن ابی بکر نمیر بن ثابت قال کان عمر اذا
استعمل رجلاً اشہد علیہ رہطًا من الانصار
وغیرہم واشترط علیہ اربعًا اَلاّ یرکب برذونًا
ولا یلبس ثوبًا رقیقًا ولا یاکل نقیًا ولا
یغلق بابًا دون حوائج الناس ولا یتخذ حاجبًا
قال فبینما ہو یمشی فی بعض طرق
المدینۃ اذ ہتف بہ رجل اَترٰی
ہٰذہ الشروط تنجیک من اللہ وعاملک
عیاض بن غنم علٰے مصر قد لبس الرقیق
واتخذ الحاجب فدعا محمد بن مسلمۃ و
کان رسولہ علٰے العمال فبعثہ وقال
ائتنی بہ علٰے الحال التی تجدہ علیہا
قال فاتاہ فوجد علٰے بابہ حاجبًا فدخل
وعلیہ قمیص رقیق قال اَجب امیر
المؤمنین فقال اطرح عنی ثیابی
فقال لا الاّ علٰے حالک ہٰذہ
فقدم بہ علیہ فلمّا رآہ عمر
قال انزع قمیصک ودعا بمدرعۃ
صوف و ربضۃ من غنم و
عصا فقال البس ہٰذہ المدرعۃ و
خذ ہٰذا العصا و ارع
ہٰذہ الغنم و

کہا کہ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ایسا کرلو۔ کہا کہ انھوں نے اس کو اس پر راضی کرلیا کہ اس سے حقِ انتقام خرید لیا گیا دو سو دینار میں ہر کوڑے پر دو دینار کے حساب سے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبداللہ بن الولید نے انھوں نے عاصم بن ابی النجود سے انھوں نے ابن ابی بکر نمیر بن ثابت سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی شخص کو عامل بنایا کرتے تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا کرتے تھے اور اس پر چار شرط لازم کیا کرتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور نہ باریک کپڑے پہنے اور نہ عمدہ کھانا کھائے اور نہ دروازہ بند رکھے کہ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے نہ آسکیں اور نہ کوئی دربان رکھے۔ کہا کہ پھر (ایسا ہوا کہ) مدینہ کے ایک راستہ پر جا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکار کر کہا کہ کیا آپ نے یہ خیال کرلیا ہے کہ بس یہ شرطیں (جو آپؓ عاملوں پر لگایا کرتے ہیں) آپ کو اللہ سے بچالیں گی، حالانکہ مصر پر جو آپ کا عامل عیاض بن غنم ہے اُس نے باریک کپڑے پہنے ہیں اور دربان بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور وہ عاملوں پر ان کے ایلچی ہوا کرتے تھے اور اُن کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس عیاض بن غنم کو لے کر آؤ اُسی حال سے جس پر تم اُس کو پاؤ۔ راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ عیاض کے پاس پہنچے تو اُن کے دروازے پر دربان دیکھا۔ جب اندر داخل ہوئے تو اُن کے بدن پر باریک کپڑے کا کرتہ دیکھا تو انھوں نے کہا کہ چلو امیر المومنینؓ کے پاس تو عیاض نے کہا کہ ذرا میں اپنے کپڑے بدل لوں تو انھوں نے کہا کہ نہیں بس اسی حال سے چلنا ہوگا تو وہ ان کو لے کر عمرؓ کے پاس آئے۔ جب اُن کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ اپنا کرتہ اُتار اور ایک بالوں کا بنا ہوا کرتہ منگایا اور ایک بکریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لاٹھی۔ پھر کہا کہ یہ کرتا پہن اور یہ لاٹھی لے اور ان بکریوں کو چرا اور (ان کا دودھ)

Marfat.com

اشرب واسقِ من مرّ بک واحفظ الفضلَ علینا قال اَسمعتَ قال نعم والموتُ خیرٌ من ہذا فجعل یردّدُ علیہ ویردّد الموت خیرٌ من ہذا فقال عُمر ولِمَ تکرہُ ھذا وانما سُمّے ابوک غانماً لانہ کان یرعے الغنمَ اترے یکون عندک خیرٌ قال نعم یاامیرَ المؤمنین قال انزِع ورکّہ الے عملہ قال فلم یکن لہٗ عامل یُشبِہُہ وحدثنی الاعمش عن ابراہیم قالَ کانَ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اذا بلغہٗ انّ عاملہ لایعود المریضَ ولا یدخلُ علیہ الضعیفُ نَزَعہٗ وحدثنی عبید اللہ ابن ابی حمید عن ابی الملیح قال کتبَ عمر ابن الخطاب الے ابی موسے الاشعری ان آسِ الناسَ فی مجلسک وجاہک حتے لایَیأسُ ضعیفٌ من عدلک ولا یَطمع شریفٌ فی حَیفک وحدثنی شیخ من علماء اہلِ الشام قد ادرک الناسَ عن عُروۃ بن رُویم قال کتبَ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الے ابی عُبیدۃ ابن الجراح وہو بالشام اما بعد فانّی کتبتُ الیک بکتاب لم آلُکَ ونفسی خیراً اَلزِم خمسَ خصالٍ یَسلَم لک دینک وتحظے بافضل حظّک اذا حضرک

پی اور جو تیرے پاس سے گزرے اُسے بھی پلا اور جو بچ جائے وہ ہمارے لئے محفوظ رکھ۔ کہا کیا تو نے سُن لیا۔ عیاض نے کہا ہاں اور موت اس سے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے عیاض پر پھر اپنا حکم دُہرایا اور عیاض نے اپنے جواب کو کہ موت اس سے بہتر ہے دُہرایا تو عمرؓ نے کہا اور کیوں تو اس کو بُرا سمجھ رہا ہے۔ جب کہ تیرے باپ کا نام رکھا گیا غانم کیونکہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے خیر حاصل ہو۔ عیاضؓ نے کہا ہاں اے امیرالمؤمنینؓ، فرمایا کہ اُتار اس (قمیص) کو اور ان کو ان کے عہدے پر واپس کر دیا۔ کہا کہ پھر ان کا کوئی عامل ایسا نہیں ہوا جو اُن کی وضع کے مشابہ ہو۔ (یعنی لباسِ فاخرہ سے سب بچتے رہے) اور مجھ سے روایت کیا اعمش نے اور اُن سے ابراہیم نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب یہ خبر پہنچتی کہ ان کا عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا اور کمزور آدمی اُس تک نہیں پہنچا تو اس کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہؓ ابن ابی حمید نے اور اُن سے ابی الملیح نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اپنی مجلس میں اپنے رُوبرو لوگوں کی دلداری کرو تاکہ تمھارے عدل سے کمزور آدمی مایوس نہ ہو جائے اور کوئی شریف تمھارے ظلم پر نظر نہ جمائے۔ اور مجھ سے روایت کیا ایک شیخ نے اہلِ شام کے علماء میں سے جس نے بہت سے لوگوں کو پایا۔ اُس نے روایت کیا عُروہ بن رُویم سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا جب کہ وہ شام میں تھے۔ بعد حمد و صلوٰۃ میں نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کے اور اپنے نفس کے لئے خیر کی بات نہیں چھوڑی پانچ خصلتوں کو اپنے اُوپر لازم کر لو تو تمھارا دین سالم رہے گا اور تم کو اجر کا افضل حصہ دیا جائے گا۔ جب تمھارے سامنے مدعی

الخصمان فعليک بالبيّنات العدول والايمان
القاطعة ثم ادنِ الضعيف حتى ينبسط
لسانه و يجترئ قلبه و تعهّد الغريب
فانه اذا طال حبسه ترک حاجته و
انصرف الى اهله و ان الذي ابطل
لم يرفع به رأسا و احرص على
الصلح ما لم يستبين لک القضاء و
السلام وحدثني محمد بن اسحق قال
حدثني من سمع طلحة بن معدان اليعمري
قال خطبنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه
فحمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبي
صلى الله عليه وسلم و ذكر ابابكر الصديق
فاستغفر له ثم قال ايها الناس انه
لم يبلغ ذو حق في حقه ان يطاع
في معصية الله واني لم اجد في
هذا المال مصلحة الا خلالا ثلاثا ان يؤخذ
بالحق و يعطى بالحق و يمنع من
الباطل و انما انا و مالكم كولي
اليتيم ان استغنيت به استعففت
و ان افتقرت اكلت بالمعروف ولست
ادع احدا يظلم احدا ولا يعتدي عليه
حتى اضع خده الارض و اضع
قدمي على الخد الآخر حتى
يذعن بالحق و لكم على ايها
الناس خصال

ومدعی علیہ حاضر ہوں تو تم کو عدول (یعنی معتبر لوگوں کی) گواہیوں
پر اور قطعی قسموں پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب
بٹھاؤ یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے قلب میں جرأت
پیدا ہو جائے۔ اور غریب کا خیال رکھیے جب وہ دیر تک محبوس رہیگا
تو جس حاجت کی وجہ سے وہ تمہارے یہاں تمہارے متوجہ ہونے کے
انتظار میں محبوس رہا) وہ اپنی اس حاجت کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال
کی طرف واپس ہو جائے گا۔ اور جس نے باطل کو (یا نفسانی خواہشوں
حُبّ جاہ، حُبّ مال وغیرہ کو) وہ ان کی طرف سے سر اٹھا کر نہیں
دیکھتا اور صلح کی حرص کرو (یعنی متخاصمین میں مصالحت کی کوشش
کرو) جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو جائے، والسلام۔ اور مجھ سے
روایت کیا محمد بن اسحٰق نے کہا مجھ سے اس نے روایت کیا جس نے
طلحہ بن معدان لیعمری سے سُنا۔ کہا کہ ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ
دیا پھر اللہ کی حمد وثنا کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا
اور ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی۔
پھر فرمایا اے لوگو! کوئی صاحب حق اپنے حق کو نہیں پہنچے گا اس
بات سے کہ اُس کی اطاعت کیجائے اللہ کی نافرمانی میں اور میں نے
اس مال میں بہترین طریق عمل بجز ان تین خصائل پر کاربند ہونے
کے اور کوئی نہیں پایا یعنی یہ کہ لیا جائے حق کے ساتھ اور دیا جائے
حق کے ساتھ اور باطل سے روکا جائے۔ اور میری اور تمہارے مال کی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی یتیم کا والی ہو اگر میں اس سے مستغنی رہا
تو بچا رہوں گا اور اگر حاجتمند رہا تو بقدرِ حاجت کھا لیا۔ اور میں کسی کو
نہیں چھوڑوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اور اس پر دست درازی نہ
کرے حتے کہ میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا قدم اُس
کے دوسرے رخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق پر عمل پیرا
ہو جائے۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر کچھ حقوق ہیں جن کو میں تم سے

Marfat.com

اذکر ما لکم فخذونی بها لکم علیَّ ان لا اختبی شیئاً من خراجکم ولا مما افاء الله علیکم الا من وجهه ولکم علیَّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقه ولکم علیَّ ان ازید اعطیاتکم وارزاقکم ان شاء الله وحده واسد لکم ثغورکم ولکم علیَّ ان لا القیکم فی المهالک ولا اجمّرکم فی ثغورکم (بندہ خداہم کردہ) وقد اقترب منکم زمان قلیل الامناء کثیر القراء قلیل الفقهاء کثیر الأمل یعمل فیه اقوام للآخرة یطلبون به دنیا عریضة تاکل دین صاحبها کما تاکل النار الحطب الا فمن ادرک ذلکم منکم فلیتق الله ربه ولیصبر یا ایها الناس ان الله عظم حقه فوق حق خلقه فقال فیما عظم حقه وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۔ الا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمة الهدی یهتدی بکم فادّوا (جاری کردید) علی المسلمین حقوقهم ولا تضربوهم فتذلوهم

ذکر کرتا ہوں تو تم ان پر میری گرفت کرو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے خراج میں سے (یعنی اس مال میں سے جو تمہارے لئے ہے) کوئی چیز چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس چیز میں سے جو اللہ بغیر جنگ کے تم کو عطا کرے بجز اس کے جو میں اُس کی ذات کے لئے رکھوں (یعنی مصالح و ضروریاتِ جہاد کے لئے) اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آجائے تو موضعِ حق کے علاوہ اور کہیں خرچ نہ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کردوں اگر اللہ واحد نے چاہا اور ملک کی حدود کو تمہارے لئے مضبوط کردوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقام میں نہ ڈالوں اور نہ تم کو سرحدوں پر بند کئے رکھوں اور تم پر عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ (حکام) امانتدار کم ہوں گے، قُرّار بہت ہوں گے، فقہاء (یعنی قرآن کو سمجھنے والے) کم ہوں گے، لمبی آرزوئیں رکھنے والے بہت ہوں گے، اس زمانہ میں لوگ اعمالِ آخرت کو طلبِ دنیا کے لئے کریں گے جو نا پائدار ہے اور اپنے ساتھی کے دین کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے تو یاد رکھو تم میں سے جو شخص اُس زمانہ کو پائے تو چاہیئے کہ اللہ سے جو اُس کا رب ہے ڈرتا رہے اور چاہیئے کہ صبر کرے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو زیادہ عظمت اور فوقیت دی ہے اپنی مخلوق کے حق سے۔ اپنے حق کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے وَلَا يَأْمُرَكُمْ الخ (۳: ۸۰) اور (اللہ) نہ یہ بات بتائے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو" یاد رکھو کہ میں نے تم کو اُمراء اور لوگوں پر دراز دستی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا لیکن میں نے تم کو ائمۂ ہدایت بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کی جائے تو مسلمانوں پر اُن کے حقوق کا اجراء کرو اور نہ اُن کو مارو اور نہ ذلیل کرو

Marfat.com

ولا تجمّروهم فتفتنوهم و لاتغلقوا الابوابَ دونهم
فياكلُ قويُّهم ضعيفَهم ولاتستأثروا عليهم
فتظلموهم و لا تجهلوا عليهم و قاتلوا بهم
الكفّارَ طاقتَهم فاذا رايتم بهم كلالةً [کلال ماندگی ۱۲]
فكفّوا عن ذلك فان ذلك ابلغ في جهادِ عدوكم
ايّها الناسُ انّي اشهدكم على اُمرآءِ الامصار
انّي لم اَبعثهم اِلّا ليفقّهوا الناسَ في
دينهم ويقسموا عليهم فيئَهم ويحكموا بينهم
فان اشكل شيئٌ رفعوه اليّ قالَ
وكانَ عمر بن الخطاب رضي الله
عنه يقولُ لايصلحُ هذا الامر
الّا بشدّةٍ في غير تجبّرٍ و لينٍ
في غير وَهْنٍ وَ حدّثني عُبيدالله
ابن ابي حميد عن ابي المليح بن اُسامة
الهُذَلي قال خطبَ عمر بن الخطاب رضي
الله عنه فقالَ ايّها الرّعاء [اے الحکام ۱۲] انّ لنا
عليكُم حق النصيحةِ بالغيبِ و
المعونةُ على الخير ايّها الرّعاء انّه
ليسَ من حِلمٍ احبَّ الى الله و لا
اَعمَّ نفعًا من حلمِ امامٍ و رِفقه
وليسَ من جهلٍ آبغضَ الى اللهِ
ولا اعمّ ضررًا من جَهلِ امامٍ و
خُرقه [حمقہ ۱۲] و انّه من يأخذ بالعافيةِ
فيما بينَ ظهرانيه يُعطَى العافيةَ
من فوقه في الاستيعاب

اور نہ اُن کو (سرحدات پر یا میدانِ جنگ میں) روکے رکھو کہ تم ان کو فتنہ میں ڈالو اور نہ اُن پر اپنے دروازے بند کرو کہ اُن میں کا طاقتور کمزور کو کھا جائے اور نہ اُن (غرباء) پر دوسروں کو مقدم کرو (ایسا کرکے) تم ان پر ظلم کروگے اور ان کے ساتھ جہالت کی بات نہ کرو اور بقدر اُن کی طاقت کے ان سے قتالِ کفّار کا کام لو۔ پھر جب تم ان میں تھکاوٹ پاؤ تو اُن سے کام لینے سے رُک جاؤ کہ درحقیقت یہ اصول اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں تم کو دُور رس ثابت ہوگا۔ اے لوگو! میں تم کو اُمراءِ بلاد کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں سمجھائیں اور اُن پر اُن کے مالی حصّے تقسیم کردیں اور اُن کے درمیان فیصلہ کریں پھر اُن کو کسی بات میں اشکال پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں (راوی نے) کہا اور عمر بن الخطاب رضؓ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ امر درست نہیں ہوتا بغیر ایسی سختی کے جس میں دراز دستی نہ ہو اور بغیر ایسی نرمی کے جس میں فروگذاشت نہ ہو۔ اور مجھ سے روایت کیا عبیداللہ بن ابی حمید نے اُنھوں نے سُنا ابوالملیح بن اُسامہ ہذلی سے اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اور فرمایا کہ اے امیرو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرو اور نیک کاموں میں امانت کرو۔ اے امیرو یقیناً کوئی بردباری اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور عام نفع رکھنے والی امام کی بُردباری اور نرمی سے نہیں اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک ناگوار اور نہ عام نقصان پہنچانے والا امام کے جہل اور اس کے حمق سے زیادہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے سامنے کھڑے ہوتے قصورداروں کو معاف کرنے کا طریق اختیار کرے گا اُس کو اُس کے اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) معافی دی جائے گی۔ استیعاب میں

توفی یزید بن ابی سفیان و استخلف اخاہ معاویۃ علی عملہ فکتب الیہ عمر بعہدہ علی ما کان یزید یلی من عمل الشام ورزقہ الف دینار فی کل شہر قال عمر اذا دخل الشام ورأی معاویۃ ہذا کسری العرب وکان قد تلقاہ معاویۃ فی موکب عظیم فلما دنا منہ قال لہ انت صاحب الموکب العظیم قال نعم یا امیر المؤمنین قال مع ما یبلغنی عنک من وقوف ذوی الحاجات ببابک قال مع ما یبلغک من ذلک قال ولم تفعل ہذا قال نحن بارض جواسیس العدو بہا کثیر فیجب ان نظہر من عز السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتنی فعلت وان نہیتنی انتہیت فقال عمر یا معاویۃ ما سألتک عن شیء الا ترکتنی فی مثل رواجب الضرس ان کان حقا ما قلت انہ لرأی اریب "عاقل" وان کان باطلا انہا لخدعۃ ادیب قال فمرنی یا امیر المؤمنین قال لا آمرک ولا انہاک فقال عمرو یا امیر المؤمنین ما احسن ما صدر الفتی عما

کہ یزید بن ابی سفیانؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے عمل پر اُن کی جگہ مقرر ہونا چاہا اُن کے بھائی معاویہؓ نے تو اُن کو عمر رضی اللہ عنہ نے تقرر نامہ لکھ کر بھیجدیا کہ ان ہی شرائط پر منظوری ہے جن شرائط پر یزیدؓ شام میں عامل کا فرض انجام دیتا تھا اور ان کا الاؤنس ایک ہزار دینار ماہوار مقرر کیا۔ جب عمرؓ شام میں داخل ہوتے اور اُنھوں نے معاویہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے اور معاویہؓ ان سے ملنے کے لئے ایک شاندار سواری پر بیٹھ کر آئے تھے تو اُن سے فرمایا کہ تو بڑی شاندار سواری والا ہے۔ معاویہؓ نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! فرمایا کہ اس کے ساتھ تیرے متعلق مجھے یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ صاحب حاجات کو تیرے دروازے پر کھڑا رہنا بھی پڑتا ہے۔ معاویہؓ نے کہا کہ اس اطلاع کے ساتھ اور کیا چیز (یعنی اس کی کیا وجہ) آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لئے ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ شوکت حکومت کے لئے ہم ایسی چیزوں کا اظہار کریں جن سے ہم ان کو مرعوب کرسکیں۔ تو اگر آپ مجھے حکم (یعنی اجازت) دینگے تو ایسا کرتا رہوں گا اور اگر آپ نے منع کیا تو رُک جاؤں گا تو عمرؓ نے کہا اے معاویہ میں تجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے کوئی طاقتور پنجہ میں پکڑا گیا ہو۔ اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو ایک ادیب (باتونی) کا دھوکا ہے۔ معاویہؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاصؓ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ جوان کس خوبصورتی سے کود گیا اس موقع سے جس میں آپ نے

Marfat.com

اوردتہ فیہ قال لحسن مصادرہ و موارده
جشمناہ ما جشمناہ ۔ و فی الاستیعاب یعلی
ابن امیۃ استعملہ ابو بکر علی بلاد حلوان
فی الردۃ ثم عمل لعمر علی بعض الیمن
فحمی لنفسہ حمی فبلغ ذلک عمر
و امرہ ان یمشی علی رجلیہ الی
المدینۃ فمشی خمسۃ ایام او ستۃ
الی صعدۃ و بلغہ موت عمر فرکب
وفی الاستیعاب النعمان بن عدی
العدوی ولاہ عمر میسان ولم یول
عمر رجلا من قومہ عدویا غیرہ
و اراد امراتہ علی الخروج معہ الی
میسان فابت علیہ فانشد النعمان
ابیاتا وکتب بہا الیہا وہی ؎ فمن مبلغ
الحسناء ان حلیلہا ، بمیسان یسقی فی
زجاج وحنتم ، اذا شئت غنتنی
دہاقین قریۃ ، وصناجۃ تحذو
علی کل منسم ، اذا کنت ندمانی
فبالاکبر اسقنی ، ولا تسقنی بالاصغر
المتثلم ، لعل امیر المؤمنین یسوءہ
تنادمنا فی الجوسق المتہدم ،
فبلغ ذلک عمر فکتب الیہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم ۔ حٰم ۔ تنزیل
الکتاب من اللہ العزیز
العلیم ۔

اُسے گرایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے پھلنے اور خوبصورتی سے نکل جانے کی
وجہ سے ہی ہم نے اس پر اس ذمہ داری کا بار ڈالا ہے جو ڈالا ہے۔
اور استیعاب میں ہے کہ یعلی بن اُمیہ کو عامل بنایا تھا ابوبکرؓ نے حلوان
کے شہروں پر ردّت کے زمانہ میں پھر وہ عمرؓ کے عامل رہے یمن کے
ایک علاقہ میں تو اُنھوں نے اپنے لئے ایک شکارگاہ مخصوص کرلی۔
اس کی اطلاع عمرؓ کو پہنچی اور اُنھوں نے حکم بھیجا کہ پیدل چل کر
مدینہ تک آئے تو وہ پانچ یا چھ دن پیدل چل کر صعدہ تک پہنچے۔ وہاں
ان کو عمرؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو سوار ہو گئے۔ اور استیعاب میں
ہے کہ نعمان بن عدی عدوی کو عمر رضی اللہ عنہ نے میسان کا والی
بنایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں سے کسی عدوی (یعنی
بنی عدی کے شخص) کو اس کے سوا والی نہیں بنایا اور اُس نے اپنی
بیوی سے بھی یہ چاہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میسان کی طرف چلے مگر
اس نے انکار کر دیا تھا تو نعمان نے چند ابیات کہے اور ان کو لکھ کر
اُس کے پاس بھیجے اور وہ یہ ہیں ؎ فمن مبلغ الحسناء (ترجمہ)
اُس حسینہ کو یہ خبر پہنچانے والا کوئی ہے کہ اس کا شوہر میسان میں
خوب پی رہا ہے شیشہ کے جام اور حنتم میں (یعنی ایسے کوزۂ شراب
میں جس پر سبز روغن ہوتا ہے) جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں
کی لڑکیاں گانا سناتی ہیں، اور ایسی چنگ بجانے والی عورتیں
جو گاتی ہیں اپنی پوری خوبصورتی کے اظہار کے ساتھ۔ (اے ساقی)
جب تو میرا ہمنشین ہے تو مجھے سب سے بڑا جام پلا۔ اور مجھے چھوٹا
اور چوتا ٹپکتا جام نہ پلا۔ شاید امیر المومنین کو برا لگے ہمارا ایک دوسرے
کا ہمنشین بننا ایسے قصر میں جو شکستہ ہوا جا رہا ہے۔" یہ اشعار
حضرت عمرؓ تک پہنچ گئے تو ان کو خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم ۔ حٰم ۔ تنزیل الکتاب الخ (۴۰-۱،۲-۳) حٰم ۔ یہ کتاب
اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا

Marfat.com

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ الآیۃ" امابعد فقد بلغنی قولک لعلّ امیر المؤمنین یسوءہ تنادمنا فی الجوسق المتہدم وایم اللہ لقد ساءنی ذلک وعزلہ فلما قدم علیہ سألہ فقال واللہ ماکان من ہذا شیئ وماکان الا فضل شعر وجدتہ وماشربتہا قط فقال عمر اظن ذلک لا تعمل لی عملاً ابداً واز انجملہ آنکہ بر شوارع طرق عاشران را نشاند وزکوٰۃ از مسلمین وعشور از حربیان تحصیل نمود قال ابو یوسف حدثنا اسمٰعیل ابن ابراہیم بن المہاجر قال سمعت ابی یذکر قال سمعت زیاد بن جدیر قال ان اول من بعث عمر بن الخطاب علی العشور ہہنا انا قال فامرنی ان لا افتش احدًا وما مرّ علیّ من شیئ اخذت من حساب اربعین درہمًا درہمًا من المسلمین واخذت من اہل الذمۃ من عشرین واحدًا وممن لا ذمۃ لہ العشر قال وامرنی ان اغلظ علی نصارٰی بنی تغلب قال انہم قوم من العرب ولیسوا من اہل الکتاب فلعلہم یسلمون قال کان عمر قد اشترط علی نصارٰی بنی تغلب ان لا ینصّروا اولادہم وحدثنا سرّی بن اسمٰعیل عن عامر الشعبی عن زیاد بن جدیر الاسدی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعثہ علی عشور العراق والشام و

گناہ کا بخشنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔" آخر تک، امابعد مجھ تک تمہارا قول لعلّ امیر المؤمنین یسوءہ۔ تنادمنا فی الجوسق المتہدم۔ پہنچ گیا۔ اور خدا کی قسم یہ مجھے بہت بُرا لگا۔" اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر جب وہ آکر اُن سے ملے تو اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کچھ بھی واقعیت نہیں تھی اور بجز فضول اشعار کے جو میرے خیال میں آگئے اور کچھ بھی نہیں اور میں نے شراب کبھی نہیں پی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی گمان کرتا ہوں۔ لیکن اب تم کبھی میرے عامل نہ بن سکو گے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سڑکوں کے ناکوں پر عاشروں (یعنی محصول لینے والوں) کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے عُشر (دسواں حصہ) حاصل کیا۔ ابو یوسفؒ نے کہا ہم سے روایت کیا اسماعیل بن ابراہیم بن المہاجرؒ نے۔ کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا جو بیان کرتے تھے کہ میں نے سُنا زیاد بن جُدیر سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس کو عمرؓ بن الخطاب نے عُشروں کے وصول کرنے کے لئے یہاں بھیجا میں ہوں تو مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے سے گزرے میں چالیس درہم پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور اہلِ ذمّہ سے بیس درہم میں سے ایک درہم اور اُس شخص سے جس کا ذمہ نہیں ہے دسواں حصہ۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصارٰی سے گفتگو میں کھُرّا پن رکھوں۔ کہا کہ وہ عرب میں کی ایک قوم ہیں اور وہ اہلِ کتاب میں سے نہیں ہیں تو شاید وہ اسلام لے آئیں۔ کہا کہ عمرؓ نے بنی تغلب کے نصارٰے پر یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو نصارٰے نہ بنائیں گے۔ اور ہم سے روایت کیا سری ابن اسمٰعیل نے اُن سے عامر شعبی نے اُن سے زیاد بن جُدیر اسدی نے کہ عمر بن الخطابؓ نے اُن کو شام اور عراق کے عُشروں پر بھیجا اور

Marfat.com

أمرہ أن یأخذ من المسلمین ربع العشر
ومن اہل الذمۃ نصف العشر ومن
اہل الحرب العشر فمرّ علیہ رجلٌ من بنی
تغلب من نصاری العرب ومعہ فرسٌ
فقوّموہا عشرین الفا فقال أعطنی الفرس
وخذ منّی تسعۃ عشر الفا قال فأعطاہ
الفا وأمسک الفرس قال ثمّ مرّ علیہ
راجعا فی سنتہ فقال لہ أعطنی الفا
فقال لہ التغلبی کلّما مررتُ بک تأخذُ
منّی الفا قال نعم فرجع التغلبی الی عمر
ابن الخطاب فوافاہ بمکۃ وہو فی بیتٍ
فاستأذن علیہ فقال من انتَ قالَ
رجلٌ من نصاری العرب وقصّ علیہ قصتہ
فقال لہ عمر کُفیتَ لم یزدہ علی
ذلک قال فرجع الرجل الی زیاد بن
حُدیر وقد وطّن نفسہ علی ان یعطیہ
الفا فوجد کتاب عمر قد سبق الیہ
من مرّ علیک فاخذتَ منہ صدقۃً فلا تأخذ
منہ شیئا الی مثل ذلک الیوم
من قابل الا ان تجدہ فضلاً
قال فقال الرجلُ قد واللہ کانت
نفسی طیبۃً ان أعطیک الفاً

ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے عُشر کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصّہ) لیں اور اہلِ ذمہ سے عُشر کا آدھا (یعنی بیسواں) اور اہلِ حرب سے دسواں حصّہ۔ تو اُن پر بنی تغلب میں کا جو عرب کے نصاریٰ میں سے تھے ایک شخص گزرا اور اُس کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس کی قیمت کا اندازہ اُس نے بیس ہزار لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ تو مجھے گھوڑا دیدے اور مجھ سے اُنیس ہزار لے لے یا گھوڑا اپنے پاس رکھ اور مجھے ہزار دیدے کہا کہ اُس نے ایک ہزار دیدیئے اور گھوڑا روک لیا۔ بیان کیا کہ وہ شخص اسی سال لَوٹتے ہوتے پھر زیاد کی طرف گزرا۔ انھوں نے اس سے کہا کہ ایک ہزار اور دے تو اُن سے تغلبی نے کہا کہ جب میں تیری طرف گزروں گا تو مجھ سے ایک ہزار لے گا؟ کہا کہ ہاں! تو وہ لَوٹ کر عمرؓ بن الخطاب کی طرف پہنچا اور اُن سے مکّہ میں جاکر ملا جب کہ وہ گھر میں تھے اور اُن سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں عرب کے نصاریٰ میں کا ایک شخص ہوں اور اُس نے اپنا قصہ آپ کو سُنایا تو آپ نے فرمایا کُفِیتَ (یعنی تجھے لَوٹا دیا گیا ہٹا دیا گیا) اس پر اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ کہا کہ وہ نصرانی پھر زیاد بن حُدیر کے پاس لَوٹ کر آیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا تھا کہ اُس کو ایک ہزار دیدے تو یہاں آکر اُس نے یہ دیکھا کہ عمرؓ کا یہ ہدایت نامہ اس سے پہلے پہنچ چکا ہے کہ جو شخص تم سے گزرے اور تم نے اُس سے محصول لے لیا ہے تو اگلے سال کے اس دن تک اس سے اور کچھ نہ لو اِلّا یہ کہ تم اس کے پاس زائد مال دیکھو۔ تو اُس شخص نے کہا حقیقت یہ ہے کہ بخدا کہ میرا نفس تو اس پر راضی ہو گیا تھا کہ میں تم کو ایک ہزار دیدوں

ف اس لفظ کے معنے میں کئی احتمالات تھے۔ ایک یہ کہ ہم تیرے لئے کافی ہو گئے اس لئے تجھے واپس ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ تجھے لَوٹا دیا گیا جو کچھ محصول کہتا ہے اس میں تغیر نہیں کیا جاتے گا۔ وہ نصرانی اس کا یہی مطلب سمجھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

واِنّی اُشھِدُ اللہَ انّی برئٌ من النصرانیۃ
و انّی علٰی دینِ الرّجل الذی کتب الیک
ہٰذا الکتاب وازانجملہ آنکہ تجارِ حربیان را
مُستامن ساخت و اذن داد کہ در دار
الاسلام درآیند و با مسلمانان بیع و شراء
کنند قال ابو یوسفؒ حدثنا عبدُ الملک
ابنِ جریج عن عمرو بن شعیب ان اہلَ
مَنبج قومٌ من اہلِ الحرب وراءَ البحر
کتبوا الٰی عمرَ بنِ الخطاب دَعْنَا
ندخل ارضک تجارًا و تُعشّرنا قال فشاور
اصحابَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
ذلک فاشاروا علیہ بہ وکانوا اولَ من
عُشّر من اہل الحرب وازانجملہ آنکہ باحسان
اہلِ ذمہ تاکید فرمود۔ قال ابو یوسف حدثنی
حُصَین بن عمرو بن میمون عن عمرانہ قال
اُوصی الخلیفۃَ من بعدی باہلِ الذمۃ ان
یُوفی لہم بعہدہم و ان یُقاتل وراءہم
و لا یُکلّفوا فوق طاقتہم قال وحدثنا
ہشام بن عُروۃ عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب مرّ بطریق الشام و ہو
راجعٌ فی مسیرہ من الشام علٰی قومٍ قد اُقیموا
فی الشمس یُصبّ علٰی رؤسہم الزیتُ
فقال ما بالُ ہٰؤلاء فقالوا علیہم
الجزیۃُ لم یؤدّوھا فہٰؤلاء یُعذّبون
حتّٰی

اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نصرانیت سے بیزار ہو گیا ہوں
اور اب میں اُس شخص کے دین پر آگیا ہوں جس نے تمہارے
پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
دار الحرب کے تاجروں کو مستامن بنایا اور اجازت دی کہ وہ دار
الاسلام میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں
ابو یوسفؒ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا عبد الملک بن جریج نے عمرو
ابن شعیب سے کہ اہلِ منبج (مقام کا نام) نے جو دریا پار اہل حرب
کی ایک قوم ہیں عمرؓ بن الخطاب کو لکھا کہ ہم کو اجازت دو کہ
ہم تمہاری سرزمین میں تجارت کے لئے داخل ہوں۔ آپ ہم سے
عُشر لے لیں۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو اُنھوں نے اس کی منظوری کا مشورہ
دیا۔ اہلِ حرب میں سے یہ لوگ اُن سب سے پہلے ہیں جن سے عُشر لیا
گیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اہلِ ذمہ کے ساتھ
نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا
حُصَین بن عمرو بن میمون نے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے
بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اہلِ ذمہ کے بارے میں کہ اُن سے
جو عہد کیا گیا ہے اُس کو پورا کیا جاتے اگرچہ اُن کے سوا (اُن کے
دوسرے لوگوں) سے قتال کر رہے ہوں اور اُن کو اُن کی طاقت
سے زیادہ تکلیف نہ دی جاتے۔ کہا اور ہم سے روایت کیا ہشام
ابن عروہ نے اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر شام کے ایک
راستہ سے جب کہ وہ اپنے شام کے سفر سے واپس آرہے تھے ایک
ایسی قوم پر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا اور اُن کے سر پر
تیل ڈالا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں
ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کے ذمہ جزیہ ہے جس کو ان
لوگوں نے ادا نہیں کیا اس لئے ان کو تکلیف دی جا رہی ہے تاکہ

Marfat.com

یؤدوا فقال عمر فما یقولون ما یعتذرون به
فی الجزیة قال یقولون لا نجد قال
فدعوهم لا تکلفوهم ما لا یطیقون فانی
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا تعذبوا الناس فان الذین
یعذبون الناس فی الدنیا یعذبهم
اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ فامر بهم فخلی
سبیلهم وحدثنی عمر بن نافع عن
ابی بکر قال مرّ عمر بن الخطاب بباب
قوم وعلیه سائل یسأل شیخ
کبیر ضریر البصر فضرب عضده
من خلفه وقال من ای اهل الکتاب
انت قال یهودی قال فما الجأک
الی ما اری قال الجزیة والحاجة و
السن قال فاخذ عمر بیده الی منزله
فرضخ له بشیء من المنزل ثم ارسل
الی خازن بیت المال فقال انظر
هذا وضرباءه فواللہ ما انصفناه
اذ اکلنا شبیبته ثم نخذله
عند الهرم انما الصدقٰت للفقراء
والمسٰکین والفقراء هم المسلمون
وهذا من مساکین اهل
الکتاب ووضع عنه الجزیة
وعن ضرباءه قال ابو بکر انا
شهدت ذلک من عمر ورأیت

یہ اس کو ادا کریں۔ تو عمرؓ نے کہا تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، جزیہ ادا نہ کرنے کا کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو ایسی تکلیف نہ دو جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب دے گا۔ پھر ان کے لئے حکم دیا تو ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور مجھ سے روایت کیا عمرؓ بن نافع نے ابو بکرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک قوم کے دروازے پر ہوا اور اس پر ایک سائل بیٹھا ہوا سوال کر رہا تھا جو بڑی عمر کا بوڑھا تھا اور اندھا تھا تو آپ نے اس کے پیچھے سے اس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا کہ تو کونسے اہل کتاب میں سے ہے؟ اس نے کہا یہودی ہوں۔ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس حال میں ڈالا جس میں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا جزیہ نے اور ضرورت نے اور بڑھاپے نے۔ تو عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک لائے اور گھر پر پہنچا کر اسے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس کی خبر گیری کرو اور اس جیسے سب لوگوں کی۔ واللہ ہم نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب کہ ہم نے کھایا یا ان کی جوانی کی کمائی کو پھر ان کو رسوا کریں بڑھاپا کے وقت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ یعنی صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔ اور "فقراء" یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اور یہ شخص اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے (اس لئے "والمسکین" کے عموم میں یہ بھی داخل ہے) اور آپ نے اس شخص سے اور اس کی مانند سب لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی اس کارروائی کے وقت میں موجود تھا اور میں نے

Marfat.com

الشیخ و از انجملہ آنکہ تفحص مجامع ناس
می فرمود تا فتنہ بر نہ خیزد قال ابو یوسف
حدثنی اسرائیل عن سماک بن حرب
عن ابی سلامۃ قال ضرب عمر بن الخطاب
رجالاً و نساءً ازدحموا علی حوض قال
فلقیہ علیؓ فسألہ فقال انی اخاف
ان اکون قد ہلکت فقال علیؓ ان
کنت ضربتہم علی غش و عداوۃ فقد
ہلکت و ان کنت ضربتہم علی نصح
و اخلاص فلا بأس انما انت داع
و انما انت مؤدب از انجملہ آنکہ
شعراء را نہی شدید فرمود از ہجو
فی الاستیعاب ہجی شاعر الزبرقان
بقولہ دع المکارم لا ترحل
لبغیتہا و اقعد فانک انت
الطاعم الکاسی فشکاہ الزبرقان
الی عمر فسأل عمر حسان بن
ثابت عن قولہ ہذا فقضی لہ انہ
ہجو لہ و ضعۃ منہ فالقاہ عمر
فی المطمورۃ حتی شفع لہ
عبدالرحمن بن عوف و الزبیر
فاطلقہ بعد ان اخذ علیہ العہد و
اوعدہ ان لا یعود لہجاء احد ابدا
و از انجملہ آنکہ فاروق اعظمؓ در
معرفت اخلاق رجال و مبلغ ہمت

اُس بوڑھے کو دیکھا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کے مجامع کا حال بھی معلوم کرتے تھے تاکہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا اسرائیل نے اُن سے سماک بن حرب نے اُن سے ابو سلامہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کچھ مردوں اور عورتوں کو مارا جنھوں نے ایک حوض پر بھیڑ لگا رکھی تھی۔ کہا کہ پھر ان سے علیؓ نے ملاقات کی تو اُن سے آپ نے سوال کیا اور کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں کچھ ہلاکت کا کام کر گزرا ہوں۔ کہا کہ علیؓ نے جواب دیا کہ اگر آپؓ نے اُن کو مارا تھا کسی کینہ اور دشمنی کی بنا پر تو بیشک آپ ہلاک ہو گئے۔ اور اگر آپ نے اُن کو مارا اُن کی خیر خواہی اور اخلاص کی وجہ سے تو کوئی اندیشہ نہیں۔ اور آپ تو داعی ہیں (یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے والے) اور آپ یقیناً ایک ادب سکھلانے والے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کی۔ استیعاب میں ہے کہ ایک شاعر نے زبرقان کی اس شعر سے ہجو کی ؎
دَعِ المکارمَ الخ یعنی بزرگیوں (کے حاصل کرنے کے خیال) کو چھوڑ، ان کی طلب کے لئے سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کہ تو تو صرف کھانے پینے اور کپڑے پہننے والا ہے۔" تو اس کی شکایت لے گئے زبرقان عمرؓ کے پاس۔ تو عمرؓ نے اس قول کے بارے میں حسان بن ثابتؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیشک یہ ان کی ہجو اور توہین ہے اُس کی طرف سے۔ تو عمرؓ نے اس شاعر کو ایک تہ خانہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ آپ سے اُس کی سفارش کی عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ نے تو اس کو یہ عہد اور وعدہ لینے کے بعد کہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کرے گا آپ نے رہا کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ لوگوں کے اخلاق (قومی و طبعی) کی شناخت اور اُن کی ہمت کی آخری

Marfat.com

ایشان و دانستنِ مرتبہ ہر یکے کہ اورا دراں
می باید داشت حذاقتے عجیب داشتہ و
آن یکے از خوارقِ عاداتِ او رضی اللہ
عنہ میتوان شمرد و در اصل رکنِ اعظمِ
خلافت ہمین خصلت است و درحق ہر
شخصے ہر کلمہ کہ گفتہ است بالآخر مصداقِ
ہمان کلمہ از وے بظہور آمد فی الاستیعاب
کَتَبَ الی النّعمان بن مُقرن اِسْتَشِرْ و
اسْتَعِنْ فی حربک بطلیحۃ و عمرو بن
معدیکرب ولا تُولّہما من الامر شیئاً فان
کلّ صانعٍ اعلم بصناعتہ و فی
الاستیعاب کعب بن سور کان جالساً
عند عمر فجاءت امرأۃ فقالت ما رأیتُ قطّ
رجلاً افضلَ من زوجی انہ لیبیتُ لیلتہ
قائماً و یظلّ نہارہ صائماً فی الیوم الحارّ ما
یُفطر فاستغفر لہا عمر و اثنی علیہا و قال مثلک
اَثنیٰ بالخیر و قالہ فاستحیت المرأۃ و قامت
راجعۃً فقال کعب بن سور یا امیر المؤمنین ہلّا اَعدیت
المرأۃ علی زوجہا اذ جاءت تستعدیک
فقال کذلک ارادت قال نعم قال
رُدّوہا علی المرأۃ فرُدّت

حد کی پہچان اور ہر شخص کے مرتبہ کی تشخیص کا کہ اس کو جس
درجہ میں رکھنا چاہیئے بڑا ملکہ رکھتے تھے اور اس کو آنجناب رضی
اللہ عنہ کے خوارقِ عادات میں شمار کرسکتے ہیں اور در اصل خلافت
کا رکنِ اعظم یہی خصلت ہے اور جس شخص کے حق میں آپ نے
کوئی کلمہ فرما دیا ہے بالآخر ظہور میں آگیا ہے کہ وہ اس کلمہ کا مصداق
ہے۔ استیعاب میں ہے کہ آپ نے نعمان بن مقرن کو لکھا کہ اپنی
جنگ کے امور میں مشورہ اور مدد لیتے رہو طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب
سے اور ان دونوں کو اس امر میں کسی چیز کا اختیار نہ دینا۔
کیونکہ ہر ایک اپنی ہی کاریگری کو بخوبی جانتا ہے۔ اور استیعاب
میں ہے کہ کعب بن سور عمر رضؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت
آکر کہنے لگی کہ اپنے شوہر سے زیادہ صاحب فضیلت میں نے
کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام رات جاگتا ہے (نماز میں
کھڑا رہ کر) اور گرم دنوں میں بھی کچھ نہیں کھاتا ہمیشہ روزے
رکھتا ہے تو عمر رضؓ نے اس عورت کو دعا دی اور اس کی تعریف
کی اور کہا کہ تجھ جیسی ہی کو یہ زیبا ہے کہ بھلائی کے ساتھ تعریف
کرے اور اس کی خیر کا ذکر کرے۔ وہ عورت جھینپ گئی اور اٹھ کر
چلی گئی۔ تو کعب بن سور نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے
اس عورت کی اس کے شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ فرمائی کیونکہ
وہ آپ سے مدد مانگنے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اس کی یہ
مراد تھی؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس اس عورت کو لوٹا دو تو وہ واپس لائی گئی۔ آپ نے

عہ یعنی دونوں لڑائی کے فنون سے تو خوب واقف ہیں مگر سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ یہ وہی طلیحہ اسدی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعی نبوت بھی بن چکے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان سے توبہ کرائی تھی اور عمرو بن معدیکرب بھی ان کے ہمنوا بن کر مرتد ہوگئے تھے اور آخر کار تائب ہوکر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ دونوں شجاعت میں اونچا درجہ رکھتے تھے اسلام میں داخل ہونے کے بعد بہم بیش بہا مجاہدانہ خدمات کرتے رہے اور اسلام پر قائم رہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

قال لها لا باس بالحق ان تقوليه ان هذا زعم انك جئت تشكين انه يجتنب فراشك قالت اجل انى امرأة شابة وانى ابتغى ما يبتغى النساء فارسل الى زوجها فجاء وقال لكعب اقض بينهما فقال امير المؤمنين احق بان يقضى بينهما فقال عزمت عليك لتقضين بينهما فانك فهمت من امرهما مالم افهم قال فانى ارى لها يوما من اربعة ايام كان لزوجها اربع نسوة فاذالم يكن غيرها فانى اقضى له بثلثة ايام ولياليها يتعبد فيهن ولها يوم وليلة فقال عمر والله ما رأيك الاول باعجب الى من الآخر اذهب فانت قاض على البصرة وفى الاستيعاب النعمان بن مقرن قدم المدينة من عند سعد بفتح القادسية وورد حينئذ على عمر اجتماع اهل اصبهان وهمدان والرى وآذربيجان ونهاوند فاقلقه وشاور اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فقال له على بن ابى طالب ابعث الى اهل الكوفة فيسير ثلثاهم ويبقى ثلثهم

اُس سے فرمایا کہ سچی بات میں کوئی ڈر نہیں اگر تو اُس کو کہدے۔ اس شخص نے یہ سمجھا ہے کہ تو یہ شکایت لے کر آئی تھی کہ تیرا شوہر تیرے بستر سے الگ رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایک جوان عورت ہوں اور مجھے بھی اس امر کی خواہش ہوتی ہے جس کی سب عورتوں کو ہوتی ہے۔ تو آپ نے اُس کے شوہر کو بلوایا۔ وہ آگیا۔ اور کعبؓ سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو اُنھوں نے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا بڑا حق امیر المؤمنین کا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں نے طے کر لیا ہے کہ اس کا فیصلہ تم ہی کرو کیونکہ تم ہی سمجھے ہو ان دونوں کے امر کو جسے میں نہیں سمجھا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر میری رائے تو یہ ہے کہ اس عورت کے لئے ہر چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہیئے گویا اس کے شوہر کے پاس چار بیویاں ہیں تو جب کہ اس کے سوا اور کوئی بیوی نہیں تو اس کے لئے میں تین دن اور تین راتوں کا حق تجویز کرتا ہوں کہ وہ ان میں عبادت کرتا ہے اور اس عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات۔ تو عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم تمھاری پہلی رائے میرے نزدیک اس دوسری رائے سے زیادہ عجیب نہیں (یعنی یہ اُس سے بھی بڑھ گئی) جاؤ۔ اب تم بصرہ پر قاضی بنا دیئے گئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن سعدؓ کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر مدینہ میں آئے اور اسی زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل اصبہان وہمدان واہل رے و اذربیجان ونہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو بے چین کر دیا اور آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اہل کوفہ کے پاس حکم بھیجیں (وہاں جس قدر مجاہدین ہیں) اُن کے دو تہائی مقابلہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بال بچوں

علیٰ ذراریہم و ابعث الیٰ اہل البصرۃ
قال فمن استعمل علیہم اشر علیّ
فقال انت افضلنا رأیاً و اعلمنا
فقال لاستعملن علیہم رجلاً یکون لہ
فخرج الی المسجد فوجد النعمان بن
مقرن یصلی فسرحہ وامرہ وکتب
الی اہل الکوفۃ بذلک وقد روی
انہ قال ان قتل نعمان فحذیفۃ
فان قتل حذیفۃ فجریر ففتح اللہ
علیہ اصبہان فلما اتی نہاوند
کان اول صریع و اخذ الرایۃ حذیفۃ
ففتح اللہ علیہم فلما جاء نعیہ
خرج عمر ینعاہ الی الناس علی
المنبر و وضع یدہ علی رأسہ یبکی
و این روایت از اصح روایات است و
روایت دیگر آنکہ نعمان در اعمال کوفہ
بود حضرت فاروق رضہ از ہمان موضع اورا
بر امارت لشکر مامور فرمود و فی
الاستیعاب عبد اللہ بن الارقم

کی حفاظت کے لئے وہیں باقی رہیں۔ اور اہل بصرہ کے پاس حکم
بھیجیں (کہ وہ بھی جنگ کے لئے روانہ ہوجائیں) آپ نے فرمایا کہ یہ
بھی مشورہ دو کہ ان سب پر سپہ سالار کس کو بناؤں ؟ تو علی رضہ
نے کہا کہ آپ رائے اور معلومات میں ہم سے افضل ہیں۔ تو آپ نے
فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ان پر سردار بنانا چاہتا ہوں جو اس کام کا
اہل ہو۔ پھر آپ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے نعمان بن مقرن
کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو آپ نے اُن کو روانہ کیا اور اُن ہی کو
امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی (دو ثلث فوج کی روانگی کا) حکم
لکھا۔ اور مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر نعمان رضہ قتل ہوجائیں
تو حُذیفہ امیر لشکر ہوں پھر اگر حُذیفہ بھی قتل ہوجائیں تو
جریر رضہ پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان رضہ کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا۔
جب نہاوند پر حملہ کیا تو پہلے مقتول ہی ہوئے اور جھنڈا
حُذیفہ رضہ نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی اور
جب نعمان رضہ کی موت کی خبر پہنچی تو عمر رضہ نکل کر منبر پر آئے
اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور روتے ہوئے اُن کی موت کی خبر
لوگوں کو سُنائی، اور یہ خبر زیادہ صحیح روایات میں سے ہے۔
اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نعمان رضہ کوفہ کے عامل تھے
حضرت فاروق رضہ نے اُسی جگہ سے اُن کو لشکر کی امارت پر مامور
فرمادیا تھا۔ اور استیعاب میں ہے عبد اللہ بن ارقم (کا حال)

عہ عراق کی جنگ کے ذکر میں یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضہ کو سپہ سالاری سے ہٹاکر مدینہ بلالیا تھا اس لئے کہ ایک جماعت کو ان سے اختلاف ہوگیا تھا۔ جب یزدجرد کو یہ اطلاع پہنچی تو موقع کو غنیمت سمجھ کر کچھ حیلوں سے اصفہان و رے و خراسان اور ہمدان و نہاوند وغیرہ کے لوگوں سے امداد لے کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ کردیا" اس اطلاع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوئی تو صحابہ رضہ کو جمع کرکے آپ نے مشورہ کیا۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ مدائن کی آب و ہوا کے عربوں کے مزاج کے ناموافق ہونے کی اطلاع جب حضرت سعد رضہ نے آپ کو دی تھی تو آپ نے کوفہ کو چھاؤنی قرار دے کر افواج کو وہاں بھیجدیا تھا اور کچھ حصہ کو بصرہ بھیجدیا تھا اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان مقامات سے دو ثلث افواج کو مقابلہ کے لئے روانگی کا حکم بھیجدیا جائے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور بجائے سعد رضہ کے نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنایا ۱۲ مترجم

Marfat.com

قال مالك بلغني انه ورد على رسول الله
صلى الله عليه وسلم كتاب فقال من يجيب
عني فقال عبد الله بن الارقم انا
فاجاب عنه و أتى به اليه فأعجبه
و أنفذه و كان عمر حاضرًا فاعجبه
ذلك من عبد الله بن الارقم فلم يزل
له ذلك في نفسه يقول اصاب ما اراد
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما
ولي عمر استعمله على بيت المال و
كان عمر يقول ما رأيت احدًا اخشى
لله من عبد الله بن الارقم و قال
عمر له لو كان لك مثل سابقة القوم
ما قدمت عليك احدًا و في الاستيعاب
بعث عمر بن الخطاب عبد الله بن مسعود
الى الكوفة مع عمار بن ياسر وكتب اليهم
اني قد بعثت اليكم بعمار بن ياسر اميرًا و
عبد الله بن مسعود معلمًا و وزيرًا و هما
من النجباء من اصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم من اهل بدر فاقتدوا
بهما واسمعوا من قولهما و قد آثرتكم
بعبد الله على نفسي قال عمر
في عبد الله بن مسعود كُنيف مُلئ
علمًا و في الاستيعاب عن ابن عباس
قال بينا انا امشي مع عمر يومًا اذ تنفس
نفسًا ظننت انه قد قضبت اضلاعه

کہا مالکؒ نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس ایک خط پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب
کون لکھے گا تو عبد اللہ بن الارقمؓ نے کہا کہ میں۔ پھر آپؐ کی
طرف سے جواب لکھ کر لاتے تو آپ نے اُس کو بہت پسند کیا۔
اور اسی کو روانہ کر دیا۔ اور عمرؓ حاضر تھے تو اُن کو عبد اللہ بن
الارقمؓ کا یہ کام عجیب معلوم ہوا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ
خیال کرتے تھے کہ کس خوبی کے ساتھ اُنھوں نے صحیح رائے
قائم کر لی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دینے
کا ارادہ کیا ہے تو جب عمرؓ خلیفہ ہوتے تو انھوں نے ان کو
بیت المال پر عامل بنایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبد اللہ
ابن الارقمؓ سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا
اور عمرؓ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمھاری سبقتِ اسلام دوسرے
لوگوں جیسی ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا (عبد اللہ ابن
الارقم زہری قریشی فتح مکہ کے سال میں اسلام لائے تھے)۔ اور
استیعاب میں ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو عمار
ابن یاسرؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں تمھارے
پاس بھیج رہا ہوں عمار بن یاسرؓ کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعودؓ
کو معلم اور وزیر بنا کر اور وہ دونوں شرفاءِ اصحابِ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہلِ بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں
کی اقتدا کرو اور ان دونوں کی بات مانو اور عبد اللہؓ کو تو
میں تمھارے لئے اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا
قول ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کہ وہ علم سے بھرا ہوا
تھیلا ہے۔ اور استیعاب میں ہے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ
میں ایک دن عمرؓ کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے
اتنا لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں

Marfat.com

فقلتُ سُبحانَ اللہ واللہِ ما اَخرجَ ہٰذا مِنکَ یا امیرَ المؤمنین اِلاَّ امرٌ عظیم قال ویحکَ یا ابنَ عباس ما اَدری ما اَصنعُ بِاُمّۃِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قلتُ ولِمَ واَنت بحمد اللہ قادرٌ اَن تضعَ ذٰلک مکانَ الثقۃِ قالَ انی اَراکَ تقولُ ان صاحِبکَ اولی الناسِ بہا یعنی علیًّا قلتُ اجل واللہِ انی لاقولُ ذٰلک فی سابقتِہ و علمِہ و قرابتِہ وصِہرہ قال انہ کما ذکرتَ ولکنہ کثیرُ الدُّعابۃ (مزاح و ظرافت) فعثمانُ قال واللہِ لو فعلتُ لجعلَ بنی ابی مُعیط علی رِقاب الناس یعملونَ فیہم بمعصیۃ اللہ و اللہِ لو فعلتُ لفعلَ و لو فعلَ لفعلوا فوثبَ الناسُ الیہ فقتلوہُ قلتُ طلحۃَ بن عُبید اللہ قال الاُکیسِعُ ہو ازہی من ذٰلک ماکانَ اللہُ

تو مَیں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین واللہ آپ کے اندر سے ایسا سانس نہیں نکلا ہے مگر کسی امرِ عظیم نے۔ فرمایا کیا کہوں اے ابن عباسؓ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کام کروں۔ مَیں نے کہا اور یہ کیسے۔ آپ اللہ کا شکر ہے اس پر قادر ہیں کہ ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھدیں۔ کہاکہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو آپ حضرت علیؓ کو مراد لے رہے تھے، مَیں نے کہاکہ ہاں واللہ میں ان کے سابقہ اعمال اور اُن کے عِلم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ فرمایاکہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ بکثرت ہنسی مذاق کی باتیں کرنے والے ہیں۔ (ایسا شخص بے رُعب ہوتاہے اور خلافت کے لئے رُعب ضروری ہے) مَیں نے کہا تو عثمان رضؓ موجود ہیں تو بولے کہ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ابو مُعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر مَیں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کرینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان رضؓ پر لوٹ پڑیں گے اور اس کو قتل کریں گے۔ مَیں نے کہاکہ طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایاکہ اُکَیسِع (چھوٹا کُسَعی)ؑ یعنی غلط کار بلکہ وہ اس سے بھی بڑھا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ

ؑ کُسَعی ایک شخص تھا کُسَیعہ یا بنی الکسیع کا۔ عرب کے لوگ شرمندگی اور ندامت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان تیار کی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا۔ رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہو کر پہاڑ کے پتھر کو لگا اُس میں سے آگ نکلتی رہی۔ وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی اُنگلی کاٹ لی جب صبح کی روشنی ہوئی تو دیکھتا ہے کہ تمام گدھے خون آلودہ پڑے ہوتے ہیں اور تیر اُن کے پار نکل کر خون میں لتھڑے ہوتے ہیں اُس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اُس روز سے یہ مثل ہوگئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے قصہ میں طلحہ رضؓ نے خود بھی اپنے حق میں یہی لفظ استعمال کیا تھا یعنی نَدامۃَ الکُسَعِی یعنی میں عثمان رضؓ کے مقدمہ میں کُسَعی کی طرح شرمندہ ہوں ۱۲ مترجم از لغات حدیث

Marfat.com

بِرَجُلٍ يَلِي أُمُورَ أَمْرِ أُمَّةِ محمدٍ صلى الله عليه وسلم وهو على ما فيه من الزَّهو قلتُ الزبير بن العوّام قال إذًا يُلاطم الناس في الصّاع والمُدّ قلتُ سعد بن ابي وقاص قال ليس بصاحب ذلك ذاك صاحبُ مِقْنَبٍ يقاتل فيه قلتُ عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجلُ ذكرتَ ولكنّه ضعيفٌ عن ذلك والله يا ابن عباس ما يصلح لهذا الامر الّا القويّ في غير عُنفٍ واللّين في غير ضعفٍ الجوّاد في غير سرفٍ المُمسِك في غير بُخلٍ قال ابن عباس كان عمر كذلك والله وفي الاستيعاب ذُكر معاوية عند عمر يومًا فقال دعونا من ذمّ فتى قريش مَن يضحك في الغضب ولا يُنال ما عنده الّا على الرضى ولا يُؤخذ ما فوق رأسه الّا من تحت قدميه وفي الاستيعاب استشار عمر الصحابة في رجلٍ يُوجّهه الى العراق فأجمعوا جميعًا على عثمان بن حُنيف وقالوا لن تبعثه الى اهمّ من ذلك

ایسا نہ کرے گا کہ میری یہ رائے کر دے کہ میں اُمتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی تولیت اُس کے سپرد کر دوں اور وہ اپنی اُسی صفتِ خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا کہ زُبیر بن العوام۔ تو کہا کہ اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کے (چھوٹی چھوٹی باتوں) صاع اور مُد کے بارے میں طمانچے مارتا پھرے گا (یعنی امورِ مہمّہ پر توجہ نہ دے گا) میں نے کہا سعد بن ابی وقاص۔ تو کہا کہ وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا شخص ہے۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن ابن عوف۔ فرمایا کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری سے ضعیف ہے۔ اے ابن عباسؓ اس امر کے لئے کوئی صالح نہیں مگر ایسا طاقتور شخص جس میں سخت مزاجی نہ ہو اور ایسا نرم مزاج جس میں ضعف نہ ہو اور ایسا جوّاد (یعنی سخی) جس میں فضول خرچی نہ ہو اور ایسا مُمسِک (ہاتھ روک کر خرچ کرنے والا) جس میں بُخل نہ ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور استیعاب میں ہے کہ ایک دن معاویہؓ کی بُرائی کی گئی عمرؓ کے سامنے تو فرمایا کہ ہمارے سامنے ایسے قریشی جوان کی مذمت نہ کرو جو غصہ کی حالت میں ہنسا کرتا ہے۔ اور جو چیز بھی اُس کو دی جاتی ہے (یا جو حالت اس پر پہنچائی جاتی ہے) وہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی چیز اُس سے نہیں لی جاتی جو اُس کے سر کے اوپر ہو مگر وہ اُس کے قدموں کے نیچے کی ہو گی۔؎ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ نے صحابہؓ سے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کو عراق کی طرف روانہ کیا جائے۔ تو سب نے اتفاق کیا عثمان بن حُنیف پر اور کہا کہ آپ ان کو کبھی نہیں بھیجیں گے کسی ایسے کام پر جو اس سے بھی زیادہ اہم

؎ یہ حضرت معاویہؓ کی سیرچشمی اور سخاوت کی تعریف ہے کہ اگر اس سے اُس کی ایسی عزیز چیز مانگی جاتے جس کو وہ سر پر رکھے ہوئے ہو تو اس طرح بغیر رکاوٹ بخش دے گا جیسے کوئی پیش افتادہ شے کو اُٹھا کر کسی کو دیدے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فانّ لہ بصرًا و عقلاً و معرفۃً و تجربۃً فاسرعَ عمر الیہ فولاّہ مساحۃَ الارض فضربَ عثمان علے کلّ جریبٍ من الارض ینالہ الماء عامرٍ اوْ غامرٍ درھماً و قفیزًا فبلغتْ جبایۃ سوادِ العراقِ قبل اَن یموت عمر مقام مائۃ الفِ الفٍ و نیفاً و فی الاستیعاب ایضًا کان عتبۃ بن غزوانَ اوّل مَن نزلَ البصرۃ من المسلمین و ھو الذی اختطّھا و قالَ لہٗ عمر لما بعثہ الیھا یا عتبۃُ انّی اُرید ان اُوجّھک لتقاتلَ بلدَ الحیرۃ لعلّ اللہ یفتحھا علیکم فسِرْ علے برکۃ اللہ و یُمنہٖ اتّقِ اللہ ما استطعت و اعلم انک تاتی حومۃ العدوّ و ارجو اَن یُعینکَ اللہ علیھم و یکفیکھم و قد کتبتُ الے العلاء الحضرمی اَن یمدّک بعرفجۃ بن خزیمۃ و ھو ذو مجاہدۃ للعدوّ و مکایدۃ

(مگر آپ کو ثابت ہو جائے گا) کہ بیشک وہ اہل بصیرت اور صاحب عقل و معرفت اور تجربہ کار ہے تو عمرؓ نے فوراً اُن کو بلایا اور اُن کو زمین کی پیمایش کا عہدہ سپرد کر دیا۔ (یعنی مہتمم بندوبست بنایا) تو عثمان نے لگان مقرر کیا ہر جریب (۴۴ گز) پر جس کو پانی پہنچتا ہے خواہ وہ زمین مزروعہ ہو (آباد) یا غیر آباد (مگر قابل زراعت) ہو اُس پر مال گزاری ایک درہم اور ایک قفیز (ناپ کا پیمانہ) غلّہ قائم کیا۔ تو سواد (سرسبز علاقہ) عراق کی مالگزاری حضرت عمرؓ کے انتقال سے پہلے دس کروڑ سے اُوپر پہنچ گئی تھی۔[عہ] اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں کے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اُترے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے اُس کی حد بندی کی اور اُن کو عمرؓ نے فرمایا تھا جب اُن کو ادھر بھیجا کہ اے عتبہ! میں تم کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ تم اہلِ حیرہ سے قتال کرو اُمید ہے کہ اللہ تعالٰی اس کو تمھارے ہاتھ پر فتح کرے گا اب تم اللہ کی برکت و خیر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اپنے مقدور بھر اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم دشمن کے وسط میں پہنچ رہے ہو اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ اُن کے مقابلہ پر تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے کافی ہو جائے گا اور میں نے علاء الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ تمھاری مدد کرے عرفجہ بن خزیمہ کے ساتھ (یعنی اس کو تمھارے پاس بھیجدے) اور وہ دشمنوں کے ساتھ خوب جہاد کرنے والا اور ان دہی کے ساتھ لڑنے والا شخص ہے تو اس سے

عہ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمرؓ نے اگرچہ نہایت نرمی سے خراج مقرر کیا تھا لیکن جسقدر مالگزاری ان کے عہد میں موصول ہوتی زمانہ مابعد میں کبھی وصول نہیں ہوتی۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کمبخت کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی۔ عمرؓ بن الخطاب نے عراق کی مالگزاری دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی۔ زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کروڑ آٹھ لاکھ درہم وصول کئے۔ مامون رشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اس عہد میں بھی عراق کے خراج کی مقدار ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ درہم سے کبھی نہیں بڑھی ۱۲ مترجم از "الفاروق"

Marfat.com

فشاورهم و ادعُ الی الله فمن اجابک فاقبل منه ومن ابی فالجزیة عن ید ذلة وصغار والا فالسیف فی غیر هوادة واستنفر من مررت به من العرب وحثهم علی الجهاد وکابة العدو واتق الله ربک فافتتح عتبة بن غزوان الابلة ثم اختط البصرة وفی الاستیعاب من حدیث الشعبی ان عدی بن حاتم قال لعمر اذ قدم علیه ما اظنک تعرفنی قال وکیف لا اعرفک واول صدقة بیضت وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم صدقة طی اعرفک آمنت اذ کفروا واقبلت اذ ادبروا ووفیت اذ غدروا و ازانجمله آنست کہ نہی می فرمود نہی شدید از استعمال کفار بر اعمال مسلمین فی ریاض النضرة ان ابا موسی قدم علی عمرؓ ومعه کاتب نصرانی فرفع کتابه فاعجب عمر ولم یعلم انه نصرانی فقال لابی موسی این کاتبک هذا حتی یقرأ الکتاب علی الناس فقال ابو موسی یا امیر المؤمنین انه لا یدخل المسجد قال لم اجنب هو قال لا ولکنه نصرانی فانتهره عمر وقال لا تدنوهم وقد اقصاهم الله ولا تکرموهم وقد اهانهم

مشورہ کرتے رہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہو جو اجابت کرے تم اس سے قبول کرو اور جو انکار کرے تو وہ ذلیل اور حقیر ہو کر جزیہ دے ورنہ تلوار ہے بغیر کسی ہمدردی کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ پر بھی تمہارا گزر ہو اس کے لوگوں کو جمع کرو اور اُن کو جہاد کے لئے اور دشمنوں کو بے حوصلہ کرنے کے لئے آمادہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ تو عتبہ بن غزوان نے اُبلہ کو فتح کرلیا۔ پھر بصرہ کی حدود متعین کیں۔ اور استیعاب میں شعبی کی حدیث میں سے ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمرؓ سے آکر ملے تو اُنھوں نے کہا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپ مجھے پہچان رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکا دیا تھا طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ وہ (قبیلہ طے والے) کافر تھے اور تم ہماری طرف آئے جب اُنھوں نے (مرتد ہو کر) پیٹھ پھیر لی تھی اور آپ وفادار رہے جب اُن لوگوں نے غدّاری کی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شدّت کے ساتھ روکا کرتے تھے کفّار سے اعتماد کے کام لینے سے مسلمانوں کے معاملات میں۔ ریاض النضرة میں ہے کہ ابو موسیٰؓ عمرؓ کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ان کا نصرانی کاتب تھا۔ تو اُس نے اپنا لکھا ہوا حساب پیش کیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ نصرانی ہے۔ پھر آپ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تمہارا یہ کاتب کہاں ہے؟ کہ لوگوں کو یہ تحریر پڑھ کر سُنا دے۔ تو ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ وہ مسجد میں داخل نہ ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا کیوں؟ کیا وہ جُنبی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا نہیں لیکن وہ نصرانی ہے تو اُنکو عمرؓ نے جھڑکا اور فرمایا کہ ان کو اپنے سے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے دُور کر دیا اور ان کا اکرام نہ کرو جب ان کو اللہ نے

Marfat.com

اللہ و لا تأمنوهم و قد خونهم اللہ قد نهيتكم عن استعمال اہل الکتاب فانہم یستحلون الرشا (الرشوت) و فی روایۃ ان عمر قال لابی موسیٰ ائتنی برجل ینظر فی حسابنا فاتاہ بنصرانی فقال لو کنت تقدمت الیک لفعلت (ای العتاب) و فعلت سألتک رجلاً اشرکہ فی امانتی فاتیتنی بمن یخالف دینہ دینی۔

و از انجملہ آنکہ بنفس خود عسس مے فرمود و اختیار این امر بجہت دو فائدہ بود اولے اطلاع براحوال رعیت تا ہر جا خللے یافتہ شود تدارک آن بعمل آید و ملوک عدالت پیشہ برائے ظہور این فائدہ منہیان و سوانح نگاران مقرر کردہ اند و فائدہ ثانیہ محافظت ضعفاء از دست برد سراق و بادشاہان عادل برائے رعایت این مصلحت عسس و شرط قرار دادہ اند و ہمچنین ہر مصلحتے کہ ملوک برائے آن شخصے را معین ساختہ اند حضرت فاروق رض بنفس نفیس خود تا مدتے التزام مباشرت آن مے فرمود تا بر نقیر و قطمیر آن مصالح مطلع شود و ضابطہ برائے آن قرار دہد و ازین قبیل است حکایت تعہد نساء غزاۃ و تخلف قافلہ گشتن او رضی اللہ عنہ و اورا رضی اللہ عنہ در اوقات عسس اتفاقات عجیبہ روئے دادہ است در ضمن دو سہ حکایت تقریر آن عجائب کنیم۔

ذلیل کردیا اور ان کو امین نہ بناؤ جب کہ اللہ نے ان کو خائن قرار دیا۔ میں تم کو روک چکا ہوں اہل کتاب کو معتمد کار بنانے سے کہ یہ لوگ رشوتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمر رض نے ابو موسیٰ رض سے کہا کہ ہمارے پاس ایسا شخص لے کر آؤ جو ہمارے حساب کی پڑتال کرے۔ تو وہ اُن کے پاس ایک نصرانی کو لے گئے تو فرمایا کہ اگر میں تجھ پر پیشقدمی کرتا تو اب کرتا اور ایسا کرتا۔ میں نے تجھ سے ایسے شخص کا سوال کیا تھا جس کو اپنی امانت میں شریک کرسکوں تو میرے پاس ایسے شخص کو لے آیا جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بذات خود گشت کیا کرتے تھے اور اس کام کو دو فائدوں کے لئے اختیار کیا تھا۔ پہلا فائدہ رعیت کے حالات پر مطلع رہنا تاکہ جہاں بھی کوئی رخنہ واقع ہو تو اس کا تدارک عمل میں آجائے اور شاہان عادل نے اس مفاد کے لئے مخبرین اور سوانح نگاروں کو مقرر کیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ ہے ضعفاء کی حفاظت چوروں کی دست برد سے اور بادشاہان عادل نے اس مصلحت کے لئے کوتوال اور سپاہی مقرر کئے ہیں اور اسی طرح جن مصلحتوں کے لئے بادشاہوں نے ایک شخص کو معین کیا ہے حضرت فاروق رض نے خود بنفس نفیس ان کاموں کے کرنے کا التزام کیا ہے تاکہ ان مصالح کی ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی مطلع ہوجائیں اور اُن کے پیش نظر ضابطے مقرر کردیں اور اسی قسم میں سے ہیں غازیوں کی بیویوں کی خبرگیری فرمانے کے قصے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قافلہ کے پیچھے چلنے کی حکایتیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گشت کے اوقات میں عجیب اتفاقات پیش آتے ہیں۔ دو تین حکایتوں کے ضمن میں ہم ان عجائبات کا بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجت مع عمر فی السوق فلحقتہ امرأۃ شابۃ فقالت یا امیر المؤمنین ہلک زوجی و ترک صبیۃ صغارًا واللہ ما ینضجون کراعًا و لا لہم ضرع و لا زرع و خشیت علیہم الضیعۃ و انا ابنۃ خفاف بن ایماء الغفاری و قد شہد ابی الحدیبیۃ مع النبی صلی اللہ علیہ و سلم فوقف معہا و لم یمض و قال مرحبًا بنسب قریب ثم انصرف الی بعیر ظہیر کان مربوطًا فی الدار فحمل علیہ غرارتین ملأہما طعامًا و جعل بینہما نفقۃ و ثیابًا ثم ناولہا خطامہ فقال اقتادیہ فلن یفنی حتی یأتیکم اللہ بخیر فقال الرجل یا امیر المؤمنین اکثرت لہا فقال ثکلتک امک واللہ انی لأری ابا ہذہ و اخاہا و قد حاصرا حصنًا زمانًا فافتتحاہ ثم اصبحنا نستفیئ سہمانہما اخرجہ البخاری و فی الریاض عن ابن عمر قال قدمت رفقۃ من التجار فنزلوا المصلی فقال عمر لعبد الرحمن ہل لک ان نحرسہم اللیلۃ من السرق فباتا یحرسانہم و یصلیان ما کتب اللہ

روایت ہے زید بن اسلم سے اُنھوں نے روایت کیا اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ کے ساتھ بازار گیا تو اُن سے آکر ملی ایک جوان عورت اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر ہلاک ہوگیا اور اُس نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں واللہ نہ اُنھیں گوشت کا ٹکڑا میسّر ہے اور نہ اُن کے پاس دودھ دینے والا کوئی جانور ہے اور نہ کھیتی ہے اور مجھے ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میں خفافؓ بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو عمرؓ اُس کے پاس ٹھہرے اور آگے نہیں گئے۔ اور فرمایا کہ بہت اچھا نسب ہے قریب کا (یعنی جس کو ہم جلد پہچان گئے) پھر ایک باربرداری کے اُونٹ کی طرف لوٹے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اُس کے اُوپر دو بورے لادے۔ دونوں کھانے کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان نقدی بھی تھی اور کپڑے بھی تھے پھر اُس عورت کو اُونٹ کی مُہار پکڑوادی اور فرمایا کہ اس کو ہنکا لیجا۔ یہ ختم نہ ہوگا کہ تیرے پاس اور مال پہنچ جائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اُس کو بہت دیدیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں روئے واللہ میں دیکھ رہا ہوں اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور ان دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اُنھوں نے اُسے فتح کرلیا پھر ہم صبح کو ان دونوں کے حصّے لوٹا رہے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور وہ لوگ عیدگاہ پر ٹھہرے تو عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ کیا آپ ہمارا ساتھ دینگے اس میں کہ آج رات ہم ان لوگوں کی چوروں سے حفاظت کریں تو یہ دونوں تمام رات جاگتے اور ان لوگوں کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے

Marfat.com

لها فسمع عمر بكاء صبي فتوجه نحوه
فقال لامه اتقى الله واحسني الى
صبيك ثم عاد الى مكانه فسمع بكاءه
فعاد الى امه فقال لها مثل ذلك
ثم عاد الى مكانه فلما كان من آخر
الليل سمع بكاءه فاتى امه و
قال ويحك انى لاراك ام سوء
مالي ارى ابنك لا يقر منذ الليلة
قالت يا عبدالله قد ابرمتني منذ
الليلة انى اربغه على
الفطام فيابى قال ولم قالت لان
عمر لا يفرض الا للمفطم قال فكم له
قالت كذا وكذا شهرا قال لا تعجليه فصلى
الفجر وما يستبين الناس ثم
غلبه البكاء فلما سلم قال
يا بؤسا لعمر كم قتل من اولاد
المسلمين ثم امر مناديا ينادي
ان لا تعجلوا صبيانكم على
الفطام وانا نفرض لكل مولود في
الاسلام وكتب بذلك الى
الآفاق ان يفرض لكل مولود
في الاسلام اخرجه صاحب
الصفوة وفيه عن عروة بن
رويم قال بينا عمر بن
الخطاب

مقدور کردی تھی۔ تو عمرؓ نے (گشت پر جاتے ہوتے) ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی طرف توجہ کی۔ پھر اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچّہ کے ساتھ نیک برتاؤ کر پھر اپنے مقام کی طرف واپس ہوتے تو پھر بچے کے رونے کی آواز سنی پھر اس کی ماں کی طرف پہنچے اور پھر اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر (گشت کرتے ہوتے) اپنی جگہ کی طرف لوٹے۔ پھر جب آخر شب کا وقت آیا تو پھر آپ نے اس بچّہ کی رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کے پاس پہنچے اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو بہت بُری ماں ہے۔ کیا ہوا کہ میں تیرے بچے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج کی رات اتنا بے قرار ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے تونے بھی مجھے آج رات تنگ کر دیا۔ میں اس کو دودھ چھوڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ آپ نے کہا اور کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمرؓ وظیفہ نہیں دیتا مگر اس بچہ کو جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی (یعنی شروع کی) دراں حالیکہ لوگ واضح طور پر نظر نہیں آتے تھے (یعنی اول وقت) پھر اُن پر گریہ غالب آگیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ کس قدر بربادی ہے عمرؓ کی۔ مسلمانوں کے بچوں میں سے اس نے کتنوں کو ہلاک کردیا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھوڑانے میں جلدی نہ کرو (اب) مسلمانوں کے ہر بچہ کا وظیفہ مقرر کردینگے۔ اور جملہ اطراف ملک میں احکام بھیجدیئے کہ اسلام میں کے ہر بچّے کا پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کردیا جاتے۔

اس کو صاحب الصفوہ نے روایت کیا۔ اور اسی میں ہے کہ عروہ بن رُویم سے مروی ہے کہ ایسے وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو

Marfat.com

يتصفح الناس يسالهم من امراء اجنادهم اذ مر باهل حمص فقال كيف انتم وكيف اميركم قالوا خير امير يا امير المؤمنين الا انه قد بنى علية يكون فيها فكتب كتابا وارسل بريدا وامره اذا جئت باب علية فاجمع حطبا واحرق باب علية فلما قدم جمع حطبا واحرق باب العلية فدخل عليه الناس فذكروا ان ههنا رجلا يحرق باب عليتك فقال دعوه فانه رسول امير المؤمنين ثم دخل عليه فناوله الكتاب من يده فلم يضع الكتاب من يده حتى ركب فلما رآه عمر قال احبسوه عنى في الشمس ثلثة ايام فحبس عنه ثلثا حتى اذا كان بعد ثلث قال يا ابن قرط الحقنى الى الحرة وفيها ابل الصدقة وغنمها حتى اذا جاءه الحرة القى عليه نمرة وقال انزع ثيابك واتزر بهذه ثم ناوله الدلو فقال اسق هذه الابل فلم يفرغ حتى تعب فقال يا ابن قرط متى كان عهدك بهذا قال قديما يا امير المؤمنين قال فلهذا بنيت العلية واشرفت بها على المسلمين والارملة واليتيم ارجع الى عملك ولا تعد وفيه

غور کے ساتھ دیکھ رہے اور ان سے ان کے لشکروں کے امراء کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ ان کا گزر اہل حمص پر ہوا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا امیر کیسا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اچھا امیر ہے مگر اس نے ایک بالاخانہ بنالیا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو آپ نے ایک خط لکھا اور قاصد کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جب تو بالاخانہ کے دروازے پر پہنچے تو لکڑیاں جمع کر کے اُس کو پھونک دینا تو جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے لکڑیاں جمع کر کے بالاخانہ کے دروازے کو آگ لگادی، اس پر امیر کے پاس لوگوں نے جا کر کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کے بالاخانہ کا دروازہ پھونک رہا ہے۔ امیر نے کہا کہ اُسے چھوڑ دو کہ وہ امیر المؤمنین کا قاصد ہے پھر قاصد امیر کے پاس پہنچا تو امیر نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اُس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑا نہیں کہ سوار ہو گیا۔ جب اس کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ میری جانب سے اس کو تین دن دھوپ میں روکے رکھو تو اس کو تین دن دھوپ میں روکا گیا۔ جب تین دن گزر گئے تو کہا اے ابن قرط! مجھ سے حرّہ میں آکر مل (حرّہ مدینہ کی آبادی سے باہر ایک پتھریلا مقام ہے) اور اس میں صدقہ کے اونٹ اور بکریاں موجود تھیں۔ تو جب وہ حرّہ پہنچا تو اس کے اوپر ایک چادر پھینک دی اور کہا کہ اپنے کپڑے اُتار اور اس کی لنگی بنا کر باندھ پھر اُس کو ڈول دیا اور کہا کہ ان اونٹوں کو پانی پلا تو وہ چند ڈول کھینچ کر تھک گیا۔ تو آپ نے کہا کہ اے ابن قرط! اس عہدہ پر تجھے کتنا زمانہ گزرا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین زمانہ دراز سے ہوں۔ فرمایا تو اسی وجہ سے تم نے بالاخانہ بنایا۔ اور اُس پر چڑھ کر بیٹھے۔ سب مسلمانوں سے اور مصیبت زدوں سے، یتیموں سے اونچے ہو کر۔ اپنے عہدہ پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور اسی میں ہے کہ

عن انس بن مالک بینما امیر المؤمنین
عمر یعس ذات لیلۃ اذ مر باعرابی
جالس بفناء خیمتہ فجلس الیہ
یحدثہ ویسألہ ویقول لہ ما اقدمک
ہذہ البلاد فبینا ہو کذلک اذ
سمع انینا من الخیمۃ فقال من
ہذا الذی اسمع انینہ فقال امر
لیس من شانک امرأۃ تمخض (دردِ زہ وارد)
فرجع عمر الی منزلہ وقال یا ام
کلثوم شدی علیک ثیابک و
اتبعینی قال ثم انطلق حتی
انتہی الی الرجل فقال لہ ہل
لک ان تاذن لہذہ المرأۃ
ان تدخل علیہا فتؤنسہا فاذن
لہا فدخلت فلم یلبث ان قالت
یا امیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام فلما
سمع قولہا امیر المؤمنین وثب من جنبہ
فجلس بین یدیہ وجعل یعتذر الیہ
فقال لا علیک اذا اصبحت فائتنا فلما
اصبح اتاہ ففرض لابنہ فی الذریۃ
واعطاہ وفیہ عن ابن عمر ان
عمر لما رجع من الشام الی المدینۃ
انفرد من الناس لیعرف اخبارہم
فمر بعجوز فی خباءہا فقصدہا
فقالت

انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ ایسے وقت میں کہ امیر المؤمنین رض
ایک رات میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک اعرابی پر ہوا
جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس جا بیٹھے اور
اس سے باتیں کرنے لگے اور سوالات کرنے لگے اور اس سے یہ پوچھ
رہے تھے کہ ان شہروں میں تیرا آنا کس وجہ سے ہوا، ابھی وہ
اسی گفتگو میں تھے کہ خیمہ کے اندر سے آہستہ آہستہ رونے کی
آواز سنی۔ تو آپ نے کہا کہ یہ آواز کیسی ہے جو میں سن رہا ہوں
تو اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے جو تم سے متعلق نہیں۔ ایک
عورت ہے جس کے پیدائش کا درد ہو رہا ہے۔ تو عمر رض اپنے
مکان پر لوٹ کر آئے اور (زوجہ محترمہ سے) فرمایا کہ اے ام کلثوم
اپنے کپڑے کس کر بدن پر باندھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ کہا کہ روانہ
ہوتے اور اسی شخص کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ کیا تم اجازت
دو گے اس عورت کو یہ اس کے پاس جا کر اس کی تسکین اور
تشفی کرے تو اس نے اجازت دیدی اور یہ اس کے پاس اندر
پہنچ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ام کلثوم رض نے کہا کہ اے امیر
المؤمنین رض اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دیدیجئے۔ جب اس
اعرابی نے ان کا قول امیر المؤمنین سنا تو وہ کود کر آپ کے
پہلو سے اٹھا اور سامنے آ بیٹھا اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔
تو آپ رض نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں جب صبح ہو جاتے تو ہمارے
پاس آ جانا تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ
نے اس کے بچے کے لئے بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اس کو
عطا کر دیا۔ اور اسی میں ہے کہ ابن عمر رض سے مروی ہے کہ جب
عمر رض شام سے مدینہ لوٹ کر آئے تو لوگوں سے الگ ہو گئے تاکہ
ان کے احوال معلوم کریں تو آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو
اپنے خیمہ میں تھی تو اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ

Marfat.com

یا ہذا ما فعل عمر قال ہو ذا قد أقبل من الشام قالت لاجزاه الله عنی خیرا قال ویحک ولم قالت لانہ واللہ ما نالنی من عطائہ منذ ولی الی یومنا ہذا دینار ولا درہم قال ویحک وما یدری عمر حالک وانت فی ہذا الموضع فقالت سبحان الله ما ظننت ان احدا یلی علی الناس ولا یدری ما بین مشرقہا ومغربہا فاقبل عمر وہو یبکی ویقول واعمراہ اخصموہ کل احد افقہ منک یا عمر ثم قال لہا بکم تبیعینی ظلامتک منہ فانی ارحمہ من النار قالت لا تہزأ بنا رحمک الله فقال لہا عمر لیس بہزأ فلم یزل بہا حتی اشتری ظلامتہا بخمسۃ وعشرین دینارا فبینا ہو کذلک اذ اقبل علی بن ابی طالب وابن مسعود فقالا السلام علیک یا امیر المؤمنین فوضعت المرأۃ یدہا علی رأسہا وقالت واسوأتاہ شتمت امیر المؤمنین فی وجہہ فقال لہا عمر لا علیک یرحمک الله قال ثم طلب عمر قطعۃ جلد یکتب فیہ فلم یجد فقطع قطعۃ من فروۃ کان لبسہا وکتب بسم الله الرحمن الرحیم ہذا ما اشتری

اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ تو آپ نے کہا کہ وہ اِدھر ہی تو ہے اور شام سے آگیا ہے تو اُس عورت نے کہا کہ خدا اُس کو میری طرف سے جزاء خیر نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے اور تو ایسا کیوں کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے آج تک مجھے اُس کا کوئی عطیہ نہیں ملا نہ کوئی دینار اور نہ درہم۔ آپ نے کہا تجھ پر افسوس، اور عمرؓ کو تیرے حال کی خبر کیا ہے اور جب کہ تو ایسی جگہ بیٹھی ہوئی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ سبحان اللہ میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق اور مغرب میں کیا ہے تو عمرؓ روتے ہوئے اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے عمرؓ، ہائے کتنے دعویدار ہوں گے تجھ پر، ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمرؓ! پھر اُس سے فرمایا کہ تو اپنی مظلومیت کے حق کو اس کے ہاتھ کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں اُس نے کہا کہ ہم سے مخول نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ یہ مخول نہیں ہے تو اس سے اصرار کرتے ہی رہے یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ علیؓ بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ آپہنچے اور ان دونوں نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنینؓ تو عورت اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی کہ ہائے بُرائی میں نے امیر المؤمنینؓ کو اُس کے مُنہ پر بُرا بھلا کہدیا۔ تو اُس سے امیر المؤمنینؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی جرم نہیں خدا تجھ پر رحم کرے تو عمرؓ نے ایک جلد کا ٹکڑا مانگا جس پر لکھیں مگر نہ ملا پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھ رہے تھے ایک ٹکڑا اکھاڑا اور لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دستاویز ہے اس کی جو عمرؓ نے

Marfat.com

عمر بن فلانة ظلامتها منذ ولي الى
يومنا هذا بخمسة وعشرين دينارا
فما تدعي عنده وقوفي في المحشر
بين يدي الله عز وجل فعمر منه
برئ شهد على ذلك علي بن ابي طالب
وعبد الله بن مسعود ثم دفع الكتاب
الى علي وقال اذا انا تقدمتك
فاجعلها في كفني وفيه عن الاوزاعي
ان عمر بن الخطاب خرج في سواد
الليل فرآه طلحة فذهب عمر
فدخل بيتا ثم خرج ودخل بيتا آخر
فلما اصبح طلحة ذهب الى ذلك
البيت فاذا العجوز عمياء مقعدة فقال
لها ما بال هذا الرجل يأتيك قالت
انه معاهدي منذ كذا وكذا بما
يصلحني ويخرج عني الاذى فقال
طلحة لنفسه ثكلتك امك أعثرات عمر
تتبع اخرجه صاحب الصفوة و
الفضائل وفيه روي انه كان
يطوف ليلة في المدينة فسمع
امرأة تقول شعر الا طال هذا الليل
وازور جانبه وليس الى جنبي
خليل ألاعبه فوالله لولا الله
لا شيء غيره لزعزع من هذا السرير
جوانبه مخافة ربي والحياء

فلاں عورت سے اُس کا حق مظلومیت خریدا ہے جب سے وہ والی
بنا ہے آج کے دن تک پچیس دینار میں تو وہ اب اللہ کے سامنے
محشر میں کھڑی ہو کر اگر دعوی کرے تو عمرؓ اس سے بری ہے۔
اس پر گواہ ہیں علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ پھر وہ
تحریر علیؓ کو دیدی اور فرمایا کہ جب میں تم سے پہلے دنیا سے
گزر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھدینا۔ اور اسی میں ہے
کہ اوزاعیؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے اندھیرے
میں نکلے تو اُن کو طلحہؓ نے دیکھا کہ عمرؓ جاتے ہوتے ایک گھر
میں داخل ہوتے پھر نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوتے۔
جب صبح ہوتی تو طلحہؓ اُس گھر میں پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اس
میں ایک بوڑھیا ہے اندھی جس کی ٹانگیں ماری ہوتی ہیں تو
انھوں نے کہا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جو تیرے پاس آتا ہے۔
اُس نے کہا کہ وہ میری خبرگیری کرنے والا ہے اتنے اور لتنے
زمانہ سے جس چیز کی بھی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور میرے
پاس سے گندگی کو ہٹاتا ہے تو طلحہؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ تجھے
روتے تیری ماں کیا تو عمرؓ کی لغزشیں معلوم کرنے کے درپے
ہوا تھا۔ اس کو اخذ کیا صاحب الصفوہ اور فضائل نے۔ اور اسی
میں ہے کہ ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں گشت کر رہے
تھے تو آپ نے سنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار الا
طال هذا الليل وازور جانبه الخ (ترجمہ) دیکھو یہ رات لمبی
ہوگئی اور اس کا گوشہ خوب تاریک ہوگیا۔ اور میرے پہلو میں
کوئی دوست نہیں جس کے ساتھ دل لگی کر لوں + تو خدا کی
قسم اگر اللہ (روکنے والا) نہ ہوتا جس کے سوا مجھے کوئی شے
(روکنے والی) نہیں۔ تو اس چارپائی کی تمام طرفیں (یعنی
پٹیاں) ضرور کانپنے لگتیں + اپنے پروردگار کا خوف اور حیا

Marfat.com

مَرَاكِبُهُ ۞ وَفِي رِوَايَةٍ وَلٰكِنَّنِي أَخْشَىٰ رَقِيبًا مُوَكَّلًا ۞ بِأَنْفُسِنَا لَا يَفْتُرُ الدَّهْرَ كَاتِبُهُ ۞ فَسَأَلَ عُمَرُ نِسَاءً كَمْ تَصْبِرُ الْمَرْأَةُ عَنِ الرَّجُلِ فَقُلْنَ شَهْرَيْنِ وَفِي الثَّالِثِ يَقِلُّ الصَّبْرُ وَفِي الرَّابِعِ يَنْفَدُ الصَّبْرُ فَكَتَبَ إِلَىٰ أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ أَنْ لَا تَحْبِسُوا رَجُلًا عَنِ امْرَأَتِهِ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَفِيهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعَ عُمَرُ امْرَأَةً تَقُولُ شِعْرًا دَعَتْنِي النَّفْسُ بَعْدَ خُرُوجِ عَمْرٍو ۞ إِلَى اللَّذَّاتِ تَطَّلِعُ اطِّلَاعَا ۞ فَقُلْتُ لَهَا عَجِلْتِ فَلَا تُطَاعِي ۞ وَلَوْ طَالَتْ إِقَامَتُهُ رِبَاعَا ۞ أُحَاذِرُ إِنْ أَطَعْتُكِ سَبَّ نَفْسِي ۞ وَمَخْزَاةً تُجَلِّلُنِي قِنَاعَا ۞ فَقَالَ لَهَا عُمَرُ مَا الَّذِي يَمْنَعُكِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتِ الْحَيَاءُ وَإِكْرَامُ زَوْجِي قَالَ عُمَرُ إِنَّ فِي الْحَيَاءِ لَهَنَاتٍ ذَاتَ أَلْوَانٍ مَنِ اسْتَحْيَىٰ اسْتَخْفَىٰ وَمَنِ اسْتَخْفَىٰ اتَّقَىٰ وَمَنِ اتَّقَىٰ وُقِيَ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَفِي الْإِحْيَاءِ رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَعُسُّ فِي الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَرَأَىٰ رَجُلًا وَامْرَأَةً عَلَىٰ

مجھے اس کام سے ہٹاتی ہے اور (نیز) میں اپنے شوہر کی عزت کرتی ہوں کہ اس کے سواری کے مقامات کو دوسرے شخص کو دیدیئے جائیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے ولکنّنی اخشیٰ الخ یعنی لیکن میں ڈرتی ہوں ایک ایسے نگہبان سے جو ہمارے نفسوں پر موکل ہے جو کبھی سستی نہیں کرتا ہمیشہ ہر ایک حال لکھتا ہی رہتا ہے۔ تو عمرؓ نے عورتوں سے پوچھا کہ کتنے عرصہ تک عورت مرد سے صبر کر لیتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ دو مہینے اور تیسرے مہینے میں صبر کم ہونے لگے گا اور چوتھے مہینے میں ختم ہو جائے گا تو آپ نے فوجوں کے امراء کو لکھا کہ کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس جانے سے چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے شعبیؒ سے کہ عمرؓ نے سنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار دعتنی النفس بعد خروج عمرو الخ (ترجمہ) عمرو کے چلے جانے کے بعد مجھے نفس نے لذات کی طرف بلایا (اور ان کے حاصل کرنے کی) بہت سی صورتیں دیکھ رہا ہے الخ میں نے اس سے کہا کہ تو نے جلدی کی تیری بات نہیں مانی جائے گی اگرچہ عمرو کا قیام منازل میں طویل ہو جائے۔ اگر میں نے تیری بات مان لی تو میں اپنی ذات پر گالیاں پڑنے سے ڈرتی ہوں اور ایسی رسوائی سے جو میرے چہرے پر برقع بن کر چھا جائے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس (برائی) سے تجھے کیا چیز روکتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ حیاء اور اپنے شوہر کا اکرام۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک حیاء میں بہت سی خصلتیں مختلف الوان کی شامل ہو جاتی ہیں۔ جو حیا کرے گا وہ چھپا رہے گا اور جو چھپا رہے گا وہ متقی ہوگا اور جو متقی ہوگا وہ بچا رہے گا، اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اور احیاء میں ہے کہ ایک رات عمرؓ مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو

Marfat.com

فاحشۃ فلما اصبح قال للناس ارایتم لوان اماما رأی رجلا و امرأۃ علی فاحشۃ فاقام علیہما الحد ما کنتم فاعلین قالوا انما انت امام فقال علی لیس لک ذلک اذا یقام الحد علیک ان اللہ تعالی لم یامن علی ہذا الامر اقل من اربعۃ شہداء ثم ترکہم ما شاء اللہ ان یترکہم ثم سألہم فقال القوم مثل مقالتہم الاولی و قال علی مثل مقالتہ قال الغزالی و ہذا مشیر الی ان عمر کان مترددا فی ہذہ المسألۃ وفیہ عن عبدالرحمن ابن عوف قال حرست مع عمر لیلۃ بالمدینۃ فبینا نحن نمشی اذ ظہر لنا سراج فانطلقنا نؤمہ فلما دنونا اذا باب مغلق علی قوم لہم اصوات و لغط فاخذ عمر بیدی و قال اتدری بیت من ہذا قلت لا قال ہذا بیت ربیعۃ بن امیۃ بن خلف و ہم الآن شرب فماتری قلت اری انا قد اتینا ما نہانا اللہ تعالی عنہ قال اللہ تعالی ولا تجسسوا فرجع عمر و ترکہم و فیہ روی ان عمر کان یعس بالمدینۃ اللیل فسمع صوت

فحش حال میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر ایک امام نے ایک مرد اور عورت کو فحش حالت پر دیکھا اور پھر اُن دونوں پر حد کو قائم کر دیا تو تم کیا کروگے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام ہیں (آپ کو اختیار ہے) مگر علی رضؓ نے کہا کہ اس کا اختیار نہیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ کے اوپر حد قائم کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالےٰ نہیں مانتے اس امر میں چار گواہوں سے کم کی شہادت کو۔ پھر عمر رضؓ نے اُن (سے اس پر کلام) کو چھوڑے رکھا جب تک اللہ نے چاہا کہ چھوڑے رکھیں۔ پھر اُن سے پوچھا تو قوم نے اسی طرح جیسے پہلے کہا تھا جواب دیا اور علیؓ نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ غزالیؒ نے کہا کہ یہ (تکرار سوال) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمرؓ اس مسئلہ میں متردد تھے۔ اور اسی میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمرؓ کے ساتھ مل کر مدینہ کا گشت کیا تو ایسے وقت کہ ہم چلے جا رہے تھے ہم کو ایک چراغ نظر آیا تو ہم اُسی کے قصد سے آگے چلے۔ جب ہم قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک قوم نے (یعنی چند ہم مشرب لوگوں نے) دروازہ بند کر رکھا ہے اور اُن کی آوازیں اور ملے جلے الفاظ بلند ہو رہے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ گھر ہے ربیعہ بن اُمیّہ بن خلف کا اور وہ اس وقت شراب پیتے ہوئے ہیں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اب اس حد پر آگئے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں منع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا (اور تجسس نہ کرو) تو عمرؓ واپس ہوئے اور اُن کو چھوڑ دیا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو ایک شخص کی آواز

Marfat.com

رجل فی بیت یتغنی فتسوّر علیه فوجد رجلاً عنده امرأة وخمراً فقال یا عدو الله اظننت ان الله تعالیٰ یسترک وانت علی معصیته فقال وانت یا امیر المؤمنین فلا تعجل ان اکن عصیت الله فی واحدة فانت عصیته فی ثلاث قال الله تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوا وقد تجسست وقال تعالیٰ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وقد تسورت علیّ وقال تعالیٰ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ وقد دخلت بیتی بغیر اذن ولا سلام فقال عمر هل عندکم من خیر ان عفوت عنک قال نعم یا امیر المؤمنین لئن عفوت عنی لا اعود لمثلها ابداً فعفا عنه در روضۃ الاحباب مرویست از اسلم مولائے فاروق رض کہ شبے از شبہا با امیر المؤمنین در اطراف مدینہ می گشتم ساعتے برائے استراحت بر جانب دیوارے تکیہ فرمود شنید کہ ضعیفہ با صبیۃ خود می گفت برخیز شیر را باب بیامیز دختر گفت نمی دانی کہ منادی امیر المؤمنین ندا در دادہ لا یشاب اللبن

میں سے کسی جو گا رہا تھا تو اُس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا تو پایا کہ اُس کے سامنے ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے تو انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھپائے رکھے گا اور تو اس کی نافرمانی پر قائم رہیگا۔ تو اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض! آپ بھی (نافرمان ہیں) تو جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی ایک بات میں تو آپ نے اُس کی نافرمانی کی تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوا۔ اور آپ نے تجسس کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَيْسَ الْبِرُّ الخ (۲: ۱۸۹) اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ گھروں میں اُن کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔" اور آپ دیوار پھلانگ کر میرے پاس آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا الخ (۲۴: ۱۸۹) تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہونا جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔" اور آپ میرے گھر میں داخل ہوئے بغیر اذن کے اور بغیر سلام کے۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا تم سے خیر کی امید کیجائے اگر میں تجھ کو معاف کر دوں؟ اُس نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین اگر آپ نے مجھ کو معاف کر دیا تو میں کبھی ایسی شے کی طرف نہ لوٹوں گا تو آپ نے اُس کو معاف کر دیا۔ اور روضۃ الاحباب میں مروی ہے اسلم رض سے جو حضرت فاروق رض کے آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں میں امیر المؤمنین رض کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپ نے ایک گھڑی کے لئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ نے سُنا کہ ایک بُڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اُٹھ دودھ میں ... پانی ... ملا دے۔ لڑکی نے کہا کہ آپ نہیں جانتیں کہ امیر المؤمنین رض کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی

بالا آید مادر گفت نہ درین ساعت امیرالمؤمنین رض
حاضر است و نہ منادی او دختر گفت واللہ
سزاوار نیست ما را کہ در ملاء اطاعت کنیم و در
خلوت عصیان ورزیم فاروق اعظم رض بغایت
خوش وقت شد و گفت اے اسلم این حجرہ را
نشان کنی روز دیگر آنجا کس فرستاد و آن دختر
را برائے پسر خویش عاصم خطبہ کرد و عاصم را از وے
دخترے پیدا شد عمر بن عبدالعزیز از نسل
آن دختر بود و نیز مرویست از عبداللہ بن بریدہ
اسلمی کہ فاروق اعظم رض شبے در بازار مدینہ سیر می
نمود ناگاہ شنید کہ زنے این بیت می خواند بیت
الا سبیل الی خمر فاشربہا ام لا سبیل الی
نصر بن حجاج ؛ بامدادان پرسید کہ نصر بن حجاج کیست
گفتند جوانیست از بنی سلیم رشیق القد صبیح الخد
حسن الشعر او را خواند و حلاق را فرمود کہ سر او را
بتراشد دید کہ جمال او چنانکہ بود ہست از بیت
المال چیزے بداد و از مدینہ او را اخراج نمود آخر
ازوی خیانتی بظہور رسید و فراست عمر رض کار خود کرد و
از عبدالرحمن بن عوف مرویست کہ فاروق رض
بخانۂ من آمد گفتم چرا مرا نہ طلبیدی فرمود
بمن خبر رسیدہ است کہ درین وقت قافلہ در ظاہر مدینہ
فرود آمدہ است و اہل قافلہ از کلال سفر بخواب
غرق رفتہ اند بیا تا محافظت ایشان نمائیم بر سر تلی
رفتیم و تا صباح بیدار بودیم و از ابوہریرہ رض
مرویست کہ مے گفت

نہ بلایا جائے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیرالمؤمنین رض موجود ہے
اور نہ اُس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے
لئے شایان نہیں ہے کہ سامنے تو ہم اُن کی اطاعت کریں اور خلوت
میں نافرمانی کرنے لگیں۔ فاروق اعظم رض یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور فرمایا اے اسلم اس مکان پر نشان لگا دے۔ دوسرے دن آپ
نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر لیا۔
اُس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عمر بن عبدالعزیز اسی
لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔ اور نیز عبداللہ بن بُریدہ اسلمی سے
مروی ہے کہ ایک رات فاروق اعظم رض مدینہ کے بازار میں پھر رہے
تھے کہ آپ نے سُنا کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے بیت
الا سبیل الی خمر الخ (ترجمہ) کیا کوئی راہ شراب حاصل کرنے
کی نہیں کہ میں اُس کو پی لوں۔ یا کوئی راہ نہیں نصر بن حجاج سے
ملنے کی۔" صبح کو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ نصر بن حجاج کون
ہے؟ انھوں نے کہا کہ بنی سلیم میں کا ایک جوان ہے موزوں
قد اور سفید رخسار اور خوب صورت بالوں والا۔ آپ نے اُس کو بلایا
اور نائی کو حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ اس کا
جمال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے۔ تو آپ نے اس کو بیت المال
میں سے کچھ دیدیا اور اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ انجام کار اس سے
ایک خیانت ظہور میں آئی اور عمر رض کی فراست نے اپنا کام کیا۔
اور عبدالرحمن بن عوف رض سے مروی ہے کہ فاروق رض میرے گھر میں
آئے۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بلا لیا فرمایا کہ
مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس وقت قافلہ مدینہ کے باہر اترا ہے اور
قافلہ والے سفر کے تھکان سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو
تاکہ اُن کی حفاظت کریں۔ تو ہم ایک ٹیلے پر پہنچ گئے اور صبح
تک جاگتے رہے۔ اور ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ

Marfat.com

رحمت خدا تعالیٰ بر قبر فاروق رض نازل باد در عام رماده دیدم که دو انبانِ نان بر پشتِ خود برداشته و عُکّہ اززیت بدست گرفته میرفت و اسلم رفیق او بود در حملِ آن من نیز با او رفتم تا آنکه رسیدیم بچشمه صرار دیدم که بیست خانه دار از بنی محارب در انجا فرود آمده پرسید که سبب قدوم شما چیست اظہار جوع نمودند فی الحال بارہا بر زمین افگند و از برائے طباخی ایشان در ایستاد تا طعام مہیا کرد و ایشان را اطعام نمود انگاه اسلم را بمدینه فرستاد تا برائے ایشان شترے چند از اطعمه و کسوت آورد و برایشان قسمت فرمود و مرفه الحال و متقضی الاوطار باوطار خود باز گشتند و از انجمله آنکه در محافظتِ بیت المال دقیقه فرونے گذاشت در روضة الاحباب مذکور است که احنف بن قیس با جمعے از وجوه عرب از جانب عراق بجنابِ فاروقِ اعظم رض آمدند مے بینند که وے عبا خود را بمیان زده در طلب شترے گم شده از شترانِ صدقه در حالِ کمالِ حرارت ہوا تردد می کند چون احنف را دید فرمود یا احنف ساعتے با من رفاقت کن در طلب این شتر چه حق یتامیٰ و مساکین و ارامل دران ہست مردے از قوم گفت یا امیر المؤمنین رض چرا نمے فرمائی که بندۂ از بندگانِ صدقه درین امر قیام نماید

خدا کی رحمت نازل ہو فاروق رض کی قبر پر میں نے عام رمادہ (ایک قحط کے سال کا نام) میں دیکھا کہ دو گٹھڑیاں روٹیوں کے سامان کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے اور روغن کا کپا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے اور اسلم آپ کا ساتھی تھا اُس کے اُٹھانے میں میں بھی اُن کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ ہم چشمۂ صرار پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ بنو محارب کے بیس گھر والے وہاں اُترے ہیں اُن سے پوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے؟ تو انھوں نے بھوک کا اظہار کیا۔ آپ رض نے جبھی اُن بوجھوں کو زمین پر۔۔۔۔ ڈال دیا اور روٹیوں کی تیاری کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ کھانا تیار کر کے اُن کو کھلا دیا۔ پھر اُسی وقت اسلم کو مدینہ بھیجا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے چند اُونٹ کھانے کے سامان اور کپڑے سے لدے ہوئے لایا اور آپ رض نے یہ سب اُن پر تقسیم فرما دیا اور یہ سب لوگ خوش حال اور حاجت روائی کے ساتھ اپنے وطنوں کو واپس ہوتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی محافظت میں آپ رض نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس سردارانِ عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی جانب سے فاروقِ اعظم رض کی خدمت میں آئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی عبا کو کمر پر باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اُونٹ کی تلاش میں اس حالت میں کہ سخت گرم ہوا (یعنی لُو) چل رہی تھی پھر رہے تھے۔ جب آپ رض نے احنف کو دیکھا تو فرمایا کہ اے احنف! تھوڑی دیر اس اونٹ کی تلاش میں میرا ساتھ دو کیونکہ اس میں یتیموں کا اور مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض! آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی غلام کو اس کام کے انجام دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

صرار عراق کے رستہ پر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قدیم کنواں ہے ۱۲

Marfat.com

فرمود ای عبدٍ أعبدُ منّی و من الاحنف
ہر کسے کہ والی امر مسلمانان شد واجب
است بروے آنچہ واجب است بر بندہ
برائے خواجہ وفی الریاض عن ابی بکر
العنسی قال دخلتُ مع عمر وعثمانَ و
علیٍّ مکانَ الصدقۃ فجلس عثمان
فی الظلّ یکتبُ و قام علیٌّ علٰی
رأسہ یُملی علیہ ما یقول عمرُ و عمر
قائمٌ فی الشمس (یعنی زیادہ) فی یومٍ شدید الحرّ
علیہ بُردتانِ سوداوانِ مُؤتزرٌ
بواحدۃٍ و قد وضع الاخرٰے علٰی
رأسہ و ہو یتفقّدُ ابلَ الصدقۃ
ویکتبُ الوانہا و اسنانہا فقالَ
علیٌّ لعثمانَ ماسمعتَ قول ابنۃ
شعیب فی کتاب اللہ عزّ وجلّ یا أبتِ
استأجرہُ انّ خیرَ من استأجرتَ القویُّ
الأمینُ واشار الی عمر وقال ہذا القویّ الامین
اخرجہ المخلص وابن السمان فی الموافقۃ
وفیہ عن محمد بن علی بن حسین عن مولٰی
لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی
مالٍ لہ بالعالیۃ فی یومٍ صائفٍ اذ رأی
رجلاً یسوق بکرین (یعنی دو شتر جوان) وعلی الارض
مثل الفراش من الحرّ فقال عثمان ما علی
ہذا لو اقام بالمدینۃ حتی یبرُدَ (یعنی گرما)
ثم یروح ثم دنا الرجلُ

آپ نے فرمایا کہ اور (اللہ کے) غلاموں میں سے مجھ سے اور احنف سے
زیادہ غلام کونسا ہے۔ جو شخص کہ امر مسلمین کا والی ہو گیا اُس پر
وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب
ہوتا ہے۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر عنسی سے کہا کہ میں
عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقے کے مکان میں پہنچا
تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سرہانے
کھڑے ہو کر جو کچھ عمرؓ بولتے تھے اُس کو لکھواتے جاتے تھے
اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے ایسے دن میں جو سخت گرمی
کا تھا ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا
رکھا تھا اور دوسری کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور وہ صدقے کے
اونٹوں پر غور کرتے جاتے تھے اور ان کے رنگ اور دانت لکھواتے
تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ کیا تم نے شعیبؑ کی بیٹی کا
قول نہیں سنا کتاب اللہ عزّ وجلّ میں یا أبتِ استأجرہ الخ
(۲۸: ۲۶) ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ
شخص ہے جو مضبوط ہو اور امانتدار ہو" اور اشارہ کیا عمرؓ
کی طرف اور کہا یہ ہے قوی امین" اس کو اخذ کیا مخلص نے اور
ابن السمان نے الموافقہ میں۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے
محمد بن علی بن حسین سے وہ روایت کرتے ہیں عثمانؓ بن عفان
کے ایک آزاد کردہ سے اس نے کہا ایسے وقت کہ میں عثمانؓ
کے ساتھ ان کی اس جائداد میں تھا جو عالیہ (یعنی مدینہ کی بلند
جانب) میں تھی سخت گرم دن میں کہ دفعۃً انہوں نے ایک
شخص کو دیکھا کہ وہ دو جوان اونٹوں کو ہنکار رہا ہے اور زمین
پر تپش کی وجہ سے پتنگے اُڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ تو
عثمانؓ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حرج ہوتا اگر یہ شہر میں ٹھہر جاتا
یہاں تک کہ ٹھنڈ ہو جاتی پھر شام کو آجاتا۔ پھر وہ شخص قریب ہو گیا

Marfat.com

فقالَ انظر من ہذا فنظرتُ فقلتُ ارٰے رجُلاً مُعتمّاً بردائہ یسوق بکرین ثم دنے الرجلَ فقالَ انظر فنظرتُ فاذاہو عمر بن الخطاب فقلتُ ہذا امیرُ المؤمنین فقام عثمانُ فاخرجَ رأسہ من الباب فاذا لفحتہُ (تضحسونٹں) السمُوم فاعادَ رأسہ حتے اذا حاذاہ قالَ ما اخرجک ہذہ الساعۃَ فقال بکرانِ من ابل الصدقۃ تخلّفا وقد مضے بابل الصدقۃ فاردتُ ان الحقہما بالحمٰی (چراگاہ شتران صدقہ) خشیتُ ان یضیعا فیسألنی اللہ عنہما فقال عثمان یا امیرالمؤمنین ھلمّ الی الماءِ والظلِ ونکفیک قالَ عُد الی ظِلّک ومضے فقالَ عثمان من احبّ ان ینظر الی القویّ الامینِ فلینظر الی ہذا اخرجہ الشافعیّ فی مسندہ وفی الاحیاء روے ان عمر وصلہ مسکٌ من البحرین فقالَ وددتُ لو ان امرأۃً وزنتہ حتے اقسمہ بین المسلمین فقالت امرأتہ عاتکۃُ انا اجیدُ الوزنَ (نیکو تمام سنجیدہ) فسکت عنہا ثم اعادَ القولَ فاعادتِ الجوابَ فقالَ لا احببتُ ان تضعیہ فے الکفّۃِ ثم تقولین ہکذا یعنے تو ثر فیہا اثرَ الغبارِ فتمسحین بہا عنقک فاصیبُ

تو مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ کون شخص ہے تو میں نے نظر ڈالی اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی چادر سر کو لپیٹے ہوئے ہے اور دو نوجوان اونٹوں کو ہنکا کر لا رہا ہے۔ پھر وہ شخص کچھ اور نزدیک ہوا پھر کہا کہ اب دیکھ (شاید پہچانا جا سکے) میں نے نظر ڈالی تو وہ عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ میں نے کہا کہ یہ تو امیر المؤمنینؓ ہیں تو عثمانؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو ایک لُو کا جھونکا ان کو لگا تو انھوں نے پھر اپنا سر اندر کو لوٹا لیا۔ اتنے میں وہ اُن کے سامنے آگئے۔ عثمانؓ نے کہا کہ ایسے وقت میں نکلنے کی کیا ضرورت پیش آئی تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو نوجوان اونٹ پیچھے رہ گئے اور تمام اونٹ گزر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو بھی چراگاہ تک پہنچا دوں اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوگیا تو یہ فکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بازپرس کرے گا ان دونوں کے بارے میں۔ پھر عثمانؓ نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ پانی اور سائے کی طرف آجائیے اور یہ کام ہم کرلیں گے تو کہا کہ تم اپنے سایہ کی طرف لوٹ جاؤ اور چلدیئے تو عثمانؓ نے کہا کہ جو قوی امین کی طرف دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ نے اپنی مسند میں لیا ہے۔ اور احیاء میں ہے کہ روایت ہے کہ عمرؓ کے پاس بحرین سے مُشک پہنچی تو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت اس کو تول دیتی تاکہ میں اس کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں۔ تو اُن کی بی بی عاتکہ نے کہا کہ مَیں عمدگی کے ساتھ تول دوں گی تو ان کو جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات دوبارہ فرمائی تو انھوں نے بھی وہی جواب لوٹایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اُس کو ہتھیلی پر رکھے، پھر تو ایسا کرلے۔ آپؓ یہ مراد لے رہے تھے کہ ہتھیلی سے پر جو غبار لگا رہ جائے گا وہ تو اپنی گردن پر مَل لے تو اس صورت

Marfat.com

بذلک فضلاً علی المسلمین وفیہ روی
ان عبد اللہ وعبید اللہ ابنی عمر
اشتریا ابلاً فبعثا ہا الی الحمٰی فرعت
فیہ حتی سمنت فقال عمر رعیتما فی
الحمی فقالا نعم فشاطرہما وفیہ کان
عمر یقسم بیت المال فدخلت ابنۃ لہ
فاخذت درہما من المال فنہض عمر
فی طلبہا فسقطت الملحفۃ عن احد
منکبیہا ودخلت الصبیۃ بیت
اہلہا تبکی وجعلت الدرہم فی فیہا
فادخل عمر اصبعہ فاخرجہ من فیہا
وطرحہ علی الخراج وقال ایہا الناس
لیس لعمر ولا لآل عمر الا ما للمسلمین
قریبہم وبعیدہم وفیہ کسح ابو موسی "جاروب داد"
بیت المال فوجد درہما فمر بنی لعمر
فاعطاہ ایاہ فرآہ عمر فی ید الغلام فسالہ
عنہ فقال اعطانیہ ابو موسی فقال
یا ابا موسی ما کان فی اہل المدینۃ بیت
اہون علیک من آل عمر اردت
ان لا یبقی احد من امۃ محمد "حقیر تر"
صلی اللہ علیہ وسلم الا
طلبنا بمظلمۃ ورد الدرہم فی
بیت المال من کتاب تنبیہ الغافلین
عن علی قال رأیت عمر
علی کتفہ قتب یعدو بہ "ساز و پالان شتر"

میں اور مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں گا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ کے دونوں بیٹوں عبد اللہؓ اور عبید اللہؓ نے ایک اونٹنی خریدی اور اس کو چراگاہ بھیجدیا جس میں وہ چرتی رہی یہاں تک کہ موٹی ہو گئی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو چراگاہ میں چرایا ؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو ان سے آدھی قیمت وصول کی۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے تو ان کی ایک بیٹی آگئی اور اس نے مال میں سے ایک درہم اٹھالیا تو عمرؓ اس سے لینے کے لئے اٹھے (اور وہ بھاگی) تو اس کے ایک کندھے پر سے اوڑھنی گر گئی اور وہ لڑکی روتی ہوئی اپنے رشتہ دار کے گھر میں داخل ہوگئی اور اس نے درہم اپنے منہ میں ڈال لیا تھا تو عمرؓ نے اس کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ درہم نکالا اور اس کو مال میں لاکر ڈالا اور کہا اے لوگو! عمرؓ کا اور اس کی اولاد کا کوئی حق نہیں مگر اتنا جس قدر عام مسلمانوں کا ہے قریب کے اور دور کے۔ اور اسی میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے بیت المال میں جھاڑو دی تو انھوں نے ایک درہم پایا۔ پھر عمرؓ کا ایک چھوٹا لڑکا آگیا تو وہ اس کو دے دیا۔ اس کے بعد عمرؓ نے وہ درہم اس لڑکے کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ مجھے ابو موسیٰؓ نے دیا ہے تو (یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ یہ درہم بیت المال کا ہے) آپ نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اہل مدینہ میں سے آل عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تو نے یہ ارادہ کیا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے مطالبہ کرے اپنے حق پر دراز دستی کا۔ اور آپ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں ہے کہ علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اونٹ کا ساز و پالان کندھے پر رکھے ہوئے ابلیح کی طرف جھپٹے

Marfat.com

بالابطح فقلت یا امیر المؤمنین این تسیر
قالَ بعیر نَدَّ من الصدقۃ اطلبہ
فقلتُ لہ لقد اذللت الخلفاء من
بعدک قال لا تلمنی یا ابا الحسن
فوالذی بعث محمدًا بالنبوۃ لو ان عناقا
ذہبت بشاطیٔ الفرات لأخذ بہا
عمر یوم القیٰمۃ انہ لاحرمۃ لوالی
ضیّع المسلمین و لا لفاسق روَّع
المؤمنین وفیہ عن عمر انہ اُتِیَ
بزیت من الشام وکان الزیت
فی الجفان یعنی فی القصاع وعمر
یقسمہ بین الناس بالاقداح وعندہ
ابن لاشعرانی قاعد فلما فرغ جفنۃ مسح
بقیتہا برأسہ فنظر الیہ عمر فقال اریٰ
شعرک شدید الرغبۃ علی زیت المسلمین
ثم اخذ بیدہ فانطلق بہ الی الحجام
فجز شعرہ فقال ہذا اہون علیک
و ازاں جملہ آنکہ تفحص خانہائے مسلماناں
مے کرد اگر در تدبیر خللے مے دید
اصلاح آن مے فرمود فی الریاض النضرۃ
ان رجلا من الموالی خطب الی رجل
من قریش اختہ واعطاہا
مالاً جزیلاً فابی القرشی من
تزوجہا فقال عمر ما
منعک ان تزوجہ

جارہے ہیں تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جارہے ہیں؟ تو کہا کہ صدقہ کا ایک اونٹ جُدا ہوگیا اس کو پکڑنے کے لئے جارہا ہوں تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کو ذلّت میں ڈال دیا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے ملامت نہ کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوّت کے ساتھ مبعوث کیا اگر ایک بکری کا بچہ بھی کنارۂ فرات پر ضائع ہوگیا تو قیامت کے دن اُس پر عمرؓ پکڑا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی کوئی حُرمت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کردے اور نہ ایسے فاسق کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کرے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس زیتون کا تیل لایا گیا شام سے اور (آپ کے سامنے) وہ تیل جِفان یعنی کونڈوں میں رکھا ہوا تھا اور عمرؓ اس کو پیالوں کے ذریعہ لوگوں کو تقسیم کررہے تھے اور اُن کے پاس اُن کا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے۔ جب تیل کا کونڈا خالی ہوگیا تو جو تیل اس کو لگا رہ گیا تھا اس نے پونچھ کر وہ اپنے سر کو مل لیا تو اُس کو عمرؓ نے دیکھا اور کہا کہ میں تیرے بالوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کو بڑی رغبت ہے مسلمانوں کے تیل کی طرف پھر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حجّام کے پاس لے کر گئے اور اُس کے بال کٹوا دیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ تیرے لئے آسان ہے (جب بال ہی نہ ہوں گے تو تیل کی ضرورت نہیں پڑے گی) اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے اگر کوئی پہلو رُخنہ کا نظر آتا تو اُس کی اصلاح فرماتے۔ ریاض نضرہ میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی شخص کے یہاں اُس کی بہن سے اپنا رشتہ بھیجا اور اُس لڑکی کو بہت سا مال دیا تو قریشی نے اُس سے شادی کرنے سے انکار کردیا تو عمرؓ نے اُس سے کہا کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے تجھ کو کیا بات مانع ہوئی

Marfat.com

فانّ لہٗ صلاحًا و قد احسن عطیۃ اختک
فقال القرشی یا امیر المؤمنین انّ لنا
حَسَبًا و انّہ لیس لہا بکفوٍ فقال عمر
لقد جاءک بحسب الدنیا و الآخرۃ امّا
حسبُ الدنیا فالمالُ و امّا حسب الآخرۃ
التقوٰی زوّج الرجل ان کانت المرأۃ
راضیۃً فراجعہا اخوہا فرضیتْ
فزوّجہا منہ وعن ابن عمر قالَ
کتبَ عمر بن الخطاب فیمن غابَ
من الرجالِ من اہل المدینۃ عن
نسائہم یردّوہم فلیرجعوا الیہنّ او
یُطَلِّقوہنّ او لیبعثوا الیہنّ بالنفقۃ
فمن طلّق بعثَ بنفقۃِ ما ترکَ اخرجہ
الابہری و اخرج مالک ان عُمر کان
یذہب الی العوالی کلّ یوم سبتٍ فاذا
وجدَ عبدًا فی عملٍ لا یُطیقہ وضعَ
عنہ منہ و از انجملہ آنکہ رعایت
صلۂ اقارب آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بابلغ وجوہ می فرمود
فی الریاض عن الزہری قال
کانَ عمر اذا اتاہ مالُ العراق او
خمسُ العراق لم یدَعْ رجلًا
من بنی ہاشم عزبًا الّا زوّجہ
و لا رجلًا لیس لہ خادمٌ الّا اخدمہ
و فیہ عن محمّد بن علی قال

وہ تو نیک شخص ہے اور اس نے تیری بہن کو اچھا عطیہ بھی دیا تو قرشی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا عمدہ حسب ہے اور وہ شخص اس کا کفو (یعنی برابر کا) نہیں ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ درحقیقت تیرے پاس دنیا کا حسب بھی آگیا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا حسب تو مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقوٰی ہے۔ اُس شخص کے ساتھ نکاح کردے اگر عورت راضی ہو۔ تو اُس کے بھائی نے اپنی بہن سے مراجعت کی (یعنی دریافت کیا) تو وہ راضی ہوگئی تو اُس کا نکاح اُس شخص سے کردیا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ لکھا عمرؓ بن الخطاب نے (اُمراء کو) اہلِ مدینہ میں سے ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی بیبیوں سے غائب تھے کہ وہ اُن کو لوٹائیں اور ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں یا اُن کو طلاق دیں یا ان کے پاس اُن کا خرچ بھیجیں۔ تو جس نے طلاق دی تو اُس نے جب سے چھوڑا تھا اس وقت تک کا نفقہ بھیجا۔ اس روایت کو اخذ کیا ابہری نے۔ اور روایت کیا مالکؒ نے کہ عمرؓ ہر سنیچر کے دن عوالی کی طرف جایا کرتے تھے (یعنی نجد سے اوپر تہامہ تک) تو جب کبھی غلام کو ایسے کام پر لگا ہوا پاتے جس کی اُس میں طاقت نہ ہوتی تو اس کام سے اُس کو ہٹا دیتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔ ریاض میں ہے کہ مروی ہے زہری سے کہا کہ عمرؓ کے پاس جب عراق کا مال آتا تھا یا عراق کا خمس آتا تھا تو بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو مجرّد نہیں رہنے دیتے تھے اُس کا نکاح کردیتے تھے اور جو شخص ایسا نہ ہوتا تھا کہ اُس کے پاس خادم نہ ہوتا تو اُس کو خادم عطا فرماتے اور اسی میں ہے کہ محمد بن علی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ

Marfat.com

قدمت علی عمر حلل من الیمن فقسمہا
بین المہاجرین والانصار ولم یکن فیہا
شئی یصلح علی الحسن والحسین فکتب
الی صاحب الیمن ان یعمل لہما علی
قدرہما ففعل وبعث بہا علی عمر فلبسا ہا
فقال عمر لقد کنت اراہا علیہم فما
یہنئنی حتی رایت علیہما مثلہا و
فیہ عن الحسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہما قال اتیت علی عمر بن
الخطاب و ہو علی المنبر فصعدت الیہ
فقلت لہ انزل عن منبر ابی واذہب
الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی
منبر و اخذنی فاجلسنی معہ فجعلت اقلب
حصا بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ
فقال لی من علمک فقلت واللہ ما
علمنی احد فقال یا بنی لو جعلت تغشانا
قال فاتیتہ یوما و ہو خال بمعاویۃ
و ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت
معہ فلقینی بعد قال لم ارک فقلت
یا امیر المؤمنین انی جئت وانت
خال بمعاویۃ و ابن عمر بالباب
فرجع ابن عمر فرجعت معہ قال
انت احق بالاذن من ابن عمر
انما انبت ما فی رؤسنا اللہ
عز و جل ثم انتم و فیہ

عمرؓ کے پاس یمن سے کپڑوں کے جوڑے آتے تو اُن کو مہاجرین
اورانصار میں تقسیم کردیا اور ان میں کوئی چیز ایسی نہ نکلی جو حسنؓ
اور حسینؓ پر موزوں ہو تو صاحب یمن کو لکھا کہ ان دونوں کے
لئے اُن کی قدر کے مطابق بنوائیں۔ چنانچہ اُس نے بنواکر عمرؓ کے
پاس بھیجے پھر اُنھوں نے اُن کو پہنا تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے ان کو
کپڑے پہنا کر دکھاتے جارہے تھے مگر مجھے پسند نہیں آرہے تھے
یہاں تک کہ مَیں نے ان پر ایسے کپڑے دیکھ لئے۔ اور اسی میں ہے
کہ مروی ہے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس
پر چڑھ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے
اُترو اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمرؓ نے کہا کہ میرے باپ
کے پاس کوئی منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ میرے
ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر جب
اُتر گئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا
کہ تجھے یہ کس نے سمجھایا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کسی
نے نہیں سمجھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ بیٹا اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس
آیا کرتا۔ کہا کہ پھر میں اُن کے پاس ایک دن گیا اور وہ خلوت میں
تھے معاویہؓ کے ساتھ اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے۔ پھر ابن
عمرؓ لوٹے تو میں بھی اُن کے ہمراہ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد
مجھ سے ملے تو کہا کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اے
امیرالمؤمنینؓ میں آیا تھا جب کہ آپ معاویہؓ کے ساتھ تنہائی
میں تھے اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے پھر ابن عمرؓ واپس ہوتے
تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا تو کہا کہ تو اجازت ملنے کا زیادہ
حقدار ہے ابن عمرؓ سے۔ ہمارے سروں میں جو کچھ اُگایا (یعنی
نورِ اسلام) وہ اللہ عزوجل نے اُگایا۔ پھر تم نے۔ اور مروی ہے

عن عُبید بن حنین قال جاء الحسن او الحسین یستاذن علی عمر وجاء عبداللہ ابن عمر فلم یُوذَن لعبد اللہ فرجع فقال الحسن او الحسین اذا لم یُوذَن لعبد اللہ لا یوذن لنا فبلغ عمر فارسل الیہ فقال یا ابن اخی مارد ک قال قلت اذا لم یُوذن لعبد اللہ بن عمر لا یُوذن لی فقال یا ابن اخی فہل انبت الشعر علی الرأس غیرکم وفیہ عن المنذر ابن سعد ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم استاذن عمر فی الحج فابی ان یاذن لہن حتی اکثرن علیہ فقال ساٰذن لکن بعد العام ولیس ھذا من رأیی فقالت زینب بنت جحش سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول عام حجۃ الوداع انما ھو ھذہ الحجۃ ثم ظہور الحصر فخرجن غیرہا فارسل معہن عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف

عُبید بن حنین سے کہا کہ حسن رضؓ آئے یا حسین رضؓ حضرت عمر رضؓ سے ملنے کی اجازت چاہتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضؓ آئے ہوتے تھے تو عبداللہ کو آنے کی اجازت نہ ملی۔ وہ واپس ہوگئے۔ تو حسن رضؓ یا حسین رضؓ نے خیال کیا کہ جب عبداللہ رضؓ کو اجازت نہیں ملی تو ہم کو بھی نہیں ملیگی (یہ بھی واپس ہوگئے) اس کی اطلاع عمر رضؓ کو ہوئی تو اُن کو بُلوایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیوں واپس چلے گئے! وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ جب عبداللہ بن عمر رضؓ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہ ملے گی تو فرمایا کہ اے بھتیجے! تو کیا (ہمارے) سر پر بال تمہارے سوا کسی اور نے اُگاتے ہیں (یعنی تمہارے نانا سے ہی ہمیں یہ مرتبہ ملا) اور اسی میں ہے کہ مُنذر بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حج کے لئے عمر رضؓ سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اُن سے بہت کہا سُنی کی تو کہا کہ میں تم کو اس سال کے بعد اجازت دوں گا (تاکہ پہلے سے کا حقہٗ انتظام کر لیا جائے) اور یہ میری رائے نہیں (یعنی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں) تو زینب رضؓ بنت جحش نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع کے سال میں (عورتوں سے) یہ فرما رہے تھے کہ بس حج تو یہی حج ہے پھر ظہور حُصُر ہوگا (یعنی بوریوں پر گھروں میں بیٹھے رہنے کا زمانہ آجائے گا کہ قلوب پر بُرے وساوس کثرت سے آنے لگیں گے) پھر یہ سب (حج کے لئے) نکلیں بجز زینب رضؓ کے تو عمر رضؓ نے ان کے ساتھ عثمان بن عفان رضؓ اور عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف

ع۵ حُصُر جمع ہے حصیر کی بمعنے بوریا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسے وقت کا ظہور ہوگا کہ تمہارے لئے بوریوں پر جا رہنا اللہ کی عبادت کے لئے بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے افضل الجہاد و اجملہ حج مبرور ثم لزوم الحُصُر عورتوں کے لئے بہتر اور عمدہ جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خطا یا لغزش نہ ہو چکے بعد پھر آدمی گناہوں سے باز رہے) اس کے بعد بوریوں پر جمے رہنا (یعنی اپنے گھروں میں پڑے رہنا اللہ کی یاد کرنا) ۱۲ مترجم

Marfat.com

وامرہما ان یسیر احدہما بین ایدیہن والآخر خلفہن ولا یسایرہن احدٌ فاذا نزلن فانزلوہن شعباً ثم کونا علیٰ باب الشعب لاید خلن علیہن احدٌ ثم امرہما اذا طفن بالبیت لا یطوف معہن احدٌ الا النساء فلما ہلک عمر ظلمن من بعدہ وفیہ عن ابن ابی نجیح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یحافظ علیٰ ازواجی من بعدی فہو الصادق البار فقال عمر من یحج مع امہات المؤمنین فقال عبدالرحمٰن انا فکان یحج بہن وینزلہن الشعب الذی لیس لہ منفذ ویجعل علیٰ ہوادجہن الطیالسۃ وفیہ عن ابی وائل ان رجلاً کتب الی ام سلمۃ یحرج علیہا فی حق لہ فامر عمر بن الخطاب بجلدہ ثلثین جلدۃ اخرجہ سفیان ابن عیینۃ وفیہ من اسلم ان عمر فضل اسامۃ بن زید علیٰ ابنہ عبداللہ بن عمر فلم یزل الناس بعبداللہ حتی کلم اباہ فی ذلک فقال تفضل علیٰ من لیس افضل منی وفرضت لہ فی الفین وفرضت لی فی

کو روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح چلیں کہ ان میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے رہے اور ان کے برابر کوئی نہ چل سکے۔ پھر جب وہ اُتریں تو اُن کو پہاڑ کی گھاٹی میں آتارو اور تم دونوں گھاٹی کے دروازے پر رہو کوئی شخص اُن کے پاس نہ جانے پاتے۔ پھر اُن دونوں کو حکم دیا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ کوئی طواف نہ کرے بجز عورتوں کے۔ پھر جب عمرؓ شہید ہوگئے تو یہ غالب ہوگئیں اُن (خلفاء) پر جو اُن کے بعد ہوئے۔ اور اسی میں ہے کہ ابن ابو نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد جو میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ صادق اور نیک عمل والا ہوگا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کون حج کرائے گا اُمہات المؤمنینؓ کو؟ عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ مَیں، تو وہ ان کو حج کرا رہے تھے اور ان کو ایسی گھاٹی میں ٹھہراتے تھے جس سے گزرنے کا راستہ نہ ہوتا تھا اور ان کے ہودجوں کے اوپر چادر ڈال دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے ابووائل سے کہ ایک شخص نے اُمّ سلمہؓ کو لکھا جو اپنے کسی حق کے بارے میں اُن کو تنگ کر رہا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُس کے تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا سفیان ابن عُیینہ نے۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے اسلم سے کہ عمرؓ نے اُسامہؓ کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ پر فضیلت دی کہ اُسامہؓ کا وظیفہ پانچسو درہم زیادہ تجویز فرمایا، تو لوگ اس کے بارے میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے بارے میں اپنے باپ سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دے رہے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں آپ نے اُس کو قائم کیا ہے دو ہزار والوں میں اور مجھے رکھا ہے

Marfat.com

الف وخمسمائۃ ولم یسبقنی الی شیء فقال عمر
فعلت ذلک لان زیدا کان احب الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر وکان اسامۃ
احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عبد اللہ وفیہ عن ابن عباس قال لما فتح
اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ایام عمر امرہم بالانطاع
فبسطت فی المسجد وامر بالاموال فافرغت علیہا
ثم اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاول من بدأ الیہ الحسن بن علی
فقال یا امیر المؤمنین اعطنی حقی مما افاء
اللہ علی المسلمین فقال لہ بالرحب و
الکرامۃ وامر لہ بالف درہم ثم انصرف
فبدر (سبقت کردہ) الیہ الحسین بن علی فقال یا امیر
المؤمنین اعطنی حقی مما افاء اللہ علی
المسلمین فقال لہ بالرحب والکرامۃ و
امر لہ بالف درہم فبدر الیہ ابنہ
عبد اللہ بن عمر فقال یا امیر المؤمنین
اعطنی حقی مما افاء اللہ علی المسلمین
فقال لہ بالرحب والکرامۃ وامر لہ بخمسمائۃ
درہم فقال یا امیر المؤمنین انا رجل
مشتد (قوی) اضرب بالسیف بین یدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن
والحسین طفلان یدرجان (پھرتے) فی سکک
المدینۃ تعطیہم الفا الفا

ڈیڑھ ہزار والوں میں اور وہ کسی چیز میں مجھ سے سبقت لئے ہوئے
نہیں ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اس لئے کہ زیدؓ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عمرؓ سے اور اسامہؓ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عبداللہؓ سے۔ اور اسی
میں ہے کہ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ جب عمرؓ کے زمانہ میں
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے مدائن
کو فتح کر دیا تو ان کو حکم دیا چرمی فرش بچھانے کا جو مسجد میں
بچھایا گیا اور اموال (غنیمت) کے بارے میں حکم دیا جو اس پر
انڈیل دیتے گئے پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع
ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپ سے لینے کی ابتداء کی وہ حسن
ابن علیؓ تھے۔ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اس مال میں
سے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا میرا حق عطا فرمائیے
تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور حکم دیا
ان کو ایک ہزار درہم دینے کا۔ پھر وہ ہٹ گئے تو آگے بڑھے
ان کی طرف حسین بن علیؓ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ
مسلمانوں کو اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے میرا حق عنایت
فرمائیے تو آپ نے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کو
ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر ان کی طرف آگے بڑھے عبداللہ
ابن عمرؓ اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ میرا حق عطا
کیجئے اس مال میں سے جو اللہ نے مسلمانوں کو بخشش فرمایا ہے تو
ان سے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کے لئے حکم
دیا پانچسو درہم دینے کا۔ اس پر انھوں نے کہا اے امیر المومنین
میں ایک طاقتور مرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
تلوار چلا رہا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ لڑکے تھے مدینہ کی گلیوں
میں پھرا کرتے تھے ان دونوں کو آپ ایک ایک ہزار دے رہے ہیں

Marfat.com

و یعطینی خمسمائۃ قال نعم اذہب فأتینی
باب کأبیہما و أمّ کأمّہما و جدٍّ کجدّہما
و جدّۃ کجدّتہما و عمّ کعمّہما و خالٍ کخالہما
و خالۃٍ کخالتہما فانک لا تأتینی
اما ابوہما فعلی المرتضیٰ و اما امّہما ففاطمۃ
الزہراء و جدّہما محمد المصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم و جدّتہما خدیجۃ الکبریٰ
و عمّہما جعفر بن ابی طالب و خالہما
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
خالتہما رقیّۃ و ام کلثوم ابنتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و فی الاستیعاب
خرج عمر من المسجد معہ الجارودُ فاذا
بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلّم علیہا عمر فردّت
علیہ السلام فقالت ہیہا یا عمر عہدتک
وانت تسمّٰی عمیرًا فی سوق عکاظ فلم یذہب
الایامُ و اللیالی حتی سُمّیتَ عمر ثم لم
یذہب الایام حتی سُمّیتَ امیرالمؤمنین
فاتق اللہ فی الرعیّۃ واعلم انہ
من خاف الوعید قرُبَ علیہ البعیدُ
و من خاف الموت یخشی الفوت فقال
الجارودُ قد اکثرتِ ایتہا المرأۃُ
علی امیر المؤمنین فقال
عمر دعہا اما تعرفہا ہذہ خولۃ
بنت حکیم التی سمع
اللہ قولہا

اور مجھے پانچسو۔ فرمایا کہ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے کر آ جیسا ان دونوں کا باپ ہے اور ماں لے کر آ جو اُن دونوں کی ماں کی مانند ہو اور نانا جو اُن دونوں کے نانے کی مانند ہو اور نانی جو اُن دونوں کی نانی جیسی ہو اور چچا جو اُن کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اُن کے ماموں جیسا ہو اور خالہ جو اُن کی خالہ جیسی ہو۔ تُو یقیناً میرے پاس نہیں لا سکے گا۔ رہے ان دونوں کے باپ تو وہ علی مرتضیٰ تھے۔ اور اُن دونوں کی ماں تو وہ فاطمہ زہراء تھیں اور اُن کے نانا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ تھیں اور اُن کے چچا جعفر بن ابی طالب تھے اور اُن کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی خالہ رقیہ اور اُم کلثوم تھیں دونوں بیٹیاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمر رضؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارود رضؓ تھے تو راستہ میں ایک پردہ نہ کرنے والی بڑی بی سامنے آگئی تو عمر رضؓ نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے اُن کے سلام کا جواب دیا پھر بولی بات سُن لے عمر رضؓ! تیرا ایک زمانہ تھا جب کہ تجھے بازارِ عکاظ میں عُمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر کچھ زیادہ دن اور راتیں نہ گزریں کہ تیرا نام عمر رضؓ لیا جانے لگا۔ پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ اب تجھے امیر المؤمنین رضؓ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو تجھے رعیت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور جان لے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ڈراوے سے ڈرے گا اُس کو دور کی چیز (یعنی موت) نزدیک معلوم ہوگی اور جو موت سے خائف ہوگا (یعنی اس کو نہ بھولے گا) وہ (اعمالِ خیر کے) فوت ہونے سے ڈرے گا۔ تو جارود نے کہا کہ اے عورت! تُو امیر المؤمنین رضؓ سے بہت کچھ زبان درازی کر چکی۔ تو عمر رضؓ نے (جارود سے) کہا کہ اس کو چھوڑ دو کیا تم اس کو پہچانتے نہیں ہو۔ یہ خولہ بنتِ حکیم ہے جس کی بات کو

Marfat.com

من فوق سبع سموات فعمر والله احق
أن يسمع لها و فيه روى ان جارية لصفية
بنت حيي اتت عمر فقالت ان صفية
تحب السبت و تصل اليهود فبعث اليها
عمر فسألها فقالت أما السبت (روز شنبہ) فانى لم
أحبه منذ ابدلنى الله به يوم الجمعة و
اما اليهود فان لى فيها رحما فانا اصلها
ثم قالت للجارية ما حملك على ما صنعت قالت
الشيطان قالت اذهبى فانت حرة و
فيه ارسل عمر الى الشفا بنت عبدالله
العدوية ان اغدى علي قالت
فغدوت عليه فوجدت عاتكة بنت اسيد
ابن ابى العيص ببابه فدخلنا فتحدثنا ساعة
فدعا بنمط (نمط ازقسم گستردنی) فاعطاها اياه و دعا بنمط دونه
فاعطانيه فقلت تربت يداك يا
عمر انا قبلها اسلاما و انا بنت
عمك دونها و ارسلت الى
و جاءتك بنفسها قال ما
كنت رفعت ذلك الا لك
فلما اجتمعتما ذكرت انها اقرب
الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم منك وازانجملہ
آنست كه حفظ ملت از
مظان تحريف وتبديل

اللہ نے سنا سات آسمانوں کے اوپر سے تو واللہ عمرؓ کو زیادہ سزاوار ہے کہ اس کی بات سنے۔ اور اسی میں ہے کہ صفیہ بنت حیی (ام المؤمنین) کی ایک باندی عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ صفیہ یوم السبت (یعنی سنیچر کے دن) کو پسند کرتی ہے اور یہودیوں کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور ان امور کے بارے میں اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سبت کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے یوم جمعہ سے بدل دیا ہے۔ رہے یہود تو میری اُن سے قرابت ہے تو میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہوں۔ پھر انھوں نے اس لونڈی سے کہا کہ جو حرکت تو نے کی اس پر تجھے کس نے ابھارا؟ اس نے کہا کہ شیطان نے۔ تو صفیہؓ نے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتی ہوں۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ نے شفا بنت عبداللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح کے وقت میرے پاس آئیں۔ شفا نے کہا کہ میں صبح کو ان کے پاس پہنچی تو میں نے ان کے دروازے پر عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص کو پایا تو ہم دونوں ان کے پاس پہنچیں۔ تھوڑی دیر ہم نے باتیں کیں تو انھوں نے ایک سوزنی منگائی وہ عاتکہ کو دی اور دوسری سوزنی منگائی جو اُس سے چھوٹی تھی وہ مجھے دی تو میں نے کہا اے عمرؓ خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر میں اس سے پہلے اسلام لانے والی ہوں اور میں تیرے چچا کی بیٹی بھی ہوں نہ کہ وہ پھر تو نے مجھے خود بلایا اور وہ تیرے پاس ازخود آئی (لیکن ان سب کے باوجود بڑی سوزنی اس کو دی اور چھوٹی مجھے) تو کہا کہ میں نے وہ تو تیرے ہی لئے اٹھا کر رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے یہ یاد آگیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت تیرے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ آپ تحریف وتبدیل

Marfat.com

پانچویں وجہ - مخرج الدارمی عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال لہ صَبِیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعدّ لہ عراجین النخل فقال من انت فقال انا عبد اللّٰہ صَبِیغ فاخذ عمر عرجوناً من تلک العراجین فضربہ وقال انا عبد اللّٰہ عمر فجعل لہ ضرباً حتی دمی راسہ فقال یا امیر المؤمنین حسبک قد ذہب الذی کنت اجد فی راسی وعن نافع مولی عبد اللّٰہ ان صَبِیغ العراقی جعل یسأل عن اشیاء من القرآن فی اجناد المسلمین حتی قدم مصر فبعث بہ عمرو بن العاص الی عمر ابن الخطاب فلما اتاہ الرسول بالکتاب فقرأ فقال این الرجل فقال فی الرحل فقال عمر ابصر ان یکون ذہب فتصیبک منی بہ العقوبۃ الموجعۃ فاتاہ بہ فقال عمر تسأل محدثۃ فارسل عمر الی رطائب من جرید فضربہ بہا حتی ترک ظہرہ دبرۃ ثم ترکہ حتی برئ ثم عاد لہ ثم ترکہ حتی برئ فدعا بہ لیعود لہ

کے محتمل مواقع سے بدعت کا تحفظ دور رس طریقوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ دارمی نے روایت کیا سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا جس کو صَبِیغ کہا جاتا تھا اس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے (یعنی اعتراضات کرنے) شروع کئے تو اس کو عمرؓ نے بلا بھیجا اور پہلے سے اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں تیار کر کے رکھ چھوڑی تھیں (جب وہ آیا) تو کہا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صَبِیغ ہوں۔ تو عمرؓ نے ان چھڑیوں میں سے ایک چھڑی لے کر اس کو مارا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں تو اس کو مارتے رہے یہاں تک کہ اس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ تو کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ بس کافی ہو گیا جو کچھ میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ سب نکل گیا۔ اور نافع مولے عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ صَبِیغ عراقی نے قرآن مجید کی کچھ چیزوں کے بارے میں مسلمانوں کی جماعتوں سے سوالات (یعنی اعتراضات) کرنا شروع کر دیئے حتے کہ یہ مصر پہنچا تو عمروؓ بن العاص نے اس کو (پکڑ کر) عمرؓ بن الخطاب کے پاس بھیجا۔ جب ان کے پاس ایلچی خط لے کر آیا تو انہوں نے اس کو پڑھ کر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ کجاوے میں۔ تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ دیکھ اگر وہ بھاگ گیا ہو گا تو میری طرف سے تجھے سخت سزا ملے گی (تو اسے تنہا چھوڑ کر یہاں آ گیا) پھر وہ اس کو آپ کے پاس لایا تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ تو لوگوں سے (قرآن پر) سوالات (اعتراضات) کیا کرتا ہے تو اس نے آپ سے ان کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے ایک گڈی منگائی کھجور کی چھڑیوں کی تو اس کو ان سے اتنا مارا کہ اس کی کمر کو زخمی کر دیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا پھر اس کو واپس بلایا (اور اسی طرح مارا پیٹا) اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اس کو بلایا تاکہ اسی کام کا اعادہ کریں۔

Marfat.com

قال فقال صبیغ اِن کنت تُرید قتلی
فاقتلنی قتلاً جمیلاً واِن کنت ترید ان
تداوینی فقد واللہ برئت فاذن لہ
الی ارضہ وکتب الی ابی موسی الاشعری
ان لایجالسہ احد من المسلمین فاشتد
ذلک علی الرجل فکتب ابوموسی الی
عمر ان قد حسنت ہیئتہ فکتب عمر ان
یاذن للناس بمجالستہ آین است نمونہ
از سیاست فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و
القلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ عن
البحر الکبیر اگر منصفے در ہر کلمہ ازین کلمات
واشباہ آن نظر کند دریابد کہ حلاوت
ایمان وصدق نیت واحسان بر خلق اللہ
وخشیت از مدبر السموات والارض
وعقل وافر وکفایت کامل از ہر کلمہ چنان مے
چکد کہ از پنبۂ مبلول قطرات آب می چکد۔
شعر وعلی تفنن واصفیہ بوصفہ ؛ یفنی
الزمان وفیہ مالم یوصف ؛ اما توسع فاروق
اعظم رض در علم احکام کہ مسمی بفقہ
مے شود پس اکثر ازانست کہ بضبط
تقریر در آید افقہ امت علی
الاطلاق اوست وآنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در مسائل فقہیہ باو اشارت فرمود
تا ازوے اخذ کنند وصحابہ رض
وتابعین رح بآن

(نافع رض نے) کہا کہ صبیغ نے کہا کہ اگر آپ نے میرے قتل کا ارادہ
کیا ہے تو مجھے خوبی کے ساتھ قتل کر دیجئے اور اگر آپ نے یہ
ارادہ کیا تھا کہ میرا علاج کریں (یعنی اصلاح) تو خدا کی قسم میں
ٹھیک ہوچکا ہوں۔ تو آپ نے اس کو اپنی سرزمین پر جانے کی
اجازت دیدی اور ابوموسیٰ اشعری رض کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے
کوئی اس کے ساتھ مجالست نہ کرے یہ بات اُس شخص کے لئے
بہت گراں ہوئی۔ پھر ابوموسے رض نے عمر رض کو لکھا کہ اُس کا حال
بہتر ہوچکا ہے۔ تو عمر رض نے لکھا کہ اُس کے ساتھ مجالست کی
لوگوں کو اجازت دیدیں۔ یہ نمونہ ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
کی سیاست کا اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو بھر
پانی حال بتا دیتا ہے بحرِ کبیر کا۔ اگر کوئی صاحبِ انصاف ان
کلمات میں سے کسی کلمہ پر یا ان کے اشارات پر نظر کرے تو وہ
محسوس کرے گا کہ حلاوتِ ایمان اور صدقِ نیت اور خلقِ خدا
کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور مدبر السموات والارض کا خوف اور
عقلِ وافر اور کفایتِ کامل (یعنی اس ذاتِ جامع الصفات کا
امورِ مہمہ کے لئے خود کافی ہوجانا) ہر کلمہ سے اس طرح ٹپک رہی
ہے جیسے کہ بھیگی ہوتی روئی سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں۔
شعر وعلی تفنن واصفیہ الخ (ترجمہ) اور اس کے وصف کی
شرح کرنے والے واصفین کی عمریں ختم ہوجائیں گی پھر بھی
ایسے اوصاف باقی رہ جائیں گے جو بیان نہ ہوتے ہوں گے۔

رہا فاروقِ اعظم رض کا وسیع النظر ہونا علمِ احکام میں جس کو فقہ
کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تو اس کا ضبط کرنا احاطۂ تقریر
سے باہر ہے۔ علی الاطلاق اُمت کے سب سے بڑے فقیہ وہی ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائلِ فقہیہ میں اُن کی طرف
اشارہ فرمایا کہ اُن سے اخذ کریں اور صحابہ رض وتابعین رح نے اس کی

Marfat.com

تصریح نمودند و در خارج ہمچنان واقع شد نسبتِ فقہِ او بافقہ سائر فقہاء صحابہؓ مانند نسبتِ مصحفِ اوست با مصحفِ سائر صحابہؓ ہرچہ در مصحفِ او یافتہ شود قراءۃِ متواترہ است و آنچہ مخالفِ مصحف او باشد قراءۃ شاذہ و ہرچہ در فقہِ او یافتہ شود جادہ قویّہ از دینِ محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات و ظاہرِ دین و سوادِ اعظم اوست و ہرچہ مخالف او باشد شاذ است اگر حدیثے قوی یا قیاسِ جلی شاہد او باشد میتوان اخذ کرد و الا نہ و نسبتِ فقہِ او با فقہ سائر مجتہدین اہلِ سنت مانند نسبتِ متن است با شروح و این سخنے است مجمل تا شرحِ آن بگوشِ اہلِ عصر نہ رسد محتمل کہ بگزاف نسبت کنند اما شہادتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعلمیتِ او و تفویض نواصی اُمّت باو پس متواتر بالمعنے است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالےٰ جعل الحقّ علےٰ لسان عُمر و قلبِہٖ اخرجہ الترمذی بروایت ابن عمر و ابوداؤد بروایتِ ابی ذر و قال لقد کان فیما کان قبلکم من الاُمم ناسٌ مُحدَّثون من غیر ان یکونوا انبیاءَ فان یکن فی اُمتی اَحدٌ فانہٗ عُمر اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ و مسلم و الترمذی من حدیث عائشۃ و قال

تصریح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوا کہ اُن کے فقہ کی نسبت تمام فقہاء صحابہؓ کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی نسبت آپ کے مصحف (یعنی قرآن) کو تمام دوسرے اصحابؓ کے مصحف سے ہے کہ جو کچھ آپ کے مصحف میں پایا جاتا ہے وہ قراءتِ متواترہ ہے اور جو کچھ آپ کے مصحف کے مخالف ہوگا وہ قراءت شاذہ ہے۔ اور جو کچھ اُن کے فقہ میں پایا جاتا ہے دینِ اسلام علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات کی ایک مضبوط پگڈنڈی اور ظاہرِ دین ہے اور سوادِ اعظم وہی ہے (کہ اسی راہ پر سب اہلِ حق گامزن ہوتے رہے ہیں) اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ بحکم شاذ ہے کہ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی شاہد ہوگی تو اس کو اخذ کرسکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اُن کے فقہ کی نسبت تمام مجتہدینِ اہلِ سنت کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی متن کو نسبت ہوتی ہے شروح کے ساتھ اور یہ ایک مجمل کلام ہے جب تک اس کی شرح اہلِ عصر کے کان تک نہ پہنچے گی یہ احتمال ہوگا کہ اس کو مبالغہ آرائی کی طرف نسبت کریں۔ اب لیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اُن کے بڑے عالم ہونے اور اُمّت کی پیشانیاں اُن کے سپرد کرنے پر۔ تو یہ متواتر بالمعنے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر پیدا کردیا ہے۔ اس کو ترمذی نے اخذ کیا بروایت ابن عمرؓ اور ابوداؤد نے بروایت ابوذرؓ۔ اور فرمایا تم سے پہلے جو اُمتیں گزریں اُن میں محدَّث لوگ ہوا کرتے تھے (یعنی جن کے قلوب پر منجانب اللہ القاء ہوتا تھا) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں تو میری اُمت میں اگر کوئی ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اس کو شیخین نے ابوہریرہؓ سے اور مسلم اور ترمذی نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ

Marfat.com

بینا انا نائم رأیت الناس یعرضون علیّ وعلیهم قمص فمنها ما یبلغ الثدی ومنها ما یبلغ دون ذلک وعرض علیّ عمر بن الخطاب وعلیه قمیص یجره. قالوا فما اوّلته یا رسول الله قال الدین اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی بروایة ابی سعید وقال بینا انا نائم اتیت بقدح من لبن فشربت منه حتی انی لاری الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولته قال العلم اخرجه الشیخان والترمذی من حدیث ابن عمر وقال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر اخرجه الترمذی وجماعة من حدیث ابن مسعود وحذیفة واما شهادت صحابہ رض وتابعین اخرج الدارمی عن حذیفة قال انما یفتی الناس ثلثة رجل امام ورجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ قالوا یا حذیفة ومن ذلک قال عمر ابن الخطاب او احمق متکلف واخرج الدارمی من عمرو بن میمون انه قال ذهب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذهب عمر بتسعة اعشار العلم اما آنکہ نسبت نفقہ او بافقہ سائر صحابہ رض

ایسے وقت کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں اور ان کے اوپر قمیصیں ہیں تو ان میں سے بعض کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک پہنچتی ہے اور میرے سامنے عمر رض بن الخطاب کو پیش کیا گیا اس حال میں کہ اس کے بدن پر ایسی (لمبی) قمیص تھی جس کو وہ کھینچ رہا تھا۔ صحابہ رض نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تاویل کی یارسول اللہ ﷺ فرمایا کہ دین، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ابو سعید کی روایت سے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں سو رہا تھا تو میرے سامنے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ تو میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں سیرابی کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمر رض بن الخطاب کو دیدیا۔ اصحاب رض نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اور ترمذی نے حدیث ابن عمر رض سے۔ اور فرمایا کہ اقتدا کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکر رض اور عمر رض کی، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ایک جماعت نے حدیث ابن مسعود رض اور حذیفہ رض سے۔ اب لیجئے شہادت صحابہ رض اور تابعین کی۔ دارمی نے روایت کیا حذیفہ رض سے انہوں نے کہا کہ فتوے تین قسم کے آدمی دیتے ہیں (پہلا) وہ آدمی جو امام ہو اور (دوسرا) وہ جو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرلے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حذیفہ اور وہ کون ہے کہا کہ عمر رض بن الخطاب اور (تیسرا) احمق تکلف کرنے والا۔ اور روایت کیا دارمی نے عمرو بن میمون سے کہ انہوں نے کہا کہ عمر رض دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر ابراہیم کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمر رض دس میں سے نو حصے علم لے گئے۔ رہی یہ بات کہ ان کے فقہ کی نسبت تمام صحابہ

Marfat.com

بمنزلۂ مصحف اوست با مصحف سائر صحابہؓ۔ اخرج الحاکم عن الشعبی انہ قال القضاۃ فی ستۃ نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ بالمدینۃ وثلثۃ بالکوفۃ فبالمدینۃ عمرؓ و ابیؓ و زیدؓ بن ثابت وبالکوفۃ علیؓ و عبداللہ بن مسعود و ابو موسیٰ۔ واخرج الحاکم عن الشعبی عن مسروق قال انتہی علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ہؤلاء النفر عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و ابی موسی الاشعری۔ واخرج الحاکم عن الشعبی قال یؤخذ العلم عن ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان عمر و عبداللہ و زید یشبہ علم بعضہم بعضا فکان یقتبس بعضہم من بعض۔ واخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ عن الہیثم عن الشعبی قال کان ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینہم علی ابن ابی طالب ابیؓ و ابو موسیٰ علیحدۃ و عمر و زید و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ شرح این اجمال آنکہ علم فاروق اعظمؓ در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوے اخذ کردند و علم علی مرتضیٰؓ جز در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران مجلس او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان ابودند علم او منقح نہ گشت

کے فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ اُن کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام صحابہؓ کے مصحف کے۔ روایت کیا حاکم نے شعبی سے کہ اُنھوں نے کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے قضاء چھ آدمیوں میں ہے (یعنی ان کا حصہ ہے) تین تو مدینہ میں ہیں اور تین کوفہ میں۔ مدینہ میں تو عمرؓ اور اُبیؓ اور زید بن ثابتؓ ہیں اور کوفہ میں علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسےٰؓ ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے شعبی سے اُنھوں نے مسروقؒ سے اُنھوں نے کہا کہ منتہی ہوتا ہے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم اِن حضرات پر عمرؓ بن الخطاب اور علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور اُبیؓ بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابو موسےٰ اشعریؓ۔ اور حاکم نے روایت کیا شعبیؒ سے اُنھوں نے کہا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ سے علم اخذ کیا جاتا ہے۔ تو (اُن میں سے) عمرؓ اور عبداللہؓ اور زیدؓ ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کا علم دوسرے کے علم سے مشابہ ہے ان میں سے ایک دوسرے سے علم اخذ کرتا تھا۔ اور محمد بن الحسنؒ نے کتاب الآثار میں ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے اُنھوں نے ہیثم سے اُنھوں نے شعبیؒ سے اُنھوں نے کہا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ اصحاب تھے جو آپس میں فقہ کے مذاکرات کرتے رہتے تھے، علیؓ بن ابی طالب اور اُبیؓ اور ابو موسےٰؓ علیحدہ اور عمرؓ اور زیدؓ بن ثابت اور ابنؓ مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ فاروقِ اعظم کا علم اسلامی شہروں میں منتشر ہو گیا اور تمام مسلمانوں نے آپ سے حاصل کیا اور علی مرتضےٰؓ کا علم بجز کوفہ کے کہیں مشہور نہ ہوا۔ چونکہ آپؓ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر لشکری لوگ ہوتے تھے اس لئے ان کا علم منقح نہ ہوا یعنی

Marfat.com

اخرج مسلم عن طاؤس اتی ابن عباس
بکتاب فیہ قضاء علی فمحاہ الا قدر و
اشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ و اخرج
عن ابن ابی ملیکۃ کتبت الی ابن عباس
اسألہ ان یکتب لی کتابا و یخفی عنی
فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا
و اخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل
یکتب منہ اشیاء و یمر بہ الشیء فیقول
و اللہ ما قضی بہذا علی الا ان
یکون ضل و اخرج مسلم عن ابی
اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء
بعد علی قال رجل من اصحاب علی
قاتلہم اللہ ای علم افسدوا و اخرج
مسلم عن المغیرۃ قال لم یکن یصدق علی
علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب
عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل
در آخر زمان فاروق از عالم رفت وحدیث
او چندان باقی نماند و از ابی بن
کعب در غیر قراءۃ و تفسیر روایت در
دست مردمان نیست و ابو موسے اشعری
با کمالے کہ داشت در بسیارے
از مسائل عاجز شد و در حق عبد اللہ
ابن مسعود لا تسألونی ما دام
ہذا الحبر فیکم و ابن عباس
باکمال علم خود

لکھ کر لوگوں تک نہ پہنچا) مسلم نے روایت کیا طاؤس سے کہ ابن عباس رضؓ کو ایک مکتوب دیا گیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے لکھے ہوئے تھے تو انھوں نے اس کو مٹا دیا بجز اتنے کے اور اشارہ کیا سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ سے۔ اور روایت کیا مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے کہ میں نے ابن عباسؓ کو لکھا ان سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک مکتوب لکھ دیں اور مجھے خفیہ طور پر دیدیں تو فرمایا کہ (دین کا) خیر خواہ بیٹا ہے میں اس کے لئے ایک انتخاب کرلوں گا اور خفیہ طور پر اس کو دیدوں گا۔ کہا کہ پھر انھوں نے منگائے علیؓ کے فیصلے۔ تو ان سے کچھ چیزیں لکھتے جاتے تھے اور بعض چیزیں جب آپ کی نظر سے گزرتیں تو کہتے کہ واللہ علیؓ ایسا فیصلہ نہیں کرسکتے بجز اس کے کہ گمراہ ہوگئے ہوں۔ اور روایت کیا مسلم نے ابو اسحٰقؓ سے کہا کہ جب لوگوں نے بعد علیؓ کے نئی باتیں نکالیں تو اصحاب علیؓ میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ ان کو قتل کرے کیسے علم کو انھوں نے فاسد کیا۔ اور مسلم نے روایت کیا مغیرہؓ سے کہ ایسی حدیث کی جو علیؓ سے روایت کی جاتی تھی تصدیق نہیں کی جاتی تھی مگر عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کی طرف سے۔ اور معاذؓ بن جبل حضرت فاروقؓ کے آخر زمانہ میں چل بسے گئے اور ان کی حدیثیں (اتنی مدت حیات کے باوجود) اتنی باقی نہیں رہیں (کہ ان کو معتد بہ شمار کہہ سکیں) اور ابیؓ کی کوئی روایت قرارت و تفسیر کے علاوہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس کمال کے باوجود جو ان کو حاصل تھا بہت سے مسائل میں عاجز ہو کر عبد اللہ بن مسعودؓ کے حق میں فرمایا کہ مجھ سے مت پوچھو جب تک تم میں یہ حبر (یعنی جید عالم) موجود ہے۔ اور ابن عباسؓ اپنے کمال علم کے باوجود

Marfat.com

نزدیک بہ پنجاہ مسئلہ مخالف جمیع مجتہدین شد اخرج الدارمی عن ابراہیم قال خالف ابن عباس اہل القبلۃ فی امرأۃ و ابوین قال للام الثلث من جمیع المال و ہمچنین در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج و متعۃ النساء و بیع صرف وغیرہا چنانکہ بر متتبعین فن حدیث مخفی نیست و در بسیاری از مسائل شک پیدا کرد مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعۃ واحدۃ باز اقوال او مشتبہ شد و رجوع از اکثر روایات کردہ اند و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و بے خود باین تصریح کردہ است کان عمر اذا سلک طریقا وجدناہ سہلا و نیز گفتہ لو ان الناس سلکوا وادیا او شعبا و سلک عمر وادیا او شعبا سلکت وادی عمر و شعبہ و زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نیز در اکثر متتبع او است و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ از خوض در اجتہاد در محل اشتباہ تقاعد می نمود و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسائل او در جمیع ابواب فقہ نیست اما آنکہ نسبت او با مجتہدان امت مانند نسبت مجتہد مستقل است با مجتہدان منتسب پس نزدیک تو سع در تتبع آثار صحابہ رضی اللہ عنہم ظاہر می شود چنانکہ مجتہد مستقل ترتیب ادلہ و

تقریباً پچاس مسئلوں میں تمام مجتہدین کے خلاف تھے۔ روایت کیا دارمی نے ابراہیم سے کہا کہ مخالفت کی ابن عباسؓ نے اہلِ قبلہ کی (متوفی کے) بیوی اور ماں باپ (کی میراث کے حصص) کے بارے میں کہ کہا کہ ماں کے لئے تمام مال کا ایک تہائی حصّہ ہے اور اسی طرح عولؔ کے مسئلہ میں اور مسئلہ متعۃ الحج اور متعۃ النساء اور بیع صرفعہ وغیرہ میں جیساکہ فنِ حدیث کا تتبع کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے اور بہت سے مسائل میں اُنھوں نے شک کا اظہار کیا جیسے دونوں پاؤں کا دھونا اور ایک ہی دفعہ تین طلاقوں کے بارے میں۔ پھر ان کے اقوال مشتبہ ہوگئے اور اکثر روایات سے اُنھوں نے رجوع کر لیا۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اکثر موافقت کی ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اُنھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ عمرؓ جب کسی طریق پر چلے ہیں تو ہم نے اُس کو سہل پایا۔ اور نیز فرمایا کہ اگر سب لوگ راہ چلیں کسی وادی یا گھاٹی میں اور عمرؓ راستہ چلیں دوسری وادی یا گھاٹی میں تو میں عمرؓ کی وادی اور ان ہی کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اور زید بن ثابتؓ بھی اکثر مسائل میں اُن ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرؓ اشتباہ کے موقع پر اجتہاد میں غور و خوض سے پہلو بچایا کرتے تھے۔ اور عائشہ صدیقہؓ سے تمام ابوابِ فقہ میں ان کے مسائل مروی نہیں ہیں رہی یہ بات کہ ان کی نسبت مجتہدینِ اُمّت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہدِ مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدینِ منتسب کے ساتھ۔ تو یہ بات اگر آثارِ صحابہؓ کے تتبع میں توسّع سے کام لیا جائے تو عیاں ہو جائے گی۔ جیساکہ مجتہدِ مستقل دلائل کی ترتیب اور

عہ جلد ثانی میں اس کا مفصل بیان تحریر کیا جاچکا ہے ۱۲ مترجم عـــہ بیع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف نقد ہوں جیسے روپیوں کے بدلے میں اشرفیاں لیجائیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

قواعدِ استنباط و جمع بین الدلیلین المتعارضین
مقرر مے فرماید و مجتہدِ منتسب از روے این
ہمہ مسائل را فرا میگیرد ہمچنان فاروقِ اعظم رض
قاعدۂ چندین درین امور مقرر فرمودہ مجتہدانِ
مذاہب آن ہمہ قواعد را از روے اخذ نمودہ اندو
بر منوالِ آن قواعد نسج کردہ و چنانکہ مجتہد
مستقل مسائل را در ہر باب بسوط میسازد
و جملہ صالحہ از مسائل مبہمہ محرر می نماید بعد
ازان مجتہدانِ منتسب حصۂ از تفسیر قرآن عظیم
و حصۂ از سنّتِ سنیہ و آثار سلف و لغتِ
عرب و قواعدِ استنباط یاد گرفتہ در مسائلِ
مفروشہ مجتہدِ مستقل خوض می نمایند اگر در
مسئلہ از مسائل نص کتاب و سنّت با مفہوم
موافق یا مخالف آیتے یا حدیثے موافقِ آن
یافتند فہو المراد و اگر نیافتند و وجہ
مسئلہ ظاہر یافتند بآن اخذ نمودند و اگر
مخالفِ آن دلیلے قوی بہم رسید از
کتاب و سنّت و قیاس جلی و
اجماعِ اُمت ترک اتباع می کنند زیرا کہ
حالتئذٍ لازم شد اخذ بدلیلِ
قوی و اگر مخالفے موجود نشد و
وجہ مسئلہ نیز ظاہر نیست توقف
می نمایند یا اعتماد بر قول مجتہدِ مستقل مے
کنند علے اختلافٍ فی ذلک بناءً علے
اختلافہم فے مسئلۃٍ اُخرٰے

استنباطِ احکام کے قواعد اور دو متعارض دلیلوں کے جمع کی صورتیں
مقرر کرتا ہے اور مجتہد منتسب اُس سے ان تمام مسائل کو اچھی طرح
حاصل کرتا ہے، اسی طرح فاروقِ اعظم رض نے چند قاعدے ان
امور میں مقرر فرمائے اور مجتہدینِ مذاہب نے اُن سب قواعد کو
اُن سے اخذ کیا ہے اور اُسی نہج پر انھوں نے (دوسرے) قواعد
کی تدوین کی اور جس طرح مجتہدِ مستقل مسائل کو ہر باب میں
مفصل کر دیتا ہے اور مسائلِ مبہمہ کے متعلق ایک جملہ صالحہ تحریر
کر دیتا ہے (جس سے اُن بسوط مسائل کی علّت حکم پر روشنی ڈال
دیتا ہے) اس کے بعد مجتہدینِ منتسب قرآن عظیم کی تفسیر کے ایک
حصّہ کو اور سنّتِ سنیہ کے ایک حصّہ کو اور آثارِ سلف اور لغتِ
عرب اور قواعدِ استنباط کو سامنے رکھتے ہوئے اُن مسائل میں
غور و فکر کرتے ہیں جن کو مجتہدِ مستقل نے مفصّل کر دیا تھا، تو
اگر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں کتاب و سنّت میں سے
کوئی نص مفہوم موافق یا مخالف کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث
اُس مسئلہ کے موافق پائیں گے تو فہو المراد اور اگر نہ پائیں گے
اور وجہ مسئلہ کی (جو مجتہد نے جملۂ صالحہ میں ذکر کر دی تھی)
ظاہر پائیں گے تو اسی کو اخذ و قبول کر لیں گے اور اگر کوئی
(نص) نہ پائیں گے اور مسئلہ کی وجہ (مذکورہ) ظاہر دیکھیں گے
تو اس سے ہی اخذ کر لیں گے۔ اور اگر کوئی دلیل قوی کتاب
و سنّت اور قیاس جلی اور اجماعِ اُمت میں سے اس کے خلاف
ملے گی تو اتباع ترک کر دیں گے کیونکہ اس حالت میں دلیل
قوی کے ساتھ اخذ کرنا لازم ہو جاتے گا۔ اور اگر کوئی مخالف
موجود نہیں مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے تو توقف کرتے
ہیں یا مجتہدِ مستقل کے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں، اس میں کچھ
اختلاف بھی ہے جس کی بنیاد اُن کے دوسرے مسئلہ میں اختلاف پر ہے

Marfat.com

وہی ان المجتہدَ ہل یجوز لہ تقلیدُ المجتہدِ الآخر اذا کان افضلَ منہ واَعلم قولان المشہور لا یجوزُ والصوابُ الذی لا یجوزُ غیرُہ عند استقراءِ صنیع الاوائل یجوزُ قال الشافعی قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان وقال فے القدیم و علیؓ اذا صِرنا الے التقلید احبُّ الینا وظاہر کہ صنیعِ امام مالکؒ در مجتہداتِ خود و صنیعِ امام ابی حنیفہؒ در مجتہداتِ خود تتبع کند درین امر توقف نخواہد کرد باز چون مسائل دیگر وارد شود کہ در کلام مجتہدِ مستقل منصوص نیست جمعے استنباط کنند از ادلّۂ شرع بر منہاج استدلال مجتہدِ مستقل و نام این جمع مجتہد منتسب مطلق است و طائفۂ تخریج کنند بر قول مجتہدِ مستقل از فحوائے خطاب یا طردِ علت و غیر آن و نام این طائفہ مجتہد منتسب مقید است ہمچنان مجتہدانِ مذاہب بعد احکام ما یتعلق بالفقہ من الکتاب والسنۃ واتقان علم عربیہ و قواعد جمع بین المختلفین در مسائل مفروشۂ فاروقِ اعظمؓ غوص نمودہ اند اکثرے را قبول کردہ و پارۂ را منکر شدہ و در پارۂ دیگر مختلف گشتہ باز در مسائل دیگر کہ بر ایشان وارد شدہ در بعض مواضع استنباط را کار فرما شدہ اند

اور وہ یہ ہے کہ کیا کسی مجتہد کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے جب کہ وہ اُس سے افضل اور اَعلم ہو۔ اس میں دو قول ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اور قول صواب ایسا کہ جس کے خلاف جائز نہیں ابتدائی دَور کے مجتہدین کے طریق کار پر تفصیلی نظر کے بعد یہ ہے کہ جائز ہے۔ شافعیؒ نے فرمایا ہے ائمۂ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور اُن کے قدیم قول میں "اور علیؓ" بھی مذکور ہے" کے ہل جانے کے بعد ہم کو پسند ہے کہ ہم تقلید اختیار کرلیں۔
جو شخص امام مالکؒ کے طرزِ عمل کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریقِ کار کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں تتبع کرے گا وہ اس امر میں توقف نہ کرے گا پھر جب دوسرے ایسے مسائل وارد ہو جائیں جو مجتہد مستقل کے کلام میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہوتے تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اثبات حکم ادلّۂ شرع سے کرتے ہیں مجتہد مستقل کے طریق استدلال کے مطابق ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مطلق" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استنباط حکم کرتے ہیں مجتہدِ مستقل کے کسی قول سے (کسی مسئلہ میں) اُس کی تعریض کے انداز سے یا (کسی مسئلہ کے حکم کی) علت کا استخراج کرکے وغیر ذلک اور ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مُقیّد" اسی طرح مجتہدین مذاہب نے اُن فقہی اصولوں کو محکم کرنے کے بعد جو کتاب و سنّت سے متعلق ہیں اور علم عربیّت اور دو مختلف چیزوں کے جمع کرنے کے قواعد میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اُن مسائل میں غور و فکر کیا جو فاروقِ اعظمؓ مفصّل ذکر کرچکے ہیں تو ان میں کے اکثر مسائل کو قبول کیا اور بعض کا انکار کیا اور بعض سے اختلاف کیا۔ پھر دوسرے مسائل میں جو اُن پر وارد ہوتے بعض مواقع میں تو (کتاب و سنت سے) استنباط کا طریق اختیار کیا

Marfat.com

ودر طائفہ عمل بتخریج نمودہ اند لیکن فہم این
معنے بغایت دقیق است جمعی کہ سرمایۂ علم ایشان
شرح وقایہ وہدایہ باشد کجا ادراک این سرِ دقیق
تواند کرد ؏ کسی در صحن کاچی قلیہ جوید؛ اَضاعَ
العمرَ فی طلبِ المُحال؛ این نیست کہ فاروقِ اعظمؓ
را در شرع واسطہ نگرفتہ باشند وبغیر توسطِ او
در ادلۂ شرعیہ خوض کنند لیکن توسطے کہ مجتہدِ
منتسب رامی باشد با مجتہدِ مستقل نہ توسلے کہ
مقلدِ صرف را باشد با مجتہدِ متبوعِ خویش این
را قرائن بسیار است کہ منصف نزدیک ملاحظۂ
آن بتصدیق این معنے مضطر شود یکی ازان
قرائن آنکہ چنانکہ مجتہدانِ شافعیہ مثلاً با یک
دیگر اختلافہا دارند الا در حلِ مسائل تابع شیخ
خودند وبہمین اعتبار ہمہ ایشانان را اصحاب
شافعی گفتہ میشود ہمچنین مجتہدین در رؤسِ مسائلِ
فقہ تابع مذہبِ فاروقِ اعظمؓ اند واین قریب ہزار
مسئلہ باشد تخمیناً وبہمین سبب نامِ ایشان مجتہد اصحابِ
حدیث مقرر شد نہ ظاہریہ ونہ باطنیہ ونہ اصحابِ
رائے باز سبب اختلافِ ایشان در مسائلِ جزئیہ
یا آنست کہ از حضرتِ فاروقؓ خبر واحد باشد کہ
بہ یکے رسید وبہ دیگرے نہ رسید یا آنکہ رواۃ
فاروقِ اعظمؓ مختلف شدند یکی تصحیحِ روایتے
کرد ودیگرے تصحیحِ روایتِ

اور بہت سے مسائل میں (مجتہدِ مستقل کے قول سے) تخریج پر عمل
کیا۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا بہت دقیق ہے۔ وہ جماعت جن
کا سرمایۂ علم شرح وقایہ اور ہدایہ ہوگا اس سرِ دقیق کا ادراک
کہاں کر سکے گی ؏ کسے در صحنِ کاچی الخ (ترجمہ) اگر کوئی کاچھی
کے پیالے میں قلیہ تلاش کرے گا۔ تو اپنی عمر محال چیز کی طلب
میں ضائع کرے گا" یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کو
شرع میں واسطہ نہ بنائیں اور بغیر اُن کے توسّط کے ادلۂ شرعیہ
میں غور و خوض کریں لیکن وہ توسط ایسا ہوگا جیسا کہ مجتہدِ منتسب
کو مجتہدِ مستقل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وہ توسّط جو کہ مقلدِ محض کو
ہوتا ہے اس مجتہد کے ساتھ جس کا وہ اتباع کرتا ہے۔ اس کے
لئے بہت سے قرائن ہیں کہ ایک منصف مزاج ان کے ملاحظہ کے
بعد اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہو جائے گا۔ ان قرائن میں
سے ایک یہ ہے کہ جیسا کہ مثلاً مجتہدینِ شافعیہ ایک دوسرے کے
ساتھ بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر حلِ مسائل میں تابع اپنے شیخ
ہی کے ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے اُن سب کو اصحابِ شافعی
کہا جاتا ہے، اسی طرح مجتہدین اہم مسائلِ فقہیں فاروقِ اعظمؓ
کے مذہب کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار کے قریب مسائل ہیں
اور اسی سبب سے اُن کا نام مجتہد اصحابِ حدیث ہوا، نہ ظاہریہ ہوا
نہ باطنیہ اور نہ اصحاب رائے۔ پھر مسائلِ جزئیہ میں ان کے اختلاف
کا سبب یا تو یہ ہوا ہے کہ حضرت فاروقؓ کی اثر خبر واحد
ہوئی کہ ایک کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی اور یا یہ ہوا کہ
فاروقِ اعظمؓ سے روایت کرنے والے باہم مختلف ہوتے ایک
نے ایک روایت کی تصحیح کی اور دوسرے نے دوسری روایت کی

؏ ہندوستان میں ... ہندو سبزی فروشوں یعنی ہندو کنجڑوں کی ایک قوم ہے جس کو کاچھی کہتے ہیں یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ اسی لفظ میں سے
ہائے مخلوط نکال کر کاچی کہا گیا۔" اشتیاق احمد

Marfat.com

دیگر یا آنکہ کلام فاروقِ اعظم رض محتمل وجہین باشد پیش یکی محملے دارد و پیش دیگرے محملے دیگر یا آنکہ در نظر یک مجتہد قولِ حضرت فاروق رض معارض شد بحدیثے صحیح یا بقیاس جلی پس ترک آن کرد و ہمین است صنیع مجتہد منتسب و مجتہد دیگر قادر شد بر دفعِ معارضہ و تطبیق بین الدلائل پس ترک نکرد و این وجوہ در نصوص مجتہدین تصریحًا مذکورست چنانکہ بعض ازان مذکور خواہیم کرد یا آنکہ مسئلہ منصوص حضرت فاروق رض نیست ہر یکے برأی سلوک نمود یا آنکہ در تخریج از قولِ فاروقِ اعظم رض مختلف شدند قرینہ دیگر آنکہ اگر صنیعِ ایشان ملاحظہ کردہ شود بسیار از مسائل ہست کہ حدیثِ مرفوعِ صریح بروایت جماعہ عن جماعۃ موافق مذاہب حضرتِ فاروق رض در مدعا یافتہ شود و ہذا اکثر من ان یحصٰے و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایمائے از کتاب و سنت موافق حضرتِ فاروق رض یافتہ شود یا خبرِ واحد بغیر آنکہ بروایتِ جماعہ عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین صورت نیز اتباعِ فاروقِ اعظم رض میکنند و بسیارے از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و حضرت فاروق رض تطبیقے مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق مے شوند چنانکہ در مسئلہ فسخ حج

تصحیح کی۔ یا یہ کہ فاروقِ اعظم رض کا کلام ہی دو وجہوں کا محتمل ہوا۔ ایک کے نزدیک اُس کا محمل ایک ہے اور دوسرے کے نزدیک اس کا محمل دوسرا ہے۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کی نظر میں حضرت فاروق رض کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس جلی کے معارض ہوا تو اُس نے اس قول کو ترک کردیا اور مجتہدِ منتسب کا طریقِ کار یہی ہے۔ اور دوسرا مجتہد تعارض کے اُٹھا دینے اور دلائل کی تطبیق پر قادر ہوا تو اُس نے آپ رض کے قول کو ترک نہ کیا اور یہ (بیان کردہ) وجوہ مجتہدین کی نصوص میں تصریحًا مذکور ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کو ہم ذکر کریں گے۔ یا یہ کہ مسئلہ حضرت فاروق رض کی طرف سے منصوص نہیں ہے تو ہر ایک (اس کا مفہوم قرار دینے میں) اپنی رائے پر چل پڑا یا یہ کہ فاروقِ اعظم رض کے قول سے تخریج میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگئے۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کے طریقِ کار کو ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مدّعا کے مطابق مسائل میں سے ایسے بہت ہیں کہ جن کے بارے میں حدیث مرفوع صریح جن کو ایک جماعت دوسری جماعت سے روایت کرتی ہے، موافق مذہب حضرتِ فاروق رض پائی جاتی ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصار مشکل ہے۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ (ان کے بارے میں) حدیث صریح نہیں پائی جاتی بلکہ کتاب و سنت کے اشارات حضرت فاروق رض کے موافق پائے جاتے ہیں یا خبرِ واحد پائی جاتی ہے بغیر اس کے کہ اس کو ایک جماعت نے جماعت سے روایت کیا ہو، تمام مجتہدین اس صورت میں بھی فاروق اعظم رض کا اتباع کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ احادیث سے ان کا حکم ایک دوسری سے مختلف نکلتا ہے اور حضرت فاروق رض نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی اور سب مجتہدین اسی تطبیق کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فسخِ

Marfat.com

بعمرہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ صرف و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیثے دران باب یافتہ نشد و مخالفتِ قولِ فاروق رضؓ بانصِ کتاب و نصِ حدیث و قیاسِ جلی نیز ظاہر نشد و طریقِ قیاس و رائے دراینجا مسدود نیست دراینجا البتہ تقلیدِ قولِ او میکنند و مجتمع مے شوند بران چنانکہ شاعر بحدس اِدراک مینماید کہ فلان قصیدہ تتبعِ فلان قصیدہ است ہرچند صاحب قصیدہ بآن تصریح نکردہ باشد درین صورت حدس قوی متتبع آثار را ہم می رسد کہ اگر ہمت خود را بر تقلید فاروقِ اعظم رضؓ جمع نکردہ اند این معاملہ چرا مے کنند قرینۂ سوم آنکہ اصلِ ثالث از اصولِ شریعت اجماع است باز اجماعے کہ متخیلِ اہلِ زمانِ ما است بمعنے اتفاقِ جمیعِ اُمتِ مرحومہ بحیث لایشذ منہم فردٌ واحدٌ نشامن کل واحدٍ منہم خیالِ محال است ہرگز واقع نشدہ مسئلہ نیست از انچہ اورا اجماعیات می نامند مگر فے الجملہ خلافے دران نقل کردہ می شود اجماعِ کثیر الوقوع اتفاقِ اہلِ حلّ و عقد است از مفتیانِ امصار این معنے در مسائلِ مُصرّحہ فاروقِ اعظم رضؓ یافتہ می شود کہ اہلِ حلّ و عقد بران اتفاق کردہ اند و تِلو آن فتوے جمعے غفیر و سکوتِ باقین و تِلو آن اختلاف علے قولین کہ در حکم اتفاق بر نفے قولِ ثالث است و تِلو آن اتفاقِ اہلِ حرمین

حج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ اور بیع صرف کا اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ اس باب میں کوئی حدیث نہیں پائی گئی مگر نص کتاب اور نصِ حدیث اور قیاس جلی کے ساتھ قولِ فاروق رضؓ کی کوئی مخالفت بھی ظاہر نہیں ہوتی اور وہاں قیاس و رائے کی راہ مسدود نہیں ہوتی البتہ اُن کے قول کی تقلید کرتے اور اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر فراست سے یہ ادراک کر لیتا ہے کہ فلاں قصیدے میں فلاں قصیدے کا تتبع کیا گیا ہے اگرچہ صاحب قصیدہ نے اس بات کی تصریح نہ کی ہو اس صورت میں ایک فراستِ قویہ آثار کے تتبع کرنے والے کو حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر ان حضرات مجتہدین نے اپنی ہمت کو تقلیدِ فاروق رضؓ پر پورے طور پر نہیں لگا دیا ہے تو یہ معاملہ کیسے کر رہے ہیں۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصولِ شریعت میں کی تیسری اصل اجماع ہے۔ پھر ایسا اجماع جو کہ ہمارے زمانہ والوں کے تخیل میں ہے تمام اُمتِ مرحومہ کے ایسے اتفاق کے معنے میں کہ ایک فرد واحد بھی اُس سے جُدا نہ ہو اور اُمت کے ہر ایک شخص کی طرف سے اُس پر نص ہو جاتے خیال محال ہے ایسا کبھی واقع نہیں ہوا۔ جن کو اجماعیات کہتے ہیں ان میں کوئی مسئلہ نہیں مگر اس میں فے الجملہ ایک اختلاف نقل کیا جاتا ہے اجماعِ کثیر الوقوع حضراتِ حل و عقد کا اجماع ہے جو شہروں کے مفتی ہیں۔ یہ معنے فاروقِ اعظم رضؓ کے تصریح کئے ہوئے مسائل میں پائے جاتے ہیں کہ صاحبانِ حل و عقد نے ان پر اتفاق کیا ہے۔ اور اس سے ملحق ہے ایک بڑی جماعت کا فتوے اور باقی لوگوں کا سکوت اور اس سے ملحق ہے دو قولوں پر اختلاف (کہ فلاں مسئلہ کا یہ حکم ہے یا یہ ہے)، جو کہ نفی قولِ ثالث پر اتفاق کے حکم میں ہے۔ اور اسی سے ملحق ہے اتفاق اہلِ حرمین

Marfat.com

و خلفاء کہ بحکم حدیث اِنَّ الدِّیْنَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِہَا، و حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ عَضُّوْا عَلَیْہَا بِالنَّوَاجِذِ متبع است این اجماعیات کہ واقع شدہ اند بدونِ اہتمام حضرت فاروق رض و نصِ فتوے وی صورت نہ بستہ چنانکہ در مسئلہ غسل باکسال و چہار تکبیر در جنازہ نقل کردہ اند فقیر را عفی عنہ سالہا بخاطر میگذشت کہ مذہب حضرت عمر را رضی اللہ عنہ مدوّن سازد و تعجب میکرد از علماءِ سلف کہ چرا باین امر عظیم اہتمام نہ نمودہ اند حالانکہ فوائدِ عظیمہ در حق خواص مسلمین و عوام ایشان در تدوینِ مذہبِ وے رضی اللہ عنہ مرجو است اما خواص مسلمین یا فقہاء اند یا محدثین اتفاقِ سلف و توارثِ ایشان اصلِ عظیم است در فقہ و اصل دران باب نصوصِ فاروق رض و مناظراتِ اوست مجلدے ضخیمے مستوعب اکثر ابواب فقہ ازان مے توان جمع کرد و عمدہ درفنِ حدیث معرفت طُرقِ متعاضدۃ حدیث است اگر احادیث کہ بظاہر موقوفہ فاروقِ اعظم رض است بمعنے مرفوع است و سُننے درستی ازین باب مے توان پرداخت و از شواہدِ احادیث و متابعات شتی کثیر مے توان ازان بر آورد اما فائدہ آن در حق عوام مسلمین

اور خلفاء رض کا جو بحکم حدیث اِنَّ الدِّیْنَ لَیَأْرِزُ الخ یعنی دین سمٹ آئے گا حجاز میں جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔" اور بحکم حدیث کہ تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے بعد کے خُلفاءِ راشدین کا طریقہ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا" قابلِ اتباع ہے۔ یہ اجماعیات جو واقع ہوتے ہیں حضرت فاروق رض کے اہتمام اور نص فتوی کے بغیر نہیں ظہور پذیر ہوتے جیسا کہ اِکسال پر (یعنی انزال سے پہلے ذکر کو باہر نکال لینے پر) غسل اور جنازے کی نماز میں چار تکبیر نقل کی ہیں۔ فقیر عفی عنہ کے دل میں برسوں سے یہ خیال آتا رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو مدوّن کرے اور تعجب کرتا رہا ہے علماء سلف پر کہ انھوں نے اس امرِ عظیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا حالانکہ خواص و عوام سب اہلِ اسلام کے لئے آپ رض کے مذہب کی تدوین میں فوائدِ عظیمہ کی امید ہے۔ خواص مسلمین پر غور کیجیے تو وہ فقہاء ہیں یا محدثین۔ سلف کا اتفاق اور اُن کا توارث (یعنی ایک شخص نے کسی امر کو اپنے اکابر سے سُنا یا دیکھا اور انھوں نے اپنے اکابر سے) فقہ میں اصل عظیم ہے اور اس باب میں اصل ہیں حضرت فاروق رض کی نصوص اور اُن کے مناظرات، ان سے ایک ضخیم کتاب جو اکثر ابواب فقہ پر مشتمل ہو مرتب کی جا سکتی ہے۔ اور (یہ فائدہ تو فقہاء سے متعلق ہے۔ محدثین کو یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ) فنِ حدیث میں خاص چیز ہے ایسے طُرق (یعنی روایات) حدیث کی معرفت جو ایک دوسرے کی مؤیّد ہوں۔ اگر ایسی احادیث جو بظاہر فاروقِ اعظم رض کی موقوفہ ہیں اور بمعنے مرفوع ہیں جمع کی جاتیں تو اس باب میں ایک کامل سُنن مرتب ہو سکتی تھی اور احادیث اور متابعات کے شواہد سے اُس سے بہت سی چیزیں نکالی جا سکتی تھیں۔ اب اس فائدہ کو لیجیے جو عوام مسلمین کو پہنچتا

Marfat.com

آنست کہ مذاہبِ مجتہدین را شعبِ یک شریعت دانند ہر
مذہبی را دینے علیحدہ و ملتے جداگانہ خیال نکنند و اختلافِ
امت مشوش یقین ایشان باحکام ملت نشود ظاہر
دین و سوادِ اعظم را از روایاتِ شاذّہ جدا تصوّر
نمایند و حجتِ شرع بر خود قائم شناسند و بر
مرتبۂ فاروقِ اعظم رض در نشرِ دینِ متین و تبلیغ
شریعتِ غرّا چنانکہ ہست مطلع شوند و اعطائے
کُلّ ذی حقٍ حقہ بعمل آرند باز تا این وقت
این داعیہ بوجود نیامد چون سخن تا اینجا رسید
آن داعیہ باز گُل کرد و حَبسِ خاطر ازان داعیہ
وجہے نداشت ہذا مع قلّۃِ الاسباب و
تشتّتِ البال واللہ ہو الموفق والمعین ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیہٖ
الذی لانبیّ بعدہٖ امّا بعد فیقول العبد الضعیف
الراجی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبدالرحیم
تغمّدہ اللہ تعالےٰ برحمتہ ہذا ما وفّقنی اللہ
عزّ وجلّ لہ من تدوینِ مذہب الخلیفۃ
الاوّاب الناطق بالصدق والصواب امیرِ
المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ و
ارضاہ والمذاہبُ الاربعۃ منہ بمنزلۃِ
الشروحِ من المتونِ والمجتہدونَ
من صاحبہ بمنزلۃ المجتہدین المنتسبین
من المجتہد المستقل واللہ ہو الموفق
والمعین ؁

وہ یہ ہے کہ وہ یہ بات جان لیتے کہ مجتہدین کے مذاہب ایک ہی شریعت
کے شعبے ہیں اور وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین اور جداگانہ ملت نہ
خیال کرتے اور اختلافِ اُمّت احکامِ ملّت کے بارے میں ان کے
یقین کو تشویش میں نہ ڈالتا ۔ وہ ظاہر دین اور سوادِ اعظم کو روایاتِ
شاذّہ سے جدا تصوّر کرتے اور شریعت کی حجت اپنے اوپر قائم سمجھتے
رہتے اور شریعتِ غرّا کی اشاعت اور دینِ متین کی تبلیغ کے بارے
میں فاروقِ اعظم رض کے اس مرتبہ و مقام کو سمجھ لیتے جو اُن کا حقیقۃً
ہے اور وہ ہر ذی حق کو اُس کا حق دیئے جانے کے اصول کو
عمل میں لاتے ۔ پھر اس وقت یہ داعیہ وجود میں نہیں آیا۔ جب
بات یہاں تک پہنچی تو وہ داعیہ پھر اُبھر آیا اور قلب کے رُک جانے
کی اس داعیہ سے کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب ہم اس کو شروع کرتے
ہیں باوجود قلتِ اسباب اور پریشان خیالی کے اور اللہ ہی توفیق
دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہر تعریف کا مستحق اللہ ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اور
درود و سلام اللہ کے اُس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
امابعد کہتا ہے عبد ضعیف اللہ کریم کی رحمت کا امیدوار ولی اللہ
ابنِ عبدالرحیم اللہ تعالےٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے، یہ وہ بیان
ہے جس کی اللہ عزّ وجلّ نے مجھ کو توفیق عطا فرمائی جو کہ خلیفہ
اوّاب ناطق بالصدق والصواب امیرالمومنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ کے مذہب کی تدوین کے بارے
میں ہے اور چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اس
کے مقابلہ پر متون کی شروح کے مرتبہ میں ہیں اور جملہ مجتہدین
آپ کے سامنے بمنزلۂ مجتہدینِ منتسبین کے ہیں بمقابلہ مجتہدِ مستقل
کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

Marfat.com

ادلة الشرع اربعة اخرج الدارمي من شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه ان جاءك شيء في كتاب الله فاقض به ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقض بها فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برايك ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر الا خيرا لك **تخصيص عام الكتاب بالسنة وتفسير مجمل الكتاب بالسنة** اخرج الدارمي عن عمرو بن الاشجع ان عمر بن الخطاب قال انه سياتي ناس يجادلونكم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله **لا يؤخذ الحديث الا عن ثقة** اخرج مسلم من ابي عثمان النهدي قال قال عمر ابن الخطاب بحسب المرء من الكذب

شریعت کی چار دلیلیں ہیں دارمی نے روایت کیا شریح سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی چیز کتاب اللہ میں سے آجائے تو اس کے ساتھ فیصلہ کردو اور لوگوں کے کہنے سے اس سے ہرگز روگرداں نہ ہونا اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرو اور اس کے مطابق فیصلہ کردو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اور نہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (یعنی آپ کا کوئی قول یا فعل) موجود ہو تو اس چیز کو دیکھو جس پر لوگوں کا اجماع ہوگیا ہو تو اس کو اختیار کرلو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے کہ نہ اس کا حکم کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ تم سے پہلے اس پر کسی نے کلام کیا ہے (یعنی تمہارے اہلِ مشورہ میں سے) تو دونوں امر میں سے جو چاہو اختیار کرلو یعنی یہ کہ تم اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور (اس کو بیان کرنے میں) پہل کرو تو پہل کرلو اور اگر تم چاہو کہ مؤخر رہو کہ پہلے دوسرے لوگ اپنا مشورہ بیان کریں) تو مؤخر ہو اور میں مؤخر رہنے ہی کو تمہارے لئے بہتر خیال کرتا ہوں۔ **کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت کے ساتھ اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سنت کے ساتھ۔** دارمی نے روایت کیا عمرو بن الاشجع سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے جھگڑینگے متشابہاتِ قرآن کے ذریعہ سے تو تم انکی گرفت کرنا سنن کے ساتھ کیونکہ اصحابِ سنن زیادہ جانتے ہیں کتاب اللہ کو **حدیث نہ لیجائے مگر ثقہ سے** مسلم نے روایت کیا ابو عثمان ہندی سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے

Marfat.com

ان یحدث بکل ما سمع واخرج البیہقی
عن ابن عمر قال کان عمر یأمرنا ان لا
ناخذ الا عن ثقۃ اجازۃ خبر الواحد
الصدوق وان کان خلاف القیاس
ذکر الشافعیؒ عن عمرؓ قصصا منہا
ان رأیہ کان ان یحکم فی الاصابع
بدیات مختلفۃ لاختلافہا فی المنافع
والجمال فلم یتبع رأیہ حین وجد فی کتاب
عمرو بن حزم ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال وفی کل اصبع مما
ہنالک عشر من الابل ومنہا ان رأیہ
کان ان الدیۃ للعاقلۃ ولا ترث المرأۃ
من دیۃ زوجہا شیئا فلم یتبع رأیہ
حین اخبرہ الضحاک بن سفیان ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان
یورث امرأۃ اشیم الضبابی من دیتہ
ومنہا حدیث عمر فی الجنین وقبول خبر جمیل
ابن مالک بن النابغۃ وقولہ لو لم نسمع
ہذا لقضینا بغیر ہذا واخذ بخبر عبدالرحمن
ابن عوف فی الرجوع من ارض الوباء ثم
اورد الشافعی فی المسئلۃ اشکالا وقال لم لم
یکتف عمر بن الخطاب علی خبر الواحد فی
غیر ما مسئلۃ حتی طلب رجلا

یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات جو کسی سے سنے اُس کو نقل کرے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ہم کو عمرؓ یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اخذ نہ کریں (کوئی حدیث) مگر ثقہ سے۔ **واحد صدوق کی خبر کو جائز رکھنا اگرچہ خلاف قیاس ہو۔** شافعیؒ نے عمرؓ کے چند قصے بیان کئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ انگلیوں کے بارے میں مختلف دیتوں کا حکم کریں کیونکہ وہ منافع اور جمال میں اختلاف رکھتی ہیں تو انھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہ کیا جب عمرو بن حزمؓ کی تحریر میں انھوں نے یہ پایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک انگلی میں جو ضائع کی جاتے گی دس اونٹ ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ دیتؑ مقتول کے دادھیالی رشتہ داروں کے لئے ہے اور بیوی کو اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ وراثت نہ ملے گی تو انھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہیں کیا جب کہ ان کو ضحاکؓ بن سفیان نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کی دیت میں وارث قرار دیں۔ اور ان میں سے ہے حدیث عمرؓ کی جنین کے بارے میں اور اُن کا قبول کرنا جمیل بن مالک بن النابغہ کی خبر کو اور یہ فرمانا کہ اگر ہم یہ نہ سنتے تو ہم اس کے خلاف فیصلہ کر دیتے۔ اور آپ نے قبول کر لیا عبدالرحمن بن عوفؓ کی خبر کو ارض وبا سے لوٹنے کے بارے میں۔ پھر شافعیؒ نے مسئلہ میں اشکال وارد کیا کہ کیوں نہیں اکتفا کیا عمرؓ بن الخطاب نے خبر واحد پر اس کے علاوہ چند مسئلوں میں یہاں تک کہ ایک اور شخص کو طلب کیا

ع یہ قیاس حضرت عمرؓ کا اس ضابطہ کی بنا پر تھا کہ الدیۃ علی العاقلۃ کہ دیۃ قاتل کے دادھیالی رشتہ داروں کے ذمہ ہے۔ جب ان سے دیت وصول کیا ہے تو دیت میں وراثت کا حق بھی دادھیالی رشتہ داروں ہی کا ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

وأجاب بأنه في بعض المواضع طلب مخبرًا
آخر لانه لم يأمن غلط الراوي وقلة ضبطه
وفي بعض المواضع طلب استظهارًا
وان كان خبر الواحد موجبًا للحكم فخبر
الاثنين أشفى للخاطر وأنفى للشبهة
كما صرح هو بنفسه في قصة أبي موسى
الاجماع اخرج الشافعي عن عمر خطبته
بالجابية وفيها عن النبي صلى الله عليه
وسلم من سرّه بحبحة الجنة فليلزم
الجماعة واحتج بهذا على القول بالاجماع
شرط القياس اخرج الدارقطني في جملة
كتب عمر الى ابي موسى الاشعري في
أدب القضاء الفهم الفهم فيما يختلج
في صدرك مما لم يبلغك في الكتاب
والسنة واعرف الامثال والاشباه
ثم قس الامور عند ذلك فاعمد الى
أحبها الى الله عز وجل وأشبهها
بالحق فيما ترى قوله مما لم يبلغك
اشارة الى شرط محل القياس قوله
اعرف الامثال والاشباه بيان
المقيس عليه قوله احبها الى الله و
اشبهها بالحق بيان العلة وكونها
مؤثرة بشهادة الشرع **كراهية
السؤال فيما لم ينزل**
أخرج الدارمي

اور انھوں نے پھر اس کا جواب دیا کہ انھوں نے بعض مواضع میں دوسرا خبر دینے والا اس لئے طلب کیا کہ راوی پر غلطی اور قلتِ ضبط کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوئے اور بعض مواضع میں دوسرے شخص کو طلب کیا مزید توثیق کے لئے اگرچہ خبرِ واحد موجب حکم تھی تو دو کی خبر دل کو زیادہ تشفی دے گی اور شبہ کو اکھاڑ دے گی جیسا کہ انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے ابو موسےٰ رض کے قصہ میں۔ **اجماع** روایت کیا شافعی رح نے عمر رض سے ان کا خطبہ جو انھوں نے جابیہ میں دیا تھا اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ وسطِ جنت میں داخل ہو اس کو چاہئے کہ جماعت کو لازم کرلے اور اس سے انھوں نے احتجاج کیا ہے قول بالاجماع پر۔ **شرط قیاس** اخذ کیا دارقطنی نے ایک جملہ سے کہ لکھا تھا عمر رض نے ابو موسےٰ اشعری رض کو ادبِ قضاء کے بارے میں اَلفہم یعنی فہم سے کام لے اس چیز کے بارے میں جو تیرے سینہ میں کھٹکے ایسے امر کے بارے میں جسکے متعلق کتاب وسنت میں سے کوئی بات تیرے پاس نہیں پہنچی اور جو چیزیں اس کی مثل اور اس کی شبیہ ہیں ان کو پہچان پھر اس پر امور کو قیاس کرلے اور اس صورت کو اختیار کرلے جو تیری رائے میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق سے زیادہ مشابہ ہو۔ آن کا یہ کہنا کہ مما لم یبلغک (ان چیزوں میں سے جو تیرے پاس نہیں پہنچیں) اشارہ ہے محلِ قیاس کی شرط کی طرف۔ یہ قول کہ امثال اور اشباہ کو پہچان بیان ہے مقیس علیہ کا۔ اور یہ قول کہ جو صورت اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو بیان ہے علت کا اور اس کے مؤثر ہونے کا شریعت کی شہادت کے ساتھ۔ **ایسے سوال کی کراہیت جو ایسی بلا کے بارے میں ہو جو ابھی نازل نہیں ہوئی** دارمی نے روایت کیا

Marfat.com

عن ابن عمر انہ سُئِل عن شئی فقال لاتسألُ عما لم یکُن فانّے سمعتُ عمر بن الخطاب یلعن مَن سأل عما لم یکن واَخرج الدارمی عن طاؤسٍ قالَ عُمر علی المنبر اُحرّجُ باللّٰہ علی رجل سأل عمّا لم یکُن فانّ اللّٰہَ قد بیّن ما ہو کائن قولہ بیّن ما ہو کائن یعنی تکفل اَن یلہم الصّوابَ فی النازلۃ و ہذا مرفوع فی الحقیقۃ اَخرج الدارمی عن وہب بن عمرو الجُمحی انّ النّبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قالَ لاتعجلوا بالبلیۃ قبل نزُولہا فانکم ان لاتعجلوا قبلَ نزولہا لا ینفکُّ المسلمونَ وفیہم اِذٰ ہِیَ نَزَلَتْ مَن اذا قالَ وُفّق و سُدِّدَ و انکم اِن تعجلوا تختلفُ بکم الاَہوآء فتاَخذوا ہکذا و ہکذا و اَشارَ بین یدیہ و عن یمینہ و عن شمالہ یفہم من الحدیث المرفوع

ابن عمرؓ سے کہ ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو اُنھوں نے کہا کہ اُس مصیبت کے بارے میں سوال نہ کرو جو واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا کہ وہ لعنت کر رہے تھے اُس شخص پر جو اُس بَلا کے بارے میں سوال کرے جو ابھی واقع نہیں ہوئی۔ اور روایت کیا دارمی نے طاؤس سے کہ عمرؓ منبر پر فرمایا کہ میں اللہ کے واسطے سے اُس شخص کو روکتا ہوں جو ایسی بَلا کے بارے میں سوال کرے جو نہیں واقع ہوئی کیونکہ اللہ نے جو ہونے والی باتیں ہیں اُن کو بیان کر دیا۔ یہ ارشاد کہ جو ہونے والی باتیں ہیں ان کو بیان کر دیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ متکفل ہوا ہے اس بات کا کہ بھلائی کا الہام کر دے وجود میں آنے والی چیز کے متعلق۔ اور درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے۔ روایت کیا دارمی نے وہب بن عمرو الجمحی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلا کی جلدی[عہ] نہ کرو اُس کے نازل ہونے سے پہلے کیونکہ تم اگر (سوالات میں) جلدی نہ کروگے اس کے نزول سے پہلے (تو یہ بہتر ہے اور تمھیں اس کی ضرورت بھی نہیں) مسلمان ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہوگا کہ جب وہ دُعاء کرے گا تو بَلا سے نکلنے کی توفیق دیدی جائے گی اور سب کام بن جائیں گے[عہ] اور اگر تم نے اس میں عجلت کی (اور تمھیں بتا دیا گیا کہ فلاں تاریخ میں یہ مصیبت واقع ہوگی) تو تم میں اختلافات ہو جائیں گے اور (تم گھبرا کر) مختلف راہیں اختیار کروگے ایسے اور ایسے اور آپؐ نے اپنے سامنے اور داتیں بائیں اشارہ کیا۔ اس حدیث مرفوع سے

عہ یعنی فلاں عام مصیبت جسکے آنے کی آپنے خبر دی ہے کتنے سال کے بعد آئیگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بہت سے آنے والے حوادث سے مطلع فرما دیا تھا۔ اب لوگوں نے آپ سے ان کا خاص وقت پوچھنا شروع کر دیا کہ فلاں مصیبت کب آئے گی اور فلاں مصیبت کب؟ مترجم

عہ یہ اشارہ ہے ان اولیاء کی طرف جن سے تکوینی کام متعلق ہوتے ہیں قطب و ابدال و اوتاد وغیرہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

معنے قولہ بیّن بالمرتین کما ذکرنا ویحتمل معنے
آخر وہو ان الکتاب والسنّۃ اشتملا علٰے
جمیع الاحکام اجمالاً اشار الشافعیؒ الٰی ہذا
فی بعض کلامہ و اخرج الدارمی عن
ابن محیریز ما نصنع بالمسائل انہ لایذہب
العلم ما قُرِئ القرآن کراہیۃ الجدال
فی العلم اخرج الدارمی عن مجاہد
قال عمر ایاک والمکایلۃ یعنی فی الکلام
ویحتمل وجہا آخر وہو ذمّ القیاس اذا
لم یکن جامعا لشروطہ کتاب الصلٰوۃ

الطہارۃ شرط الصلٰوۃ روی ابو بکر عن المستورد
قال عمر لاتُقبل صلٰوۃ بغیر طہور ہو
مرفوع من طرقٍ شتّٰی صفۃ الوضوء
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود بن
یزید عن عمر بن الخطاب انہ توضّأ فغسل
یدیہ مثنٰی واستنشق مثنٰی وغسل وجہہ
مثنٰی وغسل ذراعیہ مثنٰی ومسح
رأسہ مثنٰی مقبلاً ومدبرا وغسل رجلیہ
مثنٰی ابو بکر عن الاسود بن یزید
ان عمر بن الخطاب توضّأ فادخل
اصبعیہ فی باطن اذنیہ

ان کے متعلق قول بیّن بالمرتین کے معنے سمجھ میں آجاتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے معنے کا احتمال بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اور سنّت تمام احکام پر مشتمل ہیں اجمالاً (تو ہر مصیبت کا حل اسی میں سے نکل آئے گا) امام شافعیؒ نے اپنے بعض کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ابن محیریز سے کہ ہم کیا سوالات کریں حقیقت یہ ہے کہ علم نہیں جائے گا جب تک قرآن پڑھا جائے گا۔ علم میں لڑائی جھگڑے کی برائی دارمی نے روایت کیا مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مکایلہ[ع] سے بچو یعنی کلام میں اور ایک اور صورت کا بھی احتمال ہے اور وہ ہے ایسے قیاس کی برائی جس میں قیاس کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ کتاب الصلٰوۃ۔

طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔ ابو بکر مستورد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز قبول نہیں کی جاتی بغیر پاکیزگی کے اور یہ کئی طرق سے مرفوع ہے۔ صفتِ وضو ابو حنیفہؒ حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے وہ اسودؒ بن یزید سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے وضو (اس طرح) کیا کہ اپنے ہاتھ دھوئے دو دو مرتبہ اور ناک میں پانی دیا دو مرتبہ اور اپنا منہ دھویا دو مرتبہ اور اپنی بانہیں دھوئیں دو مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا دو مرتبہ پیچھے سے آگے کو اور آگے سے پیچھے کو اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا دو مرتبہ۔ ابو بکر اسود بن یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے وضوء کیا اور داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر

ع یعنی برابر کے جواب دینے سے منع کیا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سخت بات کہے تو ویسا ہی سخت جواب نہ دو یا کسی نے برائی کی تو اس کے ساتھ ویسی ہی برائی نہ کرو اگرچہ گناہ نہ ہوگا مگر افضلیت کے خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مکایلہ سے یہ مراد ہے کہ مسائل شرعی میں قیاس اور عقلی ڈھکوسلے پر چلیں اس سے منع کیا گیا ہے اگلے جملے میں اسی کا بیان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

و ظاهرهما فمسحهما ابوبكر عن قرظة سمعت
عمر يقول الوضوء ثلث ثلث وثنتان
تجزيان (كفايت كنند) ابوبكر عن الحسن عن
عمر في المضمضة والاستنشاق
وغسل اليدين والرجلين ثنتان
تجزيان وثلث افضل ابوبكر
عن المصعب بن سعد مر عمر على
قوم يتوضئون فقال خللوا
ابوبكر عن زياد بن علاقة ان عمر
ابن الخطاب راٰى رجلا غسل
ظاهر قدميه وترك باطنهما فقال لم
تركتهما للنار ابوبكر عن ابي قلابة
ان عمر راٰى رجلا يصلي قد ترك
على ظهر قدميه مثل الظفر فامره ان
يعيد وضوءه وصلوته وعن عبد الله
ابن عمر مثله الا انه قال فامره
ان يغسل اللمعة ويعيد الصلوة
قلت اختلفوا في الولاء (پے درپے شستن) لاجل
الروايتين والصحيح ان الاول مبهم
والثاني مفسر الشافعي عن عمر
عن النبي صلى الله عليه وسلم
الاعمال بالنيات الحديث احتج به
على ان النية فرض قال البويطي
قال الشافعي يدخل في حديث
الاعمال بالنيات ثلث العلم ما يوجب

اور اُن کے ظاہر پر دونوں کا مسح کیا۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں قرظہ سے کہ میں نے سُنا عمرؓ سے کہ فرماتے تھے کہ وضو تین تین مرتبہ ہے اور دو مرتبے بھی کافی ہوجاتے ہیں۔ ابوبکرؒ حسنؒ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کُلّی کرنے اور ناک میں پانی دینے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے دھونے میں دو مرتبے کافی ہوجاتے ہیں اور تین افضل ہیں۔ ابوبکر مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ گزرے ایسے لوگوں پر جو وضو کر رہے تھے تو فرمایا کہ خلال کرو۔ ابوبکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے ظاہر قدمین کو دھویا اور باطن قدمین (یعنی تلووں) کو چھوڑ دیا تو فرمایا کہ تُو نے ان دونوں کو آگ کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ابوبکرؒ ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنے قدموں کے اوپر ناخن کے برابر جگہ (دھونے سے) چھوڑ دی تھی تو اُس کو حکم دیا کہ اپنی وضو اور نماز کو لوٹائے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے مگر یہ کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ اس نشان کو (سوکھی ہوئی جگہ کو جو دھبہ کی طرح ممتاز تھی) دھوئے اور نماز کو لوٹائے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء میں اختلاف ہوا پے درپے دھونے کے بارے میں ان دونوں روایتوں کی وجہ سے اور صحیح یہ ہے کہ پہلی روایت مبہم ہے اور دوسری مفسّر ہے۔ امام شافعیؒ بروایت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اعمال نیات پر موقوف ہیں، آخر حدیث تک۔ انھوں نے اس سے حجت قائم کی اس پر کہ نیت فرض ہے بویطی نے کہا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حدیث "الاعمال بالنیات" میں ایک تہائی علم داخل ہے۔ وضو کو واجب

Marfat.com

الوضوء مالک و الشافعی وغیرھما عن زید
ابن اسلم ان عمر بن الخطاب قال اذا
نام احدکم مضطجعًا فلیتوضأ العلۃ
عند الشافعی نوم من لم یتمکن مقعدتہ من
الارض وعند الحنفیۃ نوم مستند او
متکئ علی شئ بحیث لو ازیل لسقط
ابو بکر عن جابر بن عبد اللہ قال اکلت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و مع ابی بکر و عمر و عثمان خبزًا و لحمًا
فصلّوا و لم یتوضؤا اخرج الشافعی
من مذھب عمر و ابن مسعود لا
یتیمم الجنب انھما یریان القبلۃ و
شبھھا من الملامسۃ الناقضۃ
للوضوء وروی حدیثًا ان عمر صلی رکعۃ
ثم زلت یدہ علی ذکرہ فاشار ان
امکثوا ثم خرج فتوضأ فاتم لہم مابقی
من الصلوٰۃ وفی المسئلتین نظر
طویل مالک والشافعی عن زید بن اسلم
عن ابیہ ان عمر قال انی لاجدہ یتحدر
منی یعنی المذی مثل الخرزۃ
فاذا وجد ذلک احدکم فلیغسل
فرجہ و لیتوضأ وضوءہ للصلوٰۃ
ابو بکر عن طلق بن حبیب رأی
عمر بن الخطاب رجلًا یحک ابطہ
او مسہ فقال لہ قم فاغسل یدیک

کرنے والی چیزیں مالکؒ اور شافعیؒ اور دوسرے حضرات روایت
کرتے ہیں زید بن اسلم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب کوئی
تم سے کوئی کروٹ پر لیٹ کر سو جائے تو چاہیے کہ وضو کرے (وضو
ٹوٹنے کی) علت شافعیؒ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جسکی
مقعد زمین پر قرار پکڑے ہوئے نہیں اور حنفیہ کے نزدیک نیند
ایسے شخص کی ہے جو سہارا لینے والا یا تکیہ لگانے والا ہے کسی شئے
پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اگر وہ چیز ہٹا دی جائے تو وہ گر جائے۔
ابو بکر جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے روٹی
اور گوشت کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ
اور عثمانؓ کے ساتھ تو سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ شافعیؒ
نے نکالا عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے مذہب سے کہ جنبی تیمم نہ کرے
یہ دونوں بوسہ اور اس کے مشابہ یعنی عورت کے چھونے کو ناقض
وضو قرار دیتے ہیں۔ اور انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ
عمرؓ نے نماز کی ایک رکعت پڑھی پھر ان کا ہاتھ ان کے ذکر پر
جا پڑا تو انھوں نے (جماعت کو) اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو پھر
نکلے اور وضو کیا اور نماز کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اُس کو پورا
کرایا۔ اور دونوں مسئلوں میں طویل بحث ہے۔ مالکؒ اور
شافعیؒ زید بن اسلمؓ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے کہا کہ میں (کبھی) محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے (یعنی شاذ
سے) ایک چیز اتر رہی ہے مثل ڈلی کے وہ مذی کو مراد لے رہے
تھے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہیے کہ اپنی
شرمگاہ کو صاف کرے اور چاہیے کہ وضو کرے جس طرح نماز
کے لئے کیا جاتا ہے۔ ابو بکر طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی بغل کو
کھجایا یا اُس کو چھوا تو اُس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو دھو

Marfat.com

او تطهر قال محمد يعني ابن سيرين لا ادرے ماهذا قلت معناه استحباب التنظيف - **آداب الخلاء** اخرج البغوی وغيره وهو من مشاهير الحديث عن عمر قال رآني النبي صلى الله عليه وسلم ابول قائما فقال يا عمر لا تبل قائما ابو بكر عن يسار بن نمير كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه ماء قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة وليس فيها حديث مرفوع و انما هو مذهب عمر قياسا على الاستنجاء من الحائط اطبق على تقليده العلماء **المسح على الخفين** ابو حنيفة عن حماد عن سالم بن عبد الله ابن عمر قال اختلف عبد الله بن عمر و سعد بن ابي وقاص في المسح على الخفين فقال سعد امسح وقال عبد الله ما يعجبني فاتيا عمر بن الخطاب فقصا عليه القصة فقال عمر عمك افقه منك مالك و الشافعي وغيرهما نحوا من ذلك وهو من المشاهير ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن حنظلة ان عمر بن الخطاب قال المسح على الخفين للمقيم يوما وليلة وللمسافر ثلثة ايام بلياليهن اذا لبستها و انت طاهر ابو بكر عن زيد بن وهب

یا (یہ فرمایا کہ) پاک کر۔ کہا محمد یعنی ابن سیرینؒ نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے معنے ہیں صفائی ستھرائی کا استحباب۔ **پیشاب پاخانہ کے آداب۔** بغوی وغیرہ نے روایت کیا عمرؓ سے اور یہ مشہور حدیثوں میں سے ہے کہا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا کہ اے عمرؓ کھڑا ہو کر پیشاب نہ کر۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اس حال میں کہ اس کو پانی نہ لگا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمرؓ کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجاء کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے (ڈھیلے سے) مطابقت کی ہے۔ **خفین پر مسح کرنا** ابو حنیفہؒ نے حماد سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ میں خفین پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوا تو سعدؓ نے کہا کہ میں مسح کرتا ہوں اور عبد اللہؓ نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے پھر دونوں عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور اپنی اپنی بات ان سے کہی تو عمرؓ نے (عبد اللہؓ سے) کہا کہ تیرے چچا (یعنی سعدؓ) تجھ سے افقہ (زیادہ سمجھدار) ہیں مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما نے بھی اسی طرح کی روایتیں کی ہیں اور وہ مشہور روایات میں سے ہے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خفین پر مسح مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن ان کی راتوں سمیت کی میعاد ہے جب کہ تم ان کو باوضو ہو کر پہنو۔ ابو بکرؒ زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

كتب الينا عمر بن الخطاب في المسح على الخفين ثلثة ايام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم الشافعي في مذهبه القديم عن زيد بن الصلت ان عمر بن الخطاب قال اذا ادخلت رجليك في الخفين وانت طاهر فامسح عليهما ما بدا لك واليه ذهب الشافعي في القديم ثم رجع وقال بالتوقيت قال البيهقي اري ان عمر جاءه الثبت في التوقيت فرجع اليه

صفة الغسل ابوبكر عن عكرمة بن خالد كان عمر اذا اجنب غسل سفليه ثم توضأ وضوءه للصلوٰة ثم افرغ عليه الماء ابوبكر عن عاصم سئل عمر عن غسل الجنابة فقال توضأ وضوءك للصلوٰة ابوبكر عن فضيل بن عمرو قال عمر اذا اغتسلت من الجنابة فتمضمض ثلثا فانه ابلغ

ما يوجب الغسل مالك والشافعي بطرق متعددة ان عمر وجد في ثوبه احتلاما فاغتسل واعاد الصلوٰة ابوبكر عن رفاعة بن رافع قال بينا انا عند عمر بن الخطاب اذ دخل عليه رجل فقال يا امير المؤمنين هذا زيد ابن ثابت يفتي الناس في المسجد برأيه في الغسل من الجنابة فقال عمر علي به فجاءه زيد

مسح علی الخفین کے بارے میں ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ تین دن مع ان کی راتوں کے مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے۔ شافعیؒ اپنے مذہب قدیم پر یہ روایت لاتے تھے زید بن الصلت سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے دونوں پاؤں کو خفین میں داخل کر دیا اور تو باوضو تھا تو جب تک بھی تو چاہے ان پر مسح کرتا رہ اور اسی کی طرف گئے تھے امام شافعیؒ اپنے قدیم قول میں پھر رجوع کیا اور تحدید وقت کے قائل ہوئے۔ بیہقی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عمرؓ کے پاس جب توقیت (تحدید وقت) کے بارے میں کوئی مضبوط وجہ آگئی تو انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔

صفت غسل ابوبکر عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب جنبی ہوتے تو اپنے نیچے کے دونوں جسم دھوتے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے کی جاتی ہے پھر اپنے اوپر پانی ڈالتے۔ ابوبکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا غسل جنابت کے بارے میں تو فرمایا کہ وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کی جاتی ہے۔ ابوبکر فضیل بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جب تو جنابت کا غسل کرے تو تین مرتبہ کلی کر یہ زیادہ پاکی تک پہنچانے والی بات ہے۔

جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ متعدد روایات سے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو غسل کیا اور نماز کو لوٹایا۔ ابوبکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ زید بن ثابت مسجد میں لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے جنابت کے غسل کے بارے میں تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو زیدؓ ان کے پاس آئے۔

Marfat.com

فلما رآہ عمر قال ای عدوّ نفسہ قد بلغت ان
تُفتِیَ النّاس برأیک فقالَ یا امیرَ
المؤمنین باللہ ما فعلتَ لکنّی سمعتُ من
اَعمامی حدیثًا فحدثت بہ من ابی ایّوب
و من اُبیّ بن کعب و من رفاعۃ بن رافع
فاقبل عمر علی رفاعۃ بن رافع فقالَ و
قد کنتم تفعلونَ ذلک اذا اَصاب احدکم
من المرأۃِ فاَکسَلَ (اخرج قبل الانزال) لم یغتسلْ فقال قد
کُنّا نفعلُ ذلک علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلم یاتِنا من اللہ تحریمٌ و
لم یکن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ نہیٌ قال اَوَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یَعلَمُ ذلک قال لا اَدری فامر عمر بجمع
المہاجرینَ و الانصارِ فجمعوا الیہ فشاورہم
فاَشارَ النّاسُ اَن لا غُسلَ فی
ذلک الا ما کان من معاذٍ و علیٍّ فانّہما
قالا اذا جاوزَ الختانُ الختانَ فقد
وجبَ الغُسلُ فقالَ عمر ہذا وانتم
اصحابُ بدرٍ و قد اختلفتم فمَن بعدکم
اشدُّ اختلافًا قالَ فقالَ علیٌّ
یا امیرَ المؤمنین انہ لیس احدٌ اعلم
بہذا من شانِ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من ازواجہ فارسلَ
الی حفصۃ رض فقالتْ لا عِلمَ لی
بہذا فارسلَ الی عائشۃ رض

تو جب انکو عمر رضؓ نے دیکھا تو کہا کہ اے اپنے نفس کے دشمن مجھے
یہ بات پہنچی ہے کہ تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دے رہا ہے تو
انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رضؓ واللہ میں نے ایسا نہیں
کیا لیکن میں نے اپنے اعمام (یعنی چچاؤں) سے ایک بات
سنی۔ مجھے بات پہنچی ابو ایوبؓ سے اور اُبی بن کعبؓ سے
اور رفاعہ بن رافعؓ سے۔ تو عمر رضؓ متوجہ ہوئے رفاعہ بن رافع
کی طرف اور کہا کہ کیا تم ایسا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی اپنی
عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال
لے تو وہ غسل نہیں کرتا تھا تو انھوں نے کہا کہ ہاں ہم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے تو
ہمارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں
آیا اور نہ ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس
میں کوئی ممانعت ہوئی۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے بھی تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا۔ تو عمر رضؓ نے مہاجرین و انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا تو
سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو ان سے مشورہ کیا تو لوگوں
نے یہ اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل نہیں ہے۔ مگر معاذ رضؓ
اور علی رضؓ کی جانب سے نہیں ۔ ان دونوں نے یہ کہا کہ جب
ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جاتے گی تو غسل واجب ہو گیا۔
تو عمر رضؓ نے کہا کہ یہ اہم بات ہے تم اصحاب بدر ہوتے ہوئے
باہم مختلف ہوتے تو جو تمہارے بعد ہیں ان میں تو سخت اختلاف
ہو گا (راوی نے) کہا کہ پھر علی رضؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین رضؓ
کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو ان کی
ازواج رضؓ سے زیادہ نہیں جانتا تو انھوں نے حفصہ رضؓ سے پوچھوایا
تو انھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر عائشہ رضؓ

Marfat.com

فقالت اذا جاوز الختان الختان
فقد وجب الغسل فقال لا اسمع برجل
فعل ذلک الا اوجعته ضربا ابوبکر
عن سعید بن المسیب قال عمر
لا اوتیٰ برجل فعله یعنی جامع
ولم ینزل ولم یغتسل الا نهکته بالعقوبة
عقوبة ابوبکر عن ابی جعفر قال اجتمع
المهاجرون ابو بکر و عمر و عثمان و
علی ان ما اوجب الحدین الجلد
والرجم اوجب الغسل حکم الجنب
ابوبکر عن عبیدة قال عمر لا یقرأ الجنب
القرآن ابوبکر عن قتادة خرج عمر
من الخلاء فقرأ آیة من کتاب الله
فقیل له أتقرأ وقد احدثت قال
أفیقرأ ذلک مسیلمة وفی روایة
مسیلمة افتاک ذلک ابوبکر عن
سلمان بن ربیعة قال لی عمر
اذا اتیت اهلک ثم اردت
ان تعود کیف تصنع قلت کیف
اصنع قال توضأ بینهما وضوءاً مالک
والشافعی وغیرهما ان عمر بن الخطاب
ذکر لرسول الله صلی الله علیه وسلم
انه تصیبه الجنابة من اللیل فقال
رسول الله توضأ واغسل ذکرک
ثم نم دخول الحمام ابوبکر عن حفص

سے پوچھوایا تو انھوں نے کہا کہ جب ختنہ ختنہ کی جگہ سے
گزر جائے گی تو غسل واجب ہو جائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں
آئندہ کسی شخص کو نہیں سنوں گا کہ اس نے ایسا کیا مگر میں
اس کو بہت ماروں گا۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں لایا جائے گا
جس نے ایسا کیا ہو یعنی جماع کیا اور انزال نہ کیا اور غسل نہ
کیا مگر میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ ابوبکر جعفر سے روایت کرتے
ہیں کہا کہ سب مہاجرین ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ
اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ جو چیز دونوں حدوں یعنی کوڑے
مارنے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہ غسل کو واجب
کرتی ہے۔ جنبی کا حکم ابوبکر عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے کہا کہ جنبی قرآن کی قرات نہ کرے۔ ابوبکر قتادہ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بیت الخلاء سے نکلے پھر کتاب اللہ کی
ایک آیت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ قرات کر رہے
ہیں باوجود محدث ہونے کے تو آپ نے کہا کہ تو کیا اس کی قرات
مسیلمہ کر رہا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کیا تجھے یہ فتویٰ
مسیلمہ نے دیا ہے۔ ابوبکر سلمان بن ربیعہ سے روایت کرتے
ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور
پھر ارادہ کرے دوبارہ جانے کا تو کیا کرے گا۔ میں نے کہا (آپ
بتائیں) کہ کیا کروں، فرمایا کہ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ
وضو کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما سے مروی ہے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انکو
رات میں جنابت واقع ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو لے اور
پھر سو جا۔ حمام میں داخل ہونا ابوبکر نے روایت کی حفص سے

Marfat.com

قالَ عُمر لایَرے الرجلُ عورةَ الرَّجلِ
اَبوبکر عن قتادة کتَبَ عمر لایدخلُ
احدٌ الحمامَ اِلاّ بمیزرٍ اَبوبکر عن
علےؔ بن ابی عائشة کان عمر رجلاً
اَہلبَ فکان یُحلّق الشعَرَ وذُکِرت لہ
النُّورةُ فقالَ النورةُ من النّعیم۔
المیاہ ابوبکر عن عکرمة ان عمر سُئِلَ
عن ماءِ البحر فقال ایُّ ماءٍ انظفُ منہ
الشافعی عن عمرو بن دینار ان عمر بن
الخطاب وَرَدَ حوضَ مَجَنّة فقیلَ انّما
وَلَغَ الکلبُ آنِفًا فقال انّما وَلَغ
بلسانِہٖ فشرِبَ وتوضّاَ مالکؒ نحوًا
من ذلک محمول عندالحنفیة علے الغدیر
الکبیر وعندَ الشافعی علے القلّتین لحدیثٍ
مرفوعٍ فے ذلک اَبوبکر عن زیدبن اسلم
عن ابیہ ان عمر کان لہٗ قمقم یسخن
لہٗ فیہ الماء. اَبوبکر عن قتادة قال
عمر لیس حیضُہا فے فیہا یعنے سُؤرَ
الحائض الشافعے والبخارے وغیرہما
ان عمر توضّاَ من ماءٍ جُئِیَ بہ من
عند نصرانیةٍ تطہیر الانجاس
ابوبکر عن ابن سیرین عن عُمر
یغسل البولَ مرّتین اَبوبکر عن
زید بن الصّلت ان عُمر غسلَ
ما رآے من الجنابة و نَضَحَ

کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کا پردے کا حصۂ جسم نہ دیکھے
اَبوبکر نے روایت کیا قتادہؓ سے کہ عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص حمام
میں نہ داخل ہو مگر تہہ بند باندھ کر. آبوبکر نے علی بن ابی عائشہ
سے روایت کیا کہ عمرؓ بہت گھنے بالوں والے شخص تھے تو
آپ بالوں کو مُنڈوادیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے ذکر کیا گیا
نُورے کا تو فرمایا کہ نورہ عیش پسندی میں سے ہے. **پانیوں کا**
بیان ابوبکر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ عمرؓ سے دریا کے پانی
کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کونسا پانی اس سے زیادہ
پاکیزہ ہے. شافعیؒ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ
ابن الخطاب مَجَنّہ[عہ] کے حوض پر وارد ہوتے تو آپ سے کہا گیا کہ
اس میں سے کُتّے نے ابھی پانی پیا ہے تو فرمایا کہ اس نے اپنی
زبان سے ہی چپڑ چپڑ کر کے پیا ہے تو آپ نے پیا اور وضو بھی
کیا. مالکؒ نے بھی اسی قسم کی روایت کی. حنفیہ کے نزدیک یہ
محمول ہے بڑے تالاب پر اور شافعیؒ کے نزدیک قلتین پر اس
بارے میں ایک حدیث مرفوع کی وجہ سے. ابوبکر زید بن اسلم سے
وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس ایک کیتلی تھی
جس میں ان کے لئے پانی گرم کیا جاتا تھا. آبوبکر قتادہ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کا حیض اُس کے مُنہ
میں نہیں ہے آپ نے فرمایا حائضہ عورت کے جھوٹے پانی کے
متعلق. شافعیؒ اور بخاریؒ وغیرہما نے روایت کیا کہ عمرؓ نے
ایسے پانی سے وضو کی جو ان کے پاس ایک نصرانی عورت کے
پاس سے لایا گیا تھا. **نجاستوں کو پاک کرنا** ابوبکر روایت کرتے
ہیں ابن سیرینؒ سے کہ عمرؓ پیشاب کو دو مرتبہ دھویا کرتے تھے
اَبوبکر زید بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جو نشان جنابت
کا دیکھتے اُس کو دھویا کرتے تھے اور جو نظر نہیں آتا تھا

عہ مجنہ میم کے فتح اور کسر کے ساتھ ایک موضع ہے مکہ کے قریب ۱۲

مالم یرہ مالک والشافعی نحوًا من ذلک

ابوبکر عن خالد بن ابی عزۃ سأل رجلٌ عمر بن الخطاب فقال انّی احتلمتُ علی طِنفسۃٍ فقالَ ان کان رطبًا فاغسلہ و ان کان یابسًا فاحککہ وان خَفِیَ علیک فارشُشہ تبنّی مالکؒ مذہبہ علی الاوّل وحملہ الشافعیؒ علی الندب وابو حنیفہؒ علی غسل رطبہ وحکِّ یابسہ ابوحنیفۃ عن حمّاد عن ابراہیم ان عمر قال طہور المسک دباغہ مالک اُوقظ عمر لصلوٰۃ الصبح حین طُعِن فصلّی وجرحہ یثعب دمًا ابوبکر عن انس بن مالک ان عمر ابن الخطاب رآی رجلًا یصلی وعلیہ قلنسوۃ بطانتہا من جلود الثعالب قال فالقاہا عن رأسہ وقال مایدری لعلّہ لیس بذکی قلتُ فیہ حجۃ للشافعی فی ان الشعر لایقبل الدباغ التیمم ابوبکر عن الاسود قال عمر لایتیمم الجنب وان لم یجد الماء شہرًا وروی من وجوہ ان عمارًا ذکر عندہ قصۃ التمعّک وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان تفعل ہکذا

اُس پر پانی ترادیتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ ابوبکر خالد بن ابی عزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا اس نے کہا کہ مجھے کملی (حاشیہ دار) پر احتلام ہوگیا تو فرمایا کہ اگر پتلا ہے تو اس کو دھو دے اور اگر خشک (گاڑھا) ہے تو اس کو چھیل دے اور اگر تجھ سے چھُپ گیا ہے تو اس پر پانی ڈال۔ مالکؒ نے اپنے مذہب کی بناء پہلے پر رکھی اور شافعیؒ نے اس کو استحباب پر محمول کیا اور ابو حنیفہؒ نے رقیق کو دھونے اور گاڑھے کو چھیلنے کا حکم نکالا۔ ابوحنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ چمڑے کی پاکی اُس کی دباغت ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ کو ہوشیار کیا گیا صبح کی نماز کے لئے جب آپ کے خنجر مارا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ ابوبکر نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اُس کے سر پر ایسی ٹوپی تھی جس کا بطانہ لومڑیوں کی کھال کا تھا۔ کہا کہ عمرؓ نے اُس کو اُس کے سر سے گرادیا اور فرمایا کہ کیا خبر ہے شاید یہ مذبوح یعنی پاک نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے شافعیؒ کے لئے کہ بال قابل دباغت نہیں۔ تیمم ابوبکر نے روایت کیا اسود سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جُنبی تیمم نہ کرے گا اگرچہ مہینہ بھر تک پانی نہ پائے۔ اور روایت کیا گیا ہے چند وجوہ سے کہ عمّار نے عمرؓ کے سامنے خاک میں لوٹنے کا قصہؑ ذکر کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ تیرے لئے کافی تھا کہ ایسا کرلیتا

عہ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص پر جنابت کی حالت آئی اور اُس نے پانی نہ پایا تو اس نے وضو پر قیاس کرکے یہ خیال کیا کہ یہ تیمم تمام بدن پر خاک کے پہنچنے سے ہوگا اس لئے وہ مٹی میں لوٹ گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تجھے جنابت کے لئے بھی تیمم کافی تھا۔

Marfat.com

الحديث فلم يقنع بقوله عمار قلت ترك الفقهاء
الاربعة قول عمر لانهم وجدوه مخالفاً
لما صح عن النبي صلى الله عليه وسلم
من مسند عمران بن حصين و ابي ذر
و عمرو بن العاص وغيرهم امره للجنب
بالتيمم اذا لم يجد الماء وتتبعت انا
فوجدت ان النبي صلى الله عليه
وسلم رآهم اختلفوا في تاويل
الآيتين آية المائدة و آية النساء
فصوب كلا التاويلين وترك كل
مأول على تاويله وعمر بن الخطاب
اجل من ان يخفى عليه هذا الحديث
و اتقى لله من ان يبلغه هذا الحديث
ثم لا يقول به الا لمعنى فهمه عن النبي
صلى الله عليه وسلم اخرج النسائي
عن طارق ان رجلا اجنب فلم يصل
فاتى النبي صلى الله عليه وسلم
فذكر ذلك له فقال اصبت فاجنب
رجل آخر فتيمم وصلى فاتاه فقال
له نحوا مما قال للآخر يعني اصبت واشار
الشافعي الى ان عمر و ابن مسعود كانا
يحملان الملامسة على اللمس باليد فكان
الآيتان ساكتتان عندهما من التيمم

الحدیث" تو عمار کے قول پر عمرؓ مطمئن نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ چاروں فقہاءؒ نے عمرؓ کے قول کو ترک کردیا کیونکہ انھوں نے اس کو اس روایت کے خلاف پایا جو مسند عمران بن حصین و ابوذر و عمرو بن العاص وغیرہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جُنبی کو تیمم کا حکم دینا جب کہ وہ پانی نہ پاتے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور میں نے تتبع کیا تو یہ پایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ وہ دونوں آیتوں آیت سورۂ مائدہ و آیت سورۂ نساء کی تاویل میں مختلف ہو رہے ہیں تو آپ نے دونوں تاویلوں کی تصویب کی اور ہر ایک تاویل کرنے والے کو اس کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے بلند ہے کہ ان پر یہ حدیث مخفی رہی ہو اور اللہ سے آپ کا تقوٰے اس سے بلند تھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچے اور آپ اُس کے قائل نہ ہوں مگر کوئی ایسے معنے ہیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھا تھا۔ نسائی نے طارق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جُنبی ہوگیا تو اس نے نماز نہ پڑھی اور اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے ٹھیک کیا۔ پھر ایک اور شخص جُنبی ہوگیا تو اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر وہ آپؐ کے پاس آیا تو اُس سے بھی آپؐ نے وہی فرمایا جو دوسرے سے فرمایا تھا یعنی تو نے ٹھیک کیا۔ اور اشارہ کیا شافعیؒ نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی طرف کہ وہ دونوں محمول کرتے تھے "ملامسۃ" کو (جو سورۂ نساء میں مذکور ہے یعنی لمستم النساء) لمس بالید (یعنی ہاتھ سے چھونے) پر تو دونوں آیتیں اُن دونوں کے نزدیک جنابت سے تیمم کے بارے میں

عہ یعنی وان کنتم جنباً فاطهروا الخ (مائدہ :۶) اور وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيداً طيباً الخ (النساء :۴۳) ۱۲ مترجم

Marfat.com

عن الجنابۃ۔ مواقیت الصلوٰۃ مالک عن نافع ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظہا و حافظ علیہا حفظ دینہ و من ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم کتب ان صلوا الظہر اذا کان الفئ ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ و العصر و الشمس مرتفعۃ بیضاء نقیۃ قدر ما یسیر الراکب فرسخین او ثلٰثۃ قبل غروب الشمس والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء اذا غاب الشفق الی ثلث اللیل فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ والصبح و النجوم بادیۃ مشتبکۃ مالک عن عمہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری ان صل الظہر اذا زاغت الشمس و العصر والشمس بیضاء نقیۃ قبل ان تدخلہا صفرۃ والمغرب اذا غربت الشمس و اخر العشاء ما لم تنم وصل الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ واقرأ فیہا بسورتین طویلتین من المفصل و فی روایۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ

ساکت ہیں۔ **اوقاتِ نماز** مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشہ کاربند رہا (شرائط و آداب کے ساتھ بروقت ادا کرتا رہا) تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اُس کو ضائع کیا تو اس کے سوا (دیگر ضروریاتِ دین) کو تو بہت ہی ضائع کرنے والا ہوگا۔ پھر لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ ایک ہاتھ ہو یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا سایہ اُس کے برابر ہوجائے اور عصر کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ سورج بلند ہو سفید اور صاف (کہ اس میں زردی پیدا نہ ہوتی ہو) اتنی مقدار تک کہ ایک شتر سوار دو یا تین کوس غروب آفتاب سے پہلے سفر کرسکے۔ اور مغرب کی نماز پڑھو جب آفتاب غروب ہوجائے اور عشاء کی جب شفق غائب ہوجائے ایک تہائی رات تک تو جو سوجائے تو اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سوجائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سوجائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے (یہ بددعا فرمائی) اور صبح کی اُس وقت جب (بعد صبح صادق) تارے نمایاں اور گھنے ہوتے ہوں (یعنی شب کی تاریکی باقی ہو) مالکؒ اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سورج ڈھل جائے اور عصر کی جب سورج سفید اور صاف ہو قبل اس کے کہ اس میں زردی داخل ہو اور مغرب کی جب سورج غروب ہوجائے اور مؤخر کر عشاء کو جب تک تو نہ سوئے اور صبح کی نماز پڑھ ایسے وقت میں کہ تارے صاف اور گھنے ظاہر ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھ مفصل میں سے۔ اور ایک روایت میں ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ سے

وصلّ العشاء بينك وبين ثلث الليل
فان أخّرت فالى شطر الليل مالك
عن عمه ابى سهيل بن مالك عن ابيه
انه قال كنت ارى طنفسة لعقيل بن
ابى طالب يوم الجمعة تطرح الى
جدار المسجد الغربى فاذا غشى الطنفسة
كلها ظل الجدار خرج عمر بن الخطاب
فصلى الجمعة قال ثم يرجع بعد صلوة
الجمعة فيقيل قائلة الضحى مالك والشافعى
عن عبدالله بن عامر صلينا وراء عمر بن الخطاب
الصبح فقرأ فيها سورة يوسف وسورة الحج
فقرأ قراءة بطيئة فقلت والله لقد كان
اذاً يقوم حين يطلع الفجر قال أجل ابو بكر
عن ابى البخترى كان عمر ينصرف من
الهجير فى الحر ثم ينطلق المنطلق الى
قباء فيجدهم يصلون ابو بكر عن عبدالرحمن
ابن سابط ان عمر قال لابى محذورة انك
بارض شديد الحر فابرد بالصلوة ثم ابرد
بها ابو بكر عن منذر قال عمر ابردوا بالظهر
فان شدة الحر من فيح جهنم ابو حنيفة
عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب
ابردوا بالظهر عن فيح جهنم الشافعى
عن رجل من الصحابة قال لقينى
عمر بن الخطاب بالزوراء فسألنى
اين تذهب فقلت للصلوة قال

یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے اور ثلث رات کے درمیان پھر اگر تو
موخر کرے تو آدھی رات تک۔ مالکؒ اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے
وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک فرش
دیکھا کرتا تھا عقیل بن ابی طالب کا جو جمعہ کے دن ڈال دیا جاتا
مسجد کی دیوار غربی کے نیچے۔ تو جب دیوار کا سایہ پورے فرش پر
چھا جاتا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نکلا کرتے اور نماز جمعہ پڑھا کرتے
تھے کہا کہ پھر جمعہ کی نماز کے بعد لوٹ جاتے اور دوپہر کے
قیلولے کے طور پر آرام کرتے۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبداللہ بن
عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھی عمرؓ بن الخطاب کے
پیچھے صبح کی تو اس میں پڑھی سورۃ یوسف اور سورۃ حج اور
قرات کی لمبی (یعنی تیزی سے نہیں پڑھا) تو میں نے کہا کہ واللہ
اس صورت میں تو طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔
کہا کہ ہاں! ابو بکر نے روایت کیا ابو البختری سے کہ عمرؓ نماز ظہر
پڑھ کر گرمی میں ایسے وقت لوٹتے تھے کہ پھر ایک چلنے والا قباء
میں چل کر جائے تو وہاں والوں کو نماز پڑھتے ہوئے پائے۔
ابو بکر روایت کرتے ہیں عبدالرحمن بن سابط سے کہ عمرؓ نے فرمایا
ابو محذورہ سے کہ تم شدید الحرارت سرزمین میں ہو تو نماز کو
ٹھنڈے وقت پڑھو پھر (تاکید ہے کہ) ٹھنڈی کر کے پڑھو۔
ابو بکر روایت کرتے ہیں منذر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا
کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔ ابو حنیفہؒ نے
حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے
روایت کی کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو جہنم کے سانس سے۔ شافعیؒ ایک
صحابی مرد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مجھ سے عمرؓ بن
الخطاب زوراء میں ملے (جو مدینہ کا ایک بازار ہے) انھوں نے
مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو تو میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو فرمایا

Marfat.com

فغلفتنی فاشتغلت ثم ذهبت الی المسجد
فصلیت ثم رجعت فوجدت جاریتی
احتبست من الاستقاء فذهبت الی
بیر رومة فجئت بها والشمس صالحة
ابو بکر عن سعید بن المسیب قال عمر
لا تنتظروا بصلاتکم اشتباک النجوم
ابو بکر عن سوید بن غفلة قال عمر
عجلوا العشاء قبل ان یکسل العامل
وینام المریض ابو بکر عن الاسود
عن عمر قال اذا کان یوم الغیم فعجلوا
العصر واخروا الظهر **الحدیث بعد
العشاء** ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم
عن عمر بن الخطاب انه قال ان اجدب
الجدب الحدیث بعد العشاء الا فی
صلوة او قراءة القرآن ابو بکر عن
سلمان یعنی ابن ربیعة قال لی
عمر یا سلمان انی اذم لک الحدیث
بعد العتمة ابو بکر عن ابی بکر بن ابی موسی
ان ابا موسی اتی عمر بن الخطاب
فقال له عمر ما جاء بک قال جئت
اتحدث الیک قال هذه الساعة قال
انه الفقه فجلس عمر فتحدثنا لیلا طویلا
حضور الجماعة ابو بکر عن عبد الرحمن
قال عمر لان اصلیهما فی جماعة احب
الی من ان احیی ما بینهما

تو نے دیر کر دی جلدی مسجد میں پہنچ۔ تو میں نے نماز پڑھی پھر واپس آیا تو اپنی لونڈی کو پایا کہ اُس نے پانی لانے میں دیر کر دی پھر میں بیر رومہ کی طرف گیا اور اس کو لے کر آیا اور ابھی آفتاب درست تھا (بحالت سابقہ)۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے لئے انتظار نہ کرو ستاروں کے خوب روشن ہونے کا۔ ابو بکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عشاء میں عجلت کرو قبل اس کے کہ مزدوری کرنے والے کسلمند ہوں اور بیمار سو جائیں۔ ابو بکر اسود سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس دن گھٹا چھائی ہوئی ہو تو عصر میں جلدی کرو اور ظہر میں تاخیر کرو۔ **عشاء کے بعد بات کرنا** ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ تمام قحطوں سے بڑا قحط (یعنی سب نقصانوں سے بڑا نقصان) عشاء کے بعد باتیں کرنا ہے مگر نماز میں یا قراءت قرآن میں۔ ابو بکر نے سلمان یعنی ابن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے سلمان! میں بُرا سمجھتا ہوں تمھارے لئے عشاء کے بعد باتیں کرنا۔ ابو بکر ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰؓ آئے عمرؓ بن الخطاب کے پاس تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیسے آئے؟ انھوں نے کہا کہ میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے وقت؟ (یعنی عشاء کے بعد) تو انھوں نے کہا کہ وہ فقہ کی (یعنی دین کی) بات ہے۔ پھر عمرؓ بیٹھ گئے۔ تو ہم نے بہت رات گئے تک باتیں کیں۔ **جماعت میں حاضر ہونا** ابو بکر عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان دونوں کو جماعت کے ساتھ پڑھ لوں مجھے ان دونوں کے درمیان کو زندہ رکھنے (یعنی جاگتے اور عبادت کرتے رہنے) سے زیادہ پسند ہے

Marfat.com

يعني الصبح و العشاء آبو بكر عن ابراهيم
ان عمر بن الخطاب كان اذا رأى
غلاماً في الصف أخرجه آبو بكر عن
ابي مجلز أقيمت الصلوٰة وصفّت
الصفوف فابتدر رجل لعمر نكلّمه
فأطال القيام و القوم صفوف آبو بكر
عن سعيد بن المسيب أن عمر رأى
رجلاً يصلي ركعتين و المؤذن يقيم
فانتهره فقال لا صلوٰة و المؤذن
يقيم الا الصلوٰة التي يقام لها
آبو بكر عن ابي عثمان النهدي رأيت
الرجل يجيء و عمر بن الخطاب في
صلوٰة الفجر فيصلي في جانب (اي سنة الفجر)
المسجد ثم يدخل مع القوم في صلوٰتهم
آبو بكر عن نعيم قال اذا كان بينه و
بين الامام طريق او نهر او حائط
فليس معه (اي لا يصح الاقتداء) آبو بكر عن ابن عمر كانت
امرأة لعمر تشهد صلوٰة الصبح
و العشاء في جماعة في المسجد فقيل
لها لم تخرجين و قد تعلمين انّ
عمر يكره ذلك و يغار قالت فما
يمنعه أن ينهاني قالوا
يمنعه قول رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا تمنعوا اماء الله مساجد
الله الشافعي انه تقدم (للامامة) اعجمي

یعنی صبح اور عشار کی نماز۔ آبو بکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ بن الخطاب جب کسی لڑکے کو صف میں دیکھتے تو اس
کو نکال دیتے۔ آبو بکر ابو مجلز سے روایت کرتے ہیں کہ نماز تیار ہوگئی
اور صفیں درست ہوگئیں تو ایک شخص جھپٹ کر عمرؓ کے پاس
پہنچا اور اُن سے گفتگو کرنے لگا اور قیام کو طویل کردیا اور قوم
صف بستہ تھی۔ آبو بکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھنے لگا
حالانکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اُس کو جھڑکا
اور فرمایا کہ کوئی نماز نہیں جب مؤذن اقامت کہنے لگے بجز
اس نماز کے جس کے لئے اقامت کہی جارہی ہے۔ آبو بکر عثمان
نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے
اور عمرؓ بن الخطاب نماز فجر میں ہیں پھر وہ مسجد کے ایک گوشہ
میں نماز پڑھتا ہے (یعنی فجر کی سنتیں) پھر وہ قوم کے ساتھ
نماز میں داخل ہوجاتا ہے۔ آبو بکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ
انھوں نے کہا کہ جب اس کے (یعنی مقتدی کے) اور امام کے
درمیان راستہ ہو یا نہر ہو یا دیوار ہو تو وہ امام کے ساتھ
نہیں ہے (یعنی اُس کی اقتدا صحیح نہیں ہے)۔ آبو بکر ابن
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک عورت تھیں جو مسجد
میں پہنچ کر صبح اور عشار کی نماز پڑھا کرتی تھیں تو اُن سے
کہا گیا کہ تم کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اس کو بُرا
سمجھتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ پھر عمرؓ کو
کونسی بات اس سے روکتی ہے کہ وہ اس سے مجھے منع کردیں
اُنھوں نے کہا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ
قول روکتا ہے جو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی
مسجدوں سے نہ روکو۔ شافعیؒ سے مروی ہے کہ ایک عجمی شخص

Marfat.com

فأخّره مِسْوَر بن مخرمة فسأله عمر فقال
ان الرجل كان الاعجمی اللسان فخشيت
ان يسمع بعض الحاج قراءته فيأخذ
بعجمته فقال هنالك ذهبت فقال
نعم فقال قد احسنت مالک و الشافعی
عن عبد الله بن عتبة دخلت على
عمر بالهاجرة فوجدته يسبح فقمت
وراءه فقربني حتى جعلني حذاءه
على يمينه فلما جاء يرفا تأخرت
فصففنا وراءه ابو حنيفة عن حماد
عن ابراهيم ان عمر بن الخطاب
جعلهما خلفه فصلى بين ايديهما
يعني المأمومين ابو بكر عن يسار بن نمير
ان عمر بن الخطاب كان يقول ابدأوا
بطعامكم ثم افرغوا لصلوتكم مالک
عن زيد بن اسلم قال عمر لا يصلين
احدكم وهو ضام بين وركيه يعني
الحاقب **سنة الاذان** اخرج
البخاري وغيره عن ابن عمر كان
المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون
فيتحينون الصلوة ليس ينادى
بها فقال عمر او لا تبعثون رجلا
ينادي بالصلوة وفي حديث
رؤيا عبد الله بن زيد فيما رواه
الدارمي وغيره قال عمر

(یعنی امامت کے لئے) تو اس کو مسور بن مخرمہ نے پیچھے ہٹا دیا۔ تو ان سے عمر رضؓ نے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ شخص عجمی زبان کا تھا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی قرارت کو بعض حج میں آنے والے سنیں گے اور وہ اس کے عجمی لہجہ کو نہ لے لیں۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ تمہارا خیال اس طرف گیا۔ انھوں نے کہا جی ہاں! تو عمر رضؓ نے کہا تم نے اچھا کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا کہ میں عمر رضؓ کے پاس ہاجرہ (یعنی بعد زوال) میں پہنچا تو میں نے ان کو پایا تسبیح پڑھتے ہوئے (یعنی نماز پڑھتے ہوتے) تو میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو انھوں نے مجھے قریب کیا یہاں تک کہ اپنے برابر کر لیا اپنی دائیں جانب میں۔ پھر جب حضرت (عمر رضؓ کا غلام) یرفا آگیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے ان کے پیچھے صف بنا لی۔ ابو حنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا اور ان کے آگے نماز پڑھی یعنی ان دونوں مقتدیوں کے آگے۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لئے فارغ ہو جاؤ۔ مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم میں ہرگز کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ وہ بھینچ رہا ہو اپنے کولھوں کے درمیان کو یعنی پاخانہ روکنے والا ہو۔ **سنت اذان** بخاری وغیرہ نے ابن عمر رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان مدینہ میں آئے تو جمع ہو جاتے اور وقت نماز کا اندازہ کر لیتے تھے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو نہیں بھیجتے جو نماز کے لئے اذان دے۔ اور عبد اللہ بن زید کے خواب کے قصہ میں ہے جس کو دارمی وغیرہ نے روایت کیا کہ عمر رضؓ نے عرض کیا کہ

Marfat.com

والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثل
ما رأی ابوبکر عن عبداللہ بن ہذیل
قال عمر لولا ان یکون سُنّۃً لاذّنتُ
الشافعی ان عمر قال عجّلوا الاذان بالصبح
یُدلج المدلج ابوداؤد عن مؤذنٍ لعمر
یقال لہ مسروح اذّن قبل الصبح
فامرہ عمر ان یرجع فینادی الا ان
العبد قد نام قلتُ فی المسئلۃ قولان
ذہب الشافعی الی الاول (عدم الاعادۃ) وابوحنیفۃ
الی الثانی (الاعادۃ) ویمکن الجمع باختلاف الاحوال
فاذا کان الامام قد تقدم الی
الناس ان فلانا یؤذن بلیلٍ جاز
قبل الصبح والا لا لوجود التباس فی
الثانی وعدمہ فی الاول مالک
ان عمر علّم مؤذنہ ان یقول الصلوٰۃ
خیرٌ من النوم الصلوٰۃ خیرٌ من
النوم ابوبکر عن مجاہد ان ابا محذورۃ
قال الصلوٰۃ الصلوٰۃ
فقال عمر ویحک (بطریق تعجب) أمجنونٌ
انت اما کان فی دعائک
الذی دعوتنا (ای الاذان) ما نأتیک حتی
تاتینا

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے
بھی وہی خواب دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن ہذیل
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ
(یعنی اذان دینا خلفاء کے لئے) سنت بن جائے گی تو میں ضرور
اذان دیا کرتا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صبح
کی اذان دینے میں جلدی کرو کہ آخر شب میں روانہ ہوتے ہیں
سفر کرنے والے۔ ابوداؤد نے عمرؓ کے ایک مؤذن سے روایت
کیا جس کو مسروح کہا جاتا تھا اور اس نے صبح سے پہلے ہی
اذان دیدی تھی تو اس کو عمرؓ نے حکم دیا کہ لوٹے اور ندا
کرے کہ لوگو سن لو بندہ سو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں
دو قول ہیں شافعیؒ گئے ہیں اول کی طرف (یعنی عدم اعادہ)
اور ابوحنیفہؒ دوسرے (یعنی اعادہ) کی طرف اور دونوں قولوں
میں باختلافِ احوال جمع ممکن ہے اس طرح کہ جب امام نے
پہلے لوگوں کو یہ اطلاع دیدی ہو کہ فلاں شخص رات میں
ہی اذان دیدیتا ہے تو وہ صبح سے قبل جائز ہو گی ورنہ نہیں
کیونکہ دوسری صورت میں التباس موجود ہے اور پہلی صورت
میں التباس نہیں ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے
مؤذن کو تعلیم کیا کہ وہ یہ کہا کرے الصلوٰۃ خیرٌ الخ یعنی نماز
سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے۔ ابوبکر مجاہد سے
روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ (مؤذن) نے کہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ
تو عمرؓ نے فرمایا کہ ناس گئے تو باولا ہے کیا؟ کیا تیرے
بلاوے میں جس سے تو نے ہم کو بلایا ہے وہ چیز نہیں ہے (جس
سن کر) ہم تیرے پاس آئیں کہ تو (پھر بھی) ہمارے پاس آتا ہے

ف۵ مجمع البحار میں ہے کہ جہاں شفقت اور رحم کے ساتھ کسی فعل پر انکار کیا جاتا ہے تو ویحک بولتے ہیں اور جب غصہ اور ناراضی کے ساتھ انکار ہو تو ویلک کہتے ہیں " مترجم

Marfat.com

ابوبکر عن ابی الزبیر مؤذن بیت المقدس جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذّنتَ فترسّل (دیر کرو) و اذا اقمتَ فاحذُر (جلدی کرو) وفی روایۃ البغوی فاحذم ومعناه الحدر ایضاً ہو قطع التطویل المساجد البغوی عن سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ عمر بن الخطاب رحبۃً (کشادہ احاطہ) الی جنب المسجد سمّاها البُطیحاء وقال من اراد ان یلغط او یُنشِد شعراً او یرفع صوتاً فلیخرج الی هٰذہ الرحبۃ مالک نحواً من ذلک البغوی عن سعید ابن المسیب مرّ عمرُ فی المسجد و حسّان یُنشِدُ الشعر فلحظ الیہ شزراً (یعنی تیز نظر) فقال کنتُ انشدُ فیہ وفیہ مَن ہو خیرٌ منک (یعنی النبی) ثم التفت الی ابی ہریرۃ فقال انشدک اللہ أسمعتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ اَجِب عنّی اللّٰہم ایِّدہ بروح القدس قالَ نعم ابوبکر عن ابراہیم بن سعد عن ابیہ سمع عمر بن الخطاب رجلاً رافعاً صوتہ فی المسجد فقالَ اَتدری این انتَ ابوبکر عن ابن عمر انّ عمر نہٰی عن اللغطِ فی المسجد و قالَ ان مسجدَنا هٰذا لا ترفع (یعنی) فیہ الاصوات

ابوبکر روایت کرتے ہیں ابو زبیر سے جو بیت المقدس کے مؤذن تھے کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب آئے اور کہا کہ جب اذان دیا کرو تو (الفاظ کو) کھینچا کرو اور جب تکبیر کہو تو جلدی کہدو (یعنی کھینچنے کی ضرورت نہیں) اور بغوی کی روایت میں ہے فاحذم اور اس کے معنے بھی "حدر" ہی کے ہیں یعنی تطویل قطع کرنے کے۔ مساجد بغوی سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے پہلو میں ایک کشادہ صحن احاطہ بنوایا جس کا نام بُطیحا رکھا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا کوئی شعر سنانا چاہے یا آواز اونچی کرنا چاہے تو چاہئے کہ اس احاطہ میں چلا جائے مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ بغوی سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ مسجد میں گزرے اور حسّانؓ شعر پڑھ رہے تھے تو آپؓ نے ان کی طرف تیز نظر ڈالی تو حسّانؓ نے کہا کہ میں یہاں شعر پڑھتا تھا اور یہاں وہ موجود ہوتے تھے جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پھر ملتفت ہوئے ابوہریرۃؓ کی طرف اور کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں بتا کہ کیا تو نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ (مجھ سے) فرما رہے تھے کہ میری طرف سے جواب دے۔ یا اللہ اس کو مدد پہنچا روح القدس سے۔ ابوہریرۃؓ نے کہا ہاں۔ ابوبکر نے ابراہیم بن سعد سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ ایسے شخص سے جو مسجد میں آواز بلند کر رہا تھا فرماتے تھے کہ کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے۔ ابوبکر نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے مسجد میں شور و شغب سے روکا اور کہا کہ یہ ہماری مسجد وہ جگہ ہے جہاں آوازیں بلند نہ ہونی چاہئیں

Marfat.com

ابو بكر عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب
كان يجمّر المسجد كل جمعة (خوشبو کرتے) ابو بكر عن
المطلب بن عبد الله بن حنطب ان
عمر بن الخطاب اتى مسجد قبا على
فرس له فصلى به ثم قال يا يرفا
ائتنى بجريد قال فأتاه بجريد فاحتجز
عمر بثوبه ثم كنسه ابو بكر عن سيار
ابن معرور رأى عمر قوما يصلون على
الطرق فقال صلوا فى المسجد
ابو بكر عن انس رآنى عمر و انا
اصلى فقال القبر امامك ابو بكر
عن معرور بن سويد اذ رجع مع عمر
فى حجته فرأى عمر الناس يبتدرون
فقال ما هذا فقالوا مسجد فيه صلى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال هكذا هلك
اهل الكتاب اتخذوا آثار انبيائهم
بيعا من عرضت له منكم فيه الصلوة
فليصل ومن لم تعرض له منكم الصلوة
فلا يصل ابو بكر عن نافع بلغ عمر بن
الخطاب ان ناسا يأتون (زیارت کے لئے) الشجرة التى
بويع تحتها فامر بها فقطعت ابو بكر و
مسلم عن معدان بن طلحة اليعمرى ان عمر
ابن الخطاب قال ايها الناس انكم تأكلون
شجرتين لا اراهما الا خبيثتين الثوم و
البصل لقد كنت ارى الرجل على عهد

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ہر جمعہ کو
مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ ابو بکر مطلب بن
عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر مسجد قُبا پہنچے وہاں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ اے
یرفا، میرے پاس (کھجور کی) ایک شاخ لے کر آ (آپ کا غلام)
یرفأ جا کر لے آیا۔ پھر اُنھوں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر کمر
سے لپیٹا اور مسجد میں جھاڑو دی۔ ابو بکر سیار بن معرور سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک قوم کو راستوں پر نماز پڑھتے دیکھا
تو فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھو۔ ابو بکر نے انسؓ سے روایت کیا
کہ مجھے عمرؓ نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر ہے تیرے
سامنے۔ ابو بکر نے معرور بن سُوَید سے روایت کیا کہ وہ عمرؓ کے
ساتھ حج سے واپس آرہے تھے کہ عمرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ جھپٹے
جا رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک
مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی
ہے تو فرمایا کہ اسی طرح ہلاک ہوتے اہل کتاب کہ انھوں نے
اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت خانے بنایا۔ تم میں سے جس پر
ایسے موقع پر نماز کا وقت آجائے تو چاہیے کہ نماز پڑھ لے اور
جس کو تم میں سے نماز کی ضرورت داعی نہ ہو وہ نہ پڑھے۔
ابو بکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب کو یہ اطلاع
پہنچی کہ لوگ اُس درخت کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس کے
نیچے بیعت کی گئی تھی تو آپ کے حکم سے اُس کو کاٹ دیا گیا۔
ابو بکر اور مسلم معدان بن طلحہ الیعمری سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے دو درختوں کو کھاتے
ہو جن کو میں کچھ نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ وہ گندے ہیں
یعنی لہسن اور پیاز۔ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوجد منہ ریحہ فیوخذ بیدہ حتے یخرج الی البقیع فمن کان اکلہا فلیمتہا طبخاً ابوبکر کتب الی عمر من نجران لم نجد انظف ولا اجود من کنیسۃ فکتب انضحوا بماء وسدر وصلوا فیہا ابوبکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ رآنی عمر وانا اصلی بین الاسطوانتین فاخذ بقفائی فادنانی الی سترۃ فقال صل الیہا ابوبکر عن رجل من اہل الیمن یقال لہ ہذاب قال عمر المصلون احق بالسواری من المحدثین الیہا ابوبکر عن ابن الزبیر سمعت عمر یقول صلوۃ فی ہذا المسجد افضل من مائۃ صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام ابوبکر عن اسمعیل بن عبدالرحمن ان عمر صلے فی مکان فیہ دمن یعنی مرابض الغنم مایلبسہ المصلے اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ قال قام رجل الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسألہ عن الصلوٰۃ فی الثوب الواحد فقال اوکلکم

کے زمانہ میں کہ جس شخص کے بھی منہ سے اُس کی بُو پائی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا اور اس کو بقیع تک پہنچا کر چھوڑا جاتا تھا تو جو اُن کو کھانا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ اُن کو پکا کر اُن (کی بُو) کو مار دے۔ ابوبکر نے روایت کی کہ عمرؓ کو لکھا گیا نجران سے کہ ہم نے کوئی جگہ صاف اور ستھری کنیسہ (گرجا) سے بہتر نہیں پائی تو آپ نے لکھا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھو ڈالو اور اس میں نماز پڑھو۔ ابوبکر معاویہ بن قرّہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مجھے دیکھا جب کہ میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میری گدّی پکڑی اور مجھے سُترہ (یعنی آڑ) کے قریب لے گئے اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھ۔ ابوبکر یمن والوں میں کے ایک شخص سے جس کو ہذاب کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کی طرف بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہیں بے وضو لوگوں کی بہ نسبت۔ ابوبکر ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس مسجد کی نماز افضل ہے دوسری جگہ کی سَو نمازوں سے بجز مسجد حرام کے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں مینگنیاں پڑی تھیں یعنی بکریوں کی چراگاہ میں۔ نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔ بخاری نے روایت کی ابوہریرہؓ سے کہا کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے آپ سے سوال کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے

لـــہ چونکہ عیسائی شراب پیتے ہیں اور اس کو ناپاک نہیں سمجھتے فرش پر بھی پھینک دیتے ہیں اور نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اس لئے آپ نے فرش کو مبالغہ کے ساتھ دھونے کا حکم دیا تاکہ شراب کا اثر باقی نہ رہے۔ ظاہری نظافت اور صفائی کو آپ نے کافی نہیں قرار دیا ۱۲ مترجم

Marfat.com

يجد ثوبين ثم سأل رجل عمر فقال
اذا وسع الله فاوسعوا جمع رجل عليه
ثيابه صلى رجل في ازار ورداء في
ازار و قميص في ازار و قباء في
سراويل ورداء في سراويل و قميص
في سراويل وقباء في تبان و
قميص قال واحسبه قال في تبان و
رداء ابو بكر عن معوذ صلى بنا
عمر في ثوب واحد ليس عليه
غيره ابو بكر عن ابن عمر ان عمرؓ
رأى رجلا يصلى ملتحفا فقال
لا تشبهوا باليهود من لم يجد منكم الا
ثوبا واحدا فليتزر به ابو بكر عن ابي هريرة
قال عمر تصلى المرأة في ثلثة
اثواب قلت معناه ستر جميع
البدن البيهقي عن عمر انه رأى
امة متخمرة متجلببة فقال
تتشبه الاماء بالمحصنات (زنان آزاد) ابو بكر
عن انس رأى عمر امة مقتنعة (نقاب پوش)
فضربها و قال تتشبهين بالحرائر
ابو بكر عن عبد الله بن عامر
رأيت عمر يصلى على عبقري
ابو بكر ان عمر اشترى الحصر يفرشها
في المسجد استقبال القبلة
ابو بكر عن ابن عمر

ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ سے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالٰے نے وسعت بخش دی تو تم بھی وسعت پر عمل کرو۔ آدمی اپنے بدن پر اپنے کپڑے پہنے کوئی شخص نماز پڑھے اپنی لنگی اور چادر میں، لنگی اور قمیص میں، لنگی اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص میں، پاجامہ اور قبا میں، جانگئے اور قمیص میں۔ کہا اور مجھے گمان ہے کہ جانگئے اور چادر میں بھی فرمایا۔ ابو بکر معوذ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔ اس کے سوا ان کے بدن پر اور کپڑا نہیں تھا۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو (ایک کپڑے میں) لپٹا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہودیوں کے مشابہ نہ بنو۔ تم میں سے جسکے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو وہ اُس کی لنگی بنالے۔ ابو بکر نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں تمام بدن کا چھپانا۔ بیہقی عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک باندی کو دیکھا کہ اوڑھنی کو چہرہ کا نقاب بنائے ہوئے ہے تو فرمایا کہ باندیاں آزاد عورتوں کی مانند بننے لگیں۔ ابو بکر انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک باندی کو دیکھا اوڑھنی منہ پر ڈالے ہوئے تو آپ نے اُس کو مارا اور کہا کہ تو آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ ابو بکر عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو عبقری (ایک عمدہ فرش چاندنی) پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابو بکر نے روایت کیا کہ عمرؓ نے بوریئے خریدے ان کو مسجد میں بچھانا شروع کئے۔ استقبال قبلہ ابو بکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

قال عمر ما بين المشرق و المغرب قبلة (يعنى قبلة المدينة) زاد فى رواية استقبلت البيت مالك نحوًا من ذلك ابوبكر عن الاسود رأيت عمر يركز عنزة (نيزه گاڑتا) و صلّى اليها و الظعن (مسافرين) يمرّ بين يديه البيهقى عن غضيف سألت عمر ابن الخطاب قلت انا نبدوا (بدوى زندگى گزارتے ہيں) فنكون فى الأبنية فان خرجت قررتُ (سردى محسوس ہو) وان خرجتْ قررتْ فقال عمر اجعل بينك و بينها ثوبًا ثم ليصلِّ كل واحدٍ منكما قلت تمسّك به الحنفيةُ فى قولهم بفساد صلوٰة الرجل اذا حاذته امرأة فى صلوةٍ مشتركةٍ تحريمةً و اداءً و اجاب الشافعىُ فقال ليس بمعروف عن عمر و ليس فيه انهما فى صلوٰةٍ واحدةٍ لكن استحبّ ذلك قطعًا لمادة الفتنة صفة الصّلوٰة مالك والشافعى انّ عمر كانَ يأمر رجالاً بتسوية الصفوف فاذا جاءوا فاخبروه أن الصفوف قد استوت كبّر ابوبكر بن الاسود سمعتُ عمر افتتح الصلوٰة و كبّر فقال سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك و تعالٰى جدّك و

عمرؓ نے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (یعنی مدینہ کا قبلہ) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب تو سید ھا رُخ کرے گا بیت کی طرف۔" مالکؒ نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے نیزے کو گاڑ دیتے تھے اور اُس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے تھے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں غُضَیف سے کہا کہ مَیں نے ایک سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے میں نے کہا کہ ہم کھلے میدان میں رہتے ہیں ڈیروں میں۔ اگر میں (ڈیرے سے باہر نماز پڑھنے کے لئے) باہر نکلوں تو میں (سردی سے) ٹھٹھر جاؤں اور اگر وہ نکلے تو وہ ٹھٹھر جائے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا (پردے کے لئے) ڈال لو۔ پھر تم دونوں میں سے ہر ایک نماز پڑھ لے۔ مَیں کہتا ہوں کہ حنفیہ نے اس قول میں کہ مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جب اُس کے محاذات میں عورت آجاتی ہے ایسی نماز میں جو مشترک ہو تحریمہ اور ادا کے اعتبار سے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور شافعیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ عمرؓ سے یہ روایت معروف نہیں اور اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ صلوٰۃِ واحدہ میں شریک تھی۔ لیکن یہ مستحب ہے مادۂ فتنہ کو قطع کرنے کے لئے۔ **طریق نماز** مالکؒ اور شافعیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کو مامور کیا کرتے تھے صفیں سیدھی کرنے کے لئے۔ پھر جب وہ آکر آپ کو خبر دیتے کہ صفیں سیدھی ہوگئیں تو تکبیر کہتے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا انھوں نے نماز شروع کی اور تکبیر کہی پھر کہا سبحٰنك اللّٰهم وبحمدك الخ (ترجمہ) آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں یا اللہ اور آپ کی تعریف، اور آپ کا نام بڑی برکت والا ہے اور آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور

Marfat.com

لاالٰہ غیرک ثم یتعوذ۔ ابو حنیفہ" عن حماد
عن ابراہیم ان ناسًا من اہل البصرۃ
اَتَوا عمر بن الخطّاب لم یاتوہ الا لیسألوہ
عن افتتاح الصّلٰوۃ فقام عمر
فافتتح الصّلٰوۃ وہم خلفہ ثم جہر
فقال سبحانک اللّٰہم وبحمدک و
تبارک اسمک وتعالٰی جدّک و
لاالٰہ غیرک قال محمد بن الحسن انما جہر
بذلک عمر لیعلمہم ما سألوا عنہ ابوبکر و
البیہقی عن الاسود انّ عمر کان یرفع یدیہ
فی الصلٰوۃ حذو منکبیہ ابوبکر عن عبایۃ
ابن ربعی قال عمر لا تجزی صلٰوۃ لا یقرأ
فیہا بفاتحۃ الکتاب وآیتین الشافعی
فی القدیم ان عمر بن الخطّاب صلّٰی
فلم یقرأ فقال لہم کیف کان الرکوع و
السجود قالوا حسنًا قال فلا باس ابوحنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان عمر صلّٰی المغرب
فلم یقرأ فاعاد الصلٰوۃ قلت کان
الشافعی یقول فی القدیم ان القراءۃ
سُنّۃ ثم رجع وقال فریضۃ و
حمل قصۃ ترک الاعادۃ علٰی انہ ترک السورۃ
مالک والشافعی عن انس کان ابوبکر وعمر و
عثمان یفتتحون القرآءۃ بالحمد للّٰہ رب العٰلمین
زاد فی روایۃ وکان لا یقرؤ
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

آپ کے سوا کوئی معبود" پھر آپ اعوذ الخ پڑھتے۔ ابو حنیفہ" حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ میں سے چند لوگ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آتے اور ان کے آنے کی کوئی وجہ نہیں تھی بجز اس کے کہ آپ سے پوچھیں کہ نماز شروع کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ تو عمرؓ کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے نماز کو شروع کیا اور وہ لوگ اُن کے پیچھے تھے پھر اُنھوں نے آواز کے ساتھ کہا سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدّك و لا الٰه غيرك۔ محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو جہر کے ساتھ صرف اس لئے پڑھا تاکہ جس بات کا انھوں نے سوال کیا تھا اس کی اُن کو تعلیم کردیں۔ ابوبکر اور بیہقی نے اسود سے روایت کیا کہ عمرؓ اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اُٹھایا کرتے تھے اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر۔ ابوبکر نے روایت کیا عبایہ ابن ربعی سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز پوری نہ ہوگی جس میں فاتحۃ الکتاب اور دو آیتیں نہ پڑھی جائیں گی۔ شافعیؒ کے قدیم قول میں ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ رکوع اور سجدے کیسے تھے انھوں نے کہا کہ اچھے تھے فرمایا پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی تو نماز کا اعادہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ قرارت سنت ہے پھر اس سے رجوع کرلیا اور کہا کہ فرض ہے اور ترک اعادہ کے قصہ کو اُنھوں نے اس پر محمول کیا کہ اُنھوں نے سورۃ کو ترک کیا تھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ قرارت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للّٰہ رب العالمین سے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

ابوبکر و اصحاب السنن عن عبداللّٰہ بن
مغفل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول
اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ و سلم و ابی بکر
و عمر و عثمان فلم اسمع احدًا منھم یقول
ذلک اذا قرأت فقل الحمد للّٰہ رب
العالمین "التسمیۃ" ابوبکر عن الاسود صلیت خلف
عمر سبعین صلوٰۃً فلم یجہر فیھا
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ابوبکر عن
عبداللّٰہ بن ابزٰی ان عمر جہر ببسم
اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قلت روی عنہ
اہل المدینۃ و اہل الکوفۃ والبصرۃ
ترک الجہر بالبسملۃ وروی عنہ اہل مکۃ
الجہر فوقع الفقہاء فی الترجیح فذہب
الشافعی الی ترجیح الجہر بہا و علی
قیاس قول محمد فی دعاء الافتتاح
انہ جہر فی بعض الاوقات لیعلمہم
ان البسملۃ سنۃ و الاوجہ عندی
ان عمر کان تعلم من النبی صلے اللّٰہ
علیہ وسلم فی قصتہ مع ہشام بن
حکیم ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف
کلھا کاف شاف وکان یری ان
الابتداء بالبسملۃ علی انہا جزء من
الفاتحۃ حرف صحیح وترکہا علی انہا انما
یعنی البدایۃ بہا فی کتابۃ القرآن
والتلاوۃ خارج الصلوٰۃ

نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر اور اصحاب سنن عبداللّٰہ بن مغفل سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضؓ کے اور عمر رضؓ کے اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو یہ (یعنی تسمیہ) کہتے نہیں سنا۔ جب تو قرارت کرے تو کہہ الحمد للّٰہ رب العالمین۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں اسود سے کہ میں نے عمر رضؓ کے پیچھے ستر نمازیں پڑھی ہیں جن میں سے کسی میں بھی انھوں نے جہر کے ساتھ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عبداللّٰہ بن ابزٰی سے کہ انھوں نے جہر کیا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ و بصرہ نے آپ سے بسم اللّٰہ میں جہر کو ترک کرنے کی روایتیں کی ہیں اور اہل مکہ نے جہر کی۔ تو فقہاء میں اختلاف ہوا ترجیح کے بارے میں تو شافعی بسم اللّٰہ میں جہر کی ترجیح کی طرف گئے۔ اور دعاء افتتاح کے بارے میں جو قول محمد حسن کا ہے (کہ حضرت عمر رضؓ نے بعض اوقات اس میں جہر کیا ہے) اس پر قیاس کرتے ہوتے دیکھتے ہیں کہ انھوں نے بعض اوقات میں بسم اللّٰہ کو جہر کے ساتھ پڑھ دیا تاکہ لوگوں کو سکھا دیں کہ بسم اللّٰہ پڑھنا سنت ہے۔ اور میرے نزدیک قوی وجہ یہ ہے کہ عمر رضؓ نے نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اس قصہ میں جو ان کا ہشام ابن حکیم کے ساتھ ہوچکا تھا کہ قرآن سات حرفوں (یعنی طریقوں) پر نازل ہوا ہے ہر ایک ان میں سے کافی اور شافی ہے اور آپ یہ رائے رکھتے تھے کہ بسم اللّٰہ سے ابتداء کرنا اس بناء پر کہ وہ فاتحہ کا ایک جزء ہے ایک حرف (طریقہ) صحیح ہے۔ اور اس کا ترک بھی اس بناء پر کہ اس سے ابتداء کرنا کتابت قرآن میں اور خارج صلوٰۃ تلاوت قرآن میں صرف مسنون ہی ہے

Marfat.com

حرفٌ صحیح ایضًا و الابتداء بہا علےٰ انہا
لیست من الفاتحۃ حرفٌ صحیح ایضًا
فعملَ بہذہ الاحرف فے الاوقاتِ البیہقے
عن یزید بن شریک انہ سأل عمر عن
القراءۃ خلفَ الامام فقال اقرأ
بفاتحۃ الکتاب فقلتُ وان کنتَ
انتَ قال وان کنتُ انا قلتُ و
ان جہرتَ قال وان جہرتُ قلتُ
روے اہل الکوفۃ عن اصحاب عُمر
الکوفیین ان المأمومَ لایقرأُ شیئًا و
الجمعُ ان القبیحَ فے الاصل ان یُنازِعَ
الامامُ فے القرآن و قراءۃُ المأموم
قد یُفضِے الے ذٰلک ثم ان اشتغالَ
المأموم بمناجاتِ ربہٖ مطلوبٌ فتعارضت
مصلحۃٌ و مفسدۃٌ فمَن استطاعَ
ان یأتی بالمصلحۃِ بحیثُ لاتخدشُہا
مفسدۃٌ فلیفعلْ و مَن خافَ المفسدۃَ
ترکَ واللہ اعلم ابو بکر عن الاحنف
صلیتُ خلفَ عمر الغداۃ فقرأ بیونس و
الہود وعن زید بن وہب انہ قرأ الکہف
وعن عبداللہ بن عامر انہ قرأ یوسف
قراءۃً بطیئۃً ابو بکر عن عبداللہ
ابن شداد سمعتُ نشیجَ عمر فے صلوٰۃ
الصبح وہو یقرأُ اِنَّمَا اَشکُو بَثِّیْ
وَحُزْنِیْ اِلَى اللّٰہِ

ایک حرف صحیح ہے۔ اور اس سے ابتداء کرنا اس خیال کے ہوتے
ہوئے کہ وہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے یہ بھی ایک حرف صحیح
ہے تو حضرت عمرؓ نے ان احرف پر مختلف اوقات میں عمل
کیا ہے۔ بیہقی نے یزید بن شریک سے روایت کی ہے کہ اُنھوں
نے عمرؓ سے سوال ... کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے
کے بارے میں۔ تو اُنھوں نے کہا کہ "فاتحۃ الکتاب پڑھو تو میں
نے کہا کہ اگرچہ آپ (امام) ہوں کہا کہ اگرچہ میں (امام) ہوں۔
میں نے کہا کہ اگرچہ آپ جہر کے ساتھ پڑھ رہے ہوں کہا اگرچہ
میں جہر کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ نے اصحابِ عمر
کوفیین سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا۔ اور
جمع کی صورت یہ ہے کہ اصل قباحت کی بات یہ ہے کہ امام کی
قراءت قرآن اور ماموم (یعنی مقتدی) کی قراءت ٹکرانے لگیں
اور کبھی اس حد تک نوبت آجاتی ہے۔ پھر ماموم کا اپنے رب کے
ساتھ عجز و نیاز میں مشغول ہونا مطلوب ہے (جو قراءتِ فاتحہ
کا حاصل ہے) تو ایک مصلحت اور ایک مفسدے کا تقابل ہوجاتا
ہے تو جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ مصلحت کو اس طرح عمل
میں لے آئے کہ اس کو مفسدہ ضرر نہ پہنچا سکے تو وہ عمل کرے اور
جس کو مفسدہ کا خوف ہو وہ چھوڑ دے واللہ اعلم۔ ابو بکر احنف سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو
اُنھوں نے سورۃ یونس اور سورۃ ہود پڑھی۔ اور زید بن وہب
سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سورۃ کہف پڑھی۔ اور عبداللہ
ابن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے سورۃ یوسف پڑھی قراءۃً
بطیئۃً کے ساتھ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر)۔ ابو بکر عبداللہ بن شداد سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کی گریہ آمیز
آواز سنی جب کہ وہ یہ پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

Marfat.com

مالک والشافعی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ صلّ الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ و اقرأ فیہا بسورتین طویلتین من المفصل وعن علقمۃ بن وقاص مثلہ قلتُ فیہ دلیل علی ان البکاء اذا کان للآخرۃ لا یفسد الصلوٰۃ ابوبکر عن ابی المتوکل ان عمر قرأ فی صلوٰۃ الظہر بقاف و الذاریات ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابو موسیٰ کتاب عمر ان اقرأ بالناس فی المغرب بآخر المفصل ابوبکر عن عمرو بن میمون ان عمر قرأ فی المغرب بالتین والزیتون و الم ترکیف فعل ربک ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابو موسیٰ کتاب عمر الیہ ان اقرأ بالناس فی العشاء بوسط المفصل ابوبکر عن ابی رافع صلیتُ مع عمر العشاء فقرأ اذا السماء انشقت ابوبکر عن معرور بن سوید خرجنا مع عمر حجاجاً فصلی فی الفجر فقرأ بالم تر کیف ولایلاف وعن عمرو بن میمون قرأ فی الفجر فی السفر قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللّٰہ احد ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب امّ اصحابہ فی الصبح فقرأ بہم فی الرکعۃ الاولیٰ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثانیۃ لایلاف قریش قال محمد ونراہ مجزیاً ولکن یستحب للامام اذا صلی الصبح وہو مقیم یطیل فی القراءۃ

مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ صبح کی نماز پڑھو جب کہ ستارے ظاہر اور جھلملاتے ہوتے ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھو مفصل میں سے۔ اور علقمہ بن وقاص سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ گریہ جب کہ آخرت کے لئے ہو تو وہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ابوبکر ابو المتوکل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز میں سورۂ قاف اور سورۂ ذاریات پڑھیں ابوبکر زرارہ بن اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰ نے سنایا خط عمر رضی اللہ عنہ کا کہ لوگوں کو نماز مغرب آخرِ مفصل کے ساتھ پڑھاؤ۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عمرو بن میمون سے کہ عمرؓ نے مغرب میں پڑھی والتین والزیتون اور الم ترکیف فعل ربک۔ ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰ نے عمرؓ کا خط سنایا جو اُن کے پاس پہنچا تھا کہ عشاء کی نماز لوگوں کو وسطِ مفصل سے پڑھاؤ۔ ابوبکر ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی۔ ابوبکر معرور بن سوید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو اُنھوں نے نماز فجر میں پڑھی الم ترکیف اور لایلاف۔ اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ سفر میں انھوں نے فجر میں پڑھی قل یا ایہا الکفرون اور قل ہو اللّٰہ احد۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے صبح کی نماز میں اپنے اصحاب کی امامت کی تو پہلی رکعت ان کو پڑھائی قل یا ایہا الکفرون سے اور دوسری میں پڑھی لایلاف قریش۔ محمدؒ نے کہا کہ اس قدر کو ہم بقدر کفایت سمجھتے ہیں لیکن امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب صبح کی نماز پڑھے اور وہ مقیم ہو تو قرات میں طویل کرے

Marfat.com

ابو بکر عن یحیی بن عبد الرحمٰن بن حاطب ان عمر قرأ بآل عمران فی الرکعتین الاولین من العشاء قطعھا یعنی فیھما الشافعی عن ابی عثمان النھدی سمعت عمر بن الخطاب نغمۃ (آواز خفیف) من قاف فی الظھر قلت احتج بہ الشافعی علی ان الاخفاء فی موضعہ والجھر فی موضعہ لیس بواجب وللحنفیۃ ان یقولوا اسماع کلمۃ او کلمتین لا یخرج من الاخفاء ابو بکر عن ابی رافع کان عمر یقرأ فی الصبح بمائۃ من البقرۃ ویتبعھا بسورۃ من المثانی او من صدور المفصل قلت فیہ حجۃ علی ان الرکعۃ الاولی من الصبح اطول من الثانیۃ ابو بکر والبخاری عن جابر بن سمرۃ حین شکوا سعدا فدعاہ عمر قال سعد انی لاصلی بھم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارکد فی الاولیین واخف بھم فی الاخریین قال عمر ذاک الظن بک یا ابا اسحٰق ابو بکر عن ابی عثمان ان عمر کان یصلی عند زوال الشمس ویطیل اول رکعۃ قلت فیہ حجۃ للشافعی فی استحباب اطالۃ الرکعۃ الاولی

ابو بکر یحیی بن عبد الرحمٰن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ آلِ عمران پڑھی۔ سورۃ کے ٹکڑے کر دیئے دونوں رکعتوں میں۔ شافعیؒ ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے ظہر کی نماز میں سنی ہلکی آواز سورۃ قاف کی۔ میں کہتا ہوں اس سے شافعیؒ نے اس پر احتجاج کیا ہے کہ اخفاء موضع اخفاء میں اور جہر موضع جہر میں واجب نہیں ہے اور حنفیہ کو (جواب میں) یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک یا دو کلموں کا سنا دینا اخفاء سے خارج نہیں کر دیتا۔ ابو بکر ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ صبح کی نماز میں پڑھتے تھے سَو آیتیں سورۂ بقرہ کی اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورت یا کسی مفصل کے شروع کا حصہ اور پڑھتے ایک سو آیات سورۃ آلِ عمران کی اور ان کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورۃ یا کسی مفصل کے شروع میں سے (مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذوات المئین سے کم ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس میں اس بات پر حجت ہے کہ صبح کی پہلی رکعت زیادہ لمبی ہے دوسری رکعت سے۔ ابو بکر اور بخاری جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی شکایت کی تو اُن کو عمرؓ نے بلایا تو سعدؓ نے کہا کہ میں ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھا رہا ہوں میں پہلی دو رکعتوں میں سکون کرتا رہا ہوں (یعنی قراءت طویل پڑھتا رہا ہوں) اور بعد کی دو رکعتیں ہلکی پڑھتا رہا ہوں تو عمرؓ نے کہا اے ابو اسحٰقؓ ہم کو تم سے یہی گمان تھا۔ ابو بکر ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ زوال شمس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبی پڑھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں حجت ہے شافعیؒ کے لئے ہر نماز میں پہلی رکعت کے طویل

Marfat.com

في كل صلوة. مالك والشافعي عن عروة
ان عمر بن الخطاب قرأ سجدة و هو
على المنبر فنزل وسجد وسجدوا معه
ثم قرأ الجمعة الأخرى فتهيأ الناس
للسجود فقال ايها الناس على رسلكم
ان الله لم يكتبها علينا الا ان نشاء
فقرأها فلم يسجد ومنع الناس أن
يسجدوا ابوبكر عن ابي قلابة والحسن
قالا قال عمر ليس في المفصل سجدة
قلت كانه ينفي تأكد سنيتها ابوبكر
عن حصين بن سبرة صليت خلف
عمر فقرأ في الركعة الأولى بسورة
يوسف ثم قرأ في الثانية بالنجم
فسجد ثم قام فقرأ اذا زلزلت
الارض فركع ابوبكر عن ابي رافع
الصائغ صلى بنا عمر صلوة
العشاء فقرأ اذا السماء انشقت فسجد
وسجدنا معه ابوبكر عن ابن عمر عن عمر
انه سجد في الحج سجدتين ابوبكر عن ابن
عباس انه رأى عمر بن الخطاب
يسجد فيها يعني في صاد ابوبكر
عن عروة قال عمر اني لأحسب
جزية البحرين وانا في الصلوة
ابوبكر عن ابي عثمان النهدي قال
لاجهز جيوشي وانا في الصلوة

پڑھنے کے بارے میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے آیت سجدہ کی قرات کی جب کہ وہ منبر پر تھے پھر نیچے اُترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر دوسرے جمعہ کو (آیت سجدہ کی) قرات کی تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے حال پر توقف کرو اللہ تعالےٰ نے اس کو ہم پر (فوراً کرنا) فرض نہیں کیا مگر ہم جب چاہیں کریں تو آپ نے قرات کی اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا (کہ بعد میں جب چاہیں کرلیں)۔ ابوبکر ابو قلابہ سے اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گویا وہ نفی کر رہے ہیں اس کے سنّت مؤکد ہونے کی۔ ابوبکر حصین بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی عمرؓ کے پیچھے، انھوں نے پہلی رکعت میں سورۃ یوسف پڑھی پھر دوسری میں سورۃ نجم پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُٹھے اور پڑھی اذا زلزلت الارض پھر رکوع کیا۔ ابوبکر ابو رافع الصائغ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے نماز پڑھائی تو آپ نے پڑھی اذا السماء انشقت پھر سجدہ کیا اور ہم نے اُن کے ساتھ سجدہ کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سورۃ حج میں دو سجدے کئے۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے اس میں یعنی سورۃ صاد میں سجدہ کیا۔ ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ (بن الخطاب) نے کہا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو بحرین کے جزیہ کا حساب کیا کرتا ہوں۔ ابوبکر ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں لشکروں کے سامان کی تیاری میں لگا ہوا ہوتا ہوں جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔

Marfat.com

ابوبکر و الترمذی و الشافعی عن علقمۃ والاسود
عن عبداللہ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم
یکبّر فی کلّ رفع و وضع و قیام وقعود
وابوبکرٍ وعُمر البغوی و البیہقی ان عمر روی
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم رفعَ الیدین
فی الرکوع والقومۃ منہ ابوبکر عن
الاسود صلّیتُ مع عمر فلم یرفع یدیہ فی
شیئٍ من صلوٰتہٖ الّا حین افتتح الصّلوٰۃَ
قلت تکلّم الشّافعیۃُ والحنفیۃُ فی
ترجیح الروایات کل علےٰ حسب مذہبہ
و الاوجہ عندی ان عمر رآی رفعَ الیدین
عندَ الرکوع والقومۃِ منہ مستحبًا
فکان یفعل تارۃً و یترک اُخرٰی کما
بیّن ہو بنفسہ فی سجود التّلاوۃ الشافعی
عن ابی عبدالرحمٰن السّلمی قال عمر قد سُنّت
لکم الرُکَبُ فخذوا بالرکب ابوحنیفۃ عن
حماد عن ابراہیم ان عمر کان یجعل کفیہ علےٰ
رکبتیہ قلتُ واحتجّ بہ ابراہیمُ وابوحنیفۃ
من بعدہ علےٰ ترکِ التطبیق ابوبکر عن ابراہیم
ابن میسرۃ بلغنی ان عمر کان یقول فی
الرکوع والسجود قدر خمس تسبیحاتٍ سبحانَ
اللہِ و بحمدہٖ ابوبکر عن الاسود کان عمر
اذا رفع رأسہ فی الرکوع قالَ
سمع اللہ لمن حمدہ قبلَ اَن یُقیم ظہرہٗ ابوبکر
عن الاسود ان عمر کان یقعُ علےٰ رکبتیہ

ابوبکر اور ترمذی اور شافعیؒ نے علقمہ اور اسود سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے تھے ہر مرتبہ سر اٹھانے میں اور رکھنے میں اور قیام میں اور قعود میں اور ابوبکرؓ وعمرؓ۔ اور بغوی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے رفعِ یدین (یعنی دونوں ہاتھ اٹھانے) کی رکوع میں جاتے ہوتے اور رکوع سے اٹھنے پر۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے نماز میں کسی چیز میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے بجز اس وقت کے جب نماز شروع کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیہ اور حنفیہ نے کلام کیا ہے ترجیحِ روایات کے بارے میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے مطابق اور میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ رکوع میں جانے اور اس سے اٹھنے کے وقت رفعِ یدین کو مستحب سمجھتے تھے تو کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ سجدہ تلاوت کے بارے میں آپ نے خود بیان کیا ہے۔ شافعیؒ عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مسنون کیا گیا ہے تمہارے لئے گھٹنے پکڑنا تو (رکوع میں) گھٹنے پکڑا کرو۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں ابوحنیفہؒ اور ابراہیمؒ نے اس سے حجت پکڑی ہے بعد اسکے تطبیق کے ترک پر۔ ابوبکر ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عمرؓ رکوع و سجدے میں بقدر پانچ تسبیحات کے کہا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تھے تو اپنی کمر کھڑی کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نیچے گرتے تھے اپنے دونوں

Marfat.com

ابو بکر عن الحسن عن عمر وجه ابن آدم للسجود على سبعة اعضاء الجبهة والراحتين والركبتين والقدمين. ابو بکر عن ابی هند الشامی قال عمر اذا سجد احدکم فلیباشر بکفیه الارض. ابو بکر عن زید بن وهب عن عمر اذا لم یستطع احدکم ان یسجد علی الارض من الحر والبرد فلیسجد علی ثوبه. الشافعی عن الحسن کان النبی صلی الله علیه وسلم وابو بکر وعمر رض یقنتون فی الصبح بعد الرکعة. ابو بکر عن ابی مالک الاشجعی قلت لابی یا ابت صلیت خلف النبی صلی الله علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فرایت احدا منهم یقنت فقال یا بنی محدثة. ابو بکر عن الاسود وعمرو بن میمون ان عمر بن الخطاب لم یقنت فی الفجر. ابو بکر عن زید بن وهب ربما قنت عمر فی صلوٰة الفجر. ابو بکر عن الشعبی قال عبد الله لو ان الناس سلکوا وادیا او شعبا وسلک عمر وادیا او شعبا سلکت وادی عمر وشعبه ولو قنت عمر قنت عبد الله. ابو بکر عن ابی عثمان کان عمر یقنت بنا بعد الرکوع ویرفع یدیه حتی یبدو ضبعاه ویسمع صوته من وراء المسجد. ابو بکر

(یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) ابو بکر حسن سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ آدم کو سجدے میں سر رکھنے کا حکم دیا گیا سات اعضاء پر پیشانی اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔ ابو بکر ابو ہند شامی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو چاہیئے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین سے ملادے۔ ابو بکر زید بن وہب سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب گرمی اور سردی کی (شدت کی) وجہ سے تم میں سے کسی کو زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے پر سجدہ کرے۔ شافعیؒ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں بعد رکوع کے۔ ابو بکر ابو مالک الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا آپ نے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ بیٹا! یہ نئی بات ہے۔ ابو بکر اسود اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔ ابو بکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی عمرؓ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ ایک وادی یا گھاٹی پر چلیں اور عمرؓ دوسری وادی یا گھاٹی پر چلے تو میں عمرؓ کی وادی اور اس کی گھاٹی پر چلوں گا اور اگر عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تو عبد اللہ بھی قنوت پڑھتا۔ ابو بکر عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ہم کو قنوت کرایا کرتے تھے بعد رکوع کے اور اپنے دونوں ہاتھ اتنے اوپر اٹھایا کرتے تھے کہ ان کے دونوں بازو ظاہر ہو جایا کرتے تھے اور مسجد کے باہر سے ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ ابو بکر

Marfat.com

عن زید بن وھب ان عمر بن الخطاب قنت
فی صلوٰۃ الصبح قبل الرکوع ابو بکر
عن ابی عثمان النھدی و عبید بن عمیر
مثلہ قلت وتھم القوم فی الترجیح
بضبط الرواۃ وکثرتھم فاختلفوا و مذاھبھم فی
القنوت وترکہ و انہ قبل الرکوع او
بعدہ مشھورۃ و الاوجہ عندی ان
یحمل اختلاف الحکایات علی اختلاف
الاحوال فکان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم و اصحابہ اذ اخذھم امر (اودھمھم امر) قنتوا
و الا ترکوا فمن قنت تارۃ ولم
یقنت اخری فقد اصاب ومن قنت دائما
ورأی ان الامور دائمۃ تتری فقد اصاب
ومن لم یقنت ابدا فقد اصاب لانہ لیس
بسنۃ راتبۃ وانما ھو للامور العظام قال سفیان
الثوری ان قنت فی الصبح فحسن واختار
ھو ترک القنوت وقال احمد واسحٰق لا
یقنت فی صلوٰۃ الفجر الا عند نازلۃ
بالمسلمین فیدعو الامام لجیوش المسلمین
ابو بکر ومحمد بن الحسن عن حمید بن عبدالرحمن
قال عمر لا صلوٰۃ الا بتشھد ولفظ
محمد بن الحسن سمعت عمر بن الخطاب
لا یجوز الصلوٰۃ الا بتشھد مالک
و الشافعی عن عبدالرحمن
ابن عبد القاری

زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے قنوت
پڑھی ہے صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے۔ ابو بکر ابو عثمان نہدی
اور عبید بن عمیر سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں
کہ ضبط رُواۃ (یعنی راویوں کی پختگی) اور ان کی کثرت کے اعتبار
سے قوم ترجیح میں جا پڑی اور مختلف الرائے ہوگئی۔ اور ان کے
مذاہب قنوت کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور اس بات میں کہ وہ رکوع
سے پہلے ہے یا بعد میں ہے مشہور ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے
کہ اختلافِ حکایات کو اختلافِ احوال پر محمول کیا جائے۔ جب کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کوئی بات اندوہناک
کرتی تھی تو قنوت پڑھا کرتے تھے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو
جس نے کبھی قنوت پڑھا اور کبھی چھوڑا تو اس نے ٹھیک
کیا۔ اور جس نے ہمیشہ قنوت پڑھا اور اس بات پر نظر کی کہ تشویشناک
امور تو ہمیشہ ہی پیش آتے رہتے ہیں اُس نے بھی ٹھیک کیا اور
جس نے کبھی نہ پڑھا اُس نے بھی ٹھیک کیا کیونکہ وہ کوئی سنت
راتبہ نہیں ہے (یعنی ایسی سنت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیشہ پڑھی ہو فرضوں کے ساتھ) اور وہ صرف بڑے بڑے اہم امور
کے لئے ہے۔ کہا سفیان ثوریؒ نے کہ اگر صبح میں قنوت پڑھے تو
اچھا ہے اور اُنھوں نے اختیار کیا ہے ترکِ قنوت کو۔ اور احمدؒ
اور اسحٰقؒ کا قول یہ ہے کہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھیں مگر کسی
مصیبت کے موقع پر جو مسلمانوں پر آپڑے جس میں خلیفہ مسلمان
کے لشکروں کیلئے دعا کرے۔ ابو بکر اور محمد بن الحسن حمید بن عبدالرحمن
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی مگر تشہد
کے ساتھ اور محمد بن الحسن کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے سنا عمرؓ
ابن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ نماز جائز نہیں ہوتی مگر تشہد کے
ساتھ۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

انه سمع عمرؓ بن الخطاب وهو علی المنبر یعلم الناس التشهد قولوا التحیات لله الزاکیات لله الطیبات الصلوات لله السلام علیک ایها النبیؐ ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصّٰلحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله ولفظ البغوی الطیبات لله والصلوات لله قال الشافعی هذا الذی علمنا من سبقنا بالعلم من فقهائنا صغارًا ثم سمعناه باسناده وسمعنا ما خالفه فلم نسمع اسنادًا اثبت عندنا منه وهذا مذهبه فی القدیم ثم قال فی الجدید انتهی الینا من حدیث اصحابنا حدیث نثبته عن النبی صلی الله علیه وسلم فصرنا الیه الترمذی والبغوی قال عمرؓ الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منها شیء حتی تصلی علی نبیک ابوبکر عن عمرو بن میمون عن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم کان یتعوذ بالله من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنة الصدر قلت جاء فی بعض الاحادیث انه کان یتعوذ بهؤلاء الکلمات قبل التسلیم ابوبکر عن الحسن ان النبی صلی الله علیه وسلم وابابکر وعمر کانوا یسلمون تسلیمة واحدة الشافعی عن ابن مسعود رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم سلّم من یمینه

انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا جب وہ منبر پر تھے اور لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے کہ کہو التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوٰات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔ اور بغوی کے لفظ ہیں الطیبات للہ والصلوٰات للہ۔ شافعیؒ نے کہا کہ یہ (تشہد) جو میرے پاس ہے مجھے بچپن کے زمانہ میں اُس نے سکھایا جو علم میں ہمارے فقہاء سے سبقت لئے ہوتے تھا۔ پھر ہم نے اس کو اس کی سند کے ساتھ سُنا اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بھی سُنا تو ہم نے ایسی اسناد نہیں سُنیں جو ہمارے نزدیک اُس کی اسناد سے زیادہ مضبوط ہوں اور یہ اُن کا مذہب ہے جو پہلے تھا۔ پھر بعد کے دور میں اُنھوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کی حدیث میں سے ہم تک ایسی حدیث پہنچی جس کو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے ہیں تو ہم نے اُس کی طرف رجوع کر لیا۔ ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دُعاء ٹھہری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان اُس میں کا کوئی حصّہ بھی آسمان پر نہیں چڑھتا جب تک تو اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھے۔ ابوبکر عمرو بن میمون سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے اور بُخل سے اور عذاب قبر سے اور فتنۂ صدر سے (سینہ سے اُبھرنے والے فتنہ سے)۔ میں کہتا ہوں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؐ ان کلمات سے تعوّذ کیا کرتے تھے سلام پھیرنے سے پہلے۔ ابوبکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ سلام پھیرا کرتے تھے ایک ہی سلام کے ساتھ۔ شافعیؒ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں طرف

Marfat.com

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعن یسارہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ ورأیتُ ابابکر وعمر یفعلان ذٰلک
قلتُ اختلفوا فی ذٰلک والاوجہ عندی ان
الخروجَ من الصلٰوۃ بتسلیمۃٍ واحدۃٍ جائز
من غیر کراہیۃٍ والتسلیمتانِ احبّ واکملُ
وکان عمر یفعل ہٰذا مرۃً وذاک اخریٰ
کفعلہ فی سجدۃِ التلاوۃ البیہقی عن ابن
عباس ان عمر سألہم فقالَ عبدالرحمٰن بن
عوفٍ سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول اذا شکّ فی الاثنتینِ و
الثلٰثِ فلیجعلہا اثنتینِ واذا شکّ فی
الثلٰثِ والاربعِ فلیجعلہا ثلٰثاً حتی یکونَ
الوہمُ فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی و
مسلم عن یعلی بن امیۃ قلتُ لعمر بن الخطاب
انما قال اللہ تعالٰی اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ
اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الآیۃ. فقد اٰمِنَ الناس
فقالَ عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألتُ
رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ
صدقۃٌ تصدّق اللہ بہا علیکم
فاقبلُوا صدقتہ مالک والشافعی ان
ابن المسیّب قالَ مَن اَجمع اقامۃَ
اربعِ لیالٍ وہو مسافرٌ اتمّ
الصلٰوۃ

سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور بائیں طرف سلام پھیرا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ایسا ہی
کرتے دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں فقہاء مختلف ہوتے ہیں اور
میرے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ نماز سے باہر آنا ایک سلام کے ساتھ
جائز ہے بغیر کراہیت کے اور دو سلام پسندیدہ اور اکمل ہیں اور عمرؓ
کبھی ایسا کرتے تھے اور کبھی دوسری طرح مثل اپنے فعل کے سجدۂ
تلاوت کے بارے میں۔ بیہقی ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے صحابہؓ سے سوال کیا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ میں
نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب
(نماز پڑھنے والا) شک کرے دو اور تین (رکعات) میں تو چاہیئے
کہ ان کو قرار دے دو رکعتیں اور جب شک کرے تین اور چار میں
تو چاہیئے کہ ان کو قرار دے تین رکعتیں یہاں تک کہ وہم رہ جاتے
زیادتی کی جانب میں تو عمرؓ نے اس کو اختیار کر لیا۔ شافعیؒ اور
مسلمؒ یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا عمرؓ بن
الخطاب سے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ
(۴ : ۱۰۱) اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ
نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ
پریشان کریںگے الخ۔ اور اب لوگ مامون ہو گئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ
تعجب مجھے بھی ہوا تھا جس سے تم کو ہو رہا ہے تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ انعام
ہے جو اللہ تعالٰی نے تم پر کیا تو تم اس کے انعام کو قبول کرو۔ مالکؒ اور
شافعیؒ نے روایت کیا کہ ابن المسیبؒ کہتے ہیں کہ جس نے فیصلہ کیا چار راتوں
کے مقیم رہنے کا جب کہ وہ سفر کر رہا ہے تو نماز پوری پڑھے کیونکہ اب وہ

ع۵ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین دن سے زیادہ قیام کی نیت ہو جائے تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے ابن المسیبؒ کا یہ قول ان کی دلیل ہے۔ اور
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اکثر مدتِ سفر پندرہ دن ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

ثم تخرّج الشافعی وجہ المسألۃ من حدیث
عمر انہ لم یرخص للمجوس والیہود والنصارٰی
ان یقیموا بالمدینۃ اکثر من ثلث لیال
البیہقی عن سالم ان عمر بن الخطاب
کان اذا قدم مکۃ صلی رکعتین ثم یقول
یا اہل مکۃ اتموا صلٰوتکم فانا قوم سفر (جماعۃ المسافرین)
مالک نحو من ذلک ابوبکر عن الاسود
ان عمر صلی بمکۃ رکعتین ثم قال انا
قوم سفر فاتموا الصلٰوۃ ابوبکر
عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن
عمر صلٰوۃ السفر رکعتان والجمعۃ
رکعتان والعیدان رکعتان تمام غیر
قصر علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابوبکر عن اللجلاج کنا نسافر مع
عمر بن الخطاب فیسیر ثلثۃ امیال فیتجوز
فی الصلٰوۃ قلت معناہ اذا خرج من
المصر یرید مسافۃ بعیدۃ فمشٰی ثلثۃ
امیال یقصر الشافعی یذکر عن عمر انہ
کتب ان الجمع بین صلوتین من
الکبائر قلت احتج بہ الحنفیۃ علی ان
لا جمع بین صلٰوتین فی السفر واجاب الشافعی
بانہ مرسل ولو ثبت فالسفر والمطر عذر کیف
لا وقد ثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جمع فی تبوک وعمر اعلم باللہ ورسولہ من
ان یمنع ذلک ابوبکر عن عمرو بن الحارث

مسافر نہیں رہا) پھر شافعیؒ نے حدیث عمرؓ سے صورتِ مسئلہ کا استخراج
کیا کہ عمرؓ نے مجوس کو اور یہود ونصاریٰ کو تین راتوں سے زیادہ
مدینہ میں قیام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ (کیونکہ تین دن سے
زیادہ قیام پر وہ مقیم کے حکم میں آجاتے اور ان کی مدینہ میں آپ
اقامت پسند نہیں کرتے تھے)۔ بیہقی سالم سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ بن الخطاب جب مکہ معظمہ میں آیا کرتے تھے تو دو رکعت پڑھا
کرتے تھے پھر (سلام پھیر کر) کہدیا کرتے تھے کہ اے اہل مکہ تم اپنی
نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں۔ مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مکہ معظمہ میں دو
رکعت پڑھیں پھر کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں تم اپنی نماز پوری کرلو۔
ابوبکر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا
کہ صلوٰۃ سفر دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عیدین
کی دو رکعتیں ہیں پوری بغیر قصر کے حسب ارشاد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر نے لجلاج سے روایت کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب
کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے آپ تین میل چلنے کے بعد نماز میں قصر کیا
کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسافتِ بعیدہ کے ارادے سے
شہر سے نکل گئے اور تین میل چلے تو قصر کرینگے۔ شافعیؒ نے
کہا کہ ذکر کیا جاتا ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے لکھا کہ دو نمازوں کو جمع
کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے دلیل قائم
کی حنفیہ نے اس بات پر کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت
نہیں ہے۔ اور شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ مرسل ہے اور اگر صحیح ثابت
ہوجائے تو سفر اور بارش عذر ہیں۔ یہ بات کیسے نہیں مانی جائیگی
جب کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک
میں دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور عمرؓ اللہ اور رسولؐ کے احکام کو
بہت جانتے تھے کیسے اس سے منع کرسکتے تھے۔ ابوبکر عمرو بن الحارث

Marfat.com

عن عمر بن الخطاب فی الرجل اذا رعف فے الصلوٰۃ قال ینفتل فیتوضأ ثم یرجع فیصلی ویعتد بما مضٰے قلت عند الحنفیۃ محمول علے ان الرعاف ناقض للوضوء ومن سبقہ الحدث توضأ وبنٰے وعند الشافعی فے القدیم علے ان الرعاف لیس بناقض و الوضوء ہو غسل الدم و من اصابہ من غیر اختیارہ نجس فے بدنہ او ثوبہ دفع عنہ النجس وبنٰے ثم شک فی ذٰلک فی مذہبہ الجدید ابوبکر عن ابراہیم صلے عمر صلوٰۃ عند البیت فقرأ لایلاف قریش فجعل یومی الے البیت ویقول فلیعبدوا رب ہذا البیت قلت فیہ حجۃ علے جواز الاشارۃ المفہمۃ فے الصلوٰۃ **النوافل** ابوبکر عن عبد الرحمٰن بن رافع ان عمر بن الخطاب کان یکبر فے العیدین ثنتے عشرۃ سبعاً فے الاولٰے وخمساً فے الآخرۃ الشافعی عن جعفر بن محمد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبروا فے العیدین و الاستسقاء سبعاً وخمساً و صلوا قبل الخطبۃ وجہروا بالصلوٰۃ قلت ذہب اہل الکوفۃ الے ان تکبیرات العیدین اربع کتکبیرات الجنائز روی ذٰلک عن ابی موسیٰ وغیرہ و الاوجہ عندی ان مراد الشرط اکثار التکبیر

وہ عمرؓ بن الخطاب سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کی نکسیر جاری ہوجاتے نماز میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوٹ جاتے اور وضو کرکے واپس آتے اور نماز پڑھے اُس کا پچھلا پڑھا ہوا حصہ شمار کیا جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ اعادۂ وضو اس پر محمول ہے کہ نکسیر وضوء کو توڑنے والی ہے اور جس کو حدث پیش آجاتے وہ وضوء کرکے شریک ہوتا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک اُن کے قدیم قول میں اس پر محمول ہے کہ نکسیر ناقض وضوء نہیں یہاں وضوء سے مراد خون کا دھونا ہے اور جس شخص کے بدن پر یا کپڑے پر اس کے اختیار کے بغیر لگ گیا ہے وہ نجس ہے اُس نجاست کا دفع کرنا بھی ضروری ہے (وضوء سے مراد جسم اور کپڑے کا دھونا ہے) پھر (حسبِ سابق) نماز میں شامل ہوجاتے۔ پھر شافعیؒ نے اپنے جدید مسلک میں اس میں شک کیا ہے۔ ابوبکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے بیت اللہ کے قریب اپنی نماز پڑھی جس میں سورۃ لایلاف کی قرارت کی اور یہ کہتے ہوتے کہ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ بیت کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں بحالتِ نماز کسی ایسے اشارے کے جواز کی دلیل ہے جو سمجھانے والا ہو۔ **نوافل** ابوبکر نے عبد الرحمٰن بن رافع سے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب عیدین میں بارہ تکبیر کہا کرتے تھے، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ شافعیؒ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے عیدین اور استسقاء میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور جہر کیا نماز میں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ اس طرف گئے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں مثل تکبیراتِ نماز جنازہ کے، یہ مروی ہے ابو موسیٰ وغیرہ سے اور میرے نزدیک قوی بات یہ ہے کہ ان دونوں دنوں میں جو مطلوب شرط ہے وہ تکبیر کا بکثرت

Marfat.com

فی ہذین الیومین بقولہ تعالیٰ وَ لِتُکَبِّرُوا
اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ
وبقولہ فی سورۃ الحج لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی
مَا ھَدٰکُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ فمن اتی
فی کل رکعۃ بثلاث تکبیرات فقد اصاب
لان الثلاث اقل حد الاکثار ومن
کبر سبعا و خمسا فقد اصاب و ذکر
اللہ اکثر ابو بکر عن عبد الملک بن عمیر
حدثت عن عمر انہ کان یقرأ فی العید
سبح اسم ربک الاعلی و ھل اتٰک
حدیث الغاشیۃ قلت ہو مرفوع
رواہ ابن عباس مالک والشافعی ان
عمر سال ابا واقد اللیثی ما کان یقرأ بہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
الفطر و الاضحٰی قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بقاف و
اقتربت الساعۃ الشافعی عن ابن عمر وغیرہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابا بکر و عمر کانوا
یصلون فی العید قبل الخطبۃ الشافعی
عن عبد اللہ بن عامر صلی عمر بن
الخطاب فی المسجد فی یوم مطیر الشافعی
عن ابن المسیب استسقی عمر بن الخطاب
فکان اکثر دعائہ الاستغفار الشافعی
زلزلت الارض فی عہد عمر فلما
اعلمناہ صلی و قد قام علیہا

کہتا ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ شانہ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ الخ (۲:۱۸۵)
اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر
کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کیا کرو" اور جیساکہ سورۃ
حج میں ارشاد فرمایا ہے لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ الخ (۲۲:۳۷) اور تاکہ تم اللہ
تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور آپ اخلاص
والوں کو خوشخبری سنا دیجئے" تو جو مقرر کرتا ہے ہر رکعت میں
تین تکبیرات وہ مُصیب ہے کیونکہ (عدد) تین حدِ کثرت کا اقل حد
ہے اور جس نے سات اور پانچ مرتبہ تکبیر کہی وہ بھی راستی پر ہے
کہ اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔ ابو بکر عبد الملک بن عمیر سے روایت
کرتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا عمرؓ کے متعلق کہ وہ عید میں پڑھا
کرتے تھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰکَ حدیث الغاشیۃ
میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث مرفوع ہے جس کو ابن عباسؓ نے روایت
کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے سوال کیا ابو واقد
اللیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ
(کی نماز) میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ قاف اور اقتربت الساعۃ (یعنی
سورۃ قمر) پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ وغیرہ سے روایت
کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ خطبہ سے
پہلے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عامر سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے (عید کی) نماز بارش کے
دن مسجد میں پڑھی۔ شافعیؒ ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ بن الخطاب نے نماز استسقاء پڑھی تو ان کی دعا کا بڑا حصہ
استغفار تھا۔ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ آیا عمر
رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (راوی کا بیان ہے کہ) جب ہم نے انکو
بتایا تو انھوں نے نماز پڑھی اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے

Marfat.com

فحض علی الصدقۃ وامر بالتوبۃ ابوبکر عن الشعبی ان عمر بن الخطاب خرج لیستسقی فصعد المنبر فقال استغفروا ربکم الآیہ ثم نزل فقالوا یا امیر المؤمنین لو استسقیت قال قد طلبتہ بمجادیح السماء التی ینزل بہا القطر قلت قال ابو حنیفۃ لایسن الصلوٰۃ فی الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث عبداللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی و روی ذلک من حدیث جعفر بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر و عمر والاوجہ عندی ان من دعا ولم یصل فقد اصاب اصل الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر ومن صلی ودعا فقد اصاب الاکمل الافضل فان الدعاء ارجی فی عزمۃ الصلوٰۃ وقد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر مالک عن عبدالرحمٰن بن عبد القاری خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ ابوبکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی استغفروا ربکم آخر تک (سورۃ نوح) پھر اتر آئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اگر آپ استسقاء پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا تو فرمایا کہ میں نے (اللہ تعالیٰ سے) مانگ لیا ہے بارش کو آسمان کی ان منازل ...... سے جن سے قطرات باران نازل ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ عبداللہ بن زید اور ابن عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی ہے اور یہ روایت کی گئی ہے جعفر بن محمد کی حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے اور میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ جس نے دعاء کی اور نماز نہیں پڑھی وہ استسقاء کی اصل پر پہنچ گیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ نے ایسا کیا ہے اور جس نے نماز (بھی) پڑھی اور دعاء (بھی) کی تو وہ یقیناً اکمل اور افضل طریق پر پہنچا کیونکہ نماز کی برکت سے دعاء کی مقبولیت کی امید زیادہ ہے اور یہ (بھی) ثابت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ سے۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف پہنچا دیکھا کہ لوگ جدا جدا قسموں پر بٹے ہوئے ہیں کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی نماز کے ساتھ ایک جماعت نماز

عہ "مجادیح" ، مجدح بکسر میم کی جمع ہے اور یہ ایک ستارے کا نام ہے کہ عرب کے نزدیک بارش پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے استغفار کو اس سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ میں نے طلب باران اس چیز سے کیا ہے جو بقول عرب مجادح کی طرح بارش کی علامت ہے ۱۲ آپ نے گویا استغفار کو قرار دیا اس آیت سے اخذ فرماتے ہوئے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الخ (سورۃ نوح) ۱۲ مترجم

Marfat.com

بصلاۃ الرھط فقال لمانی اریٰ لو جمعت ھؤلاء علی قاری واحد کان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی ابن کعب قال خرجت معہ لیلۃ اخریٰ والناس یصلّون بصلاۃ قاریھم فقال عمر نعمت البدعۃ ھذہ والتی ینامون عنھا افضل من التی یقومون یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اولہ قلت معناہ انہ بدعۃ مستحبۃ من جہۃ اجتماع الناس علیھا وان کانت سنۃ فی الاصل مالک والشافعی عن السائب امر عمر ابن الخطاب اُبی بن کعب و تمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ مالک عن یزید بن رومان کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلث وعشرین رکعۃ ابوبکر عن ابن عباس قال عمر لقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوھا فی العشر الاواخر وترا ابوبکر عن حبیب قال عمر ما بقی من اللیل خیر من ما ذھب ومثلہ عن السائب وعن ابن عباس کلیھما عن عمر ابوبکر عن ابی عثمان ان دعا عمر القرّاء فی رمضان فامر اسرعھم قراءۃ ان یقرأ بثلاثین آیۃ و الوسط خمسۃ وعشرین آیۃ والبطی عشرین آیۃ

پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ بہت اچھا ہوگا پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا اور سب لوگوں کو جمع کیا اُبی بن کعب پر۔ کہا کہ پھر میں دوسری رات آپ کی ہمراہ (مسجد میں) پہنچا اور سب لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ نئی بات بہت اچھی ہے اور جن ساعات کو لوگ سو کر گزار دیتے ہیں افضل وہی ہیں ان ساعات سے جن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ عمرؓ آخرِ شب کو مراد لے رہے تھے اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اوّل شب میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس لوگوں کے مجتمع ہونے کی حیثیت سے اگرچہ باعتبار اصل کے سنت ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُبیؓ بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ [۱۱] رکعتیں پڑھائیں۔ مالکؒ نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں تیئس [۲۳] رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کو تلاش کرو آخری دس [۱۰] دنوں کی طاق تاریخوں میں۔ ابوبکر حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رات میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ افضل ہے اس حصہ سے جو جا چکا ہے اور ایسی ہی روایت ہے سائب اور ابن عباسؓ سے، دونوں نے روایت کی عمرؓ سے۔ ابوبکر نے ابوعثمان سے روایت کی کہ عمرؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر حکم دیا ان کو جو جلدی جلدی پڑھنے والے تھے کہ وہ پڑھا کریں تیس [۳۰] آیتیں (ایک رکعت میں) اور درمیانی درجہ والوں کو پچیس [۲۵] آیتوں کا حکم دیا اور سست رفتار والوں کو بیس [۲۰] آیتوں کا۔

Marfat.com

ابوبکر قیل لابن عمر تصلی الضحٰی قال لا قیل صلّاھا عمر قال لا قیل صلّاھا ابوبکر قال لا قیل صلّاھا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم قال لا اخالُ

البغوی کان ابن عمر اذا سُئل عن سُبحۃ الضحٰی فقال لا آمُرُ بہا و لا أنھٰی عنہا و لقد أصیب عثمانَ و ما أدری احدٌ یُصلّیھا وانہا لمِنْ احبّ ما احدث الناسُ إلیّ

ابوبکر عن جابر بن عبداللّٰہ قالَ قالَ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لابی بکر متٰی تُوتِرُ قال من أوّل اللیل بعد العتمۃ قبلَ أن انامَ و قالَ لعُمر متٰی تُوتر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذتَ بالحزم (یعنی بالاحتیاط) و قالَ لعُمر اخذتَ بالقوّۃِ

ابوبکر عن الحسن قالَ عمر لأنْ أُوتر بلیلٍ احبّ الیّ من ان أُحیی لیلتی ثم أُوتر بعد ما اصبحَ

ابوبکر عن مکحول انّ عمر بن الخطّاب اوتر بثلٰث رکعاتٍ لم یَفصِلُ بینھنّ بسلامٍ

ابوبکر عن انس ابنِ سیرین عن عُمر کانَ یقرأُ بالمعوّذتینِ فی الوتر

ابوبکر عن القاسم زعموا ان عُمر رضی کانَ یُوتر فی الارض (یعنی البساط)

ابوبکر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی سے کہا گیا کہ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو عمر رضی نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو ابوبکر رضی نے پڑھا ہے؟ کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے؟ کہا کہ مجھے خیال نہیں۔ بغوی رح سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی سے سوال کیا گیا چاشت کے نفلوں کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ نہ میں ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ اُن سے منع کرتا ہوں اور عثمان رضی بھی شہید ہو چکے ہیں اور میں (اکابر میں سے) کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اُس کو پڑھا ہو اور یہ ضرور ہے کہ یہ اُن چیزوں میں سے جو لوگوں نے از خود نکالی ہیں مجھے پسند ہے۔ ابوبکر جابر بن عبداللّٰہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ تو اُنھوں نے کہا کہ اوّلِ شب میں بعد نماز عشاء کے قبل اس کے کہ سوؤں۔ اور پوچھا عمر رضی سے کہ تم کب وتر پڑھتے ہو تو اُنھوں نے کہا کہ آخر رات میں۔ تو آپ نے ابوبکر رضی سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا اور عمر رضی سے فرمایا کہ تم نے قوت پر عمل کیا۔ ابوبکر حسن رضی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی نے فرمایا کہ درحقیقت مجھے رات میں وتر پڑھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی تمام رات کو (عبادت سے) زندہ رکھوں پھر وتر پڑھوں صبح ہو جانے کے بعد۔ ابوبکر مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی بن الخطاب نے وتر پڑھا تین رکعات کے ساتھ اُن کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا۔ ابوبکر انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں عمر رضی کے بارے میں کہ وہ وتر میں معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر قاسم سے روایت کرتے ہیں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ عمر رضی زمین (یعنی اپنے فرش) پر وتر پڑھا کرتے ہیں

Marfat.com

ابوبکر عن الاسود ان عمر قنت فی الوتر قبل الرکوع۔ ابوبکر عن عطاء۔ عمر اوّل من قنت قلتُ النصف الآخر اجمع قال نعم قلتُ اختلفوا فی ذلک بعض علماء والاوجہ ان القنوت فی الوتر دعاء فمن قنت دائماً فقد اصاب ومن قنت النصف الآخر من رمضان فقد اخذ بالمہم فان الدعاء فی تلک الایام ارجی للاجابۃ۔ ابوبکر عن عمر بن محمد ابن حاجب ان عمر لقیہ عظیمٌ من عظماء العجم فاراد ان یسجد لہ فقال لہٗ عمر ارفع رأسک السجدۃُ للواحد القہار۔ ابوبکر عن ابن عمر عن عمر اِدبار النجوم رکعتان قبل الفجر وادبار السجود رکعتان بعد المغرب۔ ابوبکر عن سعید بن جبیر قال عمر فی الرکعتین قبل الفجر ہما احبُّ الیَّ من حُمر النعم۔ ابوبکر عن ابن المسیب رأی عمر رجلاً اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلتُ یعنی ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ علی وجہ العبادۃ بل علی وجہ العادۃ ودفع الکلال۔ ابوبکر عن عبداللہ بن عتبۃ رأیتُ عمر یصلی اربعاً قبل الظہر ابوبکر عن رجل

(یعنی مسجد میں آکر نہیں پڑھتے) ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے وتر میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔ ابوبکر نے عطاء سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے قنوت پڑھائیں نے کہا (یعنے رمضان کے) پورے نصف آخر میں؟ کہا کہ ہاں! میں کہتا ہوں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وتر میں قنوت ایک دعاء ہے تو جس نے ہمیشہ قنوت پڑھی اس نے ٹھیک کیا اور جس نے رمضان کے نصف آخر میں نماز پڑھی اس نے اہمیت والی صورت کو اختیار کیا کیونکہ ان ایام میں دعاء کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ ابوبکر نے عمر بن حاجب سے روایت کی کہ عمرؓ سے ملاقات کی ایک سردار نے سردارانِ عجم میں سے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو سجدہ کرے تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر اوپر اٹھا۔ سجدہ اس ذات کے لئے ہے جو واحد قہار ہے۔ ابوبکر ابنِ عمرؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اِدبار النجوم[عہ] (سے مراد) قبل فجر کی دو رکعت ہیں اور اَدبار السجود (سے مراد) بعد مغرب کی دو رکعتیں ہیں۔ ابوبکر سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے قبل فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ ابوبکر ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ گیا تو فرمایا کہ اسکے کنکریاں مارو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عبادت کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے بلکہ بناء بر عادت اور تھکان رفع کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ ابوبکر عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے ایک شخص سے روایت کی

[عہ] یعنی وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (۵۲: ۴۹) اور وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۵۰: ۴۰) کی تفسیر میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ مترجم

Marfat.com

ان عمر قرأ فی الاربع قبل الظہر بقاف
ابوبکر عن عون بن عبد اللہ صلیت
مع عمر اربعاً قبل الظہر قلتُ یحتمل
انہا صلوٰۃ صلوٰۃ الزوال وہو الاغلب
علی الظن و یحتمل انہا راتبۃ الظہر
ابوبکر عن ابی تمیمۃ عن ابن عمر
صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و مع ابی بکر و عمر و عثمان فلا صلوٰۃ
بعد الغداۃ (الفجر) حتی یطلع الشمس ابوبکر
عن ابن عباس رأیتُ عمر یضرب علی
الرکعتین بعد العصر مالک عن السائب
انہ رأی عمر بن الخطاب یضرب المنکدر
علی الصلوٰۃ بعد العصر ابوحنیفۃ عن حماد
عن ابراہیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ابا بکر و عمر لم یصلّوہا یعنی الصلوٰۃ
قبل المغرب ابوبکر عن زید بن وہب
ان عمر بن الخطاب رأی رجلاً صلی
رکعتین بعد غروب الشمس قبل الصلوٰۃ
فجعل یلتفت فضربہ بالدرۃ حین قضی
(یعنی ہیں یمیناً و شمالاً ۱۲)
الصلوٰۃ وقال لا تلتفت ولم یعب (یعرض)
الرکعتین ابوبکر عن ابن عمر صلیت مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمان
فلا صلوٰۃ قبلہا ولا بعدہا فی السفر
و لو تطوعت لاتممت۔ ابوبکر عن سالم
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ عمرؓ نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سورۃ قاف پڑھی۔ ابوبکر
عون بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ
ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کا احتمال
ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الزّوال ہو اور غالب گمان یہی ہوتا ہے
اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ظہر کی سُنتیں ہوں۔ ابوبکر ابو تمیمہ
سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ
نمازیں پڑھی ہیں تو نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے
تک کوئی نماز نہیں۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مار رہے تھے بعد عصر کے دو رکعت
پڑھنے پر۔ مالکؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرؓ
ابن الخطاب کو دیکھا کہ وہ منکدر کو مار رہے تھے عصر کے بعد نماز
پڑھنے پر۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے یہ نماز نہیں پڑھی
یعنی مغرب سے پہلے کوئی نماز۔ ابوبکر زید بن وہب سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے
دو رکعت نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد نماز (مغرب) سے
پہلے اور اُس نے (بحالتِ نماز) اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا تو
آپ نے اُس کے دُرّہ مارا جب وہ نماز پوری کر چکا اور فرمایا کہ
(نماز میں) اِدھر اُدھر مت دیکھنا اور آپ نے دو رکعتیں پڑھنے
پر اعتراض نہیں کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ و
عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو کوئی نماز نہیں ہے نہ اس
سے پہلے اور نہ اُس کے بعد سفر میں اور اگر میں نفل پڑھتا تو پوری[عہ]
پڑھتا۔ ابوبکر سالم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی اگر میں سفر میں نفل ادا کرتا تو پوری پڑھتا۔ مراد یہ ہے کہ قصر کے ساتھ نوافل نہیں ہیں ۱۲

Marfat.com

و عمر كان يتطوع في السفر قلت وجه
الجمع ان الاول في الرواتب والثاني
في التهجد البيهقي ان عمر اتاه فتح او
ابصر رجلا به زمانة فسجد ابو بكر
عن منصور بلغني ان ابا بكر رض و
عمر سجدا سجدة الشكر ابو بكر عن
عباد بن منصور ان عمر صلى
محتبيا الشافعي ان عمر بن الخطاب
دخل المسجد فصلى ركعة فقيل له
ركعة قال انما هو تطوع فمن
شاء زاد ومن شاء نقص قلت
احتج به الشافعي على ان الامر في
التطوع واسع ابو بكر عن حميد بن
عبد الرحمن قال عمر من فاته شيء
من قراءته بالليل فصلى ما بينه و
بين الظهر فكانما صلى بالليل
ابو بكر عن ابراهيم كان عمر يكره ان
يصلي خلف صلوة مثلها مالك
عن زيد بن اسلم عن ابيه ان عمر بن
الخطاب كان يصلي من الليل ما شاء
الله حتى اذا كان من آخر الليل
ايقظ اهله للصلوة و يقول لهم
الصلوة الصلوة ثم يتلو
هذه الآية

اور عمرؓ سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں کے رفع تعارض (یعنی) جمع کی یہ صورت ہے کہ پہلی روایت فرائض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں سے متعلق ہے اور دوسری تہجد کے بارے میں ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس فتح کی خبر آئی یا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں تو سجدہ کیا۔ ابوبکر منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے سجدۂ شکر کیا ہے۔ ابوبکر عباد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے احتباء[ع۱] کی حالت میں نماز پڑھی ہے۔ شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں داخل ہوئے اور انھوں نے ایک رکعت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک رکعت پڑھی فرمایا کہ یہ صرف نفل تھی (نفل میں) جو شخص چاہے زیادتی کر دے اور جو چاہے کمی کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے احتجاج کیا ہے شافعیؒ نے کہ نوافل کے حکم میں وسعت ہے۔ ابوبکر حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کی قرات (معمولہ) کا کچھ حصہ رات میں فوت ہو گیا تو پھر اس کو اس نے رات اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لیا تو گویا اس نے رات میں ہی پڑھا ہے۔ ابوبکر نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ اس سے کراہت کرتے تھے کہ کسی نماز کے پیچھے اسی کی مثل نماز پڑھیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جتنی اللہ چاہتا رات میں نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب آخر شب آجاتا تو اپنی بی بی بچوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے

ع۱ احتباء اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے ملے ہوئے ہوں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے ہوں۔

Marfat.com

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ مالك انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان يقول صلوٰة الليل والنهار مثنىٰ مثنىٰ يسلم من كل ركعتين ابوبكر ان نفرًا من اهل العراق قدموا عمر فسألوه عن صلوٰة الرجل في بيته فقال عمر ما سألني عنها احد منذ سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلوٰة الرجل في بيته نور فنوّروا بيوتكم الجمعة البيهقي ان اباهريرة كتب الى عمر يسأله عن الجمعة وهو بالبحرين فكتب اليهم ان اجمعوا حيث ما كنتم قال الشافعي معناه في اي قرية كنتم لا يريد البدو ابوبكر عن يحيى بن ابي كثير حدثت ان عمر بن الخطاب قال انما جعلت الخطبة مكان الركعتين فان لم يدرك الخطبة فليصل اربعًا قلت اظن هذا الحرف الاخير من كلام يحيى بن ابي كثير خرجه من قول عمر وليس عليه العمل ولكن

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ (۱۳۲:۲۰) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش (دکھوانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے" مالکؒ کہتے ہیں کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز (نفلیں) اور دن کی دو دو (رکعتیں) ہیں آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا کرتے تھے۔ ابوبکر راوی ہیں کہ چند لوگ عراق والوں میں سے عمرؓ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کسی شخص کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے اب تک کسی نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جب سے میں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جس پر آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے تو اپنے گھروں کو منور کرو۔ جمعہ بیہقی نے روایت کیا کہ ابوہریرہؓ نے عمرؓ کو خط بھیجا جس میں اُن سے دریافت کیا جمعہ کے بارے میں جب کہ وہ بحرین میں تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں تم ٹھہرے ہوتے ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس قریہ میں ٹھہرو عمرؓ کی مراد میدان نہیں ہے۔ ابوبکر نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خطبہ کو دو رکعتوں کے بجائے رکھا گیا ہے تو اگر کوئی خطبہ نہ پائے تو چاہیے کہ وہ چار رکعت پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ آخر جملہ یحییٰ بن کثیر کے کلام میں سے ہے جس کا استنباط اُنھوں نے عمرؓ کے قول سے کیا ہے اور اس پر عمل نہیں ہےعہ۔ لیکن ان کے

عہ یحییٰ بن کثیر کے استنباط کا یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خطبہ فوت ہو جائے وہ دو رکعت نفل پڑھ کر اسکی مکافات کرے تاکہ اس کا ثواب خطبہ سننے والوں کے برابر ہو جائے۔

معنے کلامہ ان الخطبۃ شرط الجمعۃ لا تصح بدونہا مالک و ابوبکر فی قولہ تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ قرأہا عمر فَامْضُوْا الٰی ذکر اللہ قلت معناہ فسّرہا کذلک الشافعی عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر کانوا یخطبون علی المنبر قیاماً یفصلون بینہما بجلوس مالک والشافعی عن السائب کان الاذان الاول حین یخرج الامام فیجلس علی المنبر فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر وعمر مالک والشافعی انہم کانوا فی زمن عمر بن الخطاب یوم الجمعۃ یصلون حتی یخرج عمر بن الخطاب فاذا خرج عمر و جلس علی المنبر و اذّن المؤذنون جلسوا یتحدثون حتی اذا سکت المؤذنون و قام عمر سکتوا فلم یتکلم احد الشافعی ان عمر رأی رجلاً علیہ ہیئۃ السفر یقول لولا ان الیوم یوم الجمعۃ لخرجت فقال عمر اخرج فان الجمعۃ لا تحبس عن سفر مالک عن ابن شہاب عن سالم ابن عبد اللہ انہ قال دخل رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد یوم الجمعۃ (ہو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) وعمر بن الخطاب یخطب فقال عمر اَیّۃ ساعۃ ہذہ فقال

کلام کے معنے یہ ہیں کہ خطبہ شرط ہے جمعہ کی بغیر اس کے جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ مالکؒ ابوبکرؓ در بارۂ آیتِ (سورۂ جمعہ) فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ[عہ] اس کو عمرؓ نے پڑھا فَامْضُوْا الٰی ذکر اللہ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ فاسعوا کا مفہوم ہے اس طرح آپ نے اس کی تفسیر کی ہے۔ شافعیؒ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ سب درمیان میں بیٹھ کر فصل دیا کرتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے، پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی تھی جب امام نکلتا تھا اور منبر پر بیٹھتا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں جمعہ کے دن (مسجد میں) لوگ نمازیں پڑھتے رہتے تھے عمرؓ بن الخطاب کے نکلنے تک پھر جب عمرؓ نکل آتے اور منبر پر بیٹھ جاتے اور مؤذن لوگ اذان دیتے تو لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے یہاں تک کہ جب مؤذن خاموش ہو جاتے اور عمرؓ کھڑے ہوتے تو سب خاموش ہو جاتے پھر کوئی بات نہ کرتا۔ شافعیؒ، عمرؓ نے ایک شخص کو سفر کی ہیئت پر دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج کا دن جمعہ نہ ہوتا تو میں روانہ ہو جاتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ روانہ ہو جا کیونکہ جمعہ تو سفر سے نہیں روکتا۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے سالم بن عبد اللہ سے، انھوں نے کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے جب کہ عمرؓ بن الخطاب خطبہ پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے (آنے کا) تو انھوں نے کہا کہ

عہ حضرت عمرؓ نے اس غرض کا اظہار کیا کہ سعی سے مراد مسجد کی طرف بلا تاخیر روانہ ہو جانا ہے بھاگنا دوڑنا مراد نہیں ہے ۱۲

Marfat.com

يا امير المؤمنين انقلبتُ من السّوق فسمعتُ
النداءَ فما زدتُّ علےٰ ان توضّأتُ فقال
عمر الوضوءَ ايضًا قد علمت انّ رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان يأمرُ بالغسل [لے التفت عليهما]
الجنائز: ابوبكر عن الحسن قال عمرُ احضروا
موتاكم وذكّروهم لا اله الا الله فانّهم
يَرَوْنَ ويُقال لهم ابوبكر عن عطاءٍ او
غيره قال عمرُ لقّنوا موتاكم لا اله الا
الله واغمضوا اعينهم اذا ماتوا البيهقي
عن ابن عمر قال صَدَرَ المسلمون فمرّوا
بامرأةٍ بالبيداء ميّتةٍ واخفاها [درگور کرد]
رجلٌ يقال له كليب فقام عمر
على المنبر فقال لو اعلم انّ احدًا
مرّ بها ولم يخفها لفعلتُ به وفعلتُ
وسأل ابنَ عمر فقال لم أرها وقال
لعلّ الله ان يرحم كليبًا فطعن
معه غداةَ طُعِنَ [عمرؓ] ابوبكر عن تميمة
الهجيمي انّ عمر بن الخطّاب كتب
الى ابي موسى الاشعري ان اغسل
موتاك بالسدر وماء الريحان ابوبكر
عن مسروق ماتت امرأةٌ لعمر فقال
انا كنتُ اولى بها اذ كانت حيّةً
فامّا الآن فانتم اولى بها

اے امیر المومنینؓ میں بازار سے لوٹا پھر میں نے اذان کی آواز
سنی تو میں نے وضو کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا۔
تو عمرؓ نے کہا کہ اچھا اور پھر یہ کہ صرف وضو ہی کیا جب کہ تم کو معلوم
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے
جنائز۔ ابو بکر حسن سے، کہا عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کے
پاس موجود رہو اور اُن کو یاد دلاؤ لا الٰہ الا اللہ کیونکہ وہ
دیکھتے ہیں جب کہ اُن سے کہا جاتا ہے۔ ابو بکر از عطاء وغیرہ، فرمایا
عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا الٰہ الا اللہ
اور اُن کی آنکھیں بند کردو جب وہ مرجائیں۔ بیہقی ابن عمرؓ
سے، کہا کہ مسلمان لوٹے تو ان کا گزر ہوا بیابان میں ایک
عورتِ مُردہ پر جب کہ اس کو ایک شخص نے جس کو کُلیب
کہا جاتا تھا دفن کردیا۔ تو عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا
کہ اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص اس پر سے گزرا اور اس نے
اس کو دفن نہیں کیا تو میں اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں
اور ابن عمرؓ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس (عورت
مُردہ) کو نہیں دیکھا۔ اور (عمرؓ نے) فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ
کُلیب پر رحمت فرمائے گا۔ تو عمرؓ کے ساتھ کُلیب کو بھی
مجروح کیا گیا جس صبح کو انہیں مجروح کیا گیا تھا۔ ابو بکر
تمیمۃ الہجیمی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ
کو لکھا کہ اپنے مُردوں کو غسل دو بیری (کے پتوں) اور
آب ریحان کے ساتھ۔ ابو بکر مسروق سے، عمر رضی اللہ عنہ کی
ایک بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں اس سے قریب تر
تھا جب کہ وہ زندہ تھی رہا اب، سو تم اس سے قریب تر ہو۔

لے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمرؓ غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے بلکہ اس پر تنبیہ کا اشارہ ہے کہ آپ یعنی عثمانؓ جیسے
شخص کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مستحب فعل کو نظر انداز کردے ۱۲ مترجم

Marfat.com

ابو حنیفۃ اخبرنی رجل عن الحسن عن عمر بن الخطاب انہ قال الأبُ احقُّ بالصلوٰۃِ علی المیّتِ من الزّوجِ قلتُ احتجّ بہ ابو حنیفۃ وخالفَ ابراہیم والشعبی فی قولہما الزّوج احقّ من الأب ابو بکر عن نافع عن ابن عمر کُفّن عمر وحُنّط وغُسّل زاد فی روایۃ اِلّا انہ کانَ من افضلِ الشہدآءِ قلتُ عند الحنفیۃ علّۃُ الغسل الارتثاث وعند الشافعی انّہ لم یُقتلْ فی المعرکۃ ابو بکر عن ابن مغفّل قالَ عمر لا تحنّطونی بمسکٍ قیلَ انّما کَرِہَ المسکَ لانّہ من المیتۃِ ولیس علیہ العملُ عندَ الجمہور لانّ الشرعَ استثنی المسکَ من جملۃ المیتاتِ فاستحسنہ قلتُ والأوجہ عندی انّ المسکَ طیّبٌ طاہرٌ اِلّا انّ عمر لم یستحسنْ ان یکونَ حنوطُہ منہ تورّعًا لانہ قد اجتمع فیہ دلیلا الاباحۃ والتحریم انْ کانَ دلیلُ الاباحۃ اقوٰی والطیبُ سواہ کثیرٌ ابو بکر عن راشد ابن سعد قالَ عمر یُکفّنُ الرّجلُ فی ثلٰثۃِ اثوابٍ لا تعتدُوا اِنّ اللہَ

ابو حنیفہؒ، مجھے ایک شخص نے خبر دی حسنؒ سے انھوں نے روایت کی عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ باپ میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے بہ نسبت شوہر کے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قول سے ابو حنیفہؒ نے حجت پکڑی ہے اور خلاف کیا ہے ابراہیم اور شعبی کے اس قول کا کہ شوہر زیادہ حقدار ہے باپ سے ابوبکر نافع سے ابن عمرؓ سے، عمرؓ کو کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے "مگر یہ کہ وہ افضل شہداء میں سے تھے"۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک (حضرت عمرؓ کو) غسل دینے کی علت ارتثاث[عہ] (خون سے لت پت ہونا) تھا اور شافعیؒ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ معرکہ میں قتل نہیں کئے گئے۔ ابوبکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے وصیت کی کہ مجھے مشک نہ ملنا۔ کہا گیا کہ مشک سے آپ نے اس لئے کراہت کی کہ وہ میتہ سے نکالی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مرے ہوئے اجسام میں سے مشک کو مستثنیٰ کیا ہے اور اس کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مشک نفیس اور پاک ہے مگر عمرؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا تقویٰ کی بناء پر کہ خوشبو کے لئے اس کا استعمال کیا جاتے کیونکہ اس میں دو دلیلیں اباحت اور تحریم کی جمع ہو رہی ہیں اگرچہ اباحت کی دلیل زیادہ قوی ہے جب کہ خوشبوئیں مشک کے سوا اور بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ ابوبکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنایا جائے۔ اس میں زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو

عہ "ارتثاث" کسی کو خستہ اور مجروح اٹھانا کہ ابھی زندہ ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کے یہ معنے ہیں کہ مجروح زخمی ہونے کے بعد کچھ خورد و نوش اور علاج وغیرہ بھی کر جائے یا مجروح ہونے کے بعد سے موت کے وقت تک اس پر ایک نماز کا وقت اس صورت سے گزرے کہ اس کا ہوش قائم ہو اور نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا معرکہ جہاد سے اس کو زندہ ہوش و حواس کے ساتھ اٹھایا گیا ہو ۱۲

Marfat.com

لا یحبّ المعتدین آبو بکر عن راشد بن سعد عن عمر قال تکفّن المرأۃ فی خمسۃ اثواب الدرع والخمار والرداء والازار والخرقۃ آبو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی بمجمر آبو بکر عن ابن عمر رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر یمشون امام الجنازۃ آبو بکر عن یحیی بن راشد قال عمر حین حضرتہ الوفاۃ لابنہ اذا خرجتم بی فاسرعوا بی المشی آبو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا یتبعنی امرأۃ آبو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان الناس کانوا یصلون علی الجنائز خمسا وستا واربعا حتی قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم کبروا بعد ذلک فی ولایۃ ابی بکر حتی قبض ابو بکر ثم ولی عمر بن الخطاب ففعلوا ذلک فی ولایتہ فلما رأی ذلک عمر بن الخطاب قال انکم معشر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم متی ما تختلفون یختلف من بعدکم والناس حدیث عہد بالجاہلیۃ فاجمعوا علی شیء یجتمع علیہ من بعدکم

پسند نہیں کرتا۔ آبو بکر راشد بن سعدؓ سے، عمرؓ نے فرمایا کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنایا جاتے درعؔ اور خمار اور ردار اور ازار اور خرقہ۔ آبو بکر از ابن مغفل، عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پیچھے انگیٹھی (خوشبودار دھونی کے لئے) لے کر نہ چلنا۔ آبو بکر از ابن عمرؓ، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ آبو بکر از یحیٰی بن راشد، حضرت عمرؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب تم مجھے لے کر چلو تو تیز رفتار کے ساتھ چلنا۔ آبو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت میرے پیچھے نہ چلے۔ آبو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، کہ لوگ جنازوں کی نمازوں پر پڑھا کرتے تھے پانچ اور چھ اور چار (یعنی تکبیرات۔ کوئی پانچ کہتا، کوئی چھ، کوئی چار) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی یونہی تکبیرات ہوتی رہیں یہاں تک کہ ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر خلیفہ ہوتے عمرؓ بن الخطاب تو لوگوں نے ان کی خلافت کے زمانہ میں بھی اُسی طرح کیا۔ جب یہ (اختلاف) عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا تو انھوں نے (اصحاب کو جمع کر کے فرمایا) کہ تم لوگ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہو جب تم ہی مختلف رہو گے تو جو تمہارے بعد والے ہیں وہ بھی مختلف رہیں گے اور لوگوں کو زمانہ جاہلیت سے لوٹے ہوتے زیادہ زمانہ نہیں گزرا تو تم کو ایک چیز پر متفق ہوجانا چاہیئے جس پر تمہارے بعد کے لوگ متفق رہیں

ع۵ درعؔ یعنی کرتہ۔ جو گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے، لیکن د اس میں کلیاں ہوں اور نہ آستین۔ خمارؔ یہ تین ہاتھ لمبا کپڑا ہوتا ہے جو بالوں کو چھپالے اس کو سربند کہتے ہیں ردار یعنی چادر۔ ازار سر سے پاؤں تک ایک کپڑا ہوتا ہے۔ ردار اس سے ایک ہاتھ لمبی ہوتی ہے۔ خرقہ سینہ بند کو کہتے ہیں جو چھاتیوں سے لیکر رانوں تک اتنا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ بندھ جائے اگر کوئی تین کپڑوں ازار اور چادر اور سربند پر اکتفا کرے تو یہ بھی درست ہے۔ مترجم

فاجمع رأی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ینظروا آخر جنازۃ کبّر علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی قبض فیأخذون به ویرفضون ما سوی ذلک فوجدوا آخر جنازۃ کبّر علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعًا البیہقی عن سعید بن المسیّب عن عمر انہ قال کل ذلک قد کان اربعًا وخمسًا فاجتمعنا علی اربع ابوبکر عن ابی وائل جمع عمر الناس فاستشارہم فی التکبیر علی الجنازۃ فقال بعضہم کبّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسًا وقال بعضہم کبّر سبعًا وقال بعضہم کبّر اربعًا فجمعہم علی اربع تکبیرات کاطول صلوٰۃ ابوبکر عن ابراہیم اختلف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التکبیر علی الجنازۃ ثم اتفقوا بعد علی اربع تکبیرات ابوبکر عن سعید بن المسیب کان عمر یقول فی الصلوٰۃ علی المیت إن کان مساءً قال اللّٰہم امسی عبدک وان کان صباحًا قال اللہم اصبح عبدک قد تخلّی من الدنیا وترکہا لاہلہا واستغنیت منہ وافتقر الیک کان یشہد ان لا الٰہ الا انت وان محمدًا عبدک و

بالآخر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ وہ اس آخری جنازہ پر نظر کریں جس پر اپنی وفات سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی تھی پھر سب لوگ اسی کو اختیار کرلیں اور اس کے سوا دوسرے طریقہ سے ہٹ جائیں تو انھوں نے اس آخری جنازے پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی چار تکبیریں پائیں۔ بیہقی از سعید بن المسیب از عمرؓ، انھوں نے کہا کہ وہ سب (روایات) چار اور پانچ (تکبیرات) کی تھیں پھر ہم نے اجماع کرلیا چار پر۔ ابوبکر ابو وائل سے، عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا پھر ان سے مشورہ کیا جنازے پر تکبیر پڑھنے کے بارے میں تو بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑھی ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سات تکبیریں پڑھیں اور بعض نے کہا کہ چار تکبیرات پڑھیں پھر سب کا اجماع ہوگیا چار تکبیرات پر مانند سب سے لمبی نماز کے (کہ اس میں چار رکعات ہوتی ہیں)۔ ابوبکر ابراہیم سے، مختلف ہوتے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر تکبیر کے بارے میں پھر بعد میں متفق ہو گئے چار تکبیرات پر۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے، عمرؓ کہا کرتے تھے... میت کی نماز میں اگر شام کا وقت ہوا تو یوں کہتے اللّٰھم امسیٰ عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر شام کا وقت اس طرح آیا کہ) اور اگر صبح کا وقت ہوا تو کہتے اللّٰھم اصبح عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر صبح کا وقت اس طرح آیا کہ) قد تخلّی من الدنیا وترکھا الخ (ترجمہ) وہ دنیا سے یکسو ہوا اور اس کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ گیا اس حال میں کہ آپ اس سے مستغنی ہیں اور وہ آپ کا محتاج ہے اور وہ اس بات کی شہادت دیا کرتا تھا کہ کوئی معبود نہیں بجز آپ کے اور یہ کہ محمدؐ آپ کے بندے اور

Marfat.com

رسولک فاغفرلہ ذنبہ آبوبکر عن جابر بن
عبداللہ قال ما باح لنا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر فی الصلوۃ
علے المیت بشئی قلت یعنی لم یوقتوا الشئی
من الدعاء آبوبکر عن عروۃ ما صلے علے ابی بکر
الا فی المسجد مالک ان عمر بن الخطاب صلی
علیہ فی المسجد آبوبکر عن عبدالرحمن بن ابزی
ماتت زینب بنت جحش فکبر علیہا عمر اربعًا
ثم سال ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم
من یدخل قبرہا فقلن من کان یدخل
علیہا فی حیاتہا آبوبکر ان عمر انتظر
ابن ام عبد فی الصلوۃ علے عتبۃ بن
(عبداللہ بن مسعود) مسعود آبوبکر عن ابن عمر لحد لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ولابی بکر ولعمر آبوبکر عن الحسن
اوصی عمر ان یجعل عمق قبرہ قامۃ وبسطۃ آبوبکر
عن ابی مالک الاشجعی عن عمر انہ کان یقول
اذا ادخل المیت قبرہ اللہم اسلمہ الیک
الاہل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم
فاغفرلہ آبوبکر عن اسمعیل بن محمد بن السباق
ان عمر دفن ابابکر لیلاً ثم دخل المسجد
فاوتر بثلاث آبوبکر عن ابی وائل ماتت
امی وہی نصرانیۃ فاتیت عمر فذکرت
ذلک لہ فقال ارکب دابۃ
وسر امامہا آبوبکر عن عمرو
ہو ابن دینار

آپ کے رسول ہیں تو آپ اس کے گناہ بخش دیجئے۔" ابوبکر جابر بن عبداللہ سے، کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے میت پر نماز کے بارے میں کسی دعا کی صراحت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے کسی چیز کی از قبیلِ دعا، پابندی عائد نہیں کی۔ ابوبکر عروہ سے، نہیں نماز پڑھی گئی ابوبکرؓ پر مگر مسجد میں۔ مالکؒ، عمرؓ بن الخطاب پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بن ابزی سے، زینبؓ بنت جحش کا انتقال ہوا تو ان پر عمرؓ نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی قبر میں کون اتریگا تو انھوں نے کہا کہ جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتے تھے۔ ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعودؓ پر نماز پڑھنے میں ابن ام عبد (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) کا انتظار کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ کی قبروں کے لئے لحد بنائی گئی۔ ابوبکر حسنؓ سے، عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کی قبر کی گہرائی قد کے برابر اور کشادہ رکھی جائے۔ ابوبکر ابو مالک الاشجعی سے وہ عمرؓ سے کہ جب کسی میت کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے، یا اللہ اس کے اہل اور مال اور رشتہ دار سب اس کو آپ کے سپرد کر رہے ہیں (اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں) اور گناہ بہت بڑے ہیں تو آپ اس کی مغفرت کر دیجئے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن محمد بن السباق سے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات میں دفن کیا پھر داخل ہوئے مسجد میں اور تین وتر پڑھے۔ ابوبکر ابو وائل سے، میری ماں کا انتقال ہو گیا اور وہ نصرانیہ تھی تو میں عمرؓ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ کسی چوپایہ پر سوار ہو کر اُس کے جنازے کے آگے چلنا۔ ابوبکر عمروؓ سے اور وہ ابن دینار ہیں،

Marfat.com

ماتت امرأۃ بالشام وفی بطنہا ولد من مسلم وہی نصرانیۃ فامر عمران یدفن مع المسلمین من اجل ولدہا ابوبکر عن عامر یعنی الشعبی ان عمر صلّے علی عظام بالشام ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم اخبرنی من رأی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر وقبر عمر مسنمۃ ناشزۃ من الارض علیہا فلق من مدر ابیض ابوبکر عن ہلال بن یساف خطب عمر بمنی علی جمل فقال لاتسبوا الاموات فان مایسب بہ المیت یؤذی بہ الحی ابوبکر والبخاری وغیرہما عن ابی الاسود الدئلی قدمت المدینۃ وقد وقع بہا مرض فجلست الی عمر بن الخطاب فمرت بہم جنازۃ فاثنی علیہا خیر فقال عمر وجبت ثم مر باخری فاثنی علیہا شر فقال عمر وجبت فقلت وما وجبت یا امیر المومنین قال قلت کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم شہد لہ اربعۃ بخیر ادخلہ اللہ الجنۃ فقلنا وثلثۃ قال وثلثۃ فقلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسألہ عن الواحد ابوبکر عن عمرو بن میمون عن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عورت کا شام میں انتقال ہوا جس کے پیٹ میں ایک مسلمان کا بچہ تھا اور یہ عورت نصرانیہ تھی تو عمرؓ نے بوجہ اس کے بچہ کے حکم دیا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابوبکر عامر شعبی سے کہ عمرؓ نے شام میں ہڈیوں پر نماز پڑھی۔ ابوحنیفہؒ حماد سے اور وہ ابراہیم سے، خبر دی مجھ کو اُس نے جس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابوبکرؓ کی قبر اور عمرؓ کی قبر سب درمیان سے کوہان کی طرح زمین سے اُٹھی ہوئی ہیں اور لمبی ہیں۔ ان پر سفید مٹی کے باریک ڈھیلے تھے۔ ابوبکر ہلال ابن یساف سے، عمرؓ نے اونٹ پر بیٹھے ہوئے منیٰ میں خطبہ دیا فرمایا کہ مُردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ ان گالیوں کے الفاظ سے زندوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ ابوبکر اور بخاری وغیرہما ابوالاسود دئلی سے، میں مدینہ میں آیا جب کہ وہاں بیماری پھیل رہی تھی تو میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھ گیا تو ان پر ایک جنازے کا گذر ہوا اور اس کے حق میں کلماتِ خیر کہے گئے تو عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ پھر اُن پر ایک اور جنازہ گزرا تو اُس کا ذکر بُرائی سے کیا گیا پھر عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ تو میں نے کہا کیا واجب ہوگئی اے امیرالمؤمنینؓ۔ فرمایا کہ میں نے اسی طرح کہا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان پر چار آدمی نے خیر کی گواہی دیدی اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ہم نے کہا اور تین تو فرمایا کہ تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو تو فرمایا کہ اور دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ (اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء واضح ہوگیا کہ چار سے مراد عددِ خاص نہیں بلکہ مطلقاً زبانِ خلق ہے ۱۲ مترجم) ابوبکر از عمرو بن میمون از عمرؓ، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے

Marfat.com

كان يتعوذ بالله من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنة الصدر آبوبكر عن ابن عمر عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الميت يعذب في قبره بالنياحة البيهقي عن ابن عباس عن عمر نحوًا من ذلك آبوبكر عن نافع ان حفصة بكت على عمر فقال لها مهلاً يا بنية الم تعلم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه آبوبكر عن ابي عثمان اتيت عمر بنعي النعمان بن مقرن فوضع يده على راسه وجعل يبكي آبوبكر عن شقيق اجتمع نسوة يبكين على خالد بن الوليد فقال عمر ما عليهن ان يهرقن من دموعهن على ابي سليمان مالم يكن نقع او لقلقة كتاب الزكوٰة مالك انه قرأ كتاب عمر بن الخطاب في الصدقة قال فوجدت فيه بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب الصدقة في اربع وعشرين من الابل فدونها الغنم في كل خمس شاة وفيما فوق ذلك الى خمس وثلثين بنت مخاض فان لم تكن بنت مخاض فابن لبون ذكر وفيما فوق ذلك الى خمس واربعين ابنة لبون وفيما فوق ذلك الى ستين حقة

پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے اور سینے کے فتنہ سے۔ آبوبکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے نوحہ کرنے سے۔ بیہقی از ابنِ عباسؓ از عمر رضی اللہ عنہ مثل روایت مذکور۔ آبوبکر از نافع کہ حفصہؓ روئیں حضرت عمرؓ پر تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی تحمل کر کیا تو نہیں جانتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر اُس کے متعلقین کے رونے سے۔ آبوبکر ابو عثمان سے کہا کہ میں عمرؓ کے پاس آیا نعمان بن مقرن کی موت کی خبر لیکر تو انھوں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کر دیا۔ آبوبکر شقیق سے، جمع ہوگئیں عورتیں جو بکا کر رہی تھیں خالدؓ بن الولیدؓ پر تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں اس سے کہ وہ ابوسلیمانؓ پر آنسو بہائیں جب تک سروں پر خاک ڈالنا اور چیخنا چلّانا نہ ہو۔ کتاب الزکوٰۃ۔ مالکؒ انھوں نے پڑھا مکتوب عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا صدقہ کے بارے میں۔ کہا کہ میں نے اس میں یہ دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ مکتوب ہے صدقہ کے بیان میں۔ چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکریاں ہیں۔ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ اور اس سے زیادہ پینتیس تک بنت مخاض ہے۔ اگر بنتِ مخاض نہ ہو تو ابن لبون نر اور اس سے اوپر پینتالیس تک بنتِ لبون ہے۔ اور اس سے اوپر ساٹھ تک حِقّہ ہے (یعنی تین برس کی اونٹنی جو چوتھے میں

عہ فتنۃ الصدر یعنی سینہ کے فتنہ سے اخلاقِ مذمومہ اور عقائدِ باطلہ مرادہیں جو سینہ سے متعلق ہیں ۱۲ عہ نقع کے معنے ہیں بلند ہونا آواز کا اور غبار کا اور فریاد۔ لقلقۃ اضطراب وشدّت ملی ہوئی آواز کو کہتے ہیں ۱۲ عہ بنتِ مخاض بچہ ناقہ جو دوسرے سال میں ہو اور ابن لبون وہ بچہ جو تیسرے سال میں ہو اور بنتِ لبون بچہ مادہ جو تیسرے سال میں ہو اور حِقّہ وہ ناقہ جو چوتھے سال میں ہو۔ طروقۃ الفحل کے معنے ہیں کہ وہ نر کی جفتی کے قابل ہو جائے اور جذعہ وہ ہے جو پانچویں سال میں ہو ۱۲

Marfat.com

طروقۃ الفحل وفیما فوق ذلک الی خمس و سبعین جذعۃ وفیما فوق ذلک الی تسعین بنتا لبون وفیما فوق ذلک الی عشرین و مائۃ حقتان طروقتا الفحل فما زاد علی ذلک من الابل ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقۃ وفی سائمۃ الغنم اذا بلغت اربعین الی عشرین ومائۃ شاۃ وفیما فوق ذلک الی مائتین شاتان وفیما فوق ذلک الی ثلث مائۃ ثلث شیاہ فما زاد علی ذلک ففی کل مائۃ شاۃ ولا یخرج فی الصدقۃ تیس ولا ہرمۃ ولا ذات عوار الا ماشاء المصدق ولا یجمع بین مفترق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ وما کان من الخلیطین فانہما یتراجعان بینہما بالسویۃ وفی الرقۃ اذا بلغت خمس اواق ربع العشر الشافعی عن انس بن عیاض عن موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر ہذا کتاب الصدقۃ وفی اربع وعشرین من الابل مثل ما قال مالک قلت قد شرحنا ہذا الکتاب فی المسوّی شرح الموطا علی المذہبین مذہب ابی حنیفۃ ومذہب الشافعی ابو بکر عن الحسن کتب عمر الی ابی موسی

لگی ہو) کہ اس قابل ہو کہ نر اُس سے جفت ہو سکے۔ اور اس سے اوپر پچھتر تک ایک جذعہ ہے اور اس سے اوپر نوّے تک دو بنتِ لبون ہیں اور اس سے اوپر ایک سو بیس تک دو حِقّہ ہیں جو اس قابل ہوں کہ نر اُن سے جفت ہو سکے۔ اور جب اونٹ اس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون اور ہر پچاس میں ایک حِقّہ۔ اور جنگل عہ میں چرنے والی بکریوں میں جب وہ چالیس ہو جائیں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے اور اس سے اوپر تین سو تک تین بکریاں اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری۔ اور صدقہ میں تَیس نہ نکالا جائے (یعنی وہ بکرا جو جفتی کے لئے ہو) اور نہ بوڑھی بکری اور نہ عیب دار بجز اس کے جو صدقہ دینے والا چاہے۔ اور جمع عہ نہ کیا جائے جُدا جُدا کو اور جُدا جُدا نہ کیا جائے مجتمع کو صدقہ کے اندیشہ سے۔ اور جو (ریوڑ) دو ساجھیوں کا ہوگا تو وہ دونوں آپس میں برابر برابر کا حساب کر لیں۔ اور چاندی میں جب پانچ اوقیے (یعنی دو سو درہم) تک پہنچ جائے دسویں حصہ کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصہ) ہے۔ شافعیؒ انس بن عیاض سے وہ موسیٰ ابن عُقبہ سے وہ نافع سے وہ ابنِ عمرؓ سے یہ کتاب (مکتوب) صدقہ ہے اور اونٹوں میں سے چوبیس میں، حسب روایت امام مالکؒ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے المسوّی شرح موطا میں اس مکتوب کی شرح کر دی ہے مذہب ابو حنیفہؒ اور مذہب شافعیؒ دونوں کے اعتبار سے۔ ابو بکر حسنؒ سے، عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا۔

عہ گھر میں پلی ہوئی بکریوں پر جن کو مول لے کر چارہ کھلایا جاتا ہے زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ مترجم عہ اس میں صدقہ دینے والے مالک اور لینے والے دونوں کے حق میں نہی کا احتمال ہے۔ مالک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اس نے زکوٰۃ کے خوف سے اُن کو جدا جدا کر دیا یا دوسرے شخص کے اسی قدر مال کے ساتھ اپنے مال کو مخلوط کر دیا تاکہ اس کے ذمہ آدھی بکری واجب ہو۔ اور لینے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں، محصّل زکوٰۃ ان کو چالیس چالیس کے تین حصوں میں تقسیم کر دے تاکہ تین بکریاں واجب ہو جائیں۔ یا یہ صورت تھی کہ چالیس متفرق بکریاں دو آدمیوں کی تھیں وہ ان کو جمع کر لے تاکہ نصاب کامل ہو جائے ۱۲

Marfat.com

فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درہما درہم قلت معناہ عند ابی حنیفۃ لا یوخذ فی اقل من الاربعین اذا زاد علی مائتین وعند الشافعی ہذا بیان الکسر ببیان مخرجہ

مالک والشافعی عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی ان عمر بن الخطاب بعثہ مصدقا فکان یعد علی الناس بالسخل فقالوا اتعد علینا بالسخل ولا تاخذ منہ شیئا فلما قدم علی عمر بن الخطاب ذکر ذلک لہ فقال عمر نعم نعد علیہم بالسخلۃ یحملہا الراعی ولا ناخذہا ولا ناخذ الاکولۃ ولا الربی ولا الماخض ولا فحل الغنم وناخذ الجذعۃ والثنیۃ وذلک عدل بین غذاء الغنم وخیارہ والسخلۃ الصغیرۃ حین تنتج والربی التی قد وضعت فہی تربی ولدہا والماخض ہی الحامل والاکولۃ ہی شاۃ اللحم التی تسمن لتوکل ابوبکر قال عمر اذا وقف الرجل علیکم غنمہ

تو جو کچھ دو سو (درہم) سے زیادہ ہو اس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ ہیں کہ جب دو سو سے بڑھے تو چالیس سے کم میں نہ لیا جائے اور شافعی رح کے نزدیک بیانِ مخرج کے ساتھ یہ کسر کا بیان ہے۔

مالک رح اور شافعی رح سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہ ان کو عمر بن الخطاب نے مصدق (وصول کنندہ صدقات) بنا کر بھیجا، تو وہ لوگوں کے پاس جو بکری کے بچے تھے ان کو (نصاب میں) شمار کرتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ تم ہمارے بکری کے بچوں کو (نصاب میں) شمار تو کر لیتے ہو اور ان میں سے کچھ لیتے نہیں ہو۔ تو جب سفیان عمر رض بن الخطاب کے پاس آئے تو ان سے اس کا ذکر کیا تو عمر رض نے کہا ہاں ہم ایسے بکری کے بچوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو چرواہا اپنے اوپر اٹھاتا ہے اور ہم اس کو نہیں لیتے اور اس کو بھی نہیں لیتے جو آکولہ ہوتی اور نہ ربّا کو لیتے ہیں اور نہ ماخض کو لیتے ہیں اور نہ بکریوں کو گابھن کرنے والے نر کو لیتے ہیں (یہ کیا تھوڑی رعایت ہے؟) ہم جذعہ (یعنی چھ ماہ سے زیادہ کی بھیڑ) اور ثنیہ (یعنی ایک سال سے زیادہ کی بکری) کو لیتے ہیں اور یہ درمیانی درجہ ہے بکری کے چھوٹے [ع] بچوں اور ان کے بہترین درجہ کی بکریوں کے مابین۔ سخلہ چھوٹا سا بچہ جو حال میں پیدا ہوا ہو۔ ربّا جس نے بچے دیئے ہوں اور وہ اپنے بچوں کو پال رہی ہو ماخض جو گابھن ہو۔ آکولہ گوشت والی بکری جس کو کھانے کے لئے موٹا کیا گیا ہو۔ ابوبکر، عمر رض نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمہارے سامنے بکریاں

ع۔ غذار جمع ہے غذی بروزن غنی کی جس کے معنے ہیں بکری کا بچہ۔ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ نصاب زکوٰۃ میں جب کہ بکری کے چھوٹے سے بچہ کو بھی تم گنتی میں لے لیتے ہو تو بچوں کو زکوٰۃ میں لینا بھی چاہیئے۔ اس پر فرمایا کہ ہم بچہ کو شمار میں لیتے ہیں اور زکوٰۃ میں نہیں لیتے تو جو تمہارا بہترین مال یعنی عمدہ بکریاں ہوتی ہیں وہ بھی تو نہیں لیتے تو ہم نے زکوٰۃ میں اوسط درجہ کو اختیار کیا جو گھٹیا اور عمدہ کا درمیانی مرتبہ ہے۔ یہ بمقتضا عدل کیا گیا ہے۔

Marfat.com

فاصدَعْ عليها صدعين ثم اختاروا من
النصف الآخر. ابوبكر عن مجاهد عن عمر ليس
في الخضراوات زكوٰة. الشافعي عن عمرو بن
دينار ان عمر بن الخطاب قال ابتغوا في
اموال اليتامى لا تستهلكها الزكوٰة. ابوبكر
عن الزهري ومكحول عن عمر نحوًا من ذلك.
البيهقي سُئل عمر بن الخطاب أَ على
المملوك زكوٰة؟ قال لا قيل على من هي
فقال على مالكه. الشافعي عن ابن شهاب
ان ابابكر وعمر لم يكونا يأخذان الصدقة
نسيئة ولكن يبعثان عليها في الجدب
والخصب والسمن والعجف لان اخذها
في كل عام من رسول الله صلى الله عليه
وسلم سنة. الشافعي روى عن عمر انه اخّر
الصدقة عام الرمادة ثم بعث مصدقًا
فاخذ عقالين عقالين وليس بالثابت.
الشافعي قد كانت النواضح على عهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه فلم
اعلمهم احدًا روى ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخذ منها صدقة ولا احدًا من
خلفائه ولا شك ان شاء الله ان كان يكون
للرجل الخمس واكثر. مالك والشافعي
عن سليمان بن يسار ان اهل الشام
قالوا لابي عبيدة بن الجراح
خذ من خيلنا صدقة فابى

لے کر کھڑا ہو تو ان کو دو ٹکڑیوں میں کر دو نصف آخر میں سے تم
زکوٰۃ کے لئے منتخب کر لو۔ ابوبکر از مجاہد از عمرؓ فرمایا کہ سبزیوں
یعنی ترکاریوں، میووں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار
سے، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یتامیٰ کے اموال کو تجارت
میں لگاتے رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ ابوبکر
زہری و مکحول سے، عمرؓ سے حسب روایت مذکورہ۔ بیہقی عمرؓ
ابن الخطاب سے پوچھا گیا کیا مملوک پر زکوٰۃ ہے؟ کہا کہ نہیں!
کہا گیا کہ کس پر ہے؟ تو فرمایا کہ اُس کے مالک پر۔ شافعیؒ ابنِ
شہاب سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ صدقہ میں اُدھار قبول نہیں کیا
کرتے تھے یہ دونوں حضرات (وصولِ صدقات کے لئے) بھیجا
کرتے تھے قحط میں اور ارزانی میں اور فربہی کے زمانہ میں اور
لاغری کے زمانہ میں کیونکہ اس کا وصول کرنا ہر سال میں سنّت
ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ شافعیؒ نے
روایت کیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے (ایک قحط کے سال) عام الرمادہ
میں صدقہ کو موخّر کر دیا تھا پھر بھیجا صدقات لینے والوں کو
اور (دو سال کی زکوٰۃ) دو دو مہار شُتر وصول کی۔ اور یہ ثابت
نہیں۔ شافعیؒ کہتے ہیں پانی لانے والے اونٹ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ کے عہد میں موجود تھے مگر میں
نہیں جانتا کہ کسی نے یہ روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے یا آپؐ کے خلفاءؓ میں سے کسی نے اُن میں سے
صدقہ وصول کیا ہو اور کوئی شک نہیں اگر اللہ چاہتا تو ایسا
ہوتا۔ بیشک ایک (پانی ڈھونے والے) آدمی کے پاس پانچ
اور اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سلیمان
ابن یسار سے، کہ اہلِ شام نے ابو عبیدہؓ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے
گھوڑوں میں سے صدقہ لے لیجئے تو اُنھوں نے انکار کر دیا

Marfat.com

ثم کتب الی عمر بن الخطاب فأبیٰ عمر
ثم کلّموہ ایضا فکتب الیہ عمر ان احبّوا
فخذھا منھم واردُدھا علیھم وارزُق رقیقھم
قال مالک واردُدھا علیھم یقول علی
فقرائھم ابوبکر عن شبل عن عمر نحوا من
ذلک الشافعی عن السائب بن یزید ان
عمر امر ان یؤخذ من الفرس شاتین
او عشرۃً او عشرین درھماً ابوبکر ان عمر
کان یؤتے بصدقۃ الخیل قلتُ وجہ
الجمع انھم بذلوا صدقۃ خیلھم ورقیقھم
طوعًا من غیر ان یکون واجباً علیھم
نقبل عمر ذلک کذلک جمع الشافعی
وغیرہ وقال الشافعی سمعت بعض من
لایقول بنصاب خمسۃ اوساقٍ یقول
قد قام بالامر بعد النبی صلی اللہ علیہ و
سلم ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ و اخذوا
الصدقات فی البلدان اخذًا عامًا
زمانا طویلاً فما رُوی عنھم انھم قالوا
لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ ما رواہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ابوسعید
الخدری ثم اجاب الشافعی بما حاصلہ
ان الحدیث صحیح من روایۃ ابی سعید
و جابر موجود فی کتاب عمرو

پھر ابو عبیدہؓ نے عمرؓ بن الخطاب کو لکھا تو عمرؓ نے بھی انکار کر دیا۔ پھر لوگوں نے ان سے وہی گفتگو کی تو عمرؓ نے لکھا کہ اگر یہ لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کو ان لوگوں سے لے لو اور اس کو ان پر لوٹا دو اور ان کے لونڈی غلاموں کو دے دو (کہ وہ ان سے منتفع ہوں) مالکؒ کے قول کہ "اس کو ان پر لوٹا دو" کا یہ مطلب ہے کہ ان کے فقراء پر لوٹا دو۔ ابوبکر شبل سے وہ عمرؓ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ سائب بن یزید سے، کہ عمرؓ نے حکم دیا کہ گھوڑے سے (صدقہ میں) دو بکریاں لے لیجائیں یا دس یا بیس درہم لے لئے جائیں۔ ابوبکر نے کہا کہ عمرؓ کے پاس گھوڑوں کا صدقہ لایا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع روایات کی یہ صورت ہے کہ انھوں نے اپنے گھوڑوں اور لونڈی غلاموں کا صدقہ اپنی خوشی سے نکالا بغیر اس کے کہ ان کے اوپر واجب ہو اور عمرؓ نے اس کو قبول کر لیا۔ اسی طرح جمع کیا شافعیؒ وغیرہ نے۔ اور کہا شافعیؒ نے کہ میں نے بعض ایسے لوگوں سے جو پانچ اوساقؑ کے نصاب کے قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور انھوں نے عام طور پر اور زمانہ طویل تک شہروں میں صدقات وصول کئے اور ان میں سے کسی سے یہ روایت نہیں کیا گیا کہ انھوں نے یہ کہا ہو کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بجز ابوسعید خدریؓ کے کسی نے بھی روایت نہ کیا۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے ابوسعیدؓ و جابرؓ کی روایت سے جو عمرو

عه ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے یعنی تین سو بیس رطل کا ملک حجاز میں۔ اور ملک عراق میں چار سو اسی رطل کا ۱۲ مترجم

Marfat.com

ابن حزم فوجب العمل به ولم یذکر عن الائمۃ ان الحدیث ظہر فی زمانہم فتکلموا فیہ قلت بل ذکر مالک سنۃ اہل المدینۃ علی ما روینا عن ابی سعید البیہقی عن مطر الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یخرص العرایا ولا ابوبکر ولا عمر قلت الاوجہ عندی ان المراد بالعرایا ما دون خمسۃ اوسق وسیاتیک من حدیث مالک والشافعی فی البیوع ما یشہد لذلک الشافعی فی القدیم عن بشیر بن یسار ان عمر بن الخطاب کان یبعث ابا خیثمۃ خارصا یخرص النخل فیامرہ اذا وجد القوم فی حائطہم ان یدع لہم قدر ما یاکلون البیہقی عن عثمان بن عطاء الخراسانی ان عمر بن الخطاب قال فیہ العشر یعنی الزیتون اذا بلغ خمسۃ اوسق من عصیرہ اخذ عشر زیتہ البیہقی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشور نحل لہ وسألہ ان یحمی وادیا یقال لہ سلبۃ فحماہ لہ فلما ولی عمر کتب سفیان بن وہب الی عمر بن الخطاب یسألہ عن ذلک فکتب عمر ان ادی الیک ما کان یودی

ابن حزم کی کتاب میں موجود ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ائمہ میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئی ہو پھر انھوں نے اس میں کلام کیا ہو۔ میں کہتا ہوں بلکہ مالک رحؒ نے بربنا روایت ابو سعید اس کو اہل مدینہ کی سنت ذکر کیا ہے۔ بیہقی مطر الانصاری سے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرایاؔ پر کٹ (اندازہ) نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ابو بکرؓ اور نہ عمرؓ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ عرایا سے مراد ہے وہ کہ جو پانچ وسق سے کم ہو۔ اور تمہارے سامنے مالکؒ اور شافعیؒ کی حدیث عنقریب بیوع کے باب میں آئے گی جو اس کی شہادت دیگی۔ شافعیؒ مسلک قدیم میں، بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ابو خیثمہ کو اندازہ کرنے والا بناکر بھیجا کرتے تھے جو کھجوروں کا اندازہ کرتے تھے اور ان کو یہ حکم دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ لوگوں کو ان کے باغ میں پائیں تو اتنی مقدار چھوڑ دیں جو ان کے کھانے کے لئے کافی ہو۔ بیہقی عثمان ابن عطاء خراسانی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اس میں دسواں حصہ ہے یعنی زیتون میں جب اس کا شیرہ (یعنی تیل) پانچ وسق تک پہنچ جاتے تو اس کے تیل کا دسواں حصہ لے لیا جائے۔ بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور آپ سے درخواست کی کہ اس وادی کو جس کو سلبہ کہا جاتا تھا اس کے ٹھیکہ میں دیدیں تو آپؐ نے اس کو ٹھیکہ میں دیدیا۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوتے تو سفیان بن وہب نے عمرؓ بن خطاب کو خط لکھا جس میں اس کے بارے میں دریافت کیا تو عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ تم کو شہد کا

عہ عرایا جمع ہے عریہ کی جس کے معنے اس درخت خرما کے ہیں جو عاریۃً کسی محتاج کو دیا جائے کہ وہ اس کا پھل اپنے اوپر صرف کرے ۱۲

Marfat.com

الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من عشورِ نحلہ فاحم لہ سلبۃ والّا فانما ہو ذُباب غیث یا کلہ من شاء قلت ذا مُفتقر لیس بعدہ اشتباہ فی العسل الشافعی عن ابی عمرو بن حماس ان اباہ قال مررتُ بعمر بن الخطاب وعلی عنقی ادمۃ احملُہا فقال عمر الّا تؤدّی زکوٰتک یا حماس فقلتُ یا امیر المومنین مالی غیر ہذا الذی علی ظہری و اُہبۃ فی القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتُہا بین یدیہ فجسّہا فوجدہا قد وجبت فیہا الزکوٰۃ فاخذ منہا الزکوٰۃ مالک والشافعی عن عائشۃ زوج النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہا قالت مرّ علی عمر بن الخطاب بغنم من الصدقۃ فرأی فیہا شاۃً حافلاً ذات ضرعٍ عظیم فقال عمر بن الخطاب ماہذہ الشاۃ فقالوا شاۃ من الصدقۃ فقال عمر ما اعطی ہذہ اہلہا وہم طائعون لا تفتنوا الناس لا تاخذوا حزرات المسلمین نکّبوا عن الطعام مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن الخطاب یقول حملتُ علی فرسٍ عتیقٍ فی سبیل اللہ و کان الرجل ہو الذی عندہٗ

دسواں حصہ ادا کرتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتا ہے تو سلبہ کو اُس کے ٹھیکہ میں رہنے دو ورنہ وہ بارش کی مکھیاں ہیں جو شخص ان میں سے کھانا چاہے کھائے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر شدہ ہے اس کے بعد شہد میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ شافعیؒ ابی عمرو بن حماس سے۔ کہ اُن کے باپ نے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرا اور میری گردن پر چند کھالیں تھیں جن کو میں اُٹھاتے ہوتے تھا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے حماس تو اپنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ امیرے پاس بجز اس کے جو میری پیٹھ پر ہے اور اُن چند کھالوں کے جو قرظ (پتّوں) میں رکھی ہوئی ہیں اور کچھ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی مال ہے۔ نیچے رکھ۔ تو میں نے اُن کو آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے ان کو ٹٹولا اور اس قابل پایا کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے تو اُن میں سے زکوٰۃ وصول کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عائشہؓ زوجۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا صدقہ کی بکریوں پر گزر ہوا اُن میں اُنھوں نے ایک دودھیل بکری دیکھی جس کے بڑے بڑے تھن تھے تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ صدقہ کی بکری ہے تو عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ بکری دی وہ خوشی سے نہیں دی ہوگی۔ تم لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالنا اور مسلمانوں کا بہترین مال نہ لے لینا۔ کھانے پینے کی چیزیں لینے سے اعراض کرو۔ مالکؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ میں نے (ایک شخص کو) فی سبیل اللہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا دیا اور وہ شخص بھی اُن کے پاس موجود تھا اور اس نے اس گھوڑے

Marfat.com

فاضاعہ فاردتُ اَن اَشتَرِیَہ منہ
وظننتُ انّہ بایعہ برخص قالَ
فسالتُ عن ذلک رسولَ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فقالَ لاتشترہ و
اِن اعطاکہ بدرہم واحدٍ فانّ
العائدَ فی صدقتہ کالکلب یعودُ
فی قیئہ ابوبکر عن عبدالرحمن البیلمانی
قالَ ابو بکر الصدیق رض مما یوصی
بہ عمر من ادّی الزکوٰۃَ الی غیر
وُلاتہا لم یقبل منہ صدقۃٌ ولو
تصدّق بالدنیا جمیعًا ابوبکر عن محمد
یعنی ابن سیرین کانت الصدقۃ
تدفع الی النبی صلے اللہ علیہ و
سلم ومن امر بہ والی ابی بکر و
من امر بہ والی عمر ومن امر بہ و
الی عثمان ومن امر بہ فلما قتل عثمانُ
اختلفوا فمنہم من رأی ان
یدفعہا الیہم ومن رأی یقسمہا
ہو الحدیث ابوبکر عن عبدالملک بن
ابی بکر ان عمر قال احسب دینک
و ما عندک فاجمع ذلک جمیعًا
ثم زکّہ ابوبکر عن عمر فی
قولہ تعالی انما الصدقات
للفقراء فقال ہم زمناء
اہل الکتاب

کی خدمت نہ کرکے) اُس کو خراب کردیا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اُس سے اُس گھوڑے کو خرید لوں اور میں نے گمان کیا تھا کہ وہ اُس کو سستا بیچنے والا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم کو دینے لگے کیونکہ اپنے صدقہ کو لوٹانے والا مثل اُس کُتّے کے ہے جو اپنی قے کو چاٹنے لگتا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بیلمانی سے، کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اُن وصیتوں میں سے جو عمرؓ کو کی تھیں یہ بھی فرمایا کہ جو زکوٰۃ کو والیِ زکوٰۃ کو چھوڑ کر (جو منجانب خلیفہ مقرر ہوتا ہے) دوسرے کو دے گا اُس کا کوئی صدقہ قبول (یعنی تسلیم) نہ کیا جائے گا چاہے ساری دنیا صدقہ میں دیدے۔ ابوبکر محمد یعنی ابن سیرین سے، صدقہ دیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا جس کو آپ نے اس پر مامور کیا اور ابوبکرؓ کو دیا جاتا تھا اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا اور عمرؓ کو اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا اور عثمانؓ کو اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا۔ پھر جب عثمانؓ قتل کردیے گئے تو لوگ مختلف الرائے ہوگئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ان ہی کو (یعنی خلفاءؓ اور ان کے مامورین ہی کو) دیا جائے۔ اور بعض کی یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس کو تقسیم کردے، الحدیث۔ ابوبکر عبدالملک بن ابی بکر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے قرض کا حساب کر اور جو تیرے پاس ہے ان سب کو جمع کر (یعنی ملحوظ کرلے کہ تیرے پاس کیا بچے گا) پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ ابوبکر عمرؓ سے بابت ارشاد الٰہی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ (یعنی صدقات فقراء کے لئے ہیں الخ) آپ نے فرمایا وہ فقراء اہلِ کتاب میں کے زمنا ہیں (یعنی وہ معذورین جن کے ہاتھ پاؤں مارے گئے)

Marfat.com

ابوبکر عن عطاء ان عمر کان یاخذ العرض فی الصدقة من الورق وغیرها زاد فی روایة ویعطیها فی صنف واحد مما سمّی الله. ابوبکر عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری وکان علی بیت المال فی زمن عمر کان اذا خرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیحسب عاجلها وآجلها ثم یاخذ الزکوٰة من الشاهد والغائب. ابوبکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیهم العطاء ولا یزکیه. قلت اما قوله لا یزکیه فمعناه لا یاخذ من العطاء زکوٰته لانه لم یحل علیه الحول من حین قبضه واما قوله ثم یاخذ الزکوٰة فمعناه یاخذ زکوٰة اموال التجارة التی حال علیها الحول فی ایدیهم من مال العطاء. قوله فیحسب عاجلها وآجلها یعنی ما کان له دینا مؤجلا او معجلا علی احد او موجودا فی یده. ابوبکر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقة الی غیر الذی تصدق علیه فلا بأس ان یشتریها. ابوبکر عن زیاد بن حدیر بعثنی عمر علی العشور وامرنی ان لا افتش احدا. ابوبکر عن زیاد ابن حدیر بعثنی عمر علی السواد ونهانی ان اعشر

ابوبکر عطاء سے، کہ عمرؓ زکوٰۃ میں سامان اور پونجی ورق نقرہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور اس کو اُن ہی کو دیا کرتے تھے جو اس ایک صنف میں داخل ہیں جن کو اللہ نے متعین کر دیا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے اور یہ عمرؓ کے زمانہ میں بیت المال پر متعین تھے۔ معمول یہ تھا کہ جب عطاء کا حساب ہوتا تو عمرؓ تجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے اُن کے جلد حاصل ہونے والے (قرض) کا اور دیر میں حاصل ہونے والے کا، پھر زکوٰۃ لیتے حاضر اور غائب (مال) سے۔ ابوبکر طارق سے، کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور اس سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عطاء (یعنی وظیفہ) میں سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے کیونکہ اس پر سال نہیں گزرا ہوا ہوتا تھا جب سے وہ اُس پر قابض ہوتے۔ اور (پچھلی حدیث عبدالرحمٰن بن عبدالقاری میں) اس قول کا کہ ثم یاخذ الزکوٰۃ (یعنی پھر زکوٰۃ لیتے) یہ مطلب ہے کہ ان اموال تجارت کی زکوٰۃ لیتے جو مالِ عطاء میں سے ان کے قبضہ میں ہوتا اور اس پر سال گزر چکا ہوتا اور قول فیحسب عاجلها و آجلها کا یہ مطلب ہے کہ جو اُن کا قرض کسی پر ہوتا دیر میں وصول ہونے والا یا جلد وصول ہونے والا اس کا اور جو اُن کے قبضہ میں ہوتا ان سب کا حساب کرتے۔ ابوبکر حسن سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جب صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس سے نکل کر دوسرے شخص کی ملک میں چلا جاتے تو اُس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابوبکر زیاد بن حُدیر سے، مجھے لوگوں سے عُشر کے وصول کرنے پر عمرؓ نے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں۔ ابوبکر زیاد بن حُدیر سے، مجھے عمرؓ نے سواد عراق (زرعی علاقہ) پر بھیجا اور مجھے اس سے منع کیا کہ میں کسی مسلمان

Marfat.com

خمسا۔ قلت العشور علی اہل الحرب و نصف العشر علی اہل الذمۃ و ربع العشر زکوٰۃ المسلمین۔ ابوبکر عن جماعۃ ان عمر بن الخطاب صالح نصارٰی بنی تغلب علی ان یضعف علیہم الزکوٰۃ مرتین۔ ابوبکر عن الحسن صاع عمر ثمانیۃ ارطال۔ البیہقی وغیرہ ان صاع النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و خلفائہ خمسۃ ارطال و ثلث رطل قلت اہل البلد اعرف بصاعہم۔ ابوبکر عن الشعبی ان غلاما من العرب وجد ستوقۃ فیہا عشرۃ آلاف فاتی بہا عمر فاخذ منہا خمسہا الفین و اعطاہ ثمانیۃ آلاف

کتاب الصیام۔ البیہقی عن ابن ابی لیلٰی کان الرجل اذا افطر فنامت امرأتہ لم یاتہا و اذا نام لم یطعم لم یطعم الی مثلہا من القابلۃ حتی جاء عمر بن الخطاب یرید امرأتہ قالت انی قد نمت قال انما تعتلین فوقع بہا و جاء رجل من الانصار فاراد ان یطعم فقالوا حتی نسخن لک شیئا فنام فنزلت احل لکم

عشر وصول کروں۔ میں کہتا ہوں کہ عشر ہوتے ہیں (یعنی دسواں حصہ) اہلِ حرب پر اور نصف عشر (بیسواں حصہ) اہلِ ذمہ پر اور ربع العشر (چالیسواں حصہ) مسلمانوں کی زکوٰۃ ہے۔ ابوبکر ایک جماعت سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نصارٰی بنی تغلب سے اس امر پر مصالحت کی کہ ان پر زکوٰۃ لگائی جائے دو مرتبہ کی تضعیف سے (یعنی زکوٰۃ کا دوگنا لگایا جائے جو بیسواں حصہ ہوگا) ابوبکر حسن سے، عمرؓ کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔ بیہقی وغیرہ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفاءؓ کا صاع پانچ اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ شہر اپنے صاع کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ ابوبکر شعبی سے کہ عرب میں کے ایک غلام نے ایک تھیلا پایا جس میں دس ہزار تھے وہ اس کو عمرؓ کے پاس لایا تو اس میں سے اُنھوں نے اس کا پانچواں حصہ دو ہزار لئے اور آٹھ ہزار اُس کو دیدیئے۔

کتاب الصیام بیہقی ابو لیلے سے۔ (ابتدا میں معمول یہ تھا کہ) جب کوئی شخص افطار کرلیتا پھر اس کی بیوی سوجاتی تو پھر وہ اُس کے پاس نہیں جاتا تھا (یعنی جماع نہیں کرتا تھا۔) اور جب کوئی سوگیا اور اس نے کھانا نہ کھایا تو وہ آئندہ رات کے اسی کے مثل (یعنی سونے کے وقت) تک کھانا نہ کھاتے گا یہاں تک کہ (یہ واقعہ پیش آیا کہ) عمرؓ بن الخطاب نے اپنی بی بی کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے کہا کہ میں تو سوگئی تھی تو عمرؓ نے کہا کہ تو محض بہانہ کررہی ہے اور اس سے ہم بستر ہوگئے۔ اور ایک شخص انصار میں کا آیا اور اس نے کھانے کا ارادہ کیا۔ گھر والوں نے کہا کہ (ذرا ٹھہر جاؤ) ہم کچھ گرم کردیں۔ وہ شخص سوگیا تو یہ آیت نازل ہوئی اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ تا اِلَی اللَّیْلِ (٢: ١٨٧) تم لوگوں کے واسطے

Marfat.com

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ إِلَىٰ قوله أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ قال ابوبكر هشيم عن مجالد عن الشعبي عن عليؓ انه كان يخطب اذا حضر رمضانُ فيقول اَلَا لا تقدّموا الشهرَ اذا رأيتم الهلالَ فصوموا واذا رأيتم الهلالَ فأفطروا فإن أُغمي عليكم فأتموا العدة قال ابوبكر هشيم عن مجالد عن الشعبي عن مسروق عن عمر مثل ذلك اَلَا لا تقدّموا الشهرَ البيهقي روى مجالد عن الشعبي انّ عمرَ وعليًّا كانا ينهيان عن صوم الذي يُشك فيه من رمضان ابوبكر عن سويد بن غفلة سمعتُ عمر يقول شهرٌ ثلثون وشهرٌ تسع وعشرون ابوبكر والبيهقي عن ابى وائل اتانا كتابُ عمر ان الاهلّة بعضها اكبرُ من بعضٍ فاذا رأيتم الهلالَ نهارًا فلا تفطروا حتى يشهد رجلان مسلمان انهما اهلّاه امسِ ابوبكر عن ابي ليلى ان عمر بن الخطاب اجاز شهادة رجلٍ

لعله فی ہلال - ذات علۃ ۱۲

روزے کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجاتے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم ان کے (بجاتے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو۔ خدا تعالےٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالےٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز کردیا ہے (بلا تکلف) اُس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ عبارت ہے نور سے) صبح (صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے۔ پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔ ابوبکر نے کہا ہشیم از مجالد از شعبی از علیؓ کہ وہ خطبہ دیا کرتے تھے جب رمضان آتا تھا اور فرماتے کہ خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو جب تم ہلال کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم ہلال کو دیکھو تو افطار کرو۔ پھر اگر چاند تم سے چھپ جائے (گرد و غبار یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آئے) تو شمار پوری کرو۔ ابوبکر ہشیم از مجالد از شعبی از مسروق از عمرؓ مثل حدیث مذکور یعنی خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو۔ بیہقی۔ مجالد نے روایت کیا شعبی سے کہ عمرؓ اور علیؓ دونوں منع کیا کرتے تھے اُس دن کے روزے سے جس میں شک کیا جائے کہ یہ رمضان کا ہے۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہ کہتے تھے کہ کوئی مہینہ تیس (دن) کا اور کوئی مہینہ اُنتیس دن کا ہوتا ہے۔ ابوبکر اور بیہقی ابو وائل سے کہ ہمارے پاس عمرؓ کا مکتوب آیا کہ بعض ہلال بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم ہلال کو دن میں دیکھ لو تو (رمضان کو ختم سمجھ کر) افطار نہ کرو جب تک دو مسلمان مرد یہ شہادت نہ دیں کہ اُن دونوں نے کل شام چاند دیکھا تھا۔ ابوبکر ابو لیلےٰ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جائز رکھا

Marfat.com

فی الہلال الشافعی عن عاصم بن عمر عن عمر بن الخطاب قال رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اذا ادبر النہارُ واقبلَ اللیلُ وغربت الشمسُ فقد أفطرَ الصائمُ ابو بکر والبخاری ومسلم نحوًا من ذٰلک مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن اخیہ خالد بن اسلم انّ عمر بن الخطاب افطرَ من رمضان فی یوم ذی غیم ورأی ان قد أمسٰی وغابت الشمسُ فجاءَہ رجلٌ فقالَ یا امیرَ المؤمنین قد طلعتِ الشمسُ فقال عمر بن الخطاب الخطبُ یسیرٌ وقد اجتہدنا قالَ مالک والشافعی قضاءُ یوم مکانہٗ ابو بکر عن حنظلۃ شہدتُ عمر ابن الخطاب فی رمضان وقُرّب الیہ شرابٌ فشرب بعض القوم وہم یرونَ انّ الشمسَ قد غربت ثم ارتقی المؤذنُ فقالَ یا امیرالمؤمنین واللّٰہِ لَلشمسُ طالعۃٌ لم تغرب فقالَ عمر منعنا اللّٰہ من شرّک مرتین او ثلثا یا ہؤلاء من کان افطرَ فلیصُم یومًا مکانَ یوم ومن لم یکن افطرَ فلیتمّ حتّٰی تغرب الشمسُ واخرج البیہقی ذٰلک من طرقٍ ثم قالَ من قالَ فی ہذا الحدیث لا یقضی لا یصحّ قولہٗ لانّ العددَ اولٰی بالحفظِ من الواحد ابو بکر عن الحسن قالَ عمر اذا شکّ الرجلانِ فلیأکلا

یعنی الخطب یسیر وقد اجتہدنا ۱۲ فی بیان الیسیر ۱۲

لہ کرۃ الرواۃ

ایک مرد کی شہادت کو ہلال کے بارے میں۔ شافعیؒ عاصم بن عمر سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دن جانے لگے اور رات آنے لگے اور آفتاب غروب ہوجاتے تو روزے دار افطار کرے۔ ابو بکر اور بخاری اور مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے بھائی خالد بن اسلم سے کہ ایک ابرآلود دن میں عمرؓ بن الخطاب نے روزہ افطار کیا اور سمجھے کہ شام ہوگئی اور سورج غروب ہوگیا۔ پھر اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین سورج ظاہر ہوگیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ (اس کا تدارک) آسان ہے اور ہم تو کوشش کر چکے ہیں۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے کہا کہ (آسان کے معنے ہیں) اُس کے بجاتے ایک دن کی قضاء۔ ابو بکر نے حنظلہ سے کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا رمضان میں اور ان کے پاس پینے کے لئے پانی رکھدیا گیا تھا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر مؤذن اوپر چڑھا اور اُس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ واللہ سورج تو نکل رہا ہے غروب نہیں ہوا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے دو یا تین مرتبہ تو ہمیں تیرے شر سے بچایا ہے۔ اے لوگو جس نے افطار کر لیا تھا اُس کو چاہیئے کہ اس دن کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں افطار کیا تھا وہ پورا کرے آفتاب کے غروب ہونے تک۔ اور بیہقی نے اس کو چند طریقوں سے روایت کیا پھر کہا کہ جس نے اس حدیث میں یہ کہا کہ قضا نہیں کیا جاتے گا اُس کا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ متعدد لوگوں کے حفظ کا زیادہ اعتبار ہے بہ نسبت ایک کے۔ ابو بکر حسنؒ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جب دو آدمی شک کریں تو کھالیں

حتے یتیقنا قلت و ذلک لقولہ تعالے
حتے یتبین لکم الخیط الابیض من
الخیط الاسود من الفجر ابوبکر عن جابر
ابن عبداللہ عن عمر بن الخطاب قال
ہششت یوما الی المرأۃ فقبلتہا و انا
صائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارأیت لو تمضمضت بماء و انت
صائم قلت لا باس قال ففیم الشافعی
عن جابر بن عبداللہ نحوا من ذلک ابوبکر
عن سعید بن المسیب ان عمر نہی عن
القبلۃ للصائم قلت فالاول یدل علی
جواز الصوم مع القبلۃ والثانی علی
الکراہیۃ التنزیہیۃ ابوبکر عن عطاء
قال عمر لا تزال ہذہ الامۃ بخیر ما عجلوا
الفطر الشافعی عن حمید بن عبدالرحمن
ان عمر و عثمان کانا یصلیان المغرب
حین ینظران الی اللیل البہیم ثم یفطران
بعد الصلوۃ و ذلک فی رمضان
ابوبکر عن حمید نحوا من ذلک الا
انہ قال و یفطران قبل ان یصلیا
ابوبکر عن سعید بن المسیب کان عمر
یکتب الی امرائہ لا تکونوا من المسوفین
لفطرکم و لا تنتظروا بصلوتکم

یہاں تک کہ دونوں کو یقین ہوجاتے۔ میں کہتا ہوں اور یہ متعلق ہے حق تعالے کے اس ارشاد سے حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض الخ۔ ابوبکر جابر بن عبداللہ سے کہ عمر رض بن الخطاب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک دن بیوی کی طرف سرخوشی کے ساتھ متوجہ ہوا اور اس کا بوسہ لے لیا حالانکہ میں روزے سے تھا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تشویش کا اظہار کیا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ اگر تم نے پانی سے کلی کی حالانکہ تم روزہ دار ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی اندیشہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر اس بات میں تردد کیوں ہے۔ شافعی رح نے جابر بن عبداللہ رض سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمر رض نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے روکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلی روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بوسہ کے باوجود روزہ جائز ہوگا اور دوسری کراہت تنزیہی پر دلالت کرتی ہے۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمر رض نے فرمایا کہ اس امت کے ساتھ خیر ہمیشہ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ شافعی رح حمید بن عبدالرحمن سے عمر رض اور عثمان رض دونوں مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریک رات کی طرف۔ پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ابوبکر حمید سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں مگر اس میں یہ کہا کہ دونوں افطار کرتے تھے نماز پڑھنے سے پہلے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمر رض اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی

۵ وجہ توفیق یہ ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی پانی یا کھجور وغیرہ سے افطار کر کے نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے بعد فراغت کھانا کھاتے ۱۲ مترجم

Marfat.com

اشتباک النجوم۔ ابو بکر عن الشعبی قال عمر لیس الصیام من الطعام والشراب وحدہ ولکن من الکذب والباطل واللغو والحلف۔ ابو بکر عن عبدالرحمٰن بن القاسم کان عمر لا یصومہ یعنی یوم عاشوراء۔ ابو بکر عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ان عمر ارسل الی عبدالرحمٰن بن الحارث لیلۃ عاشوراء ان تسحّروا اصبح صائما۔ ابو بکر عن ابن عباس عن عمر لقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوہا فی العشر الاواخر۔ ابو بکر عن زر کان عمر وحذیفۃ و ابی لا یشکون فیہا لیلۃ سبع وعشرین۔ ابو بکر عن قیس عن ابیہ عن عمر لا بأس بقضاء رمضان فی العشر یعنی عشر ذی الحجۃ۔ ابو بکر عن ابی عمرو الشیبانی بلغ عمر ان رجلا یصوم الدہر فعلاہ بالدرۃ۔ ابو بکر عن ابن عمر ان عمر سرد الصوم قبل موتہ بسنتین۔ ابو بکر عن نافع قال عمر لو ادرکنی الندآء و انا بین رجلیہا لصمت او قال ما افطرت

جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ ابو بکر شعبی سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ روزہ تنہا کھانے پینے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ ... اور بیکار باتوں اور یاوہ گوئی اور (بات بات پر) قسمیں کھانے کا بھی ہوتا ہے۔ ابو بکر عبدالرحمٰن بن القاسم سے کہ عمر رضؓ اس کا روزہ نہیں رکھتے تھے یعنی یوم عاشوراء کا۔ ابو بکر ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے کہ عمر رضؓ نے عبدالرحمن بن الحارث کے پاس عاشوراء (یعنی دسّں محرم) کی رات میں یہ پیغام بھیجا کہ سحری کھاؤ اور صبح کو روزہ رکھو۔ ابو بکر ابن عباس رضؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ ابو بکر زرّ (بن حبیش) سے کہ عمر رضؓ اور حذیفہ رضؓ اور اُبی رضؓ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ ابو بکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر رضؓ سے، کہ کوئی حرج نہیں عشر میں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں اگر قضاء رمضان کی جائے۔ ابو بکر ابو عمرو الشیبانی سے کہ عمر رضؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص ہمیشہ (مسلسل) روزے رکھتا ہے تو انھوں نے (بلا کر) اس کے دُرّہ مارا۔ ابو بکر ابن عمر رضؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے دو سال پہلے لگاتار روزے رکھے۔ ابو بکر نافع رضؓ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر ندا[ع] اپنے پاؤں چلتی ہوئی میرے پاس پہنچ جائے تو میں روزہ رکھ لوں گا یا یہ کہا کہ پھر میں کھانا نہ کھاؤں گا۔

ع قہ۔ مارنے کا ظاہر تو تنبیہ ہے ترک سنت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس میں صائم الدہر ہونے کا عجب موجود ہو جس کا آپ نے اس طرح علاج کیا ہو۔ اہل نظر ہی اس راز کو سمجھتے ہیں کہ یہ اس کے باطن پر ایک تصرف تھا جس سے اس کو وہ فوائد پہنچے ہوں گے جو مدۃ العمر کے روزوں سے نصیب نہیں ہو سکتے اشتیاق احمد عفی عنہ ع یعنی مؤذن کی آواز سنتے ہی کھانا بند کر دیتا اور روزہ رکھ لیتا ہوں جب کوئی خبر براہ راست اطلاع کرنے والے کی آواز سنکر معلوم ہو تو کہا جاتا ہے کہ اپنے پاؤں چل کر ہم تک آ پہنچی۔ اگر دوسرے کے توسط سے پہنچی تو گویا وہ دوسرے کے پاؤں سے چلتی ہوئی آئی۔ وانا بین رجلیہا یعنی میں بلند آواز کی راہ میں چوں جوں

و مجھ سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی ۱۲ مترجم

Marfat.com

ابوبکر عن قطبۃ بن مالک ان عمر رأى قوماً
اعتکفوا فی المسجد وقد ستّروا فانکرہ و
قال ماھذا قالوا انما نستر علی طعامنا
قال فاستروا فاذا طعمتم فاکشفوہ ابوبکر
عن زید بن وھب کتب الینا عمر ان
المرأۃ لا تصوم تطوعاً الا باذن زوجھا
ابوبکر عن عوف بن مالک الاشجعی قال
عمر صیام یوم من غیر رمضان واطعام
مساکین یعدل صیام یوم من رمضان
قلت ھذا فی الذی افطر رمضان
بعذر و اخر قضاءہ بغیر عذر حتی
مضی رمضان آخر وعلیہ الشافعی ابوبکر
عن خرشۃ بن الحر رأیت عمر یضرب
اکف الناس فی رجب حتی یضعوھا فی
الجفان ویقول کلوا فانما ھو شھر کان
یعظمہ اھل الجاھلیۃ ابوبکر عن ابی
عبید مولی بن ازھر شھدت العید
مع عمر بن الخطاب فبدأ بالصلوٰۃ
قبل الخطبۃ وقال ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم نھی عن صوم ھذین الیومین
اما یوم الفطر فیوم فطرکم من
صیامکم و اما یوم الاضحی فکلوا
فیہ من نسککم ابوبکر عن
زیاد بن حدیر ما رأیت ادوم
سواکاً وھو صائم

ابوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمرؓ نے چند لوگوں کو دیکھا جنھوں نے مسجد میں اعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا تو اس کو برا سمجھا اور فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو اس کو ہٹا دو۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھ کر بھیجا کہ عورت روزۂ نفل نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ ابوبکر عوف بن مالک الاشجعی سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا اور (اس کے ساتھ) مسکین کو کھانا کھلانا رمضان کے کسی دن کے روزے کے برابر ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جس نے رمضان کا روزہ نہ رکھا کسی عذر کی وجہ سے اور اس کی قضاء کو مؤخر کر دیا بغیر کسی عذر کے یہاں تک کہ دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ اور یہی مطلب امام شافعیؒ نے لیا۔ ابوبکر خرشہ بن الحر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو رجب کے مہینہ میں لوگوں کے ہاتھوں پر (ہاتھ) مارتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو (کھانے کے) کونڈوں میں رکھ دیا اور فرما رہے تھے کہ کھاؤ یہ وہی مہینہ ہے جس کی تعظیم زمانۂ جاہلیت والے کیا کرتے تھے۔ ابوبکر ابو عبید مولیٰ بن ازہر سے، کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ انھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا ہے۔ رہا یوم الفطر تو وہ تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کے بعد کھانے کا دن ہے۔ رہا یوم الاضحیٰ تو اس دن میں اپنی قربانیوں میں سے کھاؤ۔ ابوبکر زیاد بن حدیر سے، میں نے روزہ دار ہونے کی حالت میں پیہم مسواک کرنے والا عمرؓ سے

عن عمر بن الخطاب **کتاب الحج** ابوبکر عن شیخ قال عمر بن الخطاب من حج ہذا البیت لا یرید غیرہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہ۔ ابوبکر عن مجاہد بینما عمر جالس عند البیت اذ قدم رجالٌ من العراق حجّاجًا فطافوا بالبیت وسعوا بین الصفا والمروۃ فدعاہم عمر فقال أنہزکم الیہ غیرہ فقالوا لا فقال أنقبتم قالوا نعم فقال أدبر تم قالوا نعم قال انّا لا فاستانفوا العمل۔ ابوبکر عن موسے بن سعید قال عمر تلقّوا الحجّاج والعمّار والغزاۃ فلیدعوا لکم قبل ان یتدنّسوا (بالذنوب)۔ ابوبکر عن مجاہد قال عمر یغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج بقیۃ ذی الحجۃ والمحرّم وصفر وعشر من شہر ربیع الاوّل۔ مالک عن سعید بن المسیّب ان عمر ابن ابی سلمۃ استاذن عمر بن الخطاب ان یعتمر فی شوّال فاذن لہ فاعتمر ثم قفل الیٰ اہلہ ولم یحج۔ البیہقی ان عمر بن الخطاب قال انّ السبیل الزاد والراحلۃ۔ ابوبکر عن منیۃ بنت عمر سمعت عمر بن الخطاب یقول احجّوا ہذہ الذرّیۃ ولا تاکلوا ارزاقہا و

زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ **کتاب الحج** ابوبکر ایک شیخ سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جس نے اس بیت کا حج کیا وہ اپنے گناہوں سے نکل کر ایسا ہوگیا جیسا اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔ ابوبکر مجاہد سے، اس دوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ لوگ عراق سے حج کرنے کے لئے آپہنچے تو اُنھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو ان کو عمرؓ نے بُلایا اور فرمایا کہ کیا تم کو حج کی طرف اس کے علاوہ اور کسی کام نے آمادہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تمہارے اونٹوں کے پاؤں گھس گئے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ اُن کی پشت بھی ماؤف ہوگئی؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر (آنے کی) اور کوئی وجہ نہیں تو اب نئے سرے سے عمل شروع کرو[عـــہ]۔ ابوبکر موسیٰ بن سعید سے، کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم حاجیوں، عمرہ کرنے والوں اور غازیوں سے ان کے گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے جا ملو تاکہ وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ ابوبکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اُس کی بھی جس کے لئے حاجی نے دُعاء مغفرت کی بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم اور صفر اور دس تاریخ ماہ ربیع الاوّل تک۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے کہ عمر ابن ابی سلمہ نے عمرؓ بن الخطاب سے شوّال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اُن کو اجازت دیدی تو اُنھوں نے عمرہ کیا۔ پھر اپنے اہل کے پاس واپس ہوتے اور حج نہیں کیا۔ بیہقیؒ، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (آیۃ من استطاع الیہ سبیلاہ میں) سبیلاً سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ ابوبکر منیۃ بنتِ عمر سے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس ذرّیۃ کو حج کراؤ اور اُن کے اموال نہ کھا جاؤ اس حال میں

عـــہ یعنے تمہارے پچھلے بُرے اعمال سب بخش دیئے گئے، اب نئے سرے سے عمل شروع کرو۔

تدعوا آزْبَاتِها فی اَعناقها۔ قیل الذریۃ
ہہنا النساء (البغوی) روی ان عمر
اذن ازواج النبی صلی اللہ علیہ و
سلم فی آخر حجۃ حجہا فبعث معہن
عثمان بن عفان و عبدالرحمن قلت
اختلفوا فی المرأۃ اتخرج من غیر
محرم فاحتج الشافعی بہذا علی انہ یجوز
خروجہا من غیر محرم اذا کان معہا
نسوۃ ثقات وللنفاۃ ان یقولوا
فی الاثر انہ جعل معہن عثمان و
عبدالرحمن بمعنی محافظتہن و توقیرہن
وان کان معہن محارمہن واللہ اعلم
(البخاری) عن ابن عمر لما فتح
ہذان المصران اتوا عمر فقالوا یا امیر
المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حد لاہل نجد قرنا وہو
جور عن طریقنا وانا ان اردنا قرنا شق
علینا قال فانظروا حذوہا من طریقکم
فحد لہم ذات عرق (ابوبکر عن
الحسن ان عمران بن حصین
احرم من البصرۃ فقدم علی
عمر فاغلظ لہ فقال یتحدث
الناس ان رجلا من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احرم من الامصار

(لبس) ان کے اموال کی رسیاں ہی ان کی گردنوں میں ڈالنے کے لئے باقی چھوڑو۔ کہا گیا کہ یہاں ذریۃ سے مراد عورتیں ہیں۔
بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آخری حج میں جو انھوں نے کیا تھا حج کی اجازت دی اور ان کے ساتھ عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمنؓ بن عوف کو بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ کیا وہ بغیر محرم کے سفر کرلے تو اس اثر سے امام شافعیؒ نے اس امر پر حجت پکڑی ہے کہ عورت کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز ہے جب کہ اس کے ہمراہ بہت سی ثقہ عورتیں ہوں۔ اور اس امر کی نفی کرنے والوں کے لئے اس اثر کے بارے میں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ عمرؓ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ کو ان کی حفاظت اور ان کی توقیر کے لئے بھیجا تھا اگرچہ ان کے ساتھ ان کے محارم بھی موجود تھے۔ واللہ اعلم
بخاری ابن عمرؓ سے، جب یہ دونوں شہر فتح کرلئے گئے تو لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کے لئے "قرن" کو حد قرار دیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے دور ہٹا ہوا ہے اور اگر ہم لوگ قرن پہنچنے کا ارادہ کریں (اپنے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر) تو ہم پر مشقت آپڑتی ہے (کہ سفر طویل کرنا پڑے گا) فرمایا کہ اپنے راستہ میں قرن کا محاذی مقام دیکھ لو۔ تو آپ نے ان کے لئے "ذات عرق" کو حد قرار دیدیا۔ ابوبکر حسن سے کہ عمرانؓ بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا۔ جب عمرؓ سے ملے تو انھوں نے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوتے کہا کہ لوگ باہم یہ گفتگو کریں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے شہروں سے احرام باندھا ہے (اور سمجھیں گے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ

ع۔ یعنی بصرہ اور کوفہ۔

Marfat.com

ابوبکر عن مسلم بن سلمان انّ رجلاً احرمَ من الکوفۃ فرآہ عمر سیّئ الہیئۃ فاَخذ بہ وجعلَ یدُوربہ فی الحِلَق و یقول انظروا الٰی ماصَنَعَ ہٰذا بنفسہ وقد وسّعَ اللّٰہ علیہ قلتُ معناہ الکراہیۃُ للمقتدٰی ولمن خِیفَ علیہ ان یفوتَ حقوق الاحرام

ابوبکر عن زید بن اسلم عن ابیہ انّ عُمر وجدَ ریحَ طِیبٍ وھو بذِی الحُلیفۃ فقال ممّن ہٰذا فقالَ معاویۃُ منّی فقالَ مِنکَ لعَمری قال یا امیرَ المؤمنین لاتعجلْ علیّ فانّ اُمّ حبیبۃَ طیّبتنی و اقسمتْ علیّ قالَ و انا اُقسمُ علیکَ لَترجِعنَّ الیہا و لتغسِلنّہ عنکَ کما طیّبتک قالَ فرجعَ الیہا حتّٰی لحقہم ببعضِ الطریقِ

ابوبکر عن ابن عُمر وجدَ عمرُ بن الخطاب ریحًا عند الإحرام فتوعّدَ صاحبہا فرجع معاویۃُ فالقی ملحفۃً کانت علیہ مطیّبۃً

افضل ہے) ابوبکر مسلم بن سلمان سے کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھ لیا تھا۔ تو عمرؓ نے اس کو بُری ہیئت میں دیکھ لیا تو اُس کو پکڑا اور بہت سے حلقوں میں اس کو گھماتے پھرے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنے نفس کے ساتھ کیا سلوک کیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر توسّع فرمایا تھا (کہ میقات سے احرام باندھتا تو اس کی ایسی بُری ہیئت نہ بنتی)۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مُقتدٰی کے لئے کراہیت ہے (اس وجہ سے عمرانؓ بن حصین کو تنبیہ کی) اور ایسے شخص کے لئے (کراہیت ہے) جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ احرام کے حقوق کو پورا نہ کرے گا۔ ابوبکر زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ اسلم سے کہ عمرؓ نے جب کہ وہ ذوالحلیفہ میں تھے عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا کہ کس شخص سے یہ خوشبو آرہی ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھ سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں واللہ تجھ سے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ مجھ پر رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُمّ حبیبہؓ نے (جو ازواجِ مطہراتؓ میں سے تھیں اور معاویہؓ کی بہن تھیں) میرے عطر مَل دیا اور مجھے قسم دی (کہ ملواؤں تو میں مجبور ہو گیا) تو آپ نے فرمایا کہ اب میں تجھے قسم دیدیتا ہوں کہ اب تو اُمّ حبیبہؓ کے پاس واپس جانا کہ وہی خود اس عطر کو تجھ پر سے دھوئے جس طرح اُس نے تجھ پر مَلا تھا۔ (اسلمؓ نے) کہا کہ پھر معاویہؓ اُمّ حبیبہؓ کے پاس واپس ہوئے پھر لوگوں سے راستہ کے ایک حصّہ پر آکر ملے۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب نے احرام کے وقت خوشبو محسوس کی تو خوشبو والے کو دھمکایا۔ تو معاویہؓ واپس ہوئے اور جس کپڑے میں وہ لپٹے ہوئے تھے اُس کو اتار ڈالا یعنی وہ خوشبو لگا ہوا تھا

Marfat.com

قلتُ لم یأخذ بہذا اہل الفقہ لِمَا صحّ
عندہم من حدیث عائشۃ کأنی
انظر الی وبیص الطیب فی مَفرِقِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعدَ
ثلٰثٍ من احرامہ اخرجہ الشیخانِ قلتُ
والاَوجہ اَن یقال استدامۃُ الطیب
علی البدن یجوزُ لاَنّ الدَّرَن یُکدِّرہٗ
وعلی الثوب لایجوزُ لانّ الطیبَ یبقٰی
فی الثوب کما کان اوّلَ حالہٖ ابوبکر
عن المسور بن مخرمۃ کانت تَلبِیَۃُ عمر
لبّیکَ اللّٰہمّ لبیک لاشریکَ لکَ
لبیکَ انّ الحمدَ والنِّعمۃَ لکَ و
الملکَ لاشریکَ لکَ لبیکَ مرغوبًا و
مرہوبًا الیکَ لبیکَ ذا النعماءِ والفضل
الحسن ابوبکر عن القاسم قال عمر یا
اہلَ مکۃ مالی اراکم مدّہنین والحاجّ
شَعِثًا غُبرًا اذا رأیتم ہلالَ ذی
الحجۃ فأَہِلّوا ابوبکر عن عطاءٍ قدم
عمر بمکۃ فطاف سبعًا ثم سعٰی
ثم حلّ فمکث اربعًا او خمسًا ثم
اہلّ بالحج فی العشر ثم
جاءَ مرّۃً اُخرٰی فاقام
حلالاً حتیٰ اذا کان یوم
الترویۃ اہلّ بالحج حین
انبعثت بہ بعیرہٗ

میں کہتا ہوں کہ اس کو اہلِ فقہ نے نہیں لیا۔ کیونکہ عائشہؓ کی یہ حدیث ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ "گویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں آپؐ کے احرام سے تین دن گزرنے کے بعد خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں" اس کو شیخینؒ نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ مناسب توجیہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بدن پر خوشبو کا لگا ہوا چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ میل کچیل اس کو خراب کر دیتا ہے اور کپڑے پر جائز نہیں کیونکہ خوشبو کپڑے پر اپنی حالتِ اوّل پر جیسی ہوتی ہے باقی رہتی ہے۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے، کہ عمرؓ کا تلبیہ یہ تھا لبّیک اللہمّ لبّیک الخ (ترجمہ) میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یا اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، بیشک تمام نعمتیں آپ کے پاس ہیں اور مالکِ حقیقی آپ ہی ہیں۔ کوئی آپ کا شریک نہیں، میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کی (رحمت کی) طرف مرغوب اور (آپ کے غضب سے) خوفزدہ ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اے وسیع کرم اور عمدہ فضل والے۔ ابوبکر قاسم سے، عمرؓ نے فرمایا کہ اے اہلِ مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو چکنے چپڑے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجیوں کو بکھرے بال غبار آلود ہونا چاہیئے۔ جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو تمہیں احرام باندھ لینا چاہیئے۔ ابوبکر عطاء سے، عمرؓ مکہ میں آئے تو انھوں نے سات مرتبہ طواف کیا پھر سعی کی پھر حلال ہوگئے۔ پھر ٹھہرے چار یا پانچ دن۔ پھر دسویں کو حج کا احرام باندھا۔ پھر ایک اور دفعہ مکہ میں آئے تو حلال رہ کر مقیم رہے یہاں تک کہ جب یوم الترویۃ آگیا (یعنی آٹھویں ذی الحجہ) تو حج کا احرام باندھا جب کہ ان کا اونٹ ان کو لے کر اٹھ رہا

Marfat.com

منطلقاً الیٰ منیٰ قلتُ وجہ الجمع ان الاوّل استحبابٌ لحاضری مکّۃ خاصۃً ابوبکر عن محمد بن سیرین افرد اصحابُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحج بعدہٗ وہم کانوا للسنّۃ اشدّ اتباعًا ابوبکر وعمر وعثمان ابوبکر عن الاسود انّ ابابکر وعمرؓ جرّدا ابوبکر عن ابی وائل خرجنا حجّاجًا ومعنا الصبی بن معبد فاحرم للحج فقدمنا الیٰ عمر فذکر ذلک لہ فقال ہُدیتَ لسنّۃ نبیّک صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابوبکر عن طاؤس عن ابن عبّاسٍ تمتّع رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابوبکر وعُمر وعثمانُ واوّلُ مَن نہیٰ عنہا معاویۃُ ابوبکر عن ابن عباس سمعتُ عمر یقولُ لو اعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثم حججتَ لتمتّعتَ ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب انّہٗ انّما نہیٰ عن الافراد فامّا القرانُ فلا قال محمد یعنی بقولہٖ نہیٰ عن الافراد افراد العمرۃ احمد بن حنبل عن ابی سعید خطب عمر الناس فقالَ ان اللّٰہ عزّ وجلّ رخّص لنبیّہٖ ماشآءَ وان نبیّ اللّٰہ قد مضیٰ لسبیلہٖ فاتمّوا الحجّ والعمرۃ للّٰہ کما امرکم اللّٰہ عزّ وجلّ

اور منےٰ کی طرف چل رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلا حکم (کہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو) استحباب ہے جو حاضرین مکّہ کے ساتھ خاص ہے۔ ابوبکر ابن سیرین سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے حج کا اِفراد کیا ہے اور یہ سب سُنّت کا سختی کے ساتھ اتباع کرنے والے تھے۔ ابوبکر اسود سے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نے حج کو عمرے سے الگ ادا کیا۔ ابوبکر ابی وائل سے، ہم حج کرنے کے لئے نکلے اور صبی بن معبد ہمارے ساتھ تھے تو انھوں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر ہم عمرؓ کی طرف آئے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے (ابن معبد سے) کہا کہ تم کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی طرف ہدایت کی گئی ہے۔ ابوبکر طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ تمتّع[ع] کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس سے روکا وہ معاویہؓ ہیں۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے، میں نے عمرؓ سے سُنا کہ یہ فرماتے تھے کہ اگر تو نے عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر حج کیا تو تو نے یقیناً تمتّع کیا۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے اِفراد سے روکا ہے۔ رہا قران تو اس سے منع نہیں کیا۔ محمدؒ نے کہا کہ عمرؓ کے اِفراد سے منع کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اِفرادِ عُمرہ سے منع کیا۔ احمد بن حنبلؒ ابو سعیدؓ سے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی اس نے چاہا رخصت دی اور اللہ تعالےٰ کے نبیؐ اپنی راہ سے گزر گئے۔ اب تم حج اور عُمرہ کو اللہ کے لئے اسی طرح پورا کرو جس طرح اللہ عزّ وجلّ نے تم کو حکم دیا ہے۔

ع اس روایت میں تمتّع سے یہ مراد ہے کہ اوّل آپ نے حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عُمرے کو بھی اس میں شامل کر لیا ۱۲ مترجم

Marfat.com

احمد بن حنبلؒ عن جابر بن عبد اللہ تمتعنا
مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و مع
ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب
الناس فقال ان القرآن ہو القرآن و
ان رسول اللہ ہو الرسول کانا متعتان علی
عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احدہما
متعۃ الحج والاخریٰ متعۃ النساء
معناہ لیستا بعدہ مالک و ابو بکر عن ابن
عمر قال عمر افصلوا بین حجکم و عمرتکم
فان ذلک اتم لحج احدکم و اتم لعمرتہ
ان یعتمر فی غیر اشہر الحج قلت و
ہذا اشد المواضع التی اختلف فیہا علی
عمر والاوجہ عندی ان کل کلام لہ
محمل وکان عمر یختار الافراد ویرخص
فی التمتع والقران اما قول ابن عباس
تمتع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وابو بکر و عمر فمعناہ تقدیم طواف القدوم
قبل طواف الافاضۃ وجعل
السعی عقیب طواف القدوم واما
قولہ رخص لنبیہ ما شاء فہو فسخ
الحج بالعمرۃ فذلک خاص بزمان
النبوۃ اراد بذلک النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ہدم مذہب الجاہلیۃ
من قولہم العمرۃ فی اشہر الحج

احمد بن حنبلؒ جابر بن عبد اللہ رضؓ سے کہا کہ ہم نے تمتع کیا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ کے ساتھ پھر
جب خلیفہ ہوئے عمرؓ بن الخطاب تو انھوں نے لوگوں کو
خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن
ہے اور اللہ کے رسولؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں دو متعے تھے ایک متعہ حج اور دوسرا
عورتوں سے متعہ کرنا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ دونوں آپ کے
بعد باقی نہیں رہے۔ مالکؒ اور ابو بکر ابن عمرؓ سے، کہا عمرؓ نے
کہ فصل کرو اپنے حج اور عمرے کے درمیان کیونکہ یہ بات (یعنی
فصل کرنا) تم میں کے ہر شخص کے حج کو پورا کرنے والی ہے اور
اس کے عمرے کو پورا کرنے والی یہ بات ہے کہ حج کے مہینوں کے
علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُن
سخت موقعوں میں سے ہے جن میں عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف
کیا گیا ہے اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر کلام کا
ایک محمل ہوتا ہے اور (اس کلام کا محمل یہ ہے کہ) عمرؓ افراد
(صرف حج کرنا) کو پسند کرتے تھے اور تمتع اور قران میں
رخصت دیتے تھے۔ رہا قول ابن عباسؓ کا کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے تمتع کیا ہے تو اس کے
معنے ہیں طوافِ[ع] افاضہ سے پہلے طوافِ قدوم کرنا اور طوافِ
قدوم کے بعد سعی کرنا۔ رہا اُن کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ
کو جس امر کی چاہا رخصت دی تو اس سے مراد ہے عمرہ سے
حج کو فسخ کردینا، تو یہ خاص ہے زمانہ نبوت سے۔ ایسا کرنے
سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مذہب جاہلیت کی بیخ کنی کا
ارادہ فرمایا تھا یعنی اُن کے اس قول کا کہ حج کے مہینوں میں

ع۵ طوافِ افاضہ وہ طواف ہے جو منیٰ سے آکر کیا جاتا ہے اور بعد طواف پھر منیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ طوافِ قدوم وہ طواف ہے جو حاضری بیت اللہ کے متصل کیا جاتا ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

من أفجر الفجور وأما الإفراد الذي نهى
عنه فهو ترك طواف القدوم أبو بكر
عن ابراهيم امر عمر بن الخطاب صبي بن
معبد حيث قرن أن يذبح كبشاً. ابو بكر عن
ابن عمر قال عمر اذا اعتمر في اشهر الحج
ثم اقام فهو متمتع فان رجع فليس بمتمتع
ابو بكر عن يحيى بن الجزار سئل عمر عن
العمرة وهو بمكة من اي موضع اعتمر فقال
ايت علي بن أبي طالب فسله فقال
علي حيث ابدأت يعني من ميقات ارضه
قال فاتى عمر فأخبره فقال ما اجد
لك إلا ما قال علي بن ابي طالب
ابو بكر سئل عمر عن العمرة بعد
الحج فقال هي خير من لاشي
قلت معناه ان العمرة من
الميقات افضل بكثير من العمرة من
التنعيم ونحوه والعمرة في غير اشهر الحج
افضل بكثير من العمرة في اشهر الحج
ابو بكر عن وهب بن الاجدع سمع
عمر يقول اذا قدم الرجل حاجاً فليطف
بالبيت سبعاً ثم ليصل عند المقام ركعتين
الشافعي عن حنظلة بن طاوس سمعت
عمر يقول أقلوا الكلام في
الطواف فانما انتم في صلوٰة الشافعي
عن عبد الله ابي يزيد

عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور رہا وہ افراد جس سے
منع کیا ہے تو وہ طوافِ قدوم کا چھوڑنا ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے،
عمرؓ بن الخطاب نے صبی بن معبد کو جب انھوں نے قران کیا
تو یہ حکم دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کریں۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے، عمرؓ نے
کہا کہ جب کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مقیم رہا تو وہ متمتع
ہے اور اگر لوٹ گیا تو وہ متمتع نہیں۔ ابو بکر یحییٰ بن الجزار
سے، کہ عمرؓ سے جب کہ وہ مکہ میں تھے عمرے کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ کس موقع سے عمرہ کروں؟ تو انھوں نے کہا
کہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس جا کر ان سے پوچھو تو علیؓ نے
کہا کہ جہاں سے تو نے اس کو شروع کیا ہے۔ آپ یہ مراد لے
رہے تھے کہ اپنی سرزمین کے میقات سے۔ کہا کہ پھر وہ شخص عمرؓ
کے پاس آیا اور آپ کو اس جواب کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ
بجز اس جواب کے جو علی بن ابی طالبؓ نے دیا میرے نزدیک
بھی اور کوئی جواب نہیں ہے۔ ابو بکر، عمرؓ سے اس عمرے کے
بارے میں پوچھا گیا جو بعد حج کے کیا جاتے تو انھوں نے کہا کہ
نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ... میں کہتا ہوں کہ اس کے
معنے یہ ہیں کہ عمرہ کرنا میقات سے ان بہت سے عمروں سے افضل
ہے جو تنعیم وغیرہ سے کئے جائیں اور عمرہ حج کے مہینوں کے سوا
دیگر ایام میں ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو ایامِ حج میں
کئے جائیں۔ ابو بکر وہب بن الاجدع سے کہ انھوں نے عمرؓ
سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی حج کے ارادہ سے آتے تو
اس کو چاہیئے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے پھر مقام
(ابراہیم) کے قریب دو رکعت نماز پڑھے۔ شافعیؒ حنظلہ بن
طاؤس سے، میں نے عمرؓ سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ طواف میں
کلام کم کرو کہ درحقیقت تم نماز میں ہو۔ شافعیؒ عبد اللہ ابی یزید سے

Marfat.com

عن ابیہ سال عمر شیخاً من بنی زہرۃ فقال اخبرنی عن بناء البیت فقال ان قریشاً کانت تقول بناء البیت فعجزوا فترکوا بعضہا فی الحجر فقال لہ عمر صدق۔ ابوبکر عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ ان عمر بن الخطاب رمل ما بین الحجر الی الحجر۔ احمد بن حنبل عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر فیما الرملان والکشف عن المناکب وقد اطأ اللہ الاسلام ونفی الکفر واہلہ ومع ذلک لا ندع شیئاً کنا نفعل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر عن سوید بن غفلۃ ان عمر التزم الحجر وقبلہ۔ ابوبکر عن عابس بن ربیعۃ استلم عمر الحجر وقبلہ وقال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک ما قبلتک۔ ابوبکر عن یعلی بن امیۃ قال لی عمر اما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستلم منہا الا الحجر قلت بلی قال فما لک بہ اسوۃ حسنۃ قلت بلی۔ ابوبکر عن وہب بن الاجدع انہ سمع عمر یقول

ان کے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے سے سوال کیا اُس سے کہا کہ مجھے بیت اللہ کی (موجودہ) عمارت کا حال بتاؤ تو اُس نے کہا کہ قریش بیت کی تعمیر کر رہے تھے۔ پھر عاجز ہو گئے اور اس کے ایک حصہ کو جو حجر (یعنی حطیم) میں ہے چھوڑ دیا تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ سچ کہا۔ ابوبکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے رمل کیا حجر سے حجر تک (یعنی صفا اور مروہ کے درمیان)۔ احمد بن حنبلؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دونوں رمل اور مونڈھوں کا کھولنا کس لئے ہے جب کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا اور کفر اور اہل کفر کو دھکیل دیا (تو اب سینہ تان کر قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع باقی نہیں رہا) اس کے باوجود ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ ابوبکر سُوَید بن غفلہ سے کہ عمرؓ حجر کو لپٹے اور اس کو بوسہ دیا۔ ابوبکر عابس بن ربیعہ سے کہ عمرؓ نے استلام[ع] حجر کیا اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر میں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ ابوبکر یعلے بن اُمیہ سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے بجز حجر کے اس میں سے کسی کا استلام نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ بیشک! کہا کہ کیا پھر تیرے لئے یہ اچھی پیروی کرنے کے قابل بات نہیں؟ میں نے کہا کہ بیشک۔ ابوبکر وہب بن الاجدع سے کہ انھوں نے سنا عمرؓ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ

ع یعنی اس کو سلام کیا چوم کر یا ہاتھ لگا کر۔ یمن والے حجر کو مُحَیّا کہا کرتے کیونکہ لوگ اس کو تحیۃ یعنی سلام کرتے بعضوں نے استلام کو کہا کہ وہ سلام بکسر سین سے نکلا ہے جو جمع ہے سَلِمَۃ کی یعنی پتھر۔ عرب کہتے ہیں استلم الحجر پتھر کو چھوا اور اس کو ہاتھ لگایا کان ابن الزبیر یستلم کلہن عبد اللہ بن زبیرؓ کعبے کے چاروں کونوں کو ہاتھ لگاتے (چومتے)، کیونکہ انھوں نے کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں پر اٹھا دیا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا۔ لغات الحدیث

Marfat.com

يبدأ بالصفا ويستقبل البيت ثم يكبر سبع تكبيرات بين كل تكبيرتين حمد الله وصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم ومسئلة لنفسه وعلى المروة مثل ذلك ابوبكر عن بكر سعيت مع عمر في بطن المسيل ابوبكر عن ابن سابط ان عمر كان يجعل الذي كانه مبرك البعير على فخذه الايمن يعني في المروة ابوبكر عن هشام بن عروة عن ابيه ان عمر كان يلبي على الصفا والمروة يشتد صوته ويعرف صوته بالليل ولا يرى وجهه ابوبكر عن عروة ان ابابكر وعمر كانا يقدمان وهما يهلان بالحج فلا يحل منهما حرام الى يوم النحر ابوبكر عن علقمة والاسود عن عمر انه جمع بين الظهر والعصر بعرفات ثم وقف ابوبكر عن الاسود عن عمر انه صلاهما بجمع ابوبكر عن ابي عثمان النهدي انه صلى مع عمر المغرب دون جمع قلت فالاول هو الافضل المختار والثاني بيان ان لو ترك رجل الجمع وصلى كل صلاة في وقتها المعهود جاز ابوبكر عن ابن ابي نجيح عن ابيه قال سئل ابن عمر عن صوم يوم عرفة فقال حججت مع

شرط کی جاتے (سعی) صفا سے اور بیت اللہ کی طرف منہ کیا جاتے پھر سات مرتبہ تکبیرات کہی جائیں۔ ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ کی حمد اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتے اور اپنی ذات کے لئے دُعار کی جاتے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کیا جاتے۔ ابوبکر بکر سے، مَیں نے عمرؓ کے ساتھ بطن مسیل میں سعی کی۔ ابوبکر ابن سابط سے کہ عمرؓ اس جگہ کو جو اُونٹ کے سینہ کی مانند ہے اپنی داتیں ران پر رکھتے تھے یعنی مروہ میں۔ ابوبکر ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ تلبیہ کیا کرتے (یعنی لبیک کہا کرتے) تھے صفا اور مروہ پر اور اُن کی آواز سخت ہوتی تھی اور رات میں اُن کی آواز پہچانی جاتی تھی اور صورت نظر نہیں آتی تھی۔ ابوبکر عروہ سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں قدوم کیا کرتے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوتے ہوتے تھے۔ تو ان دونوں سے کوئی حرام (یعنی وہ کام جو مُحرِم کے لئے ممنوع ہے) حلال نہیں ہوتا تھا یوم نحر تک۔ ابوبکر علقمہ اور اسود سے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کو جمع کیا عرفات میں پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے)۔ ابوبکر اسود سے کہ عمرؓ نے دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں پڑھا جمع کے ساتھ۔ ابوبکر عثمان نہدی سے کہ اُنھوں نے عمرؓ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی بغیر جمع کے (یعنی عشار کے ساتھ جمع نہیں کیا) مَیں کہتا ہوں کہ پہلی صورت (یعنی جمع) وہ افضل اور پسندیدہ ہے اور دوسری (یعنی جمع نہ کرنا) اس بات کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص نے جمع کو ترک کر دیا اور ہر نماز کو اپنے وقت معہود میں پڑھ لیا تو جائز ہے۔ ابوبکر ابن ابی نجیح سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ وحججت
مع ابی بکر فلم یصمہ وحججت مع عمر فلم
یصمہ وحججت مع عثمان فلم یصمہ و
انا لا اصومہ ولا آمر بہ ولا انہی عنہ
احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلی
بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم
وقف وقال ان المشرکین کانوا لا
یفیضون حتی تطلع الشمس و ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفہم
ثم افاض قبل ان تطلع الشمس
مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن
عمر ان عمر خطب الناس بعرفۃ و
علمہم امر الحج فقال لہم فیما قال اذا
جئتم منی فمن رمی الجمرۃ فقد حل
لہ ما حرم علی الحاج الا النساء و
الطیب لا یمس احد نساء ولا طیبا حتی
یطوف بالبیت مالک فی روایۃ اخری
مثلہ الا انہ قال من رمی
الجمرۃ و حلق او قصر و نحر ہدیا
ان کان معہ فقد حل الحدیث
قلت ترک الفقہاء قولہ والطیب
لما صح عندہم من حدیث عائشۃ
وغیرہا ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم تطیب قبل طواف الافاضۃ
ابو بکر عن ابن اسحق سئل عکرمۃ

حج کیا تو آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابوبکرؓ کے ساتھ
حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عمرؓ
کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں
نے عثمانؓ کے ساتھ حج کیا اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا
اور میں خود روزہ نہیں رکھتا اور نہ اُس کا حکم دیتا ہوں اور
نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؒ عمرو بن میمون سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی
پھر وقفہ کیا اور فرمایا کہ مشرکین نہیں روانہ ہوا کرتے تھے جب
تک آفتاب طلوع نہ ہو جاتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ان کے خلاف کیا ہے۔ پھر (عمرؓ) آفتاب کے طلوع ہونے
سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ مالک عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ
سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور
ان کو حج کے امور کی تعلیم دی تو منجملہ اور ارشادات کے اُنھوں
نے یہ بھی کہا کہ جب تم منیٰ میں آجاؤ تو جس نے رمی جمرہ کر لی تو
اُس کے لئے وہ کام حلال ہو گئے جو حُجّاج پر حرام ہوتے ہیں بجز
عورتوں کے اور خوشبو کے۔ کوئی شخص نہ عورتوں کو چھوئے
اور نہ خوشبو کو یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔ مالکؒ
ایک دوسری روایت میں اسی کے مثل روایت کرتے ہیں بجز اس
کے کہ اُنھوں نے کہا کہ جو رمی جمرہ کر لے اور حلق یا قصر کر لے (یعنی
سر مُنڈوا لے یا بال کٹوا لے) اور ہدی کی قربانی کر لے اگر اس
کے ساتھ ہو تو وہ حلال ہو گیا، آخر حدیث تک۔ میں کہتا ہوں
کہ فقہاء نے قول والطیب (یعنی خوشبو کو نہ چھوئے) پر عمل
ترک کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک حدیث عائشہؓ وغیرہا سے یہ بات
صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف
افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی ہے۔ ابوبکر ابن اسحق سے کہ عکرمہ سے

Marfat.com

عن الاہلال متٰی ینقطع فقال اہلّ رسول الله صلے الله علیه وسلم حتے رمی الجمرۃ وابوبکر وعمر آبوبکر عن ابراہیم کان عمر یحج فلا یذبح شیئًا حتے یرجع آبوبکر عن عمرو بن میمون حججتُ مع عمر سنتین احدٰہما فے السنۃ التی اُصیبَ فیہا کل ذٰلک یرمی جمرۃ العقبۃ من بطنِ الوادے آبوبکر عن الاسود رأیتُ عمر بن الخطاب یرمی جمرۃ العقبۃ من فوقہا قیلَ معناہ یرمی اعلے شیٍ فیہا۔ والاوجہُ عندی انّ الاوّل للاستحباب والثانے للجواز۔ مالک عن نافع عن ابن عمر انّ عمر قالَ من ضفر فلیحلق ولا تشبّہوا بالتلبید مالک عن سعید بن المسیب قال عمر من عقص رأسہ او ضفر او لبّد فقد وجب علیه الحلاق مالک عن نافع عن ابن عمر انّ عمر بن الخطاب قال لایبیتنّ احدٌ من الحاجّ لیالی منٰی من وراء العقبۃ مالک عن نافع زعموا انّ عمر بن الخطاب کانَ یبعث رجالاً یدخلون الناس وراء العقبۃ آبوبکر عن جعفر عن ابیه انّ النبی صلے الله علیه وسلم وابابکر وعمر کانوا یمشون الے الجمار آبوبکر عن السائب رأیتُ

سوال کیا گیا اِہلال (یعنی تلبیہ) کے بارے میں کہ کب منقطع کیا جاتے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ تلبیہ کہتے رہے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک اور ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ۔ آبوبکر ابراہیم سے کہ عمر رضؓ حج کیا کرتے تھے اور واپس آنے تک کچھ ذبح نہیں کیا کرتے تھے۔ آبوبکر عمرو بن میمون سے کہ مَیں نے عمر رضؓ کے ساتھ دو سال حج کیا ان میں سے ایک سال وہ تھا جس میں اُن پر زخم لگایا گیا تھا۔ ہر سال میں اُنھوں نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی بطنِ وادی سے۔ آبوبکر اسود سے کہ میں نے عمر رضؓ بن الخطاب کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے ہوتے دیکھا اُس کے اُوپر سے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ رمی کر رہے تھے اُسکی بلند جگہ پر (سے)۔ اور میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلا عمل اِستحباب کے لئے ہے اور دوسرا جواز کے لئے۔ مالکؒ نافع سے وہ ابنِ عمر رضؓ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ جو شخص بالوں کو گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ مُنڈ والے اور تم اہلِ تلبید کی مشابہت نہ کرو۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ جس نے سر کا جوڑا باندھا یا گوندھا یا گوندے بالوں کو جمایا ہو تو اُس کو منڈوانا واجب ہے۔ مالکؒ نافع رحؒ سے ابنِ عمر رضؓ سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ حاجیوں میں سے کوئی شخص مِنیٰ کی راتوں میں سے رات نہ گزارے عقبہ سے پرے۔ مالکؒ نافع سے کہ اُنھوں نے گمان کیا کہ عمر رضؓ بن الخطاب کچھ مَردوں کو بھیجا کرتے تھے جو لوگوں کو عقبہ کے پیچھے داخل کیا کرتے تھے۔ آبوبکر جعفر سے وہ اپنے باپ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ جمار کی طرف پیدل جایا کرتے تھے۔ آبوبکر سائب سے، میں نے دیکھا

ع ضفر کے معنے ہیں بالوں کو گوندھنا اور ان کو لپیٹ کر جوڑا بنانا یعنی جو شخص بال گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ منڈوانے کے وقت مُنڈوائے اور قصر نہ کرے اور ولا تشبّہوا بالتلبید کا مطلب ہے کہ مشابہت نہ کرو بالوں کے باقی رکھنے میں اہلِ تلبید کی اور تلبید یہ ہے کہ اپنے سر پر گوند وغیرہ کوئی شَی مَل لیتا تاکہ بال مجتمع ہو جائیں بکھرے

۱۲ پیدل چلتے ہیں

عمر بن الخطاب رآی رجلاً یقود بامرأتہ علے بعیر فے الجمرۃ فعلاہا بالدرۃ انکاراً لرکوبہا مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب کان یقف عند الجمرتین وقوفاً طویلاً حتے یمل القائم ابوبکر عن سلیمان بن ربیعۃ نظرنا عمر فاتے الجمرۃ الثالثۃ فرماہا ولم یقف عندہا مالک عن یحیی بن سعید بلغہ ان عمر ابن الخطاب خرج الغد من یوم النحر حین ارتفع النہار شیئاً فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج الثانیۃ من یومہ ذلک حین ارتفع النہار فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج حین زالت الشمس فکبر فکبر الناس بتکبیرہ حتے یتصل التکبیر ویبلغ البیت فعرف الناس ان قد یرمی ابوبکر عن عطاء ان عمر رخص للرعاء ان یبیتوا اعلے منے ابوبکر عن عبد اللہ ابن مسعود صلیت مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم رکعتین یعنے بمنے ومع ابی بکر ومع عمر رکعتین ابوبکر عن عمران بن حصین وعن ابن عمر وعن انس نحواً من ذلک ابوبکر عن عمرو بن شعیب ان عمر جمع بمنے ابوبکر عن الزہری ان عمر صلے بالحصبۃ للجمعۃ ولم یجمع یعنے صلاہا ظہراً ابوبکر عن عمرو بن دینار ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا

عمرؓ بن الخطاب کو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی کو اونٹ پر جمرہ کی طرف لئے جا رہا تھا تو اس عورت کو درہ سے مارا کیونکہ آپ نے اس عورت کے سوار ہونے کو ناپسند کیا۔ مالکؒ ان کو یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب جمرتین کے نزدیک اتنا طویل وقوف کرتے تھے کہ ایک کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے کہ ہم نے دیکھا عمرؓ کو وہ جمرہ ثالثہ کے پاس آئے اور اس پر رمی کی اور اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔ مالکؒ یحیٰی بن سعید نے ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب یوم نحر سے اگلے دن (رمی کے لئے) نکلے جب سورج کچھ اونچا ہو گیا تھا تو آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسری مرتبہ اسی دن نکلے جب سورج بلند ہو گیا تھا پھر انھوں نے تکبیر کہی اور سب لوگوں نے ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر نکلے جب سورج ڈھل گیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیر کا سلسلہ متصل ہو کر بیت اللہ تک پہنچ جاتا پھر لوگ پہچان لیتے کہ عمرؓ رمی کے لئے نکلے ہیں۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ نے رخصت دی چرواہوں کو کہ وہ رات گزاریں منیٰ کے بالائی حصہ میں۔ ابوبکر عبد اللہ ابن مسعودؓ سے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی یعنی منیٰ میں اور ابوبکرؓ کے ساتھ اور عمرؓ کے ساتھ دو رکعتیں۔ ابوبکر عمران بن حصین سے اور ابن عمرؓ سے اور انسؓ سے اسی روایت کے مطابق۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ نے نماز جمعہ پڑھی منےٰ میں۔ ابوبکر زہری سے کہ عمرؓ نے حصبہ میں جمعہ کے لئے نماز پڑھی اور جمعہ نہیں پڑھا یعنی اس کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی۔ ابوبکر عمرو بن دینار سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ محصب میں ایک

Marfat.com

یحتسبون مالک عن ابن عمر ان عمر بن
الخطاب قال لا یصدرن احدٌ من
الحاج حتیٰ یطوف بالبیت فان آخرَ
النسک الطوافُ بالبیت مالک عن
یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب
ردّ رجلاً من مرّ الظہران لم یکن ودّع
البیت حتیٰ ودّع ابوبکر عن عطاءٍ
طافَ عمر بن الخطاب بعد الفجر ثمّ
رکب حتیٰ اذا اتیٰ ذاتَ طُوی نزلَ
فلما طلعتِ الشمسُ وارتفعتْ صلّی
رکعتینِ ثمّ قال رکعتانِ مکانَ رکعتین
ابوبکر و ابوداؤد عن الحارث بن عبداللہ
ابن اوس الثقفی سألتُ عمر بن الخطاب
عن المرأۃِ تطوف بالبیت ثم تحیضُ فقالَ
لیکن آخر عہدِہا بالبیتِ فقالَ الحارث
کذلک افتانِی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم فقال عمر اربتَ یدیکَ سألتنی
عن شیٔ سألتَ عنہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم کیما اخالفہٗ ابوبکر عن القاسم بن
محمد فی امرأۃٍ زارت البیتَ یومَ النحر ثم حاضت
قبلَ النفر قالَ یرحم اللّٰہ عمر کانَ اصحابُ
محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولونَ
قد فرغتْ . الاّ عمر فانہ کانَ
یقولُ یکون آخرُ عہدِہا بالبیتِ
قلتُ ترکَ اہل العلم قولَ عمر ہہنا

ساعت آنکھ لگا یا کرتے تھے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ کوئی شخص حاجیوں میں سے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹے
یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ کیونکہ آخر نسک بیت اللہ
کا طواف ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
ایک شخص کو لوٹایا مرّ الظہران سے جس نے بیت کو وداع نہ کیا
تھا (یعنی طواف وداع نہ کیا تھا) یہاں تک کہ اس نے
طواف وداع کیا۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بعد نماز
فجر کے طواف کیا پھر سوار ہو گئے۔ جب ذاتِ طُویٰ پر آئے
تو اُترے۔ جب آفتاب طلوع ہوا اور اونچا ہوا تو دو رکعتیں
پڑھیں پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کی جگہ ہیں (جو
طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں)۔ ابوبکر اور ابوداؤد حارث
ابن عبداللہ بن اوس ثقفی سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے
سوال کیا ایسی عورت کے بارے میں جو بیت اللہ کا طواف کرتی
ہے پھر حائضہ ہو گئی تو فرمایا کہ اس کا آخری کام طواف بیت
ہی ہونا چاہیئے تو حارث نے کہا کہ اسی طرح مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو
نے اپنے دین میں شک کیا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکا تھا کہ دیکھے کہ
میں کیا اُس کے خلاف کہتا ہوں۔ ابوبکر قاسم بن محمد سے، ایسی
عورت کے بارے میں جس نے بیت کی زیارت کی یوم النحر میں۔
پھر کوچ کرنے سے پہلے حائضہ ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ رحم
کرے اللہ تعالےٰ عمرؓ پر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے
تھے کہ وہ (حج سے) فارغ ہو گئی سوائے عمرؓ کے کہ وہ یہ
کہتے تھے کہ اس کا آخری کام بیت کا طواف ہونا چاہیئے۔
میں کہتا ہوں کہ اہلِ علم نے یہاں عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا

Marfat.com

لما ثبت عندہم من قصۃ صفیۃ وغیرہا
والاوجہ عندی انہا تُسَنّ لہا ان تقیم
بمکۃ حتی تُوَدِّعَ البیتَ الا عند حاجۃ
لا تجد منہا بدًّا۔ ابو بکر عن ابن عمر انّ
عمر نہی ان یُحْرِمَ المحرمُ فی الثوب
المصبوغ بالورس والزعفران۔ مالک
عن ابی الغطفان المُرّی انّ اَباہُ
طریقًا تزوّج امرأۃً وہو مُحرمٌ فرَدّ
عمر نکاحہ۔ ابو بکر عن ابن عمر کنّا نکون
بالخلیج من البحر بالجحفۃ فنتماقس فیہ (غوطہ لگانا)
و عمر ینظر الینا فما یَعیبُ ذلک علینا
ونحن مُحْرِمُون۔ مالک عن عطاء
ابن ابی رباح ان عمر بن الخطاب
قال لیعلی بن اُمیّۃ وہو
یَصُبُّ علی عمر بن الخطاب ماءً
وہو یغتسل اُصْبُبْ (بہانا) علی رأسی
اُصْبُبْ فلن یزیدہ الماءُ الا شَعَثًا
ابو بکر عن الحسن انّ عمر بن الخطاب
کانَ لا یَرٰی بَاسًا بلحم الطیر
اذا صِیْدَ لغیرہ یعنی فی
الاحرام۔ ابو حنیفۃ عن ابی
سلمۃ عن رجل عن ابی ہریرۃ
مررتُ فی البحرین یسألونی
عن لحم الصید یَصیدُہ الحلالُ
ہَل یصلح للمحرم اَنْ یاکلہ

اس بنا پر جو اُن کو صفیہؓ وغیرہا کے قصہ سے ثابت ہوا۔
اور میرے نزدیک زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے لئے
مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ میں قیام کرے تاآنکہ طواف وداع
کرے۔ مگر ایسی حاجت کے وقت کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو
(رخصت ہے)۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے منع کیا اس سے
کہ احرام باندھنے والا ایسے کپڑے کا احرام باندھے جو ورس
اور زعفران سے رنگا ہوا ہو (ورس ایک گھاس ہے جس کے
پانی سے کپڑے رنگتے تھے)۔ مالکؒ ابو غطفان مُرّی سے کہ ان
کے باپ نے راہ چلتے ہوئے جب کہ وہ محرم تھے ایک عورت
سے نکاح کر لیا تو عمرؓ نے اُن کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابو بکر ابن
عمرؓ سے کہ ہم دریا کی خلیج میں ہوتے تھے جحفہ میں اور
ہم اس میں غوطے لگاتے تھے اور عمرؓ ہماری طرف دیکھتے
رہتے تھے اور اس کو ہمارے لئے معیوب نہیں قرار دیتے تھے
حالانکہ ہم محرم ہوتے تھے۔ مالکؒ عطاء بن ابی رباح سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے یعلی بن اُمیّہ سے فرمایا جب کہ وہ عمرؓ
ابن الخطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے
کہ میرے سر پر (پانی) ڈال، گرا، پانی ڈالنے سے تو بال
زیادہ پراگندہ ہوتے ہیں (یعنی احرام میں نہانا کوئی زینت
نہیں کہ منع ہو)۔ ابو بکر حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایسے
پرندے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کو
کسی دوسرے غیر محرم کیلئے شکار کیا گیا ہو یعنی حالتِ احرام میں (محرم
کھا سکتا ہے)۔ ابو حنیفہؒ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ
ابو ہریرہؓ سے کہ میرا گزر بحرین میں ہوا۔ وہاں کے لوگوں
نے مجھ سے سوال کیا اس شکار کے گوشت کے بارے میں جس کو
غیر محرم شکار کرے کیا وہ محرم کے لئے جائز ہے کہ اس کو کھائے

Marfat.com

فأفتيتهم بأكله وفي نفسي منه شيء ثم قدمت على عمر بن الخطاب فذكرت له ما قلت لهم فقال لو قلت غير ذلك لم تقل بين اثنين ما بقيت مالك عن ربيعة بن عبد الله بن الهدير انه رأى عمر بن الخطاب يقرد بعيرا له في الطين بالسقيا (نام جائے) وهو محرم مالك عن ابي الزبير المكي عن جابر بن عبد الله ان عمر بن الخطاب قضى في الضبع (كفتار) بكبش وفي الغزال بعنز وفي الارنب بعناق وفي اليربوع بجفرة مالك عن عبد الملك بن قرير عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب فقال اني اجريت انا وصاحب لي فرسين الى ثغرة ثنية فاصبنا ظبيا ونحن محرمان فماذا ترى فقال عمر لرجل الى جنبه تعال حتى احكم انا وانت قال فحكما عليه بعنز فولى الرجل وهو يقول هذا امير المؤمنين لم يستطع ان يحكم في ظبي حتى دعا رجلا يحكم معه فسمع عمر قول الرجل

تو میں نے اُن کو فتویٰ اُس کے کھا لینے کا دیا اور میرے دل میں اس سے کچھ خدشہ تھا پھر میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُن سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو اپنی مدتِ حیات تک دو آدمیوں کے مابین بھی کچھ نہ بول سکتا (یعنی میں فتوے دینے سے روک دیتا)۔ مالک ربیعہ بن عبد اللہ ابن الہدیر سے کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کی چیچڑیاں توڑ کر مٹی میں ڈال رہے تھے سقیا میں جب کہ وہ محرم تھے۔ مالک ابو زبیر مکی سے وہ جابر بن عبد اللہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا بجو (کفتار) کے مارنے کے بارے میں مینڈھے کا اور ہرن کے بارے میں بکری کا اور خرگوش کے بارے میں بکری کے بچہ کا جو ایک سال سے کم ہو اور جنگلی چوہا مارنے میں چار مہینے کا بکری کا بچہ دیا جاتے۔ مالک عبد الملک بن قریر سے وہ محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک گھاٹی کے منہ کی طرف نیزہ بازی کی تو ہم نے ایک ہرن کا شکار کر لیا اور ہم دونوں محرم تھے تو آپ اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو عمرؓ نے ایک صاحب سے کہا جو اُن کے پہلو کی طرف تھے کہ آؤ میں اور تم دونوں اس کا فیصلہ کریں تو دونوں نے فیصلہ کیا ایک بکری دینے کا تو وہ شخص پشت پھیر کر یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں جو اس پر بھی قادر نہ ہوئے کہ ہرن کے بارے میں خود فیصلہ کر دیں یہاں تک کہ دوسرے شخص کو بلایا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔ اس شخص کی بات حضرت عمرؓ نے سن لی تو آپ نے اس (کو بلا کر اُس) سے فرمایا کہ

حاشیہ: یہ قصہ بکر بن عبد اللہ المزنی کی روایت سے جلد ثانی صفحہ ۹۱ پر گذرا اس میں شاۃ مذکور ہے ۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

فسألہ ہل تقرء سورۃ المآئدۃ قال لا قال فہل تعرف ہذا الرجل الذی حکم معی فقال لا فقال عمر لو اخبرتنی انک تقرء المآئدۃ لاوجعتک ضرباً ثم قال ان اللہ تبارک و تعالٰی یقول فی کتابہ یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیاً بالغ الکعبۃ و ہذا عبد الرحمٰن بن عوف۔ مالک عن زید بن اسلم ان رجلاً جآء الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المؤمنین انی اصبت جرادات بسوطی و انا محرم فقال لہ عمر اطعم قبضۃ من طعام مالک عن یحیی بن سعید ان رجلاً جآء الی عمر بن الخطاب فسألہ عن جرادۃ قتلہا و ہو محرم فقال عمر لکعب تعال حتی نحکم فقال کعب درہم فقال عمر لکعب انک لتجد الدراہم لتمرۃ خیر من جرادۃ ابوبکر عن الحکم عن شیخ من اہل مکۃ ان حماماً کان علی البیت فوقعت علی ید عمر

کیا تو سورۃ مائدہ پڑھ سکتا ہے؟ (یعنی تجھے یاد ہے) اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا تو اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد عمرؓ نے کہا کہ اگر تو مجھے یہ خبر دیتا کہ تجھے سورۃ مائدہ یاد ہے تو میں تجھے مار مار کر تڑپا دیتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ہَدْیًا بٰلِغَ الْکَعْبَۃِ ۵:۹۵۔ (اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے) جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں بصورت قربانی جو ...... نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاتے۔" اور یہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین، میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں ماردیں حالانکہ میں محرم ہوں (اس کی پاداش کیا ہے؟) تو اس سے انہوں نے کہا کہ ایک مٹھی کھانا (کسی مسکین کو) کھلادے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے ان سے ایک ٹڈی کی پاداش کے بارے میں سوال کیا جس کو اس نے محرم ہونے کی حالت میں ماردیا تھا تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ آؤ اس کا فیصلہ کریں تو کعبؓ نے کہا کہ ایک درہم تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ (معلوم ہوتا ہے) تمہارے پاس بہت درہم ہیں یقیناً ایک کھجور جرادہ (ٹڈی) سے بہتر ہے۔ ابوبکر حکم سے وہ اہلِ مکہ میں کے ایک بوڑھے سے کہ ایک مکان کے اوپر ایک کبوتر تھا وہ عمرؓ کے ہاتھ پر آگرا تو انہوں نے

Marfat.com

فاشارَ بيده. فطارَ فوقع على بعض
بيوتِ اهل مكة فجاءت حيةٌ فاكلته
فحكم عمر على نفسه شاةً آبوبكر
عن سعيد بن المسيب انّ رجلاً
اتى عمر متمتعاً قد فاته الصوم في
العشر فقال له اذبح شاةً قال
ليس عندي قال سل قومك
قال ليس ههنا احدٌ من قومي
قال فاعطه يا مُعيقيبُ عن
شاةٍ آبوبكر عن مجاهد قال عمر من
اهدى هدياً تطوعاً فعطب ينحره
المحرم ولا ياكل منه شيئاً وان اكل
فعليه البدلُ آبوبكر عن ابي مليكة
قال عمر لا تقيموا بعد النفر الّا ثلاثاً.
مالك عن يحيى بن سعيد انه قال اخبرني
سليمان بن يسار انّ ابا ايوب الانصاري
خرج حاجاً حتى اذا كان بالنازية من
طريق مكة اضلّ رواحله وانه قدم على
عمر بن الخطاب يوم النحر فذكر له ذلك
فقال عمر بن الخطاب اصنع ما يصنع
المعتمر ثم قد حللت فاذا ادركك
الحج قابلاً فاحجج واهد ما استيسر
من الهدي مالك عن نافع عن
سليمان بن يسار انّ هبار بن الاسود
جاء يوم النحر وعمر بن الخطاب ينحر

اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اُڑ کر مکہ والوں کے ایک گھر پر
جاگرا پھر ایک سانپ نے آکر اس کبوتر کو کھا لیا تو عمرؓ نے
فیصلہ کیا اپنی ذات پر ایک بکری دینے کا۔ ابوبکر سعید بن المسیب
سے کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا جو متمتع تھا اور اس کا دسویں
کا روزہ فوت ہو گیا تھا تو انھوں نے اس سے فرمایا کہ ایک
بکری ذبح کر۔ اس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو فرمایا کہ
اپنی قوم سے مانگ لے تو اُس نے کہا کہ یہاں میری قوم کا کوئی
شخص موجود نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے معیقیب
اس کو ایک بکری دیدے۔ (مُعیقیب صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ
نے ان کو بیت المال کا افسر اعلیٰ بنایا تھا)۔ ابوبکر مجاہد سے
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی ہدی لے جا رہا ہو بطور
تطوّع کے (یعنی اللہ کے نام پر قربانی دینے کے لئے) اور وہ
چوپایہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو مُحرم اُس کو ذبح کر دے اور
اُس میں سے کچھ کھاتے نہیں۔ اگر کچھ کھا لے تو اُس پر اُسکا
بدل لازم ہوگا۔ ابوبکر ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوچ
ہو جانے کے بعد قیام نہ کرو مگر تین دن۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید
سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی سلیمان بن یسار نے کہ ابو
ایوب انصاریؓ حج کے لئے نکلے۔ جب (چشمہ) نازیہ پر
پہنچے جو مکہ کے راستہ میں ہے تو ان کی سواریاں گم ہو گئیں۔ اور
اس طرح وہ یوم النحر میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے
اور ان سے سرگزشت بیان کی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ کیجئے جو عمرہ
کرنیوالا کرتا ہے پھر آپ حلال ہو جائیں گے۔ پھر جب سالِ آئندہ
حج کا زمانہ آئے تو حج کیجئے اور جو ہدی میسّر آجائے وہ
بھیجئے۔ مالکؒ نافع سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ ہبار بن الاسود
یوم النحر میں اُس وقت آئے جب کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی ہدی کو

Marfat.com

هَدْيَه فقال یا امیرَ المؤمنین اَخْطَاْنَا العِدَّة کُنَّا
نَرَی اَنَّ هٰذا الیوم یومُ عرفة فقال عمر اذهب
الیٰ مکة نطُفْ انتَ ومَن معک واَنْحَرُوْا هَدْیًا
ان کانَ معکم ثم احْلَقوا واَقْصِروا وارجِعُوْا فاذا
کانَ عامٌ قابلٌ فحُجُّوا واَهْدُوْا فمَن لم یجد
فصیام ثلٰثة ایّامٍ فی الحج وسبعةٍ اذا رَجَعَ۔
اَبو بکر عن عطاء بن السّائب کان عمر یَاْمُرُ
رَجُلاً فیحدُو ۔ ابو بکر عن اسلم سمع عمر بن الخطّاب
رجلاً بفلاةٍ من الارض وهو یحدُو بغناءِ
الرُّکبانِ فقال عمر انّ هٰذا من زادِ الراکب
اَبو بکر عن عبد اللّٰه بن عامر خرجتُ مع
عمر بن الخطّاب فما رآیتُه مضطرباً فسطاطاً
حتیٰ رجع قیلَ له بایِّ شئٍ کان یستظلُّ
قالَ کانَ یطرحُ النطعَ علی الشجرة
فیَسْتَظِلُّ به۔ **کتاب البیوع** مالک
ان عمر بن الخطاب قال لا یَبیعُ فی
سوقِنا الّا مَن تفقه فی الدّین قلتُ
معناه وجوبُ علمِ احکام البیوع علی
مَن یُباشر التجارة الشافعی عن ابنِ
عباس بلغ عمر بن الخطاب انّ رجلاً
باعَ خمرًا فقال قاتَل اللّٰهُ
فُلانًا باعَ الخمر اما عَلِمَ انّ
رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم
قال قاتَلَ اللّٰهُ الیهودَ حُرِّمَتْ
علیهم الشحومُ

ذبح کر رہے تھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم سے تاریخ کے حساب میں چوک ہوگئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ آج کا دن یوم عرفہ ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم مکہ کی طرف جاؤ اور طواف کرو تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں اور کوئی ہدی اگر تمہارے ساتھ ہے اُس کی قربانی کرو۔ پھر حلق کرو اور قصر کرو اور لوٹ جاؤ۔ پھر جب آئندہ سال آئے تو حج کرو اور ہدی لے کر آؤ جس کو تم میں ہدی نہ میسر ہو وہ تین دن روزے رکھے زمانہ حج میں اور سات روزے جب لوٹے۔ ابو بکر عطاء بن السائب سے کہ عمرؓ کسی شخص کو حکم دیتے اور وہ حُدی (اونٹوں کا گانا) پڑھتا۔ ابو بکر اسلم سے کہ انھوں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جو وسیع بیابان میں سفر کرتے ہوئے شتر سواروں کا گانا گایا کرتا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار کا توشہ ہے۔ ابو بکر عبد اللہ بن عامر سے کہ میں نے سفر کیا ہے عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ میں نے اُن کو خیمہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا واپسی تک۔ ان سے کہا گیا کہ پھر کس چیز سے سایہ کا انتظام کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ چمڑے کا دسترخوان درخت پر ڈال دیتے اور اُس سے سایہ لیتے تھے۔ **کتابُ البُیوع**۔ مالکؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں کوئی تجارت نہ کرے بجز ایسے شخص کے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں خرید و فروخت کے احکام کے علم کا واجب ہونا اُس شخص پر جو تجارت کرتا ہو۔ شافعیؒ ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے شراب کو فروخت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا ہلاک کرے فلاں کو اس نے شراب کو بیچا۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہلاک کرے یہود کو۔ اُن کے اُوپر چربیاں حرام کی گئیں تو انھوں نے

Marfat.com

فجملوہ ا فباعوہ الشافعی عن روایۃ
الزعفرانی عنہ ان عمرؓ قال البیّعان
بالخیار مالم یتفرقا الشافعی ان عمر
قال البیع صفقۃ او خیار ثم ضعفہ
الشافعی جدًا قال وتاویلہ ان بیع
البیع صفقۃ بعدہا تفرق او خیار
قلتُ ویحتمل ان یکون معناہ
البیع اما صفقۃ نافذۃ او خیار
قاطع للبیع البیہقی عن الشعبی اخذ
عمر بن الخطاب فرسًا من رجل علے
سوم فحمل علیہ رجلًا فعطب عندہ
فخاصمہ الرجل فقال اجعل بینی و
بینک رجلًا فقال الرجل اِنّی
ارضی بشریح العراقی فاتوا شریحًا
فقال شریح لعمر اخذتہ صحیحًا
سالمًا وانت لہ ضامن حتی تردہ
صحیحًا سالمًا فاعجب القاضی عمر بن
الخطاب فبعثہ قاضیا قلتُ احتج
الشافعی بہذہ القصۃ علے ان الماخوذ
بسوم الشراء مضمونٌ مالک
عن زید بن اسلم عن عطاء
ابن یسار ان معاویۃ بن ابی سفیان
باع سقایۃ من ذہب او ورق
باکثر من وزنہا فقال لہ
ابو الدرداء

اُس کو گھلا کر روغن بنایا اور پھر اس کو فروخت کیا۔ شافعیؒ اُن سے زعفرانی کی روایت ہے، کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیچنے اور خرید والا دونوں صاحب اختیار ہوتے ہیں (یعنی بیع کو فسخ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں) جب تک جُدا جُدا نہ ہو جائیں۔ شافعیؒ کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیع ایک معاملہ (سودا) ہے یا اختیار ہے۔ پھر شافعیؒ نے اس کو ضعیف کہا زوردار طور پر۔ اور اگر صحیح ہو تو اس کی تاویل یہ ہے کہ بیع سودا کرنے کی صورت میں، اس کے بعد تفرّق ہے یا خیار۔ میں کہتا ہوں کہ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ بیع یا ایک عقد ہے نافذ ہونے والا یا خیار ہے بیع کو ختم کر دینے والا۔ بیہقی شعبی سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک شخص سے ایک گھوڑا لیا قیمت چکانے کے لئے پھر اُس پر ایک شخص کو سوار کیا، پھر وہ اس شخص کے پاس ہلاک ہو گیا۔ اس پر اس شخص نے عمرؓ سے جھگڑا کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو (حکم) تجویز کرلے تو اُس نے کہا کہ میں شریح عراقی پر راضی ہوں تو دونوں شریح کے پاس گئے۔ شریح نے عمرؓ سے کہا کہ آپ نے اس سے صحیح سالم لیا تھا اور آپ اُس کے ضامن (ذمہ دار) ہیں کہ اس کو صحیح و سالم واپس کریں تو تعجب میں ڈال دیا قاضی نے عمرؓ بن الخطاب کو تو اُنھوں نے شریح کو قاضی بنا کر بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ سے حجت پکڑی ہے امام شافعیؒ نے اس بات پر کہ خرید کے واسطے قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے جو چیز مشتری لے گا وہ اس کی ضمانت میں ہوگی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے یا چاندی کا تھا اُس کے وزن سے زیادہ پر بیچا تو اُن سے ابو الدرداءؓ نے کہا کہ

Marfat.com

سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینہےٰ عن مثل ہذا الاّ مثلاً بمثلٍ فقال لہٗ معاویۃُ ما اَریٰ بمثلِ ہٰذا بأسًا فقال ابو الدرداء من یعذرنی (عذر من بیان کندا) من معاویۃ انا اُخبرہٗ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ویُخبرنی عن رأیہ لا اُساکنک بأرضٍ انت بہا ثمّ قدم ابو الدرداء علےٰ عمر بن الخطاب فذکر لہٗ ذٰلک فکتب عمر ابن الخطاب الیٰ معاویۃ بن ابی سفیان اَن لاتبیعَ مثل ذٰلک اِلّا مثلاً بمثلٍ وزنًا بوزنٍ مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لاتبیعوا الذہبَ بالذہب الاّ مثلاً بمثل ولاتُشِفّوا[1] بعضہا علےٰ بعضٍ ولاتبیعُوا الورقَ بالورق الاّ مثلاً بمثلٍ ولاتُشِفّوا بعضہا علےٰ بعض ولا تبیعوا الورق بالذہب احدہما غائبٌ والآخر ناجزٌ وان استنظرک اَن یلج بیتہ (الیٰ طلب المہلۃ للعذر) فلاتُنظرہ انّی اخافُ علیکم الرَّمَاء (زیادۃ) والرَّماء ہو الربٰوا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر نحوًا من ذٰلک مالک عن ابن شہاب عن مالک بن اوس انہ التمس صرفًا بمائۃ دینارٍ قال فدعانی

میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اس طرح کی بیع سے منع کرتے تھے بجز مثل بمثل کے۔ تو ان سے معاویہؓ نے کہا کہ میں اس طرح کی بیع میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ تو ابوالدرداءؓ نے کہا کہ کون میرا طرفدار ہوگا معاویہ کے مقابلہ پر میں اس کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت سے اور وہ مجھے خبر دیتا ہے اپنی رائے کی، تیرے ساتھ میں اس سرزمین میں بھی نہیں رہوں گا جہاں تو رہتا ہے۔ پھر ابوالدرداءؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور اُن سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے معاویہؓ بن ابی سفیان کو لکھا کہ وہ اس قسم کی بیع نہ کرے مگر مثل بمثل اور وزن بوزن۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ اور نہ بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ اور نہ بیچو چاندی کو سونے کے بدلے میں کہ ان میں سے ایک غائب ہو اور دوسری حاضر اور اگر کوئی اتنی بھی مہلت طلب کرے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوجائے (اور وہاں سے لے آئے) تو اس کو مہلت نہ دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم زیادتی میں نہ مبتلا ہوجاؤ اور زیادتی ہی ربٰوا (سود) ہوتی ہے۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے پچھلی روایت کی طرح۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ مالک بن اوس سے کہ انھوں نے تلاش کیا چاندی کے سکوں کو ایک سو دینار کے بدلے میں کہا کہ پھر مجھے پکارا

[1] لاتُشِفّوا اے لاتزیدوا۔ یہ شف بالکسر سے بنا ہے جس کے معنے کمی زیادتی کرنے کے ہیں ۱۲

طلحۃ بن عبید اللہ فتراوضنا حتے اصطرف منی و اخذ الذہب یقلبہا فے یدیہ ثم قال حتے یاتی خازنی من الغابۃ عہ وعمر بن الخطاب یسمع فقال واللہ لا تفارقہ حتے تاخذ منہ ثم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الذہب بالورق ربوا الا ہاء وہاء عہ والبر بالبر ربوا الا ہاء وہاء والتمر بالتمر ربوا الا ہاء وہاء والشعیر بالشعیر ربوا الا ہاء وہاء۔ ابن ماجۃ ان عمر قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم توفی ولم یبین الربوا فدعوا الربوا والریبۃ ہذا او نحوہ ابو بکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا تسلموا عہ فے فراخ حتے یبلغ قلت معناہ عند مالک وغیرہ النہی عن بیع الزرع حتے یشتد الحب ومثلہ بیع التمر حتے یبدو صلاحہ والاسلام ہنا الاشتراء قبل وجود المبیع ومعناہ عند ابی حنیفۃ

طلحہ بن عبید اللہ نے تو ہم نے آپس میں نرخ طے کر لیا یہاں تک کہ اُنھوں نے مجھ سے مال لے لیا اور اُنھوں نے اس سونے (کے دیناروں) کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ (سکوں کی ادائگی میں کچھ وقت لگے گا) یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آجائے اور عمرؓ بن الخطاب سُن رہے تھے کہنے لگے واللہ اس سے جدا نہ ہونا یہاں تک کہ تو اس سے وصول کرے۔ پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سونا چاندی کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست (یعنی بلا توقف) اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور کھجور کھجور کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور جو بعوض جو ربوا ہے مگر دست بدست۔ عہ ابن ماجہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ نے ربوا کو کھول کر بیان نہیں فرمایا تو تم سود کو چھوڑ دو اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اُس کو بھی، یہ یا اسی کی مانند۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہا عمرؓ نے کہ سَلَم کا معاملہ نہ کرو کم زراعت میں جب تک پوری بالیدگی تک نہ پہنچ جاتے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے مالکؒ وغیرہ کے نزدیک کھیتی کی بیع سے روکنا ہے یہاں تک کہ اس کا بیج سخت ہو جاتے اور اسی کی مانند ہے بیع کھجور کی یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جاتے اور اسلام کے معنے یہاں پر خریدنا ہے بیع کے وجود سے پہلے (اس کو بیع سَلَم کہتے ہیں) اور اس کے معنے امام ابو حنیفہؒ

عہ تراوض کے معنے ہیں نرمی کرنا اور ایک دوسرے کو کسی کام پر آمادہ کرنا جیسا کہ بائع اور مشتری میں اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ اصطرف منی کے معنے ہیں کہ میرے ساتھ بیع صرف کر لی۔ عہ ہا و ہاء کے قراءت قصر میں۔ پھر اسکی ترکیب میں نیز اسکے معنے میں اختلاف ہے اور مشہور مد کے ساتھ ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے اور اسکے معنے ہیں ایک دراہت لے اور دے۔ یعنی بیع جائز نہیں ہے مگر اس حال میں کہ جانبین سے تقابض ہو جائے مجلس سے متفرق ہونے سے پہلے۔ عہ سلم باعتبار لغت تسلیم سے بنا ہوا اسم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں یہ معنے ہیں کہ کسی شے کی بیع کرنا اس معاہدے کے ساتھ کہ دی ہوئی رقم قرض ہو گی یا بیع کے فقدان شرائط کے ساتھ جو شریعت میں معتبر ہیں۔ ہندی زبان میں اس کو بدھنی کہتے ہیں اور کبھی سلف بھی اسی معنی میں

Marfat.com

النہی عن السلم قبل وجود المسلم فیہ مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال من باع عبدا و لہ مال فمالہ للبائع الا ان یشترط المبتاع روی مثل ذلک عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحح البخاری کلتا الروایتین قال البیہقی مالک عن نافع ان حکیم ابن حزام ابتاع طعاما امر بہ عمر بن الخطاب للناس فباع حکیم الطعام قبل ان یستوفیہ فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فردہ علیہ قال ولا تبع طعاما ابتعتہ حتی تستوفیہ مالک عن ابن شہاب عن عبداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود ان عبداللہ بن مسعود ابتاع جاریۃ من امرأۃ الثقفیۃ واشترطت علیہ انک ان بعتہا فہی لی بالثمن الذی تبیعہا بہ فسأل عبداللہ بن مسعود عن ذلک عمر بن الخطاب فقال عمر بن الخطاب لا تقربہا و فیہا شرط لاحد البغوی عن ابن ابی اوفی کنا نسلف فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فی الحنطۃ والشعیر والتمر والزیت الی قوم ما ہو عندہم مالک عن یونس بن یوسف عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب مر بحاطب ابن ابی بلتعۃ وہو یبیع زبیبا لہ فی السوق

کے نزدیک سلم سے روکنا ہے اس شے کے وجود میں آنے سے پہلے جس کے بارے میں سلم کیا جاتے۔ مالکؒ نافعؓ سے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال ہے تو وہ بیچنے والے کا ہے بجز اس کے کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ اسی کے مثل روایت کیا گیا ہے ابن عمرؓ سے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بخاری نے دونوں روایتوں کو صحیح کہا ہے یہ بیہقی کا قول ہے۔ مالکؒ نافع سے کہ حکیم بن حزام نے غلّہ خریدا جس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کے لئے (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تھا پھر حکیم نے وہ غلّہ فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس کو وصول کریں۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچی تو ان کو اس بیع سے روکدیا اور فرمایا کہ جو غلّہ تم خریدو اُس کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو وصول کرلو (یعنی قبضہ کرلو)۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک جاریہ خریدی اپنی ایک ثقیفہ عورت سے اور اُس نے ان پر یہ شرط لگائی کہ اگر تم اس کو بیچو تو وہ میرے ہاتھ بیچو اس قیمت پر جس پر تم اس کو بیچوگے۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس سے قربت نہ کرنا اور اس میں شرط ہے کسی کے لئے (اس لئے بیع تام نہیں ہوتی)۔ بغوی ابن ابی اوفیٰ سے ہم پیشگی دیا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں گیہوں اور جو اور کھجور اور زیت کے بارے میں ایسی قوم کو کہ ان کے پاس (سردست) وہ چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ مالکؒ یونس بن یوسف سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب گذرے حاطب بن ابی بلتعہ پر اور وہ اپنی کشمش بازار میں فروخت کررہے تھے

Marfat.com

فقال له عمر بن الخطاب اما ان تزيد فی السعر واما ان ترفع من سوقنا الشافعی عن القاسم بن محمد عن عمر انه مر بحاطب بسوق المصلّٰی وبين يديه غرارتان فيهما زبيب فسأله عن سعره فسعر له مدين بكل درهم فقال له عمر قد حدثت بعير مقبلة من الطائف تحمل زبيبا وهم يعتبرون بسعرك فاما ان ترفع فی السعر واما ان تدخل زبيبك البيت فتبيعه كيف شئت فلما رجع عمر حاسب نفسه ثم اتی حاطبا فی داره فقال له ان الذی قلت ليس بعزمة منی ولا قضاء انما هو شئ اردت به الخير لاهل البلد فحيث شئت فبع وكيف شئت فبع مالک انه بلغه ان عمر بن الخطاب قال لا حكرة فی سوقنا لا يعمد رجال بايديهم فضول من اذهاب الی رزق من ارزاق الله نزل بساحتنا فيحتكرونه علينا ولكن ايما جالب جلب علی عمود كبده فی الشتاء والصيف فذلك ضيف عمر فليبع كيف شاء وليمسك كيف شاء. مالک والبغوی ان عمر بن الخطاب خطب فقال ان الاسيفع اسيفع جهينة رضی من دينه وامانته

تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یا تو تم نرخ میں اضافہ کرو اور یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔ شافعیؒ قاسم بن محمد سے وہ عمرؓ سے کہ ان کا گزر..... حاطب پر ہوا سوق المصلّٰی میں اور ان کے سامنے دو گونیں تھیں جن میں کشمش (سوکھے ہوئے انگور) بھری ہوئی تھی تو اُن سے ان کا بھاؤ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ایک درہم میں دو مُد تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے ایک قافلہ کا ذکر کیا گیا ہے جو طائف سے کشمش لے کر آرہا ہے اور وہ لوگ اعتبار کرتے ہیں تمہارے بھاؤ کا تو یا تو تم اپنے بھاؤ میں اضافہ کرو اور یا اس کشمش کو اپنے گھر میں لے جا رکھو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ پھر جب عمرؓ واپس ہوئے تو انھوں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا۔ پھر حاطب کے پاس اُن کے گھر پہنچے اور اُن سے کہا کہ جو کچھ مَیں نے کہا تھا وہ میری طرف سے پختہ بات نہیں اور نہ کوئی فیصلہ ہے۔ وہ صرف ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نے اہلِ شہر کی بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ سو تم جہاں چاہو اور جس طرح چاہو بیچو۔ مالکؒ کو یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں احتکار نہ ہوگا (احتکار یہ ہے کہ غلّہ کو بیع سے روک رکھا جائے گرانی کے انتظار میں) اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ مال و زر ہے وہ اللہ کے اُن رزقوں کو جو ہماری بستی پر نازل ہوتے خرید ڈالنے کا قصد کرکے ہم پر تنگی نہ ڈالیں ہاں مگر جو باہر سے مال لانے والا تکلیف کے ساتھ لاد کر لایا سردی اور گرمی میں وہ عمرؓ کا مہمان ہے وہ جس طرح چاہے بیچے اور جتنا چاہے روک رکھے۔ مالکؒ اور بغوی، کہ عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اُسَیْفِع (بدلے ہوئے رنگ والا) جُہَینہ (قبیلہ) کا اُسَیْفِع ہے یہ اپنے دین اور امانت سے اس پر راضی ہوگیا کہ

Marfat.com

بأن يقال سبق الحاج وانه ادّان
معرضًا فاصبح قد دِين به فمن كان
له دين فليأتنا بالغداة نقسم
ماله بين غرمائه و اياكم و الدين
فان اوّله همّ و آخره حرب مالك
انه بلغه انّ عمر بن الخطاب قال
في رجل اسلف طعامًا على ان يعطيه
اياه في بلد آخر فكره ذلك عمر
ابن الخطاب وقال اين الحمل مالك
عن زيد بن اسلم عن ابيه في قصة
خروج عبد الله وعبيد الله الى
العراق و اسلاف (قرض دادن) ابي (بیٹے فاروق) موسى اياهما
واشترائهما بذلك المال متاعًا وربحهما
في ذلك المال قال عمر أكلّ الجيش
اسلفه مثل ما اسلفكما قالا لا
فقال عمر بن الخطاب ابنا امير
المؤمنين فاسلفكما أدّيا المال
وربحه فاما عبد الله فسكت
و اما عبيد الله فقال ما ينبغي
لك يا امير المؤمنين هذا
لو نقص المال او هلك ضمناه
فقال أدّياه فقال رجل من
جلسائه يا امير المؤمنين لو جعلته
قراضًا (مضاربۃ) فقال عمر قد جعلته قراضًا
فاخذ عمر رأس المال و نصف ربحه

یوں کہا جائے کہ سب حاجیوں پر سبقت لے گیا اور اس نے لاپرواہی کے ساتھ بہت قرض لے ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ قرض نے اس کو دبا لیا کر دیا تو اس کے ذمہ جس جس کا قرض ہے وہ ہمارے پاس صبح کو آجائیں ہم اس کے مال کو اس کے قرض خواہوں پر تقسیم کرینگے۔ خبردار تم سب لوگ قرض سے بچنا اس کا پہلا سرا فکر اور تشویش ہے اور آخر کار لڑائی۔ مالکؒ نے فرمایا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کے بارے میں جس نے دوسرے کو غلہ اس شرط پر قرض دیا تھا کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے، یہ بات عمرؓ بن الخطاب کو ناگوار ہوئی تھی فرمایا کہ ڈھونے کا حق کہاں ہے؟ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے، بیان کرتے ہیں کہ (حضرت فاروقؓ کے صاحبزادوں) عبداللہ و عبیداللہ کی جہادِ عراق کے لئے روانگی اور ابوموسیٰ کا ان دونوں کو قرض دیدینا اور ان کا اس مال سے سامان خرید کر لیتے جانا اور پھر اس مال سے نفع ہونا، اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمام لشکر کو اس نے اسی طرح قرض دیا جس طرح تمہیں دیا انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (اس کے پیش نظر یہ تھا کہ یہ) امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں تو تم دونوں کو قرض دیدیا۔ تم دونوں مال کو ادا کرو اور اس کے نفع کو بھی۔ اب عبداللہ تو خاموش رہے۔ رہے عبیداللہ تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ فیصلہ تو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اگر مال گھٹ جاتا یا ہلاک ہوجاتا تو اس کے ضامن ہم ہی ہوتے آپ نے فرمایا نہیں اس کو ادا کرو۔ اس پر آپ کے جلیسوں میں سے ایک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بہتر ہوتا اگر اس کو مضاربۃ قرار دیدیا جاتا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو مضاربۃ قرار دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے رأس المال اور اس کا آدھا نفع لے لیا

Marfat.com

واخذا نصف ربح المال قال المزنی وجہ
جعل عمر نصف ربح ابنیہ للمسلمین عندی
انہما اجابا قول عمر من طیب انفسہما البخاری
والبغوی ان عمر عامل الناس علی انہ ان
جاء عمر بالبذر من عندہ فلہ الشطر وان
جاؤا بالبذر فلہم کذا البغوی ان الصعب
ابن جثامۃ قال سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا حمی الا للہ ورسولہ
قال الزہری وقد کان لعمر بن الخطاب
حمی بلغنی انہ کان یحمیہ لابل الصدقۃ
مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن
ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولی
یقال لہ ہنی مالک عن زید بن
اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب
استعمل مولی لہ یدعی ہنیا علی
الحمی فقال یا ہنی اضمم جناحک عن
الناس واتق دعوۃ المظلوم فان
دعوۃ المظلوم مجابۃ وادخل رب
الصریمۃ والغنیمۃ وایاک ونعم ابن
عفان وابن عوف فانہما ان
تہلک ماشیتہما یرجعا الی المدینۃ
الی زرع ونخل وان رب
الصریمۃ والغنیمۃ ان تہلک
ماشیتہ

اوراس مال کا آدھا نفع ان دونوں نے لیا۔ مزنی نے کہاکہ حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹوں کے نفع کا نصف حصہ مسلمانوں کے لئے قرار دیدینے کی وجہ ان دونوں کا اپنی خوشی سے حضرت عمرؓ کے ارشاد کو قبول کر لینا ہے۔ بخاری اور بغوی، عمرؓ نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا تھاکہ اگر عمرؓ نے اپنے پاس سے بیج دیا تو پیداوار کا نصف حصہ انکا ہوگا اور اگر بیج وہ خود لائے تو اُس نصف کے وہ خود حقدار ہوں گے۔ بغوی، صعبؓ بن جثامہ نے کہاکہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے۔ زہریؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب کی ایک چراگاہ تھی مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اس میں صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا (چراگاہ پر) اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَیّ کہا جاتا تھا۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے چراگاہ پر عامل بنایا اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَیّ سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے اُس سے کہاکہ اے ہُنَیّ! عام لوگوں سے اپنا ہاتھ کوتاہ رکھنا (یعنی درگزر کرنا اور ایذا نہ پہنچانا) اور مظلوم کی بددُعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دُعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اونٹوں اور بکریوں کے چھوٹے گلّوں والے کو داخل ہونے دینا اور خبردار ابنِ عفان اور ابن عوف کے چوپاؤں کو نہ آنے دینا کیونکہ وہ دونوں (اس حیثیت کے ہیں کہ) اگر ان کا چوپایہ ہلاک ہوجائے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف رجوع کریں گے اور اونٹ اور بکریوں کے چھوٹے گلے والے کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس کا چوپایہ ہلاک ہوگا

لغۃ صریمہ کسرہ کے ساتھ اونٹوں کا گلہ جن کی تعداد بیس سے تیس تک ہو۔ غنیمہ اس کی تصغیر ہے۔

Marfat.com

یاتینی ببنیہ فیقول یا امیر المؤمنین افتارکہم انا لا اباک فالماء و الکلاء ایسر علی من الذہب و الورق و ایم اللہ انہم لیرون ان قد ظلمتہم انہا لبلادہم ومیاہہم قاتلوا علیہا فی الجاہلیۃ واسلموا علیہا فی الاسلام والذی نفسی بیدہ لولا المال الذی احمل علیہ فی سبیل اللہ ما حمیت علیہم من بلادہم شبرا البغوی روی ان عمر حمی الشرف والزبدۃ قلت وجہ التطبیق عند الشافعی و الجمہور ان الحمی لمصلحۃ نفسہ حرام و لنعم بیت المال ولمصلحۃ ضعفۃ المسلمین جائز وہو معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حمی الا للہ و رسولہ البغوی روی عن عمر انہ اقطع (یعنی جاگیر دی ۱۲) و اشترط العمارۃ (الاصلاح ۱۲) ثلث سنین ابوبکر عن الحکم قال عمر من ملک ذا رحم محرم فہو حر ابوبکر عن الزہری قضی ابوبکر و عمر ان لم یحز (یقبض ۱۲) فلا شئی لہ یعنی الہبۃ ابوبکر عن عکرمۃ بن خالد المخزومی ان رجلا کاتب عبدہ علی

وہ میرے پاس اپنی اولاد کو لے کر آجاتے گا اور کہے گا کہ اے امیر المؤمنین کیا میں ان کو چھوڑنے والا ہوں (یعنی ان کی پرورش کو) میں تیری (یعنی تیرے حکم کی) پرواہ نہ کروں گا۔ تو پانی اور گھاس میرے لئے آسان ہے ان کو سونا چاندی دینے سے (جو مجھے ان کو دینا پڑے گا) اور خدا کی قسم یہ لوگ ضرور خیال کرتے ہیں کہ (چراگاہ پر قبضہ کر کے میں نے ان پر ظلم کیا) درحقیقت یہ ان کے شہر ہیں اور ان ہی کے پانی ہیں ان پر تو جاہلیت میں انھوں نے قتال کیا ہے اور اسلام میں آکر انھوں نے ان کے بارے میں اطاعت قبول کر لی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر میں لوگوں کو سوار کر کے اللہ کے راستہ میں بھیجتا ہوں تو میں ان کے شہروں میں سے ایک بالشت زمین کو بھی اپنی چراگاہ نہ بناتا۔ بغوی، روایت کیا گیا کہ عمرؓ نے چراگاہ بنایا سرف اور زبدہ کو۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ اور جمہور کے نزدیک وجہ تطبیق یہ ہے کہ (کسی قطعہ زمین کو) چراگاہ بنا لینا اپنی ذاتی مصلحت کے لئے حرام ہے اور بیت المال کے جانوروں کے لئے اور ضعفاء مسلمین کی مصلحت کے لئے جائز ہے اور یہی معنے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ کوئی چراگاہ نہیں مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے۔ بغوی سے روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے زمین جاگیر دی اور شرط کیا کہ تین سال میں اس کو سرسبز کر دیا جائے۔ ابوبکر حکم سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک ہوگا تو وہ آزاد ہے۔ ابوبکر زہری سے کہ فیصلہ کیا ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہ اگر قبضہ نہ کیا تو اُس کے (یعنی موہوب لہٗ کے) لئے کچھ نہیں۔ مراد لیتے ہیں ہبہ سے۔ ابوبکر عکرمہ بن خالد المخزومی سے کہ ایک شخص نے مکاتب کیا اپنے ایک غلام کو اس پر کہ

غلامین یصنعان مثل صناعتہ فارتفعا الی عمر بن الخطاب فقال ان لم یجئک بغلامین یصنعان مثل صناعتہ فردہ الی الرق ابوبکر عن انس اتانا کتاب عمر و نحن بارض فارس ان لا تبیعوا السیوف فیہا حلقۃ فضۃ بالدراہم ابوبکر عن حزام بن ہشام الجراحی عن ابیہ شہدت عمر بن الخطاب باع ابلا من ابل الصدقۃ فیمن یزید ابوبکر عن مجاہد بن ابی عیاض قال عمر اذا مررت ببستان فکل ولا تتخذ خبنۃ (جمع کردن در دامن ۱۲) ابوبکر عن عبیداللہ قال عمر من احتکر طعاما ثم تصدق براس مالہ و الربح لم یکفر عنہ الشافعی ان انس بن مالک کاتب غلاما لہ علی نجوم الی اجل فاراد المکاتب تعجیلہا لیعتق فامتنع انس من قبولہا و قال لا اخذہا الا عند محلہا (میعاد ۱۲) فاتی المکاتب عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہ فقال عمر ان انسا یرید المیراث فامرہ

وہ ایسے دو غلام لاتے کہ وہ دونوں بھی اسی کی مانند کام کرتے ہوں۔ (جو غلام وہ لایا وہ اس جیسا کام نہ کرتے تھے اس پر) ان دونوں نے اپنا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ اگر یہ ایسے دو غلام تیرے پاس نہیں لایا جو اس کے کام کی مثل کام کرتے ہوں تو اس کو پھر غلامی کی طرف لوٹا۔ ابوبکر انس سے، ہمارے پاس عمرؓ کا خط پہنچا اور ہم سرزمین فارس میں تھے (جس میں لکھا تھا) کہ ایسی تلواروں کو نہ فروخت کرو درہموں کے بدلے میں جن میں چاندی کا حلقہ ہو۔ ابوبکر حزام بن ہشام الجراحی سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھا جب انھوں نے اونٹ فروخت کیا صدقہ کے اونٹوں میں سے "من یزید" (کون زیادہ دیتا ہے) کے طور پر (یعنی نیلام کیا)۔ ابوبکر مجاہد بن ابی عیاض سے، کہا عمرؓ نے جب تو کسی باغ سے گزرے تو پھل کھالے اور گٹھڑی باندھ کر نہ لا۔ ابوبکر عبیداللہ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس نے مہنگا بیچنے کے لئے غلہ روکا پھر اس نے اصل مال اور نفع سب صدقہ کر دیا (اس پر بھی) اس (فعل بد) کی مکافات نہ ہوگی۔ شافعیؒ، کہ انسؓ بن مالک نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا ستاروں کے حساب سے ایک مدت معینہ کی شرط پر (کہ بالاقساط ادائگی رقم معینہ کرتا رہے) پھر ارادہ کیا مکاتب نے اس کو جلد ادا کرنے کا تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور انسؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نہیں لوں گا مگر اس موقع پر۔ تو مکاتب نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچ کر ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ انسؓ ارادہ کر رہا ہے میراث کا۔ تو اس کو حکم دیا کہ وہ مقررہ

ف یعنی اس لئے وہ پوری رقم ایک مرتبہ نہیں لیتا کہ وہ چاہتا ہے کہ طول عرصہ لگانے کہ تو مرجائے تو وہ وارث بنکر تمام از خود وصول کر سکے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فأخذها منه وأعتقه ذكره البيهقي في باب
إذا أتاه بحقه قبل محله ولا ضرر عليه في
أخذه. البيهقي عن أبي العوام البصري
كتب عمر إلى أبي موسى الأشعري والصلح
جائز بين المسلمين إلا صلحاً أحل حراماً
أو حرم حلالاً. الشافعي أن عمر بن الخطاب
أعطى مال يتيم مضاربة. البيهقي عن ابن
عمر أن عمر بن الخطاب قال أيما رجل
أكرى كراء فجاوز صاحبه ذا الحليفة
فقد وجب كراه ولا ضمان عليه قال
البيهقي يريد قبضه ما اكترى
فيكون عليه الكراء حالاً ولا ضمان
عليه فيما اكترى إذا لم يتعد. مالك
والشافعي عن ابن عمر أن عمر بن
الخطاب قال من أحيى أرضاً ميتة
فهي له. مالك والشافعي أن الضحاك
ابن خليفة ساق خليجاً له من العريض
فأراد أن يمر به في أرض محمد بن
مسلمة فأبى فكلم فيه الضحاك
عمر بن الخطاب فدعا عمر ابن مسلمة
فأمره أن يخلي سبيله فقال محمد
ابن مسلمة لا فقال لم تمنع أخاك
ما ينفعه وهو لك نافع تشرب
منه أولاً وآخراً ولا يضرك
فقال محمد

مال لے آئے) وہ مال اُس سے لے کر اُس کو آزاد کر دیا، اس کو ذکر
کیا بیہقی نے باب اذا أتاہ بحقہ الخ میں (یعنی جب مکاتب اُس کا پورا
حق ادا کر دے اُس کا مقرر کردہ موقع آنے سے پہلے اور اُس کے
لینے میں اُس کا نقصان نہ ہو")۔ بیہقی ابی العوام بصری سے کہ عمرؓ
نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اور صلح کرانا جائز ہے مسلمانوں کے
درمیان بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام
بنائے۔ شافعیؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے یتیم کا مال مضاربت پر
دیا (یعنی ساجھے کی تجارت میں)۔ بیہقی، مروی ہے ابن عمرؓ سے
کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی سواری کا جانور
کرایہ پر دیا اور اُس کا صاحب (یعنی کرایہ دار) ذوالحلیفہ سے
گزر گیا تو اُس کا کرایہ واجب ہو گیا اور اُس پر کوئی ضمان نہیں۔
بیہقی نے کہا کہ جس چیز کو کرایہ پر لیا اس پر قبضہ کرنا مراد ہے
تو اس پر کرایہ فوراً ہی واجب ہو جاتے گا اور اُس (مالک) پر
کوئی ذمہ داری نہیں ہے اُس رقم کے متعلق جو کرایہ کی مقرر
ہوئی ہے جب کہ وہ (پورا فاصلہ) طے نہ کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ
ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ جس نے زندہ کیا مردہ
زمین کو تو وہ اُسی کی ہو گئی۔ مالکؒ اور شافعیؒ، کہ ضحاک بن
خلیفہ نے عُریض سے پانی کا ایک نالا نکالا اور ارادہ کیا کہ محمد
ابن مسلمہ کی زمین سے گزار کر لے جائے محمدؓ نے انکار کر دیا تو
اس کے بارے میں ضحاک نے عمرؓ بن الخطاب سے گفتگو کی
تو عمرؓ نے ابن مسلمہ کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کا راستہ
چھوڑ دے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو
کیوں اپنے بھائی کو اُس کام سے روکتا ہے جو اس کو نفع پہنچائیگا
حالانکہ وہ تیرے لئے بھی نافع ہے تو اس سے پانی پیئے گا اوّل
بھی اور آخر بھی اور وہ تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر محمد نے

Marfat.com

لا فقال عمر واللہ لیمرن بہ ولو علی بطنک الشافعی عن ابن عمر ان عمر قال یا رسول اللہ انی اصبت من خیبر مالاً لم اصب مالاً قط اعجب الی او اعظم عندی منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شئت حبست اصلہ وسبلت ثمرہ فتصدق بہ عمر انہ لا یباع اصلہا ولا یوہب ولا یورث وتصدق بہا فی الفقراء وفی القربی فی سبیل اللہ وابن السبیل والضیف لا جناح علی من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف او یطعم صدیقہ غیر متمول فیہ وفی روایۃ غیر متاثل مالاً مالک والشافعی عن مروان بن الحکم ان عمر ابن الخطاب قال من وہب ہبۃ لصلۃ رحم او علی وجہ صدقۃ فانہ لا یرجع فیہا ومن وہب ہبۃ یری انہ انما اراد الثواب فہو علی ہبتہ یرجع عنہا ان لم یرض فیہا مالک والشافعی عن معٰویۃ بن عبد اللہ بن بدر الجہنی ان اباہ اخبرہ انہ نزل منزل قوم بطریق الشام فوجد صرۃ فیہا ثمانون دیناراً فذکر ذلک لعمر بن الخطاب فقال عرفہا علی ابواب المساجد واذکرہا لمن یقدم من الشام

کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ وہ ضرور اس کو گزارے گا چاہے تیرے پیٹ کے اوپر سے گزارے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے خیبر سے ایسا مال حاصل ہوا کہ اتنا پسندیدہ یا جو میرے نزدیک ایسا اعلیٰ ہو کبھی نہیں ملا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کی اصل کو اپنی ملک میں رکھو اور اس کے پھل کو فی سبیل اللہ کر دو تو اس کو عمرؓ نے صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ درخت نہ فروخت کئے جائیں اور نہ ہبہ کئے جائیں اور نہ وراثت میں محسوب ہوں اور فقراء میں اور قریبی رشتہ داروں میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں (اس کا پھل) تقسیم ہوتا رہے اور جو اس کا متولی بنے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اس میں سے مناسب طور پر کھائے یا اپنے دوست کو کھلائے بغیر اس کے کہ اس سے دولتمند بنے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بغیر اس کے کہ مال جمع کرنے والا بنے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مروان بن الحکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس نے کچھ ہبہ کیا صلہ رحمی (حق قرابت) کی وجہ سے یا بطور صدقہ تو اس سے رجوع کا حق نہیں رکھتا اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی یہ دیکھتے ہوتے کہ اس نے صرف ثواب کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ہبہ پر (مختار) رہے گا، اگر وہ اس سے خوش نہ ہو تو رجوع کر سکتا ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ معاویہ بن عبد اللہ بن بدر الجہنی سے کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ وہ ایسے مقام پر اترے جہاں (سفر میں) شام کے راستہ میں لوگ اترتے ہیں وہاں اس نے ایک تھیلی پائی جس میں اسّی دینار تھے تو اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر اس کی تعریف کرو (یعنی کیفیت بیان کرو) اور جو لوگ شام سے آئیں ان سے اس کا ذکر کرو

Marfat.com

سَنَۃً فاذا مضت السنۃ فشانک
بہا زاد فی روایۃ فان عرفت فذلک
والا فھی لک وان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم امرنا بذلک مالک عن
ابن شہاب کانت ضوال الابل فی
زمان عمر بن الخطاب ابلا مؤبلۃ تناتج
لا یمسہا احد حتی اذا کان زمان عثمان
ابن عفان امر بمعرفتہا وتعریفہا فاذا
جاء صاحبہا اعطی ثمنہا مالک والشافعی
عن ابن شہاب عن سنین ابی
جمیلۃ رجل من بنی سلیم انہ وجد منبوذا
فی زمان عمر بن الخطاب فجاء بہ عمر بن
الخطاب فقال ما حملک علی اخذ ہذہ النسمۃ
قال وجدتہا ضائعۃ فاخذتہا فقال لہ
عریفہ یا امیر المؤمنین انہ رجل صالح
قال کذلک قال نعم قال عمر
اذھب فہو حر ولک ولاءہ وعلینا
نفقتہ یعنی لک ولاءہ ای نصرتہ
والقیام بحفظہ کتاب النکاح
ابو بکر عن طاؤس قال قال
عمر لرجل ما یمنعک من النکاح
الا عجز او فجور ابو بکر عن
ابراہیم بن محمد بن المنتشر
قال عمر ابتغوا الغنی فی
الباءۃ الشافعی بلغنا

ایک سال تک۔ پھر جب سال گزر جائے تو اس پر تمھیں اختیار
ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ پہچان لی جائے تو
فبہا ورنہ پھر وہ تمھاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن
الخطاب کے زمانہ میں بھٹکتے ہوئے پھرنے والے اونٹ دودھ
اور نسل کے لئے رُکے رہتے تھے ان سے بچے لئے جاتے تھے اور
ان کو (کام لینے کے لئے) کوئی نہیں چھوتا تھا۔ یہاں تک کہ
جب عثمانؓ بن عفان کا زمانہ آیا انھوں نے ان کی معرفت
اور تعریف کا حکم دیا (کہ ان کے حلیہ رنگ وغیرہ کا اعلان کیا
جاتے) تو جب اُن کا مالک آجاتا تو اُس کو دیدیئے جاتے۔
مالکؒ اور شافعیؒ ابن شہاب سے وہ روایت کرتے ہیں سُنین
ابی جمیلہ سے جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا کہ اس نے ایک پڑا
ہوا بچہ پایا عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں تو وہ اس کو عمرؓ
ابن الخطاب کے پاس لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمھیں کس
بات نے آمادہ کیا اس جان کے لے لینے پر اُس نے کہا کہ میں نے
اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ ضائع ہونے والا تھا اس لئے
اس کو اٹھا لایا۔ اُس کے میر محلہ نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ
مرد صالح ہے۔ فرمایا کیا واقعی ایسا ہی ہے اس نے کہا ہاں تو
عمرؓ نے کہا جاؤ یہ آزاد ہے اور تجھ کو اس کی ولایت حاصل
رہے گی اور ہمارے ذمہ اس کا خرچ ہے۔ تیرے لئے اس کی
ولایت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدد اور اس کی حفاظت کرتے
رہنا۔ کتاب النکاح ابو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ نے ایک شخص
سے کہا کہ نکاح سے کوئی چیز تجھے نہیں روکتی بجز عجز (نامردی)
یا بدکاری کے۔ ابو بکر ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے کہ عمرؓ نے
کہا کہ دولتمندی کو تلاش کرو نکاح میں۔ شافعیؒ ہم کو یہ بات پہنچی

Marfat.com

ان عمر بن الخطاب قال ما رأيت مثل من ترك النكاح بعد هذه الآية إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ابو بكر عن هشام عن ابيه قال عمر لا تكرهوا فتياتكم على الدميم من الرجال فانهن يحببن من ذلك ما تحبون ابو بكر عن عاصم قال عمر بن الخطاب عليكم بالابكار من النساء فانهن اعذب افواها و افتح ارحاما و ارضى باليسير ابو بكر عن محمد بن سيرين قال عمر بن الخطاب ما بقي من اخلاق الجاهلية شئ الا انى لست ابالى اى النساء نكحت و ايهم انكحت ابو بكر عن ابراهيم ابن محمد بن طلحة قال عمر لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاكفاء قلت وجه التطبيق ان الكفاءة حق الزوجة و وليها لئلا يلزمهما العار فان اسقطا حقهما لرعاية مصلحة دينية فذلك محبوب مندوب اليه ابو بكر عن عبد الرحمن بن معبد ان عمر رد نكاح امرأة نكحت بغير اذن وليها ابو بكر عن طاؤس عن عمر قال لا نكاح الا

عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کی مثل نہیں دیکھا جس نے اس آیت کے بعد نکاح کو ترک کیا اِنْ یَکُوْنُوْا فُقَرَآءَ الخ (۲۴: ۳۲) اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کردے گا" ابوبکر ہشام سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو حقیر مردوں سے نکاح پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ بھی محبوب رکھتی ہیں اس بارے میں اُس چیز کو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ ابوبکر عاصم سے کہا عمر رضؓ ابن الخطاب نے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کو ترجیح دو کہ ان کے مُنہ شیریں ہوتے ہیں (یعنی اچھی خوشبو والے) اور رحم کُھلے ہوئے ہوتے ہیں (حمل قبول کرنے کے لئے) اور تھوڑے سے پر بہت راضی ہونے والی ہوتی ہیں۔ ابوبکر محمد بن سیرین سے کہ کہا عمر رضؓ بن الخطاب نے کہ جاہلیت کے اخلاق میں سے (مجھ میں) کوئی بات باقی نہیں رہی بجز اس کے کہ میں پروا نہیں کرتا کہ کس قسم کی عورت سے مَیں نے نکاح کیا اور کس قسم کے مرد کا نکاح کرایا۔ ابوبکر ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا عمرؓ نے کہ مَیں ضرور حسب والی (خاندانی) عورتوں کی شرمگاہوں کو روکوں گا مگر اکفاء (برابر کے خاندان والے لوگوں) سے۔ مَیں کہتا ہوں کہ (اس میں اور پچھلی حدیث میں) وجہ تطبیق یہ ہے کہ کفاءۃ (یعنی برابر کے خاندان کا ہونا) زوجہ کا اور اس کے ولی کا حق ہے تاکہ ان دونوں کو عار نہ لاحق ہو۔ پھر اگر ان دونوں نے کسی مصلحتِ دینیہ کی رعایت سے اپنے حق کو ساقط کردیا تو یہ محبوب اور پسندیدہ بات ہوگی۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بن معبد سے کہ عمرؓ نے ایک ایسی عورت کا نکاح رد کردیا جس نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔ ابوبکر طاؤس سے وہ عمر رضؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر

Marfat.com

بولیٖ آبو بکر عن عمرو بن ابی سفیان قالَ عمر لاتُنکحَ المرأۃ اِلاّ باذنِ ولیہا و ان نکحت عشرۃً اوباذنِ سُلطانٍ آبو بکر عن طاؤس اُتی عمر بامرأۃٍ قد حملت فقالت تزوّجنی فلانٌ فقالَ انّی تزوجتہا بشہادۃٍ من اُمّی و اُختی ففرّق بینہما و درأ عنہما الحدّ وقال لانکاح الاّ بولیّ آبو بکر عن عکرمۃ بن خالد جمعت الطریقُ رَکباً فجعلت امرأۃٌ منہم ثیّبٌ امرَہا الی رجلٍ من القوم غیر ولیہا فانکحہا رجلاً فجلدَ عمر الناکحَ و المُنکحِ ففرّق بینہما آبو بکر عن بکر تزوّجت امرأۃٌ بغیر ولیّ و لابیّنۃٍ فکتب الی عمر فکتبَ اَن تُجلدَ مأۃً وکتب الی الامصار ایّ امرأۃٍ تزوّجت بغیر ولیٍّ فہی بمنزلۃِ الزانیۃ آبو بکر عن ابراہیم قال عمر تُستأمرُ الیتیمۃُ فی نفسہا فرضاہا اَن تسکت مالکؒ و الشافعی عن المسیّب قالَ عمر بن الخطاب لاتُنکح المرأۃ اِلاّ باذنِ ولیّہا او ذی الرّأیِ من اہلہا او السُّلطانِ مالکؒ والشافعی عن ابی الزبیر ان عمر اُتی بنکاحٍ لم یشہد علیہ الاّ رجلٌ و امرأۃٌ

ولی کی رضا سے۔ آبو بکر عمرو بن ابی سفیان سے کہ عمرؓ نے کہا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت سے اگرچہ وہ دس نکاح کر چکی ہو یا سُلطان کی اجازت سے۔ آبو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی اُس نے کہا مجھ سے نکاح کیا فلاں نے۔ پھر مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اپنی ماں اور بہن کی شہادت پر تو آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور اُن پر حدِ زنا جاری نہیں کی اور فرمایا کہ نکاح بغیر ولی نہیں ہوتا۔ آبو بکر عکرمہ بن خالد سے کہ شتر سواروں سے راستہ بھر گیا تھا اُن میں سے ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ (نکاح) قوم میں کے ایک شخص کے ساتھ متعلق کردیا جو اس کا ولی نہیں تھا (یعنی اس کو اختیار دیدیا) اُس نے اُس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا۔ تو عمرؓ نے نکاح کرنے والے اور نکاح کرانے والے کے کوڑے مارے اور دونوں کے درمیان تفریق کردی۔ آبو بکر راوی ہیں بکر سے کہ ایک عورت نے نکاح کرلیا بغیر ولی کے، اور بغیر گواہوں کے یہ واقعہ عمرؓ کو لکھ کر بھیجا گیا تو اُنھوں نے لکھا کہ اُس کے سو کوڑے مارے جائیں اور شہروں میں لکھ کر بھیجا کہ جو عورت بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ بمنزلہ زانیہ کے ہے۔ آبو بکر ابراہیم سے کہ عمرؓ نے کہا کہ یتیم لڑکی سے اُس کی ذات کے بارے میں اجازت طلب کیجائے تو اُس کی رضامندی یہ ہے کہ وہ سکوت کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُس کے ولی یا اُس کے اہل میں سے کسی صاحب رائے یا بادشاہ کی اجازت سے۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابوالزبیر سے کہ عمرؓ کے سامنے ایک نکاح کا واقعہ ذکر کیا گیا جس پر کوئی گواہ نہ تھا بجز ایک مرد اور ایک عورت

Marfat.com

فقال ہذا نکاح السر و لا اجیزہ ولو تقدمت فیہ لرجمت الشافعی عن الحسن و سعید بن المسیب ان عمر قال لا نکاح الا بولی و شاہدی عدل قال الشافعی و الذی روی حجاج بن ارطاۃ عن عطاء عن عمر انہ اجاز شہادۃ النساء مع الرجل فی النکاح منقطع و الحجاج لا یحتج بہ الشافعی و احمد بن حنبل فی خطبۃ عمر بالجابیۃ قولہ ولا یخلون الرجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثہما ابوبکر عن حمید ابن عبدالرحمن قال عمر الا لا یلج رجل علی امرأۃ الا وہی ذات محرم منہ قیل حموہا قال حموہا الموت البیہقی روینا عن عمر بن الخطاب کتب الی ابی عبیدۃ بن الجراح اما بعد فانہ بلغنی ان النساء المسلمات یدخلن الحمامات ومعہن نساء اہل الکتاب فامنع ذلک وحل دونہ و فی روایۃ فانہ لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تنظر الی عورتہا الا اہل ملتہا ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر ایما عبد نکح حرۃ فقد اعتق نصفہ و ایما حر نکح امۃ فقد ارق نصفہ ابوبکر عن عمر انہ نہی ان یتزوج العربی الامۃ ابوبکر

تو فرمایا کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے اور میں اس کو جائز نہیں قرار دیتا ہوں اور اگر یہ میرے سامنے پیش آتا تو میں ضرور رجم کر دیتا۔ شافعیؒ حسن سے اور سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی اور دو شاہد عدل کے۔ کہا شافعیؒ نے اور وہ روایت جو عطاء سے کی ہے حجاج بن ارطاۃ نے کہ عمرؓ نے نکاح کے بارے میں عورتوں کی شہادت کو مرد کے ساتھ جائز رکھا ہے منقطع ہے اور حجاج ایسا شخص ہے جس کی روایت حجت نہیں ہے۔ شافعی اور احمد بن حنبلؒ نے عمرؓ کے خطبہ میں جو جابیہ میں دیا تھا ان کا یہ قول روایت کیا ہے اور کوئی شخص ہرگز خلوت نہ کرے کسی غیر عورت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ ابوبکر حمید بن عبدالرحمٰن سے کہا عمرؓ نے کہ خبردار کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ داخل ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اس کی محرم ہو۔ کہا گیا کہ دیور (اور جیٹھ) بھی، کہا کہ دیور موت ہے۔ بیہقی، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ انھوں نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو لکھا اما بعد مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ مسلمان عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ اہل کتاب کی عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو منع کر دو اور تم اس میں روک بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ اس کے ستر کو کوئی عورت دیکھے بجز اس عورت کے جو اس کی ہم مذہب ہو۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس غلام نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا اس کا نصف آزاد ہو گیا اور جس آزاد نے باندی سے نکاح کر لیا اسکا نصف غلام ہو گیا۔ ابوبکر عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے منع کیا اس سے کہ کوئی عربی باندی سے نکاح کرے۔ ابوبکر

Marfat.com

عن شقیق تزوج حذیفۃ یہودیۃ فکتب
الیہ عمر ان خل سبیلہا فکتب
الیہ ان کانت حراماً خلیت
سبیلہا فکتب الیہ انی لا
ازعم انہا حرام ولکنی اخاف
ان یتعاطوا المومنات منہن
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم
عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج
یہودیۃ بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب
ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام
ہی یا امیر المومنین فکتب الیہ اعزم
علیک ان لا تضع کتابی حتی
تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی
بک المسلمون فیختاروا نساء اہل
الذمۃ لجمالہن وکفی بذلک فتنۃ
لنساء المسلمین ابو بکر عن عبید اللہ
ابن عبد اللہ عن ابیہ سئل عمر عن جمع
الام وابنتہا من ملک الیمین فقال
لا احب ان اجیزہما جمیعا۔
ابو بکر عن ابی نضرۃ جاء
رجل الی عمر فقال
ان لی ولیدۃ وابنتہا
وانہما قد اعجبتانی
افاطاہما قال آیۃ احلت
وآیۃ حرمت

شقیق سے، حذیفہؓ نے نکاح کیا ایک یہودی عورت سے تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو حذیفہؓ نے اُن کو لکھا کہ اگر حرام ہو تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ پھر عمرؓ نے ان کو لکھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ حرام ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ (ازواج) مومنات کو اپنے (جمال کی وجہ) سے غصہ دلائیں گی (جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں گی)۔
ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حذیفہ بن الیمان سے کہ انھوں نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کرلیا۔ تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو انھوں نے لکھا کہ کیا وہ حرام ہے اے امیر المومنین تو عمرؓ نے پھر اُن کو لکھا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ میرا خط نیچے رکھنے سے پہلے اُس کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری اقتدا کریںگے اور وہ اہل ذمہ کی عورتوں کو اُن کے جمال کی وجہ سے اختیار کرنے لگیں گے اور یہ بات مسلمان عورتوں کے مُبتلاء فتنہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ ابو بکر عبید اللہ ابن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا ماں اور اُس کی بیٹی کو جو مِلک یمین میں ہوں (یعنی دونوں کسی کی باندیاں ہوں) جمع کرنے کے بارے میں (یعنی دونوں سے مجامعت کرسکتا ہے یا نہیں) تو فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں۔ ابو بکر ابونضرہ سے کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری مِلک میں ایک جاریہ ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور وہ دونوں مجھے بہت پسند ہیں تو کیا میں دونوں سے جماع کرسکتا ہوں! تو فرمایا کہ ایک آیت (یعنی او ما ملکت ایمانکم) تو حلال کرتی ہے، اور ایک آیت (ان تجمعوا الخ) حرام کرتی ہے۔

Marfat.com

(اما انا فلم اکن اقرب ہذا قلت نازع البغوی فی ذلک فقال قولہ و ان تجمعوا اخص فی ہذا الحکم من قولہ او ما ملکت ایمانکم لان الآیۃ الاولٰی فی بیان ما حرم علینا و قولہ او ما ملکت ایمانکم فی الامر بحسن الاستمتاع ومثل ذلک لا یعم والاوجہ عندی ان قولہ تعالٰی و ان تجمعوا بین الاختین فی سیاق المنکوحات انما ارید بہ الجمع بالنکاح لانہ معلوم ان الجمع فی البیت والجمع فی الملک من غیر وطی لیس بمحرم فلا بد للجمع المنھی عنہ من محل وما ھو الا النکاح فی سیاق الآیۃ وقولہ تعالٰی والذین ھم لفروجھم حافظون الا علٰی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فی بیان ما احل اللہ فکان عمر بن الخطاب اراد ان آیۃ و ان تجمعوا حرمت من طریق القیاس لحمل الاماء علی المنکوحات وقولہ والذین ھم لفروجھم حافظون احلت من جہۃ العموم واللہ اعلم ابو بکر عن عبدالرحمٰن بن غنم عن عمر قال لھا شرطھا فقال رجل اذا تطلقنا فقال عمر ان مقاطع الحقوق عند الشروط البیہقی

میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں ایسے کام کے قریب بھی جانے والا نہ ہوں گا (جس میں مظنۂ حرام موجود ہو)۔ میں کہتا ہوں کہ بغوی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَنْ تَجْمَعُوْا اس حکم میں اخص ہے ارشاد او ما ملکت ایمانکم سے کیونکہ پہلی آیت اُس کے بیان میں ہے جس کو اللہ نے ہم پر حرام کیا ہے اور ارشاد او ما ملکت ایمانکم خوبی کے ساتھ حکم قبول کرنے کے بارے میں ہے[ع] اور اس جیسی بات میں عموم نہیں ہوا کرتا۔ اور میرے نزدیک یہ بات ہے کہ ارشادِ حق تعالیٰ وَاَنْ تجمعوا بین الاختین منکوحات کے سیاق میں ہے اور اس سے مراد لیا گیا ہے نکاح سے جمع کرنا اس لئے کہ یہ بات واضح ہے کہ گھر میں جمع کرنا یا مِلک میں جمع کرنا بغیر مجامعت حرام نہیں ہے تو ضروری ہے کہ جمع سے مراد وہ جمع ہو جو منہی عنہ ہو ایک خاص موقع سے اور وہ نکاح کے سوا سیاق آیت میں اور کوئی موقع نہیں۔ اور ارشاد حق جل شانہ والذین ھم لفروجھم حٰفظون الا علٰی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم اُن کے بیان میں ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ تو عمر بن الخطاب کی مُراد یہ تھی کہ آیت وَاَنْ تَجْمَعُوْا نے منکوحات پر قیاس جلی کے ساتھ باندیوں کو بھی حرام کر دیا اور ارشاد وَالَّذِیْنَ ھُمْ لفروجھم حٰفظون نے عموم کی جہت سے حلال کیا ہے، واللہ اعلم۔ ابو بکر عبدالرحمٰن بن غنم سے وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ اُس (عورت) کے لئے اُس کی شرط (کا حق) ہے۔ مرد نے کہا کہ جب ہم دونوں بخندہ پیشانی ملتے ہوں تو عمرؓ نے کہا کہ شرطوں کے سامنے حقوق قطع ہو جاتے ہیں۔ بیہقی، ہم سے

[ع] یہ آیت مومنین کے اس وصف کے بیان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں اللہ کے حکم سے کہ کن سے نکاح کرنا چاہیے اور کن سے نہ کرنا چاہیے تجاوز نہیں کرتے اور یہ دو بہنوں کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی (چہ جائیکہ ماں اور بیٹی کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت کرے) ۱۲ والنصح ہے کہ

یہاں دو آیتوں میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ ایک آیت سورۂ نساء کی ہے جس کے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اور ایک اور آیت ہے سورۂ المؤمنون کی، اس کے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ دونوں کا

Marfat.com

رُوِّینا عن عمر بن الخطاب فی رجلٍ تزوّج
امرأۃً وشرط لہا أن لا یخرجہا قال فوضع
عنہ الشرطَ وقال المرأۃُ مع زوجہا ابو بکر
عن زید بن وہب کتب الینا عمر أن الاعرابی
لاینکح المہاجرۃَ حتی یخرجہا من دار الہجرۃ
قلتُ ذہب الأوزاعی واحمد واسحٰق الی
الاوّل فاذا أراد أن یخرجہا أمر بالطلاق
وابو حنیفۃ والشافعی الی الثانی والاوّل
اوثق من حدیث عمر الشافعی عن عبد اللہ
ابن عُتبۃ عن عمر بن الخطاب انہ قال
ینکح العبد امرأتین ویطلق تطلیقتین و
تعتدّ الأمۃُ حیضتین فان لم تکن تحیض
فشہرین او شہرًا ونصفًا ابو بکر عن الحکم
أجمع اصحابُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی ان المملوک لایجمعُ من
النساء فوق اثنتین مالک والشافعی عن
سعید بن المسیب وعن سلیمان بن یسار
أن طُلیحۃَ الاسدیۃ کانت تحت رشید
الثقفی فطلّقہا فنکحت فی عدتہا فضربہا
عمر بن الخطاب وضرب زوجہا بالمِخفقۃ (الدرۃ)
ضربات وفرّق بینہما ثم قال عمر بن الخطاب
ایّما امرأۃٍ نکحت فی عدتہا فان کان
زوجہا الذی تزوّجہا لم یدخل بہا فرّق
بینہما ثم اعتدّت بقیۃ عدتہا من
زوجہا الاوّل ثم کان الآخر

روایت کیا گیا ہے عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں کہ
جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے یہ شرط منظور کرلی
کہ اس کو (شہر سے) باہر نہیں لے جائے گا۔ کہا کہ عمرؓ نے اُس
سے یہ شرط ہٹادی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ رہتی
ہے۔ ابو بکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھا کہ اعرابی (یعنی
دیہات کا مرد) کسی مہاجر عورت سے نکاح نہ کرے کہ اس کو دار
الہجرت سے نکال لیجائے۔ میں کہتا ہوں کہ اوزاعیؒ اور احمدؒ
اور اسحٰقؒ پہلے قول کی طرف گئے ہیں تو جب ارادہ کرے گا
اُس کو نکال لے جانے کا تو طلاق کا حکم دیا جائے گا، اور ابو
حنیفہؒ اور شافعیؒ دوسرے قول کی طرف۔ اور حدیث عمرؓ میں
سے پہلا قول زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عتبہ
سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے فرمایا کہ غلام دو
عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے اور دو طلاق دے سکتا ہے اور
باندی عدت گزارے گی دو حیض۔ پھر اگر اس کو حیض نہیں
آتا تو دو مہینے یا ڈیڑھ مہینہ۔ ابو بکر حکم سے، اصحابِ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مملوک (غلام)
دو سے زیادہ عورتوں کو جمع نہیں کرسکتا۔ مالکؒ اور شافعیؒ
سعید بن المسیبؒ اور سلیمان بن یسار سے کہ طلیحہ اسدیہ رشید
ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے اُس کو طلاق دیدی تو اُس نے
اپنی عدت میں نکاح کرلیا تو اُس کے اور اُس کے شوہر کے عمرؓ
ابن الخطاب نے کئی دُرّے مارے اور دونوں میں تفریق کردی۔
پھر کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جو عورت اپنی عدت میں نکاح
کرلے تو اگر اس کا شوہر جس سے اُس نے نکاح کیا ہے اُس کے
پاس نہیں گیا تو دونوں میں تفریق کردی جائے پھر وہ اپنی بقیہ
عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی۔ پھر دوسرا شوہر اپنا

Marfat.com

خاطباً من الخطاب. وان كان دخل
بها فرّق بينهما ثم اعتدت بقية
عدتها من زوجها الاوّل ثم اعتدت
من الآخر ثم لايجتمعان ابداً و
قال سعيد بن المسيب لها مهرها
بما استحلّ منها قال البيهقي قال
الشافعي في القديم لايجتمعان ابداً
ثم رجع و ذكر الثوري في جامعه
انّ عمر رجع عن ذلك مالك
عن ابي الزبير المكي انّ رجلاً خطب
الى رجل اخته فذكر انها قد
كانت احدثت فبلغ ذلك عمر
ابن الخطاب فضربه اوكاد يضربه ثم
قال مالك وللخبر ابوبكر عن
طارق بن شهاب انّ رجلاً زوّج
ابنته فقالت اخشى ان
افضحك انى قد بغيت فاتى
عمر فقال اليس قد تابت قال
نعم قال فزوّجها قلت تمسك به
من قال بجواز نكاح الزانية وفيه نظر
لانه يحتمل ان لايكون زناها معلوماً
بالبينة و لا رآها الزوج على
تلك الحالة فهذه حالة عمياء
و الاصل هو استصحاب
البراءة

رشتہ بھیجنے والا ہو گا رشتہ بھیجنے والوں میں سے۔ اور اگر وہ اُس کے پاس جا چکا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر عورت اُس بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی پھر دوسرے کی عدت گزارے آئندہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کہا سعید بن المسیب نے کہ عورت کو اپنے مہر کا حق ہے اُس کام کی وجہ سے جس کو مرد نے اُس عورت کے ساتھ اپنے لئے حلال کر لیا تھا۔ بیہقی نے کہا کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ یہ کبھی جمع نہیں ہوں گے پھر انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور ثوریؒ نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے کہ عمرؓ نے اس سے رجوع کر لیا۔ مالکؒ ابوزبیر مکیؒ سے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس اُس کی بہن سے پیغام بھیجا۔ تو اُس نے بتایا کہ وہ عورت گناہ کر چکی ہے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچ گئی تو اُس کو آپ نے مارا یا مارنے والے تھے۔ پھر فرمایا تجھے یہ خبر پہنچانے سے کیا غرض؟ ابوبکر طارق بن شہاب سے کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس سے ڈرتی ہوں کہ تم کو رسوا کر دوں کیونکہ میں درحقیقت برائی (یعنی زنا) میں مبتلا ہو چکی ہوں تو وہ عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا) تو آپ نے فرمایا کہ کیا اُس نے توبہ نہیں کی؟ اُس نے کہا کہ ہاں (کر چکی ہے) تو فرمایا کہ اس کا نکاح کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ جو نکاح زانیہ کے جواز کے قائل ہیں انھوں نے اسی سے حجت پکڑی ہے۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اُس کا زنا شہادات سے معلوم نہ ہوا اور نہ اس کو دیکھنے والے) شوہر نے اس حالت میں دیکھا ہو یہ ایک (غیر واضح) اندھی حالت ہے اور اصل (ہر نفس کیلئے) پاکدامنی کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ (جبتک

Marfat.com

فلقولِ عمر بن الخطاب مصدرٌ غیرُ ہٰذا الذے زعموہ والحدیثُ الثانے تاویلُہ ان المنہیّ عنہ ہو نکاح الزانیۃ غیرِ التائبۃ فاذا تابتْ فالتائبُ مِن الذنب کمَن لا ذنبَ لہٗ ابوبکر عن الحسن انّ رجلاً تزوّج امرأۃً فاسرَّ ذٰلکَ فکانَ یختلف الیہا فے منزلِہا فرآہ جارٌ لہا فقذفہ بہا فخاصمہ الٰے عُمر بن الخطّاب فقالَ یا امیرَ المؤمنین ہٰذا کان یدخلُ علٰے جارتے ولا اَعلمہ تزوّجہا فقالَ لہٗ ما تقولُ فقال تزوّجتُ امرأۃ علٰے شئٍ دُونٍ فاَخفیتُ ذٰلک قالَ فمَن شہدَکم قالَ اَشہدتُ بعضَ اہلِہا قال فدرأ الحدَّ عن قاذفہ وقالَ اَعلِنُوا ہٰذا النکاحَ و حَصِّنُوا ہٰذہ الفروجَ ابوبکر عن محمد بن سیرین نُبِّئتُ ان عمرَ کانَ اذا سمعَ صَوتاً اَنکرہ وسأل عنہ فاِن قیل عُرسٌ او خِتانٌ اقرَّہ البغوے رُوی اَنّ عُمر و عثمان دُعیا الٰے طعام فاَجابا فلمّا خرجَا قال عمر لعثمانَ لقد شہدتُ طعاماً وَدِدتُ اِنّے لم اَشہدہ قالَ و ما ذاکَ قالَ خشیتُ اَن یکونَ جُعِلَ

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو دوسرا حکم نہیں لگایا جاتے گا) تو عمرؓ بن الخطابؓ کے قول کے لئے اس کے سوا جس کا انھوں نے گمان کیا ہے کوئی دوسرا مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے وہ اُس زانیہ کا نکاح ہے جس نے توبہ نہ کی ہو پھر جب اُس نے توبہ کرلی تو گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں۔ ابوبکر حسن سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا۔ پھر یہ اُس عورت کے گھر میں آیا جایا کرتا تھا تو اُس کو اس عورت کے ایک ہمسایہ نے دیکھا اور اس کے خلاف عمرؓ بن الخطاب سے شکایت کی کہ اے امیر المؤمنین یہ میری ایک ہمسایہ کے پاس آتا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اُس سے نکاح کیا۔ تو آپ نے اُس (مدعا علیہ) سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے عورت سے ایک قلیل مہر پر نکاح کیا اور اس کو مخفی رکھا۔ آپ نے کہا کہ نکاح پر تمہارا گواہ کون تھا تو اس نے کہا کہ میں نے عورت کے بعض رشتہ دار کو گواہ بنایا تھا۔ کہا کہ آپ نے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کی۔ فرمایا کہ اس نکاح کا اعلان کردو اور ان شرمگاہوں کو (بدکاری سے) بچاؤ۔ ابوبکر محمد بن سیرین سے، مجھے خبر دی گئی کہ عمرؓ جب (اونچی) آواز سنتے تو ان کو ناگواری ہوتی اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھتے پھر اگر کہا جاتا کہ شادی ہے یا ختنہ ہے تو کوئی باز پرس نہ کرتے۔ بغوی، روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ اور عثمانؓ کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ دونوں نے قبول کرلی۔ جب دونوں نکلے تو عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ میں بیشک کھانے پر حاضر ہوگیا مگر مجھے اچھا یہ معلوم ہوا کہ نہ حاضر ہوتا۔ عثمانؓ نے کہا اور اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوگیا کہ کھانا از راہ فخر دنمائش

Marfat.com

مباہاۃ۔ ابوبکر و البغوی عن ابی العجفاء السلمی عن عمر قال لا تغالوا فی مہور النساء (مبالغہ و زیادتی نہ کنید) فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان احقکم بہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما زوج بنتا من بناتہ ولا تزوج شیئا من نسائہ الا علی اثنتی عشرۃ اوقیۃ ابوبکر عن ابن سیرین ان عمر رخص ان تصدق (مہر دادہ شود) المرأۃ الفین۔ الشافعی عن محمد ابن سیرین ان الاشعث بن قیس صحب رجلا فرأی امرأتہ فاعجبتہ فتوفی فی الطریق فخطبہا الاشعث ابن قیس فابت ان تتزوجہ الا علی حکمہا فتزوجہا علی حکمہا ثم طلقہا قبل ان تحکم فقال احکمی فقالت احکم فلانا و فلانا رقیقا کانوا لابیہ من تلادہ فقال غیر ہولاء فابت فاتی عمر فقال یا امیر المومنین عجزت ثلث مرات قال ما ہن قال عشقت امرأۃ قال ہذا ما لا تملک قال ثم تزوجتہا

نہ بنایا گیا ہو۔ ابوبکر اور بغوی ابوالعجفاء سلمی سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں کی گراں مقدار نہ کرو کیونکہ یہ اگر بڑائی کی بات ہوتی دنیا میں یا تقوے کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو اس کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپؐ نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی ازواج میں سے کسی سے نکاح کا کچھ معاملہ کیا مگر بارہ اوقیہ (چاندی) پر (ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا اس لئے بارہ اوقیہ کے چارسو اسی درہم ہوئے۔ بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ ہے یعنی پانچسو درہم)۔ ابوبکر ابن سیرین سے کہ عمرؓ نے اس بات کی اجازت دی کہ مہر دو ہزار درہم مقرر کیا جائے۔ شافعیؒ محمد بن سیرین سے کہ اشعث بن قیس (سفر میں) ایک شخص کے ساتھی بنے۔ انھوں نے اس کی بیوی کو دیکھا تو ان کو اچھی معلوم ہوتی اس شخص کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو اشعث بن قیس نے اس کو نکاح کا پیغام دیا تو اس نے نکاح سے انکار کر دیا بجز اس شرط کے کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا (کہ وہ جو کچھ مانگے اس کو دینا ہو گا) ... اس نے اس پر نکاح کر لیا کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا.. پھر اس کو طلاق دیدی قبل اس کے کہ وہ حکم کرے۔ اس کے بعد کہا کہ حکم کر (یعنی بتا کہ مہر کیا دیا جائے) اس نے کہا کہ میں یہ حکم کرتی ہوں کہ فلاں فلاں غلام دو۔ یہ غلام اس کے باپ کے مال میں سے اس کو ملے تھے تو اس نے کہا کہ ان کے بجائے اور کچھ لے لے تو اس نے انکار کر دیا تو وہ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تین مرتبہ عاجز ہوا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا کہ (ایک واقعہ یہ ہوا کہ) میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے جس پر تمھیں اختیار نہیں ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا

Marfat.com

علی حکمها ثم طلقتها قبل ان تحکم فقال عمر امرأة من المسلمین قال الشافعی یعنی لها مهر امرأة من المسلمین ابوبکر عن النخعی عن عمر نحو ذلک الا انه قال ارضها ارضها ابوبکر عن ابن سیرین نحو ذلک الا انه قال لها مهر نسائها مالک و الشافعی عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قضی بالمرأة تزوجها الرجل انها اذا ارخیت الستور (زوجہ پر پردے لٹکا دیے گئے) فقد وجب الصداق (مہر) کان الشافعی فی القدیم یقول بقول عمر و یقول عمر اعلم بکتاب اللہ و قد یجوز ان یکون انما اراد اللہ بالتی طلقت قبل ان تمس التی لم تخل بینه و بین نفسها ثم رجع فی الجدید الی ان المهر انما یجب کاملا بالمسیس و اعتمد علی ظاهر الکتاب قلت یمکن الجمع بین قول عمر و بین ظاهر الکتاب فنقول اذا تصادقا علی انه لم یمسها فالقول بظاهر الکتاب و ان قالت مسنی و قال لم امسها فان

اُس کے حکم (اختیارِ مہر) پر۔ پھر میں نے اُس کو طلاق دیدی پہلے اس سے کہ وہ حکم (یعنی تعیین مہر) کرے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے۔ شافعیؒ نے کہا کہ عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ اُس کا مہر عام مسلمان عورت کے برابر ہے۔ ابوبکر نخعی سے اور وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے اسی کے مطابق بجز اس کے کہ انھوں نے کہا کہ اُس عورت کو راضی کرو اُس کو راضی کرو۔ ابوبکر ابن سیرین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ اُس کا مہر اُس (کے خاندان کی) عورتوں کے برابر ہوگا۔ (عمرؓ کی مراد میں یہ اختلاف واقع ہوا) مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عورت کے لئے جب کہ کوئی شخص اس سے نکاح کرلے یہ فیصلہ کیا کہ جب پردے لٹکا دیئے گئے تو مہر واجب ہوگیا۔ شافعیؒ اپنے شروع کے زمانہ میں عمرؓ کے قول پر چلتے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے اور یہ بات جائز ہے کہ (آیت لاجُناح علیکم اِن طلقتم النساءَ مالم تمسّوھنّ میں) اللہ تعالیٰ نے "اُن کو چھونے سے پہلے طلاق دیئے جانے" سے ایسی عورت مُراد لی ہو جس کی ابھی تک شوہر کے ساتھ خلوت نہ ہوئی ہو۔ پھر جدید یعنی بعد کے قول میں شافعیؒ نے اس قول کی طرف رجوع کر لیا کہ مہر کامل چھونے سے واجب ہوتا ہے اور اُنھوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ قولِ عمرؓ اور آیت کے ظاہر معنے میں جمع ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب دونوں (مرد و عورت) اس بات کی تصدیق کریں کہ مرد نے عورت کو نہیں چھوا تو ظاہر کتاب پر عمل ہوگا۔ اور اگر (اختلاف واقع ہوگیا) عورت نے کہا کہ مجھے چھوا ہے اور مرد نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چھوا تو (اب فیصلہ یوں ہوگا کہ) اگر

Marfat.com

أُرخيت الستور صدقت بيمينها وإن لم ترخ الستور صدق بيمينه لان الظاهر مع هذه فى المسئلة الأولى ومع هذا فى الثانية فاظن ان هذا معنى قول عمر
الشافعى عن طاؤس ان ابا الصهباء قال لابن عباس انما كانت الثلاث على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم تجعل واحدة وابى بكر وثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم مسلم عن طاؤس عن ابن عباس كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس استعجلوا فى امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم قلت فى هذا الحديث اشكال قوى لان النسخ لا يتصور بعد وفاة النبى صلى الله عليه وسلم وانقطاع الوحى حكى البغوى للعلماء ثلاث تاويلات احدها معناه قول الرجل انت طالق انت طالق انت طالق ان قصد الايقاع بكل لفظة تقع الثلاث وان قصد التوكيد فواحدة كانوا فى الزمن الاول يصدقون فى انهم ارادوا واحدة فلما رأى

اُن پر پردے لٹکا دیئے گئے تھے تو عورت کی قسم کی تصدیق کیجائیگی اور اگر پردے نہیں لٹکائے گئے تو مرد کی قسم کی تصدیق کیجائیگی کیونکہ (معنے آیت کا) ظاہر پہلی صورت میں (یعنی جب پردے لٹکائے گئے تھے) عورت کے ساتھ ہے اور دوسری صورت میں (یعنی جب پردے نہیں لٹکائے گئے) مرد کے ساتھ ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے۔ شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے کہا کہ تین (طلاقیں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور ابو بکرؓ کے عہد میں بھی، اور عمرؓ کے ابتدائے امارت کے تین سال تک (اسی پر عمل ہوتا رہا) تو ابن عباسؓ نے کہا ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کردیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم ان پر اُس کو جاری کردیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں قوی اشکال ہے کیونکہ کسی حکم کے منسوخ ہونے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد تصور نہیں کیا جاسکتا اس پر بغویؒ نے علماء سے تین تاویلات نقل کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے اس کے کہنے سے کہ "تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق" اگر ارادہ کیا ہر لفظ سے طلاق واقع کرنے کا تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تاکید کا ارادہ کیا تو ایک پڑے گی اور لوگوں کی ابتدائی زمانہ میں اس امر کی تصدیق کرلی جاتی تھی کہ انھوں نے ایک کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب عمرؓ

Marfat.com

عمر فی زمانہ اُمورًا انکرلہ الزمہم الثلث
ثانیہا معناہ طلاقُ الرجل لغیر المدخول
بہا أنتِ طالق ثلاثًا لفظًا واحدًا ذہب
اصحابُ عبد اللہ بن عباس انہا واحدۃٌ
و قولُ عمر و علیہ جمہور اہل العلم انہا
ثلاثٌ ثالثہا معناہ انتِ بتۃٌ
کانَ عمر رآہا واحدۃً فلما تتابع
الناسُ الزمہم الثلاث والأوجہ
عندی ان معناہ ان قولہ تعالٰی
الطلاقُ مرّتانِ یحتملُ وجہین احدہما
ان یُعدّ انتِ طالق ثلثًا مرۃً واحدۃً
لانہ ارسلَ الکلمۃ دفعۃً واحدۃً و
الثانی ان ینظر الی المعنی کانّہ
اراد ان یقولَ انتِ طالق ثم یقولُ
انتِ طالقٌ ثم یقول انتِ طالقٌ
فاختصرَ کلامہ وقال انتِ طالقٌ
ثلثًا فہو دفعۃٌ واحدۃٌ فی الظاہر
ثلاثُ دفعاتٍ فی المعنی فکانَ
الناسُ فی زمان النبیّ صلی
اللہ علیہ وسلم لم ینکشف لہم الامرُ
و لا سألوا النبیَّ صلی اللہ علیہ
وسلم عن ذلک فکانوا کثیرًا ما
یذہبونَ الی الاحتمالِ الاوّلِ
و کذلک فی زمانِ الصدیق

نے اپنے زمانہ میں ایسے امور کو دیکھا جو اُن کو منکر معلوم ہوئے
تو اُنھوں نے اُن پر لازم کر دیا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کسی
شخص کا ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے پاس نہیں گیا یہ
کہہ کر کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا (تجھ پر تین طلاق یعنی) ایک ہی
لفظ کے ساتھ تو عبداللہ بن عباسؓ کے اصحاب اس طرف
گئے کہ وہ ایک طلاق ہے اور عمرؓ کا قول اور اسی کی طرف
سب اہلِ علم گئے یہ ہے کہ وہ تین ہیں۔ تیسری تاویل یہ ہے
کہ اس "امر" کے معنے ہیں انتِ بتۃٌ (تو مجھ سے کٹی ہوئی
ہے) عمرؓ اس کو ایک طلاق قرار دیا کرتے تھے جب لوگ
پے درپے ایسا کہنے لگے تو اُنھوں نے ان پر تین طلاق لازم
کردیں۔ اور میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنے یہ
ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد الطلاقُ مرّتانِ دو صورتوں کا
احتمال رکھتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ قول انتِ طالقٌ
ثلاثًا (یعنی تجھ پر تین طلاق) کو مرتبہ واحدہ شمار کیا جائے کیونکہ
ایک ہی مرتبہ میں یہ کلمہ چلتا کیا ہے۔ دوسری صورت محتملہ
یہ ہے کہ معنے پر نظر کیجائے گویا اُس نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ
انتِ طالقٌ (تجھ پر طلاق) پھر کہتا انتِ طالقٌ پھر کہتا
انتِ طالقٌ اب اُس نے کلام کو مختصر کیا اور یوں کہدیا
کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا تو وہ دفعۃ واحدہ ہے ظاہر میں اور
تین دفعات ہوتیں معنے کے اعتبار سے تو لوگ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ ان پر اس امر کا
(یعنی دو مذکورہ وجہوں کا) انکشاف نہ ہوتا تھا اور نہ اُنھوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت
کیا (کہ ایک احتمال کی تعیین ہوجاتی) تو لوگ زیادہ تر احتمال
اوّل کیطرف جاتے رہے اور ایسا ہی حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں

Marfat.com

فلما كان عمر ورفعت اليه المسألة اقام بالمعنى الثاني وصرح بذلك ولم يدع محلا لخلاف ولما قلنا نظائر كثيرة فسرها اهل العلم كنحو ما فسرنا منها حديث بيع امهات الاولاد في زمان النبي صلى الله عليه وسلم و ابي بكر ثم نهى عمر عنه الشافعي عن المطلب ابن حنطب انه طلق امرأته البتة ثم اتى عمر بن الخطاب فذكر ذلك له فقال له عمر ما حملك على ذلك فقال قلته فتلا عمر ولو انهم فعلوا ما يوعظون به لكان خيرا لهم و اشد تثبيتا ۔ قال ما حملك على ذلك قال قلته قال عمر امسك عليك امرأتك فان الواحدة لا تبين (بائنہ نہیں بناتی) الشافعي عن سليمان ابن يسار ان رجلا من بني زريق طلق امرأته البتة فقال عمر ما اردت بذلك قال اتراني اقيم على حرام و النساء كثير و احلفه فحلف قال الشافعي اراه فردها عليه قال الشافعي معنى قوله

ہوتا رہا پھر جب عمرؓ کا دور آیا اور یہ مسئلہ (خصوصیت سے) اُن کے سامنے پیش ہوا تو اُنھوں نے معنے ثانی کے ساتھ ان کو فتوے دیا اور اس کے ساتھ تصریح کر دی اور خلاف کے لئے کوئی موقعہ باقی نہ چھوڑا۔ اور جو بات ہم نے کہی ہے اُس کی بہت سی نظیریں موجود ہیں جن کی اہلِ علم نے اسی نہج پر تفسیر کی ہے جس نہج پر ہم نے کی ہے۔ اُن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس میں اُمّ ولد باندیوں کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں بیع ہوتے رہنے کا بیان ہے پھر عمرؓ نے اس سے منع کر دیا۔ شافعیؒ مطلب ابن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی عورت کو انتِ بَتَّۃٌ والی طلاق دی پھر وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تجھے یہ کلمہ کہنے پر کس خیال نے اُبھارا تو انھوں نے کہا کہ میں نے بس یہ کلمہ کہدیا تو عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ الخ (۴ : ۶۶ = اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا۔") (پھر) کہا کہ ایسا کہنے پر تجھے کس خیال نے اُبھارا۔ اُنھوں نے کہا کہ بس میں نے یہ کہدیا تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر رہنے رکھ کیونکہ ایک طلاق بائن نہیں بناتی۔ شافعیؒ سلیمان بن یسار سے کہ بنی زُریق میں کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو انتِ بتّۃ والی طلاق دی تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں حرام پر قائم رہوں گا حالانکہ عورتیں بہت ہیں تو آپ نے اُس سے حلف لیا تو اس نے حلف کیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ عمرؓ نے عورت کو اُس پر لوٹا دیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ اسکے قول

Marfat.com

قلتہٗ خرج منی بلا نیۃ وتلاوۃ عمر الآیۃ انہ لو طلق ولم یذکر النیۃ کان خیرًا فانہا کلمۃ محدثۃ فلما اخبرہ انہ لم یرد بہ زیادۃ علی الطلاق الزمہ واحدۃ

مالک عن یحیی بن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجہا فلم تدر این ہو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل قال مالک وادرکت بعض الناس الذین ینکرون الذی قال بعض الناس علی عمر بن الخطاب انہ قال یخیر زوجہا الاول اذا جاء فی صداقہا او فی امرأتہ قال مالک وبلغنی ان عمر بن الخطاب قال فی المرأۃ یطلقہا زوجہا وہو غائب عنہا ثم یراجعہا فلا یبلغہا رجعتہ وقد بلغہا طلاقہ ایاہا فتزوجت انہ ان دخل بہا زوجہا الآخر او لم یدخل بہا فلا سبیل لزوجہا الاول الذی کان طلقہا الیہا

ابو بکر عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان قالا فی امرأۃ المفقود تربص اربع سنین وتعتد اربعۃ اشہر و

قلتہٗ (کہ میں نے یہ کہدیا) کے معنے یہ ہیں کہ یہ کلمہ میری زبان سے بغیر کسی نیت کے نکلا ہے اور عمرؓ کے آیت کو تلاوت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اگر طلاق دیتا اور نیت کا ذکر نہ کرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ (بتۃ) ایک بنایا ہوا کلمہ ہے تو جب اُس نے خبر دی کہ اس نے اس کلمہ سے طلاق پر زیادتی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر ایک طلاق لازم کی۔ مالکؒ یحیی بن سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جاتے اور وہ نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن کی عدت گزارے اس کے بعد حلال ہو جائے گی۔ مالکؒ نے کہا اور میں نے بعض ایسے لوگوں کو پایا ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کو بعض لوگوں نے عمرؓ ابن الخطاب کی طرف منسوب کیا ہے کہ انھوں نے پہلے شوہر کو اختیار دیا ہے جب وہ آجاتے اُس عورت کے مہر یا اپنی عورت میں (کہ وہ چاہے اپنے دیتے ہوئے مہر لے لے یا عورت کو لیجائے) اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارے میں جس کو اُس کا شوہر اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ کہ وہ اس سے غائب ہے (یعنی کسی دوسرے شہر میں ہے) پھر اس سے مراجعت کرلیتا ہے مگر اس مراجعت کی اطلاع اس عورت کو نہ پہنچی اور طلاق کی پہنچ چکی تھی) پھر اس عورت نے نکاح کر لیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اب تو دوسرا شوہر اُس کے پاس گیا ہو یا نہ گیا ہو پہلے شوہر کے پاس جس نے اس کو طلاق دیدی تھی اُس عورت کے جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں نے گم شدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں حکم دیا کہ چار سال انتظار کرے اور پھر چار مہینے دس دن عدت

Marfat.com

عشرا ابوبکر عن سعید بن المسیب ان عمر و عثمان قالا ان جاء زوجها خیر بین امرأته و بین الصداق الاول ابوبکر عن الشعبی سئل عمر عن رجل غاب عن امرأته فبلغها انه مات فتزوجت ثم جاء الزوج الاول فقال عمر یخیر الزوج الاول بین الصداق و امرأته فان اختار الصداق ترکها مع الزوج الآخر و ان شاء اختار امرأته و قال علی لها الصداق بما استحل الآخر من فرجها و یفرق بینه و بینها ثم تعتد ثلث حیض ثم ترد الی الاول قلت لم یأخذ به الشافعی فی الجدید و قال کیف یؤخذ بعض الحدیث و یترک بعضه یعرض بمالک [یعنی کہ قول امام مالک تعریض است] و الاوجه عندی ان المفقود له وجهان یدخل بهما حاله فی عمومات الشرع احدهما انه فوت الامساک بالمعروف فوجب علیه التسریح بالاحسان

گزارے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ دونوں نے کہا کہ اگر اس کا شوہر آجائے تو اختیار دیا جائے گا مہر اور عورت کے درمیان اُس پہلے شوہر کو۔ ابوبکر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غائب ہوگیا اور اس عورت کو یہ خبر ملی کہ وہ مرگیا تو اس نے کسی سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آگیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ زوجِ اوّل کو مہر اور اس کی عورت کے درمیان اختیار دیا جائے گا تو اگر اُس نے مہر لے لینے کو اختیار کرلیا تو اُس عورت کو دوسرے شوہر کے پاس چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو اختیار کرلے۔ اور علیؓ نے کہا کہ (اس صورت میں) عورت کو مہر لینے کا حق ہوگا کیونکہ اس دوسرے شوہر نے اُس کی فرج کو اپنے لئے حلال کیا ہے اور اُس (دوسرے شوہر) کے اور عورت کے درمیان تفریق کی جائے گی پھر وہ تین حیض عدّت گزارے گی اس کے بعد پہلے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو شافعیؒ نے اپنے جدید (یعنی بعد کے) دورِ اجتہاد میں قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیسے یہ بات درست ہوگی کہ بعض حدیث کو لے لیا جائے اور بعض حدیث کو ترک کردیا جائے۔ یہ تعریض کرتے ہیں امام مالکؒ پر (جو تخییر کے خلاف ہیں)۔ اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مفقود کی دو حیثیتیں ہیں دونوں کے اعتبار سے اُسکا حال عام قواعدِ شرع میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے فوت کردیا امساک بالمعروف کو (یعنی نیک .... سلوک کے ساتھ عورت کو اپنی ذات پر روکنا جس پر فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو واجب ہوگیا اس پر تسریح بالاحسان (یعنی خوبی کے ساتھ اس کو آزاد

Marfat.com

فلمّا أن قصّر في التسريح ناب الشرع عنه كما ينوب القاضي في بيع مال الماطل، وثانيهما أنّه ميّتٌ في ظاهر الحال ونحن نحكم بالظاهر، وعلى الأوّل قول مالكٍ أصوب لأنّه محكومٌ عليه بالتفريق بينه وبين زوجته فكان كالمطلّق لها فلا يرجع إليها إلّا أنّ عدّتها كعدّة المتوفّى زوجها عنها لأنّ الزوج غائبٌ بمنزلة الميّت وله نظائر كامرأة المجنون وامرأة المعسر، وعلى الثاني حكمه بمنزلة من بلغها نعي زوجها فاعتدّت ثم تزوّجت ثم حضر الزوج فكان بناء فرقتها على خبرٍ كاذبٍ فردّ عليها ما زعمت، وأظنّ أنّ عمر قد وجّه الحكم إلى الأمرين بمنزلة القولين للمجتهد فإن ذهب القاضي إلى الأوّل فالأمر على قضاء مالكٍ وإن ذهب إلى الثاني فالأمر

کردینا جس پر أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو جب کہ اس نے تسریح میں تقصیر کی تو شریعت (عورت کو اس کے تقید سے آزاد کرنے میں) اس کی قائم مقام بن گئی جس طرح قاضی قائم مقام بن جاتا ہے ماطل کے مال کے بیچنے میں (ماطل اس کو کہتے ہیں جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہو)۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ظاہر حال میں میت ہے اور ہم حکم لگاتے ہیں ظاہر پر (یہ قاعدہ شرعیہ ہے نحن نحکم بالظواہر واللہ اعلم بالسرائر)۔ اور بربناءِ اوّل مالکؒ کا قول زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے اس شخص کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق کا۔ تو یہ شخص اس عورت کے حق میں مثل طلاق دینے والے کے بن گیا کہ اب یہ اس کی جانب رجوع نہیں کرے گا۔ الا یہ کہ اس کی عدت اس عورت کی عدت کی مانند ہو گی جس کا شوہر مرجائے۔ کیونکہ شوہر غائب ہے وہ میت کے مرتبہ میں ہے اور اس کی نظیریں موجود ہیں مثلاً مجنون کی بیوی اور نادار مفلس کی بیوی۔ اور بر بناء ثانی اس کا حکم اس شخص کے مرتبہ میں ہے جس کی موت کی خبر اس کی بیوی کو ملی تو اس نے عدت گزاری پھر نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر آگیا۔ تو اس کی فرقت کی بناء جھوٹی خبر پر تھی تو جو گمان اس عورت نے کر لیا تھا اب اس کو اس پر رد کر دیا گیا اور عمرؓ پر میں یہ گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے حکم کو دونوں امر کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس درجہ کی بات ہے جیسے ایک مجتہد کے (کسی مسئلہ میں) دو قول ہوتے ہیں۔ تو اگر قاضی پہلی صورت کی طرف جائے گا تو حکم امام مالکؒ کے فیصلہ کے مطابق دے گا اور اگر دوسری صورت کی طرف جائے گا تو اسکے مطابق حکم دیگا

Marfat.com

عليه مارواه اكثرهم عن عمر والله اعلم بحقيقة الحال مالك عن القاسم بن محمد ان رجلاً جعل امرأة عليه كظهر امه ان هو تزوجها فامره عمر بن الخطاب ان هو تزوجها ان لايقربها حتى يكفر كفارة المتظاهر قلت تعلق به الحنفية في مسئلة اضافة الطلاق بالملك قبل ان يتزوج ولعل عمر بن الخطاب اجازه مجاز اليمين فالبون بين الطلاق والظهار باين مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب قال ايما امرأة طلقت فحاضت حيضة اوحيضتين ثم رفعتها حيضتها فانها تنتظر تسعة اشهر فان بان بها حمل فذاك والا اعتدت بعد التسعة الاشهر ثلثة اشهر ثم حلت مالك عن ابي هريرة سمعت عمر بن الخطاب يقول ايما امرأة طلقها زوجها تطليقة واحدة او تطليقتين ثم تركها حتى تحل وتنكح زوجا غيره فيموت عنها او يطلقها ثم ينكحها

جو اکثر رُواۃ نے عمرؓ سے روایت کیا ہے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مالکؒ قاسم بن محمد سے کہ ایک شخص نے بنادیا (یعنی کہدیا) اپنی عورت کو ماں کی پُشت کے برابر اگر اُس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس کو عمرؓ بن الخطاب نے حکم دیا کہ اگر اس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس سے مقاربت نہ کرے جب تک ظہار[1] کرنے والے کا کفارہ نہ ادا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ اس حدیث سے لٹکے ہیں (یعنی اس سے احتجاج کرتے ہیں) اس مسئلہ میں کہ نکاح سے پہلے ہی کوئی شخص طلاق کو چسپاں کرڈالے کسی فعل پر جو عورت کے اختیار میں ہے اور غالباً عمرؓ بن الخطاب نے اس کو یمین کے مقام پر رکھ کر حکم (کفارۂ ظہار کا) دیا ہے تو طلاق اور ظہار کے درمیان میں جو بُعد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ (اگر وہ شخص انت علیّ کظہر اُمّی کے ساتھ ان تزوجتک نہ کہتا تو ایک لغو بات سمجھی جاتی اور کفارۂ مظاہر کا اس کو حکم نہ دیا جاتا) مالکؒ یحییٰ بن سعید سے اور وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق دی جاتے پھر وہ حائضہ ہوجاتے ایک حیض یا دو حیض تک پھر اس کا حیض آنا بند ہوجاتے تو وہ اندازہ کرے نو مہینے تک پھر اگر ظاہر ہوگیا کہ اس کو حمل ہے تو نبہا ورنہ بعد اُن نو مہینوں کے تین مہینے عدت گزارے پھر حلال ہوجائیگی مالکؒ ابوہریرہؓ سے کہ مَیں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے تھے کہ جس عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق دیں پھر اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہوجاتی ہے اور اُس کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیتی ہے پھر دوسرا شوہر مرجاتا ہے یا اس کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر اُس سے پہلا شوہر

[1] کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو میری ماں کے برابر ہے" یا "میرے لئے ماں کی برابر ہے" وغیرہ اور اس سے اس کی مُراد عورت کو چھوڑنا نہ ہو بلکہ اس سے صرف صحبت کرنا اپنے اوپر حرام کرنے کے ارادے سے کہا تو اس کو ظہار کہتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

زوجہا الاوّل فانہا یکون عندہٗ علےٰ ما بقی من طلاقہا مالکؒ عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال ایما ولیدۃٍ جاریۃ ولدت من سیدہا فانہ لا یبیعہا و لا یہبہا و لا یورثہا و ہو یستمتع بہا فاذا مات فہی حرۃٌ مالکؒ انہ بلغہ ان عمر ابن الخطاب اتتہٗ ولیدۃٌ قد ضربہا سیدہا بنارٍ او اصابہا فاعتقہا قلتُ و یشہد لہ حدیثُ النبیِّ صلے اللہ علیہ وسلم فی تضیۃ سندر مولے زنباعٍ و یشہدُ لہ المعقولُ لانّ العبد ذو جہتینِ مالٌ فے بعض الحقوق و نفسٌ فے بعضہا و لذٰلک جازت مکاتبتہٗ فلما ظلم السیدُ عبدہٗ و تجاوز حکمَ اللہِ فیہ ظہرت جہۃ کونہ نفسًا و کُمِنَت جہۃُ کونہ مالاً فوجبتِ الدیۃُ ثم عُوِّضَ عنہا العتقُ لان العتق یقع عوضًا عن المالِ و تولّٰی الشرعُ ذٰلک کما تولّٰی فے وضع الدیۃ حیثُ امتنعَ القصاصُ ابو حنیفۃ عن حمّاد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب فے الرجل یُنعٰی الٰی امرأتہٖ فتتزوّجُ ثم یقدم الاوّلُ قال یُخیّر الاوّلُ

نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اُس کے پاس رہے گی باقی رہی ہوئی طلاق کے حساب پر۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس کنیز کے اُس کے آقا سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو اب وہ اُس کو نہ بیع کرے گا اور نہ اُس کو ہبہ کرے گا اور نہ اُس کو ترکہ بنائے گا وہ اُس سے (اپنی زندگی میں) فائدہ حاصل کرتا رہے پھر جب مرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ مالکؒ کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک باندی آئی جس کو اُس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اُس کو آگ میں ڈالا تھا تو انھوں نے اُس کو آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی شاہد ہے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُندر کے قضیہ میں جو زنباع کا غلام تھا (زنباع نے اس کی ناک کاٹ دی تھی جب یہ اس حال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے آزاد کر دیا تھا) اور دلیل عقلی بھی اس کی مؤید ہے کیونکہ غلام کی دو جہت ہیں وہ بعض حقوق کے اعتبار سے ایک مال ہے اور بعض کے اعتبار سے ایک نفس ہے اور اسی اعتبار سے اُس کی مکاتبت جائز ہوتی تو جب آقا نے اپنے غلام پر ظلم کیا اور وہ اُس کے بارے میں اللہ کے حکم سے تجاوز کر گیا تو اُس کے نفس ہونے کی جہت ظاہر پر آگئی اور اُس کے مال ہونے کی جہت چھپ گئی تو دیت واجب ہو گئی پھر اس دیت کا معاوضہ بنایا گیا عتق (آزادی) کیونکہ مال کے بدلے میں عتق واقع ہوتا ہے اور شرع اس کی متولی ہوتی جس طرح متولی ہوتی ہے دیت قائم کرنے میں جب قصاص ممتنع ہو جاتے۔ ابو حنیفہؒ حماد وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جس کی موت کی خبر پہنچائی گئی اُس کی بیوی کو۔ پھر وہ نکاح کر لیتی ہے پھر پہلا آجاتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے کو اختیار دیا جا

Marfat.com

فإن شاء امرأته و إن شاء الصداق
محمد بن الحسن بلغنا عن عمر و علی
و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن
ابی وقاص و حذیفة انہم لم یجعلوا
بیعھا طلاقھا ابو حنیفة عن حماد عن
ابراہیم ان عمر بن الخطاب اتتہ
امرأة فقالت طلقنی زوجی فحضت
حیضتین و دخلت فی الثالثة حتی
اذا انقطع دمی و دخلت مغتسلی
و وضعت ثوبی اتانی فقال
قد راجعتک قبل ان اغتسل علی
الماء فقال عمر لعبد اللہ بن مسعود
قل فیھا فقال یا امیر المومنین اراہ
املک برجعتھا لانھا حائض بعد مالم
تحل لھا الصلوٰۃ قال عمر وانا اری
ذلک فردھا علی زوجھا وقال
کنیف ملئ علما ابو حنیفة عن
حماد عن ابراہیم ان ابا کنف طلق
امرأتہ تطلیقة ثم غاب فاشھد
علی رجعتھا ولم یبلغھا ذلک حتی تزوجت
فجاء و قد ہیئت لتزف الی
زوجھا الآخر فاتی عمر بن الخطاب
فذکر ذلک لہ فکتب الی عاملہ
ان ادرکتھا ولم یدخل

وہ اگر چاہے اپنی بیوی لے لے اور اگر چاہے تو مہر لے لے۔ محمدؒ ابن الحسن، ہم کو روایت پہنچی عمرؓ سے اور علیؓ و عبدالرحمنؓ ابن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ اور حذیفہؓ سے کہ انھوں نے جاریہ کی بیع کو اس کی طلاقؔ قرار نہیں دیا۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تو میں نے دو حیض پورے کر دیئے اور تیسرے میں داخل ہو گئی یہاں تک کہ جب میرا خون منقطع ہو گیا اور میں غسل کی جگہ پہنچ گئی اور میں نے اپنے کپڑے بھی اتار دیئے تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا پہلے اس سے کہ میں اپنے اوپر پانی بہاؤں کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی تو عمرؓ نے کہا عبداللہؓ بن مسعود سے کہ اس بارے میں بولو۔ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میری اس کے بارے میں یہ رائے ہے کہ اس سے رجعت کا اس کو حقدار قرار دیا جائے کیونکہ یہ عورت حائضہ ہے جب تک اس پر نماز حلال نہ ہو جائے تو عمرؓ نے کہا اور میری بھی یہی رائے ہے تو اس کو شوہر پر واپس کر دیا۔ اور (ابن مسعودؓ کے حق میں) فرمایا کہ ایک برتن علم سے بھرا ہوا ہے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر غائب ہو گیا پھر اس نے اس سے رجعت پر گواہ بنائے اور اس عورت کو یہ اطلاع نہیں پہنچائی یہاں تک کہ اس نے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ایسے وقت پر آیا جب کہ وہ اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی کہ اپنے شوہر کے ساتھ شب باش ہو تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر تم اس عورت کو اس حال میں پاؤ کہ اس کا شوہر اس کے پاس

عــه یعنی آقا کا جاریہ کو بیع کرنا اس کے حق میں طلاق نہ ہوگا بلکہ اس کا نکاح جیسا پہلے تھا اسی طرح باقی رہے گا ۱۲

Marfat.com

بها فهو أحق (الاول ۱۲) بها و ان وجدتها
قد دخل بها فهي امرأته (الثاني ۱۲) قال
فوجدها ليلة البناء فوقع عليها
(أي زوج ثاني زن را در شب زفاف يافت پس صحبت نمود ۱۲)
و غدا الى عامل عمر فاخبر فعلم
انه جاء بامر بيّن د بهذا الاسناد
عن علي بن ابي طالب انه كان
يقول اذا طلّق الرّجل امرأته ثم
اشهد على رجعتها قبل ان
يمضي عدّتها و لم يُعلِمها ذلك
حتّى انقضت عدّتها و تزوّجت
فانّه يُفرّق بينها و بين زوجها
الآخر و لها الصداق بما استحلّ
من فرجها و هي امرأة الاوّل تُردّ
اليه و لا يقربها حتّى تنقضي
عدّتها من الآخر ابوحنيفة عن
اسماعيل بن مسلم المكي عن الحسن
عن عمر بن الخطّاب انّ امرأة
اتته فاخبرته ان زوجها
لا يصل اليها فاجّله حولاً
فلمّا انقضى الحول و لم يصل اليها
خيّرها فاختارت نفسها ففرّق
بينهما عمر و جعلها تطليقةً
باتنًا ابوبكر عن ابي قلابة
عن عمر اذا اعتقت الامة
فلها الخيار

نہ گیا ہو تو اُس کا پہلا شوہر زیادہ حقدار ہے اور اگر اس حال میں پاؤ کہ وہ اُس کے پاس جاچکا ہے تو پھر وہ اُسی کی بیوی ہے۔ کہا (راوی نے) کہ پھر شوہر نے اس کو شب باشی کی رات میں پالیا اور اس سے مقاربت کرلی اور صبح کو عمرؓ کے عامل کے پاس جاکر اس کی خبر دیدی اور عامل کو یہ علم ہوگیا کہ وہ ایک واضح بات لیکر آیا ہے (جس پر ثبوت طلب کرنے کی حاجت نہیں) اور اسی اسناد سے مروی ہے علی رضؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اُس سے رجعت پر اُس کی عدّت گزرنے سے پہلے گواہ بنالے اور اُس نے عورت کو اطلاع نہ کی ہو یہاں تک کہ اس کی عدّت بھی پوری ہوگئی اور اُس نے (کسی سے) نکاح کرلیا تو اس صورت میں اُس عورت اور دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کرائی جائے گی اور اُس کو (اس دوسرے شوہر سے) مہر کا حق ہے اس وجہ سے کہ اس کی فرج کو اپنے اوپر حلال کیا اور یہ بیوی ہوگی پہلے شوہر کی اُسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور وہ اُس سے جب تک دوسرے سے الگ ہونے کی عدّت پوری نہ کرلے گی مقاربت نہ کرے۔ ابوحنیفہؒ اسمٰعیل بن مسلم المکی سے وہ حسنؒ سے وہ عمر رضؓ بن الخطاب سے کہ ایک عورت نے اُن کے پاس آکر یہ بیان کیا کہ اُس کا شوہر اُس سے نہیں ملتا (یعنی جماع نہیں کرتا)، تو اُنھوں نے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی تو جب سال گزر گیا اور وہ اس سے نہ ملا تو عمر رضؓ نے عورت کو اختیار دیدیا تو اس نے اُس سے جُدا ہونا پسند کیا تو آپ نے دونوں میں تفریق کردی اور اس کو طلاق بائن قرار دیا۔ ابوبکر ابو قلابہ سے، وہ عمر رضؓ سے کہ فرمایا کہ جب لونڈی آزاد کردی جائے تو اس کو اختیار ہے جبتک

Marfat.com

بالم يطأها. ابوبكر عن سعيد بن المسيب ان ابا بكر وعمر كانا يكرهان العزل ويامران الناس بالغسل منه. ابوبكر عن مكحول قلت للزهری اما علمت عمر حتى انقضى اجله وابن مسعود بالعراق حتى انقضى اجله وعثمان ابن عفان كانوا يستبرؤن الامة بحيضة حتى كان معاوية فكان يقول حيضتان فقال الزهری وانا ازيدك عبادة بن الصامت. ابوبكر عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر باع عبد الرحمن بن عوف جارية له كان يقع عليها قبل ان يستبرئها فظهر بها حمل عند الذی اشتراها فخاصم الى عمر فقال عمر كنت تقع عليها قال نعم قال فبعتها قبل ان تستبرئها قال نعم قال ما كنت لذلك بخليق فدعا القافة فنظروا له فالحقوه به. ابوبكر عن ابراهيم عن عمر قال المتلاعنان يفرق

اس سے وطی نہ کیجائے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ ابوبکر رض اور عمر رض دونوں عزل عہ کو بُرا سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس سے غسل کا حکم دیتے تھے۔ ابوبکر مکحول سے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ عمر رض اپنی موت کے وقت تک اور ابن مسعود رض عراق میں اپنی موت کے وقت تک اور عثمان رض بن عفان سب باندی سے ایک حیض کے ساتھ استبراء عہ کرتے تھے یہاں تک کہ معاویہ رض کا دور آیا تو وہ دو حیض کہا کرتے تھے تو زہری نے کہا کہ اور میں تمھارے بیان پر عبادہ رض بن الصامت کا اضافہ کرتا ہوں۔ ابوبکر عُبَید اللہ بن عبداللہ بن عمر رض سے کہ فروخت کیا عبدالرحمن رض بن عوف نے اپنی ایک ایسی باندی کو جس سے مقاربت کیا کرتے تھے قبل اس کے کہ اس کا استبراء کریں تو خریدار کے پاس جانے کے بعد اس کا حمل ظاہر ہوگیا تو وہ عمر رض کے پاس دعویدار ہوا۔ عمر رض نے (عبدالرحمن رض بن عوف سے) پوچھا کہ کیا تم اس سے جماع کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم نے اُس کو بیچ دیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں تو، ایسا کرنا زیبا نہ تھا۔ پھر قیافہ شناسوں کو بُلایا تو اُنھوں نے اس پر غور کیا پھر اُس کو عبدالرحمن رض ہی کا قرار دیا۔ ابوبکر ابراہیم سے وہ عمر رض سے فرمایا کہ لعان للعہ کرنے والے مرد و عورت

عہ اس ارشاد کا محل یہ ہے کہ اگر اپنی باندی کا کسی غلام سے نکاح کر دیا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا اختیار اس صورت میں ہے کہ اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو ۱۲ مترجم عہ عزل یہ ہے کہ انزال سے پہلے ہی عورت سے جُدا ہو جائے ۱۲ مترجم سہ یہ اندازہ کرنا کہ اس کو حمل تو نہیں ہے استبراء ہے جس کی تصدیق ایک باندی کے لئے مذکورہ اکابر ایک حیض سے کرتے تھے اور معاویہ رض دو حیض سے ۱۲ مترجم للعہ جب کوئی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ میرا نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے سامنے استغاثہ کرے۔ تو حاکم دونوں سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے قسم یہا تکی اس طرح کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس پر لگائی ہیں اس میں سچا ہوں چار دفعہ اسی طرح کہکر پانچویں دفعہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر عورت چار دفعہ یہ کہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے۔ پانچویں بار یہ کہے کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ تو حاکم دونوں میں جُدائی کردے گا اور طلاق بائن پڑ جائیگی۔ لڑکا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا باپ کا نہ کہا جائے گا ۱۲ مترجم

Marfat.com

بينهما و لا يجتمعان ابدًا ابوبكر عن الحسن
لما فتحت تستر اصاب ابوموسى سبايا
فكتب اليه عمر لا يقع احدٌ على امرأة
حتى تضع و لا تشركوا المشركين في
اولادهم فان الماء تمام الولد ابوبكر
عن قبيصة بن ذؤيب قال
عمر حصنوهن او لا تحصنوهن لا تلد
امرأة على فراش احدكم الا
الحقته به يعني السراري ابوبكر
عن الشعبي عن عمر اذا اقر بولده مرة
واحدة فليس له ان ينفيه ابوبكر
عن سليمان بن يسار ان عمر بن
الخطاب رفع اليه خصي تزوج امرأة
ولم يعلمها ففرق بينهما ابوبكر عن
هشام بن عروة ان امرأة سألت
ابنها ان يزوجها فكره ذلك و
ذهب الى عمر فقال له عمر
زوجها فوالذي نفس عمر بيده
لو ان حنتمة بنت هشام يعني عمر
امه نفسه سألتني ان ازوجها
لزوجتها فزوج الرجل امه
ابوبكر عن حارثة بن مضرب قال
عمر استعينوا على النساء بالعري
ان احداهن اذا كثرت ثيابها و
حسنت زينتها

کے درمیان تفریق کردی جاتے وہ دونوں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ابوبکر
حسن سے، کہ جب تستر فتح ہوگیا تو بہت سے قیدی ابو موسیٰؓ کے
ہاتھ آئے تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص کسی قیدی عورت سے ہمبستر نہ ہو
جبتک کہ اس کا وضع حمل نہ ہوجائے اور تم مشرکین کے ساتھ اُن کی
اولاد میں شرکت نہ کرنا کہ آبِ منی بچے میں نشو و نما اور
بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے۔ ابوبکر قبیصہ بن ذؤیب سے کہ عمرؓ
نے فرمایا کہ تم اُن کی پاکدامنی کا بچاؤ کرو یا نہ کرو کوئی بھی عورت
تم میں سے کسی کے فرش پر بچہ نہ جنے گی مگر میں اس کو اُسی
شخص کا قرار دوں گا (عورت سے) عمرؓ کی مراد اُن باندیوں سے
تھی جو جماع کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہیں۔ ابوبکر شعبی سے
وہ عمرؓ سے کہ جب کوئی ایک مرتبہ کسی لڑکے کے بارے میں اقرار
کرلے تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کی نفی کرے۔ ابوبکر سلیمان
ابن یسار سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے ایک خصی پیش
کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو اپنا حال نہ
بتایا تھا تو آپ نے دونوں میں تفریق کرادی۔ ابوبکر ہشام
ابن عروہ سے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ وہ
اُس کا نکاح کرادے تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ عمرؓ
کی طرف گیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اُس کا نکاح کرا!
قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر حنتمہ
بنتِ ہشام، یہ عمرؓ نے اپنی والدہ کا نام لیا، مجھ سے سوال
کرتی کہ میں اُس کا نکاح کراؤں تو ضرور کرادیتا۔ تو اُس شخص نے
اپنی ماں کا نکاح کرادیا۔ ابوبکر حارثہ بن مضرب سے کہ عمرؓ نے
فرمایا کہ عورتوں کی ستر پوشی (یعنی بقدر ضرورت لباس) پر
ان کی اعانت کرو (مگر اس میں زیادتی نہ کرو) جب اُن میں
سے کسی کے پاس بہت کپڑے ہوجاتے ہیں اور سامانِ زینت وافر

Marfat.com

أحجبها الخروج ۔ ابوبکر عن انس كان عمر اذا اتی رجل قد طلق امرأته ثلثاً فی مجلس اوجعه ضرباً و فرق بينهما ۔ ابوبکر عن زيد بن وهب ان رجلاً بطالاً كان بالمدينة طلق امرأته الفاً فرجع الى عمر فقال كنت العب فعلا عمر رأسه بالدرة و فرق بينهما ۔ ابوبکر عن عمرو بن شعيب وجدنا فی كتاب عبد الله بن عمرو عن عمر اذا عبث المجنون بامرأته طلق عليه وليه ۔ ابوبکر عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده كتبت الى عمر فی رجل مجنون يخاف ان يقتل امرأته فكتب الىّ ان اجله سنة يتداوى ۔ ابوبکر عن ابی لبيد ان عمر اجاز طلاق السكران بشهادة نسوة ۔ ابوبکر عن عطاء اتی ابن مسعود ... رجل قال لامرأته حبلك على غاربك فكتب ابن مسعود الى عمر فكتب عمر فليوافنی بالموسم فوافاه بالموسم فارسل الى علی فقال له علی انشدك بالله ما نويت قال امرأتی ففرق بينهما ۔ ابوبکر عن الاوزاعی ان عمر ابن الخطاب لم ير شيئاً يعنی طلاق المكره ۔ ابوبکر عن عمرو

ہو جاتا ہے تو باہر نکلنا اُسے اچھا لگتا ہے ۔۔۔ ابوبکر انس رضؓ سے، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیتا اور حضرت عمرؓ کے پاس آتا تو وہ اس کو خوب پیٹتے اور دونوں کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ شخص تھا اُس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں پھر وہ عمرؓ کی طرف آیا اور کہا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا تو عمرؓ نے اس کے درّہ مارا اور دونوں میں تفریق کر دی۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے، ہم نے عبداللہ بن عمرو کے ایک مکتوب میں دیکھا کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ جب مجنون اپنی بیوی کے ساتھ ناشایستہ حرکات کرنے لگے تو اُس کا ولی اس کو طلاق دیدے۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ میں نے عمرؓ کو ایک مجنون کے بارے میں لکھا جس سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو مجھے لکھا کہ اس کو ایک سال کی مہلت دو کہ وہ علاج کرالے۔ ابوبکر ابی لبید سے کہ عمرؓ نے مدہوش آدمی کی طلاق کو عورتوں کی شہادت پر نافذ کیا۔ ابوبکر عطاء سے کہ ابن مسعودؓ کے سامنے ایک شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ حبلک علی غاربک (تیری رسّی تیرے کندھے پر ہے) تو ابن مسعودؓ نے عمرؓ کو لکھا۔ عمرؓ نے لکھا کہ اس کو حکم دو کہ موسم پر (یعنی زمانۂ حج میں) مجھ سے ملے تو وہ موسم (حج) پر آپ سے ملا۔ آپ نے اس کو علیؓ کے پاس بھیجدیا تو اس سے علیؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو نے کیا نیت کی تھی؟ تو اُس نے کہا کہ اپنی بیوی کی۔ تو علیؓ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ابوبکر اوزاعی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو کوئی چیز نہیں خیال کیا یعنی طلاقِ مکرَہ کو (یعنی جس کو طلاق پر مجبور کیا گیا) ابوبکر عمرو

ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً
تزوّج امرأۃً علی خالتہا فضربہ
عمر و فرّق بینہما ابوبکر ان غلاماً
فجر بجاریۃ فظہر بالجاریۃ حمل فرفع
الی عمر بن الخطاب فاعترفا
فجلدہما و حرص ان یجمع بینہما
فابی الغلام ابوبکر عن عاصم بن
عمر و خرج ناس من اہل
العراق فلما قدموا علی عمر
قال من انتم قالوا من
اہل العراق قال فباذن جئتم
قالوا نعم فسألوا عما یحل للرجل
من امرأتہ وہی حائض فقال
سألتمونی عن خصال ما سألنی عنہن
احد بعد ان سألت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال أمّا للرجل من امرأتہ
وہی حائض فلہ ما فوق الازار ابوبکر
عن الحسن قال عمر لا رضاع بعد
الفصال ابوبکر عن ابن عمر
قال عمر لو تقدمت فیہا لرجمت
یعنی المتعۃ ابوبکر عن سعید بن المسیب
انہ قال رحم اللہ عمر لولا انہ نہی عن
المتعۃ صار الزنا جہاراً ابوبکر عن
قبیصۃ بن جابر عن عمر
قال لا اوتی

ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اُس کی خالہ پر (یعنی بیوی کی بھانجی سے) تو اُس کو عمرؓ نے مارا اور دونوں میں تفریق کردی۔ ابوبکر کہ ایک غلام نے بدکاری کی ایک لونڈی سے تو لونڈی کا حمل ظاہر ہوگیا پھر یہ معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو دونوں نے اقرار کرلیا پھر آپ نے دونوں کے کوڑے لگوائے اور رغبت دلوائی کہ دونوں کو جمع کردیں (یعنی دونوں کا نکاح کردیں) تو غلام نے انکار کردیا۔ ابوبکر عاصم بن عمرؓ سے ... کچھ لوگوں نے عراق والوں میں سے سفر کیا جب وہ عمرؓ سے ملے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ اہل عراق میں سے ہیں۔ فرمایا کیا تم اجازت کے ساتھ آئے ہو (یعنی ہم سے ملنے کی اجازت لے چکے ہو؟) انہوں نے کہا ہاں! پھر انہوں نے اس بارے میں سوال کیا کہ ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو کس حد تک متمتع ہونا حلال ہے تو فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی باتوں میں سے ایک کا سوال کیا کہ ان کے بارے میں جب سے مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اب تک کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ پھر فرمایا ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو ازار (لنگی، پاجامہ وغیرہ) سے اُوپر حلال ہے۔ ابوبکر حسن سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت (معتبر) نہیں (یعنی اس سے رشتہ حرام نہیں ہوتا)۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کردوں گا۔ آپ کی مُراد مُتعہ تھا۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ انہوں نے فرمایا کہ عمرؓ پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ مُتعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا۔ ابوبکر قبیصہ ابن جابرؓ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے پاس نہیں لایا جائیگا

Marfat.com

بحلِّل او محلَّل لہ الّا رجمتہما ۔ ابو بکر عن سعید بن المسیّب ان عمر استشار علیّ بن ابی طالب و زید بن ثابت قال زید قد حلّت و قال علیّ اربعۃ اشہرٍ و عشرًا قال زید ارایت ان کانت یئسًا قال علیّ فآخر الاجلین قال عمر لو وضعت ذابطنہا و زوجہا علی نعشہ لم یدخل حفرتہ لکانت قد حلّت ابو بکر عن سالم سمعتُ رجلاً من الانصار یحدّث ابن عمر یقول سمعتُ اباک یقولُ لو وضعتِ المتوفّی عنہا زوجہا ذابطنہا وہو علی السریر فقد حلّتْ ابو بکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال عمر ما استفادَ رجلٌ اوقال عبد بعد ایمانٍ باللّٰہ خیرًا من امرأۃٍ حسنۃِ الخُلُق ودُودٍ ولودٍ وما استفادَ رجلٌ بعد الکفر باللّٰہ شرًّا من امرأۃ سیّئۃِ الخُلُق حدیدۃ اللّسان ثم قالَ انّ منہنّ غُنمًا لایُحذٰی منہ و انّ منہنّ غُلاًّ لایُفدٰی منہ ابو بکر انّ رجلاً من بنی تیم اللّٰہ کانَ جمعَ بین اُختین فی الجاہلیۃ فلمّا یُفرّقْ بین واحدۃ منہما حتّٰی کان فی خلافۃ عمر

کوئی حلالہ کرنے والا یا جس کے لئے حلالہ کیا گیا مگر میں دونوں کو سنگسار کردوں گا۔ ابو بکر سعید بن المسیّب سے، کہ عمرؓ نے مشورہ کیا علیؓ بن ابی طالب اور زید بن ثابتؓ سے[1]، زیدؓ نے کہا کہ حلال ہوگئی مگر علیؓ نے کہا کہ چار مہینے اور دس دن۔ زیدؓ نے کہا کہ اگر عورت پر دن چڑھ رہے ہوں تو[2]، علیؓ نے کہا کہ پھر دونوں (محتمل) مدتوں میں سے آخری مدّت۔ عمرؓ نے کہا کہ اگر اس عورت کا وضع حمل ہوجائے اور اس کے شوہر کی لاش ابھی رکھی ہو اور قبر میں داخل بھی نہ کی گئی ہو تو وہ یقینًا حلال ہوچکی ہے۔ ابو بکر سالم سے کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سُنا جو ابن عمرؓ سے بات کرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ میں نے تمہارے باپ سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اگر بعد وفات چھوڑ جانے والے کی بیوی کا وضع حمل ہوجائے اور وہ ابھی تخت پر ہے (یعنی دفن نہیں ہوا) تو وہ حلال ہوگئی۔ ابو بکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں کمایا کسی شخص نے یا کہا کہ کسی بندہ نے ایمان باللّٰہ (کی سب سے بڑی خیر) کے بعد کسی چیز کو جو بہتر ہو ایسی عورت سے جو اچھی عادت والی محبّت کرنے والی بچے جَننے والی ہو اور نہیں کمایا کسی شخص نے کفر باللّٰہ کے بعد (جو سب سے بڑا شر ہے) کسی شے کو جو بدتر ہو ایسی عورت سے جو بدخلق ہو، تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ بیشک ان میں سے بعض تو بڑی غنیمت ہوتی ہیں کہ کوئی عطا ان کا معاوضہ نہیں ہوسکتی اور بعض اُن میں سے گلے کا طوق ہیں کہ کسی فدیہ سے اُن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ ابو بکر کہ بنی تیم اللّٰہ میں کا ایک شخص تھا جس نے جاہلیّت کے زمانے میں دو بہنوں کو جمع کرلیا تھا تو جب اس نے ان میں سے کسی کو جدا نہ کیا یہاں تک کہ وہ خلافتِ عمرؓ میں بھی (اسی حال پر) رہا

[1] یعنی ایسی عورت کی عدت کے بارے میں جسکے ہاں خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ولادت ہوگئی۔ [2] یعنی اگر اسکے حیض آنے میں تاخیر ہو اور وہ حاملہ ہو اور چار ماہ دس دن گزرنے کے بعد ولادت ہو۔

Marfat.com

وانہ رُفِعَ شانہُ الیٰ عمر فارسل الیہ عمر فقال اختر احدٰیہما واللّٰہ لئن قربت الاخرٰی لاضربنّ راسک آبوبکر عن مسروق جاء رجل الیٰ عمر فقال انّی جعلتُ امر امرأتی بیدہا فطلّقت نفسہا ثلٰثاً فقال عمر لعبد اللّٰہ ما تقول فقال عبد اللّٰہ واحدۃٌ وہو املک بہا فقال عمر و انا ایضًا اریٰ ذٰلک آبوبکر عن علقمۃ عن عبد اللّٰہ انّ رجلاً جعل امر امرأتہ بیدہا فطلّقت نفسہا ثلٰثاً قال ہی واحدۃٌ ثمّ لقی عمر فقال نعم ما رأیت آبوبکر عن زاذان کنّا جلوسًا عند علیٍّ فسئل عن الخیار فقال سألنی عنہا امیر المؤمنین عمر فقلت ان اختارت نفسہا فواحدۃٌ بائنۃ و ان اختارت زوجہا فواحدۃٌ و ہو احقّ بہا فقال لیس کما قلت ان اختارت زوجہا

اور اس کے حال کو عمرؓ سے بیان کیا گیا تو عمرؓ نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر واللّٰہ اگر دوسری تیرے پاس آئی تو میں تیرا سر پیٹ دوں گا۔ آبوبکر مسروق سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کا معاملہ اُس کے اختیار میں دیدیا تھا تو اُس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدیں تو عمرؓ نے عبد اللہؓ (ابن عباسؓ) سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو عبد اللہؓ نے کہا کہ ایک (پڑی) اور اسی کا اُس نے اُس کو اختیار دیا تھا تو عمرؓ نے کہا اور میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں۔ آبوبکر علقمہ سے وہ عبد اللہؓ سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا معاملہ اُسی کے اختیار میں دیدیا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاق دیدی تو اُس نے کہا کہ یہ ایک ہی ہے پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انھوں نے فرمایا کہ تو نے جو رائے قائم کی وہ ٹھیک ہے۔ آبوبکر زاذان سے کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے تھے تو اُن سے سوال کیا گیا اختیار کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے یہ سوال کیا تھا امیر المؤمنین عمرؓ نے تو میں نے کہا کہ اگر اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک (طلاق رجعی) اور وہ اُس سے رجعت کا حقدار ہے تو عمرؓ نے کہا جواب وہ نہیں جو تم نے کہا۔ اگر اُس نے اختیار کیا اپنے شوہر کو

ع ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خیار کی ایک خاص صورت پر کلام ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ انتِ طالق البتۃ ان شئتِ اس صورت میں علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جُدا ہونے کا فیصلہ کیا تو لفظ کنایہ "البتۃ" کے اعتبار سے جب کہ اس سے معنی طلاق مراد ہونے پر لفظ طالقٌ دلالت کر رہا ہے طلاق بائنہ کا فیصلہ تجویز کیا اور شوہر ..... کو اختیار کرنے کی صورت میں طلاق رجعی کا اس لئے کہ ان کی نظر میں خیار کا تعلق صرف البتۃ سے ہے اور طلاق کی صراحت کلام میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خیار کا تعلق صرف ایک جز البتۃ سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک طلاق کے نفاذ میں انتِ طالقٌ اصل ہے۔ البتۃ صرف اس کی ترشیح کے لئے ہے اس لفظ سے بولنے والے کی نیت دوسری تیسری طلاق کی نہیں تھی اس لئے خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے ہے تو اگر عورت الگ ہونے کو اختیار کرے گی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی نہ بائنہ اور نہ رجعی۔ اور زید بن ثابت نے جدائی کی صورت میں لفظ البتۃ سے بائن ہونے کا اور لفظ طالق سے اس پر ایک طلاق بڑھا کر تین طلاق کی رائے دی اور شوہر کے ساتھ رہنے کی صورت میں خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے رکھا اس لئے البتۃ کے پیش نظر ایک طلاق بائن کا حکم لگایا واللہ اعلم ۱۲ اشتیاق احمد عفی اللہ عنہ

Marfat.com

فلا شيء وان اختارت نفسها فواحدة وهو احق بها فلم اجد بدا من متابعة امير المؤمنين فلما وليت واتيت في الفروج رجعت الى ما كنت اعرف فقيل له رأيكما في الجماعة احب الينا من رأيك في الفرقة فضحك علي وقال اما انه ارسل الى زيد بن ثابت فسأله فقال ان اختارت نفسها فثلاث وان اختارت زوجها فواحدة بائنة ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عروة بن المغيرة ابتلي بها وهو امير الكوفة فارسل الى شريح وقال قل في رجل قال لامرأته انت طالق البتة فقال قال فيها عمر واحدة وهو املك بها وقال علي بن ابي طالب هي ثلاث قال قل فيها انت قال قد قالا فيها قال اعزم عليك الا قلت فيها قال شريح اري قوله انت طالق طلاقا قد خرج وارى قوله البتة بدعة اقف عند بدعته فان نوى ثلثا فثلاث وان نوى واحدة فواحدة بائن وهو خاطب

تو کوئی شے نہیں۔ اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک (طلاق واقع ہوگی) اور وہ اس سے رجوع کا حقدار ہے۔ اسکے بعد میرے لئے امیر المومنین کی متابعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر جب میں خود صاحب اختیار ہوگیا اور مدّت کے بعد فروج کے قضایا پر غور کیا تو میں نے پھر اپنی اُسی رائے کی طرف رجوع کیا جو میں رکھتا تھا۔ اس پر اُن سے کہا گیا کہ ہم کو تم دونوں کی وہ رائے پسند ہے جس کا انجام جمع ہوجانا ہے بہ نسبت آپ کی اس رائے کے جو تفریق کا سبب ہے تو علیؓ ہنسے اور فرمایا کہ سُن لو اُنھوں نے (یعنی عمرؓ نے) زید بن ثابتؓ کو بھی بُلایا اور اُن سے پوچھا تھا تو اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو تین طلاق اور اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عُروہ بن المغیرہ اس میں مُبتلا ہوگئے جب کہ وہ کوفہ کے امیر تھے تو اُنھوں نے قاضی شریح کو بُلایا اور کہا کہ ایسے شخص کے بارے میں بتایئے جس نے اپنی بیوی کو کہدیا انتِ طالق البتۃ تو اُنھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں عمرؓ نے کہا کہ ایک طلاق پڑے گی اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے اور علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ تین طلاق ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کہیے۔ تو اُنھوں نے کہا وہ دونوں اس میں کہہ چکے ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ میرا منشا تو آپ سے یہ ہے کہ آپ خود اپنی رائے بیان کریں۔ تو شُریح نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ اس کا قول انتِ طالقٌ نکل چکا اور اس کے قول البتۃ کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اضافہ ہے۔ اس اضافہ پر ہم توقف کریں گے اگر اس نے نیّت کی ہے تین کی تو تین کا حکم دیا جائے اور اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک بائن طلاق ہوگی اور وہ (رجوع کرنے کا مالک نہ ہوگا) خاطب (یعنی رشتہ بھیجنے والا) ہوگا

Marfat.com

ابو بکر عن عمر و عبداللہ انہما قالا امرک بیدک و اختارِی سواءٌ ابو بکر عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان عمر ابن الخطاب وعثمان بن عفان قالا ایّما رجل ملّک امرأتہ امرہا و خیّرہا فافترق من ذلک المجلس فلم تحدث فیہ شیئاً فامرہا الی زوجہا ابو بکر عن المطلب ابن حنطب عن عمر انہ جعل البتۃ تطلیقۃً وزوجہا املک بہا ابو بکر عن حمید بن ہلال وغیرہ عن عمر نحوًا من ذلک ابو بکر عن ابراہیم عن عمر و عبداللہ قالا فی الخلیۃ تطلیقۃٌ و ہو املک برجعتہا ابو بکر عن ابراہیم عن عمر و عبداللہ فی البریّۃ قالا تطلیقۃٌ و ہو املک بہا ابو بکر عن ابراہیم عن عمر و عبداللہ فی البائن تطلیقۃٌ وہو املک برجعتہا ابو بکر عن المنہال عن عمر فی رجل طلق امرأتہ تطلیقتین ثم قال انت علیّ حرامٌ فقال عمر ما ہیَ بِاَہوَنِہِنّ ابو بکر عن الضحاک ان ابا بکر و عمر وابن مسعود قالوا من قال لامرأتہ ہی علیّ حرامٌ فلیست علیہ بحرامٍ و علیہ کفارۃُ یمینٍ ابو بکر عن الحسن قالت امرأۃٌ لزوجہا اراحنی اللہُ منک او نحوًا من ہذا

(عورت منظور کرے یا رد کرے)۔ ابو بکر عمرؓ سے اور عبداللہؓ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) اور واختاری (تو صاحب اختیار ہو جا) برابر ہیں۔ ابو بکر عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اُس کے امر (طلاق) کا مالک بنا دیا اور اُس کو اختیار دیدیا پھر وہ اس مجلس سے جدا ہو گیا اور عورت نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی تو اُس عورت کا امر اُسکے شوہر کی طرف چلا جائے گا۔ ابو بکر مطلب بن حنطب سے وہ عمرؓ سے کہ انھوں نے البتۃ کو ایک طلاق قرار دیا اور شوہر کو اس سے رجعت کا حقدار بنایا۔ ابو بکر حمید بن ہلال وغیرہ سے وہ عمرؓ سے مثل اسی روایت کے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبداللہؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ خلیۃ میں ایک طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبداللہؓ سے بریّۃ کے بارے میں دونوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اس کو اس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبداللہ سے کہ بائن میں ایک طلاق ہے اور وہ اُس سے رجعت کا مالک ہے۔ ابو بکر منہال سے وہ عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کلمہ اُن سے کچھ ہلکا نہیں ہے۔ ابو بکر ضحاک سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ سب نے کہا کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ اُس پر حرام نہیں ہے اور اس پر کفارۂ قسم کا لازم ہے (بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو)۔ ابو بکر حسنؒ سے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اراحنی اللہ منک (اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے راحت دے) یا کوئی دوسرا جملہ اسی طرح کا

Marfat.com

فقال نعم نعم نعم قال فاتی عمر بن
الخطاب فذکر ذلک له فقال عمر تريد
ان احملها عنک هی بک هی بک ابوبکر
عن سالم والقاسم وعبيد الله بن عبد الله
ابن عمر قالوا قال عمر انما الطلاق بيد
من يحل له الفرج يعنی ان العبد
اذا اذن له مولاه فی النکاح فالطلاق
بيد العبد لا بيد المولی ابوبکر عن
يزيد بن علقمة ان رجلا من بنی تغلب
يقال له عبادة بن النعمان کان
تحته امرأة من بنی تميم
فاسلمت فدعاه عمر فقال اما
ان تسلم واما ان انزعها منک
فابی ان يسلم فنزعها منه عمر
ابوبکر عن الحسن عن عمر فی الرجل
له امرأة فسئل الک امرأة فيقول
لا انه قال کذبة ابوبکر عن عمرو
ابن شعيب کان عمر وابو الدرداء
ومعاذ يقولون ترجع اليه (المرأة)
بما بقی يعنی الرجل يطلق (للزوج الاول) امرأته
تطليقة او تطليقتين فتزوج
ثم ترجع اليه علی ما
تكون عنده ابوبکر عن ابی
هريرة (طلاقها) عن عمر علی ما
بقی من الطلاق

تو شوہر نے کہا ہاں! ہاں!! ضرور!!! پھر وہ پہنچا عمرؓ بن الخطاب کے پاس اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا (اور اس تشویش کا کہ طلاق تو واقع نہیں ہوگئی)، تو عمرؓ نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ (تیرے ہاں! ہاں!! کہنے کی تفسیر کا) تیری طرف سے مَیں بوجھ برداشت کروں (تو سُن اس ہاں ہاں کا مفہوم کہ وہ یہ ہے کہ) وہ عورت ہے تیرے ساتھ وہ عورت ہے تیرے ساتھ۔ ابوبکر سالم سے اور قاسم اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے سب نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ طلاق اسی شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے فرج حلال ہے۔ یعنی یہ کہ غلام کو جب اُس کے آقا نے نکاح کی اجازت دیدی تو طلاق غلام کے اختیار میں ہے آقا کے اختیار میں نہیں۔ ابوبکر یزید بن علقمہ سے کہ بنی تغلب میں کا ایک شخص تھا جس کو عبادہ ابن النعمان کہا جاتا تھا، اس کے تحت میں بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ پھر وہ اسلام لے آئی تو اُس شخص کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا (اب دو صورتیں ہیں) یا تو تُو اسلام قبول کرے اور یا یہ کہ میں اس کو تجھ سے کھینچ کر الگ کردوں تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تو عمرؓ نے عورت کو اُس سے الگ کرلیا۔ ابوبکر حسنؒ سے وہ عمرؓ سے اُس شخص کے بارے میں جس کے بیوی موجود تھی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے پاس بیوی ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ایک جھوٹ ہے (اس سے طلاق نہیں پڑے گی)۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ اور ابودرداءؓ اور معاذؓ اس کے قائل ہیں کہ وہ اُس کی طرف لوٹائی جائے گی باقی ماندہ پر یعنی کوئی شخص جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدیتا ہے پھر وہ نکاح کرلیتی ہے پھر لوٹتی ہے اُس کی طرف تو اُس شخص کے پاس کتنی طلاق کا حق ہوگا۔ ابوبکر ابوہریرہؓ سے وہ عمرؓ سے باقیماندہ طلاق پر (حسب

Marfat.com

ابوبکر عن سعید بن المسیب عن عمر قال اربع
جائزۃ علی کل حال العتق والطلاق و
النکاح والنذر یعنی سواء کان جادًّا او
هازلاً ابوبکر عن کثیر مولی ابن سمرة ان
عمر اتی بامرأة ناشزة فقال لزوجها
اخلعها ابوبکر عن عبداللہ بن شهاب الخولانی
شهدت عمر بن الخطاب اتی فی خلع
کان بین رجل و امرأته فاجازه یعنی
یجوز الخلع دون السلطان ابوبکر عن
عبداللہ بن رباح ان عمر قال (بغیر امرہ ۱۲) اخلعها
بادون عقاصها ابوبکر عن ابراهیم قال
عمر بن الخطاب لا ندع کتاب ربنا و
سنة نبینا بقول المرأة المطلقة ثلثًا
لها السکنی والنفقة ابوبکر عن الشعبی
فی الرجل یطلق امرأته فیجاء آخر فتزوجها
فی العدة قال عمر یفرق بینهما وتکمل
عدتها الاول وتستأنف من هذا عدة
جدیدة ویجعل الصداق فی بیت المال و
لا یتزوجها الثانی ابدًا ویصیر الاول
خاطبًا من الخطاب ابوبکر عن ابراهیم
ابن میسرة عن عمر قال لا یقربها
حتی ینظر ابها حمل او لا
یعنی الامة اذا زوجها مولاها
فمات الزوج

توضیح مذکور)۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے وہ عمرؓ سے، فرمایا کہ چار چیزیں ہر حال میں نافذ ہوتی ہیں، عتق (آزادی) اور طلاق اور نکاح اور نذر یعنی برابر ہے کہ وہ شخص سنجیدگی سے کہنے والا ہے یا مسخرے پن سے۔ ابوبکر کثیر مولے ابن سمرہ سے کہ عمرؓ کے پاس ایک لڑاکا عورت لائی گئی تو آپ نے اُس کے شوہر سے فرمایا کہ اس سے خلع کرلے۔ ابوبکر عبداللہ بن شہاب الخولانی سے کہ میں حاضر تھا عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب ایک خلع کا معاملہ ایک مرد اور اس کی عورت کا اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اُس کو جائز رکھا۔ یعنی خلع جائز ہے بغیر سلطان (کے حکم) کے۔ ابوبکر عبداللہ بن رباح سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس (عورت) سے خلع کرلے اس کی چوٹی کے اسوائے۔ ابوبکر ابراہیم سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت نہیں چھوڑیں گے جس کو تین طلاق دی گئی ہیں اُس کے لئے رہنے کا گھر بھی ہے اور نفقہ بھی۔
ابوبکر شعبی سے، ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر دوسرا شخص آکر اس عورت سے عدت کے زمانہ میں نکاح کرلیتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کیجائے اور عورت اپنی پہلی عدت پوری کرے اور پھر از سر نو دوسری عدت پوری کرے اور مہر کو بیت المال میں داخل کیا جائے اور وہ دوسرا شوہر کبھی اس سے نکاح نہ کرے اور پہلا شوہر دوسرے رشتہ بھیجنے والوں میں سے ایک رشتہ بھیجنے والا ہوگا۔
ابوبکر ابراہیم بن میسرہ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ وہ اُس سے قریب نہ ہو یہاں تک کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ کیا اُس کو حمل ہے یعنی باندی جب کہ اُس کے آقا نے اُس کا نکاح کردیا ہو اور اُس کا شوہر مرگیا ہے

ف ۵ مطلب یہ ہے کہ خلع کرلے اور عورت سے اُس کا تمام مال لے لے کہ بجز سر کی چوٹی کے کہ اُس کے پاس کچھ باقی نہ بچے ۱۲

Marfat.com

ابو بكر عن سعيد والحسن قالا أجّل عمر بن الخطاب العنين سنة فان استطاعها والا فرق بينهما وعليه العدة ابو بكر عن سعيد بن المسيب ردّ عمر نسوة المتوفى عنهن ازواجهن من البيداء يمنعهن الحج ابو بكر عن الحكم ان عمر وعبد الله يقولان لا تنتقل يعني المتوفى عنها زوجها الشافعي عن مالك انه بلغه انه كتب الى عمر بن الخطاب من العراق ان رجلا قال لامرأته حبلك على غاربك فكتب عمر الى عامله ان مره ان يوافينى فى الموسم فبينا عمر بن الخطاب يطوف بالبيت اذ لقيه الرجل فسلم عليه فقال من انت فقال انا الذى امرت ان يجلب عليك قال انشدك برب هذا البيت هل اردت بقولك حبلك على غاربك الطلاق فقال الرجل لو استحلفتنى فى غير هذا المكان ما صدقتك اردت الفراق فقال عمر هو ما اردت البيهقى عن الثورى عن حماد عن ابراهيم عن عمر ابن الخطاب انه كان يقول فى الخلية والبرية والبتة والبائنة واحدة وهو احق بها البيهقى عن الثورى عن حماد عن ابراهيم ان عمر وابن مسعود كانا يقولان

ابو بکر سعید اور حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عنین (نامرد) کو ایک سال کی مہلت دی پھر اگر وہ قادر ہوگیا تو فبہا ورنہ دونوں میں تفریق کردی جاتے اور اس پر عدت لازم ہوگی۔ ابو بکر سعید ابن المسیب سے کہ عمرؓ نے ایسی عورتوں کو جن کے شوہروں کا انتقال ہوگیا تھا بیداء سے واپس کردیا اور ان کو حج سے روک دیا۔ ابو بکر حکم سے کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ کہا کرتے تھے کہ منتقل نہ ہو (کسی دوسری جگہ) یعنی جس کا شوہر مرگیا ہو۔ شافعیؒ مالکؒ سے کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کو عراق سے لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا حبلک علی غاربک (تیری رسّی تیرے کندھے پر) تو عمرؓ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اس کو حکم دو کہ وہ موسمِ حج میں مجھ سے آکر ملے تو اس دوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب کہ وہ شخص ان سے ملا اور ان کو سلام کیا۔ تو انھوں نے پوچھا کہ تو کون ہے! تو اس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بارے میں آپ نے حکم دیا تھا......... کہ آپ کے پاس بھیجا جاتے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس بیت کے رب کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے اپنے اس قول سے یعنی حبلک علی غاربک سے طلاق کی نیت کی تھی؟ تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھے اس مکان کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں حلف دیتے تو میں آپ سے سچ نہ کہتا، میں نے علیحدہ کرنے کی نیت ہی سے کہا تھا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ تیری نیت ہی فیصلہ ہے۔ بیہقی ثوریؒ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے خلیہ میں اور بریہ میں اور بتہ میں اور بائنہ میں ایک طلاق ہے اور وہ اس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ بیہقی ثوری سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے

Marfat.com

اذا خیّر لہا فاختارت نفسہا فہی واحدۃ وہو احق بہا وان اختارت زوجہا فلاشیٔ الشافعی تعلیقاً و البیہقی مسنداً روی عن عمر ابن الخطاب انّ رجلاً تدلّی یأخذ عسلاً فجاءت امرأتہ فوقفت علی الحبل فحلفت لتقطعنہ او لتطلقنی ثلثاً فذکر اللّٰہ والاسلام فابت الّا ذلک فطلقہا ثلثاً فلما ظہر اتی عمر بن الخطاب فذکر ما کان منہا الیہ ومنہ الیہا فقال ارجع الی امرأتک فلیس ہو بطلاق البیہقی روی عن عمر لیس الرجل بأمیر علی نفسہ اذا جوّعت او اوثقت او ضربت الشافعی عن ابن المسیب کان عمر یقول ان تربّص اربعۃ اشہر فی تطلیقۃ وہو املک بردہا ما دامت فی عدتہا الشافعی عن عبداللّٰہ ابن ابی یزید عن ابیہ ارسل عمر الی شیخ من بنی زہرۃ فسألہ عن ولاد الجاہلیۃ فقال اما النطفۃ فمن فلان و اما الولد فہو علی فراش فلان فقال صدقت و لکن قضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

جب شوہر نے بیوی کو اختیار دیدیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا (آزاد ہونے پر) تو ایک طلاق ہو گی اور وہ اس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کرلیا تو کچھ نہیں ہے۔ شافعیؒ نے تعلیقاً روایت کیا اور بیہقی نے مسنداً کہ روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک شخص (کسی غار میں) لٹک کر شہد حاصل کرنے لگا تو اس کے پاس اس کی بیوی آئی اور رسّی پر (جس کے ذریعہ سے وہ غار میں لٹک رہا تھا) کھڑی ہو گئی اور قسم کھاکر کہنے لگی کہ تو مجھے تین طلاق دے ورنہ میں اس رسّی کو ضرور کاٹ دوں گی تو اس نے اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانی بجز اس صورت کے تو اس نے اس کو تین طلاق دیدیں۔ پھر جب وہ باہر آگیا تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا اور جو کچھ معاملہ عورت کی طرف سے اس کے ساتھ اور اس کی طرف سے عورت کے ساتھ ہوا تھا بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ جا، یہ کوئی طلاق نہیں ہے۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنی ذات پر امیر (باختیار خود) نہ ہوگا جب کہ بھوکا رکھا جائے یا باندھا جائے یا پیٹا جائے۔ شافعیؒ ابن المسیب سے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے (ایلاء کے بارے میں) کہ چار ماہ (بیوی کے ساتھ ہم بستری سے) رک جانا ایک طلاق ہے اور وہ اس کے رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عورت عدت میں رہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن ابی یزید سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے کو بلاکر اس سے ناجائز اولاد کے تعینِ نسب کی بابت جاہلیت کا دستور پوچھا تو اس نے کہا کہ نطفہ تو فلاں کی طرف سے، رہا بچہ تو وہ فلاں کے فرش پر (دیکھا جاتا تھا) تو عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم

Marfat.com

بالولد للفراش مالک والشافعی عن ابن عمر جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال کانت لی ولیدۃ اطأہا فعمدت امرأتی الیہا فارضعتہا فدخلت علیہا فقالت دونک فقد واللہ ارضعتہا فقال عمر اوجعہا و ائت جاریتک فانما الرضاعۃ رضاعۃ الصغیر

مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب وہب لابنہ جاریۃ فقال لا تمسہا فانی قد کشفتہا قال ابو حنیفۃ النظر الی الفرج یحرم و قال الشافعی لا قال البیہقی ویشبہ ان یکون الجماع ہو المراد بالکشف فان اہل المروات یکنون عن الجماع بمثل ہذا البیہقی من طریق سفیان الثوری کتب عامل لعمر الی عمر ان ناسا ممن قبلنا یدعون السامرۃ یسبتون السبت و یقرؤن التوراۃ و لا یؤمنون بیوم البعث فما یری امیر المؤمنین فی ذبائحہم قال فکتب ہم طائفۃ من اہل الکتاب ذبائحہم ذبائح اہل الکتاب الشافعی عن عمر انہ قال ما نصاری العرب باہل الکتاب و لا تحل لنا ذبائحہم و ما انا بتارکہم حتی یسلموا او اضرب اعناقہم مالک و الشافعی عن عروۃ رض

نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بچہ (صاحب) فراش کے لئے (یعنی شوہر کا) ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ ایک شخص نے عمرؓ ابن الخطاب سے آکر کہا کہ میری ایک باندی ہے جس سے میں مجامعت کرتا رہا اُس کے ساتھ میری بیوی نے یہ اقدام کیا کہ اُس کو اپنا دودھ پلا دیا۔ پھر میں اُس پر داخل ہوا تو بیوی نے کہا کہ اس سے الگ رہنا واللہ میں نے اس کو اپنا دودھ پلایا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اُس کو پیٹ اور اپنی لونڈی کے پاس جا کیونکہ رضاعت (قابلِ اعتبار) صرف بچے ہی کی رضاعت ہے۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی اور فرمایا کہ اس کو چھونا مت کہ میں اس کو برہنہ کر چکا ہوں ابو حنیفہؒ نے کہا کہ فرج کو دیکھنا حرام کر دیتا ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ نہیں۔ بیہقیؒ نے کہا اور قرینِ قیاس یہ ہے کہ برہنہ کرنے سے مراد جماع کرنا ہی ہے کہ شائستہ مزاج لوگ جماع کے لئے اسی طرح کے کنایات بولتے ہیں۔ بیہقیؒ سفیان ثوریؒ کی روایت سے کہ عمرؓ کے ایک عامل نے اُن کو لکھا کہ جو ہم سے پہلے تھے ان میں سے کچھ لوگوں کو سامرہ کہا جاتا تھا وہ سنیچر کے دن عبادت کیا کرتے اور توریت پڑھا کرتے تھے اور یوم قیامت پر ایمان نہیں لاتے تھے تو امیر المؤمنین ان لوگوں کے ذبیحوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ کہا کہ اس پر عمرؓ نے لکھا کہ وہ لوگ اہلِ کتاب ہی میں کا ایک گروہ ہے اُن کے ذبیحے اہلِ کتاب کے ذبیحے ہیں۔ شافعیؒ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ عرب کے نصارٰی (یعنی بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں ان کو چھوڑنے والا نہیں یہاں تک کہ یہ لوگ یا تو اسلام قبول کریں یا میں ان کی گردنیں مار دوں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے

Marfat.com

عن خولة بنت حكيم وخلت على عمر بن
الخطاب فقالت ان ربيعة بن امية
استمتع بامرأة مولدة فحملت منه
فخرج عمر رض يجر رداءه فزعا فقال
هذه المتعة ولو كنت تقدمت فيه
رجمت الشافعي عن ابن سيرين ان
امرأة طلقها زوجها ثلثا وكان مسكين
اعرابي يقعد بباب المسجد فجاءته
امرأة فقالت هل لك في امرأة
تنكحها فتبيت معها الليلة وتصبح
فتفارقها فقال نعم فكان ذلك
فقالت له امرأته انك اذا اصبحت
فانهم سيقولون لك فارقها فلا
تفعل ذلك فاني مقيمة لك
ما ترى واذهب الى عمر فلما
اصبحت اتوه واتوها فقالت كلموه
فانتم جئتم به فكلموه فابى فانطلق
الى عمر فقال الزم امرأتك
فان رابوك بريب فأتني فارسل
الى المرأة التي مشت لذلك
فنكل بها ثم كان يغدو على
عمر ويروح في حلة
فيقول الحمد لله الذي كساك
يا ذا الرقعتين

وہ خولہ بنت حکیم سے کہ وہ عمر رض بن الخطاب کے پاس پہنچی اور کہا کہ
ربیعہ بن امیہ نے تمتع کیا تھا ایک مولدہ سے پھر وہ اس سے
حاملہ ہوگئی تو عمر رض اس طرح نکلے کہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے
بے چینی سے پھر کہا کہ یہ متعہ ہے اور اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع
ہو جاتی تو میں ضرور رجم کرتا۔ شافعیؒ ابن سیرینؒ سے کہ ایک
عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیں اور ایک نادار
دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا تو اس کے پاس ایک
عورت آئی اور اس نے کہا کہ کیا تجھے ایسی عورت میں دلچسپی
ہے جو تجھ سے نکاح کرے اور تو آج رات اس کے ساتھ
سوئے اور صبح کو اس سے مفارقت کر لے؛ اس نے کہا کہ
ہاں! تو ایسا ہوگیا (رات میں) اس کی بیوی نے اس سے
کہا کہ جب صبح ہو جائے گی تو یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس
سے جدا ہو (یعنے طلاق دے) مگر تو ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تیری
کفالت کروں گی جیسا کہ ... تو دیکھ رہا ہے اور تو عمر رض کے پاس
پہنچ جانا۔ جب صبح ہوتی تو لوگ اس شخص کے پاس آئے
اور عورت کے پاس پہنچے۔ تو عورت نے کہا کہ تم اس سے
بات کرو تم ہی اس کو لے کر آئے تھے تو انھوں نے اس
سے گفتگو کی۔ اس نے انکار کردیا۔ پھر وہ عمر رض کے پاس پہنچ گیا۔
تو عمر رض نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے تعلق پر جارہ۔ اگر وہ لوگ
تجھے پریشانی میں ڈالیں تو میرے پاس آجانا۔ پھر اس عورت
کو بلوایا جو اس کام کے لئے چلی پھری تھی تو آپ نے اس کو
سزا دی۔ اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر رض کے پاس
اچھے لباس میں آتا رہتا تھا اور وہ فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے جس
نے لے ذوالرقعتین (یعنے اے پیوند لگے ہوتے دو کپڑوں والے)

ع۵ مولدہ بروزن معظمہ وہ ہے جو عرب میں پیدا ہوتی اور ان کی اولاد کے ساتھ اس نے تربیت پائی ۱۲

Marfat.com

حلۃً تغدو فیہا و تروح الشافعی عن مجاہد عن عمر نحوًا من ذلک الشافعی عن جعفر بن محمد عن ابیہ انّ علیًا و عمر قالا لا ینکح المحرم و لا ینکح فان نکح فنکاحہ باطل مالک والشافعی عن ابن المسیب قال عمر بن الخطاب ایّما رجل تزوّج امرأۃً و بہا جنونٌ او برصٌ فمسّہا فلہا صداقہا کاملًا و ذلک لزوجہا غرم علٰی ولیّہا البیہقی عن ابراہیم ابن سعد عن ابیہ انّ عمر بن الخطاب کتب الٰی بعض عمّالہ ان اعطِ الناس علٰی تعلیم القرآن فکتب الیہ انک کتبت الیّ ان اعطِ النّاس علٰی تعلیم القرآن فیتعلّمہ من لیس لہ فیہ رغبۃ الّا رغبۃ فی الجُعْل فکتب الیہ ان اعطہم علی المروّۃ و الصّحابۃ ابو حنیفۃ عن یزید ابن عبد الرحمٰن عن الاسود انّہ اعتق مملوکًا لہ بینہ و بین اخوۃ لہ صغار فذکر ذلک لعمر بن الخطاب فامرہ ان یقوّمہ و یرجئہ حتّٰی یُدرک الصبیۃ [تعلیقہ بین السطور: [illegible]] فان

تجھے اچھا جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا جاتا ہے۔ شافعیؒ مجاہد سے وہ عمرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ جعفر ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے کہ علیؓ و عمرؓ دونوں نے کہا کہ محرم (جو احرام باندھنے والا ہو) نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے اگر اس نے نکاح کرلیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس کو جنون یا برص ہے پھر اس کو چھوا تو اس عورت کو پورے مہر کا حق ہوگا۔ اور اس عورت کے شوہر کو حق ہوگا مہر کے برابر تاوان لینے کا اس عورت کے ولی سے۔ بیہقیؒ ابراہیم بن سعدؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ تعلیم قرآن پر لوگوں (یعنے معلّموں) کو عطیات (وظائف) دو۔ تو عامل نے ان کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر لوگوں کو عطیات دو تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) قرآن کی تعلیم وہ لوگ دیں گے جن کو اس خدمت سے رغبت نہ ہوگی ان کو رغبت صرف اپنے معاوضہ سے ہوگی (حالانکہ تعلیم قرآن اللہ کے واسطے ہونی چاہیے تو اس معاوضہ کو ادا کرنے کی وجہ جواز کیا ہوگی) تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ان کو بربنار مروّت (کہ وہ ایک خدمت اسلامی کرتے ہیں ہم کو ان کی خدمت کرنی چاہیے) و بربناء صحابت (کہ وہ خدمت اسلام میں تمھارے ساتھی ہیں) دو۔ ابو حنیفہؒ یزید بن عبدالرحمٰن سے وہ اسود سے کہ انھوں نے آزاد کیا ایک مملوک کو جو کہ ان کا اور ان کے کم عمر بھائیوں کا مشترک تھا۔ پھر انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے ان کو حکم دیا کہ اس کی قیمت کا اندازہ کرو اور اس کو لڑکوں کے بالغ ہونے تک روک لو[عہ] پھر اگر وہ

عہ یہ لفظ ارجاء سے بنا ہے اس کے معنے ہیں تاخیر کرنا اور روک لینا۔ یعنی غلام کو روک لیا جائے جب تک کم عمر بھائی بالغ ہوں ۱۲

Marfat.com

شاءُوا اعتقوا وان شاءوا ضمنوا مالک
انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب وعثمان بن
عفان تقضی احدہما فی امرأۃ غرت
رجلاً بنفسہا وذکرت انہا حرۃ فولدت
لہ اولاداً نقضی ان یفدی ولدہ
بمثلہم مالک عن سلیمان بن یسار عن
عبد اللہ بن امیۃ ان امرأۃ ہلک عنہا
زوجہا فاعتدت اربعۃ اشہر وعشراً
ثم تزوجت حین حلت فمکثت عند
زوجہا اربعۃ اشہر ونصف شہر ثم ولدت
ولداً تاماً فجاء زوجہا الی عمر بن الخطاب
فذکر ذلک لہ فدعا عمر نسوۃ من نساء
الجاہلیۃ قدماء فسألہن عن ذلک
فقالت امرأۃ منہن انا اخبرک عن
ہذہ المرأۃ ہلک عنہا زوجہا حین حملت
فاہریقت علیہ الدماء فحش ولدہا فی
بطنہا فلما اصابہا زوجہا الذی
نکحہا واصاب الولد الماء تحرک
الولد فی بطنہا فصدقہا عمر بن الخطاب
وفرق بینہما وقال عمر لم یبلغنی
عنکما الا خیر والحق الولد بالاول
مالک عن یحیی بن سعید عن سلیمان
ابن یسار ان عمر بن الخطاب
کان یلیط اولاد الجاہلیۃ
بمن

چاہیں تو اس کو آزاد کریں اور اگر چاہیں ضمان لیں۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں میں سے ایک نے ایک عورت کے متعلق جس نے اپنے بارے میں ایک شخص کو دھوکا دیا اور یہ ذکر کیا تھا کہ وہ آزاد ہے پھر اس کے بچے بھی اس نے جنے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کا فدیہ جاریہ کے مالک کو ان ہی کے مانند دے۔ مالکؒ سلیمان بن یسار سے وہ عبداللہ بن امیّہ سے کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا تو اس نے چار مہینے دس دن کا زمانہ عدّت پورا کرکے جب حلال ہوگئی تو نکاح کرلیا۔ اب وہ اپنے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ اس کے ایک پورا بچہ پیدا ہوگیا۔ تو اس کا شوہر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے زمانہ جاہلیت کی پرانی عمر کی عورتوں میں سے کئی عورتوں کو بلایا اور اُن سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اس عورت کا حال آپ کو میں بتاتی ہوں اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر مرگیا جبکہ یہ حاملہ ہوئی۔ تو اس (حمل) پر خون حیض بہتے رہے (بجائے اس کے کہ وہ بند ہو کر بچہ کا جزو بنیں) تو اس کے پیٹ میں اس کا بچہ سوکھ گیا۔ پھر جب اس کا شوہر جس نے اس سے نکاح کیا اس سے ہم بستر ہوا اور بچہ پر پانی (یعنے آبِ منی) پہنچا تو اس کے پیٹ میں بچہ نے حرکت کی اور وہ بڑھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اس کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں کے متعلق میرے پاس بجز خیر کے اور کوئی بات نہیں پہنچی۔ اور بچے کو آپ نے پہلے شوہر کا قرار دیا۔ مالکؒ یحیےٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ عمرؓ بن الخطاب زمانہ جاہلیت کی اولاد کو اسی کے ساتھ متعلق کردیتے تھے

Marfat.com

ادّعاهم في الإسلام فأتى رجلان
كلاهما يدّعي ولد امرأة فدعا
عمر قائفاً فنظر إليهما فقال
القائف لقد اشتركا فيه فضربه
عمر بن الخطّاب بالدّرّة ثم دعا
المرأة فقال لها أخبريني خبرك
فقالت كان هذا لأحد الرجلين
يأتيني وهي في إبل لأهلها
فلا يفارقها حتّى يظنّ
وتظنّ أنه قد استمرّ بها
حبل ثم انصرف عنها فأُهريقت
عليه دماء ثم خلف عليها
هذا تعني الآخر فلا أدري من
أيّهما هو قال فكبّر القائف
فقال عمر للغلام وال أيّهما
شئت مالك عن ابن عمر أن عمر
ابن الخطّاب قال ما بال رجال
يطؤون ولائدهم ثم يعزلونهنّ لا
تأتيني وليدة يعترف سيّدها
أن قد ألمّ بها إلّا ألحقت به
ولدها فاعزلوا بعد ذلك أو
اتركوا كتاب أحكام الخلافة
والقضاء

جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد اُن کا مدّعی ہوتا تھا. تو اُن
کے پاس دو آدمی آتے جو ایک عورت کے لڑکے پر اپنا بیٹا
ہونے کا دعوےٰ کر رہے تھے تو عمرؓ نے ایک قیافہ داں کو بلایا
اُس نے (لڑکے کو دیکھ کر) اُن دونوں آدمیوں کو دیکھا پھر
کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں مشترک ہیں تو عمرؓ
نے اُس کے دُرّہ مارا پھر اُس عورت کو بلایا اور اُس سے کہا کہ
تو مجھ سے پورا حال بیان کر. تو اُس نے کہا کہ یہ ان دونوں
میں سے کسی ایک کا ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا اس حال میں
کہ وہ بندی (یعنی میں) اُونٹوں میں رہتی تھی جو اس کے
(یعنی میرے) رشتہ دار کے تھے. وہ شخص اُس سے (یعنی مجھ
سے) جُدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے گمان کر لیا یا عورت
نے گمان کر لیا کہ اب اس پر حاملہ ہونے کا دَور گزرنے لگا. پھر
پھر وہ اُس سے (یعنی مجھ سے) پھر گیا اسکے بعد اس پر خون بہے
(یعنی حیض کے خون آتے رہے) پھر اُس شخص کا قائم مقام اس عورت پر
(یعنی مجھ پر) یہ شخص بنا. اُس کی مُراد دوسرے دعویدار سے تھی تو
اب میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا دونوں میں سے کس کا ہے. کہا کہ پھر
تو اُس قیافہ داں نے تکبیر کہی (اس خوشی سے کہ اُس کی بات بن
گئی)، تو عمرؓ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو ان دونوں میں سے جس
کو چاہے پسند کر لے. مالکؒ ابنِ عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ کیا
ہو گیا لوگوں کو کہ اپنی باندیوں کے ساتھ وطی (جماع) کرتے ہیں
پھر اُن سے عزل کرتے ہیں (یاد رکھو) کوئی باندی جو میرے
پاس آکر یہ اقرار کریگی کہ اسکے آقا نے اُس سے مباشرت کی ہے میں
اسکے بچے کو اُس شخص کے ساتھ ضرور ملحق کروں گا اس کے
بعد تم عزل[ع] کرو یا چھوڑ دو. باب احکامِ خلافت و قضاء.

ع کسی عورت سے اس طرح جماع کرنے کو عزل کہتے ہیں کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لے اور منی باہر گرائے تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ مسترجم

Marfat.com

الدارقطنى ان عمر بن الخطاب كتب
الى ابى موسى الاشعرى اما
بعد فان القضاء فريضة محكمة
وسنة متبعة فافهم اذا ادلى
اليك بحجة وانفذ الحق اذا
وضح فانه لا ينفع تكلم بحق
لا نفاذ له وآس بين الناس فى
وجهك ومجلسك وعدلك حتى
لا ييأس الضعيف من عدلك ولا
يطمع الشريف فى حيفك البينة
على من ادعى واليمين على
من انكر والصلح جائز بين المسلمين
الا صلحا احل حراما او حرم
حلالا لا يمنعك قضاء قضيته بالامس
فراجعت فيه نفسك وهديت فيه
لرشدك ان تراجع الحق فان الحق
قديم ومراجعة الحق خير من التمادى
فى الباطل الفهم الفهم فيما
يختلج فى صدرك مما لم يبلغك
فى الكتاب او السنة واعرف الامثال
والاشباه ثم قس الامور عند
ذلك فاعمد الى احبها عند
الله عز وجل واشبهها
بالحق فيما ترى واجعل
لمن ادعى بينة

دارقطنی نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو
لکھا اما بعد درحقیقت قضاء ایک فریضہ قطعی اور سنتِ جاریہ
ہے۔ جب تمہارے سامنے (کوئی فریق مدعی یا مدعیٰ علیہ) کوئی
حجت پیش کرے تو اس کو سمجھو اور جب تم پر حق واضح ہو جائے
تو اس کا نفاذ کرو کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کو حق کہہ دینا جب
کہ اس کا نفاذ نہ ہو بے فائدہ ہے۔ لوگوں کے درمیان متوجہ ہونے
میں اور اپنے پاس بیٹھنے کے مقام میں اور انصاف کرنے میں
برابری کو قائم رکھو کہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے ناامید ہو جائے
اور کوئی صاحب شرافت تم سے کمزور پر ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ
پیش کرنا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے دعویٰ کیا ہو اور قسم
اس پر ہے جس نے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز
ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے
اور تم کو ایسی قضاء جس کو تم نے آج شام میں فیصل کیا ہے پھر تم
نے اس پر اپنے دل میں غور کیا اور تم پر اس کے بارے میں بھلائی
کی راہ کشادہ کر دی گئی اس بات سے مانع نہ ہونی چاہیئے کہ تم
حق کی طرف رجوع کر لو کیونکہ حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع
کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے
کام لو ایسے امر کے بارے میں جس سے تمہارے سینہ میں خلش
پیدا ہو جو ایسا ہو کہ اس کے بارے میں کتاب اور سنت میں
سے کچھ (واضح طور پر) تمہارے پاس نہیں پہنچا اور ایسی صورت
میں پیش آمدہ مسئلہ کے) مشابہ اور اس کے مماثل امور کو پہچانو
پھر (پیش آمدہ) امور کو ایسی صورت میں ان پر قیاس کر لو۔
پھر (اگر تعدد پیدا ہو جاتے تو) جو صورت تمہاری رائے میں
اللہ عز وجل کے نزدیک پسندیدہ محسوس ہو اور حق سے زیادہ
مشابہ ہو اس کو اختیار کر لو۔ اور مدعی کے لئے گواہ پیش کرنے کی

Marfat.com

أمداً ينتهي إليه فإن أحضر بينته أخذت له بحقه وإلا وجهت القضاء عليه فإن ذلك أجلى للعمی (گمراہی) وأبلغ في العذر والمسلمون عدول بعضهم على بعض إلا مجلوداً في حد أو مجرباً في شهادة زور أو ظنيناً (متہم) في ولاء أو وراثة إن الله تولى منكم السرائر ودرأ عنكم بالبينات وإياك والقلق والضجر والتأذي بالناس والتنكر للخصوم في مواطن الحق التي يوجب الله تعالى بها الأجر ويحسن بها الذخر فإنه من يصلح له نيته فيما بينه وبين الله تعالى ولو على نفسه يكفيه الله ما بينه وبين الناس ومن تزين للناس بما يعلم الله تعالى منه غير ذلك يشنه الله فما ظنك بثواب الله عز وجل في عاجل رزقه وخزائن رحمته

آخری مدت مقرر کردو پھر اگر اس نے گواہ حاضر کر دیئے تو اُس کے حق میں فیصلہ کردو ورنہ فیصلہ اس کے خلاف کردو کہ یہ اصُول گمراہی کو واضح کرنے والا اور (اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں خواہ وہ حق پر ہو) تم کو پورے طور پر معذور رکھنے والا ہے۔ اور تمام مسلمانوں میں سے بعض بعض کے مقابلہ پر عدول ہیں۔ (یعنی ہر مسلمان کی صفتِ اصلیہ عدالت ہے اس کے لئے ثبوت کی حاجت نہیں) بجز اس شخص کے جس کے کسی حد کی بناء پر کوڑے مارے گئے ہوں یا اُس کا کسی جھوٹی شہادت میں تجربہ ہو چکا ہو یا وہ کسی حق میں یا وراثت میں مُتّہم ہو۔ بیشک جو تم سے چھپی ہوئی باتیں ہیں وہ بحوالۂ خدا ہیں اور تم پر سے اُس نے مؤاخذہ ہٹا دیا شہادات سے اور تم کو بچنا چاہیئے لوگوں کو بے قراری اور تنگ دلی اور تکلیف میں ڈالنے سے اور جھگڑنے والوں کے مقابلہ پر حق کے مواقع میں جن کی بناء پر اللہ تعالٰے اجر کو واجب کر دیتا اور ان کو بہتر ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے۔ (لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنا خُلق) بدل دینے سے بچو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالٰے کے درمیان اچھی نیت رکھے گا اگرچہ (حق کی پیروی کی بناء پر) اس کو اپنی ذات کے خلاف فیصلہ دینا پڑے، تو اللہ تعالٰے اُس کے اور لوگوں کے مابین (حاکمیت و محکومیت کے) علاقہ کے لئے خود کافی ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے ظاہر کو لوگوں کے لئے آراستہ کرے گا اُس (باطنی) حال کے مقابلہ پر جو اُس کے خلاف ہے اور اس کو اللہ تعالٰے بخوبی جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا، تو تمہارا (اس صورت میں) کیا گمان ہے اللہ عزّ وجلّ کے ثواب اور اُس کے جلد ملنے والے رزق اور اس کی رحمت کے بارے میں کہ وہ قابلِ ترجیح ہیں یا دنیاوی جاہ و منزلت؟

Marfat.com

والسلام علیک شرح یقال أدلی دلوہ ارسلہا ودلاہا اخرجہا و الظنین بالظاء المتہم وبالضاد البخیل والاول المقصود والقلق ضیق الصدر ورجل قلق سیئ الخلق واغلق الامر اذا لم ینفسح و غلق الرہن اذا لم یجد مخلصا والشین العیب البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ان لا یقضی الا امیر فانہ اہیب للظالم و لشاہد الزور البغوی قال عمر لابن مسعود الم یبلغنی انک تقضی ولست بامیر قال بلی قال فول حارہا من تولی قارہا البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ایاک و الضجر والغضب والقلق والتاذی بالناس عند الخصومۃ واذا جلس عندک الخصمان فرأیت احدہما یتعمد الظلم فاوجع رأسہ البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری لا یمنعک قضاء قضیتہ ثم راجعت فیہ نفسک فہدیت لرشدہ ان تنقضہ فان

والسلام علیک۔ شرح کہا جاتا ہے أدلی دلوہ بمعنے ڈول کو چلتا کیا اور اس کو لٹکایا اور اس کو نکالا۔ اور ظنین ظاء کے ساتھ بمعنے متہم آتا ہے اور ضاد کے ساتھ بخل کے معنے میں ہے اور یہاں مقصود پہلی صورت ہے۔ اور قلق کے معنے ہیں سینہ کا تنگ ہونا اور بولا جاتا ہے رجل قلق یعنی بد خلق آدمی اور اغلق الامر جب کہ معاملہ غیر واضح ہو اور غلق الرہن جب کہ چھٹکا نہ پائے، اور شین کے معنے ہیں عیب۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسے اشعریؓ کو لکھا کہ سوائے امیر کے کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ وہ (صاحب اختیار ہونے کی وجہ سے) ظالم کو زیادہ مرعوب کرنیوالا ہوگا اور اس شخص کو جو جھوٹی شہادت دیتا ہے۔ بغوی، عمرؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ دیکھو مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم ان قضایا کے فیصلے کرتے ہو دراں حالیکہ تم امیر نہیں ہو۔ انھوں نے کہا کہ بیشک۔ فرمایا تو مالک بنا اس کے ضرر کا اسی شخص کو جو کہ مالک ہے اس کے منافع کا (یعنی قضایا امیر کے حوالے کر دیا کرو)۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تنگدلی سے اور بے قرار کرنے اور غصہ اور بدخوئی اور لوگوں کو مقدمات کی سماعت کے وقت اذیت دینے سے بچو۔ اور جب تمھارے پاس مدعی و مدعا علیہ بیٹھے ہوں اور تم ان میں سے ایک کو دیکھو کہ وہ ظلم کا قصد کر رہا ہے تو اس کا سر پیٹ دو۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسےٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اس فیصلہ پر جو تم دے چکے ہو پھر تم نے اس کے بارے میں اپنے نفس کی طرف مراجعت کی پھر تم کو اس امر میں اچھی بات کی طرف ہدایت ہو گئی اس فیصلہ کو توڑ دینے سے کوئی بات مانع نہ ہونی چاہیے کیونکہ

عہ یہ لفظ تمام موجودہ نسخوں میں غین معجمہ کے ساتھ لکھا ہے اور پچھلی عبارت میں کہیں یہ مذکور نہیں ہوا۔ اگر بجائے غین کے قاف مانا جائے تو کتب لغت میں اس کے معنے وہ نہیں بنتے جو مذکور ہوتے تو میرے نزدیک یہ عبارت زوائد میں سے ہے ۱۲ محشی کتاب۔

Marfat.com

الحق قديم لا ينقضه شيء والرجوع إلى الحق خير من التمادي في الباطل قال البغوي هذا إذا تبين له الخطاء بنص كتاب أو سنة أو إجماع فأما إذا قضى باجتهاد ثم تغير اجتهاده لم ينقض ما مضى ولا يقضي بعده فيما تغير إليه اجتهاده البغوي عن الزهري أنه قال كان مجلس عمر مغتصا من القراء شبابا كانوا أو كهولا فربما استشارهم فيقول لا يمنعن أحدكم أن يشير برأيه فإن العلم ليس على حداثة السن ولا قدمه ولكن الله يضعه حيث يشاء البغوي قال عمر بن الخطاب إن أناسا كانوا يؤخذون بالوحي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن الوحي قد انقطع وإنما نأخذ الآن بما ظهر لنا من أعمالكم فمن أظهر لنا خيرا أمناه وقربناه وليس إلينا من سريرته شيء الله يحاسبه في سريرته ومن أظهر لنا سوءا لم نأمنه ولم نصدقه وإن قال إن سريرته حسنة البغوي روي عن سعيد بن المسيب أن عمر بن الخطاب لما جلد الثلاثة الذين شهدوا على المغيرة بن شعبة استتابهم فرجع اثنان فقبل شهادتهما

حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ بغوی نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ قاضی پر نص کتاب یا سنت یا اجماع سے اپنے فیصلہ کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جائے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اُس نے فیصلہ اپنے اجتہاد سے کیا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا دوسری رائے کی طرف تو پہلے فیصلہ کو نہ توڑے گا اور اس کے بعد اس بدلی ہوئی اجتہادی رائے کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا۔ بغوی زہری سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ کی مجلس قُرّاء سے بھری رہتی تھی جوان بھی ہوتے تھے اور بوڑھے بھی اور بسا اوقات اُن سے مشورہ لیتے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی کو مشورے میں اپنی رائے کے بیان کرنے سے رُکنا نہ چاہیے کیونکہ علم پرانی عمر یا نئی عمر پر موقوف نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ علم کو جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر وحی کے ذریعہ سے گرفت ہوتی تھی اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے، اب ہم تمہارے اُن اعمال کو لیتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے تو جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا تو ہم اس پر مطمئن ہو جاتے اور اُس کو اپنا مقرب بناتے ہیں اور اس کے باطن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اُس کے باطن کا محاسبہ اللہ کرے گا اور جس نے ہمارے سامنے بُرائی کا اظہار کیا اُس پر ہم مطمئن نہیں ہوتے اور نہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ کہے کہ اُس کا باطن اچھا ہے۔ بغوی، روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب اُن تین آدمیوں کے کوڑے لگوائے جنھوں نے مُغیرہ بن شعبہ پر گواہی دی تھی اور ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا تو ان میں سے دو نے تو رجوع کر لیا تو اُن کو (آئندہ کے لئے) مقبول الشہادت قرار دیا

وأبى ابوبكرة ان يرجع فرد شهادته
ويقال ان عمر قال لابى بكرة تب
تقبل شهادتك او ان تتب قبلت
شهادتك مالك عن يحيى بن سعيد عن
سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب اختصم
اليه مسلم ويهودي فرأى عمر بن الخطاب
ان الحق لليهودي فقضى له عمر فقال له
اليهودي والله لقد قضيت بالحق فضربه
عمر بالدرة ثم قال وما يدريك فقال
اليهودي انا نجد انه ليس قاض يقضى
بالحق الا كان عن يمينه ملك وعن
شماله ملك يسددانه ويوفقانه للحق ما دام
مع الحق فاذا ترك الحق عرجا وتركاه
مالك عن ربيعة بن ابي عبد الرحمن
انه قال قدم على عمر بن الخطاب
رجل من اهل العراق فقال لقد
جئتك لامر ماله رأس ولا ذنب
قال عمر ما هو قال شهادات الزور
ظهرت بارضنا فقال عمر او قد كان
ذلك قال نعم قال عمر والله لا يؤسر
رجل في الاسلام بغير العدول مالك
انه بلغه ان عمر بن الخطاب قال لا يجوز
شهادة خصم ولا ظنين۔ مالك عن
عمر بن يحيى المازني عن
ابيه انه قال

اور ابو بکرہ نے انکار کیا کہ وہ اس سے رجوع کرے تو ان کو مردود الشہادۃ قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرہ سے فرمایا کہ تو توبہ کر تو ہم تیری شہادت قبول کر لیا کریں گے یا یوں فرمایا تھا کہ اگر تو توبہ کر لے گا تو ہم تیری شہادت قبول کر لیں گے۔ مالکؒ یحییٰ ابن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے گئے تو عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا کہ حق یہودی کے لئے ثابت ہے تو آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اُن سے یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے (منشائے) حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ تو عمرؓ نے اس کے دِرّہ مارا۔ اور کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ تو یہودی نے کہا کہ ہم (اپنی) کتابوں میں پاتے ہیں کہ کوئی ایسا قاضی نہیں جو حق کے مطابق فیصلہ کرے مگر اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق پر جماتے اور اس کی توفیق دلاتے رہتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے پھر جب وہ حق کو ترک کر دیتا ہے تو وہ اُڑ جاتے اور اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے کہا کہ اہلِ عراق میں سے ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسے امر کی وجہ سے آیا ہوں جس کے نہ سر ہے اور نہ دُم۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا جھوٹی شہادت ہماری سرزمین پر غالب آگئی۔ تو عمرؓ نے کہا کیا واقعی ایسا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا کہ اسلام میں کوئی شخص غیر عدل کی شہادت پر ماخوذ نہیں ہوتا۔ مالکؒ نے کہا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ مدعی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی شہادت جائز نہیں اور نہ مُتہم کی۔ مالکؒ روایت ہے عمر بن یحییٰ مازنی سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ان کے

کان فے حائط جدہ ربیع لعبد الرحمٰن بن عوف فارادَ عبد الرحمٰن بن عوف ان یحوّلہٗ الٰی ناحیۃٍ من الحائط ہی اقرب الٰی ارضہ فمنعہ صاحبُ الحائط فکلّم عبد الرحمٰن بن عوف عُمر بن الخطّاب فی ذٰلک فقضٰی عمر لعبد الرحمٰن ابن عوف بتحویلہ. قلتُ کان عمر یرید انّ المنعَ فیما لایتعلق بہ ضررٌ مشاحّۃٌ ومکابرۃٌ لاتُتبع وانّما الخصومات التی یقضٰی فیہا مافیہ نفعٌ وضررٌ معتدٌّ بہ عندَ العقلآء. مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن یحیٰی ابن عبد الرحمان بن حاطب ان رقیقًا لحاطب سَرَقُوا ناقۃً لرجل من مُزینۃَ فانتحروہا فرُفِعَ ذٰلک الٰی عمر بن الخطاب فأمر عمر کثیرَ بنَ الصلتِ اَن یقطع ایدیہم ثُم قالَ لہٗ عمر اریٰ ان تجیعہم ثم قالَ عمر واللّٰہ لاغرمنّک غُرمًا یشقّ علیک ثُم قالَ للمزنی کم ثمنُ ناقتِک فقالَ المزنی کنتُ واللّٰہِ امنعہا من اربعمآئۃِ درہم فقال اَعطِہٖ ثمانَ مائۃِ درہم قالَ مالک ولیس علٰی ہٰذا العملُ عندنا فی تضعیفِ القیمۃِ. قلتُ اصل ذٰلک ان عمر کان یُعزّرُ بالمال وفے ذٰلک احادیث کثیرۃ مرفوعۃٌ و موقوفۃٌ. مالک عن ابن شہاب عن عُروۃ بن الزّبیر عن عبد الرحمٰن ابن عبدٍ القاریّ

داداکے باغ میں ایک پانی کی گول تھی عبدالرحمٰن بن عوف کی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے ارادہ کیاکہ اس کو باغ کے ایک گوشہ کی طرف بدل دیں جو اُن کی زمین سے قریب ہے تو باغ والے نے اُن کواس سے روک دیا تو اس بارے میں عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے عمر رضؓ سے گفتگو کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے لئے اُس کو بدل دینے کا فیصلہ کردیا۔ میں کہتا ہوں کہ عمر رضؓ کا نقطۂ نظر یہ تھاکہ روک لگانا ایسی چیز پر جس سے کوئی ضرر متعلق نہ ہو بنا۔ برلالچ وہٹ دھرمی قابلِ لحاظ امر نہیں ہے اور ایسے ہی جھگڑوں کو عُقلاء کے نزدیک قابلِ شمار سمجھا جاتا ہے جن کا فیصلہ اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ ان میں کسی کا نفع یا نقصان ہو۔ مالکؒ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن حاطب سے کہ مُزَینہ کے ایک شخص کی ناقہ کو حاطب کے غلاموں نے چُراکر ذبح کرلیا۔ پھر یہ قضیہ عمر رضؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو عمر رضؓ نے حکم دیا کثیر بن الصلت کو ان کے ہاتھ کاٹ دے۔ پھر کثیر سے عمر رضؓ نے فرمایا (سابق حکم کے بجائے) میری رائے یہ ہے کہ ان کو سخت سزا دے پھر عمر رضؓ نے فرمایا کہ (اے حاطب!) میں تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا جو تجھ پر شاق گزرے۔ اس کے بعد مُزَنی سے پوچھا کہ تیری اُونٹنی کی کیا قیمت تھی تو مُزَنی نے کہا کہ میں واللہ اس کو چار سو درہم میں نہیں دے رہا تھا۔ تو اُنھوں نے (حاطب سے) فرمایا کہ اس کو آٹھ سو درہم دے۔ مالکؒ نے کہا اور ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ قیمت کا دُگنا دلوایا جاتے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ عمر رضؓ کبھی مالی سزا دیا کرتے تھے (یعنی جرمانہ) اور اس کے ثبوت میں بہت سی احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عروہ بن الزّبیر سے وہ عبدالرحمٰن بن عبدٍ القاریؔ سے کہ

Marfat.com

ان عمر بن الخطاب قال ما بال رجال ينحلون (يعطون)
ابناءهم نحلا ثم يمسكونها فان مات ابن
احدهم قال مالي بيدي لم اعطه احدا
وان مات هو قال هو لابني قد كنت
اعطيته اياه من نحل نحلة فلم
يحزها الذي نحلها حتى يكون ان مات
لورثته (يقبضها) فهي باطل. مالك عن داود
ابن الحصين عن ابي غطفان المري
ان عمر بن الخطاب قال من وهب
هبة لصلة رحم او على وجه صدقة
فانه لا يرجع فيها ومن وهب هبة
يرى انه اراد به الثواب فهو على
هبته يرجع فيها اذا لم يرض منها
مالك عن عبدالله بن ابي بكر بن محمد
ابن عمرو بن حزم عن ابيه ان عمرو
ابن سليم الزرقي اخبره انه قيل
لعمر بن الخطاب ان ههنا غلاما يفاعا (بلند بالا)
لم يحتلم من غسان ووارثه بالشام
وهو ذو مال وليس له ههنا الا
بنت عم فقال له عمر فليوص
لها قال فاوصى لها بمال
يقال له بئر جشم قال عمرو بن
سليم فبيع ذلك المال بثلاثين
الف درهم وبنت عمه التي اوصى
لها هي ام عمرو بن سليم الزرقي

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے بیٹوں کو
عطیہ دیتے ہیں پھر اس کو روک لیتے ہیں تو اگر ان لوگوں میں
سے کسی کا بیٹا مرگیا تو کہدیتے ہیں کہ میرے قبضہ میں (اس کی)
کوئی چیز نہیں (تاکہ اس کے وارثوں کو وہ شے نہ ملے) میں نے
اُس کو کوئی چیز نہیں دی ہے اور اگر وہ خود مرنے لگیں تو کہتے ہیں کہ
یہ چیز میرے بیٹے کی ہے میں نے اس کو دیدی تھی۔ جو شخص
کسی کو عطیہ دے اور اس کو اُس دی ہوئی شے پر ایسا قبضہ نہ
دے کہ اگر وہ مرجائے تو وہ چیز اُس کے وارثوں کو ملے تو یہ
(ہبہ) باطل ہے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ ابو غطفان مری
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص صلۂ رحم یا صدقہ
کے طور پر کچھ ہبہ کرے تو وہ اس صورت میں رجوع نہ کرے گا
اور جو شخص کچھ ہبہ کرے اور اس کی دیدیہ ہو کہ اس نے اس سے
ثواب آخرت کا ارادہ کیا ہے تو وہ اپنے ہبہ پر (صاحب اختیار)
رہے گا۔ جب وہ اس پر راضی نہ ہے تو اُس کو واپس لے لیگا۔
مالکؒ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے
باپ سے کہ عمرو بن سلیم الزرقی نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب
سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے غسان میں کا جس کا قد دراز
ہے اور وہ بالغ نہیں ہوا اور اس کا وارث شام میں ہے اور
وہ لڑکا صاحب مال ہے اور یہاں اُس کی صرف ایک چچا کی بیٹی
ہے تو اس بارے میں عمرؓ نے کہا کہ اس لڑکے کو چاہیے کہ وہ
اس کے حق میں وصیت کردے۔ کہا کہ پھر اُس نے اُس بنت عم
کے حق میں ایک مال (یعنی جائداد) کی وصیت کردی جس کو
بیر جُشم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ پھر یہ جائداد تیس ہزار
درہم میں فروخت کی گئی اور اُس کی وہ چچا کی بیٹی جسکے حق
میں اُس نے وصیت کی تھی وہ اُمّ عمرو بن سلیم الزرقی ہے۔

Marfat.com

مالک عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی ان رجلاً من جہینۃ کان یسبق الحاج فیشتری الرواحل فیغلی بہا (بہا زیادہ قیمت پر بیچتا تھا) ثم یسرع السیر فیسبق الحاج فافلس فرفع امرہ الی عمر ابن الخطاب فقال اما بعد ایہا الناس فان الاسیفع اسیفع جہینۃ رضی من دینہ وامانتہ بان یقال سبق الحاج الا وانہ اذان معرضا فاصبح قد دین بہ فمن کان لہ علیہ دین فلیاتنا بالغداۃ نقسم مالہ بینہم وایاکم والدین فان اولہ ہم واٰخرہ حرب الحدود مالک عن عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری عن ابیہ انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب رجل من قبل ابی موسی الاشعری فسألہ عن الناس فاخبرہ ثم قال لہ عمر ہل فیکم من مغربۃ خبر فقال نعم رجل کفر بعد اسلامہ فما فعلتم بہ قال قربناہ فضربنا عنقہ فقال عمر افلا حبستموہ ثلثا واطعمتموہ کل یوم رغیفا واستتبتموہ (طلب توبہ کردید او را) لعلہ یتوب ویراجع امر اللہ تعالیٰ ثم قال عمر اللہم انی لم احضر

مالک عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی سے کہ جہینہ میں کا ایک شخص تھا جو کہ حاجیوں سے پہلے پہنچ کر کجاوے خرید لیا کرتا تھا اور اُن کو گراں قیمت پر فروخت کرتا پھر سُرعت کے ساتھ روانہ ہوتا اور حجاج سے آگے بڑھ جاتا۔ پھر وہ مفلس ہوگیا اور اس کا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (لوگوں کے اجتماع سے) کہا اما بعد اے لوگو! بیشک اُسیفع (جس کا رنگ فرطِ مشقت سے سیاہی مائل ہو جاتے) جہینہ کا اسیفع ہے وہ اپنے دین اور امانت میں سے اتنی بات پر راضی ہو گیا کہ یہ کہا جاتے کہ وہ حجاج پر سبقت لے گیا۔ سُن لو اُس نے (ادائگی کی یا قول ناصح کی) پرواہ نہ کرتے ہوتے قرض لے۔ اب قرضوں نے اُس کو گھیر لیا ہے تو جس کا اُس کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آجاتے ہم اس کے مال کو اُن پر تقسیم کرینگے۔ اور خبردار تم لوگ قرض سے بچو کیونکہ اس کا شروع بھی رنج و غم ہے اور اس کا آخر لڑائی ہوتا ہے۔ حدود۔ مالکؒ عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف سے تو عمرؓ نے اُس سے لوگوں کا حال دریافت کیا اور اُس نے اُن کو خبر دی۔ پھر اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم میں کوئی نئی (دخاص) خبر بھی ہے تو اُس نے کہا ہاں! ایک شخص اسلام کے بعد کافر ہو گیا۔ فرمایا کہ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس بُلوا کر اُس کی گردن ماردی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے اس کو تین دن قید میں نہیں رکھا اور ہر دن میں ایک روٹی بھی اُس کو دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالےٰ کے حکم کی طرف مراجعت بھی کر لیتا۔ پھر عمرؓ نے کہا یا اللہ نہ میں وہاں موجود تھا

Marfat.com

ولم آمرُ ولم أرضَ اذ بلغنی مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس سمعتُ عمرَ یقولُ الرجم فی کتاب اللہ حقٌ علی مَن زنی من الرجال والنساء اذا أحصنَ اذا قامتِ البیّنۃ او کانَ الحبلُ او الاعترافُ مالک عن یحییٰ ابن سعید عن سعید بن المسیب فی قصۃ وفاۃ عمر انہ قالَ ایّاکم أن تہلکوا عن آیۃ الرجم ان یقول قائل انا لا نجدُ حدّین فی کتاب اللہ فقد رَجمَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورَجَمْنا والذی نفسی بیدہ لولا ان یقولَ النّاسُ زاد عمرُ بنُ الخطاب فی کتاب اللہ لکتبتُہا الشیخُ والشیخۃُ اذا زنیا فارجُمُوہما البتّۃَ فانا قد قرأناہا مالک عن یحییٰ بن سعید عن سلیمان بن یسار عن ابی واقد اللیثی ان عمر بن الخطاب آتاہ رجل وہو بالشام فذکر لہٗ ان وجدَ مع امرأتہ رجلاً فبعثَ عمر بن الخطاب ابا واقد اللیثی الی امرأۃٍ یسألُہا عن ذٰلک فاتاہا وعندہا نسوۃٌ حولَہا فذکر لہا الذی قال زوجُہا لعمر بن الخطاب وأخبرہا انہا لا تؤاخذُ بقولہ وجعل یُلقّنُہا اشباہَ ذٰلک لتنزعَ فأبتْ ان تنزعَ وتمّتْ علی الاعترافِ

اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں جب مجھے اطلاع پہنچی راضی ہوا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا جو کہہ رہے تھے کہ رجم (سنگسار کرنا) کتاب اللہ میں واجب ہے اُس شخص پر جو زنا کرے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے جب کنوارے نہ ہوں، جب شہادت قائم ہو چکی ہو یا حمل رہ گیا ہو یا زنا کا اقرار کر لیا ہو۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے قصہ میں (فرمایا) کہ تم کو آیتِ رجم کے بارے میں ہلاک ہونے سے بچا رہنا چاہیے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم دو حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے رجم کیا ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں یہ ضرور لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ الخ (بوڑھا اور بڑھیا جب زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قرأت کی ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد اللیثی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس جب کہ وہ شام میں تھے ایک شخص آیا اور اُس نے اُن سے یہ ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو پایا تو عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ابو واقد اللیثی کو اُس کی عورت کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کریں تو وہ اس کے پاس آئے اور اس عورت کے پاس اور عورتیں اس کے گرد موجود تھیں تو ابو واقد نے اس عورت سے وہ بات بیان کی جو اس کے شوہر نے کہی تھی عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے اور اس کو یہ بھی بتا دیا کہ اس سے شوہر کے قول کی بناء پر گرفت نہ کی جائے گی اور اُس کو اسی قسم کی باتیں تلقین کرتے رہے تاکہ وہ عورت اقرار سے نکل جائے تو اُس نے منحرف ہونے سے انکار کر دیا اور اقرار پر جم گئی

Marfat.com

فأمر بها عمر فرجمت. مالك عن نافع ان عبداً كان يقوم على رقيق الخمس وانه استكره جارية من ذلك الرقيق فوقع بها فجلده عمر بن الخطاب ونفاه ولم يجلد الوليدة لانه استكرهها. مالك عن يحيى بن سعيد ان سليمان بن يسار اخبره ان عبدالله ابن عياش بن ابى ربيعة المخزومى قال امرنى عمر بن الخطاب فى فتية من قريش فجلدنا ولائد من ولائد الامارة خمسين خمسين فى الزنا. مالك عن ابى الزناد عن عبدالله بن عامر بن ربيعة ادركت عمر بن الخطاب وعثمان ابن عفان والخلفاء هلم جرا فما رأيت احدا جلد عبدا فى فرية اكثر من اربعين. مالك عن ابى الرجال عن امه عمرة ان رجلين استبا فى زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر والله ما ابى بزان ولا امى بزانية فاستشار فى ذلك عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباه وامه وقال آخرون قد كان لابيه وامه مدح غير هذا نرى ان تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانين. مالك عن ربيعة بن ابى عبدالرحمن ان عمر بن الخطاب قال رجل خرج بجارية لامرأته معه فى سفر فاصابها فغارت امرأته فذكرت ذلك

تو عمرؓ نے اُسکے بارے میں حکم دیا پھر وہ سنگسار کی گئی۔ مالکؒ نافع سے کہ ایک غلام پہرہ دیا کرتا تھا خُمس کے مملوکوں پر اور اُس نے اُن میں سے ایک لونڈی پر زبردستی کرکے اُس سے زنا کیا تو عمرؓ ابن الخطاب نے اُس کے کوڑے لگوائے اور اُس کو شہر بدر کر دیا اور اُس لڑکی کے کوڑے نہیں لگوائے کیونکہ...... اس پر زبردستی کی گئی تھی۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ سلیمان بن یسار نے اُن کو خبر دی کہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ مجھ کو مع چند جوانانِ قریش کے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا تو ہم نے پچاس پچاس کوڑے مارے زنا کے بارے میں بہت سی لونڈیوں کے امارت (یعنی خمس) کی لونڈیوں میں سے۔ مالکؒ ابوالزناد سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ میں نے پایا عمرؓ بن الخطاب کو اور عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر خلفاء کو نام بنام آگے تک سمجھو تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی غلام کے افتراء کی بناء پر چالیس کوڑوں سے زیادہ مارے ہوں۔ مالکؒ ابو الرجال سے وہ اپنی ماں عمرہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نہ میرا باپ زانی تھا اور نہ میری ماں زانیہ تھی۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے مشورہ کیا۔ تو ایک کہنے والے نے کہا کہ اُس نے اپنے باپ اور ماں کی مدح کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے باپ اور ماں کے لئے مدح کی بات اور بھی تھی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو حد کے کوڑے مارے جائیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے حد کے اسّی کوڑے لگوائے مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی باندی کو اپنے ساتھ لے کر ایک سفر میں نکلا اور اس سے ہم بستر ہو گیا۔ اس سے اُس کی بیوی کو غیرت آئی اور اُس نے اس کا ذکر

Marfat.com

لعمر بن الخطاب فسأله عن ذلك فقال وهبتها لی فقال عمر لتأتینی بالبینۃ او لأرجمنک باحجارک قال فاعترفت امرأتہ انها وهبتها له مالک عن ابن شهاب عن سائب بن یزید ان عبداللہ ابن عمرو الحضرمی جاء بغلام له الیٰ عمر ابن الخطاب فقال اقطع ید غلامی ہذا فانه سرق فقال له عمر ماذا سرق قال سرق مرآۃ لامرأتی ثمنها ستون درهما فقال عمر ارسله فلیس علیه قطع خادمکم سرق متاعکم (من غیر حرز) مالک عن ابن شهاب عن سائب بن یزید انه اخبره ان عمر بن الخطاب خرج علیهم فقال انی وجدت من فلان ریح شراب فزعم انه شرب الطلاء[ع] و انا سائل عما شرب فان کان یسکر جلدته الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد تاما مالک عن یزید الدیلی ان عمر بن الخطاب استشار فی الخمر یشربها الرجل فقال له علی ابن ابی طالب نریٰ ان تجلده ثمانین فانه اذا شرب سکر و اذا سکر ہذیٰ

عمرؓ بن الخطاب سے کردیا تو اس شخص سے انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اس نے باندی کو مجھے ہبہ کردیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے سامنے گواہ لانا ہوں گے ورنہ میں تجھے پتھروں سے سنگسار کردوں گا۔ کہا کہ پھر اس کی بیوی نے اقرار کرلیا کہ اس نے اس باندی کو اس شخص کے لئے ہبہ کردیا تھا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے کہ عبداللہ بن عمرو الحضرمی اپنے ایک غلام کو عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے، تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اس نے کیا چوری کی ہے تو انھوں نے کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چُرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے اوپر قطع نہیں ہے تمھارا خادم ہے تمھاری ہی چیز کو اس نے چُرایا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب ان پر نکلے اور فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بُو محسوس کر رہا ہوں اور وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے طلاء[ع] پیا ہے۔ اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہوگیا تو میں اس پر حد کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کے پورے کوڑے حد کے لگوائے۔ مالکؒ یزید الدیلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شراب کے بارے میں جو کوئی شخص پئے مشورہ طلب کیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ اس کے اسّی کوڑے لگوائے جائیں کیونکہ وہ شخص جب پئے گا تو مدہوش ہوگا اور جب مدہوش ہوگا تو ہذیان کی باتیں بکے گا

ع طلاء اصل میں اس روغن کو کہتے ہیں جو اونٹوں پر مَلا جاتا ہے یعنی تارکول یا ڈامر۔ چونکہ انگور کا وہ شیرہ جو اتنا پکایا جائے کہ اس کا دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے وہ اتنا گاڑھا ہوجاتا ہے جیسا تارکول ہوتا ہے تو اس کو بھی طلاء کہنے لگے۔ یہ مُسکِر نہیں ہوتا۔ اس لئے حلال ہے۔ لیکن لوگ دھوکہ دینے لگے کہ گاڑھی شراب کو طلاء کے نام سے پینے لگے ایسے لوگوں پر حد جاری کی گئی ہ

Marfat.com

واذا ہذے افتریٰ او کما قال فجلدہ
عمر فی الخمر ثمانین البغوی فی قصۃ
جلد الولید بن عقبۃ فی الخمر قول علیؓ
جلد النبی صلے اللہ علیہ وسلم اربعین و
جلد ابوبکر اربعین وعمر ثمانین وکلٌّ
سنۃٌ وہذا احبُّ الیَّ یعنی
الاربعین مالک عن ابن شہاب ان عمر
ابن الخطاب وعثمان بن عفان وعبداللہ
ابن عمر قد جلدوا عبیدہم نصف حد
الحر فی الخمر مالک عن داؤد بن الحصین
عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ انہ اخبرہ
عن محمود بن لبید الانصاری ان عمر
الخطاب حین قدم الشام شکی الیہ
اہل الشام وباء الارض وثقلہا وقالوا
لا یصلحنا الا ہذا الشراب فقال عمر
اشربوا العسل فقالوا لا یصلحنا العسل
فقال رجل من اہل الارض ہل لک ان
نجعل لک من ہذا الشراب شیئاً لا یسکر
قال نعم فطبخوہ حتی ذہب منہ
الثلثان وبقی الثلث فاتوا بہ عمر
فادخل فیہ عمر اصبعہ ثم رفع یدہ
فتبعہا یتمطط فقال ہذا الطلاء ہذا
مثل طلاء الابل فامرہم عمر ان
یشربوہ فقال لہ عبادۃ بن الصامت
احللتہا واللہ فقال عمر کلا واللہ

اور جب ہذیان ہوگا تو افتراء کرے گا (یعنی گالیاں بکے گا) یا جیسا
کہ آپ نے فرمایا تو عمرؓ نے شراب کی بنا پر اس کے اسی کوڑے
لگوائے۔ بغوی ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوانے
کے قصہ میں علیؓ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس
کوڑے لگوائے اور ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمرؓ نے
اسی اور ہر ایک سنت یعنی صحیح طریقہ ہے اور یہ مجھے پسند ہے یعنی
چالیس۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ
ابن عفان اور عبداللہ بن عمرؓ نے شراب کی حد کے بارے میں
اپنے غلاموں کے بہ نسبت آزاد لوگوں کے آدھی تعداد کوڑے
لگوائے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ واقد بن عمرؓ بن سعد
ابن معاذ سے کہ ان کو خبر پہنچی محمود بن لبید الانصاری سے کہ
عمرؓ بن الخطاب جب شام پہنچے تو اہل شام نے اُن سے شکایت
کی ملک میں وباء پھیلنے اور اس سے سستی پیدا ہونے کی اور
انھوں نے کہا ہمیں کوئی چیز مفید نہیں پڑتی بجز اس مشروب
کے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ شہد پیو تو انھوں نے کہا کہ ہمیں شہد مفید
نہیں پڑتا۔ تو اس سرزمین کے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم آپ کو
اس شراب ہی سے ایسی چیز بنا کر دیں . . . . .
. . . جو نشہ نہ کرے تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ تو لوگوں نے
اس کو پکایا یہاں تک کہ اس میں سے دو تہائی جاتا رہا اور
ایک تہائی باقی رہ گیا پھر اس کو عمرؓ کے پاس لے کر آئے تو
عمرؓ نے اس میں اپنی انگلی ڈبوئی۔ پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا تو
اس کے ساتھ تار کھنچتا ہوا آیا تو فرمایا کہ یہ طلاء ہے یہ
تو مثل اونٹ کے (مرہم) طلاء کے ہے تو عمرؓ نے ان کو حکم
دیدیا کہ اس کو پی لیں۔ تو ان سے عبادہ بن الصامت نے کہا کہ
واللہ کیا آپ نے اس کو حلال کردیا[۱] تو عمرؓ نے کہا کہ ہرگز نہیں واللہ

[۱] عبادہ بن صامت کو اس پر شراب کا دھوکہ ہوا اسی لئے سوال کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے شراب کی اجازت نہیں دی ۱۲ مسترجم

Marfat.com

اللّٰھم انی لا اُحِلّ لھم شیئًا حرّمتہ علیھم
ولا اُحرّم شیئًا احللتہ لھم البغوی روی
ان رجلین تشاتما عند ابی بکر فلم یقل
لھما شیئًا وتشاتما عند عمر فادّبھما فی
الجراح مالک بلغہ ان عمر بن الخطاب
قوّم الدیۃ علی اہل القری فجعلہا
علی اہل الذہب الف دینار وعلی اہل
الورق اثنی عشر الف درہما مالک عن
ابن شہاب عن عراق بن مالک وسلیمان
ابن یسار ان رجلاً من بنی سعد بن لیث
اجری فرسًا فوطئ علی اصبع رجل من
جھینۃ فنزی فیہا فمات فقال عمر
ابن الخطاب للذین ادُّعی علیہم
اتحلفون باللہ خمسین یمینًا ما مات منہا
فابوا وتحرّجوا فقال للآخرین اتحلفون
انتم فابوا فقضی عمر بشطر الدیۃ علی
السعدیین قال مالک ولیس العمل
علی ہذا وقال الشافعی نحوًا
من ذلک قلت ان البدایۃ انّما
بالمدعی علیہم فالظن ان عمر بن الخطاب
کان عندہ انہ یجوز ان یبدأ
بہولاء وہولاء فالبدایۃ بالمدعی
علیہم ہو القیاس والبدایۃ
بالمدعین محوّل عن القیاس
احتیاطًا لامر القتل

اے اللہ! میں اُن کے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حرام کیا اور کوئی ایسی چیز اُن پر حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان پر حلال کیا ہے۔ بغویؒ، روایت کیا گیا کہ ابوبکرؓ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا کہا تو اُنھوں نے اُن کو کچھ نہ کہا اور (دو آدمیوں نے) ایک دوسرے کو بُرا کہا عمرؓ کے پاس تو انھوں نے (دونوں کو) ایک دوسرے کو گالی دینے پر تادیب کی (مار کر یا ڈانٹ کر)۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت قرار دی بستی والوں پر تو اس کو سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے کہ بنی سعد بن لیث میں کے ایک شخص نے گھوڑا دوڑایا تو اُس نے جُہینہ کے ایک شخص کی اُنگلی کو پامال کردیا تو اس سے اُس کے تمام بدن کا خون نکل گیا اور وہ مرگیا تو عمرؓ بن الخطاب نے ان لوگوں سے کہا جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی پچاس قسمیں کھاؤ گے اس پر کہ وہ اس (صدمہ) سے نہیں مرا تو اُنھوں نے انکار کیا اور وہ رُک گئے۔ پھر آپ نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ کیا تم قسم کھاؤ گے؛ تو اُنھوں نے انکار کردیا تو عمرؓ نے بنی سعد والوں کے اُوپر نصف دیت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ نے کہا کہ اس پر عمل نہیں ہے (یعنی اس پر کہ اوّل مدعا علیہ سے بیان لیا جاتے)۔ شافعیؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔ میں کہتا ہوں کہ (مقدمہ کی) ابتدا کرنا مدعیٰ علیہم سے تو میرا ظن یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا مسلک یہ تھا کہ وہ جائز رکھتے تھے کہ ابتدا کی جائے ان سے یا اُن سے۔ ہاں امر قتل میں احتیاط کے طور پر مدعا علیہم سے ابتدا کرنا قیاس کے مطابق ہے اور مدعیوں سے ابتدا کرنا قیاس کے خلاف ہے۔

Marfat.com

وأما قضاؤه بنصف الدية على السعديين فيجري فيه ما قال البغوي في حديث جرير ابن عبد الله بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية الى خثعم فاعتصم ناس منهم بالسجود فأسرع فيهم القتل فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فأمر بنصف العقل الحديث فقال البغوي امر بنصف الدية استطابة لانفس اهليهم او زجرا للمسلمين في ترك التثبت عند وقوع الشبهة والاوجه عندي انه على طريق الصلح يشهد له كتاب عمر الى ابي عبيدة واحرص على الصلح اذا لم يستبين لك القضاء۔ مالك عن زيد بن اسلم عن مسلم ابن جندب عن اسلم مولى عمر ان عمر بن الخطاب قضى في الضرس بجمل وفي الترقوة بجمل وفي الضلع بجمل مالك عن ابن شهاب ان عمر بن الخطاب نشد الناس بمنى من كان عنده علم من الدية ان يخبرني فقام الضحاك ابن سفيان الكلابي فقال كتب الي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ورث امرأة اشيم الضبابي من دية زوجها فقال له عمر بن الخطاب ادخل الخباء حتى آتيك فلما نزل عمر بن الخطاب اخبره الضحاك فقضى بذلك عمر بن الخطاب قال ابن شهاب فكان قتل اشيم خطاءً مالك عن يحيى بن سعيد

اور ابنی سعد والوں پر آپ کا نصف دیت کا فیصلہ کرنا تو اس میں وہ بات جاری ہوتی ہے جس کو بغوی نے ذکر کیا ہے جریر بن عبد اللہ رض کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ خثعم پر ایک سریّہ بھیجا تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے اپنا بچاؤ سجدہ کر کے کیا تو جلدبازی سے کام لیکر انھیں فوراً قتل کر دیا گیا پھر جب اس واقعہ کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے نصف دیت دینے کا حکم دیا، آخر حدیث تک۔ تو اس پر بغوی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خثعم کے دل رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے کہ شبہ کے موقع پر ثابت قدمی کو اُنھوں نے ترک کر دیا تھا نصف دیت کا حکم دیا۔ اور بہتر وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ (عمر رض کا فیصلہ) صلح کے طریق پر تھا۔ اس پر شاہد ہے عمر رض کا مکتوب ابو عبیدہ رض کے نام کہ جب تم پر فیصلہ پورے طور پر واضح نہ ہو تو باہمی صلح کرانے پر حریص بن جاؤ۔ مالک زید بن اسلم سے وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمر رض سے کہ عمر رض بن الخطاب نے داڑھ (توڑنے) پر فیصلہ کیا ایک اونٹ دینے کا اور ہنسلی اور پسلی ایک اونٹ کا۔ مالک ابن شہاب سے کہ عمر رض بن الخطاب نے منیٰ میں لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص کے پاس دیت کے بارے میں کوئی علم ہو وہ مجھے خبر دے۔ تو ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت میں وارث قرار دو۔ تو اُن سے عمر رض بن الخطاب نے کہا کہ تم خیمہ میں داخل ہو جاؤ (اور ٹھہرو) یہاں تک کہ میں تمھارے پاس آؤں۔ تو جب عمر رض بن الخطاب آتے تو اُن کو پھر ضحاک نے خبر دی تو عمر رض بن الخطاب نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابن شہاب نے کہا کہ اشیم کا قتل خطاءً ہوا تھا۔ مالک یحییٰ بن سعید سے

Marfat.com

عن عمرو بن شعیب انّ رجلاً من بنی مُدلج یُقالُ
لہٗ قتادۃ حذَفَ ابنہٗ بسیفٍ فاصابَ ساقہ (رمی اور ضرب ۱۲)
فنُزِیَ فی جرحہٖ فماتَ فقدم سراقۃ بن جعشم
علیٰ عمر بن الخطاب فذکر ذٰلک لہٗ فقالَ لہٗ
عمر اَعْدِدْ (تیار کر ۱۲) علی ماء قُدَید (جگہ ہے مکہ و مدینہ ۱۲) عشرینَ ومائۃَ بعیر
حتّے اَقدمَ علیک فلما قدِم عمر اخذ من تلک
الابل ثلٰثین حِقّۃً وثلٰثینَ جذعۃً واربعینَ
خَلِفَۃً (حاملہ ۱۲) ثم قال این اخو المقتول قال ہا
انا ذا فقالَ خذہا فانّ رسولَ اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم قالَ لیسَ للقاتل شیٌٔ مالک
عن یحیے بن سعید عن سعید بن المسیّب ان
عُمر بن الخطاب قتل نفرًا خمسۃً او سبعۃً
برجلٍ واحدٍ قتلوہ قتلَ غِیلۃٍ وقالَ عمرُ
لو تمالَاَ (جمع ۱۲) علیہ اہل صنعاء لقتلتُہم جمیعًا
البیہقے رُوینا عن عمر بن الخطّاب انہ
قتل ثلٰثۃَ نفرٍ بامرأۃٍ اَقادہم (قصاص لیا ۱۲) بہا
الشافعی اخبرنا محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان رجلاً من بکر
بن وائل قتل رجلاً من اہل الحِیرۃ فکتب فیہ عُمر بن
الخطّاب ان یُدفَع الی اولیاء
المقتول فان شاؤا قتلوا و
ان شاؤا عفوا فدُفِع الرجلُ
الی رجُل یُقال لہٗ حُنَین
من اہلِ الحیرۃ

وہ عمرو بن شعیب سے کہ بنی مُدلج کے ایک شخص نے جس کو قتادہ کہا جاتا تھا اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اُس کی پنڈلی پر لگی تو اس کے زخم سے تمام بدن کا خون نکل گیا پھر وہ مرگیا تو سراقہ بن جعشم عمرؓ بن الخطّاب کے پاس آیا اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ آب (یعنی مقام) قدید پر ایک سو بیس اُونٹ تیار رکھ یہاں تک کہ میں تیرے پاس پہنچوں تو جب عمرؓ پہنچے تو اُنھوں نے ان اُونٹوں میں سے تیس حِقّہ[۱] لئے اور تیس جذعہ اور چالیس خَلِفَہ (یعنی حاملہ)۔ پھر فرمایا مقتول کا بھائی کہاں ہے۔ اُس نے کہا کہ میں موجود ہوں تو کہا کہ یہ سب لے لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لئے کچھ نہیں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (صنعاء کے) پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا ایک شخص کی وجہ سے جس کو اُنھوں نے دھوکہ سے قتل کیا تھا اور عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اس قتل پر سب اہلِ صنعاء جمع ہو جاتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ بیہقیؒ، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ اُنھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا ایک عورت کے بارے میں اُن سے اُس کے قتل کا قصاص لیا۔ شافعیؒ، ہم کو خبر دی محمد ابن الحسن نے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے سُنا ابراہیم سے کہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اس کے بارے میں عمرؓ ابن الخطاب نے لکھا کہ اس شخص کو مقتول کے اولیاء کو دیدیا جائے وہ اگر چاہیں تو اُس کو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔ تو اس شخص کو اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو جس کو حُنین کہا جاتا تھا

[۱] حِقّہ وہ اونٹ ہے جو تین سال کا ہو کر چوتھے سال میں داخل ہو جائے اور جذعہ وہ اونٹ ہے جو چار سال کا ہو کر پانچویں میں داخل ہو جائے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فقتلہ فکتب عمر بعد ذلک ان کان الرجل
لم یُقتل فلا تقتلوہ فرأوا ان عمر بن
الخطاب اراد ان یُرضیھم من الدیۃ و
ناظر الشافعیؒ فی ذلک بکلام مبسوط
وکان فیما قال قلنا افرأیت لو کتب ان
اقتلوہ و قُتل ولم یرجع عنہ اکان
یکون فی احدٍ مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم حجۃ قال لا قلنا ارأیت
لو لم یکن فیہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم شیٔ یقیم الحجۃ علیک و لم
یکن فیہ الا ما قال عمر ما کان
عمر یحکم بحکم ثم یرجع عنہ الا عن
علم بلغہ ھو اولی من قولہ
فقولہ حین رجع اولی ان تصیر
الیہ قال فلعلہ اراد ان یرضیہ
بالدیۃ قلنا فلعلہ اراد ان یخیفہ
بالقتل ولا یقتلہ قال لیس ھذا فی
الحدیث قلنا ولیس ما قلت فی
الحدیث البیہقی رُوینا عن مکحول
فی قتل عبادۃ بن الصامت
نبطیا و قول عمر اجلس للقصاص
فقال زید بن ثابت اتقید
عبدک من اخیک

دیدیا گیا تو اس نے اُس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد عمرؓ نے لکھا
کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اُس کو قتل نہ کرو۔ تو اُن کی
رائے یہ ہوتی کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ ارادہ کیا کہ اُن کو دیت پر
راضی کریں اور شافعیؒ نے اس بارے میں مناظرہ کیا بسوط کلام
کے ساتھ اور جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نے کہا کہ کیا آپ
نے اس پر غور کیا کہ اگر عمرؓ نے لکھدیا ہوتا کہ اس کو قتل کردو اور
اس سے اُنھوں نے رجوع نہ کیا ہوتا تو کیا یہ بات کسی کے بارے
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے پیش نظر حجت بن جاتی؟
کہا کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی ایسی بات ثابت نہ ہوتی جس کو تم اپنے اُوپر حجت قرار
دیتے اور اس بارے میں سوائے اس کے جو عمرؓ نے کہا اور کوئی
بات مروی نہ ہوتی تو عمرؓ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ایک خاص حکم دیتے
پھر اس سے رجوع کرتے بجز اس صورت کے ان کو کوئی ایسا علم پہنچے جو
اُن کے قولِ اوّل سے اَولیٰ ہو۔ تو اُن کا قول جس کی جانب اُنھوں
نے رجوع کیا اَولیٰ ہے کہ اس کو قابلِ حجت بنایا جائے۔ کہا کہ
یہ ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ارادہ کیا ہو کہ وَلیِ مقتول کو راضی
کرلیں گے دیت پر۔ ہم نے کہا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے
اس کو قتل کا ڈراوا دیا ہو اور قتل کرنا نہ چاہتے ہوں۔ کہا کہ
یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔ ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا (کہ دیت
پر راضی کرنے کا ارادہ کیا ہوگا) وہ بھی حدیث میں نہیں ہے۔
بیہقی: ہم سے مکحول سے روایت کی گئی ایک نبطی (غلام) کو
عبادہ بن الصامت نے قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اُن سے
کہا ..... کہ قصاص کے لئے بیٹھ تو زیدؓ بن ثابت نے کہا کہ
کیا آپ اپنے ایک غلام کے خون کا بدلہ اپنے ایک بھائی سے لیتے ہیں

ع ۵ کس سے مناظرہ کیا اس کی کوئی صراحت کسی نسخہ میں موجود نہیں شاید محمد بن الحسن سے مناظرہ کیا ہو ۱۲ ۵ یعنی شافعیؒ نے کہا ۱۲

Marfat.com

فترک عمر القود وقضٰی علیہ بالدیۃ قالَ و
رُوینا فی مثل ہٰذہ القصۃ فقال ابو عبیدۃ بن
الجراح ارأیت لو قتل عبدًا لہ اکنت قاتلہ
فصمت عمر بن الخطاب الشافعی منقطعًا و
البیہقی موصولاً عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ انّ ابابکر و عمر کانا لا یقتلان
الحرّ بقتل العبد البیہقی عن الاحنف بن
قیس عن عُمر و علیؓ فی الحرّ یقتل العبدَ
قالا ثمنہٗ بالغًا ما بلغ البیہقی فی قصۃ
المدلجی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن
جدہ قالَ عُمر لولا انّی سمعتُ رسول اللّٰہ
صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یُقاد
الابُ من ابنہ لقتلتہٗ ہلم دیتہ فأتاہ
بہا فدفعہا الٰی ورثتہ و ترک اباہ
البیہقی عن عرفجۃ عن عمر مرفوعًا لیس علٰی
الوالد قودٌ من ولدہ البیہقی قالَ
البخاری فی الترجمۃ و ذکرہ ابن المنذر
یُذکر عن عُمر بن الخطاب انہ قالَ
یُقاد المرأۃُ من الرجل فی کل عمدٍ
یبلغ نفسہ فما دونہا البیہقی رُوینا
عن عمر بن الخطاب فیما کتب عمر بن
عبدالعزیز یُقاد المملوک من المملوک
فی کل عمدٍ یبلغ نفسہ فما دون ذٰلک
البیہقی و رُوینا عن عمر بن
الخطاب

تو عمرؓ نے قصاص کا ارادہ ترک کر دیا اور اُن پر دیت کو قائم کیا۔ کہا
اور ہم سے اسی قصہ کے مانند واقعہ میں یہ روایت کیا گیا کہ پھر ابو عبیدہؓ
ابن الجراح نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر وہ اپنے غلام کو
قتل کر دیتا تو کیا آپ اس کو قتل کر دیتے؟ تو عمرؓ بن الخطاب خاموش
ہو گئے۔ شافعیؒ نے منقطع اور بیہقی نے موصول روایت کی ہے
عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ ابو بکرؓ اور
عمرؓ آزاد کو غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا کرتے تھے۔
بیہقی احنف بن قیس سے وہ عمرؓ اور علیؓ سے ایسے آزاد شخص کے
بارے میں جو غلام کو قتل کردے تو دونوں نے اُس کی قیمت ادا
کرنے کا حکم دیا جو کسی حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی مدلجی کے قصہ میں
(جو گزر چکا ہے) عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا
سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
یہ نہ سُنا ہوتا کہ باپ کا خُون نہیں بہایا جاتے گا بیٹے کے قتل پر
تو مَیں اس کو قتل کر دیتا۔ اس کی دیت لے کر آ۔ تو وہ دیت لیکر
آیا تو اس کو اُس کے وارثوں کو دیدی اور اُس کے باپ کو
چھوڑ دیا۔ بیہقی عرفجہ سے وہ عمرؓ سے مرفوعًا، بیٹے کے قتل پر باپ
کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بیہقی، بخاری نے ترجمہ میں کہا اور
اس کو ذکر کیا ابن المنذر نے جو بیان کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب
سے کہ اُنھوں نے کہا کہ بیوی کے خُون کا بدلہ لیا جاتے گا شوہر
سے ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جس پر بھی اس کا نفس جا
پہنچے جان لینے پر یا اُس سے کم درجہ پر۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی
عمرؓ بن الخطاب سے اُس مکتوب میں جو عمرؒ بن عبدالعزیز نے لکھا
تھا کہ مملوک کے خون پر مملوک کا خُون بہایا جاتے گا ہر (قتل یا
ضرب) عمد پر جو اس کی جان لینے تک پہنچ جاتے یا اس سے کم
درجہ پر۔ بیہقی اور ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے

Marfat.com

ما دل علی وجوب القصاص بالضرب بالعصا وغیرہ اذا کان مثلہ یقتل البیہقی رُوینا عن ابن شہاب ان ابا بکر الصدیق و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان اعطوا القود من انفسہم فلم یُستقد منہم وہم سلاطین الشافعی عن ابن شہاب وعن مکحول وعن عطاء قالوا ادرکنا الناس علی ان دیۃ المسلم الحر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ من الابل فقوّم عمر ابن الخطاب تلک الدیۃ علی اہل القری الف دینار او اثنا عشر الف درہم ودیۃ الحرۃ المسلمۃ اذا کانت من اہل القری خمسمائۃ دینار او ستۃ آلاف درہم فاذا کان الذی اصابہا من الاعراب فدیتہا خمسون من الابل لا یکلف الاعرابی الذہب و الورق محمد بن الحسن انا ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر الشعبی عن عبیدۃ السلمانی عن عمر بن الخطاب قال علی اہل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درہم و علی اہل الذہب الف دینار و علی اہل البقر مائتا بقرۃ و علی اہل الابل مائۃ من الابل و علی اہل الغنم الفا شاۃ و علی اہل الحلل مائتا حلۃ قال محمد وبہذا کلہ نأخذ وکان ابو حنیفۃ یأخذ من ذلک بالابل والدراہم والدنانیر الشافعی قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر بن الخطاب انہ فرض علی اہل الذہب الف دینار و علی اہل الورق عشرۃ آلاف درہم حدثنا بذلک ابو حنیفۃ عن الہیثم عن الشعبی عن عمر بن الخطاب و زاد

جس کا مضمون دلالت کرتا ہے قصاص کے واجب ہونے پر لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر جب کہ اُس جیسا (آلۂ ضرب) مار ڈالتا ہو۔ بیہقی روایت کیا گیا ہم سے ابن شہاب سے کہ ابو بکر صدیق رض اور عمر رض بن الخطاب اور عثمان رض بن عفان سب نے اس حال میں کہ وہ سلاطین تھے قصاص کا حق عطا کیا اپنے نفسوں سے تو اُن سے قصاص نہیں طلب کیا گیا۔ شافعی رح ابن شہاب اور مکحول اور عطاء سے سب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو (اس دعمل) پر پایا کہ آزاد مسلمان مرد کی دیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سَو اونٹ تھے تو قیمت مقرر کی ابن الخطاب نے اس دیت کی شہر والوں پر ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم اور آزاد مسلمان عورت کی دیت جب کہ وہ شہر والوں میں سے ہو پانچ سَو دینار یا چھ ہزار درہم۔ پھر اگر وہ شخص جس پر اُفتاد واقع ہوئی اعراب میں سے ہے تو اُس کی دیت پچاس اُونٹ ہے۔ اعرابی کو سونے چاندی کا مکلف نہیں کیا گیا۔ محمد رح بن الحسن ہم کو خبر دی ابو حنیفہ رح نے بروایت ہیثم از عامر شعبی از عبیدۃ السلمانی از عمر رض بن الخطاب کہ اُنھوں نے کہا کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم ہیں اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور گائے والوں پر دو سَو گائیں اور اونٹ والوں پر سَو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سَو جوڑے۔ محمد رح نے کہا اس کُل کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ابو حنیفہ رح ان میں سے اونٹوں اور درہموں اور دیناروں کو لیتے ہیں۔ شافعی رح، کہا محمد رح ابن الحسن نے ہم کو پہنچا عمر رض بن الخطاب سے کہ انھوں نے قرار دیا سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس ہزار درہم ہم سے یہ حدیث بیان کی ابو حنیفہ رح نے ہیثم سے انھوں نے شعبی سے وہ عمر رض بن الخطاب سے اور یہ اضافہ کیا کہ

Marfat.com

علے أہل البقر مائتے بقرۃ وعلے أہل الابل
مائۃ من الابل وعلے أہل الغنم الفے شاۃ
قال محمد بن الحسن وقال أہل المدینۃ ان عمر
فرض الدیۃ علے أہل الورق اثنے عشر الف درہم
وساق الکلام الے ان قال ونحن فیما نظن
أعلم بفریضۃ عمر بن الخطاب من أہل المدینۃ
لان الدراہم علے أہل العراق قال محمد وصدق
اہل المدینۃ ان عمر بن الخطاب فرض من الدیۃ
اثنے عشر الفا ولکنہ فرضہا اثنے عشر الف درہم
وزن ستۃ۔ اخبرنے الثوری عن مغیرۃ
الضبی عن ابراہیم قالت کانت الدیۃ الابل
فجعلت الابل الصغیر والکبیر کل بعیر مائۃ و
عشرون درہما وزن ستۃ فذلک اثنے
عشرۃ آلاف درہم قال الشافعی فقلت لمحمد
ابن الحسن أتقول ان الدیۃ اثنا عشر
الف درہم وزن ستۃ فقال لا فقلت فمن
أین زعمت ان کنت اعلم بالدیۃ من
أہل الحجاز لان عمر قضے فیہا
بشئ لا تقضے بہ قال لم یکونوا یحسنون
قلت أفتروی شیئا تجعلہ
اصلا فے الحکم وانت تزعم ان من روی
عنہ لا یعرف ما قضے بہ الشافعی اخبرنا
محمد اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان
عمر بن الخطاب أتے برجل قد
قتل عمدا فامر بقتلہ

گائے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور
بکری والوں پر دو ہزار بکریاں ۔ کہا محمد بن الحسن نے اور اہلِ مدینہ
نے کہا کہ عمرؓ نے دیت قرار دی چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور
اور کلام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ کہا کہ اور ہم (اہلِ عراق) جس
چیز کا گمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عمرؓ کے فریضہ کو بہ نسبت اہلِ مدینہ
کے ہم زیادہ جانتے ہیں کیونکہ دراہم اہلِ عراق پر مقرر کئے گئے ہیں۔
کہا محمدؒ نے کہ بیشک اہلِ مدینہ نے سچ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے
دیت مقرر کی ہے بارہ ہزار ، لیکن انھوں نے دیت کو بارہ ہزار درہم
چھ (دانگ والے) وزن کے مقرر کئے۔ مجھے خبر دی ثوری نے
مغیرہ ضبی سے انھوں نے ابراہیم سے کہ دیت اونٹ کی ہوتی تھی
تو چھوٹے بڑے اونٹوں کی (اوسط) قیمت قرار دی گئی ایک سو
بیس درہم چھ کے وزن سے تو (اس حساب سے اونٹوں کی قیمت
بارہ ہزار درہم ہوتی۔ شافعیؒ نے کہا کہ پھر میں نے محمد بن الحسن
سے کہا کہ کیا آپ بوزن چھ (دانگ) دیت بارہ ہزار درہم کہتے
ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیسے
گمان کرتے ہیں کہ آپ اہلِ حجاز سے زیادہ دیت کا علم رکھتے ہیں
کیونکہ عمرؓ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر فیصلہ
نہیں کرتے تو انھوں نے کہا کہ وہ (اہلِ حجاز) اچھا فیصلہ نہیں
کرتے۔ میں نے کہا کہ کیا پھر آپ کوئی ایسی روایت بیان کریں گے
جس کو آپ حکم میں اصل قرار دیتے ہوں کیونکہ آپ گمان کرتے
ہیں کہ جس شخص سے روایت کی جاری ہے وہ خود نہیں پہچانتا
اس بات کو جس کا اس نے فیصلہ کیا۔ شافعیؒ ہم کو خبر دی محمدؒ
نے کہا ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حمادؒ سے انھوں نے ابراہیم سے
کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قتل عمد
کیا تھا تو انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد بعض

Marfat.com

عفىٰ بعض الاولیاء فامر بقتلہ فقال
ابن مسعود کانت النفس لہم جمیعاً
فلما عفىٰ اذا احیا النفس فلا یستطیع
ان یاخذ حقہ حتی یاخذ حق غیرہ
قال فما ترٰی قال ارٰی ان تجعل
الدیۃ علیہ فی مالہ وترفع حصۃ الذی
عفىٰ فقال عمر وانا ارٰی ذلک البیہقی
عن الاعمش عن زید بن وہب قال
وجد رجل عند امراتہ رجلاً فقتلہا
فرفع ذلک الی عمر بن الخطاب
فوجد علیہا بعض اخوتہا فتصدق
علیہ بنصیبہ فامر عمر لسائرہم
بالدیۃ البیہقی روی عن عمر ان
رجلاً قتل رجلاً فقالت اخت
المقتول وہی امراۃ القاتل عفوت
عن حصتی من زوجی فقال عمر
عتق الرجل من القتل البیہقی روی
عن عمر انہ قال عمد الصبی وخطاءہ سواء
یعنی للعمد حکم الخطاء البیہقی عن
ابن فراس خطبنا عمر فقال انی
لم ابعث عمالی لیضربوا ابشارکم
ولا لیاخذوا اموالکم فمن فعل
بہ غیر ذلک

اولیاء نے معاف کردیا پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ نفس اُن (سب اولیاء مقتول) کے لئے تھا۔ تو جب اس نے معاف کردیا تو نفس کو زندگی کا حق دیدیا تو اب وہ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے حق کو حاصل کرے جب تک کہ غیر کے حق کو بھی نہ حاصل کرلے[ع]۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم کیا رائے رکھتے ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ اس پر دیت قائم کریں اس کے مال میں سے اور کم کردیں حصہ اس شخص کا جس نے معاف کردیا تو عمرؓ نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ بیہقی اعمش سے وہ زید بن وہب سے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا تو اُس کو (یعنی بیوی کو) قتل کردیا تو یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو اس عورت پر اس کے بعض بھائیوں کو غصہ آیا اور اُنھوں نے اپنا حصہ اُس شخص پر صدقہ کردیا تو عمرؓ نے حکم دیا بقیہ اولیاء مقتولہ کو دیت دیئے جانے کا۔ بیہقی مروی ہے عمرؓ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کردیا۔ تو مقتول کی بہن نے کہا اور وہ قاتل کی بیوی تھی کہ میں نے اپنا حصہ اپنے شوہر سے معاف کردیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل سے بچا لیا گیا۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ لڑکے کا عمد اور خطا برابر ہے یعنی عمد خطا کے حکم میں ہے۔ بیہقی ابن فراس سے کہ ہم کو خطبہ دیا عمرؓ نے اور فرمایا کہ میں نے اپنے عمال کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تمھاری کھالوں کو پیٹیں اور نہ اس لئے کہ وہ تمھارے اموال کو چھینیں تو جس شخص کے ساتھ اُس (کام) کے سوا (جو اُن کے سپرد کیا گیا) دوسرا معاملہ کیا گیا ہو

[ع] یعنی معاف کرنے والا دوسروں کا حق لئے بغیر اپنا حق حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ قتل کی صورت میں اُس کا حق ختم ہو رہا ہے اور معاف کرنے کی صورت میں دوسروں کا حق ضائع ہوتا ہے ۔۔

Marfat.com

فلیرفعہ الی اقصہ منہ (قصاص خواہم گرفت) فقال عمرو ابن العاص لو ان رجلا ادب بعض رعیتہ اتقصہ منہ قال ای والذی نفسی بیدہ لاقصہ منہ وقد رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اقتص من نفسہ البیہقی عن عطاء عن عمر لا اقید من العظام یعنی غیر السن البیہقی روینا عن عمر و علی انہما قالا من قتلہ حد فلا عقل لہ و قالا الذی یموت فی القصاص لا دیۃ لہ البیہقی عن مجاہد ان عمر بن الخطاب قضی فیمن قتل فی الحرم او فی شہر الحرام او ہو محرم بالدیۃ وثلث الدیۃ الشافعی قرأناہ علی مالک لم نعلم احدا من الائمۃ فی القدیم و الحدیث قضی فیما دون الموضحۃ بشیء زاد بعض اصحابہ عنہ وہو واللہ یغفر لنا ولایزو عن امامین عظیمین من المسلمین عمر و عثمان انہما قضیا فیما دون الموضحۃ بشیء موقت ثم قیل یحتمل انہما

اس کو چاہیے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرے میں اس عامل سے اس کا بدلہ لوں گا تو عمرو بن العاص نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اپنی رعیت میں سے کسی کی تادیب کی تو کیا آپ اس سے اس کا بدلہ لیں گے۔ فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے ضرور بدلہ لوں گا اور میں نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے نفس سے قصاص لیا۔ بیہقی عطاء سے وہ عمرؓ سے کہ میں ہڈیوں کا ... قصاص نہیں لیتا یعنی دانتوں کے علاوہ۔ بیہقیؒ ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ سے اور علیؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ جس کو قتل کر دیا "حد" نے اس کا کوئی قصاص نہیں اور دونوں نے فرمایا جو شخص قصاص میں مرجائے (اور "حد کے قتل کرنے" بھی یہی مراد ہے) اس کی کوئی دیت نہیں۔ بیہقی مجاہدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایسے شخص کے بارے میں جو حرم میں قتل کیا گیا یا شہر حرام میں (یعنی ان مہینوں میں جو اشہر حرم میں داخل ہیں) یا وہ محرم ہو فیصلہ دیا ایک اور ایک تہائی دیت کا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مالکؒ کے سامنے پڑھا اور ہم کسی کو ائمہ قدیم اور جدید میں سے نہیں جانتے کہ انھوں نے فیصلہ دیا ہو موضحہ سے کم کسی زخم کی دیت کا (موضحہ کے معنے وہ زخم جو سر یا چہرہ میں لگا ہو اور اس سے ہڈی نظر آنے لگی ہو)۔ .... بعض اصحاب شافعیؒ نے ان کی روایت پر یہ اضافہ کیا اور وہ اللہ تعالے ہماری اور ان کی مغفرت کرے، روایت کرتے ہیں مسلمانوں کے دو بڑے اماموں عمرؓ و عثمانؓ سے کہ ان دونوں نے موضحہ سے کم ایک زخم کی بابت کچھ شے موقت کا فیصلہ دیا۔ پھر کہا گیا کہ احتمال ہے ان دونوں نے

ع یعنی ایسی جنایت کا قصاص نہیں لیتا جو ہڈیوں پر واقع ہو ۱۲

Marfat.com

قضیا بطریق الحکومۃ واللہ اعلم البیہقی روی
عن عمر انہ قال والاسنان سواء الضرس
والثنیۃ کانہ رجع الیہ البیہقی عن سعید
ابن المسیب کان عمر یفاوت بین الاصابع
حتی وجد کتاب آل عمرو بن حزم یذکرون
انہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیما
ہنالک من الاصابع عشر عشر قال الشافعی
ولم یقبلوا کتاب آل عمرو بن حزم حتی ثبت
عندہم انہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قلت والاصل فی تقدیر الدیات کتاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی روی
عن عمرو بن حزم وقد اثبتہ عمر بن الخطاب و
اخذ بہ الشافعی عن محمد عن محمد بن ابان عن
عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب انہما قالا
عقل المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل الشافعی
اخبرنا فضیل بن عیاض عن منصور بن المعتمر عن
ثابت الحداد عن ابن المسیب ان عمر بن الخطاب
قضی فی دیۃ الیہودی والنصرانی باربعۃ
آلاف وفی دیۃ المجوسی بثمان مائۃ درہم
الشافعی یروی عن عمر بن الخطاب وعلی
فی العبد یقتل قیمتہ بالغۃ مابلغت البیہقی
من طریق الثوری عن حماد عن ابراہیم ان
الزبیر وعلیا اختصما فی موالی لصفیۃ الی
عمر بن الخطاب فقضی بالمیراث للزبیر و
العقل علی علی البیہقی عن الشعبی

بطریق حکومت (یعنی بطور سیاست) فیصلہ دیا ہو واللہ اعلم۔ بیہقی روایت
کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ سب دانت برابر ہیں ڈاڑھیں
ہوں یا سامنے کے دانت گویا اُنھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔
بیہقی۔ سعید بن المسیب کہ عمر انگلیوں کی درمیان (دیت میں) تفاوت کیا کرتے تھے
یہاں تک کہ جب آل عمرو بن حزم کا مکتوب اُن کے سامنے آیا جس
کے بارے میں وہ یہ ذکر کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آیا تھا اور اس میں انگلیوں کے لئے دس دس تحریر
ہے۔ شافعیؒ نے کہا اور اُنھوں نے قبول نہ کیا آل عمرو بن حزم
کے مکتوب کو یہاں تک کہ اُن کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دیات کے
اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو
ابن حزم سے روایت کیا گیا بنیادی چیز ہے اور عمرؓ بن الخطاب نے
اس کو ثابت قرار دیا اور اس کو معمول بنایا۔ شافعیؒ محمدؒ سے
وہ محمد بن ابان سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ
ابن ابی طالب سے کہ دونوں نے کہا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت
کے آدھے کے برابر ہو گی۔ شافعیؒ، خبر دی ہم کو فضیل بن عیاض
نے منصور بن المعتمر سے وہ ثابت الحداد سے وہ ابن المسیب سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا یہودی اور نصرانی کی دیت کے
بارے میں چار چار ہزار درہم اور مجوس کی دیت کے بارے میں
آٹھ سو درہم۔ شافعیؒ، روایت کیا جاتا ہے عمرؓ بن الخطاب سے
اور علیؓ سے غلام کے بارے میں جو قتل کیا جائے اُس کی دیت اُس
کی قیمت کے برابر ہو گی جس حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی بسند ثوری
حماد سے وہ ابراہیم سے کہ زبیرؓ اور علیؓ صفیۃؓ کے موالی کے بارے
میں اپنا جھگڑا عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے گئے تو اُنھوں نے میراث
کا فیصلہ کیا زبیرؓ کے لئے اور دیت تاوان کی علیؓ پر۔ بیہقی شعبی سے

Marfat.com

انہ قال جعل عمر بن الخطاب الدیۃ فی ثلث سنین ثلثی الدیۃ فی سنتین وثلث الدیۃ فی سنۃ الشافعی عن سفیان عن عمرو عن طاوس ان عمر بن الخطاب قال اذکر اللہ امرأ سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنین شیئا فقام حمل بن مالک بن النابغۃ فقال کنت بین جاریتین لی فضربت احدیھما الاخریٰ بسطح فالقت جنینا میتا فقضی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغرۃ فقال عمر کدنا ان نقضی فی مثل ہذا برأینا البیہقی عن شہر بن حوشب ان عمر صاح بامرأۃ فاسقطت فاعتق عمر غرۃ البیہقی عن زید بن اسلم ان عمر قوم الغرۃ خمسین دینارا الشافعی عن سفیان عن منصور عن الشعبی ان عمر ابن الخطاب کتب فی قتیل وجد فی خیران ووداعۃ ان یقاس ما بین قریتین فالی ایھما کان اقرب اخرج الیہ منہم خمسین رجلا حتی یوافوہ بمکۃ فادخلہم الحجر فاحلفہم ثم قضی علیہم بالدیۃ فقالوا ما وقت اموالنا ایماننا ولا ایماننا اموالنا فقال عمر کذلک الامر قال الشافعی وقال غیر السفیان عن عاصم الاحول عن الشعبی قال عمر بن الخطاب حقنت ایمانکم دماءکم

انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت کی ادائگی کو تین سال میں کر دیا دو تہائی دیت دو سال میں اور ایک تہائی دیت ایک سال میں۔ شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو سے وہ طاؤس سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں اُس شخص کو جس نے کچھ سُنا ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں تو کھڑے ہوتے حمل بن مالک بن النابغہ اور انھوں نے کہا کہ میرے پاس دو جاریہ تھیں۔ اُن میں سے ایک نے دوسری کے خیمہ کی چوب کھینچ ماری تو اُس کے پیٹ کا بچّہ مرکر گر گیا تو اُس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک بردے کا، تو عمرؓ نے کہا کہ ہم یہی فیصلہ اپنی رائے سے کرنے والے تھے۔ بیہقی شہر ابن حوشب سے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو ڈانٹا تو اُس کا (خوف سے) اسقاط ہو گیا تو عمرؓ نے ایک بردہ آزاد کیا۔ بیہقی زید بن اسلم سے کہ عمرؓ نے ایک غرّہ (یعنی بردے) کی قیمت پچاس دینار قرار دی۔ شافعیؒ سفیان سے وہ منصور سے وہ شعبی سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک مقتول کے بارے میں لکھا جو کہ خیران اور وداعہ کے درمیان پایا گیا تھا کہ دونوں قریوں کے درمیان فصل کا اندازہ کیا جائے۔ ان دونوں میں سے وہ مقتول جس کے قریب ہو ان میں سے پچاس آدمیوں کو نکال کر اُن کے پاس مکہ میں بھیجیں تو (جب وہ پہنچے تو) ان کو حجر (یعنی حطیم) میں داخل کیا۔ پھر اُن کو حلف دیا۔ پھر اُن پر دیت کا فیصلہ کیا تو انھوں نے کہا نہ پورا کیا (یعنی نہ بچایا) ہمارے اموال نے ہماری قسموں کو اور نہ ہماری قسموں نے ہمارے اموال کو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی حکم ہے۔ کہا شافعیؒ نے اور سفیان کے سوا دوسرے راوی نے بروایت عاصم الاحول شعبیؒ سے نقل کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ تمھاری قسموں نے تمھارے خونوں کو بچا لیا

Marfat.com

ولا یطل دم امرئ مسلم ثم ضعف الشافعی الحدیث جدا وقال انما ہو عن الشعبی عن الحارث الاعور والحارث الاعور کذاب ثم قال الشافعی سافرت الی خیران وودامۃ اربعۃ عشر سفرا اسالہم عن حکم عمر بن الخطاب فی القتیل واحکی لہم ما روی عنہ فقالوا ان ہذا شیء ما کان ببلدنا قط قال الشافعی والعرب احفظ شیء لامر کان الشافعی عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب کان یقول الدیۃ للعاقلۃ ولا ترث المراۃ من دیۃ زوجہا شیئا حتی اخبرہ الضحاک بن سفیان ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان یورث امراۃ اشیم الضبابی من دیۃ زوجہا فرجع الیہ عمر الشافعی عن سفیان عن عمرو ابن دینار انہ سمع بجالۃ یقول کتب عمر ان اقتلوا کل ساحر وساحرۃ قال فقتلنا ثلاث سواحر قسمتہ الغنیمۃ و الفیء والصدقات الشافعی عن طارق ابن شہاب قال امد اہل الکوفۃ اہل البصرۃ وعلیہم عمار بن یاسر فجاؤا وقد غنموا فکتب عمر ان الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ قال وروی عن عمر انہ کتب الی سعد فی جیش لحق بعد ما غنم ان یقسم لہم ان جاؤا قبل ان یدفن القتلی ثم ضعف الشافعی

اور ایک مسلمان کا خون رائگاں نہ گیا۔ پھر شافعیؒ نے اس حدیث کو بہت ضعیف کہا کہ وہ مروی ہے شعبی سے بروایت حارث الاعور اور حارث اعور کذّاب ہے۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ میں نے خیران اور وداعہ کے چودہ[۱۴] سفر کیے اور لوگوں سے اُس مقتول کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کے حکم کے متعلق سوال کرتا رہا اور اُن سے جو روایت کی گئی اُس کو بھی اُن کو سناتا رہا تو لوگوں نے یہ جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کبھی ہمارے شہر میں نہیں ہوتی۔ اور شافعیؒ نے کہا کہ عرب ایسے واقعہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ دیت دادیہالی رشتہ والوں کے لئے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی دیت میں سے کسی حصّہ کی وارث نہ ہوگی یہاں تک کہ ان کو خبر دی ضحاک بن سفیان نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت میں وارث بناؤ، تو عمرؓ نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو بن دینار سے کہ اُنھوں نے سُنا بجالہ سے وہ کہتے تھے کہ عمرؓ نے لکھا کہ ہر ایک جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔ کہا کہ پھر ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ **عمرؓ کا غنیمت و صدقات اور فے کو تقسیم کرنا۔** شافعیؒ طارق بن شہاب سے کہا کہ امداد کی اہل کوفہ نے اہل بصرہ کی اور ان پر عمار بن یاسر امیر تھے تو وہ آئے اور اُنھوں نے مال غنیمت حاصل کیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوا۔ کہا کہ عمرؓ سے ایک روایت یہ کی گئی ہے کہ اُنھوں نے سعدؓ کو اُس لشکر کے بارے میں لکھا جو اُن سے ملا بعد اس کے کہ وہ غنیمت جمع کر چکے تھے کہ اس کو غنیمت کی تقسیم میں شریک کریں اگر وہ مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ گئے ہوں۔ پھر شافعیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا۔ شافعیؒ

Marfat.com

والبخاری وغیرہما عن الزہری عن مالک ابن اوس سمعت عمر بن الخطاب یقول و العباس و علی بن ابی طالب یختصمان الیہ فی اموال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ (غنیمت داد) علی رسولہ مما لم یوجف علیہم المسلمون بخیل ولا رکاب (ندوانیدند) فکانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالصۃ دون المسلمین و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفق منہا علی اہلہ نفقۃ سنۃ فما فضل جعلہ فی الکراع والسلاح عدۃ (سامان) فی سبیل اللہ الحدیث بطولہ قال الشافعی فی مسئلۃ السلب للقاتل عارضنا معارض فذکر ان عمر بن الخطاب قال انا کنا لا نخمس السلب وان سلب البراء قد بلغ شیئا کثیرا ولا ارانی الا خامسہ ثم اجاب بان ہذہ الروایۃ لیست من روایتنا وان سلمنا فاذا ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی ہو وامی شیء لم یجز ترکہ ولم یستثن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلیل السلب ولا کثیرہ ثم قد قضی سعد فی زمانہ بالسلب الکثیر للقاتل قلت و بعد ہذا کلہ فانما مفاد تلک الروایۃ ان السلب لا یخمس وہو للقاتل الا اذا کان شیئا کثیرا جدا خلاف العادۃ المعہودۃ

اور بخاری وغیرہما زہری سے وہ مالک بن اوس سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا جب کہ عباسؓ اور علیؓ بن ابی طالب اموال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر ان کے پاس آتے تو عمرؓ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو غنیمت میں عطا فرماتے تھے جن پر مسلمانوں نے نہ اونٹ دوڑاتے اور نہ گھوڑے تو وہ خالص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں مسلمان حصّہ دار نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے اپنے اہل پر خرچ کیا کرتے تھے ایک سال کے مصارف۔ پھر جو کچھ مال بچ رہتا اُس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف کرتے اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے۔ آخر حدیث تک مع اُس کی طوالت کے۔ شافعیؒ نے کہا اس مسئلہ میں کہ مقتول سے لیا ہوا مال قاتل کے لئے ہے ایک مُعارِض نے ہم سے معارضہ کیا اور ذکر کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ مقتول سے لئے ہوتے مال میں سے خمس نہیں لیتے اور براء کا سلب (یعنی چھینا ہوا مال) ایک بڑی مقدار تک پہنچ گیا ہے اور میری رائے تو یہ ہے کہ میں اُس سے خمس وصول کروں پھر شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت ہماری روایت میں سے نہیں ہے اور اگر ہم تسلیم کرلیں تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" ایک بات ثابت ہوگئی تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی استثناء نہیں فرمایا قلیل سلب کا اور نہ کثیر سلب کا۔ پھر سعدؓ نے اپنے زمانہ میں قاتل کے لئے سلب کثیر کا فیصلہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تمام کلام کے بعد کہ مفاد اس تمام روایت کا یہ ہے کہ سلب (یعنی مقتول سے چھینے ہوئے سامان) میں سے خمس نہ لیا جائے گا اور وہ قاتل کا ہوگا مگر جب کہ وہ عادتِ معہودہ کے خلاف بہت ہی زیادہ ہو

Marfat.com

فیہ اثبات ان السلب للقاتل لا یخمس بقے البحث فی الاستثناء فقط ولعل عمر خص بالمتاد لانہ بمنزلۃ الحقیقۃ العرفیۃ واللہ اعلم محمد ابن الحسن عن ابی حنیفۃ عن عبداللہ بن داؤد عن المنذر بن ابی حمصۃ قال بعثہ عمر الی جیش فے مصر فاصابوا غنائم فقسم للفارس سہمین وللراجل سہما فرضے بذلک عمر قال محمد وہذا قول ابی حنیفۃ ولسنا ناخذ بہذا ولکنا نری للفارس ثلثۃ اسہم سہما لہ وسہمین لفرسہ وروی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ نحوا من ذلک ثم قال کان ابو حنیفۃ یاخذ بہذا الحدیث ویجعل للفرس سہما وللرجل سہما وما جاء من الآثار فے الاحادیث ان للفرس سہمین وللرجل سہما اکثر من ذلک اوثق والعامۃ علیہ قال ابو یوسف الکلبی محمد بن السائب حدثنی عن ابی صالح عن ابن عباس ان الخمس کان فے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے خمسۃ اسہم للہ والرسول سہم ولذی القربٰے سہم والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل ثلثۃ اسہم ثم قسمہ ابو بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذوالنورین رضے اللہ تعالیٰ عنہم علے ثلثۃ اسہم وسقط سہم الرسول وسہم ذوے القربٰے وقسم علے الثلثۃ الباقین ثم قسمہ علے بن ابی طالب

تو اس میں اس امر کا اثبات موجود ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے اس میں سے خمس نہیں نکلتا۔ فقط استثناء میں بحث باقی رہ جاتی ہے اور شاید عمرؓ نے اس کو خاص کیا ہو اُس مقدار کے ساتھ جو عادۃً حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ حقیقتِ عرفیہ کے مرتبہ میں ہے، واللہ اعلم۔ محمد ابن الحسن ابو حنیفہؒ سے وہ عبداللہ بن داؤد سے وہ منذر بن ابی حمصہ سے کہا کہ ان کو عمرؓ نے ایک لشکر کی طرف مصر میں بھیجا۔ اُن کو غنیمتیں دستیاب ہوئیں تو اُنھوں نے سوار کو دو حصّے اور پیدل کو ایک حصّہ تقسیم کیا۔ اور اس تقسیم پر عمرؓ راضی ہوئے۔ کہا محمدؒ نے یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور ہم نے اس کو نہیں لیا اور ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ سوار کے لئے تین حصّے ہیں ایک حصّہ سوار کا اور دو حصّے اُس کے گھوڑے کے۔ اور روایت کیا ابو یوسفؒ نے ابو حنیفہؒ سے اسی طور پر۔ پھر کہا کہ ابو حنیفہؒ اس حدیث کو لیا کرتے تھے اور گھوڑے کے لئے ایک حصّہ اور سوار کے لئے ایک حصّہ لگایا کرتے تھے اور جو آثار میں سے احادیث میں آیا ہے کہ گھوڑے کے لئے دو حصّے اور آدمی کے لئے ایک حصّہ وہ اس سے زیادہ ہے اور زیادہ مضبوط ہے اور عمل عامّہ اسی پر ہے۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ محمد بن السائب کلبی نے مجھ سے حدیث بیان کی ابو صالح کی روایت ہے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خمس کے پانچ سہام کئے جاتے تھے اللہ اور رسولؐ کا ایک حصّہ اور ذوی القربٰے کا ایک حصّہ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے تین حصّے۔ پھر خمس کو ابوبکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ اور عثمانؓ ذی النورین رضی اللہ عنہم نے تین سہام پر تقسیم کیا اور حصّہ رسولؐ کا اور حصّہ ذوی القربٰے کا ساقط کر دیا گیا اور اس کو باقی تینوں پر تقسیم کیا گیا پھر اس کو علیؓ بن ابی طالب نے اُسی طرح تقسیم کیا

Marfat.com

على ما قسمه عليه ابوبكر وعمر وعثمان وقد روى لنا عن عبد الله بن العباس انه قال عرض علينا عمر بن الخطاب ان يزوج من الخمس ايمنا ويقضي منه عن مغرمنا فابينا الا ان يسلمه لنا وابى ذلك علينا ابو يوسف اخبرني محمد بن اسحاق عن ابي جعفر قلت له ما كان راى علي في الخمس قال كان رايه فيه راى اهل بيته ولكنه كره ان يخالف ابابكر وعمر ابو يوسف حدثني محمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن ابيه قال سمعت عليا يقول قلت يا رسول الله ان رايت ان توليني حقنا من الخمس فاقسمه حياتك كي لا ينازعنا احد بعدك فافعل ففعل قال فولانيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمته حيوته ثم ولانيه عمر فقسمته حتى اذا كانت آخر سنة عمر بن الخطاب فاتاه مال كثير فعزل حقنا ثم ارسل الي فقال خذه فاقسمه فقلت يا امير المؤمنين بنا عنه العام غنى وبالمسلمين اليه حاجة فرده عليهم تلك السنة ولم يدعنا اليه احد بعده

جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے کیا تھا۔ اور ہم سے روایت کیا گیا عبداللہ بن عباسؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے عمرؓ بن الخطاب نے یہ تجویز رکھی کہ وہ خمس میں سے ہماری بے شوہر کی عورتوں کے نکاح کرائیں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے اس سے انکار کیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں اور اس کا اُنھوں نے ہم سے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ، مجھ کو خبر دی محمد بن اسحٰقؒ نے وہ روایت کرتے ہیں ابوجعفرؒ سے کہ مَیں نے اُن سے کہا کہ خمس کے بارے میں علیؓ کی رائے کیا تھی؟ اُنھوں نے کہا کہ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جو اُن کے اہل بیت کی تھی لیکن اُنھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی مخالفت کریں۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ مَیں نے سُنا علیؓ سے کہ کہتے تھے کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ ہمارے خمس کے حق پر مجھے متولی بنا دیں کہ میں آپؐ کی حیات میں اس کو تقسیم کرتا رہوں تاکہ آپؐ کے بعد کوئی ہم سے جھگڑا نہ کرے، تو بنا دیجیے تو آپؐ نے ایسا کیا۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر متولی بنایا اور میں آپؐ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر مجھ ہی کو متولی بنایا عمرؓ نے تو میں اُس کو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ بن الخطاب کا آخری سال آیا تو اُن کے پاس بہت مال آیا تو اُنھوں نے ہمارا حق نکالا پھر مجھے بلوایا اور کہا کہ اس کو لے لو اور تقسیم کرو تو مَیں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہم کو اس سال اس کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔ تو اُنھوں نے اس کو عام مسلمانوں پر اس سال تقسیم کر دیا۔ اور عمرؓ بن الخطاب کے بعد کسی نے

عمر بن الخطاب حتى اقمت مقامي هذا فلقيني العباس بن عبد المطلب بعد خروجي من عند عمر بن الخطاب فقال يا علي لقد حرمتنا الغداة شيئاً لا يرد علينا ابداً الى يوم القيمة ابو يوسف حدثني محمد بن اسحق عن الزهري ان نجدة كتب الى ابن عباس يسأله عن سهم ذوي القربى لمن هو فكتب اليه ابن عباس كتبت الي تسألني عن سهم ذوي القربى لمن هو وهو لنا وان عمر ابن الخطاب دعانا الى ان ينكح منه ايمنا ويقضي منه عن غريمنا ويخدم منه عائلنا فابينا الا ان يسلمه لنا فابى ذلك علينا ابو يوسف حدثني عطاء بن السائب ان عمر بن عبد العزيز بعث بسهم الرسول وسهم ذوي القربى الى بني هاشم قال ابو يوسف كان ابو حنيفة و اكثر فقهائنا يرون ان يقسمه الخليفة على ما قسمه ابو بكر و عمر و عثمان و علي رضي الله تعالى عنهم الشافعي قال بعض الناس ليس لذوي القربى من الخمس شيء قال ابن عيينة روي ان محمد بن اسحق قال سألت ابا جعفر محمد بن علي ما صنع علي في الخمس فقال سلك به طريق ابي بكر و عمر و كان يكره ان يوخذ

ہم کو اس کام کے لئے نہیں بلایا یہاں تک کہ میں جب کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے نکل کر آیا اور اسی مقام پر کھڑا تھا کہ مجھ سے عباسؓ ابن عبد المطلب ملے اور کہا کہ اے علیؓ! تو نے ہمیں ایسی چیز سے محروم کر دیا ہے جو آپ کبھی قیامت تک ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے گی۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق نے زہریؒ سے کہ نجدہ نے خط لکھا ابن عباسؓ کو جس میں ذوی القربٰی کے حصہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کا ہے تو ان کو ابن عباسؓ نے لکھا کہ تم نے مجھے لکھا آپ مجھ سے ذوی القربٰی کے حصہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کس کا ہے۔ اور وہ ہمارا ہے حال یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو اس طرف دعوت دی تھی کہ وہ اس سے ہماری بے شوہر عورتوں کے نکاح کریں اور ہمارے قرضداروں کا قرض ادا کریں اور جو ہم میں عیالدار ہیں اس سے ان کو خادم عطا کریں تو ہم نے انکار کر دیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس مال کو ہمارے سپرد کر دیں تو اس سے انھوں نے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی عطاء ابن السائب نے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور ذوی القربٰی کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجا۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاءؒ یہ رائے رکھتے تھے کہ اس کو خلیفہ اسی طور پر تقسیم کرے جس طرح اس کو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالٰی عنہم نے تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ، بعض لوگوں نے کہا کہ ذوی القربٰی کا خمس میں کوئی حق نہیں۔ ابن عیینہؒ نے کہا روایت کیا گیا کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ علیؓ نے خمس میں کیا کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ خمس میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ پر چلے تھے اور وہ اس سے کراہت کرتے تھے کہ ان پر ان دونوں کے

Marfat.com

علیه خلافهما قلت یرید القائل انه کالاجماع
علی سقوط سهمهم ثم ردّ الشافعی
علیه بکلام بسوط و کان مما قال
فقیل له هل علمت ان ابابکر قسّم
علی الحرّ والعبد و سوّی بین
الناس و قسّم عمر فلم یجعل للعبید شیئا
و فضّل بعض الناس علی بعض و
قسم علیّ فلم یجعل للعبید شیئا و
سوّی بین الناس قال نعم قلت
افتعلم خالفهما قال نعم قلت
او تعلم ان عمر قال لا تباع امّهات
الاولاد و خالفه علیّ قال
نعم قلت او تعلم علیا خالف ابا بکر
فی الجدّ قال نعم ثم قال
الشافعی اخبرنا عن جعفر بن محمد
عن ابیه ان حسنا و حسینا و
ابن عباس و عبد الله بن جعفر
سألوا علیا نصیبهم من الخمس
فقال هو لکم حق و لکنی محارب
معاویة فان شئتم ترکتم حقکم
فیه قال فی الجدید فاخبرت
بهذا الحدیث عبد العزیز بن
محمد فقال صدق هکذا
کان جعفر یحدثه افما حدثکم
عن ابیه عن جده

خلاف عمل کرنے پر گرفت کیجاتے ۔ میں کہتا ہوں کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے حصّوں کا سقوط گویا اجماع کے مرتبہ میں آگیا۔ پھر شافعیؒ نے اس پر بسوط کلام کرتے ہوئے رد کیا ہے اور اس میں سے انھوں نے ایک بات یہ فرمائی کہ پھر اس قائل سے کہا گیا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ ابوبکرؓ نے آزادوں اور غلاموں پر سب پر تقسیم کیا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا تھا اور عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ غلام کا کوئی حصّہ نہیں رکھا اور بعض لوگوں کو بعض سے زیادہ دیا اور علیؓ نے تقسیم کیا تو انھوں نے غلام کا کوئی حصّہ نہیں لگایا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تم جانتے ہو کہ انھوں نے دونوں کے خلاف کیا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمرؓ نے کہا تھا کہ جو امّ ولد ہیں وہ نہ فروخت کی جائیں اور علیؓ نے اس کے خلاف کیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا تم جانتے علیؓ کو کہ انھوں نے ابوبکرؓ کے خلاف کیا جدّ کے بارے میں تو کہا کہ ہاں۔ (تو یہ بات کیسے قرین قیاس مانی جائے کہ علیؓ نے خمس کی تقسیم ابوبکر و عمر کے طریقہ پر کراہت کی تھی جبکہ بہت سی باتوں میں ان کا عمل شیخینؓ کے خلاف ثابت ہے) پھر کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی جعفر بن محمدؒ نے ان کو اپنے باپ سے کہ حسنؓ اور حسینؓ اور ابن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے خمس میں سے اپنے حصّوں کا سوال علیؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ تمھارا حق ہے لیکن میں معاویہؓ سے لڑ رہا ہوں تو اگر تم چاہو تو اس (ضرورت کے موقع) میں اپنے حق کو ترک کر دو۔ کہا (شافعیؒ نے) جدید میں کہ پھر میں نے اس حدیث کی خبر دی عبدالعزیز بن محمدؒ کو تو انھوں نے کہا کہ سچ کہا جعفرؒ اسی طرح اس کو بیان کیا کرتے تھے تو کیا آپ سے انھوں نے یہ حدیث اپنے باپ اور دادا کی روایت سے بیان نہیں کی۔

Marfat.com

قلتُ لا قال ما اَحْسِبُہ الّا عن جدّہ قال الشافعی اَجعفرٌ اعرفُ و اوثق بحدیث ابیہ او ابن اسحٰق قالَ بل جعفر ثم قال الشافعی انا ابراہیم ابن محمد عن مطر الوراق و رجل لم یُسَمِّہ کلاہما عن الحکم بن عتیبۃ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال لقیتُ علیًّا عند اَحجار الزیت فقلتُ بِاَبی اَنت واُمّی ما فعل ابوبکر فی حقکم اہل البیت من الخمس فقالَ علیٌّ اما ابوبکر رحمہ اللّٰہ فلم یکن فی زمانہ اخماس و ما کان فقد اَوْفَاناہ و اما عمر فلم یزل یُعْطِینا حتّٰی جآءہ مال السوس والاہواز وقال الاہواز او مال الفارس انا اشکُّ فقال فی حدیث مطر او فی حدیث الآخر فقالَ فی المسلمین خَلَّۃٌ فان احببتم ترکتم حقکم فجعلناہ فی خَلَّۃِ المسلمین حتّٰی یاتینا مالٌ فَاُوْفِیکم حقکم منہ فقال العباسُ لا تُطْمِعہٗ فی حقّنا فقلتُ لہٗ یا اَبَا الفضل اَلَسْنا احقَّ مَن اَجاب امیرالمؤمنین و رَفَعَ خَلَّۃَ المسلمین فتوفّی عمر قبلَ ان یاتیَہٗ مالٌ فیقضینا وقال الحکم فی حدیث مطر او الآخر

میں نے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر ان کے دادا سے۔ کہا شافعیؒ نے کہ جعفر اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ پہچاننے والے اور زیادہ پختہ کار ہیں یا ابن اسحٰق، انھوں نے کہا کہ جعفر۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابراہیم بن محمدؒ نے مطرالوراق اور ایک اور شخص سے جس کا نام نہیں لیا۔ دونوں نے روایت کیا حکم بن عتیبہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے کہا کہ میں نے ملاقات کی علیؓ سے احجارالزیت کے نزدیک تو میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سے اہل بیت کے حق میں جو خمس میں ہے ابوبکرؓ نے کیا معاملہ کیا تھا۔ تو علیؓ نے کہا، ابوبکر رحمہ اللّٰہ کے بارے میں تو یہ بات ہے کہ ان کے زمانہ میں اخماس ہی نہیں تھے اور جو کچھ تھا (یعنی جو اُن کے زمانہ میں مال آیا تھا) اُنھوں نے اُس کو پورا ادا کیا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس سوس اور اہواز کا مال آیا، یا کہا اہواز کا یا فارس کا مال آیا مجھے شک ہے، پھر کہا حدیث مطر میں ہے یا دوسری حدیث میں، بہرحال عمرؓ نے کہا بہت سے مسلمان حاجتمند ہیں اگر تم بخوشی اپنے حق کو چھوڑ دو تو ہم اس کو مسلمانو کی حاجت میں صرف کر دیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آجائے اور میں اس میں سے تمہارے حق کو پورا کر دوں۔ اس پر عباسؓ نے (مجھ سے) کہا تم اُن کو ہمارے حق میں طمع نہ دلاؤ۔ میں نے اُن سے کہا اے ابوالفضل (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) کیا امیرالمؤمنینؓ کی بات کو ماننے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے کا سب سے زیادہ حق ہم پر نہیں ہے۔ اس کے بعد قبل اس کے کہ عمرؓ کے پاس مال آتے اور وہ ہم کو وہ حق پورا ادا کریں آپکی وفات ہو گئی۔ اور حکم نے مطر کی حدیث میں کہا یا دوسرے شخص نے

ان عمر قال لکم حق و لایبلغ علمی اذ اکثر
ان یکون لکم کلہ فان شئتم اعطیتکم منہ
بقدر ما اریٰ لکم فابیناہ علیہ الا کلہ فابیٰ
ان یعطینا کلہ البیہقی عن ابن عباس
ان نجدۃ الحروری کتب الیہ فی سہم ذوی
القربیٰ نحوا مما ذکر ابو یوسف ثم قال
الشافعی قال یعنی ذٰلک القائل فکیف
یقسم سہم ذوی القربیٰ ولیست الروایۃ
فیہ عن ابی بکر و عمر متواطئۃ قلت
ہٰذا قول من لا علم لہ ثبت فی ہٰذا
الحدیث عن ابی بکر انہ اعطاہموہ و عمر
حتے کثر المال ثم اختلف عنہ فی الکثرۃ
ارأیت مذہب اہل العلم فی القدیم
والحدیث اذا کان الشیٔ منصوصا فی
کتاب اللہ مبینا علی لسان رسول صلی
اللہ علیہ وسلم او بفعلہ الیس یستغنی
عن ان یسأل عما بعدہ الیس تعلم
ان فرض اللہ علی اہل العلم اتباعہ
قال بلیٰ قلت فتجد سہم ذوی القربیٰ
مفروضا فی آیتین من کتاب اللہ
مبینا علی لسان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبفعلہ
باثبت ما یکون من اخبار الناس من
وجہین احدہما ثقۃ المخبرین عنہ
واتصال خبرہم

کہ عمرؓ نے کہا کہ تمھارا حق ہے اور میرا علم اس حد پر نہیں پہنچا کہ اگر
مال کثیر ہو جائے تو وہ سب تمھارے لئے ہو جائے تو اگر تم چاہو تو
میں اس میں سے جتنا تمھارے لئے مناسب سمجھوں تم کو دیدوں
تو ہم نے ان سے کل مال سے کم لینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے کل
مال دینے . . . . سے انکار کر دیا۔ بیہقیؒ ابن عباسؓ سے کہ نجدۃ الحروری
نے ان کو لکھا ذوی القربیٰ کے حصوں کے بارے میں۔ اسی طور
پر جس کا ذکر ابو یوسفؒ نے کیا ہے۔ پھر کہا شافعیؒ نے کہ کہا
یعنی اس کہنے والے نے تو کیونکر ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم کیا
جائے گا حالانکہ اس میں کوئی روایت ابوبکرؓ و عمرؓ سے ایسی نہیں
جو باہم موافقت رکھتی ہو، میں نے کہا کہ یہ قول اس کا ہے
جس کو علم نہیں۔ اس حدیث میں ابوبکرؓ سے ثابت ہے کہ انھوں
نے ان کو خمس عطا کیا اور عمرؓ نے بھی یہاں تک کہ مال کی
کثرت ہوئی پھر کثرتِ مال کے بعد ان سے اختلاف کیا گیا۔ کیا
تم جانتے ہو اہلِ علم کے مذہب کو قدیم زمانہ کے اور بعد کے زمانہ
کے کہ جب کوئی شے منصوص ہوتی ہے کتاب اللہ میں اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان یا آپؐ کے فعل سے صاف
واضح شدہ بھی ہو گیا وہ اس سے مستثنیٰ نہیں کہ اس کے بعد اس
کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے
کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم پر اُن کا اتباع فرض کیا ہے؟ اُس نے کہا
کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم کتاب اللہ کی دو آیتوں میں
پاتے ہو کہ ذوی القربیٰ کے حصے فرض کئے گئے ہیں اور خوب
واضح شدہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپؐ
کے فعل سے جس کے بارے میں لوگوں کی ایسی خبریں موجود ہیں
جن کے ثبوت کی پختگی کی دو وجہیں موجود ہیں۔ ایک ان میں سے
آپؐ سے خبر دینے والوں کا ثقہ ہونا اور ان کی خبروں کا متصل ہونا

Marfat.com

وانہم کلہم اہل قرابۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الزہرے من اخوالہ وابن المسیب من اخوال ابیہ وجبیر بن مطعم ابن عمہ وکلہم قریب منہ فی جذم النسب وہم یخبرونک مع قرابتہم وشرفہم انہم مخرجون منہ وان غیرہم مخصوص بہ ویخبرک انہ طلبہ ہو وعثمان فمتے تجد سنۃ اثبت لفرض الکتاب وصحۃ المخبرین من ہذہ السنۃ التی لم یعارضہا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معارض بخلافہا قلت ہذا کلام الفریقین فتأمل فیہ جدًا والاوجہ عندی ان عمر ابن الخطاب کان یرے سہم ذوی القربے ثابتًا ماضیًا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم یکن یرا ان لہم خمس الخمس کاملًا بل کان یرے ذلک الی الامام یعطیہم باجتہادہ کما روے ابو یوسف والبیہقی وغیرہما عن ابن عباس ولیس للشافعی حدیث صریح یدل علے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وخلفاءہ کانوا یعطون ذوی القربے خمس الخمس لاینقصون منہ ولا لابی یوسف نص صریح صحیح ان ابا بکر وعمر

اور (دوسری وجہ) یہ ہے کہ وہ سب کے سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں۔ زُہری آپؐ کے اَخوال میں سے (یعنی ماموں کی اولاد) اور ابن المسیب آپؐ کے باپ کے اَخوال میں سے اور جُبَیر بن مُطعِم آپؐ کے ابنِ عم اور سب کے سب آپؐ سے قریب ہیں اصلِ نسب میں اور وہ تم کو خبر دے رہے ہیں اپنی قرابت اور شرافت کے ساتھ کہ ان کو اس دیئے جانے والوں کے زمرے) سے نکال دیا گیا اور دوسرے لوگوں کو اس سے مخصوص کر دیا گیا اور وہ تم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے بھی اُن کو بُلایا اور عثمانؓ نے بھی پھر تم کب ایسی سنت پاؤ گے جو کتاب سے فرضیت کے ثبوت میں اور صحتِ مخبرین کے اعتبار سے اس سُنّت سے زیادہ پختگی رکھنے والی ہو، جس کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی معارض (قول یا فعل) ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہے فریقین کا کلام اس میں بخوبی غور کر لینا چاہیے۔ اور میرے نزدیک مناسب توجیہ یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب یہ رائے رکھتے تھے کہ ذوی القربےٰ کا حِصّہ ثابت ہے جاری رہنے والا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور یہ رائے نہیں رکھتے تھے کہ ان کا حِصّہ خُمس کا پُورا پانچواں حِصّہ ہے، بلکہ اس کو امام کی رائے پر موقوف سمجھتے تھے جو اُن کو اپنے اجتہاد سے عطا کرے۔ جیساکہ ابو یوسفؒ اور بیہقیؒ وغیرہما نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا۔ اور شافعیؒ کے پاس کوئی ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ذوی القربےٰ کو خُمس کا پورا پانچواں حصہ دیا کرتے تھے، اس میں کچھ کمی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ابو یوسفؒ کے پاس کوئی نص صریح موجود ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے

Marfat.com

أسقطا سهم ذوي القربى بالكلية
والكلبي ضعيف عند اهل الحديث
لا شك في ذلك ووجه التطبيق بين
الروايتين المختلفتين في العلة التي
عرضها عمر على علي في ترك
سهمهم ان الامرين صحيح حط نصيبهم
مما كانوا يزعمون انه حقهم وحثهم على
بذل ما لهم من الحق عنده الى
الفقراء في ايام الحاجة ابو يوسف
رحمه الله حدثني بعض مشيختنا عن
يزيد بن ابي حبيب ان عمر رضي
الله عنه كتب الى سعد حين افتتح
العراق اما بعد فقد بلغني كتابك تذكر
ان الناس سألوك ان تقسم بينهم
مغانمهم وما افاء الله عليهم
فاذا اتاك كتابي هذا فانظر ما اجلب
الناس به عليك الى العسكر من كراع
او مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين
واترك الارضين والانهار لعمالها
ليكون ذلك من اعطيات المسلمين
فانك ان قسمتها بين من حضر
لم يكن لمن بعدهم شيء وقد كنت
امرتك ان تدعو من لقيت الى
الاسلام فمن اسلم واستجاب لك
قبل القتال فهو رجل من المسلمين له

ذوی القربیٰ کے حصّہ کو بالکلیہ ساقط کر دیا تھا اور کلبی اہلِ
حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور
دونوں مختلف روایتوں کے درمیان وجہ تطبیق اس علت میں نظر
کرنے سے واضح ہوتی ہے جس کو عمرؓ نے علیؓ کے سامنے پیش
کی اُن کے حصّہ کے ترک کے بارے میں کہ دونوں امر صحیح ہیں
اُن کے حصہ میں سے کمی کرنا بھی جس کے بارے میں ان کا دعوےٰ
یہ تھا کہ وہ ان کا حق ہے اور اُن کا اپنے مال کو فقراء پر ایام
حاجت میں خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا بھی جو اُن کے نزدیک
حق میں سے تھا (جس کا اعتراف حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ
سے کیا تھا)۔ ابو یوسف رحمہ اللہ، مجھ سے حدیث بیان کی میرے
ایک شیخ نے یزید بن ابی حبیب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
سعدؓ کو خط لکھا جب اُنھوں نے عراق کو فتح کیا امّا بعد
میرے پاس تمھارا خط پہنچا جس میں تم ذکر کرتے ہو کہ لوگوں
نے تم سے درخواست کی کہ تم ان پر ان کے اموالِ غنیمت کو
تقسیم کر دو اور جو کچھ اُن کو اللہ نے بغیر جنگ کے دیا ہے۔ تو
جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان چیزوں پر نظر کرو جو
لوگ تمھارے پاس لشکر کی طرف گھوڑے یا اور مال لے کر آتے
ہیں تو اُس کو مسلمانوں کے سامنے جو تمھارے پاس حاضر ہوں
تقسیم کرو اور زمینوں اور نہروں کو اُن کے عمّال کے پاس
چھوڑ دو تاکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو عطیات کے لئے باقی رہیں
کیونکہ تم نے اگر اُن کو بھی حاضرین پر تقسیم کر دیا تو بعد والوں
کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے گی اور میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ
تم جس کا سامنا کرو اس کو اسلام کی دعوت دو تو جو شخص
مسلمان ہو جائے اور تمھاری دعوت قبول کر لے قتال سے پہلے
تو وہ مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اُس کا حق وہی ہے جو دوسرے

Marfat.com

مالهم وعليه ما عليهم ولهم سهم في الإسلام ومن أجاب بعد القتال وبعد الهزيمة فهو رجل من المسلمين وماله لأهل الإسلام لأنهم قد أحرزوه قبل إسلامه فهذا أمري وعهدي إليك. أبو يوسف حدثني غير واحد من علماء أهل المدينة قالوا لما قدم على عمر بن الخطاب رضي الله عنه جيش العراق من قبل سعد بن أبي وقاص شاور أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم في تدوين الدواوين وقد كان اتبع رأي أبي بكر رضي الله عنه في التسوية بين الناس فلما جاء فتح العراق شاور الناس في التفضيل ورأى أنه الرأي فأشار عليه بذلك من رآه وشاورهم في قسمة الأرضين التي أفاء الله على المسلمين من أرض العراق والشام فتكلم قوم فيها وأرادوا أن يقسم لهم حقوقهم وما فتحوا فقال عمر رضي الله عنه فكيف بمن يأتي من المسلمين فيجدون الأرض بعلوجها قد قسمت وورثت من الآباء وحيزت ما هذا

مسلمانوں کا ہے اور اس کے اوپر وہی حق ہے جو عام مسلمانوں پر ہے اور اسلام میں اس کا حصہ بھی لگے گا اور جو شخص بعد قتال اور بعد ہزیمت کے دعوت قبول کرلے تو وہ (بھی اب) مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اور اس کا مال اہلِ اسلام کا ہے (اس کی واپسی نہ ہوگی) کیونکہ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کیا اس کے اسلام لانے سے پہلے۔ تو یہ میرا حکم ہے اور میری طرف سے تم پر ذمہ داری ہے۔ ابو یوسفؒ: ایک سے زیادہ علماء اہلِ مدینہ نے مجھ سے روایت کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس سے عراق کا لشکر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے رجسٹروں کے مرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور (پہلے آپ) سب لوگوں کو مساوی رکھنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اتباع کرچکے تھے۔ پھر جب عراق سے فتوحات آئیں تو لوگوں سے بعض کو فضیلت دینے کے بارے میں مشورہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ عام رائے یہی ہے جس سے آپ نے رائے لی (مشورہ لیا) اسی طرف اشارہ کیا اور آپ نے سرزمین عراق و شام کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں اُن سے مشورہ کیا جن زمینوں کو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمادیا تھا تو ایک قوم نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور انھوں نے یہ تجویز کیا کہ ان (مجاہدین) کے حقوق اور اُن کے فتح کرنے کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کو بھی ان پر تقسیم کردیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں ہم اُن مسلمانوں کے ساتھ کیا کریں گے جو (آئندہ) آئیں گے اور تمام سرزمین کو اس حال میں پائیں گے کہ وہ اُن رکیبروں سمیت (جو اس زمین میں ممتاز مقام رکھتے تھے) تقسیم ہوچکی اور آبائی ترکہ کی طرح وہ اُن کے وارث قرار دیے جاچکے اور وہ ان پر ذی اختیار بنائے جاچکے۔ میری یہ رائے

Marfat.com

برأیے فقال لہٗ عبدالرحمٰن بن عوف فما الرأی ما الارض والعلوج الا مما افاء اللہ علیہم فقال عمر ما ہو الا کما تقول و لست اریٰ ذالک واللہ لا یفتح بعدی بلد فیکون فیہ کبیر نیل بل عسیٰ ان یکون کلًّا علی المسلمین فاذا قسمت ارض العراق بعلوجہا و ارض الشام بعلوجہا فما یسد بہ الثغور و ما یکون للذریۃ و الارامل بہذا البلد و بغیرہ و ان اہل الشام و العراق اکثروا علی عمر و قالوا اتقف ما افاء اللہ علینا باسیافنا علی قوم لم یحضروا و لم یشہدوا و لابناء قوم و لابناء ابنائہم لم یحضروا فکان عمر رضی اللہ عنہ لا یزید علی ان یقول ہذا رأیی قالوا فاستشر فاستشار المہاجرین الاولین فاختلفوا فاما عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ فکان رأیہ ان یقسم لہم حقوقہم و رأی عثمان و علی و طلحۃ رأی عمر رضی اللہ عنہم اجمعین فارسل الی عشرۃ من الانصار خمسۃ من الاوس و خمسۃ من الخزرج

نہیں ہے۔ تو ان سے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے کہا پھر کیا رائے ہے؟ زمین اور وہاں کے باشندے تو "ما افاء اللہ علیہم" (یعنی جو کچھ اللہ نے اُن کو غنیمت میں دیا) میں داخل ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو اور میں یہ رائے (کہ زمینوں کو زمینداروں سمیت تقسیم کر دیا جاتے اس لئے) مناسب نہیں سمجھتا کہ واللہ میرے بعد کوئی ایسا ملک فتح نہ ہوگا جس میں کوئی بڑی آمدنی ہو بلکہ قیاس یہ ہے کہ وہ ایک بوجھ ہوگا مسلمانوں پر تو جب عراق تقسیم کر دیا گیا مع اُس کے زمینداروں کے اور سرزمین شام بھی تقسیم کر دی گئی زمینداروں سمیت تو تم کس (خزانہ) سے سرحدوں کو مضبوط کرو گے اور کہاں سے امداد دے سکو گے اس شہر اور دوسرے مقام کے بچوں اور بیکس عورتوں کو۔ اور حال یہ پیش آیا کہ اہل شام و عراق نے (یعنی ان مجاہدین نے جو وہاں سے آتے تھے) عمرؓ کے ساتھ بہت کہا سنی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے ذریعہ سے ہم کو غنیمت میں دیا ہے اُس کو آپ اُن لوگوں پر وقف نہ کیجئے جو موجود نہیں ہیں اور نہ وہ میدان میں نکلے اور اس قوم کی اولاد پر وقف نہ کیجئے اور نہ اُن کی اولاد پر وقف کریں جو موجود بھی نہیں ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ اسی قول پر جمے رہے کہ میری رائے تو وہی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا تو (مسلمانوں سے) مشورہ کر لیجئے۔ اس پر آپ نے مہاجرینِ اوّلین سے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ہو گئے۔ عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کی رائے یہ تھی کہ یہ ان کے حصّے اُن پر تقسیم کر دیئے جائیں اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور طلحہ رضؓ کی رائے وہی تھی جو عمرؓ کی رائے تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد عمرؓ نے انصار میں سے دس آدمیوں کو بلایا، پانچ قبیلہ اوس کے اور پانچ قبیلہ خزرج کے

Marfat.com

مِن کُبَرآئِہِم و اَشرافِہِم فلما اجتمعوا
حمد اللہ و اثنیٰ علیہ بما ہو اہلہ
ومستحقہ ثم قالَ اِنّی لم اُزعِجکم
الاّ لِاَن تشترکوا فی اَمانتی فیما
حُمِّلتُ مِن اُمورِکم فانّی واحدٌ
کَاَحَدِکم و انتم الیومَ تُقِرّونَ بالحقّ
خالَفنی مَن خالَفنی و وافقنی مَن
وافقنی ولستُ ارید ان تتّبعوا الذی
ہو ہوایَ معکم من اللہِ کتابٌ
ینطق بالحقِّ فواللہِ لئن کنتُ نطقتُ
باَمرٍ اُریدہ ما اردتُ بہ الاّ الحقّ
قالوا قد نسمع یا امیرَ المؤمنین
و قالَ قد سمعتم کلامَ ہؤلاءِ
القومِ الّذین زعموا اَنّی اَظلِمُہم
حقوقَہم وانّی اعوذُ باللہ اَن اَرکب
ظلماً لئن کنتُ ظلمتُہم شیئاً ہو
لہم واعطیتُہ غیرَہم لقد شَقِیتُ
ولکن رأیتُ انّہ لم یبقَ شیءٌ
یُفتَح بعد ارضِ کِسریٰ وقد
غنّمنا اللہُ اموالَہم وارضَہم و
علوجہم فقسمتُ ما غنموا من مالٍ
اورثتُہ بینَ اہلہ و اخرجتُ
الخمسَ فوجّہتُہ علےٰ وجہہ
و انا فی توجیہہ و
رأیتُ

جو انصار کے بڑے اور اشراف میں سے تھے جب یہ سب لوگ
جمع ہوگئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا پڑھی جس کا وہ
اہل و مستحق ہے۔ پھر کہا کہ میں نے آپ صاحبان کو صرف اس لئے
تکلیف دی کہ مجھ پر آپ کے امور کے بارے میں جو ایک امانت کا
بوجھ ہے اس کے تحمل میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں اور یہ حقیقت
ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک شخص ہوں اور آج تم کو حق پر جمنا
ہوگا جس کو مجھ سے اختلاف ہوا اس نے اختلاف کیا اور جس نے
موافقت کی اس نے موافقت کا اظہار کیا اور میں یہ نہیں چاہتا
کہ تم لوگ اس بات کا اتباع کرو جو میری خواہش ہو۔ تمہارے
پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو حق بات بتاتی ہے۔ خدا کی قسم
جو کچھ میں زبان پر لاتا رہا ہوں اس امر کے بارے میں جس کا میں
ارادہ کر رہا ہوں میں نے اس سے کسی شئے کا ارادہ نہیں کیا بجز
حق کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سن رہے ہیں اے امیر المومنین۔
اور آپ نے کہا کہ تم سن چکے ہو اس قوم کا کلام جو یہ سمجھ
رہے ہیں کہ میں ان کے حقوق کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں اور میں
اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ظلم کا مرتکب بنوں بخدا اگر میں
نے ان پر ظلم کیا کسی ایسی شے کے بارے میں جو اُن کی ہے
اور میں نے اس کو دوسرے لوگوں کو دیدیا تو میں درحقیقت
بدکردار ہوں گا۔ لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی چیز باقی
نہیں رہی سرزمین کسریٰ کے بعد جس کو فتح کیا جاتے گا
اور اللہ تعالےٰ نے ان کے اموال اور ان کی زمینیں اور ان کے
زمینداروں کو ہمیں غنیمت میں دیا تو جو کچھ مال غنیمت میں
آیا میں نے اس کو تقسیم کردیا اور حقداروں کو اس کا وارث بنادیا
اور میں نے خمس نکالا تو اس کو بھی اس کے مصارف میں پہنچادیا
اور میں اس کام میں ابھی تک لگ رہا ہوں اور میں نے یہ رائے قائم کی

Marfat.com

اَن اَحْبِسَ الارضینَ بعلوجِها واضعَ علیهم فیها الخراجَ وفی رقابِهم الجزیۃَ یؤدّونها فیکونَ شیئاً للمسلمینَ للمقاتِلۃ والذریۃ ولمن یأتی بعدهم أرایتم هٰذہ الثغورُ بدّ لها من رجالٍ یلزمونها ارأیتم هٰذه المدنَ العظام والشام والجزیرۃ والکوفۃ والبصرۃ ومصر بدّ من ان تُشحن بالجیوش وادرار العطاء علیهم فمن اینَ یُعطٰی هؤلاء اذا قُسّمت الارضینَ والعلوجَ فقالوا جمیعًا الرأی رأیک فنعم ما قلتَ وما رأیتَ ان لم تُشحن هٰذه الثغورُ وهٰذه المدن بالرجال ویجری علیهم ما یقوون به رجع اهلُ الکفر الی مدنهم فقالَ قد بانَ لی الامرُ فمن رجلٌ له جزالۃٌ وعقل یضع الارضَ مواضعها ویضعُ علی العلوج ما یحتملونَ فاجتمعوا له علی عثمانَ ابنِ حنیف وقالوا له تبعثه الی اَهَمّ من ذٰلک فانّ له بصرًا وعقلًا وتجربۃً فاسرعَ الیه عُمر فولّاہ مساحۃَ ارضِ السّواد

کہ زمینوں کو اُن کے زمینداروں سمیت روک لوں اور اُن زمینوں کے بارے میں اُن پر خراج (یعنی سرکاری لگان) اور اُن کی گردنوں پر اتنا جزیہ (ٹیکس) جس کو وہ بخوشی برداشت کر لیں قائم کردوں تو یہ ایک شے (یعنی مستقل ذریعۂ آمدنی) مسلمانوں کے لئے ہوگی لڑنے والی جماعت کے لئے، مسلمانوں کی اولادوں کے لئے اور اُن مسلمانوں کے لئے جو اُن کے بعد آنے والے ہیں۔ کیا تم نے ان ملکی سرحدوں پر غور کیا کہ اُن کی حفاظت کے لئے ایسے جنگی مَردوں کی ضرورت ہے جو ان کی حفاظت پر لگے رہیں کیا تم نے ان بڑے بڑے شہروں پر غور کیا اور شام پر اور الجزیرہ پر اور کوفہ و بصرہ اور مصر پر کہ ضرورت ہے کہ ان کو لشکروں سے بھر دیا جاتے اور لشکر والوں کو وظائف دیئے جائیں تو ان لوگوں کو کہاں سے دیا جاتے گا جب کہ میں زمینوں اور اُن کے گبر باشندوں کو تقسیم کر چکوں گا۔ تو سب نے کہا صحیح رائے آپ ہی کی رائے ہے، جو کچھ آپ نے کہا اور جو رائے قائم کی وہ بہت مناسب ہے۔ اگر ان سرحدوں کو فوجوں سے نہ بھرا گیا اور ان شہروں میں مردوں کو نہ بھیجا گیا جن کے لئے امداد کا اجراء بھی ضروری ہوگا جس سے وہ قوّت حاصل کریں تو اہلِ کُفر پھر اپنے شہروں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ اس کے بعد عمرؓ نے فرمایا کہ اب معاملہ واضح ہو چکا ہے تو (اب یہ رائے دو کہ) کون ایسا شخص ہے جس میں سنجیدگی اور عقل ہو جو زمین پر لگان قائم کرے اور وہاں کے گبر باشندوں پر اتنا ٹیکس قائم کرے جس کو وہ برداشت کر سکیں تو سب آپ کے سامنے متفق الرائے ہوتے عثمان بن حنیف پر اور انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ آپ ان کو اس سے بھی زیادہ اہم کام پر بھیج سکتے ہیں کیونکہ وہ صاحبِ نظر و صاحبِ عقل و تجربہ کار ہیں۔ تو عمرؓ نے فوراً ہی اُن کو (عراق و شام کی) مزروعہ زمینوں کا مہتمم بندوبست

Marfat.com

قد وضعت جبایۃ سواد الکوفۃ قبل ان یموت عمر بعام مائۃ الف الف والدرہم یومئذ درہم ودانقان ونصف کانت الدراہم یومئذ وزن الدرہم مثل وزن المثقال وحدثنی اللیث بن سعد عن حبیب بن ابی ثابت ان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجماعۃ المسلمین ارادوا عمر بن الخطاب ان یقسم الشام کما قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر وانہ کان اشد الناس علیہ فی ذلک الزبیر بن العوام وبلال بن رباح فقال عمر اذن اترک من بعدکم من المسلمین لاشئ لہم ثم قال اللہم اکفنی بلالاً واصحابہ قال ورأی المسلمون ان الطاعون الذی اصابہم بعمواس کان عن دعوۃ عمر قال وترکہم عمر ذمۃ یؤدون الخراج الی المسلمین وحدثنی محمد بن اسحٰق عن الزہری ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ استشار الناس فی السواد حین افتتح فرأی عامتہم ان یقسمہ وکان بلال بن رباح من اشدہم فی ذلک وکان رأی عمر ان یترکہ ولا یقسمہ فقال اللہم اکفنی بلالاً

بنادیا تو اراضی کوفہ کی مالگذاری عمرؓ کے انتقال سے ایک سال قبل تک دس کروڑ درہم تک پہنچ گئی اور اُس زمانہ کا درہم (بعد کے دَور کے) ایک درہم اور اڑھائی دانگ کے برابر تھا۔ درہم اُس زمانہ میں ایسے ہوتے تھے کہ درہم کا وزن مثقال کے وزن جیسا ہوتا تھا۔ اور مجھ سے روایت کیا لیث بن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ عمرؓ بن الخطاب سے شام کو تقسیم کرائیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں عمرؓ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والے زبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر تو میں تمہارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ اُن کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا۔ پھر عمرؓ نے دُعا کی کہ یا اللہ بلالؓ اور اُس کے ساتھیوں کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا۔۔ کہا (حبیب بن ابی ثابت نے) کہ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ عمواس میں جو طاعون ان پر پڑا وہ عمرؓ کی دُعا کے نتیجہ میں پڑا تھا۔ اور کہا کہ عمرؓ نے اُن (شہروں کے قدیم باشندوں) کو ذمّی بنا کر چھوڑ دیا کہ وہ مسلمانوں کو خراج ادا کرتے رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد ابن اسحٰق نے زُہری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے اراضی مزروعہ کے بارے میں مشورہ کیا جب (عراق وشام کی) فتح ہوگئی تو عام لوگوں کی رائے یہ ہوگئی کہ وہ ان کو (لڑنے والوں پر) تقسیم کردیں۔ اور بلال بن رباح اُن (تقسیم اراضی کا مطالبہ کرنے والوں) میں اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے اور عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور تقسیم نہ کریں تو عمرؓ نے دُعا کی کہ یا اللہ بلالؓ کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا

Marfat.com

وتکلموا فی ذلک یومین او ثلثاً او دون
ذلک ثم قال عمر لقد وجدت حجۃ
قال اللہ عز وجل فی کتابہ وَمَآ اَفَآءَ
اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ
عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ
اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ حتی فرغ من
شان بنی النضیر فہذہ عامۃ فی القریٰ
کلہا ثم قال مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
لِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَ
ابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ
مِنْکُمْ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا
اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ثم
قال لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ
یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا
وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ
ثم لم یرض حتی خلط
بہم غیرھم فقال
وَالَّذِیْنَ
تَبَوَّؤُ
الدَّارَ

اور یہ لوگ اس (جھگڑے) میں دو دن یا تین دن یا اس سے کچھ کم لگے رہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ میں حجت پا چکا ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ تا قَدِیْرٌ (۵۹ : ۶)

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن سے دلوایا سو تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالےٰ (کی عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلّط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔" یہاں تک کہ فارغ ہو گیا بنو نضیر کے قضیہ سے تو اب یہ عام ہے تمام بستیوں کے بارے میں، پھر فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تا شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔

(۵۹ : ۷) جو کچھ اللہ تعالےٰ (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک اور ایک حصّہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپؐ کے) قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مالِ فیٔ) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو بیشک اللہ تعالےٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔" پھر فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ تا الصّٰدِقُوْنَ (۵۹ : ۸) اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جُدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالےٰ کے فضل (یعنی جنّت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔" پھر حق تعالےٰ نے اس پر بس نہیں کر دیا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ تا ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

Marfat.com

وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ
هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ
نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
فہذا فیما بلغنا واللہ اعلم فی الانصار
خاصۃً ثم لم یرض حتی خلط بہم
غیرھم فقال وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَآ إِنَّكَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فکانت ہذہ عامۃً
لمن جاء بعدھم فقد صار ہذا الفیٔ بین
ہؤلآء جمیعاً فکیف نقسمہ لہؤلآء
وندع من تخلف بغیر قسم فاجمع
علی ترکہ وجمع خراجہ ابو یوسف
الذی رأی عمر رضی اللہ عنہ من
الامتناع من قسمۃ الارضین بین
من افتتحہا عند ما عرفہ اللہ
ما کان فی کتابہ من بیان ذٰلک
توفیقاً من اللہ تعالٰی کان
لہ فیما صنع
فیہ

(۵۹ : ۹) اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" تو یہ اس علم کے مطابق جو ہم کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے خاص طور پر انصار کے حق میں ہے، پھر اس پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اُن کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تا رَحِيْمٌ ۝ (۵۹ : ۱۰) اور ان لوگوں کا (بھی اس مال فے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔" تو یہ آیت عام ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اُن کے بعد آئے تو یہ فے اُن سب کے لئے ہے تو ہم اس کو ان ہی لوگوں پر کیسے تقسیم کر دیں اور بعد والوں کو بغیر حصے کے چھوڑ دیں تو تقسیم کے ترک پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس کے خراج کے جمع کرنے پر۔ ابو یوسفؒ جو رائے قائم فرمائی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ زمینوں کو اُن لوگوں پر تقسیم ہونے سے روکا جائے جنھوں نے ان کو فتح کیا اس حجت کو پیش نظر رکھ کر جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ توفیق تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اُن کو دی گئی، اس میں جو کچھ اُنھوں نے کیا

Marfat.com

كانت الخيرةُ لجميع المسلمين وفيما
رأى من جمع خراج ذلك وقسمته
بين المسلمين عمومُ النفع لجماعتهم
لأنّ هذا لو لم يكن موقوفاً على الناس
في الأعطيات والأرزاق لم
تُشحن الثغورُ ولم تقوى الجيوشُ
على المسير في الجهاد ولَمَا
أمِن برجوعِ أهلِ الكفر إلى مُدُنهم
إذا خلَت من المقاتلة والمُرتزقة
والله أعلم بالخير حيث كان
قالَ الشافعي الدُّورُ والأرضون
ما تصالحوا عليه وقف للمسلمين
يستغلّ غلّتها في كلّ عام قالَ
وأحسبُ ما ترك من بلادِ أهل الشرك
هكذا أو شيئٌ استطاب أنفس
من ظهر عليه بخيلٍ وركابٍ فتركوه
كما استطاب رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم أنفسَ أهلِ سبي
هوازن فتركوا حقوقهم قال و
في حديث جرير بن عبد الله
عن عمر انه عوّضه من
حقه ويشبه قول جرير عن
عمر لولا اني قاسمٌ
مسئولٌ
لتركتم

تمام مسلمانوں کی بھلائی تھی اور جو رائے اُنھوں نے قائم کی
کہ اس کا خراج جمع کیا جائے اور اس کو مسلمانوں پر تقسیم
کیا جاتا ہے جماعتِ مسلمین کے لئے اس کا عام نفع تھا کیونکہ
اس کو اگر عام مسلمانوں پر عطایا اور وظائف کے وقف شدہ
نہ قرار دی جاتی تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے لشکر متعین نہ
ہوسکتا اور جہاد پر روانگی کے لئے لشکروں کو طاقت نہ پہنچائی
جاسکتی اور کبھی اہلِ کفر کے اپنے شہروں کی طرف واپسی سے بے
فکری نہ حاصل ہوسکتی جب کہ وہ شہر خالی ہوتے جنگی مردوں
اور وظائف پانے والے لوگوں سے اور اللہ تعالےٰ خیر کو سب
سے زیادہ جاننے والا ہے وہ جہاں بھی ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ
مکانات اور زمینیں جن پر باہمی صلح ہوتی ہو مسلمانوں کے لئے
وقف ہے اُن کی آمدنی ہر سال جمع کی جائے گی اور کہا کہ میں
سمجھتا ہوں کہ اہلِ شرک کے چھوڑے ہوئے شہر اسی طرح
کے تھے اور کچھ ایسی زمین تھی جس میں عمرؓ نے ان لوگوں کے
نفسوں کی رضامندی چاہی جو کہ گھوڑے اور اُونٹ دَوڑا کر
(یعنی جنگ سے) اس پر غالب ہوئے تو اُنھوں نے اُس شے
(سے اپنے حقوق) کو چھوڑ دیا جیسا کہ رضامندی حاصل کی تھی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جن کے پاس
ہوازن کے قیدی تھے تو اُنھوں نے اپنے حقوق کو ترک کر دیا تھا
(اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر رضامند
ہو کر ان کو آزاد کر دیا تھا) کہا (امام شافعیؒ نے) اور جریر بن
عبد اللہ رضؓ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے
ان کو ان کے حق کا بدلہ دیدیا تھا اور مشابہ ہے قول جریرؓ کے
جو عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا
تقسیم کرنے والا ہوں جس سے باز پرس بھی ہوگی تو میں تم کو چھوڑ دیتا

Marfat.com

علیٰ ما قسّمتم لکم ان یکون قسم لہم بلادَ صلحٍ مع بلادِ ایجافٍ فردّ قسمَ الصلحِ وعوّض من بلاد الایجاف بالخیلِ والرکاب تملّکہٗ والاوجہ (عندی و تحریر ازمن ۱۲) ان الفارسَ والرومَ کانوا متسلّطین علیٰ مُلّاکِ الارض یاخذون منہم الخراجَ ولم یکونوا مُلّاکَ الارض وزُرّاعَہا ولا وَرِثُوہا من آبائہم واَجدادہم فقاتلَ المسلمونَ اُولٰئک المتغلّبین حتی دفعوہم عن سواد الشام والعراق واما مُلّاکُ الارض وفلّاحہا الّذین کانوا یزرعونہا ویسکنونہا وورثوہا من آبائہم فاکثرہم صالحوا المسلمینَ والتزموا الخراجَ وبعضہم ظاہروا الرومَ والفارسَ وقاتلوا معہم فاشتبہ الامرُ علی الناس فظنّ عوامہم انّ الاراضی مغنومۃٌ لوجود المقاتلۃِ فی الجملۃِ وفطنَ الخواصّ بانّ المقاتلۃَ انّما کانت مع المتسلّطین المتغلّبین واما اہل الارض الّذین ہم مُلّاکہا وسُکّانہا فانّ اکثرہم صالحوا المسلمینَ وافتتحہا المسلمون صلحاً من غیر ایجافِ خیلٍ ولا رکابٍ وانّما اُوجفوا

اس پر جو تمہارے لئے کیا جا چکا ہے کہ بلادِ صلح مع بلادِ ایجاف ان (عام مسلمانوں) کے حصہ میں آتے۔ پھر عمرؓ نے صلح سے قبضہ کئے ہوتے علاقہ کو تو الگ کر لیا اور بلادِ ایجاف کا جن پر گھوڑوں اور اونٹوں سے لڑائی ہوتی بدلہ دے دیا۔ میں کہتا ہوں اور معقول وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ فارس اور روم تسلط تھے زمین کے مالکوں پر اور ان سے خراج لیا کرتے تھے اور فارس و روم والے خود زمین کے مالک نہ تھے اور نہ اُس کو زراعت کرنے والے تھے اور نہ اُن کو ان کے باپ اور دادا سے وراثت میں ملی تھی تو مسلمانوں نے ان غلبہ پانے والوں فارس اور روم سے قتال کیا یہاں تک کہ ان کو دھکیل دیا شام اور عراق کے سرسبز علاقہ سے۔ رہے زمینوں کے مالک اور اُن کے باشندے جو اُن زمینوں کی زراعت کرتے اور اُن پر رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے اُن کے وارث بنتے آتے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی اور خراج کا دیتے رہنا منظور کر لیا اور ان میں کے بعض لوگوں نے روم اور فارس کو مدد دی اور اُن کے ساتھ مل کر (مسلمانوں سے) قتال کیا تو لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہو گیا اور عام لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ تمام زمینیں غنیمت میں آئی ہوتی ہیں کہ فی الجملہ سب ہی کے لئے قتال وجود میں آیا۔ لیکن خواص نے یہ سمجھ لیا کہ مقاتلہ تو متسلطین اور متغلبین (یعنی فارس اور روم والوں) سے ہوا تھا، رہے زمین والے جو کہ ان کے مالک اور اُن کے باشندے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور اُس کو مسلمانوں نے بغیر اس کے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ دوڑائیں صلح سے فتح کیا تھا اور ایجاف (یعنی جنگ) تو اُن دوسرے

؎ یہ قول جریر ہے۔ علیٰ ما قسّمتم لکم پر عمرؓ کا قول ختم ہو گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خیبر میں ہوا تھا کہ جو حصہ فتح ہوا تھا ایجاف خیل ورکاب سے وہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں اسی تقسیم کو تم پر چھوڑ دیتا ۱۲ مترجم

Marfat.com

على غيرهم ممن تغلّب عليهم فلذلك تلا
عمر آية الفيء في هذه المسئلة واما القليل
منهم الذين قاتلوا المسلمين على اراضيهم
مع جنود فارس والروم فاراضيهم مغنومة
استطاب نفوسهم عنها عمر بن الخطاب
حين اراد ايقاف السواد فمن لم يطب نفسًا
عوّضه وان كان الامر على ما ذهب
اليه ابو يوسف فسواد العراق والشام
محوّل عن سنن الاموال المغنومة مخصوص
من عموم قوله تعالى وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ باجماع الصحابة و
بما فهموا من حديث النبي صلى الله
عليه وسلم مقتضى كلامه في فتح
فارس والروم واما غيرها من البلاد
فعلى ما قال الشافعي على نوعين احدهما
ما افاء الله تعالى من غير ايجاف خيل
ولا ركاب ويجعل خزانة للغزاة كما
صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم
بنصف خيبر الذي اصابه من غير
ايجاف وكما صنع بالنضير وفدك (نام قریہ از خیبر)
والثاني ما افاء الله تعالى بايجاف
الخيل والركاب فيقسم عليهم كما
صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم
بنصف خيبر الذي اصابه عنوة وهذا
الذي ذهبنا اليه

لوگوں سے ہوا تھا جنھوں نے ان (باشندوں اور کاشتکاروں)
پر غلبہ حاصل کیا تھا اسی لئے عمرؓ نے آیت فے کی تلاوت کی
اس مسئلہ میں۔ رہے ان میں کے وہ تھوڑے سے لوگ جنھوں
نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکروں کے ساتھ مل کر
مسلمانوں سے قتال کیا تھا تو ان کی زمینیں مالِ غنیمت تھیں
اُن کی ذوات سے عمر رضی اللہ عنہ نے جب پورے علاقہ کو وقف
قرار دیدینے کا ارادہ کیا تو رضامندی حاصل کی تو جو بخوشی آمادہ
نہ ہوا اُس کو معاوضہ دیدیا۔ اور اگر بات وہ ہو جس کی طرف
ابو یوسفؒ گئے ہیں تو عراق اور شام کا علاقہ اموالِ غنیمت
کے طریقوں سے (دوسرے اصول کی طرف) ہٹایا گیا اور خاص
کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم سے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شے
(کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ الخ
بذریعہ اجماع صحابہؓ کے اور حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
فارس اور روم کی فتح کے بارے میں جو آپ کے مقتضائے کلام کو
اصحاب نے سمجھا تھا۔ رہے ان کے سوا دوسرے شہر تو جیساکہ امام
شافعیؒ نے کہا وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے کہ جو اللہ تعالیٰ نے
عطا کئے بغیر ایجاف خیل ورکاب کے (یعنی بغیر مقاتلہ) اور یہ بنائے
جائیں گے خزانہ غازیوں کے لئے جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نصف خیبر کے ساتھ کیا جو بغیر لڑے ہاتھ لگا تھا
اور جیساکہ آپؐ نے نضیر اور فدک (خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے) کے ساتھ کیا۔ دوسرے ایسے جن کو
اللہ تعالیٰ نے ایجافِ خیل ورکاب سے دیئے (یعنے مجاہدین کو لڑائی
کرنا پڑی) تو یہ مجاہدین پر تقسیم کئے جائیں گے جیساکہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے اس نصف حصہ کے ساتھ عمل کیا جو
آپؐ کے قبضہ میں لڑائی سے آیا تھا۔ اور یہ تحقیق جس کی طرف ہم گئے ہیں

Marfat.com

مدلولُ ظاهرِ ما رواه مالکؒ والشافعی
عن زید بن اسلم عن ابیه قالَ
عمر لولا آخر المسلمین ما فُتِحَت مدینةٌ
الّا قسمتُها کما قسم رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه
علیه وسلم خیبر الشافعی تعلیقًا عن جریر
ابن عبداللّٰه عن عمر لولا انّی قاسم مسئول
لترکتکم علٰی ما قُسِم لکم فبهٰذه الروایة
یتعیّن حملها علی المفتوح عنوةً فان
رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما قسم
علیهم الّا المفتوح عنوةً ولٰکن ظهر
لعمرَ و جمهور الصحابة مصلحة اقتضت
ترک قسمة المفتوح عنوةً و جعله
خزانةً للغزاة مُعَدّةً للسلاح و
الکراع الشافعی عن الزهری عن
مالک بن اوس ان عمر قالَ
ما اَحَدٌ الّا له فی هذا المال حقٌّ
اُعطِیَه او مُنِعَه الّا ما ملکت ایمانکم
الشافعی عن ابن المنکدر عن مالک
ابن اوس قالَ عمر لئن عشتُ
لیاتینّ الراعیَ بسروِ حمیر حقّه
ثم اوّلَ الشافعیُ کلامَ عمر
فقالَ معناه ما اَحَدٌ من اهل
الفئ الذین یغزون الّا وله
حقٌ فی مالِ الفئ او الصدقة
قالَ

مدلول ہے اُس ظاہر روایت کا جس کو مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر بعد کے مسلمان (جن کے حق کی صراحت والذین جاؤا من بعدھم میں فرمادی گئی) نہ ہوتے (یعنی ان کا حق پیش نظر نہ ہوتا) تو کوئی شہر فتح نہ ہوتا مگر میں اس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس طرح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ تعلیقاً جریر بن عبداللّٰہؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں کہ مسئول بھی ہوں تو میں تم کو اس تقسیم پر چھوڑ دیتا جو تمہارے لئے کی گئی تھی۔ تو اس روایت سے اُس کا ایسی اراضی پر محمول ہونا متعین ہو جاتا ہے جو جنگ سے فتح ہوتی ہوں کیونکہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے صرف وہی زمینیں اُن کو تقسیم کی تھیں جو جنگ سے فتح ہوتی تھیں۔ لیکن عمرؓ اور جمہور صحابہؓ پر ایسی مصلحت کا ظہور ہوا جو لڑائی سے فتح کی ہوتی زمینوں کی تقسیم کے ترک کی مقتضی ہوتی اور اس کو غازیوں کے لئے خزانہ اور سامانِ جہاد یعنی ہتھیاروں اور سواریوں وغیرہ کی فراہمی کے لئے روکنے کی مقتضی ہوتی۔ شافعیؒ زہری سے وہ مالکؒ ابن اوس سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے بجز اُن لوگوں کے جو تمہاری ملک میں ہیں (یعنی غلام اور لونڈی)۔ شافعیؒ ابن المنکدر سے وہ مالک بن اوس سے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو سرو حمیر کے ایک چرواہے کے پاس اُس کا حق ضرور پہنچ جائے گا۔ پھر شافعیؒ نے عمرؓ کے کلام کی تاویل کی اور کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اہلِ فئے میں سے جو جہاد کرتے ہیں کوئی شخص نہیں مگر مالِ فئے یا صدقہ میں اُس کا حق ہے۔ کہا اور رجو

Marfat.com

والذی احفظ عن اہل العلم ان الاعراب لایعطون من الفیٔ قلت الاوجہ عندی ان الاختلاف بین عمل النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وبین عمل عمر فی قسم الفیٔ منشاہ اختلاف قلۃ الفیٔ وکثرتہ وقد اشار عمر الی ان آیۃ الفیٔ شملت جمیع المسلمین لم تترک منہم شیئًا ولکن المرعی فی التقسیم تقدیم الاحوج فالاحوج البیہقی عن حارثۃ بن مضرب العبدی قال عمر انی انزلت نفسی من مال اللہ بمنزلۃ والی الیتیم ان استغنیت استعففت وان افتقرت اکلت بالمعروف الشافعی عن الاحنف بن قیس ان عمر قیل لہ فی امۃ مرت فقال انہا لاتحل لی انہا من مال اللہ وقال اخبرکم بما استحل من مال اللہ او قال بما یحل لی استحل منہ حلتین حلۃ الشتاء وحلۃ القیظ وما احج علیہ واعتمر وقوتی وقوت عیالی کقوت رجل من قریش لامن اغنیائہم ولا من فقرائہم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابہم الشافعی اخبرنا غیر واحد من اہل العلم انہ لما قدم علی عمر بن الخطاب بما اصیب بالعراق قال لہ صاحب بیت المال انا ادخلہ

بات اہلِ علم کی مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اعراب کو فَے میں سے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو اختلاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکرؓ کے عمل اور عمرؓ کے عمل کے درمیان فَے کی تقسیم میں ہے اُس کا منشا۔ فَے کی قلت وکثرت ہے اور عمرؓ اشارہ کرچکے ہیں اس طرف کہ آیتِ فَے جملہ مُسلمین کو شامل ہے اُن سے کوئی شے ترک نہیں کی گئی لیکن تقسیم میں جس بات کی رعایت رکھی گئی وہ زیادہ حاجتمند کو پھر اُس سے کم حاجتمند کو مقدم کردینا ہے۔ بیہقی حارثہ بن مضرب العبدی سے عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں والیٔ یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو نہ لیا اور اگر ضرورتمند ہوا تو کھا لیا عام طریقہ کے مطابق۔ شافعیؒ احنف ابن قیس سے کہ عمرؓ سے ایک کنیز کے بارے میں کہا گیا جو گزری (کہ آپ اس کو اپنے زیرِ تصرف رکھیں) تو فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال میں سے ہے اور کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے مال میں سے میں کیا حلال قرار دیتا ہوں یا یہ فرمایا کہ میرے لئے کیا حلال ہے۔ میں اس میں سے حلال رکھتا ہوں دو جوڑے ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا اور ایسا (سواری کا) جانور جس پر سوار ہو کر میں حج کرلوں اور عُمرہ کرلوں اور میرا کھانا قریش کے ایک عام آدمی کے مانند ہے نہ اُن میں کے مالداروں کے مانند اور نہ فقراء کے۔ پھر اس کے بعد میں مسلمانوں میں کا ایک شخص ہوں جو مُصیبت ان پر آئے گی (قحط وغیرہ کی) وہ مجھ پر بھی آئے گی۔ شافعیؒ ہم کو ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ جب وہ اموال جو عراق میں ہاتھ لگے تھے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے تو اُن سے بیت المال کے منتظم نے کہا کہ میں اس کو بیت المال میں

Marfat.com

بیت المال قال لا ورب الکعبۃ لا یؤوی تحت سقف بیت حتی أقسمہ (جائے مراد ہ ستون ؟) فأمر بہ فوضع فی المسجد و وضعت علیہ الأنطاع (چرم ہا) وحرسہ رجال من المہاجرین والأنصار فلما أصبح غدا معہ العباس بن عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف آخذا بید أحدہما أو أحدہما آخذ بیدہ فلما رأوہ کشفوا الأنطاع عن الأموال فرأی منظرا لم یر مثلہ رأی الذہب فیہ والیاقوت والزبرجد واللؤلؤ یتلألأ فبکی فقال لہ أحدہما انہ واللہ ما ہو بیوم بکاء ولکنہ یوم شکر وسرور فقال إنی واللہ ما ذہبت حیث ذہبت ولکنہ واللہ ما کثر ہذا قط فی قوم إلا وقع بأسہم بینہم ثم أقبل علی القبلۃ ورفع یدیہ إلی السماء وقال اللہم إنی أعوذ بک أن أکون مستدرجا فإنی أسمعک تقول سنستدرجہم من حیث لا یعلمون ثم قال أین سراقۃ بن جعشم فأتی بہ أشعر الذراعین دقیقہما فأعطاہ سواری کسری بن ہرمز وقال البسہما

داخل کروں ؟ فرمایا کہ نہیں قسم ہے رب کعبہ کی کہ اس کو (سنگوا کر رکھنا تو در کنار) بیت کی چھت کے نیچے بھی نہ جگہ دی جائے گی مجھے یہ تقسیم کر دینا ہے۔ تو آپ کے حکم کے مطابق وہ مسجد میں رکھ دیا گیا اور اس کے اوپر چرمی فرش ڈال دیئے گئے اور مہاجرین وانصار میں کے مردوں نے اس پر پہرہ دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو ان کے ساتھ عباس بن عبد المطلب اور عبد الرحمٰن بن عوف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے یا ان دونوں میں سے ایک حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے۔ جب انھوں نے اس انبار کو دیکھا اور چرمی فرش اموال کے اوپر سے اٹھائے تو ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس میں سونا تھا اور یاقوت اور زمرد اور موتی چمک رہے تھے تو عمرؓ رونے لگے تو ان سے ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ واللہ یہ رونے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ یوم شکر و مسرت ہے، تو عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں وہاں نہیں گیا جہاں تم گئے ہو لیکن حقیقت یہ ہے (جس پر میری نظر پہنچی) کہ واللہ اس کی کثرت کسی قوم میں نہیں ہوئی مگر ان کے مابین خانہ جنگی اور لڑائی واقع ہو گئی۔ . . . . پھر قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مستدرج بننے سے (یعنی کہ مجھے ڈھیل دی گئی ہو) کیونکہ میں نے آپ کا یہ ارشاد سنا ہے سَنَسْتَدْرِجُهُم الخ (۶۸: ۴۴)

ہم ان کو بتدریج (جہنم کی طرف) لیجا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں"۔ پھر فرمایا کہاں ہے سراقہ بن جعشم (یعنی سراقہ بن مالک بن جعشم) تو اس کو لایا گیا اس حال میں کہ اس کے دونوں پتلے پتلے بازوؤں پر بہت بال تھے تو اس کو کسریٰ بن ہرمز کے کنگن دیئے اور کہا کہ ان دونوں کو پہن تو

Marfat.com

ففعل سراقة بن مالک فقال قل الله
اکبر قال الله اکبر قال قل الحمد
لله الذی سلبہما کسریٰ بن
ہرمز والبسہما سراقۃ بن مالک بن
جعشم اعرابیا من بنی مدلج وجعل
یقلب بعض ذلک بعضا فقال
ان الذی ادی ہذا لامین فقال
لہ رجل انا اخبرک انت امین اللہ
وہم یؤدون الیک ما ادیت الی
اللہ فاذا رتعت رتعوا قال
صدقت ثم فرقہ قال الشافعی و
انما البسہما سراقۃ بن مالک لان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ
و قد نظر الی ذراعہ کانی بک قد
لبست سواری کسریٰ قال ولم
یجعل لہ الا سوارین قال الشافعی
اخبرنا الثقۃ من اہل المدینۃ قال
انفق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی
اہل الرمادۃ حتی وقع مطر فترحلوا فخرج
علیہم عمر راکبا فرسا ینظر الیہم وہم یترحلون
بظعائنہم فدمعت عیناہ فقال رجل
من بنی محارب بن خصفۃ اشہد
انہا لم تحسر عنک
ولست بابن

سراقہ بن مالک نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ سراقہ نے کہا اللہ اکبر۔ فرمایا کہ کہہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور ان کو سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنایا جو کہ بنی مدلج میں کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر ان میں کی بعض چیزوں کو الٹنا پلٹنا شروع کیا اور فرمایا بیشک جس شخص نے اس کو ادا کیا (یعنی لا کر دیا) وہ ضرور امانت دار ہے تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وہ لوگ آپ کو ادا کرتے رہیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کو ادا کرتے رہیں گے۔ پھر جب تم کھانا شروع کرو گے تو وہ بھی کھانے لگیں گے۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو تقسیم کر دیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ ان (کنگنوں) کو سراقہ بن مالک کو اس بنا پر پہنایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا اس کے بازوؤں پر نظر کرتے ہوئے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں اور تو نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ کہا کہ اس کے حصہ میں اور کچھ نہیں لگایا بجز ان کنگنوں کے۔ کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی مدینہ والوں میں کے ایک ثقہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (قحط زدگان) اہل رمادہ[ع] پر خرچ کیا یہاں تک کہ بارش ہوگئی تو ان لوگوں نے کوچ کیا تو ان کی طرف عمرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ اپنی (ہودوں میں بیٹھنے والی) عورتوں کے ساتھ کوچ کر رہے تھے تو ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تو ایک شخص جو بنی محارب بن حفصہ کا تھا بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس جماعت نے آپ کی طرف سے رنج نہیں اٹھایا (کیونکہ آپ ان پر بہت خرچ کرتے رہے ہیں) اور آپ کسی باندی کے

ع یہ ایک قحط کا نام ہے جو حضرت فاروقؓ کے عہد میں پڑا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا رنگ خاکستری ہو گیا تھا اس لئے رمادہ کہا گیا۔

Marfat.com

أمتہ فقال لہ عمر ویلک ذلک لو کنت انفقتہ من مالی او مالِ الخطّاب انما انفقتہ علیہم من مال اللہ عزّ وجلّ الشافعی عن ابی جعفر ابن محمد بن علی انّ عمر رضی اللہ عنہ لمّا دوّن الدواوینَ قالَ لہم بمَنْ ترَوْنَ ان ابدأ فقیلَ لہ ابدأ بالأقرب فالأقرب بک قالَ ذکرتمونی بل أبدأُ بالاقرب فالاقرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ الشافعی اخبرنی غیر واحد من اہلِ العلم من قبائل قریش ان عمر بن الخطاب لما کثُرَ المالُ فی زمانہ أجمع علی اَن یُدوّن الدواوین فاستشارَ فقالَ بمَن ترونَ اَن ابدأ فقالَ لہ رجل ابدأ بالأقرب فالاقرب بک فقالَ ذکرتمونی بل ابدأُ بالأقرب فالأقرب من رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبدأَ ببنی ہاشم قالَ الشافعی و اخبرنی غیر واحد من اہل العِلم و الصّدقِ من اہلِ المدینۃ ومکۃ من قبائل قریش وغیرہم و کان بعضہم احسن اقتصاصًا للحدیث من بعض وقد زادَ بعضہم علی بعض فی الحدیث ان عمر رضی اللہ عنہ لمّا دوّنَ الدواوینَ قالَ اَبدأُ ببنی ہاشم ثم قالَ

بیٹے نہیں ہیں (کہ تنگ ظرف ہوتے) تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے یہ کہنے کا موقع اس وقت تھا کہ میں ان پر اپنے مال میں سے یا اپنے باپ خطّاب کے مال میں سے خرچ کرتا، میں نے تو ان پر اللہ عزّ وجلّ کے مال میں سے خرچ کیا ہے۔ شافعیؒ ابو جعفر ابن محمد بن علی سے کہ عمر رضے اللہ عنہ نے جب رجسٹروں کی تدوین کی تو (صحابہؓ سے) کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں کس نام سے اس کو شروع کروں تو آپ سے کہا گیا کہ اس سے شروع کیجئے جو آپ سے قریب تر ہو پھر اس کے بعد جو قریب تر ہو۔ فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کر دیا۔ نہیں بلکہ شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو آپ سے قریب تر ہو۔ کہا شافعیؒ نے کہ مجھے قبائل قریش کے ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطّاب نے جب اُن کے زمانہ میں مال کی کثرت ہو گئی اس بات پر اجماع کیا کہ (دفتر قائم کریں اور) رجسٹروں کو تیار کریں پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ کس شخص کے بارے میں تمہاری رائے ہے کہ اس سے ابتداء کروں تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ جو آپ سے قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس سے شروع کیجئے تو فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کیا؟ بلکہ میں شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو پھر جو نسبۃً قریب تر ہو تو شروع کیا بنی ہاشم سے۔ کہا شافعیؒ اور مجھے خبر دی اہلِ مدینہ میں کے متعدد اہلِ علم و صدق نے اور مکّہ کے قریش وغیرہ قبائل کے لوگوں نے اور ان میں بعض بعض کی بہ نسبت حدیث کو خوبی کے ساتھ بیان کرنے والے تھے اور ان میں سے بعض نے بعض کی حدیث سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر مرتب کئے تو کہا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر کہا کہ

Marfat.com

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعطیہم و بنی المطلب فاذا کانت السن فی الہاشمی قدمہ علی المطلبی واذا کانت فی المطلبی قدمہ علی الہاشمی فوضع الدیوان علی ذلک واعطاہم عطاء القبیلۃ الواحدۃ ثم استوت لہ عبد شمس و نوفل فی جذم النسب فقال عبد شمس اخوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم لابیہ و امہ دون نوفل فقدمہم ثم دعا بنی نوفل یتلونہم ثم استوت لہ عبد العزی و عبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزی اصہار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و فیہم من المطیبین وقال بعضہم ہم من حلف الفضول وفیہما کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقد قیل ذکر سابقۃ فقدمہم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار یتلونہم ثم انفردت لہ زہرۃ فدعاہا یتلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم و مخزوم فقال

بنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ بنی ہاشم کو دے رہے تھے اور بنی المطلب کو تو جب کوئی بڑی عمر کا ہاشمی میں سے ہوتا تو اس کو مقدم کرتے مطلبی پر اور جب مطلبی میں ہوتا تو اس کو مقدم کرتے ہاشمی پر تو عمرؓ نے دفتر کی بنیاد اسی طریق پر رکھی اور ان (بنو ہاشم و بنو المطلب) کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی عطا۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر کے درجہ میں آئے تو کہا کہ عبد شمس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوتے ہیں باپ اور ماں دونوں کی جانب سے نہ کہ نوفل تو ان کو مقدم کردیا۔ پھر ان کے پیچھے متصل نوفل کو بلایا پھر ان کے برابر معلوم ہوئے عبد العزی اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصہار (داماد و خسر وغیرہ) ہیں اور ان میں آمیزش بعض مطیبین کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ حلف فضول[عہ] میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا گیا کہ آپ نے ذکر کیا سابقہ کا (یعنی اسلام کیطرف سبقت اور سابقہ خدمات اسلام کا) تو ان کو عبد الدار سے مقدم کیا۔ پھر بلایا ان کے بعد متصلاً بنی عبد الدار کو پھر اکیلے رہ گئے ان کے سامنے بنی زہرہ تو ان کو بلایا عبد الدار کے بعد۔ پھر ان کے سامنے آئے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے

عہ عبد مناف کے بیٹوں نے عبد الدار کے لوگوں سے بعض کام لینے چاہے جیسے کعبہ کی دربانی، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ عبد الدار کے لوگوں نے انکار کیا۔ اب ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبیلوں سے معاہدہ کیا۔ عبد الدار کے طرفدار جو قبائل تھے ان کو "احلاف" کہتے تھے جو یہ چھ قبیلے تھے عبد الدار، جمح، مخزوم، عدی، کعب، سہم۔ عبد مناف کے لوگوں نے یہ کیا کہ ایک پیالہ خوشبو سے بھرا ہوا لاتے اور اپنے دوست قبیلوں سے کہا کہ اس میں ہاتھ ڈال کر عہد کرو، تین قبیلے ان کے شریک ہوتے اسد، زہرہ، اور تیم انہوں نے ہاتھ ڈبوتے اور مسجد میں عہد مؤکد کیا ان کو "مطیبین" کہنے لگے یعنی خوشبو لگاتے گئے ۱۲ عہ جرہم قبیلہ کے لوگوں نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں گے، کمزور کا حق زور آور سے دلائیں گے اور غریب الوطن پردیسی کا شہر کے باشندے اور رئیس۔ چونکہ ان حلف کرنے والوں میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا، کوئی فضل بن حارث کوئی فضل بن وداعہ کوئی فضل بن فضالہ اس لئے اس کو حلف فضول کہنے لگے ۱۲

Marfat.com

فی بنی تیم انہم من حلف الفضول و المطیبین
و فیہما کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
قیل ذکر سابقۃ و قیل ذکر صہرا فقدمہم
علے مخزوم ثم دعا مخزوما یتلوہم ثم استوت
لہ سہم و جمح و عدی بن کعب فقیل ابدأ
بعدی فقال بل اقر نفسے حیث کنت
فان الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سہم
واحد و لکن انظروا بنی جمح و سہم فقیل
قدم بنی جمح ثم دعا بنی سہم و کان دیوان
عدی و سہم مختلطا کالدعوۃ الواحدۃ فلما
خلصت الیہ دعوتہ کبر تکبیرۃ عالیۃ ثم قال
الحمد للہ الذے اوصل الے حظے من رسولہ
ثم دعا بنی عامر بن لوی قال الشافعے فقال
بعضہم ان ابا عبیدۃ بن عبد اللہ بن
الجراح الفہرے لما رأے من یتقدم علیہ
فقال اتقدم ہؤلاء تدعوا امامی فقال یا ابا
عبیدۃ اصبر کما صبرت او کلم قومک
فمن قدمک منہم علے نفسہ لم امنعہ فاما
انا و بنو عدی فنقدمک ان احببت
علے انفسنا قال فقدم معاویۃ
بعد بنے الحارث بن فہر ففصل
بہم بین بنی عبد مناف و اسد بن
عبد العزے و شجر بین بنی سہم و
عدی شیء فے زمان المہدی فافترقوا
فامر المہدے ببنے عدے

ہیں کہا کہ یہ حلف الفضول میں سے ہیں اور مطیبین میں سے بھی
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور
کہا گیا کہ ان کے سابقہ کا بھی ذکر کیا اور کہا گیا کہ آپ نے صہر کا
ذکر کیا تو ان کو مقدم کیا مخزوم پر۔ پھر ان کے بعد مخزوم کو بلایا
تو ان کے برابر آگئے سہم اور جمح اور عدی بن کعب تو کہا
گیا کہ عدی سے ابتداء کی جائے (عمرؓ اسی خاندان سے تھے)
تو فرمایا کہ میں تو اپنی ذات کو جہاں تھا وہیں رکھوں گا۔ کیونکہ
جب اسلام داخل ہوا تو ہمارا معاملہ اور بنی سہم کا ایک
مرتبہ میں تھا - لیکن بنی جمح و بنی سہم میں غور کرو تو کہا
گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجیے۔ پھر آپؓ نے بلایا بنی سہم کو اور
رجسٹر عدی اور سہم کا مثل دعوت واحدہ کے مخلوط تھا تو جب
کہ دعوت کا نمبر ان کی ذات پر پہنچا تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور
پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے پہنچا دیا میرے حصہ کو میری
طرف اپنے رسولؐ کی جانب سے پھر بلایا بنی عامر بن لوی کو
شافعیؒ نے فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن الجراح
فہری نے جب اس شخص کو دیکھا جو ان پر مقدم ہو رہا تھا
تو کہا کہ کیا آپ ان سب کو میرے آگے بلائیں گے تو آپ
نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا یا اپنی
قوم سے بات کر لو تو جو ان میں سے تم کو اپنی ذات پر مقدم
کرے میں اس کو منع نہ کروں گا رہے میں اور بنو عدی تو اگر
تم پسند کرو تو ہم تم کو اپنی ذوات پر مقدم کر دیں گے۔ کہا
پھر مقدم کیا بعد میں معاویہ نے بنی الحارث بن فہر کو اور ان کو
درمیان میں کر دیا بنی عبد مناف اور اسد بن عبد العزیٰ کے
اور مہدی کے زمانہ میں کچھ اختلاف ہوا بنی سہم اور عدی کے
درمیان اور یہ متفرق ہو گئے تو حکم دیا مہدی نے بنی عدی بارے میں

Marfat.com

فقدم موالی سہم وجمح للسابقۃ فیہم
قال الشافعی فاذا فرغ من قریش قدم
الانصار علی قبائل العرب کلہا لمکانہا
من الاسلام قال الشافعی الناس عباد
اللہ فاولٰہم بان یکون مقدماً اقربہم
بخیرۃ اللہ لرسالتہ ومستودع امانتہ
خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم الشافعی روی
لیث بن ابی سلیم عن عطاء عن عمر
ابن الخطاب فی ہذہ الآیۃ یعنی آیۃ الصدقات
ایما صنف من ہذہ اعطیتہ اجزاک
ثم ضعفہ فقال منقطع بین عطاء
وعمر ولیث غیر قوی وفی الحدیث
المرفوع ان اللہ لم یرض بحکم نبی و
لا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ہو فیہا
فجزأہا ثمانیۃ اجزاء قلت معنی
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جزأہا
ثمانیۃ اجزاء شرعہا لثمانیۃ اصناف
ولیس فیہ تسویۃ الاقسام ولا انہ یجب
تقسیم کل صدقۃ الی ثمانیۃ اجزاء
واللہ اعلم الشافعی عن یحیی بن عبد اللہ
ابن مالک عن ابیہ انہ سألہ ارأیت الابل
التی کان یحمل علیہا عمر الغزاۃ
وعثمان بعدہ قال اخبرنی ابی
انہا ابل الجزیۃ

تو وہ مقدم کیے گئے سہم اور جمح پر عدی کے سابقہ کردار کی بناء پر۔
کہا شافعیؒ نے کہ پھر جب عمرؓ فارغ ہوتے قریش سے تو تمام
قبائل عرب پر انصار کو ان کے اسلام میں خاص مقام ہونے کی
وجہ سے مقدم کیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ سب لوگ اللہ کے بندے
ہیں تو سب پر مقدم بننے کا حق اُسی کو ہوگا جو سب سے زیادہ
قریب ہو اُن کے ساتھ جو اللہ کے برگزیدہ ہیں اُس کے پیغاموں
کے لئے جن کے سپرد اللہ نے اپنی امانت کی ہے یعنی خاتم النبیین،
رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد صلے اللہ
علیہ وسلم۔ شافعیؒ، روایت کیا لیث بن ابی سُلَیم نے عطاء
سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت میں یعنی آیت
صدقات میں کہ تو نے ان میں سے جس صنف کو بھی صدقہ دیدیا
تیرے لئے کافی ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا
کہ یہ منقطع ہے عطاء اور عمرؓ کے درمیان اور لیث قوی نہیں
ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ اللہ تعالےٰ صدقات کے بارے
میں کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا یہاں
تک کہ اس کے بارے میں اُس نے خود حکم فرمایا اور اس کو
آٹھ اجزاء پر کاٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد جزأہا ثمانیۃ اجزاء کا مفہوم آٹھ اصناف
(صدقات) کی مشروعیت کا بیان فرمانا ہے اس میں اقسام
کی برابری مقصود نہیں اور نہ یہ بات ہے کہ آپ ہر صدقہ کی
تقسیم آٹھ اجزاء پر واجب کر رہے ہیں واللہ اعلم۔ شافعیؒ یحیی
بن عبداللہ بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے اپنے
باپ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے ان اونٹوں کو دیکھا ہے جن
کے اوپر عمرؓ غازیوں کو سوار کیا کرتے تھے اور عمرؓ کے بعد
عثمانؓ؟ کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ وہ جزیہ کے اونٹ تھے

Marfat.com

التی بعث بہا معاویۃ و عمرو بن العاص احتج
بہ الشافعی علی انہ لیس لاہل الفئی فی
الصدقۃ حق وفیہ نظر لما روی الشافعی ان
عدی بن حاتم جاء ابابکر احسبہ قال بثلث
مائۃ من الابل من صدقات قومہ فاعطاہ
ابوبکر منہا ثلثین بعیرا و امرہ ان یلحق بخالد
ابن الولید بمن اطاعہ من قومہ فجاءہ بزہاء
الف رجل وابلی بلاء حسنا قلت اوّل
الشافعی بانہ سہم المؤلفۃ قلوبہم الذین
یعطون من الصدقات لمعنی الاعانۃ علی
اخذ الصدقات والاوجہ عندی انہ اعطاہم
علی انہم من الغزاۃ لقولہ تعالی فی آیۃ
الصدقات وفی سبیل اللہ قال الشافعی
اخبرنا الثقۃ من اصحابنا عن عبد اللہ
ابن ابی عبد اللہ بن ابی یحیی عن سعید بن ابی
ہند قال بعث عبد الملک بن مروان بعد
المجاعۃ بعطاء اہل المدینۃ و کتب
الی والی الیمامۃ ان یحمل من الیمامۃ
الی المدینۃ الف الف درہم یتم
بہا عطاءہم فلما قدم المال الی
المدینۃ ابوا ان یاخذوہ وقالوا
اتطعمنا اوساخ الناس وما لا
یصلح لنا لا ناخذہ ابدا فبلغ ذلک
عبد الملک فردہ و قال لا
یزال فی القوم

جن کو معاویہؓ نے اور عمرو بن العاص نے بھیجا تھا۔ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہلِ فَے کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور اس میں کلام ہے اس حدیث کی رُو سے جس کو شافعیؒ نے روایت کیا ہے کہ عدیؓ بن حاتم ابوبکرؓ کے پاس آئے میں خیال کرتا ہوں کہ کہا تین سو اونٹ اپنی قوم میں سے صدقات میں کے لائے تو ان کو ابوبکرؓ نے اُن میں سے تیس اونٹ دیئے اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اُن لوگوں کو ساتھ لے کر جو اُن کی قوم میں سے اُن کی اطاعت کریں خالدؓ بن الولید سے جا ملیں تو عدیؓ خالدؓ کے پاس ایک ہزار آدمیوں کے قریب لے کر پہنچے اور انھوں نے عمدہ جانفشانی سے کام کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اُن لوگوں کا حصہ تھا جن کی تالیفِ قلوب کی جاتی تھی، اُن کو صدقات میں سے دیا جاتا تھا جس سے مُراد تھی صدقات لینے پر ان کی اعانت، اور میرے نزدیک اچھی وجہ یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ان کو دیئے اس بنا پر کہ وہ غازیوں میں سے تھے بنا بر ارشاد حق تعالیٰ آیتِ صدقات میں "وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ" کہا شافعیؒ نے ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ نے ہم کو خبر دی عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ابی یحییٰ سے وہ سعید بن ابی ہند سے کہ عبد الملک بن مَروان نے تنگ حالی (بھوک اور فاقوں کے پھیل جانے) کے بعد اہلِ مدینہ کے وظائف بھیجے اور والیٔ یمامہ کو لکھا کہ یمامہ سے مدینہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جس سے اُن کے وظائف پورے ہو جائیں تو جب مال مدینہ پہنچا تو انہوں نے اُس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم ہمیں لوگوں کے مَیل کچیل (صدقات) کھلاتے ہو اور جو چیز ہمارے لئے صالح نہ ہو ہم اس کو کبھی نہ لیں گے۔ تو اس کی اطلاع عبد الملک کو پہنچی تو اُس نے وہ مال واپس منگایا اور کہا کہ قوم میں جو کچھ

Marfat.com

بقیۃ ما فعلوا ہکذا قال قلت لسعید بن ابی ہند و
من کان یومئذ یتکلم قال اولہم سعید بن
المسیب و ابو بکر بن عبد الرحمن و خارجۃ بن زید
و عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ فی رجال
کثیر قال الشافعی قولہم لا یصلح لنا ای لا یحل
لنا ان ناخذ الصدقۃ و نحن اہل الفیء و
لیس لاہل الفیء فی الصدقۃ حق ولا ینقل
عن قوم الی غیرہم قلت و الاوجہ عندی
انہم ردوا ما کان باسم الحاجۃ والفقر دون
اسم الغزو وذلک انہم ما کانوا یریدون
الخروج للجہاد یومئذ مالک عن ابن شہاب
قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اخذ الجزیۃ من مجوس البحرین وان عمر بن الخطاب
اخذہا من مجوس فارس و ان عثمانؓ اخذہا من
البربر مالک عن جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ
ان عمر بن الخطاب ذکر المجوس فقال ما ادری
کیف اصنع فی امرہم فقال عبد الرحمن بن
عوف اشہد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب مالک
عن نافع عن اسلم مولی عمر بن الخطاب
ان عمر بن الخطاب ضرب الجزیۃ علی اہل
الذہب اربعۃ دنانیر وعلی اہل الورق اربعین
درہما مع ذلک ارزاق المسلمین و
ضیافۃ ثلثۃ ایام مالک عن زید
ابن اسلم عن ابیہ

انھوں نے کیا اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ ایسا ہی کچھ کہا تھا۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے سعید بن ابی ہند سے کہا کہ اس دن
کس نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ان میں کے پہلے شخص سعید بن المسیب
اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ
ابن عتبہ تھے بہت سے لوگوں میں۔ شافعیؒ نے کہا کہ ان کا قول
لا یصلح لنا (جو ہمارے لئے صالح نہ ہو) یعنی ہمارے لئے حلال
نہیں ہے کہ ہم صدقہ لیں اس حال میں کہ ہم اہل فیٔ ہیں اور
اہل فیٔ کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور وہ ایک قوم سے دوسری
قوم کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے
نزدیک اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اس چیز کو لوٹایا
جو حاجت اور فقر کے نام پر بھیجا گیا تھا جہاد کے نام کو چھوڑ کر)
اور یہ اس لئے کہ وہ اس دن جہاد کے لئے خروج کا ارادہ نہیں
کر رہے تھے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے
اور یہ کہ عمرؓ بن الخطاب نے جزیہ لیا مجوس فارس سے اور عثمانؓ
نے جزیہ لیا بربر (قوم) سے۔ مالکؒ جعفر بن محمد بن علی سے وہ
اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے
کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کروں۔
تو عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ
ان کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرو جو اہل کتاب کے ساتھ کرتے
ہو۔ مالکؒ نافع سے وہ اسلم مولی عمرؓ بن الخطاب سے کہ عمرؓ بن
الخطاب نے جزیہ قائم کیا سونے والوں پر چار دینار اور چاندی
والوں پر چالیس درہم، اس کے ساتھ مسلمانوں کے ارزاق اور
تین دن کی مہمانی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ

Marfat.com

انہ قال لعمر بن الخطاب ان فی الظہر ناقۃ عمیاء فقال عمر ادفعہا الی اہل بیت ینتفعون بہا قال فقلت وہی عمیاء قال یقطرونہا بالابل قال فقلت کیف تاکل من الارض قال فقال عمر امن نعم الجزیۃ ہی ام من نعم الصدقۃ فقلت بل من نعم الجزیۃ فقال عمر اردتم واللہ اکلہا فقلت ان علیہا وسم نعم الجزیۃ فامر بہا عمر فنحرت وکانت عندہ صحاف تسع فلا تکون فاکہۃ ولا طریفۃ الا جعل منہا فی تلک الصحاف فیبعث بہا الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکون الذی یبعث بہ الی حفصۃ ابنتہ من آخر ذلک فان کان فیہ نقصان کان فی حظ حفصۃ قال فجعل فی تلک الصحاف من لحم تلک الجزور فبعث بہا الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم امر بما بقی من لحم تلک الجزور فصنع فدعا المہاجرین والانصار قلت احتج بہ الشافعی علی ان عمر کان یسم وسمین وسم جزیۃ ووسم صدقۃ مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کان یاخذ من النبط من الحنطۃ والزیت نصف العشر یرید بذلک ان یکثر الحمل الی المدینۃ ویاخذ من القطنیۃ العشر

اُنھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ سواری کے اُونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو کسی کُنبہ کو دیدو کہ وہ اس سے نفع اُٹھائیں۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اندھی ہے تو فرمایا کہ وہ اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ لیں گے۔ پھر مَیں نے کہا کہ وہ زمین سے کیسے کھائے گی۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے تو میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے اُس کے کھانے کا ارادہ کرلیا ہے تو مَیں نے کہا کہ اس کے اُوپر تو جزیہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ پھر عمرؓ نے اس کے بارے میں اجازت دیدی اور وہ ذبح کرلی گئی۔ اور اُن کے پاس نو طباق تھے تو جب بھی کچھ پھل ہوتے تھے یا اچھی چیز تو وہ ان طباقوں میں ان کو بھرکر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جس طباق میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو بھیجا کرتے تھے وہ ان میں سے آخر کا ہوتا تھا۔ تو اگر اس میں (یعنی تقسیم کرنے میں) کمی ہوجاتی تھی تو وہ حفصہؓ کے حصہ میں ہوتی تھی، کہا کہ پھر ان طباقوں میں اس مذبوحہ اونٹنی کے گوشت کو رکھ کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پھر اونٹنی کے بقیہ گوشت کے بارے میں حکم دیا جو تیار کیا گیا پھر مہاجرین و انصار کی دعوت کی۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ عمرؓ (اونٹوں پر) دو قسم کے نشان لگایا کرتے تھے ایک نشان صدقہ کا اور ایک نشان جزیہ کا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نبطی (قوم) سے گیہوں اور روغن زیتون میں سے بیسواں حصہ لیا کرتے تھے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ کثرت کے ساتھ اشیاء مدینہ میں پہنچتی رہیں اور قطنیہ میں سے دسواں

Marfat.com

مالک عن ابن شہاب عن السائب بن یزید انہ قال کنت عاملاً مع عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود علی سوق المدینۃ فی زمان عمر بن الخطاب فکنا ناخذ من النبط العشر مالک انہ سال ابن شہاب علی ای وجہ کان یاخذ عمر بن الخطاب من النبط العشر فقال ابن شہاب کان ذلک یؤخذ منہم فی الجاہلیۃ فالزمہم ذلک عمر رضی اللہ عنہ مالک والشافعی عن زید بن اسلم قال شرب عمر بن الخطاب لبناً فاعجبہ فسال الذی سقاہ من این ہذا اللبن فاخبرہ انہ ورد علی ماء قد سماہ فاذا نعم من الصدقۃ وہم یسقون فحلبوا لی من البانہا فجعلتہ فی سقائی فہو ہذا فادخل عمر بن الخطاب یدہ فی فمہ فاستقاءہ احتج بہ الشافعی علی ان الوالی لیس لہ فی الصدقۃ نصیب

الفرائض

الدارمی عن مورق العجلی قال عمر بن الخطاب تعلموا الفرائض واللحن والسنن کما تعلمون القرآن الدارمی عن ابراہیم قال عمر تعلموا الفرائض فانہا من دینکم البیہقی رویناہ عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس بالجابیۃ فقال من اراد ان یسال عن الفرائض فلیات زید بن ثابت قلت فیہ کرامۃ لعمر لان الفرائض علی ہذا التفصیل والبیان لم یرو الا عن زید بن ثابت

حصہ لیتے تھے (یعنی مسور، چنا اور لوبیا وغیرہ کی دالوں میں سے) مالکؒ، ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے کہا کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے زمانہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ مدینہ کے بازار پر عامل تھا تو ہم نبطی لوگوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔ مالکؒ انھوں نے سوال کیا ابن شہاب سے کہ کس وجہ سے عمرؓ بن الخطاب نبطیوں سے عُشر لیا کرتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ یہ وہ ہے جو اُن سے زمانۂ جاہلیت میں لیا جاتا تھا تو عمرؓ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر لازم رکھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید ابن اسلم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دودھ پیا اور اس کو پسند کیا پھر جس نے ان کو پلایا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا جانا ہوا ایک قبیلہ میں جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے اونٹ تھے اور وہ پانی پی رہے تھے تو ان لوگوں نے ان میں سے میرے لئے دودھ دوہا تو میں نے اُس کو اپنے برتن میں بھر لیا تھا تو وہ دودھ یہی تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اپنا ہاتھ (منھ میں) ڈالا اور قے کر دی۔ اس سے شافعیؒ نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ والی کا صدقہ میں حصہ نہیں ہے۔

فرائض

دارمی نے روایت کیا مورق عجلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا سیکھو فرائض کو اور لغت کو اور احادیث کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ فرائض کو سیکھو کیونکہ یہ تمھارے دین میں سے ہے۔ بیہقیؒ ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جو شخص فرائض کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ زید بن ثابتؓ کے پاس پہنچے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں عمرؓ کی ایک کرامت ہے کیونکہ فرائض اس تفصیل اور بیان کے ساتھ بجز زید بن ثابتؓ کے اور کسی سے روایت نہیں کی

Marfat.com

وأسندا اہل المدینۃ الیہ عن ابی الزناد و
عن خارجۃ بن زید عن ابیہ علّق مالک روایۃ
ونسبہ الی اہل المدینۃ الدارمی عن
ابراہیم قال عبد اللہ (بن مسعود) کان عمر اذا سلک
طریقا وجدناہ سہلا وانہ قال فی زوج و
ابوین للزوج النصف وللام ثلث ما
بقی الدارمی عن ابراہیم قال عبد اللہ کان
عمر اذا سلک طریقا اتبعناہ فیہ وجدناہ
سہلا و انہ قضی فی امرأۃ وابوین
من اربعۃ فاعطی المرأۃ الربع و
الام ثلث ما بقی و الاب سہمین الدارمی
عن ابراہیم فی زوج وام واخوۃ لاب و
ام واخوۃ لام قال کان عمر و عبد اللہ
و زید یشرکون وقال عمر لم یزدہم الاب
الا قربا الدارمی عن ابی سعید والبخاری
عن ابن عباس و عبد اللہ بن الزبیر
ان ابابکر الصدیق جعل الجد ابا۔
الدارمی عن الشعبی کان عمر یقاسم
الجد مع الاخ و الاخوین فاذا زادوا
اعطاہ الثلث وکان یعطیہ مع
الولد السدس الدارمی عن یحیی بن
سعید ان عمر کان کتب میراث الجد
حتی اذا طعن دعا بہ فمحاہ ثم قال
سترون رأیکم فیہ الدارمی عن
مروان بن الحکم ان عمر بن الخطاب

گئی ہیں۔ اور اُن کی طرف اہلِ مدینہ کی روایت ہے ابوزناد سے
وہ روایت کرتے ہیں خارجہ بن زید سے وہ لپنے باپ سے۔ ان کی روایت
کو مالکؒ نے تعلیقاً لیا ہے اور اس کو اہلِ مدینہ کی طرف نسبت کیا ہے۔
دارمی ابراہیم سے، کہا عبد اللہؓ (ابنِ مسعود) نے کہ عمرؓ کی یہ شان
تھی کہ جب وہ کسی راہ پر چلے تو ہم نے اُس کو نرم ہموار پایا اور
اُنھوں نے فرمایا شوہر اور ماں، باپ کے بارے میں کہ شوہر کے لئے
(ترکہ کا) نصف اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا ایک تہائی۔ دارمی
ابراہیم سے، کہا عبد اللہؓ نے کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے اس میں
ہم نے اُن کا اتباع کیا تو ہم نے اس کو نرم و ہموار پایا اور اُنھوں
نے فیصلہ کیا بیوی اور ماں باپ کے بارے میں چار (سہاموں)
سے۔ بیوی کو دیا ایک چوتھائی اور ماں کو باقی ماندہ کا ایک تہائی
(یعنی ایک حصّہ) اور باپ کو دو حصے۔ دارمی ابراہیم سے شوہر
اور ماں اور باپ و ماں شریک بھائیوں اور ماں شریک بھائیوں
میں، کہا کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ اور زیدؓ سب کو (میراث میں)
شریک رکھتے تھے اور عمرؓ نے کہا کہ باپ نے ان میں بجز بیضہ
چیرنے کے کوئی زیادتی نہیں کی۔ دارمی نے روایت کی ابو سعیدؓ
سے اور بخاری نے ابن عباسؓ اور عبد اللہؓ بن زبیر سے کہ
ابو بکر صدیقؓ نے دادا کو باپ قرار دیا۔ دارمی شعبی سے کہ عمرؓ تقسیم
میں شامل رکھتے تھے دادا کو مع ایک بھائی اور دو بھائیوں
کے۔ پھر جب (دو سے) زیادہ ہوتے تو دادا کو ایک تہائی
دیتے تھے اور اس کو بیٹے کے ہوتے ہوتے چھٹا حصّہ دیتے تھے۔
دارمی یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ نے لکھ چھوڑا تھا دادا کی میراث
کو یہاں تک کہ جب مجروح کئے گئے تو اُس تحریر کو منگا کر مٹا دیا
پھر کہا تم عنقریب اس کے بارے میں اپنی رائے (خود) دیکھ لوگے
(یعنی متعین کر لوگے)۔ دارمی مروان بن حکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب

Marfat.com

لما طعن استشار ہم فی الجد فقال انی کنت رأیت فی الجد رأیا فان رأیتم ان تتبعوہ فاتبعوہ فقال لہ عثمان ان نتبع رأیک فانہ رشد وان نتبع رأی الشیخ فلنعم ذو الرأی کان الدارمی عن الزہری قال جاءت جدۃ ام اب او ام ام الی ابی بکر فقالت ان ابن ابنی او ابن ابنتی توفی وبلغنی ان لی نصیبا فمالی فقال ابو بکر ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئا وسأسال الناس فلما صلی الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الجدۃ شیئا فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا قال قال اعطاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدسا قال ایعلم ذلک احد غیرک فقال محمد بن مسلمۃ صدق فاعطاہا ابو بکر السدس فجاءت الی عمر مثلہا فقال ما ادری ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئا وسأسال الناس فحدثوہ بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ و محمد بن مسلمۃ فقال عمر ایکما خلت بہ فلہا السدس فان

جب مجروح کیا گیا تو انھوں نے دادا کے بارے میں اصحاب سے مشورہ طلب کیا پھر فرمایا کہ میں دادا کے بارے میں ایک رائے قائم کرچکا تھا۔ پھر اگر تمھاری رائے ہو کہ تم اس کا اتباع کرو تو اس کا اتباع کر لینا تو ان سے عثمان رضؓ نے کہا کہ اگر ہم آپ کی رائے کا اتباع کریں تو وہ بھلائی ہے اور اگر ہم اتباع کریں شیخ (ابوبکرؓ) کی رائے کا تو وہ بھی بہترین صاحب رائے تھے۔ دارمی بروایت زہری کہا ابوبکر رضؓ کے پاس ایک جدّہ آئی جو باپ کی ماں (یعنی دادی) تھی یا ماں کی ماں (یعنی نانی) تھی تو اس نے کہا کہ میرا بیٹے کا بیٹا (یعنی پوتا) یا بیٹی کا بیٹا (یعنی نواسہ) وفات پاگیا اور مجھے یہ اطلاع ہوئی کہ (میراث میں) میرا حصّہ ہے تو وہ کیا ہے! تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے معلوم کروں گا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے جدّہ کے حق میں کچھ فرمایا۔ تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا تھا فرمایا کہ کیا اس واقعہ کو تمھارے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضؓ نے کہا کہ اُنھوں نے سچ کہا۔ تو ابوبکر رضؓ نے اُس کو چھٹا حصّہ دیا۔ پھر عمر رضؓ کے پاس اُسی کے مانند (ایک جدّہ) آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ اس کے بارے میں آپؐ نے کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا، تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ کی حدیث کو بیان کیا تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں جو تنہا ہو تو اُس کے لئے چھٹا حصّہ ہے اور اگر تم

Marfat.com

اجتمعتما فهو بينكما الدارمي عن الشعبي قال سُئل ابوبكر عن الكلالة فقال انى ساقول فيها برأيي فان كان صوابا فمن الله وان كان خطأ فمنى ومن الشيطان أراه ماخلا الوالد والولد فلما استخلف عمر قال انى لاستحيى الله ان ارد شيئا قاله ابوبكر الدارمي عن عاصم بن عمر بن قتادة ان عمر بن الخطاب التمس من يرث ابن الدحداحة فلم يجد وارثا فدفع مال ابن الدحداحة الى اخوال ابن الدحداحة الدارمي عن الشعبي عن زياد اتى عمر فى عم لأم وخال فأعطى العم للأم الثلثين وأعطى الخال الثلث الدارمي عن الحسن ان عمر بن الخطاب اعطى الخالة الثلث والعمة الثلثين الدارمي عن الضحاك بن قيس ان عمر قضى فى اهل طاعون عمواس اول طاعون فى الاسلام انهم اذا كانوا من قبل الاب سواء فبنو الام احق واذا كان بعضهم اقرب من بعض بأب فهم احق بالمال الدارمي عن سليمان بن يسار عن محمد بن الاشعث ان عمة له توفيت يهودية باليمن فذكر ذلك لعمر بن الخطاب فقال يرثها اقرب الناس اليها من اهل دينها الدارمي عن ابن شهاب مثله الدارمي عن ابراهيم قال عمر بن الخطاب اهل الشرك لا نرثهم

دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دارمی شعبی سے کہا کہ ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا کلالہ کے متعلق۔ فرمایا کہ میں اس کے بارے میں عنقریب اپنی رائے سے کہوں گا تو اگر وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلالہ وہ ہے جو نہ باپ چھوڑے اور نہ بیٹا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کے سامنے شرم آتی ہے کہ میں کسی ایسی بات کو رد کروں جس کو ابوبکرؓ نے کہا ہو۔ دارمی عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جستجو کی کہ ابن الدحداحہ کا کون وارث ہوگا تو کوئی وارث نہ پایا تو ابن الدحداحہ کا مال ابن الدحداحہ کے ماموؤں کو دے دیا۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے زیاد سے کہ عمرؓ کے پاس لایا گیا مسئلہ باپ کے ماں شریک (اخیافی) بھائی اور ماموں کا تو ماں شریک چچا کو دو ثلث عطا کئے اور ماموں کو ایک ثلث۔ دارمی حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیا خالہ کو ایک تہائی اور پھوپھی کو دو تہائی۔ دارمی ضحاک بن قیس سے کہ عمرؓ نے فیصلہ کیا طاعونِ عمواس والوں میں جو کہ اسلام میں پہلا طاعون تھا کہ وہ (پس ماندگان) جب کہ باپ کی جانب سے برابر ہوں تو ماں کی اولاد حقدار ہوگی اور جب ان میں کے بعض زیادہ قریب ہوں بعض سے باپ کی طرف سے تو مال کے وہ زیادہ حقدار ہیں۔ دارمی سلیمان بن یسار سے وہ محمد بن الاشعث سے کہ ان کی پھوپھی کا یمن میں بحالتِ یہودیت انتقال ہوگیا تو انھوں نے اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ اس کے وارث اس کے دین والوں میں سے وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ اس کا قریب ہوگا۔ دارمی ابن شہاب سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اہلِ شرک کے نہ ہم وارث

Marfat.com

ولا یرثونا الدارمی عن الشعبی ان ابابکر و عمر قالا لایتوارث اہل ملتین الدارمی عن انس بن سیرین قال عمر ابن الخطاب لایتوارث ملتان شتیٰ و لایحجب من لایرث الدارمی عن الشعبی عن عمر و علی و زید قال و احسبہ قد ذکر عبداللہ ایضاً قالوا الولاء للکبر یعنون بالکبر ماکان اقرب باب و ام الدارمی عن الشعبی عن عمر و علی و زید قالوا الدیۃ تورث کما یورث المال خطاءہ و عمدہ الدارمی عن الشعبی قال عمر لا یرث قاتل خطاء ولا عمد الدارمی عن الشعبی کتب عمر بن الخطاب الی شریح ان لایورث الحمیل الا ببینۃ وان جاءت فی خرقتہا الدارمی عن ابی عثمان قال عمر الصدقۃ والسائبۃ

ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ دارمی شعبی سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ دارمی انس بن سیرین سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور وہ شخص حاجب نہ ہوگا جو وارث نہ ہوگا (یعنی ممنوع الارث دوسرے کا حاجب نہ ہوگا)۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے اور میرا گمان ہے کہ عبداللہ کا بھی ذکر کیا ان سب نے کہا کہ ولاء[عہ] آزاد کرنے والے کے بڑے یعنی قریب تر وارث کا حق ہوگی (یعنی اعلیٰ وارث کی مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوتے جو اعلیٰ ہے پوتے کو نہ ملے گی) وہ کُبر سے یہ مراد لیتے کہ جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کسی کا قریب تر ہو۔ دارمی شعبی سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ اور زیدؓ سے سب نے کہا کہ دیت میں وراثت جاری کی جاتی ہے جیسا کہ مال میں وراثت جاری کی جاتی ہے، خطاء کی دیت اور عمد کی دیت دونوں میں۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگا قاتلِ خطاء اور نہ قاتل عمد۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ بن الخطاب نے شریح کو لکھا کہ اُٹھا کر لائے[عہ] ہوئے کا کوئی وارث نہ قرار دیا جائے بغیر گواہی کے چاہے کوئی عورت اُس کے نہالچے میں لاتی ہو۔ دارمی ابو عثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صدقہ اور سائبہ دونوں

عہ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مرجائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے کُبر بضم کاف و سکون با موحدہ کسی مرد کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہو" مترجم عہ حمیل اٹھا کر لایا ہوا بچہ۔ یعنی جو طفلک معصوم دارالاسلام میں لایا جاتے (اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کا حال معلوم نہ ہو) یا مجہول النسب ہو) پھر کوئی بربناء قرابت اس کے ترکہ کا دعوے کرے تو بغیر گواہوں کے اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اس کا ترکہ اس کے موالی ہی کا حق ہوگا" مترجم سہ سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مطلق العنان کر دی گئی ہو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی سفر سے بعافیت واپس آتا یا بیماری سے تندرست ہوتا تو کہتا ناقتی سائبۃ یعنے میری اونٹنی سائبہ ہے اب نہ اس کا کوئی دودھ دوہیگا اور نہ سوار ہوگا جیسے ہندو قوم میں سانڈ چھوڑ دیئے جاتے ہیں یہ بتوں اور اوتاروں کی منت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلام کو بھی سائبہ یا صدقہ کہدیا جاتا تھا تو وہ آزاد ہو جاتا تھا پھر نہ وہ اس کا وارث ہوتا اور نہ اُس کی دیت دیتا۔ اس کا یہ مطلب ہے

Marfat.com

یومہما قلتُ یعنی اذا اَعتقَ بہاتین اللفظتین فہما مُعتَقانِ فی الحالِ لیسا من المُدَبَّرین الدارمی عن یحیی بن سعید ان عمر قالَ ایّما حُرٍّ تزوّجَ امۃً فقد اَرقَّ نصفَہ[1] و ایّما عبدٍ تزوّجَ حُرّۃً فقد اَعتقَ نصفَہ قالَ الدارمی یعنی الولدَ الدارمی عن ابراہیم عن عُمر و علیؓ و زیدٍ قالوا اَلولآء للکُبرِ و لا یرثُ النسآء من الولآء اِلّا ما اعتَقنَ او ما کاتبنَ۔ الدارمی عن الشعبی عن عُمر و علیؓ و زید قالوا الوالدُ یجرُّ ولآءَ ولدِہ الدارمی عن ابراہیم قالَ عُمر اذا کانتِ الحرّۃ تحتَ المملوکِ فولدتْ لہٗ غلامًا فانّہ یَعتقُ بعتقِ اُمّہ و ولآءہ لموالی اُمّہ فاذا اُعتِقَ العبدُ جرّ الولآءَ الٰی موالی اَبیہ[2] الدارمی عن العلآء بن زیاد انّ رجلاً سالَ عُمر ابن الخطّاب فقال انّ وارثی کلالۃٌ فاُوصی بالنصف قال لا قالَ فالثلث قالَ لا قالَ فالرُبع قالَ لا قال فالخُمسُ قالَ لا حتّٰی صارَ الی العشر فقالَ اَوصِ بالعشرِ

[1] یعنی بچہ ہو اولاد
[2] یعنی العبد والدہ

اُسی دن (جس دن میں ان کا تکلم کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ جب کسی نے آزاد کیا ان دونوں لفظوں سے (یعنی کسی نے انتِ صدقۃ کہکر آزاد کیا اور کسی نے انتِ سائبۃ کہکر آزاد کیا) تو وہ دونوں فوراً آزاد ہوجائیں گے مُدبّر نہیں ہوں گے۔ دارمی یحییٰ ابن سعید سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس آزاد نے باندی سے نکاح کیا تو اُس نے اپنے نصف کو غلام کیا اور جس غلام نے نکاح کیا کسی آزاد عورت سے تو اُس کا نصف آزاد ہوگیا۔ دارمی نے کہا کہ مُراد لیا ہے (نصف سے) لڑکے کو۔ دارمی ابراہیم سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ ولاء سب سے بڑے کے لئے ہے اور عورتیں وارث نہیں ہوتیں ولاء سے مگر اُس کی جس کو وہ خود آزاد کریں یا مکاتب بنائیں۔ دارمی، شعبی سے مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ والد کھینچ لیتا ہے ولاء اپنے بیٹے کی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ جب آزاد شدہ عورت مملوک کے تحت میں ہوگی اور وہ اُس کا بچہ جَنے تو ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور اُس کی ولاء اُس کی ماں کے موالی کے لئے ہوگی۔ پھر جب وہ مملوک آزاد کردیا جائے تو ولاء کو کھینچ لیگا اُس کے باپ کے موالی کی طرف۔ دارمی علاء بن زیاد سے کہ ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے اور کہا کہ میرے وارث کلالہ ہیں تو کیا میں نصف مال کے لئے وصیت کردوں؟ کہا نہیں۔ کہا تو ثُلث کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا کہ رُبع کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا تو خُمس کے لئے؟ کہا نہیں۔ یہاں تک کہ یوں ہی گھٹاتے گھٹاتے، عُشر تک پہنچ گیا، تو کہا کہ عُشر کی وصیت کردے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۵۰۲۹) بھی ہے کہ جو شخص خیرات کرے یا بَردے کو سائبہ کرے تو پھر ان کو آخرت ہی کے دن کے لئے رکھے کہ دونوں سے منفعت کا دن وہی ہے۔ اب دنیا میں ان سے منفعت نہ اُٹھائے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

قلتُ معناہ ماروی عن الشعبی انّما کانوا یُوصُون
بالخُمس والرُبع وکان الثلث منتہی الجارحِ
الدارمی عن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ انّ عمر بن
الخطاب قال یُحدِثُ الرجل فی وصیّتہ ماشاء
وملاکُ الوصیۃ آخرُہا

من ابواب شتّی

مالک عن ابن شہاب انّ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال لا یجتمع دینانِ فی جزیرۃ
العرب قالَ مالک قال ابن شہاب ففحص
عن ذلک عمر بن الخطاب حتّے اتاہ الثلج و
الیقین انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قالَ لا یجتمع دینانِ فی جزیرۃ العرب
فاجلا یہود خیبر قال مالک وقد اجلا عمرؓ
ابن الخطاب (ازوطن بیرون کرد) یہودَ نجران وفدک فامّا یہودَ
خیبر فخرجوا منہا لیس لہم من الثمر ولا من
الارض شئ واما یہود فدک فکان لہم
نصف الثمر ونصف الارض لانّ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کانَ صالحہم علے نصف الثمر
ونصف الارض فاقام لہم عمر بن الخطاب قیمۃ من
ذہب وورِق وابل وحبال واقتاب ثم اعطاہم
القیمۃ واجلاہم منہا مالک عن یحیی بن سعید
عن عبد الرحمن بن القاسم ان اسلم مولی عمر
ابن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی
فرأی عندہ نبیذاً وہو بطریق مکۃ فقال لہ اسلم
انّ ہذا الشراب یحبّہ عمر بن الخطاب فحمل
عبدُ اللہ بن عیاش المخزومی قدحاً عظیماً

میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں جو روایت کیا گیا ہے شعبی سے کہ لوگ وصیت خمس اور ربع ہی کی کیا کرتے تھے اور ثلث منتہی ہوتا تھا (وصیت کی طرف) جھک جانے والے کا۔ دارمی عبد اللہ ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی وصیت میں جو باتیں چاہے کرے مگر وصیت کی معتبر بات آخری ہی ہوگی۔

متفرق ابواب سے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔ مالکؒ نے کہا کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کا کھوج لگایا یہاں تک کہ ان کو اطمینان قلب اور یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دین جزیرۃ العرب میں جمع نہ ہوں گے تو انہوں نے یہود خیبر کو جلا وطن کردیا۔ مالکؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب نے نجران اور فدک کے یہود کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ رہے یہود خیبر تو وہ اس طرح وہاں سے نکلے کہ نہ اُن کا وہاں کوئی پھل تھا اور نہ زمین کا کوئی حصّہ۔ رہے یہود فدک تو اُن کا آدھا پھل تھا اور آدھی زمین، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مصالحت کرلی تھی آدھے پھل اور آدھی زمین پر تو ان پر عمرؓ بن الخطاب نے سونے اور چاندی اور اونٹوں اور رسیوں اور کاٹھیوں کی صورت میں قیمت مقرر کردی تھی۔ پھر اُن کو قیمت دیدی اور وہاں سے نکال دیا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ عبد الرحمن ابن القاسم سے کہ اسلم مولےٰ عمرؓ بن الخطاب نے ان کو خبر دی کہ اسلم نے ملاقات کی عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے تو ان کے پاس نبیذ دیکھی جب کہ وہ مکہ کے راستہ میں تھے تو ان سے اسلم نے کہا کہ اس شربت کو عمرؓ بن الخطاب پسند کرتے ہیں تو عبد اللہ ابن عیاش مخزومی نے ایک بڑا بادیہ (بھرکر) اُٹھایا اور اس کو

Marfat.com

فجاء به الى عمر بن الخطاب فوضعه فی یده فقربه عمر الی فیه ثم رفع رأسه فقال ان هذا الشراب طیب فشرب منه ثم ناوله رجلا عن یمینه فلما ادبر عبد الله ناداه عمر بن الخطاب فقال انت القائل لمکة خیر من المدینة فقال عبدالله فقلت هی حرم الله وامنه وفیها بیته فقال عمر لا اقول فی بیت الله ولا فی حرمه شیئا ثم قال عمر انت القائل لمکة خیر من المدینة قال فقلت هی حرم الله وامنه وفیها بیته فقال عمر لا اقول فی حرم الله ولا فی بیته شیئا ثم انصرف مالک عن ابن شهاب عن عبدالحمید بن عبدالرحمن ابن زید بن الخطاب عن عبدالله بن الحارث ابن نوفل عن عبدالله بن عباس ان عمر بن الخطاب خرج الی الشام حتی اذا کان بسرغ لقیه امراء الاجناد ابو عبیدة بن الجراح واصحابه فاخبروه ان الوباء قد وقع بالشام قال ابن عباس قال عمر ابن الخطاب ادع لی المهاجرین الاولین فدعاهم فاستشارهم واخبرهم ان الوباء قد وقع بالشام فاختلفوا فقال بعضهم قد خرجت لامر ولا نری ان ترجع عنه وقال بعضهم

عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر پہنچے اور اس کو اُن کے ہاتھ پر رکھدیا تو عمرؓ نے اس کو اپنے مُنہ کے قریب کیا پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ بیشک یہ شربت عمدہ ہے پھر اس میں سے پیا پھر اس کو ایک شخص کو دے دیا جو اُن کے داہیں طرف تھا۔ پھر جب عبداللہ پیٹھ پھیر کر چلے تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے پکارا اور کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے، تو عبداللہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بیت اللہ کے بارے میں اور اُس کے حرم کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ پھر عمرؓ نے (اعادۃ سوال کرتے ہوئے) کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے تو پھر عمرؓ نے کہا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، پھر وہ چلدیئے۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبدالحمید بن عبدالرحمن ابن زید بن الخطاب سے وہ عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے وہ عبداللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ پہنچے (سرغ شام کے قریب مغیثہ اور تبوک کے درمیان ایک مقام ہے) تو اُن سے لشکروں کے اُمراء نے ملاقات کی یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کے اصحاب نے اور انھوں نے اُن کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو لاؤ، تو اُن کو بُلایا پھر عمرؓ نے اُن سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں اور ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ اس سے لَوٹ جائیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ

Marfat.com

معک بقیۃ الناس و اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و لا نری ان
تقدمهم علی ہذا الوباء فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی الانصار فدعوتهم
فاستشارهم فسلکوا سبیل المہاجرین
و اختلفوا کاختلافهم فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی من کان ہہنا
من مشیخۃ قریش من مہاجرۃ الفتح
فدعوتهم فلم یختلف علیہ منهم رجلان
فقالوا نری ان ترجع بالناس و
لا تقدمهم علی ہذا الوباء فنادی
عمر بن الخطاب انی مصبح علی
ظہر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ
افرارا من قدر اللہ فقال
عمر لو غیرک قالها یا ابا عبیدۃ نعم
نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ
ارأیت لو کانت لک ابل فہبطت
وادیا لہ عدوتان احدٰہما مخصبۃ
و الاخری جدبۃ الیس ان رعیت
الخصبۃ رعیتها بقدر اللہ و
ان رعیت الجدبۃ رعیتها بقدر اللہ
قال فجاء عبد الرحمن بن عوف و
کان غائبا فی بعض حاجتہ فقال ان
عندی من ہذا علما سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ لوگ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہماری
رائے نہیں ہے کہ آپ ان کو لئے ہوتے اس وبا پر پہنچ جائیں۔
یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس سے آپ سب اٹھ جائیں
پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو لاؤ، تو ان کو بلاکر ان سے مشورہ
لیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی راہ پر چلے اور یہ بھی مختلف الرائے
ہو گئے جیسے وہ ہوتے تھے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ اب آپ
سب اٹھ جائیں۔ پھر کہا کہ میرے پاس ان مشائخ قریش کو
لاؤ جو فتح (مکہ سے قبل) کے مہاجرین میں سے یہاں موجود
ہیں تو میں ان کو بلاکر لایا تو ان میں دو آدمی بھی مختلف الرائے
نہیں ہوتے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ
لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو جائیں اور ان کو اس وبا پر نہ لے
جائیں، تو عمرؓ بن الخطاب نے اعلان کرا دیا کہ ہم صبح کو اونٹوں
کی پشت پر سوار ہو جائیں گے (یعنی واپس ہونے کے لئے) تو سب
لوگ صبح کو آپ کے پاس پہنچ گئے۔ تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ
کی تقدیر سے فرار ہو رہا ہے؟ تو عمرؓ نے کہا کہ کاش یہ بات
تمہارے سوا اے ابو عبیدہؓ کوئی دوسرا شخص کہتا۔ (جواب
یہ ہے کہ) ہاں ہم اللہ کی قدر سے اللہ ہی کی قدر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔
کیا تم نہیں دیکھتے اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی
میں اترو جس کی دو جانب ہوں ان میں سے ایک تو سرسبز ہو
اور دوسری خشک قحط زدہ تو کیا یہ بات نہیں کہ اگر تم نے ارادہ
کیا سرسبز کا تو تم نے اس کا ارادہ اللہ کی تقدیر سے کیا اور
اگر ارادہ کیا خشک جانب کا تو وہ ارادہ بھی اللہ کی تقدیر سے
کیا۔ کہا کہ پھر آگئے عبد الرحمن بن عوفؓ اور وہ اپنی کسی حاجت
کی وجہ سے غائب تھے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اس باب
میں علم موجود ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

يقول اذا سمعتم به (اى الوباء) بارض فلا تقدموا عليه
واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا
فرارًا منه قال فحمد الله عمر ثم انصرف
مالك عن ابن شهاب عن عبدالله بن عامر
ابن ربيعة ان عمر بن الخطاب خرج الى
الشام فلما جاء سرغ بلغه ان الوباء قد
وقع بالشام فاخبره عبدالرحمن بن عوف
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا
عليه واذا وقع وانتم بها فلا
تخرجوا فرارًا منه فرجع عمر بن
الخطاب من سرغ مالك عن ابن شهاب
عن سالم بن عبدالله ان عمر بن الخطاب
انما رجع بالناس عن حديث عبدالرحمن
ابن عوف مالك انه قال بلغني ان عمر بن الخطاب
قال لبيت بركبة (موضع بالحجاز) احب الى من عشرة
ابيات بالشام قال مالك يريد لطول
الاعمار والبقاء ولشدة الوباء بالشام مالك
عن زيد بن ابى انيسة عن عبدالحميد بن عبدالرحمن
ابن زيد بن الخطاب انه اخبره عن مسلم بن يسار
الجهنى ان عمر بن الخطاب سئل عن هذه
الآية واذ اخذ ربك من بنى آدم
من ظهورهم ذريتهم

آپ فرماتے تھے کہ جب تم اس (وبا) کو کسی زمین پر سنو تو اس پر
پیش قدمی نہ کرو اور اگر وبا واقع ہو جائے زمین میں جب کہ وہاں
موجود ہو تو اُس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا
کیا اور واپس ہو گئے۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن عامر
ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے جب سرغ میں
پہنچے تو ان کو یہ اطلاع پہنچی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو
اُن کو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا کو سنو تو اُس پر نہ
جاؤ اور جب واقع ہو جائے اُس حال میں کہ تم وہاں موجود ہو
اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ تو عمرؓ بن الخطاب سرغ سے واپس ہو گئے۔
مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
لوگوں کو صرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث کی وجہ سے لوٹا کر
لائے۔ مالکؒ، اُنھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ رکبہ کا (جو حجاز میں ایک موضع ہے) ایک گھر مجھے
شام کے دس گھروں سے زیادہ عزیز ہے۔ کہا مالکؒ نے کہ مراد
یہ لے رہے تھے کہ (رکبہ کا ایک گھر) بوجہ عمروں کی درازی و
بقاء کے (عزیز ہے) اور شام میں شدتِ وباء کی وجہ سے (دس
گھر عزیز نہیں ہیں)۔ مالکؒ زید بن ابی انیسہ سے وہ عبدالحمید
ابن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے ان کو خبر دی
مسلم بن یسار الجہنی کی روایت سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے
پوچھا گیا اس آیت کے بارے میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ
اٰدَمَ تا غٰفِلِیْنَ ٥ (٧: ١٧٢) اور جب آپ کے رب نے
اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی

ع اس لئے کہ وبا کبھی عذاب ہوتی ہے اُس قوم پر تو ایسی جگہ جانا عذابِ الٰہی پر جرأت ہوگی اور اس کو حقیر جاننا۔ رہا وبا۔ پھیلنے کی صورت میں عدم خروج کا حکم تو وہ اس جہت سے ہے کہ مریضوں کے دل نہ ٹوٹیں اور ان کے علاج کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے ۱۲

Marfat.com

وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ فقالَ عمر بن الخطاب سمعتُ رسول الله صلے الله علیه وسلم يُسْئَلُ عنها فقالَ رسول الله صلے الله علیه وسلم انّ الله تبارک و تعالٰے خلقَ آدمَ ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذرية فقالَ خلقتُ هٰؤلاء للجنّة وبعمل اهل الجنة يعملون ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرّيّةً فقالَ هٰؤلاء للنارِ و بعمل اهل النّار يعملون فقالَ رجلٌ يارسول الله ففيم العملُ فقال رسولُ الله صلے الله علیه وسلم انّ الله تبارک و تعالٰے اذاخلقَ العبد للجنّة استعملَه بعمل اهل الجنّة حتّےٰ يموت على عمل من اعمال اهل الجنّة فيدخلُه به الجنّة واذاخلق العبدَ للنارِ استعملَه بعمل اهل النار حتے يموتَ على عمل من اعمال اهل النّارِ فيدخله به النّار محمد قالَ اخبرنا ابوحنيفة عن عبد الاعلے التيمي عن ابيه عن عُمر ابن الخطّاب رضي الله عنه قال بينا هو يخطب النّاسَ بالجابيّة اذ قالَ فے خطبته انّ الله يُضِلُّ مَن يشاء ويهدي من يشاء فقالَ قسٌّ من تلكَ القسوسِ ما يقولُ اميرالمؤمنين قالوا يقولُ

کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے" تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ سے اس کے بارے میں پوچھا جارہا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالے نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پُشت پر پھیرا اور اُس سے ذرّیت کو نکالا پھر کہا کہ مَیں نے اُن کو پیدا کیا جنّت کے لئے اور یہ عمل اہل جنّت پر کاربند ہوں گے پھر اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ذرّیت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو پیدا کیا نار کے لئے اور یہ عملِ اہلِ نار پر کاربند ہوں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہؐ پھر عمل کِس مرتبہ میں رہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالے نے جب بندے کو جنّت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ جنّت پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ جنّت کے اعمال میں سے کِسی عمل پر مرے پھر وہ اس کو اس عمل کے سبب سے جنّت میں داخل کرے گا اور جب بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ نار پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ نار کے اعمال میں سے کِسی عمل پر مرے پھر وہ اُس کو اس عمل کے سبب سے نار میں داخل کرے گا۔ محمدؒ نے کہا خبر دی ہم کو ابوحنیفہؒ نے عبدالاعلیٰ تیمی سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے عمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس دَوران میں کہ وہ جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اُنھوں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو وہاں کے پادریوں میں سے ایک پادری نے (لوگوں سے پوچھا) کہ امیرالمومنینؓ کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

ان اللہ یُضِلُّ من یشاء ویہدی من یشاء
فقال بربکشت اللہ اعدل من ان یُضِلَّ
احدًا فبلغت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فقال بل اللہ اضلّک واللہ لولا عہدک
لضربتُ عنقک اخرج الامام ابو القاسم
اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی فی کتاب الحجۃ
فی بیان المحجۃ عن عبداللہ بن الحارث بن
نوفل قال لما قدِم عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ الجابیۃ قام یخطب الناس و
عندہ الجاثلیق یترجم لہ ما یقول
عمر فلما قال عمر من یُضلل
اللہ فلا ہادی لہ وفی روایۃ فلما قال عمر
یُضِلُّ اللہ من یشاء ویہدی من یشاء
نفض الجاثلیق ثوبہ کہیئۃ المنکر لذلک
فقال عمر ما یقول فکرہوا ان یذکروا
لہ الذی عنٰی بذلک ثم عاد عمر فقال ذلک
فنفض الجاثلیق مثلہا فقال عمر ما
یقول فقیل یا امیر المؤمنین یزعم ان
اللہ لا یُضِلُّ احدًا فقال عمر کذبت
یا عدو اللہ بل اللہ خلقک وہو اضلّک
وہو یدخلک النار ان شاء اما واللہ
لولا عقدٌ لک لضربت عنقک ان اللہ
عز وجل حین خلق الخلق

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو اُس نے کہا کہ معاذ اللہ خدا اعدل (یعنی بہت انصاف کرنے والا ہے اور بالاتر ہے اس سے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ پھر یہ بات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بلکہ اللہ ہی نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ واللہ اگر تم سے عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اخذ کیا امام ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی نے کتاب الحجۃ فی بیان المحجہ میں، مروی ہے عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے کہا کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تشریف لائے تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے پاس جاثلیق تھا جو کہ ترجمہ کرتا جاتا تھا اس تقریر کا جو عمرؓ کہتے تھے تو جب عمرؓ نے کہا کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمرؓ نے کہا "گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے" تو جاثلیق نے اپنا کپڑا جھٹکا اس بات کے منکر کی ہیئت کی طرح تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے، تو لوگوں نے اس بات سے کراہت کی کہ آپ سے ذکر کریں کہ اس حرکت سے اُس کی مُراد کیا تھی پھر عمرؓ نے اعادۂ کلام کیا تو پھر جاثلیق نے وہی حرکت کی پھر عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے تو کہا گیا کہ اے امیر المومنین یہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے خدا کے دُشمن! تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تجھے اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نار میں داخل کرے گا۔ واللہ اگر تیرے ساتھ عہد نہ ہو چکا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ بیشک اللہ عز وجل نے جب مخلوق کو پیدا کیا

عہ جاثلیق شام کے فتح کے ساتھ بمعنی رئیس نصاریٰ جو انطاکیہ کے بطریق کا ماتحت ہوتا تھا۔ جاثلیق کے ماتحت کو مطران کہتے تھے۔ پھر مطران کے ماتحت ہر شہر میں اسقف ہوتے تھے اور اسقف کے ماتحت قسیس ہوتے تھے اور قسیس کے ماتحت شماس ہوتے تھے۔

Marfat.com

خلق اہل الجنۃ و ما ہم عاملون وخلق اہل النار و ما یعملون ثم قال ہٰؤلاء لہٰذہ و ہٰؤلاء لہٰذہ فقال عبداللہ بن الحارث تفترق الناس وہم لا یختلفون فے القدر وآخرج ایضًا عن سعید بن المسیب قال قام عمر بن الخطاب فے الناس فقال ایہا الناس الا ان اصحاب الرأے اعداء السنۃ اعیتہم الاحادیث ان یحفظوہا و تفلّتت منہم ان یعوہا واستحیوا اذا سألہم الناس ان یقولوا لا ندری فعاندوا السنن برأیہم فضلّوا و اضلّوا کثیرًا و الذے نفس عمر بیدہ ما قبض اللہ نبیّہ ولا رفع الوحی عنہم حتے اغناہم عن الرأے و لو کان الدین یؤخذ بالرأے لکان اسفل الخف احق بالمسح من ظہرہ فایاک و ایاہم وآخرج عن عامر بن سعد عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فینا فقال من اراد بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ قال اہل اللغۃ بحبوحۃ الجنۃ وسطہا و الفذ الفرد وقال ابو القاسم تعلیقًا

تو اہلِ جنت کو پیدا کیا اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں اور پیدا کیا اہلِ نار کو اور اُن اعمال کو جو وہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ سب اِس کے لئے اور یہ سب اس کے لئے۔ پھر کہا عبداللہ بن الحارث نے کہ اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور وہ قدر میں اختلاف نہیں کرتے تھے۔ اور نیز روایت کیا سعید بن المسیب سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں میں کھڑے ہوتے اور کہا کہ اے لوگو یاد رکھو کہ اصحابِ رائے (یعنی آفتابِ نبوّت کی روشنی کو چھوڑ کر اپنی عقل کے چراغ سے دیکھنے والے) سُنّت کے دشمن ہیں عاجز کر دیا اُن کو احادیث نے کہ وہ ان کو حفظ کرتے اور چھوٹ گئیں اُن سے کہ وہ ان کو اپنی یاد میں قائم رکھتے اور جب اُن سے لوگ دکوئی مسئلہ پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہنے سے شرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تو یہ لوگ اپنی رائے سے (مسئلوں کے جواب دے کر) سنت کے ساتھ دشمنی کرنے لگے تو گمراہ ہوتے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو وفات نہیں دی اور نہ اُن سے وحی کو مرتفع کیا جب تک کہ ان کو رائے سے مستغنی نہ کر دیا اور اگر دین رائے سے اخذ کیا جاتا تو موزے کا تلا مسح کے لئے زیادہ مناسب ہوتا بہ نسبت اُوپر کے حصّہ کے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے بچو۔ اور روایت کیا عامر بن سعد سے انھوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں (خطبہ کے لئے) کھڑے ہو کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ جو شخص وسطِ جنت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اُس کے اُوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ کہا اہلِ لغت نے کہ بحبوحۃ الجنۃ کے معنے ہیں وسطِ جنت اور فذّ، اکیلا۔ اور کہا ابو القاسم نے تعلیقًا کہ عمرؓ بن

Marfat.com

قال عمر بن الخطاب علی المنبر انّ ھٰذا القرآنَ کلام اللہ و آخرج عن الحسن قال جآء اعرابیّ الی عمر فقال یا امیرالمؤمنین علّمنی الدِّینَ قالَ تشہد آن لا الٰہ الاّ اللہ و انّ محمدا رسول اللہ و تقیم الصلوٰۃَ و تؤتی الزکوٰۃَ و تحج البیت و تصومُ رمضانَ و علیک بالعلانیۃ و ایّاک و السِّرّ و کلّ ما تستحیی منہ فان کان لقیتَ اللہَ فقل آمرنی بھٰذا عمر و آخرج عن عمرو بن میمون عن عمر بن الخطّاب انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کانَ یتعوّذُ من عذاب القبر و آخرج عن ابی شہم عن عمر ابن الخطّاب قال قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف انتَ اذا کنتَ فی اربعۃ اذرعٍ فی ذراعین ورآیتَ منکرًا ونکیرًا قالَ قلتُ یارسولَ اللہ و ما منکرٌ و نکیر قالَ فتّانا القبر یبحثان الارض بانیابھما و یطآن فی اشعارھما اصواتُھما کالرعد القاصف و ابصارھما کالبرق الخاطف معھما مرزبۃٌ لو اجتمع علیھا اھل منیٰ لم یطیقوا رفعھا ھی آیسر علیھما من عصای ھٰذہ قالَ قلتُ یارسولَ اللہ و انا علٰی حالی ھٰذہ قال نعم قلتُ اذا آکفیکھما و آخرج عن طارق ابن شہاب عن عمر بن الخطّاب قال قالَ

الخطاب نے منبر پر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور روایت اخذ کی حسنؒ سے کہا کہ ایک اعرابی آیا عمرؓ کے پاس اور بولا کہ اے امیر المؤمنینؓ مجھے دین سکھاؤ۔ فرمایا کہ (دین یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان میں روزے رکھے اور تجھ پر لازم ہے (دین کی بات) علانیہ کرنا اور چھپ کر کرنے سے بچ اور ہر ایسی (دین کی بات چھپ کر کرنے سے) جس (کے اظہار) سے تجھے شرم آتی ہو۔ پھر اگر اس حال میں تو اللہ تعالیٰ سے ملے تو کہد یجئے کہ مجھے یہ حکم عمرؓ نے دیا تھا۔ اور روایت کی عمرو بن میمون سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور روایت کی ابی شہم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو چار ہاتھ (لمبی) اور دو ہاتھ (گہری) زمین میں دفن ہوگا اور تو مُنکر اور نکیر کو دیکھے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اور منکر و نکیر کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ قبر کے دو امتحان لینے والے ہیں زمین کو اپنے دانتوں سے کھود ڈالتے ہیں اور اپنے (دراز) بالوں میں چلتے ہیں اُن دونوں کی آوازیں گرجنے والے رعد کی مانند ہیں اور ان کی نگاہیں چمکنے والی بجلی جیسی، اُن دونوں کے پاس (اتنا بھاری) ہتھوڑا (یا گرز) ہوگا کہ اگر تمام اہلِ منیٰ اکٹھے ہو کر اُٹھائیں تو اُس کو نہ اُٹھا سکیں۔ اور اس کا اُٹھانا ان پر اس میرے عصا سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہؐ اور میں اپنے اسی حال پر ہونگا فرمایا کہ ہاں میں نے کہا کہ پھر تو آپؐ کی طرف سے میں اُن سے نبٹ لوں گا۔ اور روایت کیا طارق بن شہاب سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ داعیًا ومُبلّغًا لیس الیّ من الہدی شیٔ وخُلِق ابلیس مُزیّنًا ولیس الیہ من الضلالۃ شیٔ ۔ واخرج عن ابی ہریرۃ عن عمر بن الخطّاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم لاتجالسوا اصحاب القدر و لاتفاتحوہم (ابتداء بکلام مکنند) احمد بن حنبل قال حدثنا ہُشیم اخبرنا علی بن زید عن یوسف ابن مہران عن ابن عباس قال خطب عمر بن الخطّاب وقال ہُشیم مرّۃً خطبنا فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ فذکر الرجم فقال لاتُخدعنّ عنہ فانّہ حدٌّ من حدود اللہ الا انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قد رجم و رجمنا بعدہ ولولا ان یقول قائلون زاد عمر فی کتاب اللہ مالیس منہ لکتبتُ فی ناحیۃٍ من المصحف شہِدَ عمر بن الخطّاب قال ہُشیم مرّۃً وعبدالرحمٰن بن عوف و فلان وفلان انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قد رجم ورجمنا من بعدہ وانّہ سیکون من بعدکم قومٌ یکذّبون بالرجم و بالدجال و بالشفاعۃ و بعذاب القبر و بقومٍ یخرجون من النار بعدما امتُحِشُوا (احترقوا) مالک انہ بلغہ انّ عمر ابن الخطّاب قال انّی لاُحِبّ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں داعی اور مُبلّغ بناکر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس پیدا کیا گیا مزیّن بناکر (کہ دنیا کی زینت دکھاکر اس پر فریفتہ کرنے کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں (ہدایت وضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے)۔ اور روایت کیا ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحاب قدر کے ساتھ ہمنشینی نہ اختیار کرو (یعنی قدریہ گروہ کے لوگوں سے) اور نہ اُن کے ساتھ آغاز کلام کرو۔ احمد بن حنبلؒ کہا ہم سے حدیث بیان کی ہُشیم نے، کہا کہ ہم کو خبر دی علی بن زید نے یوسف بن مہران سے اُنھوں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطّاب نے اور ہشیم نے ایک مرتبہ یوں کہا کہ خطبہ دیا ہم کو پھر اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی پھر رجم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا ہے اور اگر (یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ کہنے والے یہ کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھادی جو اس میں نہیں تھی تو میں مصحف کے کسی جانب میں یہ لکھ دیتا کہ اس بات کا گواہ عمرؓ بن الخطّاب ہے۔ اور ہُشیم نے ایک مرتبہ کہا اور عبدالرحمٰن بن عوف اور فلاں وفلاں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے بھی اُن کے بعد رجم کیا اور تمہارے بعد عنقریب ایسی قوم ہوگی جو جھٹلائیں گے رجم کو اور دجال (کے ظہور) کو اور شفاعت کو اور عذاب قبر کو اور اُس قوم کے وجود کو جو جہنم سے نکلیں گے بعد اس کے کہ وہ جل چکے ہوں گے۔ مالکؒ، یہ کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطّاب نے کہا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ

Marfat.com

اَن اَنظُرَ اِلَی القَارِیِٔ اَبیَضَ الثِّیَابِ مالک عن ایوب بن اَبی تَمیمۃَ السختیانی عن ابن سیرین قال قال عمر بن الخطّاب اذا اَوسَعَ اللہُ علیکم فاَوسِعُوا علے انفسکم جَمَعَ رجلٌ علیہ ثیابَہٗ مالک عن اسحٰق بن ابی طلحۃ انہ قال قالَ انس بن مالک رَاَیتُ عمر بن الخطّاب وھو یومئذٍ امیرُ المؤمنین وقد رَقَّعَ بینَ کتفیہ بِرُقَعٍ ثلٰث لَبَّدَ بعضَھا فوقَ بعض مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ عمر بن الخطّاب رَاٰی حُلَّۃً سِیَرَاءَ عند باب المسجد فقالَ یارسولَ اللہ لواشتریتَ ھٰذہٖ الحُلَّۃَ فلبستَھا یومَ الجُمُعَۃ ولِلوُفُود اذا قدموا علیک فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما یلبسُ ھٰذہٖ مَن لاخَلاقَ لہٗ فے الآخرۃ ثم جاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منھا حُلَلٌ فاَعطٰی عمر بن الخطّاب منھا حُلَّۃً فقال عمر یارسولَ اللہ کَسَوتَنیھا وقد قُلتَ فی حُلَّۃِ عُطَارِدٍ ماقلتَ فقالَ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم اَکسُکَھا لِتَلبَسَھا فکَسَاھا عمر اَخًا لہٗ مشرکًا بمکۃ مالک انہ بلغہ اَنَّ عمر بن الخطّاب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفّان کانوا یشربون قیامًا مالک عن یحیے بن سعید ان عُمر ابن الخطّاب کان یاکل خُبزًا بسمنٍ فدعا رُجلاً من اہل البادیۃ فجعلَ یاکل یَتَتَبَّعُ باللُّقمۃِ

کہ قاری کو سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں۔ مالکؒ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے وہ ابن سیرین سے، کہاکہ فرمایا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کردی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت کرو چاہیئے کہ آدمی اپنے اوپر (ضروری) کپڑے جمع کرے (یعنی پہنے)۔ مالکؒ اسحٰق بن ابی طلحہ سے اُنھوں نے کہاکہ انسؓ ابن مالکؓ نے کہاکہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اور وہ اس زمانہ میں امیرالمؤمنین تھے اس حال میں کہ انھوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان اُوپرتلے تین پیوند لگا رکھے تھے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطّاب نے دروازۂ مسجد کے قریب ایک جوڑا سیرَاء[ع] دیکھا تو کہاکہ یارسول اللہ اس کو آپ خرید لیجیے اور جمعہ کے دن پہن لیاکرتے اور ایسے موقع پر جب کہ باہر کے وفود آپؐ کے پاس آتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ اس کو ایسا شخص ہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہوگا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن میں سے چند جوڑے آگئے تو ان میں سے ایک جوڑا آپؐ نے عمرؓ بن الخطّاب کو دیا تو عمرؓ نے کہاکہ یارسول اللہؐ یہ آپ مجھے عطا فرمارہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ میں نے تم کو اس لئے نہیں دیاکہ تم خود اس کو پہنو تو عمرؓ نے وہ اپنے ایک بھائی کو دیدیا جو مُشرک تھا مکہ میں۔ مالکؒ کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطّاب اور علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ ابن عفان سب کھڑے ہوکر پیتے تھے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطّاب گھی کے ساتھ روٹی کھارہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو جو اہلِ بادیہ میں سے تھا بُلا لیا اُس نے پے درپے لقمہ

[ع] سین کے زیر اور یاء تحتانی کے زبر کے ساتھ، ایک قسم کی یمنی چادر کہ جس میں زرد خطوط ریشمی دھاگے کے ملے ہوتے یا خالص زرد ہوتی تھی ۱۲ مترجم

وَ قَشَرَ الصَّحْفَۃَ فقالَ لہٗ عمر کانک مُقْفِرٌ (گرسنہ و بے سالن) فقالَ واللہِ ما اکلتُ سمنًا و لا رأیتُ اَکلًا بِہٖ (تناول آں) منذ کذا و کذا فقال عمر لا آکل السمن حتی یَحْیَ (یعلم) الناسُ من اوّلِ ما یَحْیَوْنَ مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال رأیتُ عمر بن الخطاب و ہو یومئذ یُطرح لہٗ صاعٌ من تمرٍ فیأکلہ حتی یأکل حَشَفَھا (بدترین خرما ۱۲) مالک عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عُمر انّہٗ قال سُئل عمر بن الخطّاب عن الجَرادِ فقالَ وَدِدْتُ اَنّ عندی قَفْعَۃً (زنبیل خورد بے گوشہ ۱۲) فاٰکُلُ منہ مالک عن یحیی ابن سعیدٍ انّ عمر بن الخطّاب قالَ اِیّاکم و اللحمَ فانّ لہٗ ضراوۃً کضراوۃِ الخمر مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب ادرک جابر بن عبد اللہ و معہٗ حِمالُ اللحم فقالَ ماہذا فقال یا امیرَ المؤمنین قَرِمْنَا الی اللحم فاشتریتُ بدرہم لحماً فقالَ مایُرِیدُ احدکم اَن یَطْوِیَ بطنَہٗ عن جارِہٖ اوابن عمہ این تذہب عنک ہذہ الآیۃ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا. مالک عن اسحٰق بن

کھانے شروع کر دیتے اور پیالہ کو لپٹ گیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا گویا کہ تو بھوکا ہے تو اُس نے کہا کہ واللہ میں نے لتنے اور اتنے زمانہ سے گھی نہیں کھایا اور نہ اُس کے لُقمے دیکھے تو عمرؓ نے کہا کہ میں گھی نہیں کھاؤں گا جبتک کہ لوگوں پر پہلے خوب بارش نہ ہولے (جس سے ان میں جان آجائے)۔ مالکؒ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انسؓ بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطّاب کو دیکھا اس حال میں کہ اس دن کہ اُن کے سامنے ایک صاع کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں کے خراب دانوں کو بھی۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ عبد اللہ ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب سے ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میرے پاس ایک تھیلا ہو جس میں سے ان کو کھاتا رہوں۔ مالکؒ یحیے بن سعید کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ بچو گوشت پر (مداومت) سے کہ اس کا بھی ایک چسکا (یعنی لت) ہے جیسا شراب کا چسکا ہوتا ہے۔ مالکؒ یحیےٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابرؓ بن عبد اللہ کو پایا اس حال میں کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ (یعنی بندھا ہوا پوٹلا) گوشت کا تھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم کا گوشت خرید لیا تو فرمایا کہ تم میں کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کر رکھے اپنے پڑوسی اور ابن عم کی خاطرداری کیلئے۔ کہاں جاتی رہی تمھارے پاس سے یہ آیت اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ الخ (۲۰:۴۶) تم اپنی مَن بھاتی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور ان کو خوب برت چکے"۔ مالکؒ اسحٰق بن

عہ بعض روایات میں سمن کے بجائے سمین ہے یعنی لا اکل السمین حتی یحیا الناس من اول مایحیون کہ میں فربہ (چربی دار) گوشت اس وقت تک نہیں جب تک لوگوں میں زندگی نہیں آلیتی یعنی اچھی طرح بارش نہیں ہوتی ایسی پہلی بارش ہونے کے بعد کھاؤں گا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک انہ سمع عمر بن الخطاب وسلم علیہ رجل فرد علیہ السلام ثم سال عمر الرجل کیف انت فقال احمد الیک اللہ فقال عمر جزاک اللہ ذلک الذی اردت منک مالک عن ربیعۃ ابن ابی عبدالرحمن عن غیر واحد من علمائہم ان ابا موسی الاشعری جاء یستاذن علی عمر ابن الخطاب فاستاذن ثلثا ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب فی اثرہ فقال مالک لم تدخل فقال ابو موسی الاشعری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل والا فارجع فقال عمر بن الخطاب ومن یعلم ہذا لئن لم تاتنی بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا وکذا فخرج ابو موسی حتی جاء مجلسا فی المسجد یقال مجلس الانصار فقال انی اخبرت عمر ابن الخطاب انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل والا فارجع فقال لئن لم تاتنی بمن یعلم ہذا لافعلن بک کذا وکذا فان کان سمع ذلک احد منکم فلیقم معی فقالوا لابی سعید الخدری قم معہ وکان ابو سعید اصغرہم

عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس رضؓ بن مالک سے کہ انھوں نے سُنا عمر رضؓ بن الخطاب سے اور ان کو ایک شخص نے سلام کیا تھا پھر اُنھوں نے سلام کا جواب دے کر اُس سے سوال کیا تھا کہ تم کیسے ہو تو اُس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں تو انھوں نے کہا جزاک اللہ یہی وہ بات ہے جو میں تم سے سُننا چاہتا تھا۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے اور انھوں نے اپنے میں کے ایک سے زیادہ عُلماء سے سُنا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ آئے اور عمر رضؓ بن الخطاب سے ملاقات کی اجازت طلب کی (جواب نہ ملا) تو تین مرتبہ اجازت طلب کر کے واپس ہوئے تو عمر رضؓ بن الخطاب نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بُلایا اور کہا کہ کیا ہوا کہ تم اندر نہیں آئے تو ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں (یعنی تین مرتبہ اجازت مانگی جائے) پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر تم کوئی ایسا شخص میرے پاس نہ لائے جو اس بات کو جانتا ہو تو میں تمھارے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابو موسیٰ رضؓ نکلے یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے جو مسجد میں ہوتی تھی جس کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر رضؓ بن الخطاب کو خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو اُنھوں نے کہا کہ اگر تو میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ لائے گا جو یہ بات جانتا ہو تو میں تیرے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا تو اگر تم میں سے بھی کسی نے یہ ارشاد سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ چلے۔ ان سبھوں نے ابو سعید خدریؓ سے فرمایا کہ اُن کے ساتھ جاؤ اور ابو سعیدؓ ان سب میں چھوٹے تھے

فقام معه فاخبر ذلک عمر بن الخطاب فقال
عمر لابی موسیٰ اما انی لم اتہمک ولکنی
خشیت ان یتقول الناس علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مالک عن زید بن اسلم
عن عطاء بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارسل الی عمر بن الخطاب بعطاء فردہ
عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم
رددتہ فقال یارسول اللہ الیس قد اخبرتنا
ان خیرا لاحدنا ان لا یاخذ من احد شیئا
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما ذلک عن المسئلۃ فاما ما کان من غیر مسئلۃ
فانہ رزق یرزقکہ اللہ فقال عمر بن
الخطاب اما والذی نفسی بیدہ لا اسأل احدا
شیئا ولا یاتینی شئ من غیر مسئلۃ الا
اخذتہ مالک عن عبداللہ بن ابی ملیکۃ
ان عمر بن الخطاب مر بامراۃ مجذومۃ
وہی تطوف بالبیت فقال لہا یا
امۃ اللہ لا تؤذی الناس لو جلست
فی بیتک فجلست فی بیتہا فمر بہا رجل
بعد ذلک فقال لہا ان الذی
کان نہاک قد مات فاخرجی فقالت
ماکنت لاطیعہ حیا واعصیہ
میتا مالک عن یحیی بن سعید ان
عمر بن الخطاب قال لرجل
ما اسمک فقال جمرۃ

وہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہوئے اور عمرؓ بن الخطاب کو اس کی خبر
دی۔ تو عمرؓ نے ابو موسیٰؓ سے کہا سمجھ لو کہ میں نے تم کو متہم
نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ (اس طرح) لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے
لگیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس کچھ مال
بھیجا تو عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اُس کو کیوں واپس کیا تو اُنھوں نے
کہا کہ یارسول اللہؐ کیا آپؐ نے ہم کو خبر نہیں دی تھی کہ ہم میں
سے ہر ایک کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ لے تو اُن سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سوال کرنے سے متعلق
تھی، رہی وہ چیز جو بغیر سوال کے آتے وہ ایک رزق ہے جو
اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرماتا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا اب
قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے میں کسی سے
کسی شے کا سوال نہ کروں گا اور میرے پاس بغیر مانگے کوئی چیز
نہیں آئے گی مگر میں اُس کو لے لونگا۔ مالکؒ عبداللہ بن ابی
ملیکہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک کوڑھی عورت پر ہوا اس
حال میں کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو اُس سے عمرؓ نے
کہا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے اچھا تھا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہتی، تو
وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہی تو اس کے بعد اُس پر ایک شخص کا
گزر ہوا اُس نے اس عورت سے کہا کہ جس نے تجھے منع کیا تھا
وہ مر چکا ہے اب نکلنے لگ۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسی نہیں
ہوں کہ وہ زندہ ہوں تو اُن کی اطاعت کروں اور مر جائیں تو نافرمانی کروں
مالکؒ یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص سے
پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ تو اُس نے کہا جمرہ (جمرہ کے لغوی معنے

Marfat.com

قَالَ ابْنُ مَنْ قال ابن شہاب قَالَ مِمَّنْ قال من الحُرَقَۃ (قبیلۃ قضاعۃ) قال أَيْنَ مسكنك قال بحرّۃ النار قَالَ بأيّها قال بذات لظى فقال عمر أَدْرِكْ اهلك فقد احترقوا قال فكان كما قال عمر بن الخطّاب مالك انه بلغه ان عمر بن الخطّاب اراد الخروج الى العراق فقال له كعب الاحبار لا تخرج اليها يا امير المؤمنين فانّ بها تسعةَ أَعْشَارِ السِّحْرِ وبها فَسَقَةُ الجنّ وبها دَاءٌ العُضَال مالك انّه بلغه ان أَمَةً كانت لعبد الله بن عمر بن الخطّاب رآها عمر بن الخطّاب وقد تهيّأت بهيئة الحرائر فدخلَ على ابنته حفصة فقال الم أَرَ جارية أخيكِ تجوسُ الناس وقد تهيّأت بهيئة الحرائر وانكر ذلك عمر مالك عن اسحٰق بن عبد الله بن ابى طلحة عن انس بن مالك قالَ سمعتُ عمر بن الخطّاب وخرجتُ معه حتى دخل حائطًا فسمعتُہ وهو يقول وبيني وبينه جدارٌ وهو فى جوف الحائط عمر بن الخطّاب امير المؤمنين بَخٍ بَخٍ يا ابنَ الخطّاب لتَتَّقِيَنَّ اللهَ او ليعذّبنّك. البغوى توضّأ عمر من ماء فى جرّة نصرانية

ہیں چنگاری) پوچھا کس کا بیٹا ہے تو اُس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا ہوں (شہاب کے معنے ہیں انگارا) پوچھا کس قبیلہ سے کہا حُرَقہ سے (قضاعہ کا ایک قبیلہ۔ اس کے لغوی معنے بھی جلے ہوئے کے ہیں) پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اُس نے کہا حرّۃ النار میں (اس کے معنے ہیں آگ کی گرمی) پوچھا اس کا خاص مقام کونسا ہے تو اُس نے کہا ذات لظیٰ (لظیٰ کے معنے ہیں آگ کا شعلہ) تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ کہ وہ جل گئے ہیں۔ راوی نے کہا کہ وہی ہوا جو عمرؓ بن الخطّاب نے کہا تھا۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرؓ بن الخطّاب نے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سے کعب الاحبار نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اُس طرف نہ جایئے کیونکہ دس میں سے نو حصہ سحر وہاں ہے اور فاسقین جنّات ہیں اور وہاں عسیر العلاج بیماری بھی ہے۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطّاب کی ایک باندی تھی اس کو عمرؓ بن الخطّاب نے دیکھا اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع قطع اختیار کر رکھی تھی۔ پھر وہ اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا میں تیرے بھائی کی کنیز کو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگوں کو گھورتی ہے اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع بنا رکھی ہے اور عمرؓ نے اس کو بُرا محسوس کیا۔ مالکؒ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہا میں نے سُنا عمرؓ بن الخطّاب کو اس حال میں کہ میں اُن کے ساتھ نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا اور میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ کے بیچ میں تھے کہ عمر خطاب کا بیٹا مومنین کا امیر! واہ وا، واہ وا!! اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ بغوی، عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک نصرانی عورت کے گھڑے میں کا تھا۔

البغوی قال عمر بن الخطاب کلوا الجبن
ما یصنع اہل الکتاب البغوی قال عمر و
ابن عباس الذکوٰۃ فی الحلق واللبۃ
وزاد عمر و لا تعجلوا الانفس ان تزہق
معناہ لاتسلخہا بعد ذبحہا مالم یفارقہا
الروح البغوی قال عمر بن الخطاب
لاتنخلوا الدقیق فانہ کلہ طعام۔ البغوی
قال عمر عام الرمادۃ لقد ہممت ان
انزل علی اہل کل بیت مثل عددہم
فان الرجل لایہلک علی نصف بطنہ
البخاری وغیرہ عن ابن عمر خطب عمر
ابن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل
تحریم الخمر وہی من خمسۃ اشیاء
العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل
والخمر ما خامر العقل وثلاث وددت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفارقنا حتی
یعہد الینا عہدا الجد والکلالۃ وابواب
من ابواب الربوا البغوی قال السائب بن
یزید ان عمر قال انی وجدت من فلان
ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء و
انا سائل عما شرب فان کان یسکر
جلدتہ الحد فجلدہ الحد تاما البغوی
روی ان عمر بن الخطاب قال
لشاب مس ازارہ الارض ابن اخی

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اہل کتاب جو پنیر بناتے ہیں وہ .... کھاؤ۔ بغوی، کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ ذبح حلق اور دگدگی میں ہوتا ہے اور عمرؓ نے یہ زیادہ کیا کہ جانوں کے ساتھ جلدی نہ کرو کہ وہ نکل جائیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ذبح کے بعد جب تک اس سے روح مفارقت نہ کر جائے اس کی کھال نہ اُتارو۔ بغوی، کہا عمرؓ بن الخطاب نے آٹے کو مت چھانو کیونکہ اس کا سب کا سب طعام (یعنی کھانے کی چیز ہے) بغوی، عمرؓ نے کہا عام الرمادہ میں (ایک قحط کے سال کا نام) میں نے یہ عزم کیا ہے کہ اُتار دوں (یعنی مہمان بنا دوں) ہر گھر والوں پر (قحط زدہ لوگوں کو) ان کے شمار کے برابر (کہ وہ اپنی آدھی خوراک ان کو کھلائیں) کیونکہ آدھا پیٹ بھرنے سے انسان ہلاک نہیں ہوتا۔ بخاری وغیرہ ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ خمر کی حرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور گیہوں سے اور جو سے اور شہد سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور تین چیزیں ہیں کہ میری دلی رغبت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ان کے مفصل حکم ہم کو دیدیتے جد اور کلالہ اور چند ابواب سود کے ابواب میں سے۔ بغوی، سائب ابن یزید نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بو محسوس کرتا ہوں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے طلاء پیا ہے اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں حد میں اس کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس کے پورے کوڑے لگوائے۔ بغوی، روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک نوجوان سے جس کی لنگی زمین سے چھو رہی تھی فرمایا کہ اے بھتیجے

Marfat.com

ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک۔ (پاک تر)
البغوی ان عمر رای علی رجل ثوبا معصفرا
فقال دعوا ہذہ البراقات للنساء۔ البخاری
وغیرہ عن ابن الزبیر قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی
الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ۔ البغوی عن
ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر
ابن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
ابن فرقد اما بعد فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہی عن الحریر الا ہکذا واشار
باصبعیہ السبابۃ والوسطی البغوی عن سوید
ابن غفلۃ ان عمر بن الخطاب خطب بالجابیۃ
فقال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
لبس الحریر الا موضع اصبع او اصبعین او ثلاث
او اربع وقال قتادۃ رخص عمر فی موضع اصبع
و اصبعین وثلاث واربع من اعلام الحریر البغوی
عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای
علی عمر قمیصا ابیض فقال اجدید قمیصک
ہذا ام غسیل فقال جدید فقال البس جدیدا و
عش حمیدا ومت شہیدا البغوی عن الحسن
قال خطب عمر وہو خلیفۃ وعلیہ ازار فیہ اثنا عشر
رقعۃ البغوی عن ابی عثمان النہدی یقول اتانا
کتاب عمر ونحن باذربیجان مع عتبۃ بن فرقد
اما بعد فاتزروا وارتدوا وانتعلوا

اپنا کپڑا اونچا کرکہ ایسا کرنا کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگا اور اللہ
سے تقوے کا موجب بھی۔ بغوی کہ عمرؓ نے ایک شخص کے بدن پر
کسم میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا کہ اس سنگار کو عورتوں کے
لئے چھوڑو۔ بخاری وغیرہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حریر
(باریک ریشمی کپڑا) نہ پہنو جو شخص اس کو دنیا میں پہن لے گا
وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔ بغوی، ابو عثمان نہدی سے
کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عتبہ بن فرقد کی معرفت عمرؓ بن الخطاب
کا خط آذربایجان میں پہنچا (لکھا تھا)۔ اما بعد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع کیا ہے بجز اس طرح کے اور اپنی کلمہ
کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (یعنی اتنی دھاریوں
کی اجازت ہے)۔ بغوی سوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
جابیہ میں خطبہ دیا فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر بقدر ایک یا دو انگل یا تین
یا چار انگل کے (یعنی اتنی دھاری کی اجازت ہے)۔ اور کہا قتادہؓ
نے کہ عمرؓ نے ریشمی دھاریوں کی ایک انگل یا دو یا تین یا چار انگل
رکھنے کی جگہ کے بقدر رخصت دی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر سفید قمیص دیکھی تو پوچھا
کہ یہ تمہاری قمیص نئی ہے یا دُھلی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نئی
ہے تو فرمایا کہ نیا پہنو اور قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت
کی موت مرو۔ بغوی حسنؒ سے، انھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ
نے اور وہ خلیفہ تھے اور ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں
بارہ پیوند تھے۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے، کہتے ہیں کہ ہمارے
پاس عمرؓ کا یہ مکتوب پہنچا معرفت عتبہ بن فرقد کے جب کہ ہم آذربایجان
میں تھے۔ اما بعد لنگی باندھا کرو اور چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنو

Marfat.com

وانقوا الخفاف و انقوا السراويلات و عليكم
بلباس ابيكم اسمعيل و اياكم و التنعم وزي
العجم و عليكم بالشمس فانها حمام العرب و
تمعددوا و اخشوشنوا و اخشوشبوا و
اخلولقوا و اعطوا الركب اسنتها و انزوا
نزوا وارموا الاغراض وفي رواية وانزوا
على ظهور الخيل نزوا و استقبلوا بوجوهكم
الشمس فانها حمامات العرب قوله تمعددوا
قيل هو من التمعدد بمعنى الغلظ يقال
تمعدد اذا شب و غلظ وقيل معناه تشبهوا
بعيش معد (بن عدنان) وكانوا اهل غلظ و تقشف
يقول كونوا مثلهم و دعوا التنعم و زي
العجم و اخشوشنوا اراد الخشونة في
الملبس و المطعم قوله و اخشوشبوا بالباء
فهو من الصلابة يقال اخشوشب
الرجل اذا كان صلبا ويروى بالجيم
من الجشب وهي الخشونة في المطعم
البغوي عن ابن سيرين ان عمر بن
الخطاب راى على رجل خاتما من
ذهب فامره ان يلقيه فقال
زياد يا امير المؤمنين ان خاتمي من
حديد قال ذاك انتن و انتن
البغوي عن ابن عمر قال اتخذ
رسول الله صلى الله
عليه وسلم

اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور تمہارے لئے ضروری ہے اپنے باپ اسمعیل کا لباس اور بچو عجم کی عیاشی اور لباس کی ہیئت سے اور تم پر ضروری ہے دھوپ کھانا کہ دھوپ عرب کا حمام ہے اور جفاکش رہو، موٹا جھوٹا (کپڑا اور کھانا) استعمال کرو اور سخت بنو اور سواری کو لازم رکھو۔ سواری کے جانوروں کو ان کا راتب دیتے رہو اور (ورزش جسمانی کے لئے) کودا کرو اور تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو نشانوں کے اوپر اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر اچھل کر سوار ہوا کرو اور اپنے چہروں کو دھوپ کے سامنے رکھا کرو کہ وہ عرب کا حمام ہے۔ ان کا قول تمعددوا کہا گیا ہے کہ وہ مشتق ہے تمعدد سے جس کے معنے غلظ یعنی موٹا ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے تمعدد جب کہ جوان اور فربہ ہو جاتے۔ اور کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ معد (بن عدنان) کی (جفاکش) زندگی کے ساتھ مشابہت رکھو اور یہ لوگ بہت مضبوطی اور قناعت والے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے جیسے بنو اور عیش پسندی اور عجم کے بھیس کو چھوڑو اور اخشوشنوا میں خشونت سے لباس اور کھانے کی خشونت مراد ہے اور ان کا قول اخشوشبوا بار کے ساتھ تو یہ صلابت (سختی) کے معنے میں ہے کہا جاتا ہے اخشوشب الرجل جب کہ سخت ہو اور ایک روایت جیم سے ہے (یعنی اجشوشبوا) جو جشب سے مشتق ہو گا جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ بغوی ابن سیرین سے کہ عمر ابن الخطاب نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ اس کو ڈال دے۔ تو زیاد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میری انگوٹھی لوہے کی ہے فرمایا کہ یہ بدبودار ہے اور سڑجاتی ہے۔ بغوی ابن عمر رضی سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

خاتماً من ورق وكان في يده ثم كان
بعده في يد أبي بكر ثم كان بعده في يد
عمر ثم كان بعده في يد عثمان حتى وقع
بعده في بير أريس نقشه محمد رسول الله
البغوي ان عمر بن الخطاب كان يتطيب
بالمسك وروي انه أوصى في غسله
ان لا يقربوه مسكاً وكان الحسن يكره
المسك للميت ولا يكرهه للحي البغوي
سئل انس بن مالك هل خضب رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال لم يشنه
الشيب ولكن خضب ابوبكر بالحناء
والكتم وخضب عمر بالحناء البغوي
عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان لا يتنور فاذا اكثر شعره حلقه
وروي عن سعيد عن قتادة ان
النبي صلى الله عليه وسلم لم يتنور
ولا ابوبكر ولا عمر ولا عثمان البغوي
عن جبير بن نفير قال قرئ علينا كتاب
عمر بن الخطاب بالشام ولا يدخل الرجل
الحمام الا بمئزر ولا تدخله
المرأة الا من سقم واجعلوا
اللهو في ثلثة اشياء الخيل
والنساء والنضال البغوي قال
عمر بن الخطاب لرجل من النصارى
صنع له طعاماً بالشام ودعاه

ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی پھر آپؐ کے بعد ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر اُن کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر بعد میں عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ پھر بعد کچھ زمانہ کے بیر اریس میں گر گئی۔ اُس کا نقش تھا محمد رسول اللہ۔ بغویؒ، یہ کہ عمرؓ بن الخطاب مشک کی خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے غسل کے بارے میں وصیت کی تھی کہ مُشک اُن کے قریب بھی نہ لائی جائے۔ اور حسنؓ مُشک کو میت کے لئے مکروہ سمجھتے تھے اور زندہ کے لئے مکروہ نہ سمجھتے تھے۔ بغویؒ، انسؓ بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ان میں (سفیدی کا) عیب پیدا نہیں کیا تھا بڑھاپے نے۔ لیکن ابوبکرؓ نے مہندی اور وسمہ سے کیا اور عمرؓ نے خضاب کیا مہندی سے۔ بغویؒ انسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نورے (یعنی چونے وہرتال) کا استعمال (بال اُتارنے کے لئے) نہیں کرتے تھے۔ جب بال زیادہ ہوجاتے تو آپؐ اُن کو مونڈ دیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا گیا سعید سے وہ قتادہؓ سے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نورے کا استعمال نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے اور نہ عمرؓ نے اور نہ عثمانؓ نے۔ بغوی جُبیر بن نُفیر سے، کہا کہ ہم کو شام میں عمرؓ بن الخطاب کا خط سُنایا گیا (جس میں یہ ہدایات تھیں) اور کوئی شخص (مرد) حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور بغیر کسی بیماری (سے علاج کی وجہ) کے کوئی عورت (بھی) حمام میں نہ داخل ہو۔ کھیل (دل لگی) تین چیزوں میں (محدود) رکھو، گھوڑوں میں، عورتوں میں، تیراندازی میں۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب نے شام میں ایک عیسائی سے جس نے اُن کے لئے کھانا بنا کر ان کی دعوت کی تھی فرمایا کہ

Marfat.com

اِنّا لا ندخل کنائسکم من اجل الصور
التی فیہا البغوی عن ایّوب عن
نافع قال بلغ عمر ان صفیۃ امرأۃ عبداللہ
ابن عمر سترت بیوتہا بقرام او غیرہ
اہداہ لہا عبداللہ بن عمر فذہب عمر و
ہو یرید ان یہتکہ فبلغہم فنزعوہ البغوی
ان صفوان بن امیۃ تزوّج فدعا عمر
ابن الخطاب الٰی بیتہ واذا بیتہ قد
ستر بہٰذہ الادم المنقوشۃ فقال
عمر لو کنتم جعلتم مکان ہٰذا مسوحًا کان
احمل للغبار من ہٰذا البغوی ان عمر
ابن الخطاب شکٰی الیہ رجل ما تلقٰی
امرأتہ لہ من اہراقۃ الدم فقال رجل
لو کان یحلّ لی منہا ما یحلّ لک
لقطعتہ فقال عمر بای شیٔ فقال
ہو ذا عرق فلو کوی ذہب فبرأت فقال
عمر ولا یذہبہ غیرہا قال لا قال عمر
البسوہا ثوبا و شقّوا الموضع الذی
یرید و عالجہا البغوی روی عن
عمر انہ قال تعلّموا من النجوم
ما تعرفون بہ القبلۃ والطریق ثم
امسکوا البغوی کتب عمر الٰی
ابی موسی الاشعری اما بعد فانی
امرکم بما امرکم بہ القرآن
و انہاکم

ہم تمہارے گرجاؤں میں بوجہ اُن تصویروں کے داخل نہیں ہوتے جو اُن میں بنی ہوتی ہیں۔ بغویؒ ایوب سے وہ نافعؒ سے کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہؓ نے اپنے گھر میں منقش پردہ یا کوئی اور ایسی ہی چیز لٹکائی ہے جو ہدیۃً ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے دی ہے تو عمرؓ پہنچے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ اُس کو اُتار دیں تو اُن کو اس کی خبر مل گئی اور اُنھوں نے (عمرؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی) اُس کو کھینچ لیا۔ بغویؒ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن اُمیہؓ نے نکاح کیا اور عمرؓ کو اپنے گھر میں بلایا اور ان کے گھر میں اسی منقش چمڑے کا پردہ لٹکا ہوا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس کی جگہ ایک کمبل لٹکا دیتے تو وہ اس سے زیادہ غبار کو روکنے والا ہوتا۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص نے اپنی بیوی کے مرض کا حال بیان کیا جو اس کو خون کے جاری ہونے کا لاحق ہو رہا تھا تو اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے لئے اس عورت کے ساتھ وہ بات حلال ہوتی جو تیرے لئے ہے تو میں اس خون کو قطع کر دیتا تو عمرؓ نے کہا کہ کس چیز سے؟ تو اُس نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ ایک رگ ہے اُس کو اگر داغ دیدیا جائے تو یہ مرض جاتا رہے گا پھر وہ تندرست ہو جائے گی تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو بند کرنے کی اور کوئی تدبیر نہیں ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کو کپڑا اُڑھا دو اور اس مقام پر سے اُس کو پھاڑ دو جس کا یہ ارادہ کرتا ہے۔ اور اس لئے اُس عورت کا علاج کیا۔ بغویؒ روایت کیا گیا ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا حصہ سیکھ لو جس کے ذریعہ سے قبلہ کو اور راستہ کو پہچان لو پھر رک جاؤ (ختم کر دو)۔

بغویؒ، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد میں تم کو اُن باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تم کو قرآن نے حکم دیا اور اُن باتوں

Marfat.com

عما نهاكم عنه محمد صلى الله عليه وسلم و
أمركم باتباع الفقه والسنة والتفهم
في العربية واذا رأى احدكم رؤيا
فقصها على أخيه فليقل خيرا لنا و
شرا لاعدائنا البغوي عن قتادة قال
جاء رجل الى عمر بن الخطاب فقال
اني رأيت كاني أعشبت ثم أجدبت
فقال عمر انت رجل تؤمن ثم
تكفر ثم تموت كافرا فقال الرجل
لم أر شيئا فقال عمر قد قضي
لك ما قضي لصاحب يوسف البغوي
قال ايوب عن نافع اوغيره قال
كان عمال عمر اذا كتبوا اليه بدؤا
بأنفسهم قال وجدت كتابا من
النعمان بن مقرن الى عبد الله امير
المؤمنين قال زياد ما كان هؤلاء الا
الاعراب البغوي عن تميم بن سلمة
قال لما قدم عمر الشام استقبله
ابوعبيدة بن الجراح فاخذ
بيده فقبلها قال تميم كانوا
يرون انها
سنة

سے منع کرتا ہوں جن سے تم کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور میں تم کو فقہ اور سنّت کے اتباع کا اور عربیت میں سمجھ پیدا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے پھر اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہے اور ہمارے دشمنوں کے لئے بُرا ہے۔ بغوی رح قتادہ رض سے کہا کہ ایک شخص آیا عمر رض بن الخطاب کے پاس اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں صاحب گیاہ ہوگیا (یعنی میرے بدن پر خوب گھاس اُگ آئی یا گھاس سے بھری ہوئی زمین میں پہنچ گیا) پھر مجھ پر خشک سالی آپڑی۔ تو عمر رض نے کہا تو ایسا شخص ہے جو ایمان رکھتا ہے پھر تو کافر ہو جائے گا پھر مرے گا کافر ہونے کی حالت میں۔ تو اس شخص نے کہا کہ میں نے تو کچھ نہیں دیکھا تو عمر رض نے کہا کہ تیرے لئے فیصلہ ہو چکا جو فیصلہ ہوا تھا یوسف کے (قید خانہ کے) ساتھی کے لئے۔ بغوی رح کہا ایوب نے روایت ہے نافع رح وغیرہ سے کہا کہ عمر رض کے عاملوں کی عادت تھی کہ جب اُن کی طرف بھیجنے کے لئے کوئی خط لکھتے تو اپنے نفوس سے خط کی ابتداء کرتے کہا کہ میں نے ایک خط اس طرح کا پایا من النعمان بن مقرن الخ (یہ خط نعمان بن مقرن کی طرف سے ہے، اللہ کے بندے امیر المومنین کے نام) زیاد نے کہا کہ ایسے لوگ اعراب ہی ہوتے تھے (اس طرف اشارہ کیا کہ ادب کے خلاف کرتے تھے)۔ بغوی رح تمیم بن سلمہ سے کہا کہ جب عمر رض شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ رض بن الجراح نے ان کا استقبال کیا تو ان کا ہاتھ پکڑا پھر اس کو بوسہ دیا۔ تمیم نے کہا کہ اصحاب کی رائے یہ تھی کہ یہ سنت ہے

ع جو تخیلات نفس ناطقہ بیداری میں مشاہدہ کرتا رہتا ہے وہ اس رؤیا کے مرتبہ میں ہیں جو سوتے کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ وہ بیداری کے خواب ہیں جو سونے کے زمانہ کے خوابوں کی طرح قابل تاویل ہیں، قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام سے جب شاہی ساقی اور باورچی نے اپنے اپنے رؤیا بیان کئے تو تعبیر سننے کے بعد باورچی نے بھی اس کو اپنا خواب سمجھنے سے انکار کیا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب انکار لا حاصل ہے "قضی الامر الذی فیہ تستفتیان" "کقضی لصاحب یوسف" سے اس طرح اشارہ مقصود ہے۔

سے اعراب کے معنے دیہاتی اور گنوار کے بھی ہیں، اور فصحاء بلغاء کے بھی ۱۲

Marfat.com

البغوی قال حمید بن زنجویہ یکرہ التسمی باسماء الملائکۃ مثل جبرئیل ومیکائیل لان عمر بن الخطاب قد کرہ ذلک ولم یاتنا عن احد من الصحابۃ ولا التابعین انہ سمی ولدًا باسم احد منہم البغوی عن الشعبی عن مسروق قال سألنی عمر رضی اللہ عنہ مسروق ابن من قلت مسروق بن الاجدع قال الاجدع اسم شیطان انت مسروق بن عبدالرحمٰن البغوی ان رجلاً خطب فاکثر فقال عمر ان کثیرًا من الخطب من شقاشق الشیطان شبہ الذی یتفیہق
شقشقہ بالکسر ریۂ شتر کہ وقت مستی از دہان بیرون آرد ۱۲
فی کلامہ ولا یبالی بما قال من صدق او کذب بالشیطان البغوی کان عمر لاینکر النصب والحداء ونحوہا وہذا آخر ما یسّر
نصب بالضم ... وحداء سرودیکہ بدان شتر را رانند ۱۲
اللہ تعالٰی لنا من تدوین مذہب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی ہذہ الحالۃ والحمد للہ اوّلاً وآخرًا وظاہرًا وباطنًا وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین ؂

بغایت
ہر چند آنچہ نوشتیم مختصر است بہ نسبت مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر تتبع کتب

بغوی ؒ، کہا حمید بن زنجویہ نے کہ فرشتوں کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے مثل جبرئیل ومیکائیل کے کیونکہ عمر رضؓ بن الخطاب نے اس کو مکروہ قرار دیا اور صحابہ رضؓ وتابعین ؒ میں کسی کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی روایت نہیں پہنچی کہ انھوں نے اپنی کسی اولاد کا نام ان میں سے کسی کے نام پر رکھا ہو۔ بغوی ؒ شعبی ؒ سے وہ مسروق ؒ سے، کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مسروق کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ مسروق اجدع کا بیٹا تو انھوں نے کہا کہ اجدع شیطان کا نام ہے تو مسروق ابن عبدالرحمٰن ہے۔ بغوی، ایک شخص نے خطبہ دیا اور بہت بولا تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ بہت سے خطبے شیطانی بَڑ میں سے ہوتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے کلام میں سخن سازی کے درپے ہوتا ہے اپنے قول میں سچ اور جھوٹ کی پرواہ نہیں کرتا اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ بغوی عمر رضی اللہ عنہ نصب اور حُدی اور اس طرح کی باتوں کا انکار نہیں کرتے تھے (یہ اونٹ کو مست کرنے والے گانوں کے نام ہیں)۔ یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو اس حالت میں اللہ تعالٰی نے ہم پر آسان کر دیا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مسلک مدوّن کرنے کے سلسلہ میں۔ اور قابلِ تعریف صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ وصلے اللہ علٰی خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین ؂

جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہ نسبت مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اگرچہ وہ نہایت مختصر ہے اور کتابوں میں کما حقہٗ تلاش وجستجو

۱؎ شقاشق جمع ہے شقشقہ کی۔ اونٹ کے بڑبڑانے اور آواز کرنے کو شقشقہ کہتے ہیں اور اس لوتھڑے کو بھی شقشقہ کہتے ہیں جو کہ اونٹ اپنے مُنہ سے مستی اور جماع کی خواہش کے وقت نکالتا ہے کہتے ہیں کہ یہ خاصہ عربی اونٹ کا ہے ۱۲ لغات الحدیث

بکار ببرد دو ثلث بران مزید شود و اگر تصحیح و
تسقیم روایات و ترجیح بعض بر بعض و بیان
آنچہ سلف دران باب تکلم کردہ اند علےٰ ما
ینبغی بتقدیم رسانیم مجلدی ضخیم بہم رسد اینہمہ
درحالت راہنہ میسر نیست لیکن برای اثبات
آنچہ در صدر مقالہ تقریر نمودیم کہ نسبت مجتہدین
با فاروق اعظم رض مانند نسبت مجتہد منتسب
مطلق است با مجتہد مستقل و مذہب فاروق
اعظم رض بمنزلۂ متن است و مذاہب اربعہ
بمنزلۂ شروح الیٰ غیر ذٰلک مما بسطنا فی
صدر المقالۃ کافی است دل خالی از تعصب و
گوش شنوا می باید و بس چون این مبحث
بحمد اللہ و حسن توفیقہ باتمام رسید مصلحت
آن نماید کہ دو نکتہ دیگر کہ باستقراء تمام
و از تتبع گوشہائے سخن و فحاوی آثار
شناختہ ایم بآن ملحق کنیم۔

نکتۂ اولیٰ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مردمان در ہمہ انواع علوم چشم بر جمال
آنحضرت و گوش بآواز وے صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند ہرچہ پیش می آمد از مصالح جہاد
و صلح و ہدنہ و عقد جزیہ و احکام فقہیہ و
علوم زہدیہ ہمہ ازان حضرت استفسار
می نمودند گویا الیوم از شکم مادر بظہور آمدہ اند چہ
علوم رسمیہ و تجربیہ کہ پیش از
بعثتِ سید الرسل علیہ افضل الصلوات

کی جائے تو اس پر دو ثلث کا اضافہ ہوجائے اور اگر روایات کی
صحت وسقم پر کلام کیا جاتے اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دینے
اور ان امور کے بیان کرنے پر بقدر مناسب اقدام کیا جائے جن پر
سلف نے اس باب میں کلام کیا ہے تو ایک ضخیم جلد تیار ہوسکتی
ہے اور یہ سب کام کرنا اس حالت میں جس میں کہ ہم گرفتار ہیں
دشوار ہے لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کی تقریر
ہم اس مقالہ کی ابتداء میں کرچکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی نسبت
فاروق اعظم رض کے ساتھ وہ ہے جو مجتہد منتسب مطلق کی نسبت
ہوتی ہے مجتہد مستقل کے ساتھ اور فاروق اعظم رض کا مذہب بمنزلہ
متن کے ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح کے مرتبہ میں ہیں
اور دیگر امور جن کو ہم نے ابتداء مقالہ میں مفصل ذکر کیا ہے،
(جو کچھ ہم نے جمع کردیا ہے) کافی ہو البتہ ایسا دل ہونا چاہیئے جو
تعصب سے خالی ہو اور ایسے کان ہونے چاہئیں جو سننے
والے ہوں اور بس۔ جب یہ مبحث بحمد اللہ اس کی حسن توفیق
سے اتمام کو پہنچ گیا تو اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم
اس کے ساتھ دو نکتے اور ملحق کردیں جن کو ہم نے تمام احادیث
کے مجموعہ کو پیش نظر لاکر اور بات کے گوشوں پر اور آثار کے انداز
کلام کو سامنے رکھ کر پہچانا ہے۔

نکتۂ اولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علوم کی
تمام انواع میں لوگوں کی آنکھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے جمال پر اور اُن کے کان آپ کی آواز پر لگے رہتے تھے
جو کچھ بھی پیش آتا تھا از قسم مصالح جہاد و مصالحت و عقد
جزیہ و احکام فقہیہ و علوم تزکیۂ نفس سب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہی پوچھتے تھے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے
ہیں کیا علوم رسمیہ و تجربیہ جو کہ حضرت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

Marfat.com

والتسلیمات معلوم ایشان بود ہمہ در سطوتِ فیوضِ نازلہ از جانب مدبّر السمٰوات والارض جلّت قدرتہٗ متلاشی گشتہ در ہر باب غیر انتظار حکم حضرت مخبرِ صادق وظیفۂ ایشان نبود چون نوبتِ خلافتِ خاصّہ رسید شیخین رض در مجالس متعدّدہ تمیز و تفریق در منصبِ نبوت و منصبِ خلافت بیان نمودند و فے الجملہ طریقِ مشاورت درمسائلِ اجتہادیہ و تتبّعِ احادیث از مظانّ آن کشادہ شد معہٰذا بعد عزم خلیفہ بر چیزے مجالِ مخالفت نبود در جمیع این امور شذر و مذر نمیرفتند بدونِ استطلاع رائی خلیفہ کارے را مصمم نمے ساختند لہٰذا درین عصر اختلافِ مذاہب و تشتّتِ آرا واقع نشد ہمہ بر یک مذہب متّفق و بر یک راہ مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے او بود و روایتِ احادیث و فتویٰ و قضا و مواعظ مقصور بود در خلیفہ یا کسے کہ نائبِ خلیفہ باشد بامراد و قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یقصّ الّا امیر او مامور او مختال اخرجہ ابوداؤد و قال عمر رض فے الفتاوے والقضاء وَلِّ حارّہا مَن تولّے قارّہا چون نوبت خلافت حضرت مرتضےٰ رسید بحکمِ تقدیر الٰہی تفرّق اُمّت پدید آمد و اکثر بلدان از طاعتِ خلیفہ برآمدند انگاہ حیرت گونہ بعلماء و فقہاء

والتسلیمات کی بعثت کے پہلے سے اُن لوگوں کو معلوم تھے وہ سب مدبّر السمٰوات والارض جلّت قدرتہٗ کی جانب سے نازل ہونے والے فیوض کے غلبہ و قہر میں نابود ہو گئے تھے۔ ان صاحبان کا ہر باب میں بجز اس کے کہ مخبرِ صادق کی بارگاہ سے صادر ہونیوالے حکم کا انتظار کریں کوئی اور معمول نہ تھا۔ جب خلافتِ خاصّہ کی نوبت پہنچی تو شیخین رض نے متعدّد مجالس میں منصب نبوّت اور منصب خلافت میں تمیز اور تفریق بیان فرمائی اور مسائل اجتہادیہ میں مشاورۃ اور احادیث کے تتبع کی جہاں مظنّۂ اجتہاد موجود ہو راہ فے الجملہ کُشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد کسی چیز پر خلیفہ کے عزم کر لینے کے بعد کسی کو مخالفت کی مجال نہ تھی ان تمام امور میں اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتے تھے۔ خلیفہ کی رائے سے مطلع ہوئے بغیر کسی کام کو مصمّم نہیں کرتے تھے اس لئے اس زمانے میں اختلاف مذاہب اور آراء میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔ سب لوگ ایک مذہب پر متفق اور ایک راہ پر مجتمع تھے اور وہ تھی خلیفہ کا مذہب اور اس کی رائے۔ احادیث کی روایت اور فتوےٰ کا دینا مواعظ کا بیان کرنا محدود تھا خلیفہ میں یا جو اس کے حکم سے خلیفہ کا نائب ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعظ و قصص کوئی شخص نہ کہے گا بجز تین کے، امیر ہو یا جس کو حکم دیا گیا ہو یا متکبّر (اپنے کو عالم سمجھنے والا) اور عمر رض نے فتاویٰ اور قضاء کے بارے میں فرمایا وَلِّ حارّہا مَن تولّی قارّہا (یہ ارشاد حضرت ابن مسعود رض سے اُن کو فتاویٰ سے روکنے کے لئے فرمایا تھا کہ تکلیف دہ کام ان ہی کے لئے چھوڑ دو جو اس سے راحت پانے والے ہیں) جب حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کی نوبت پہنچی تو تقدیر الٰہی کے حکم سے اُمّت میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر عُلماء و فقہاء ایک گونہ مبتلائے حیرت

Marfat.com

روند و او ہنوز انتظار داشتند کہ امروز و فردا خلافت منتظم گردد چون ایام خلافت خاصہ بالکلیہ منقرض شد و خلافت عامہ ظہور نمود و صورت اجتماع بہم آمد و علماء در ہر بلدے مشغول بافادہ شدند ابن عباس رض در مکہ فتوی میدہد و حدیث روایت میکند و تفسیر قرآن می نماید و عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ ابن عمر رض در مدینہ حدیث را روایت می نمایند و یاران خاص و اولاد و اقارب ایشان از ایشان اخذ فقہ می کنند و ابوہریرہ رض اوقات خود را بر اکثار روایت حدیث مصروف می سازد و فقہائے مدینہ از وے یاد میگرند و ابوسعید خدری و جابر رض و غیر ایشان نیز علی قدر الحال روایت می کنند و انس رض و عمران بن حصین در بصرہ و براء ابن عازب بحدیث و اصحاب عبداللہ بن مسعود رض بفقہ در کوفہ مشغول می شوند و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابودرداء و ابوامامہ باہلی و غیرہم در شام روایت می نمایند بالجملہ بہر ناحیہ صحابی یا تابعی بمقام افادہ درآمد و جماعہ بحکم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم از وے اخذ نمودند زیرا کہ تقدیم خلیفہ منصوب در فقہ بر سائر فقہاء امت و در مقامات صوفیہ بر سائر صالحین امت مسلم نبود و اشتغال خلیفہ بافادات نہ چون اشتغال خلفاء پیشین بود بالجملہ درین ایام اختلاف در فتاوی پیدا شد یکے را بر دیگرے اطلاع نہ و اگر اطلاع شدہ مذاکرہ

ہوگئے مگر پھر بھی وہ انتظار کرتے رہے کہ آج کل میں خلافت منتظم ہو جاتے۔ جب "خلافتِ خاصہ" کے ایام بالکلیہ ختم ہوگئے تو "خلافتِ عامہ" نے ظہور کیا اور اجتماع کی صورت بنی اور علماء ہر شہر میں فائدہ رسانی میں مشغول ہوگئے۔ ابن عباس رض مکہ میں فتوے بھی دیتے تھے اور حدیث کی روایت اور تفسیر قرآن بھی کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ بن عمر رض مدینہ میں حدیث کی روایت کرتے تھے اور اُن کے یارانِ خاص اور اولاد و اقارب اُن سے فقہ اخذ کرتے تھے۔ اور ابوہریرہ رض بکثرت روایت حدیث پر اپنے اوقات کو مصروف رکھتے اور فقہاء مدینہ اُن سے یاد کرتے رہتے تھے۔ ابوسعید خدری رض اور جابر رض اور دیگر حضرات بھی اپنے حال کے بقدر روایت کرتے تھے۔ اور انس رض و عمران بن حصین رض بصرہ میں اور براء بن عازب رض حدیث میں اور عبداللہ رض ابن مسعود کے اصحاب کوفہ میں فقہ کے ساتھ مشغول ہوگئے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رض اور ابودرداء رض اور ابوامامہ باہلی رض و غیرہم شام میں روایت کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ میں کوئی صحابی رض یا تابعی رح مقامِ افادہ پر آئے اور ایک جماعت نے بحکم "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم اقتدا کرلوگے ہدایت یافتہ بن جاؤ گے) اُن سے اخذ کیا۔ کیونکہ خلیفہ منصوب کا (جس کو منصبِ خلافت پر متمکن کر دیا گیا ہو) فقہ میں تمام امت سے پیش قدم ہونا اور مقاماتِ صوفیہ میں تمام صالحینِ امت پر اس کا مقدم ہونا مسلم نہیں رہا اور خلیفہ کا افادات میں مشغول ہونا مثل پہلے خلفاء کے مشغول رہنے کے نہیں واقع ہوا۔ الغرض ان ایام میں فتاوے میں اختلاف پیدا ہوا، ایک کو دوسرے کی رائے کی اطلاع نہیں ہوتی اور اگر اطلاع ہوتی تو باہمی گفتگو کی

Marfat.com

واقع نہ واگر مذاکرہ بمیان آمد ازاحۃ شبہ وخروج
از مضیق اختلاف بقضائے اتفاق میسّر نہ بسیارے
از احادیث خبر واحد روایت فرد عن فرد بہم رسید
واگر تتبع کنی روایت علمائے صحابہؓ کہ پیش از انقراض
خلافت خاصّہ از عالم گزشتہ اند بغایت کم یابے
وجمعے کہ بعد ایام خلافت ماندہ اند ہرچہ روایت
کردہ اند بعد ایام خلافتِ خاصّہ روایت کردہ
اند حدیث بسیارے ازیں جماعہ مُرسل است
واسطۂ صحابی دیگر ہست مگر از جہت اختصار
راہِ ارسال سپردہ اند لیکن مرسلِ صحابی حکم
متصل دارد اخرج مسلم عن معاویۃ بن ابے
سفیانؓ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمان
عمرؓ بن الخطاب فانہ کان یخیف الناس فی
اللہ عزّ وجلّ او کما قال وروے عن ابن مسعودؓ
انہ قال مَن کان مستنّاً فلیستنّ بمن قد
مات فان الحیّ لا یؤمن علیہ الفتنۃ
اولئک اصحابُ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کانوا افضلَ ہذہ الامّۃ ابرّہا قلوباً و
اعمقہا علماً و اقلّہا تکلّفاً اختارہم اللہ
لصحبۃ نبیہ و لاقامۃ دینہ فاعرفوا
لہم فضلہم و اتبعوہم علے آثرہم وتمسّکوا
بما استطعتم من اخلاقہم وسیرہم
فانہم کانوا علے الہدی المستقیم و
معلوم است کہ ابنِ مسعودؓ در آخر خلافتِ ذی
النورینؓ از عالم رفتہ و قال الشافعی

نوبت نہ آئی۔ اور اگر مذاکرہ کی نوبت آئی بھی تو شبہ کا وضیہ دور
تنگنائے اختلاف سے فضائے اتفاق میں نکلنا میسر نہ ہوا (ہر ایک
اپنی اپنی رائے پر قائم رہا)۔ خبر واحد کی قسم کی بہت سی احادیث
جن میں ایک فرد کی روایت ایک فرد سے ہے جمع ہوگئیں، اور اگر
تم جستجو کروگے تو ایسے علماء صحابہؓ کی روایتیں جو کہ خلافت خاصّہ
کے منقطع ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگئے بہت کم پاؤ گے
اور اُن لوگوں نے جو کہ بعد ایام خلافت باقی رہے جو کچھ روایت
کیا ہے ایام خلافت خاصہ کے بعد روایت کیا ہے۔ اس جماعت
کی بہت سی حدیثیں مُرسَل ہیں، دوسرے صحابی کا واسطہ بھی
ہے مگر بنا بر اختصار ارسال کی راہ اختیار کرلی لیکن صحابی کی
مُرسَل حدیث متصل کا حکم رکھتی ہے۔ مسلم نے روایت کیا معاویہ بن
ابی سفیان سے کہ انھوں نے کہا کہ تمھیں اُن احادیث کو لینا چاہیے
جو عمرؓ بن الخطاب کی زمانہ کی ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کا خوف
دلاتے رہتے تھے یا اور کسی طرح کہا۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ
سے کہ انھوں نے کہا کہ "جو شخص سُنّت کو اخذ کرنا چاہے تو چاہیے کہ
سنت کو اخذ کرے اُس سے جو مرچکا ہے کیونکہ زندہ فتنہ میں مبتلا
ہونے سے محفوظ نہیں، وہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے جو
اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ نیکی میں اُن کے قلوب
بہت بڑھے ہوتے تھے ان کا علم سب سے گہرا تھا ان میں تکلّف
سب سے کم تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی صحبت اور اپنے دین
کی اقامت کے لئے چُن لیا تھا تو اُن کی فضیلت کو پہچانو اور ان
کے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جہاں تک ہوسکے اُن کے اخلاق
اور اُن کی سیرتوں کو دلیل بناتے رہو کیونکہ یہ وہ لوگ تھے
جو سیدھی راہ پر تھے"۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابن مسعودؓ ذی النورینؓ
کی آخر خلافت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ

Marfat.com

اذا صِرنا الی التقلید فقولُ الائمۃ ابے بکر و عمر
وعثمانَ قال فے القدیم وعلیٍّ احبُّ الینا
من قولِ غیرہم ہرچند جمیع صحابہ عدول اند و
روایتِ ایشان مقبول و عمل بموجب آنچہ
بروایت صَدوق از ایشان ثابت شود لازم
اما درمیان آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروقِ
اعظم رضؓ بود و آنچہ بعد وی حادث شدہ فرق
ما بین السمٰوات والارض است بیت آسمان
نسبت بعرش آمد فرود ؛ ورنہ بس عالیست پیش
خاک تود نکتۂ ثانیہ باستقراء تام معلوم شد کہ
فاروقِ اعظم رضؓ نظرِ دقیق در تفریق میانِ احادیث
کہ بہ تبلیغ شرائع و تکمیلِ افرادِ بشر تعلق دارد
از غیر آن مصروف می ساخت لہٰذا احادیث
شمائلِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیثِ سُنَنِ
زوائد در لباس و عادات کمتر روایت میکرد بدو
وجہ یکی آنکہ اینہا از علومِ تکلیفیۂ تشریعیہ
نیست محتمل کہ چون اہتمام تام بروایتِ آن بکار
برند بعض اشیاء از سُنَنِ زوائد بسُنَنِ ہدیٰ
مشتبہ گردد و محتمل کہ شغل قوم باین احادیث
از شغل بشرائع مانع آید دیگر آنکہ جمعے کہ بشرفِ
صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند
در زمانِ فاروقِ اعظم رضؓ بسیار بودند احتیاج بتعلیم
این اشیاء واقع نشد واخرج الدارمی عن الشعبی
عن قرظۃ قالَ بعثَ عمرُ بنِ الخطاب رہطًا
من الانصار الی الکوفۃ فبعثنی معہم ۳۴

نے کہا کہ جب ہم تقلید کو اختیار کرینگے تو ائمہ ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ و عثمان رضؓ (اور
پہلے دور میں علی رضؓ کا نام بھی کہتے تھے) کے اقوال ہم کو زیادہ
محبوب ہیں دوسروں کے قول سے. ہر چند کہ تمام صحابہ رضؓ عدول
ہیں اور اُن کی روایتیں مقبول اور جو کچھ بروایت صدوق اُن سے
ثابت ہوا اس پر عمل بھی لازم ہے مگر حدیث و فقہ کے بارے میں
جو کچھ فاروقِ اعظم رضؓ کے زمانہ میں ہو چکا ہے اُس میں اور جو کچھ
اُن کے بعد حادث ہوا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے. بیت
آسمان نسبت بعرش الخ (ترجمہ) آسمان بہ نسبت عرش کے نیچا
ہے. ورنہ اس تودۂ خاک (یعنی زمین) سے تو بہت بلند ہے.
نکتۂ ثانیہ - پورے غور و خوض سے معلوم ہوا کہ فاروقِ اعظم رضؓ
اُن احادیث کو جو تبلیغِ احکامِ شرع اور افرادِ بشر کی تکمیل سے
تعلق رکھتی ہیں دوسری قسم کی احادیث سے جدا کرنے میں نظرِ
دقیق سے کام لیتے تھے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل
کی احادیث اور سُنَنِ زوائد کی احادیث جو لباس و عادات سے متعلق
ہیں کمتر روایت کرتے تھے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ علومِ تکلیفیہ
شرعیہ میں سے نہیں ہیں، احتمال ہوتا ہے کہ جب ایسی روایتوں میں
پورا اہتمام عمل میں لایا گیا تو بعض اشیاء جو سُنَنِ زوائد میں
سے ہیں سُنَنِ ہُدیٰ سے مشتبہ ہو جائیں گی. اور یہ احتمال بھی ہوتا
ہے کہ ان احادیث میں قوم کی مشغولیت شرائع کی مشغولیت سے
مانع ہو جاتے گی. دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے تھے وہ فاروقِ
اعظم رضؓ کے زمانہ میں بہت تھے ان اشیاء کی تعلیم کی حاجت
ہی واقع نہیں ہوئی. دارمی نے روایت کیا شعبی سے انھوں
نے قرظہ سے کہا کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے انصار کا ایک قافلہ کوفہ
کی طرف روانہ کیا اور مجھے بھی اُن کے ساتھ بھیجا تھا تو عمر رضؓ نے

Marfat.com

فجعل یمشی معنا حتی اتی ضرار و ضرار ماء فی طریق مکۃ فجعل ینفض الغبار عن رجلیہ ثم قال انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوما لھم ازیز بالقرآن فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شریککم قال ابو محمد ہو الدارمی معناہ عندی الحدیث عن ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس السنن و الفرائض قلت والاوجہ عندی ان معناہ الحدیث عن الشمائل والعادات مما لم یتعلق بہ حکم شرعی او معناہ الحدیث علی سبیل الظن فیما لم یتثبت فیہ ولم یجتہد فی حفظہ عند التحمل او الاداء و ہمچنین از فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہتمام بصیغ ادعیۃ موقتہ باوقات خاصہ یا مسببہ باسباب معینہ کمتر بظہور انجامید گویا میدانست کہ مدار فضائل مخ این ادعیہ است یعنی التجا بجناب قدس و توجہ باو و منشاء آن توکل است و شکر و سپاس بر مقامات آخرج ابو داود عن سہل بن معاذ بن انس عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ہمارے ساتھ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرار آگئے اور ضرار ایک پانی ہے مکہ کے راستہ میں تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں سے غبار جھاڑنا شروع کیا۔ پھر کہا کہ تم لوگ کوفہ پہنچو گے اور ایسے لوگوں سے ملوگے جو (خشیتِ الٰہی سے) قرآن کو بھرّاتی ہوئی آواز سے پڑھنے والے ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور آپس میں کہیں گے کہ اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ تمہارے پاس آکر تم سے حدیث کے بارے میں سوال کرینگے تو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتیں نقل کرنے میں کمی کرنا اور میں تمہارا شریک ہوں۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے (یعنی حدیث کے بارے میں سوال کرنے کے) یہ معنی ہیں کہ ایسی حدیث مراد ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے احوال سے تعلق رکھتی ہو نہ کہ سُنن اور فرائض سے تعلق رکھنے والی۔ میں کہتا ہوں کہ بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایسی حدیث جو شمائل (خصائلِ طبعی) اور عادات کے بارے میں ہو، جس سے کوئی شرعی حکم متعلق نہ ہو یا اس کے معنے ایسی حدیث کے ہیں جس میں پختگی حاصل نہ ہو اور پوری کوشش نہ کی گئی ہو اس کے حفظ میں اس کے حاصل ہونے کے وقت اور اندازِ بیان کے سمجھنے میں۔ اور اسی طرح فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ایسی دعاؤں کے مخصوص الفاظ کے اہتمام میں جو اوقاتِ خاصہ کے ساتھ مخصوص ہیں یا اسبابِ معینہ میں سے کسی سبب کے ساتھ مُسبّب ہیں کمتر کوشش ظہور میں آئی ہے۔ گویا وہ یہ جانتے تھے کہ فضائل کا مدار ان دعاؤں کے مغز پر ہے، یعنی بارگاہِ اقدس میں التجا اور اس کی طرف توجہ اور اس کا منشاء توکل ہے اور شکر اور اللہ کی حمد کرنا مناسب مواقع پر۔ ابو داود نے روایت کیا سہل بن معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

مَنْ اَكَلَ طعاماً ثم قالَ الحمدُ للهِ الذی اطعمنی ہذا الطعامَ ورزقنیہ من غیر حولٍ منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن لبس ثوباً فقال الحمدُ للهِ الذی کسانی ہذا ورزقنیہ من غیر حولٍ منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر پس گویا فاروقِ اعظم رضؓ درمثل این حدیث مدارِ فضیلت نظر دوختن بمسبّب اسباب دانسته و انداختن اسباب از نظرِ اعتبار انگاشته نہ خصوص این کلمات مبارکات و گویا تشریع خصوصیت این کلمات بنسبت ابرار است وتشریع مغز مصول و منشاء آن برائے سابقین

کہ جس نے کھانا کھایا پھر کہا الحمدللہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس سے سرزد ہوتے وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے کپڑا پہنا پھر کہا الحمدللہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اسکے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس کے اگلے یا پچھلے ہوں گے وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ تو گویا فاروقِ اعظم رضؓ نے اس جیسی حدیث میں افضلیت کا مدار مُسبّب اسباب پر نظر کا جمانا سمجھا اور اسباب کا نظرِ اعتبار سے ساقط کرنا خیال کیا، نہ کہ ان کلماتِ مبارکات کی خصوصیت۔ اور گویا ان کلمات کی خصوصیت کی تشریع ..... ابرار (یعنی عام صالحین) کے لئے ہے اور ان کلمات کے مغز اور اصول اور منشاء کی تشریع سابقین (مقربین) کے لئے ہے۔

الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ آج بیوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رمضان ۱۳۸۳ھ کو جلد ثالثؒ ازالۃ الخفاء کے ترجمہ سے بمقام دیوبند فراغت ہوئی اور اسکے بعد جلد رابع شروع کر دی گئی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

Marfat.com

تہذیب العقائد

اُردو ترجمہ و شرح

عقائدِ نسفی

عقائد اسلامیہ پر حاوی یہ کتاب عقائد نسفی کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس کی بسیط شرح اور اس ضمن میں تمام ضروری مباحث اور تاریخی امور پر مشتمل ہے اس میں جا بجا مذاہب باطلہ کا رد بھی کیا گیا ہے معلومات خیز اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔

ناشر

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ مقابل کراچی ۱

Marfat.com

کلام پاک

باترجمہ پڑھنا چاہیئے، اور اُس
کے ساتھ اسکی تفسیر بھی تاکہ مطالب خوب ذہن نشین
ہوں اور صحیح طور پر اسکی تعلیمات پر عمل کیا جاسکے،
معجز نما کلام قرآن مجید بادو ترجمہ مع کامل تفسیر اردو
اسی مقصد کی تکمیل کے لئے طبع کیا گیا ہے
نمونہ کا صفحہ مفت طلب فرمائیں ہدیہ مجلد روپے

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

تالیف:- مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ

امام اعظمؒ کا تذکرہ، اُن کے علم وفضل، عبادت وورع،
وفورِ عقل، حق پر استقامت اور دیگر مناقب کا بیان،
ناقدین کی امام صاحبؒ پر جرح اور جرحوں پر تحقیقی نظر،

نیز صاحبین یعنی

امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے حالاتِ زندگی،
اور آخر میں امام اعظمؒ کی بصیرت افروز وصیت،
نہایت دلآویز اور متین انداز میں سپردِ قلم ہیں۔

قیمت -/۲۰ روپے

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی ۱

Marfat.com

حجۃ اللہ البالغہ

طول ۱۰ انچ، عرض ۷½ انچ، جملہ صفحات ۱۱۳۶

مترجمہ:۔ حضرت علامہ ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بے مثل و عدیم النظیر بنیادی تصانیف میں جو درجہ اور مرتبہ "حُجّۃ اللہ البالِغۃ" کو حاصل ہے وہ اہل علم حضرات پر بخوبی عیاں ہے۔

اس کتاب میں شاہ صاحبؒ نے شریعت کے تمام اسرار کو بیان کیا ہے، اس فن میں آپ سے پیشتر کسی نے ان تمام حقائق و اسرار و مطالب کو یکجا جمع نہیں کیا تھا، یہ بےنظیر کتاب اسلام کو سمجھنے میں نہایت مددگار ہے۔ حکمت تشریع، حدیث، فقہ، تصوف اور اخلاق و فلسفہ وغیرہ جملہ علوم اس میں موجود ہیں۔ علامہ نواب صدیق حسن خان اس کتاب کے متعلق "اتحاف النبلاء" میں فرماتے ہیں کہ:۔

> "ایں کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار کردہ و حکم و اسرار آں بیان نمودہ تا آنکہ در فن خود غیر مسبوق واقع شدہ و مثل آں دریں دوازدہ صد سال ہجری ہیچ یکے از علماء عرب و عجم تصنیفے موجود نہ نمودہ"

حقیقت میں یہ علمی شاہکار اسی تعریف کے قابل ہے تیرہ سو برس میں آج تک اس فن میں کوئی اس پایہ کی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ اس کتاب کی دینی اہمیت کے پیش نظر اور شاہ ولی اللہ کا یہ انقلابی شاہکار قبولِ عام کرنیکی خاطر اسکو نہایت بلند معیار پر طبع کیا گیا ہے۔ اصل عربی کے مقابل نہایت سلیس و جامع اردو ترجمہ ہے۔ قدیم طرز تحریر میں زینت پیدا کرنیکی خاطر نظر ثانی کرائی گئی ہے اور ضروری تشریحات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

گذشتہ ساٹھ سال سے یہ چشمہ علم شائقین کی نظروں سے حجاب میں تھا بالآخر جناب پیر صاحب درگاہ شریف (سندھ) کے ذاتی کتب خانۂ عالیہ علمیہ سے بغرض طباعت حاصل کیا گیا۔

یہ کتاب ۲ جلدوں میں مکمل ہے قیمت کامل مجلد در ۲ جلد روپے۔

الگ الگ جلدیں بھی مل سکتی ہیں ـــــ قیمت فی جلد روپے

Marfat.com

ایک قدیم اشاعتی ادارہ

قدیمی کتب خانہ

جو پہلے "اصح المطابع" کا حصہ تھا اب ایک معاہدہ کے تحت اسکی بہت سی عربی، اردو مطبوعات اسی معیار و حسن کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

مثلاً

عربی کتب

صحیح البخاری مع کامل حواشی (نور محمدی)
صحیح مسلم مع شرح النووی و حاشیۃ السندی رح (نور محمدی)
مشکوٰۃ المصابیح محشی (نور محمدی)
تفسیر جلالین کلاں محشی مع تعلیقات جدید (نور محمدی)
سنن النسائی مع حواشی السیوطی رح والسندی رح
سنن ابی داؤد کثیر الحواشی مع مراسیل ابی داؤد رح
سنن الترمذی محشی بحواشی سابقہ مطبوعہ و جدید و الشمائل
سنن ابن ماجہ مع حواشی کاملہ و جامعہ
مؤطا امام محمد رح مع حواشی مولانا عبد الحی لکھنوی رح
المجلۃ الشرعیہ فی الاحکام العدلیہ
المعارف لابن قتیبہ
الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ

تراجم و اردو کتب

معجز نما کلاں قرآن مجید بہ ترجمہ مع کامل تفسیرہ خوبی والا
ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ دہلوی رح مترجم چہار جلد
حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی رح مترجم دو جلد
امام ابو حنیفہ اور انکے ناقدین از مولانا حبیب الرحمن شروانی رح
تہذیب العقائد ترجمہ و شرح عقائد نسفی (عربی، اردو)
توشیح التہذیب (اردو شرح تہذیب)
المعلقات السبع مع اردو ترجمہ از قاضی سجاد حسین
ریاض الصالحین درسی مع اردو ترجمہ (چار ابواب)
سلعۃ القریحہ فی توضیح شرح النخبہ اردو
مختصر شعب الایمان اردو، از امام بیہقی رح
کتاب الصلوٰۃ اردو از امام احمد بن حنبل رح مع سوانح
خدائی وعدہ، اردو ترجمہ "الوعد الحق" از طہ حسین

کمال صحت، حسن کتابت و دیدہ زیب طباعت قدیمی کتب خانہ کا طرۂ امتیاز ہے

* فہرست کتب مفت طلب فرمائیں *

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی

Marfat.com